

سنن ابی داؤد
کی جامع اور مکمل شرح
مع متن، اعراب، ترجمہ احادیث و تخریج

الجزء
السايع

السنن المصنوعه على

سنة أبي داود

كتاب الايمان والنذور
آخر كتاب الخاتم

افادات درسيه مع اضافات ونظر ثانی

حضرت مولانا محمد حافل صاحب مدظلہ

صاحب المدین مظاہر علوم سہانوی

تلمیذ رشید

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبہ الشیخ

۳/۲۳۵، بہادر آباد، کراچی ۵ فون: 021-34935493

سنن ابی داؤد کی جامع اور مکمل شرح مع متن، اعراب، ترجمہ احادیث و تخریج

الجزء
السابع

الدر المنصور

على

سنن ابی داؤد

كتاب الايمان والندور تا آخر كتاب الخاتم

مفتی محمد عارف الہ آبادی

افادات درسیہ مع اضافات و نظر ثانی

حضرت مولانا محمد حافل صاحب مدظلہ

صدر الدین مظاہر علی گھانی

تلمیذ رشید

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب تہاجد فی رب العالمین

ناشر

مکتبہ الشیخ

۳۳۵/۳، بہادر آباد، کراچی ۵ فون: 021-34935493

جدید ایڈیشن کے جملہ حقوق بحق مکتبہ الشیخ کراچی محفوظ ہیں

مؤلف دامت برکاتہم کی طرف سے تصحیح، اصلاح اور اضافات کے ساتھ،
آئینہ شمس کے مکمل متن، ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ منظر ایڈیشن

نام کتاب : الدر المنصور علی سنن أبي داود (الجزء السابع)
آفات و درسیہ : حضرت مولانا محمد عاتل صاحب مدظلہ
ترجمہ : صدر البدر حسین مدرسہ مظاہر علوم بہار پور
تخریج و ترتیب جدیدہ : مولانا محمد زکریا مدظلہ (استاذ مہذہب الخلیل الاسلامی، کراچی)
ناشر : اسراکین الخلیب اکیڈمی
مستند : معراج منزل علامہ بنوری ٹاؤن،
کراچی۔ 0321-235 7 200
مکتبہ الشیخ ۳/۳۳۵، پیسہ اور آباد کراچی ۵
اشاعت طبع جدیدہ : ربیع الاول ۱۴۳۸ھ دسمبر ۲۰۱۶ء

مکتبہ خلیلیہ ★ مکتبہ زکریا

دکان نمبر 19، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی ★ دکان نمبر 2، قاسم سٹریٹ، نزد سویراج ہسپتال، اردو بازار، کراچی
0312-5740900, 0321-2098691 ★ 021-32621095, 0312-2438530

قدیمی کتب خانہ، کراچی کتب خانہ اشرفیہ، اردو بازار، کراچی اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی مکتبہ العلوم، بنوری ٹاؤن، کراچی مکتبہ قاسمیہ، لاہور مکتبہ حقانیہ، ملتان مکتبہ العارفی، فیصل آباد سید احمد شہید، اکوڑہ خٹک	دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی مکتبہ ندوہ، اردو بازار، کراچی مکتبہ رحمانیہ، لاہور مکتبہ حرمین، لاہور ادارہ تالیفات، ملتان مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ مکتبہ علمیہ، پشاور	نور محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی مکتبہ انعامیہ، اردو بازار، کراچی مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی زم زم پبلشرز، اردو بازار، کراچی المیزان، لاہور مکتبہ امدادیہ، ملتان مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی ادارہ اسلامیات، لاہور
--	--	--

﴿ ہر دینی کتب خانہ پر دستیاب ہے ﴾

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
36	باب الاستثناء فی الیمین	3	فہرست مضامین
37	باب ما جاء فی یمین النبی ﷺ ما كانت	19	کتاب الایمان والندور
38	تحقیق سند	19	مباحث اربعہ مفیدہ
39	باب فی القسم هل یكون یمینا	20	باب التغلیظ فی الایمان الفاجرة
42	باب فیمن حلف علی طعام لا یأكله	20	یمین غموس کا حکم
43	ضیفان ابی بکر کا قصہ	21	باب فیمن حلف یمینا لیقتطع بها مالا لأحد
44	باب الیمین فی قطیعة الرحم	23	احادیث الباب کا تجزیہ
45	کُلِّ مالٍ لِّی فی یتاجِ الکعبة الحدیث	25	باب ما جاء فی تعظیم الیمین عند منبر النبی
45	بیان نذر اللجاج	26	باب الحلف بالانذار
46	باب فیمن یحلف کاذباً بمعمد	27	باب فی کراهیة الحلف بالآباء
48	باب الرجل یکفر قبل أن یحنت	28	قال عمر: فوالله ما خلقت بهذا إذا کبراً ولا آثراً
48	تقدیم الکفارة علی الحنث میں اختلاف علماء	29	باب فی کراهیة الحلف بالأمانة
50	باب کم الصاع فی الکفارة	30	باب لغو الیمین
50	کفارة یمین کی تفصیل مع مذاہب ائمہ	30	یمین کے اقسام ثلاثہ مع تعریف واختلاف ائمہ
51	مدہ شام کی مقدار اور اس کی تحقیق	31	ابراہیم صالح کی ایک خاص خصالت
52	باب فی الرقبة المؤمنة	32	باب المعارض فی الیمین
54	باب الاستثناء فی الیمین بعد السکوت	33	باب ما جاء فی الحلف بالبراءة وبملة غیر الإسلام
56	باب النهی عن الندور	33	ترجمہ الباب میں اختلاف نسخ اور اس کی تحقیق
56	حکم نذر میں مذاہب ائمہ	35	باب الرجل یحلف أن لا یتأد

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
87	نذر لجلج کی تعریف اور اسکے حکم میں اختلاف ائمہ	58	باب ما جاء في النذر في المعصية
89	باب من نذر في الجاهلية ثم أدرك الإسلام	59	باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية
90	كتاب البيوع	60	قال أبو داود في تشریح و تنقیح
91	بیع کے انواع		حدیث الباب پر محدثین کا نقد اور حنفیہ کی طرف
91	اسلام میں معاملات کی درستگی کی اہمیت	63	سے اس کا جواب
92	باب في التجارة بخالطها الحلف واللغو	65	روایات الباب کا تجزیہ
93	باب في استخراج المعادن		ترأى رجلًا يُهادى بدينه الحديث والكلام على
94	باب في اجتناب الشبهات	65	الحديث من حيث الفقه
95	إِنَّ الْحَلَالَ بَيْنَ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيْنَ الحديث	70	باب من نذر أن يصلي في بيت المقدس
96	اشیاء میں اصل اباحت ہے یا توقف ؟	71	شرح السند
	اہل بیت میت کی طرف سے ضیافت، اشکال و	72	باب في قضاء النذر عن الميت
98	جواب	74	باب ما جاء فيمن مات وعليه صيام صام عنه وليه
99	باب في آكل الربا وموكله	75	باب ما يؤمر به من الوفاء بالنذر
100	باب في وضع الربا	77	باب في النذر فيما لا يملك
101	باب في كراهية اليمين في البيع	80	قَالَ: كَانَتْ الْعَصْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ الْحَدِيث
102	باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر	81	استيلاء الكافر على مال المسلم کی بحث
103	شرح السند	82	باب فيمن نذر أن يصلي بماله
	باب في قول النبي صلى الله عليه وسلم	83	تصدق بجميع المال کی نذر میں مذاہب ائمہ
104	المكيال مكيال المدينة	85	كعب بن مالك كاتبة قبول توبه میں
106	باب في التشديد في الدين	85	باب من نذر نذر الا يطيقه
109	أَنَا أَوَّلُ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ الْحَدِيث	86	باب من نذر نذر الم يسمعه

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
133	باب فی بیع الثمار قبل أن یدو صلاحها	110	صحۃ الکفالة عن المیت میں اختلاف علماء
137	باب فی بیع السنین	110	باب فی المطل
137	وضع الجوارح کا حکم	111	باب فی حسن القضاء
138	باب فی بیع الغرر	113	باب فی الصرف
139	بیع الملامسة والمنابذة	113	بیع الصرف کی تعریف اور حکم
141	تھی عن بیع حبیل الحبلة الحدیث	113	ربا الفضل کے عدم جواز میں بعض صحابہ کا اختلاف
141	باب فی بیع المضطر	114	ربا کی تعریف
142	باب فی الشركة		الذهب بالذهب رہا إلا هاء هاء الحدیث اور اس
143	باب فی المضارب بخالف	114	کی شرح بالتفصیل
145	بیع فضولی میں مذاہب ائمہ	118	باب فی حلیۃ السیف تباع بالذراهم
147	باب فی الرجل یتجر فی مال الرجل بغير إذنه	119	مسئلہ مدعجہ اور اس کی شرح
148	حدیث الغار کا ایک قطعہ	121	باب فی اقتضاء الذهب من الورق
149	باب فی الشركة علی غیر رأس مال	123	باب فی الحيوان بالحيوان نسيئة
150	باب فی المزارعة	124	باب فی الرخصة فی ذلك
150	مزارعة کے اقسام و مذاہب ائمہ	125	باب فی ذلك إذا كان یدا بيد
151	مساقاة اور اس میں اختلاف ائمہ	125	باب فی التمر بالتمر
152	رافع بن خدیج کی حدیث میں اضطراب	127	باب فی المزانة
156	باب فی التشدید فی ذلك	128	باب فی بیع العرایا
162	باب فی زرع الأرض بغير إذن صاحبها	129	عرایا کی حقیقت اور اس میں اختلاف ائمہ
163	باب فی المعايرة	131	باب فی مقدار العریة
165	باب فی المساقاة	132	باب تفسیر العرایا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
197	باب فی التسعیر		آپ ﷺ کا معاملہ یہود خیبر کے ساتھ مزارعہ
198	باب النهی عن الغش	165	کا تھا یا خراج کا
199	باب فی خیاء المتبایعین	168	باب فی الحرص
200	خیار مجلس کے ثبوت میں علماء کا اختلاف	171	أبواب الإجارة
205	باب فی فضل الإقالة	171	باب فی کسب المعلم
206	باب فیمن باع بیعتین فی بیعة	173	باب فی کسب الأطباء
208	باب فی النهی عن العینة	177	باب فی کسب الحجام
208	بیع عینہ کی تعریف اور حکم	179	باب فی کسب الإماء
209	ترک جہاد پر وعید شدید	180	باب فی حلوان الکاهن
210	باب فی السلف	181	باب فی عسب الفحل
210	صحیح سلم کے شرائط	182	باب فی الصائغ
213	سلم فی القطع کی تفصیل	183	باب فی العبد یباع ولہ مال
213	باب فی السلم فی ثمرة بعینہا	185	باب فی التلقي
214	باب السلف لا یحول	187	بیع علی بیع انہی کی شرح
215	باب فی رضع الجائحة	187	باب فی النهی عن النجش
216	باب فی تفسیر الجائحة	188	باب فی النهی أن یبیع حاضر لباد
217	باب فی منع الماء	190	باب من اشترى مصراة فکرها
220	باب فی بیع فضل الماء	194	باب فی النهی عن الحکرة
220	باب فی ثمن السنور	194	احکام کی حقیقت و تعریف
221	باب فی ثمن الکلاب	195	احکام کن کن چیزوں میں منع ہے؟
223	باب فی ثمن الخمر والمیتة	197	باب فی کسر الدرہم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
259	باب فی الرجل يأكل من مال ولده	224	شرح الحدیث بالتفصیل
261	باب فی الرجل یجد عین ماله عند رجل	229	باب فی بیع الطعام قبل أن یستوفي
262	باب فی الرجل يأخذ حقه من تحت یدہ	229	بیع قبل القبض سے نبی کن کن اشیاء میں ہے؟
262	مسئلہ الظفر کی تشریح اور مذاہب ائمہ	233	باب فی الرجل یقول فی البیع لا خلابة
264	باب فی قبول الهدایا	234	مذاہب الاثامہ فی خیار المغبون
266	باب الرجوع فی الہبة	236	باب فی العریان
268	باب فی الهدیة لقضاء الحاجة	237	باب فی الرجل یبیع ما لیس عنده
269	باب فی الرجل یفضل بعض ولده فی التحل	237	لَا یَحِلُّ سَلْفٌ وَبَيْعٌ، وَلَا شَرْطَانِ فی بیع الحدیث
274	باب فی عطیة المرأة بغير إذن زوجها	238	اور اس کی شرح
275	باب فی العمری	239	باب فی شرط فی بیع
276	باب من قال فیہ ولعقبہ	239	حضرت جابرؓ کی ثراء جمل والی حدیث
278	باب فی الرقبی	240	باب فی عہدة الرقیق
280	باب فی تضمین العاریة	242	باب فیمن اشترى عبدا فاستعمله ثم وجد به عیبا
284	باب فیمن أفسد شیئا یغرم مثله	244	الحراج بالضمان الحدیث
284	وجوب ضمان کا ضابطہ	245	باب إذا اختلف البیعان والمبیع قائم
285	آپ ﷺ کے کمال حسن معاشرت کی حکایت	247	باب فی الشفعة
286	باب المواشی تفسد زرع قوم	247	شفعة کے لغوی واصطلاحی معنی کی تحقیق و تنقیح
288	کتاب الاقضية		باب فی الرجل یفلس فیجد الرجل متاعه بعینه
288	باب فی طلب القضاء	252	عنده
289	باب فی القاضی یعطی	256	باب فیمن أحیا حسیرا
291	باب فی طلب القضاء والتسرع الیه	257	باب فی الرهن

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
307	باب فی الشهادات	293	باب فی کراہیۃ الرشوة
	الا أخبرکم بخیر الشہداء الحدیث اور دفع	293	باب فی ہدایا العمال
308	تعارض بین الحدیثین	294	قاضی وعامل کیلئے قبول ہدیہ کب جائز ہے؟
	باب فیمن یعین علی خصومة من غیر أن	295	باب کیف القضاء
309	یعلم أمرها	296	قضاء علی الغائب میں اختلاف علماء
310	باب فی شهادة الزور	296	باب فی قضاء القاضی إذا أخطأ
311	باب من تردد شہادته		قضاء القاضی کا نفاذ صرف ظاہر ہو تا ہے یا ظاہراً و باطناً
313	باب شهادة البدوي علی أهل الأمصار	297	آپ ﷺ کیلئے جواز اجتہاد
313	باب الشهادة فی الرضاع	300	باب کیف یجلس الخصمان بین یدی القاضی
315	باب شهادة أهل الذمة فی الوصیة فی السفر	301	باب القاضی یقضي وهو غضبان
316	عدی بن بداء اور تمیم داری کا قصہ	301	باب الحكم بین أهل الذمة
	باب إذا علم الحاكم صدق الشاهد الواحد يجوز	302	باب اجتہاد الرأي فی القضاء
317	له أن یحكم به	303	قول معاذ: أقضي بکتاب اللہ، قال: «فإن لم تجدنی
317	قضاء القاضی بطل میں مذہب ائمہ		بکتاب اللہ؟» الحدیث
318	آپ ﷺ کے شراء فرس کا ایک عبرتناک واقعہ	304	جمیت قیاس کا ثبوت حدیث الباب سے
320	باب القضاء بالیمین والشاهد	304	محمد شین کا اس حدیث پر نقد
322	فکان شہیل، بعد یحذیک عن ربیعة، عن أبیه	304	باب فی الصلح
322	من حدث ونسی	305	الصلح جائز بین المسلمین، إلا صلحاً أحل
	بعث نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشاً إلی بنی		حراماً، أو حرم حلالاً إلخ
324	العذر الحدیث اور اس کی مفصل شرح	306	امام ترمذی پر تصحیح حدیث میں محمد شین کا اعتراض
326	باب الرجلین یدعیان شیئاً ولیست لهما بینه	306	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
353	باب فی التشدید فی الکذب علی رسول اللہ ﷺ	328	باب الیمین علی المدعی علیہ
354	باب الکلام فی کتاب اللہ بغير علم	329	باب کیف الیمین
355	حدیث الباب کی شرح اور تفسیر بالرائے	329	باب إذا کان المدعی علیہ ذمیا یحلف
357	باب تکریر الحدیث	330	باب الرجل یحلف علی علمہ فیما غاب عنہ
357	کَانَ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا، أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ	331	باب کیف یحلف الذمی؟
358	باب فی سرد الحدیث	332	باب الرجل یحلف علی حقہ
359	باب التوقی فی الفتیاء	333	باب فی الحبس فی الدین وغیرہ
359	فَمَنْ عَنِ الْعُلُوطَاتِ الْحَدِيثِ	335	باب فی الوكالة
361	باب کراہیۃ منع العلم	336	باب من القضاء
362	باب فضل نشر العلم	340	أَنَّ رَجُلًا خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شَرَاكِ الْحَرَّةِ الْحَدِيثِ
364	باب الحدیث عن بنی اسرائیل		اِخْتَصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ
364	باب فی طلب العلم لغير الله تعالى	342	فی حَرِيمِ نَخْلَةٍ الْحَدِيثِ
365	باب فی القصص	343	کتاب العلم
366	لَا يَقْضُ إِلَّا أَمِيرٌ، أَوْ مَأْمُورٌ، أَوْ مُخْتَالٌ الْحَدِيثِ	344	باب الحث علی طلب العلم
370	کتاب الأشربة	345	وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَسْبَاطَهُهَا الْحَدِيثِ
370	باب فی تحریم الخمر	347	باب بروایۃ حدیث اهل الکتاب
	اشربہ کے بارے میں حنفیہ اور جمہور علماء کا	348	ایک نوع کے دو باب اور ان میں وجہ فرق
372	اختلاف مدلل ومفصل	349	اسرائیلیات کا حکم
376	مَا أَشْكُرُ كَثِيرَهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ	350	تورات اور انجیل کی زبان کونسی ہے؟
379	باب العنب یعصر للحمز	351	کاتبین وحی صحابہ کی تعیین
380	لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرة	351	باب فی کتابۃ العلم
380	باب ما جاء فی الخمر تحلل		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
412	باب فی اختناث الأسقية	381	باب الخمر ما هو
413	باب فی الشرب من ثلثة القدح	381	حقیقہ کے مسلک کی تائید و ترجیح
414	باب فی الشرب فی آنية الذهب والفضة	383	باب النہی عن المسکر
415	باب فی الکراع	387	نہی رسول اللہ ﷺ عن کل مسکر ومفکر
416	باب فی الساقی معی یشرّب	388	باب فی الدادی
418	باب فی النفخ فی الشراب والتنفس فیہ	389	طلاء کی تفسیر و تحقیق
	کیا آپ ﷺ کا معمول کھانے کے ساتھ ہی	389	باب فی الادویۃ
421	پانی نوش فرمانے کا تھا؟	390	نہی عن الدباء، والحلتیم، والزقزق، والتفیر
421	باب ما یقول إذا شرب اللبن	390	مشکیرہ میں بنیذ بنانے کی مصلحت
423	باب فی إیکاء الآنية	390	ادویہ اربعہ کی تشریح
427	کتاب الأطعمة	393	وفد عبد القیس والی حدیث کی شرح
427	باب ما جاء فی إجابة الدعوة	399	باب فی الخلیطین
428	ولیمہ سے متعلق تین فائدے	399	کھجور کی مختلف انواع اور ان کے اسماء
428	انواع الضیافات اور ان کے اسماء	401	باب فی نبیذ البسر
430	اجابۃ دعوت کا حکم شرعی	402	باب فی صفۃ النبید
431	باب فی استحباب الولیمۃ عند النکاح	406	باب فی شراب العسل
432	باب فی کم تستحب الولیمۃ	407	تحریم عسل والی حدیث
433	باب الإطعام عند القدوم من السفر	408	تحریم عسل اور تحریم ہاریہ کا بیان
434	باب ما جاء فی الضیافة	409	باب فی النبید إذا غلی
	فَلْيُكْرِمُوا صَنِيفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ اور	410	باب فی الشرب قائما
434	حدیث کی شرح	411	باب الشراب من فی السقاء
436	لَيْلَةُ الصَّيْفِ حَتَّى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ الْحَدِيثُ		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
437	باب نسخ الضیف یا کل من مال غیرہ	457	وَسَمَّى فِي الدِّعَاءِ وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ سَمُوهُ
438	ترجمہ الباب کی غرض اور اس میں اختلاف نسخ	457	باب فی اکل الدباء
439	باب فی طعام المتباریین	459	باب فی اکل الثرید
439	باب إجابة الدعوة إذا حضرها مكروه	459	باب فی كراهية التقذر للطعام
441	باب إذا اجتمع داعیان أيهما أحق		لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ ضَارِعَتْ فِيهِ
441	باب إذا حضرت الصلاة والعشاء	460	التَّصْمُرُ آيَةُ الْحَدِيثِ كِي شَرْح
443	باب فی غسل الیدین عند الطعام	461	باب النهی عن اكل الجلالة والباها
443	ترجمہ الباب میں تکرار اور اس کی توجیہ	462	باب فی اكل لحوم الخیل
444	باب فی غسل الید قبل الطعام	463	تحقیق مذہب حنفیہ
444	باب فی طعام الفجاءة	464	باب فی اكل الارنب
445	باب فی كراهية ذم الطعام	466	باب فی اكل الضب
446	باب فی الاجتماع على الطعام	469	باب فی اكل لحم الجباری
446	باب التسمية على الطعام	469	باب فی اكل حشرات الارض
449	باب ما جاء فی الاكل متكئا	470	سُئِلَ عَنْ أَكْلِ الْقُنْفُذِ الْحَدِيثِ
450	اكل متكئا كامصدق اور تفسير	471	قفذ كامصدق اور اس كا حكم شرعی
451	كھانے كے وقت پسندیدہ صفت جلوس	472	باب ما لم یذ كر تحریمه
452	باب ما جاء فی الاكل من أعلى الصفحة	472	وما سكنت عنه فهو عفو
453	باب ما جاء فی الجلوس على مائدة عليها بعض ما یكره	473	دو حدیثوں میں بظاہر تعارض اور اس كا جواب
454	باب الاكل باليمين	473	باب فی اكل الضبع
455	باب فی اكل اللحم	475	باب النهی عن اكل السباع
455	لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ الْحَدِيثِ	478	باب فی اكل لحوم الحمر الأهلية
		478	بغال كے حكم میں اختلاف

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
502	باب فی دواب البحر	480	وَأَبَىٰ ذَٰلِكَ الْبَحْرُ الْحَدِيثَ
503	غزوہ سیف البحر کا تذکرہ	480	حمر اہلیہ میں مذہب ابن عباسؓ
503	حدیث العنبرہ	481	باب فی أكل الجراد
505	باب فی الفأرة تقع فی السم	483	باب فی أكل الطافي من السمك
506	باب فی الذباب يقع فی الطعام	485	باب فی المضطر إلى الميتة
507	باب فی اللقمة تسقط	485	مسئلہ مضطر میں مباحث سبعہ (حاشیہ)
508	باب فی الخادم يأكل مع المولى	487	قَالَ: «ذَٰلِكَ وَأَبَى الْجَوْعُ»
509	باب فی المتدبیل	487	القسم بغير اسم الله
509	باب ما يقول الرجل إذا طعم	488	باب فی الجمع بین لونین من الطعام
511	باب فی غسل اليد من الطعام	489	باب أكل الجبن
512	باب ما جاء فی الدعاء لرب الطعام إذا أكل عنده	489	باب فی الخلل
513	بذل الجہود شریف کی جلد رائج کا اختتام	490	باب فی أكل الثوم
514	کتاب الطب	496	باب فی التمر
514	باب فی الرجل يتداوى	496	هَذِهِ إِذَا مَا هَذِهِ الْحَدِيثَ
515	علاج اور تداوی کا حکم	497	باب فی تفتیش التمر المسوس عند الأكل
515	توکل کے مراتب ثلاثہ	498	دو متعارض حدیثوں کا جواب
516	باب فی الحمیة	498	باب الإقران فی التمر عند الأكل
517	باب فی الحمامة	499	باب فی الجمع بین لونین فی الأكل
518	باب فی موضع الحمامة		يَأْكُلُ الْبَطِيخَ بِالزُّطْبِ فَيَقُولُ: نَكْسِيرُ حَزِّ هَذَا الخ
520	باب متى تستحب الحمامة	499	حدیث کی شرح
522	باب فی قطع العرق وموضع الحجم	500	باب الأكل فی آنية أهل الكتاب
522	باب فی الكي		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
552	باب فی السمۃ	524	باب فی السعوط
553	باب فی الکاهن	524	لما اشتكى رسول الله لده أصحابه الحديث
554	باب فی النجوم	524	حضور ﷺ کے ساتھ لہود کا واقعہ
555	مُطَرَّنَا بِنُوْءٍ كَذَا وَكَذَا	525	باب فی النشرة
556	باب فی الخط وزجر الطیر	525	باب فی التریاق
557	باب فی الطیرۃ	527	باب فی الأدوية المکروهۃ
	وہ حدیث جس کو ابو ہریرہ بیان کرنے کے بعد	530	باب فی تمرۃ العجوة
559	بھول گئے		اَنْتِ الْخَالِیْثُ بْنُ کَلْدَةَ اَنَا ثَقِیْفٌ فَرَاتٌ رَجُلٌ یَّتَطَبَّبُ
559	دو متعارض حدیثوں میں تطبیق	530	فَلَمَّا اخَذَ سَبْعَ مَمَرَاتٍ اِلَیْ حَدِیْثِ کِی شَرَحَ
	لَا عَدُوْسِ، وَلَا طَیْرَةٍ، وَلَا صَفَرٍ، وَلَا هَامَۃٍ	531	باب فی العلاق
562	ہامۃ کی تفسیر	532	باب فی الامر بالکحل
565	الشُّوْمُ فی الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ	533	باب ما جاء فی العین
569	کتاب العتق	535	باب فی الغیل
	باب فی المکاتب یؤدی بعض کتابتہ فیعجز	536	باب کی دو حدیثوں میں تعارض اور اس کی توجیہ
569	أو یموت	537	باب فی تعلیق التمائم
569	المُکَاتِبُ عَبْدٌ مَا بَقِیَ عَلَیْہِ مِنْ مُکَاتَبَیْہِ وَرَہْمٌ	540	باب ما جاء فی الرقی
571	عورت کا غلام اس کا محرم ہے یا نہیں؟	541	عورت کیلئے کتابت سیکھنا
571	باب فی بیع المکاتب إذا فسخت الکتابۃ	543	آپ ﷺ کے حق میں لفظ سیدنا کا ثبوت
573	مکاتبت بریرہ کی روایات کی تطبیق و تشریح	544	باب کیف الرقی
576	حضرت جویریہ اور ان کی مکاتبت کا قصہ	544	اصول صحت اور ازالہ مرض کیلئے چند مخصوص دعائیں
576	باب فی العتق علی الشرط	548	تعویذ پر جو اجازت
577	حضرت سفینہ صحابی کا تذکرہ		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
628	باب النهی عن التعري	578	باب فیمن أعتق نصيباً له من مملوك
631	باب ما جاء في التعري	579	عتق اور اعتاق کی تجزی کی بحث اور مذاہب ائمہ
634	كتاب اللباس	581	مَنْ أَعْتَقَ مَبْلُوكًا بَيْتَهُ وَبَيْنَ آخَرَ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ
636	باب فيما يدعى لمن لبس ثوباً جديداً	581	باب من ذكر السعاية في هذا الحديث
637	باب ما جاء في القميص	583	باب فیمن روی أنه لا يستسعى
639	باب ما جاء في الأكبية	583	اختلاف نسخ اور نسخہ صحیحہ کی تعیین
640	باب في لبس الشهرة	587	باب فیمن ملك ذارحم محرم
642	باب في لبس الصوف والشعر	588	باب في حق أمهات الأولاد
643	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ میں ایک پادری کا تاثر	590	مسئلہ الباب میں اختلاف علماء
644	أَنْ مَلِكٌ زِيَّيْ أُهُدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ	590	باب في بيع المدير
644	محلۃ آپ کا غیر مسلموں کا ہدیہ قبول کرنا	593	باب فیمن أعتق عبداً له لم يبلغهم الثلث
645	باب لباس الغليظ	595	باب فیمن أعتق عبداً وله مال
647	باب ما جاء في الخبز	596	باب في حق ولد الزنا
648	اس امت میں مسخ کا ثبوت	597	باب في ثواب العتق
649	باب ما جاء في لبس الحرير	598	حدود زاجرات ہیں نہ کہ کفارات
649	لبس حریر کے مختلف اسباب اور ان کا حکم	599	باب أي الرقاب أفضل
652	باب من كرمه	601	باب في فضل العتق في الصحة
652	فُهِىَ عَنِ الْبَيْسِ الْقَسِيِّ، وَعَنِ الْبَيْسِ الْمُعْصَفَرِ	603	كتاب الحروف والقراءات
655	وَعَنِ الْبَيْسِ، وَهُوَ كُوبُ الثُّمُورِ، وَهُوَ بَيْسُ الْحَاتِمِ	624	قراءات سبعہ کے ائمہ اور ان کے مشہور راویوں کا مختصر تعارف
656	إِلَّا لَإِذِي سُلْطَانٍ	626	كتاب الحمام
	فُهِىَ عَنِ مَبَاثِرِ الْأَمْجَوَانِ		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
677	آپ ﷺ سے ٹوپی اور عمامہ کا ثبوت ہے	658	باب الرخصة في العلم وخط الحرير
678	عمامہ کے ثبوت والوان وغیرہ میں علماء کی مستقل تالیفات	659	تھی رسول اللہ ﷺ عن الثوب المصمت من الحرير
679	عمامہ میں شملہ کی بحث	659	باب في لبس الحرير لعدہ
680	باب في لبسة الصماء	660	باب في الحرير للنساء
681	باب في حل الأزارار	662	باب في لبس الحبرة
682	باب في التقيع	663	باب في البياض
683	قصہ ہجرت کا ابتدائی حصہ	664	باب في غسل الثوب وفي الخلقان
683	تقیع کا مفہوم اور اس کی تحقیق	664	حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ایک حکایت زہد اور سادگی کی
685	باب ما جاء في إسبال الإزار	665	لباس کے بارے میں ہمارے اکابر کا ذوق
691	أخبرني أبي، وكان جليسا لأبي الدنءاء	666	باب في المصبوغ بالصفرة
691	ایک طویل مضمون حدیث	668	باب في الخضرة
692	كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ	668	باب في الحمرة
693	باب ما جاء في الكبير	668	لبس احمر میں مذاہب ائمہ
695	باب في قدر موضع الإزار	671	وَنَحْنُ نَصْبِغُ نِيَابًا لَهَا بِمَغْرَةٍ
697	باب في لباس النساء	671	حدیث پر اشکال اور اس کی توجیہ
698	باب في قول تعالى: يَدْنِينَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ	673	باب في الرخصة في ذلك
699	باب في قوله: وليضربن بخمرهن على جيوبهن	674	باب في السواد
701	نزول حجاب اور حجاب سے متعلق آیات و روایات کی توجیہ	674	باب في الهدب
703	آپ ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا کشف وجوہ عند الاجاب سے احتراز	675	باب في العمائم
		676	آپ ﷺ کے ساتھ مصارعہ رکازہ کا واقعہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
734	باب فی اتخاذ الستور	704	ایقظ
735	باب فی الصلیب فی الثوب	706	باب فی ماتیدی المرأة من زینتها
736	باب فی الصور	706	باب فی العبد ینظر إلى شعر مولاه
741	لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَیْتًا فِیْهِ صُورَةٌ أَوْ	708	باب فی قوله: غیر اُولی الإربة
743	کتاب الترجل	709	كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ لِحَتِّ
745	مَا لِي أَرَاكَ شَعِيًّا وَأَنْتَ أَمِيرُ الْأَرْضِ؟		باب فی قوله عز وجل: وقل للمؤمنات یغضضن
746	باب ما جاء فی استحباب الطیب	710	من أبصارهن
747	باب فی إصلاح الشعر	711	أَفْعَمَيَا وَإِنْ أَتَعَمَّا الْحَدِيثَ
747	باب فی الخضاب للنساء	712	نظر إلى المرأة عكسه من مذاهب ائمه
749	باب فی صلة الشعر	713	باب کیف فی الاحتمار
753	باب فی مد الطیب	713	باب فی لبس القباط للنساء
754	باب ما جاء فی المرأة تنطیب للخروج	714	باب فی قدس الذیل
755	باب فی الخلق للرجال	715	عورت کے قد میں حد عورت میں داخل ہیں یا نہیں؟
759	باب ما جاء فی الشعر	716	باب فی أهب البیة
	كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	717	دباغت کی حقیقت اور اسکے حکم میں مذاهب ائمه
760	فَوْقَ الْوُفْرَةِ، وَدُونَ الْجُمَّةِ	721	باب من روی أن لا ینتفع بإهاب البیة
761	باب ما جاء فی الفرق	722	باب فی جلود النمر والسباع
763	باب فی تطویل الجمعة	723	وَكَانَ مُعَادِيَةً لَا يَتَّهِمُ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
764	باب فی الرجل یعقص شعره	726	باب فی الانفعال
764	قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ عَدَائِرَ	727	أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قَبَالَانِ
765	باب فی حلق الرأس	730	باب فی الفرش

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
781	عاج کی تفسیر اور اسکے بارے میں اختلاف علماء	766	باب فی الصبی لہ ذؤابۃ
782	کتاب الخاتم	767	باب ما جاء فی الرخصة
782	باب ما جاء فی اتخاذ الخاتم	768	باب فی أخذ الشارب
782	طرح الخاتم کے بارے میں اختلاف روایات		وَقَتَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ
789	باب ما جاء فی ترك الخاتم	769	الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمَ الْأَطْفَالِ الْخ
790	باب ما جاء فی خاتم الذهب	770	كُنَّا نَعْفِي السَّبِيلَ، إِلَّا فِي سَجٍّ أَوْ عُمَرَةٍ
791	باب ما جاء فی خاتم الحديد	771	باب فی نفع الشيب
792	أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَقٍ، وَلَا تُيَمِّمُهُ مِثْقَالَ الْحَبِثِ	772	باب فی الخضاب
	قُلْ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي سَبِيلَ ذِي، وَأَذْكُرْ بِالْهِدَايَةِ	773	خضاب اسود کا حکم
794	هَذَا آيَةُ الظَّرِيقِ	776	إِنِّي رَجُلٌ طَيِّبٌ، قَالَ: اللَّهُ الطَّيِّبُ الْخ الْحَدِيثِ
794	تصور شیخ کا مسئلہ		حضور مکی علیہ السلام سے خضاب کا ثبوت اور اس میں
796	باب ما جاء فی التختیم فی الیمین أو الیسار	777	اختلاف روایات
798	باب ما جاء فی الجلاجل	777	باب ما جاء فی خضاب الصفرة
799	باب ما جاء فی ربط الأسنان بالذهب	778	باب ما جاء فی خضاب السواد
800	باب ما جاء فی الذهب للنساء	779	باب ما جاء فی الانتفاع بالعاج

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الایمان والنذور

قسم کھانے اور نذر ماننے کا بیان

مباحث اربعہ علمیہ مفیدہ: یہاں چند امور قابل ذکر ہیں: ① اس کتاب کی ماقبل سے مناسبت، ② ایمان اور نذور دونوں کو یکجا کر کرنے کی وجہ یعنی ان دونوں کے درمیان مناسبت اور وجہ الجمع، ③ یمین اور نذر ہر ایک کے لغوی اور شرعی معنی، ④ یمین و نذر کے اقسام و احکام۔

بحث اول (ما قبل سے مناسبت): اس کتاب کی مناسبت کتاب الجنائز سے اس طور پر ہے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ جنازہ کا تعلق موت سے ہے تو جس طرح موت کے اندر سلب اختیار ہوتا ہے من جانب اللہ تعالیٰ، تو اسی طرح یمین بھی سلب اختیار کا ایک سبب ہے اس لئے کہ نذر اور یمین کی وجہ سے امر مباح شرعاً واجب ہو جاتا ہے، اور کسی چیز کے واجب ہو جانے کے بعد اس کے ترک کا اختیار باقی نہ رہنا ظاہر ہے۔

بحث ثانی (ایمان و نذور کی مناسبت اور وجہ الجمع): اس کے بعد جاننا چاہئے کہ عام طور سے کتب حدیث میں ایمان اور نذور دونوں کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ یہاں ابو داؤد میں اور اسی طرح صحیح بخاری ترمذی اور نسائی میں، جس کی وجہ امام ابن ماجہ کے طرز سے معلوم ہوئی کہ انہوں نے اپنی سنن میں ایک عنوان قائم کیا ”أبواب الکفارات“ اور پھر اس کے تحت اولاً چند ابواب ایمان سے متعلق اور اس کے بعد پھر چند ابواب نذر سے متعلق ذکر کئے ان کے اس صنیع سے ایمان و نذر کو یکجا جمع کرنے کی لمحہ معلوم ہوئی، وہ یہ کہ یہ دونوں حکم کفارہ میں مشترک ہیں، تو جس طرح بعض ایمان کے احکام میں وجوب کفارہ ہیں اسی طرح نذر کی بعض صورتوں میں بھی کفارہ واجب ہوتا ہے، ابو داؤد میں آگے ایک حدیث (بہ تم ۳۲۲۳) آرہی ہے: **كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ**، اور ترمذی میں ہے: **كَفَّارَةُ النَّذْرِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ كَفَّارَةُ يَمِينٍ** ①، اور اس کی وجہ اصولاً یہ ہے کہ یمین نذر کے موجبات اور لوازم میں سے ہے، لان النذر ایجاب المباح وهو يستلزم تحريم الحلال، وتحريم الحلال یمین، بدلیل قولہ تعالیٰ: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ؟** ②، قال الشيخ الدهلوی فی ”اللمعات“ کما فی

① جامع الترمذی - کتاب النذور والایمان - باب ما جاء فی کفارة النذر إذا لم یسم ۱۵۲۸

② اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر (سورۃ التحریم ۱)

حاشیہ ابن ماجہ

بحث ثالث (لغوی و شرعی معنی): ایمان جمع ہے یمن کی اور یمن کے لغوی معنی ہیں ید کے، داہنا ہاتھ، پھر اس کا اطلاق ہونے لگا حلف پر لائهم کانوا إذا تحالفوا أخذ کل یمن صاحبہ، یعنی لوگوں کی عادت ہے کہ جب وہ آپس میں قسمیں کھاتے ہیں تو اس وقت ایک دوسرے کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں، اس مناسبت سے حلف پر یمن کا اطلاق ہونے لگا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دائیں ہاتھ کا کام کسی چیز کو محفوظ رکھنا ہے، پھر اس کا اطلاق حلف پر اسی لئے کیا گیا کہ مخلوف علیہ کی آدمی رعایت اور حفاظت کرتا ہے، اور یمن کی شرعی تعریف کی گئی ہے: توکید الشیء بد کر اسم أو صفة لله تعالیٰ، کہ کسی چیز کو مضبوط اور مؤکد کرنا اللہ تعالیٰ کا نام یا اس کی صفت ذکر کر کے، قال الحافظ: وهذا أخصر التعاريف وأقربها^①۔

نذور جمع ہے نذر کی جس کے معنی ہیں انذار و تحویف، اور امام راغبؒ نے اس کی تعریف (شرعاً) اس طرح کی ہے: إيجاب ما ليس بواجب لحدوث أمر^②، یعنی انسان کا اپنے اوپر کسی ایسی چیز کو واجب قرار دے دینا جو اس پر واجب نہ تھی کسی امر کے پائے جانے کے وقت، جیسے یوں کہیں ان فزت فی الاختبار فعلى صوم کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو میرے ذمہ ایک روزہ ہے، یہاں پر صوم کو جو غیر واجب تھا اپنے اوپر واجب کیا گیا ہے، حدوث امر یعنی فوز فی الامتحان پائے جانے پر۔

بحث رابع (اقسام و احکام): حاشیہ لایع میں حضرت شیخ نے ایمان اور نذور کے اقسام ذکر کئے ہیں، اور الأبواب والتراجم میں جملانیہ لکھا ہے: فالأول على خمسة أنواع، والثاني على سبعة أنواع^③، ایمان کی تین قسمیں بہت مشہور ہیں: ① یمن منعقدہ، ② یمن الغموس، ③ یمن اللغو، آگے ابو داؤد میں ایک مستقل باب آرہا ہے: باب لغو الیمن، ان اقسام کو مع ان کے احکام کے ان شاء اللہ تعالیٰ وہاں بیان کیا جائے گا۔

۱۔ باب التغلیظ فی الايمان الفاجرة

۴۵ باب ہے جھوٹی قسم کی مذمت کے بارے میں ۴۵

اس باب میں یمن غموس کا ذکر ہے اور آئندہ آنے والے باب میں بھی، فاجرہ بمعنی کاذبہ، یعنی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کے بارے میں جو وعید آئی ہے، یمن غموس کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ کسی امر ماضی پر قصد اخلاف واقع قسم کھائی جائے، جیسے یوں کہیں کہ واللہ میں نے فلاں کام کیا ہے حالانکہ اس نے نہیں کیا، یا جیسے کسی دوسرے کے مال کے بارے میں یہ قسم کھائے کہ یہ

① فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱۱ ص ۵۱۶

② المفردات فی غریب القرآن - ص ۶۳۰

③ الأبواب والتراجم لصحیح البخاری - ج ۲ ص ۱۳۴

میری ملک ہے، یمن غموس کو غموس اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے صاحب کو گناہ کے اندر ڈبو دیتی ہے اور پھر بعد میں جہنم میں۔
یمن غموس میں وجوب کفارہ ہے یا نہیں؟ یمن غموس میں جمہور علماء کے نزدیک کفارہ نہیں، صرف معصیت اور اثم ہے، اور امام شافعی اور اوزاعی کے نزدیک اس میں کفارہ واجب ہوتا ہے، جمہور کہتے ہیں کہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اسکی تلافی کفارہ سے ہو ہی نہیں سکتی، اور جو لوگ وجوب کفارہ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں: انہ احوج الی الکفارۃ من غیرہ کہ اس میں تو کفارہ کی اور زیادہ حاجت ہے۔

۳۲۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَاشِمٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ مَصْبُورَةٍ كَاذِبًا فَلْيَتَّبِعْ أَبْجُوهَ مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ».

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھائے ایسی قسم جو قاضی کی عدالت میں اس سے روک کر لی جائے تو اسکو اپنے چہرے کے بل اوندھے منہ جہنم میں چلا جانا چاہیے۔

سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۴۲) مسند احمد - اول مسند البصریین (۴/۳۶۷)

شرح الحدیث: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ مَصْبُورَةٍ كَاذِبًا فَلْيَتَّبِعْ أَبْجُوهَ مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ: یمن مصبورہ اس قسم کو کہا جاتا ہے جو آدمی کو قاضی کی مجلس میں روک کر اس سے لی جائے۔ صبر بمعنی جس اس کو یمن صبر بھی کہتے ہیں، اور یمن کی صفت مصبورہ مجازاً لائی گئی ہے، مصبور تو فی الواقع وہ صاحب یمن ہے مگر چونکہ اس کو اس قسم کی وجہ سے روکا گیا ہے اس لئے صبر کی نسبت یمن ہی کی طرف کی گئی مجازاً و اتساعاً (خطابی) آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ جو شخص قاضی کی مجلس میں جھوٹی قسم کھائے اس کو اپنے ٹھکانے پر جو جہنم میں ہے چلا جانا چاہیے، اس میں آپ ﷺ نے سوالے اس وعید کے کفارہ کا ذکر نہیں فرمایا اس سے جمہور کی تائید ہوتی ہے یعنی عدم وجوب کفارہ فی الیمن الغموس۔

۲- بَابُ فِيمَنْ حَلَفَ يَمِينًا لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا لَا أَحَدٌ

باب اس شخص کے بارے میں جو جھوٹی قسم اسلئے کھائے کہ اسکے ذریعے کسی کا مال غصب کر لے

۳۲۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، وَهَنَّاؤُ بْنُ السَّرِيِّ الْمُعْتَمِدُ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا أَمْرِي مُسْلِمٌ، لِقِي اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ» فَقَالَ الْأَشْعَثُ: فِي وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ، فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا تَبْتَئُهُ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «اخْلُفْ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا اخْلُفْتُ وَيَذْهَبَ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا} ١ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قسم کھائے اور وہ اسے جھوٹا ہو تاکہ اس قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال غصب کر لے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے۔ اشعث (یہ حدیث سنکر) فرمانے لگے کہ اللہ کی قسم یہ حدیث میرے واقعہ کے متعلق وارد ہوئی ہے کہ میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا تھا جسکے دینے سے اس نے انکار کیا تو میں اسکو لیکر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تیرے پاس گواہی ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا کہ تو قسم کھا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو (جھوٹی) قسم کھا کر میرا مال لے اڑے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا الْآيَةِ.

صحیح صحیح البخاری - المساقاة (۲۲۲۹) صحیح البخاری - الحصومات (۲۲۸۵) صحیح البخاری - الرهن (۲۳۸۰) صحیح البخاری - الشهادات (۲۵۲۳) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۲۷۵) صحیح البخاری - الایمان والنذور (۶۲۸۳) صحیح البخاری - الأحکام (۶۷۶۱) صحیح البخاری - التوحید (۷۰۰۷) صحیح مسلم - الایمان (۱۳۸) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۹) جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۲۹۹۶) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۴۳) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۲۳) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۳۷۷/۱)

شرح الحدیث فَقَالَ اللَّهُ كَانَ ذَلِكَ كَانَ يَقْبِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ: یہ حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی چیز پر قسم کھائے حال یہ کہ وہ اس میں جھوٹا ہو، اور کھائے اس لئے تاکہ اس قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کے مال کو خود قبضہ لے تو اس شخص کا انجام یہ ہو گا کہ وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوں گے۔ اشعث بن قیس کنذی نے یہ حدیث سن کر کہا: واللہ اس حدیث کا ورود تو میرے قصہ میں ہوا تھا، پھر آگے انہوں نے وہ قصہ بیان کیا کہ میرے اور ایک یہودی کے درمیان زمین تھی، یعنی جس پر وہ یہودی قابض تھا جس کے دینے سے وہ انکار کرتا تھا میں اس یہودی کو پکڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا اشعث کہتے ہیں: حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا تیرے پاس بَئْتَةٌ ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا کہ تو قسم کھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو جھوٹا آدمی ہے قسم کھالے گا اور میرا مال اڑالے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔

یہ آیت اور حدیث دونوں اس بات پر دال ہیں، کما قالت العلماء کہ یمین غموس میں کفارہ نہیں ہے۔

۳۲۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الْفَرَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي كُنْدَةُ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ كُنْدَةَ، وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ الْخَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَرْضِي اخْتَصَمَ بِنِهَا أَبُو هَذَا، وَهِيَ فِي يَدِهِ، قَالَ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَخْلَفَهُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي اخْتَصَمَ بِنِهَا أَبُوهُ، فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِينِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَقْطَعُ أَحَدٌ مَالًا بِيَمِينٍ، إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ أَجْذَمُ» فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي.

ترجمہ: اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ کندہ قبیلہ کے ایک شخص اور حضرموت کے ایک شخص کے درمیان ایک زمین جو یمن میں تھی اس کے بارے میں جھگڑا ہو گیا جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو حضری نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس (کندی) کے باپ نے مجھ سے میری زمین چھینی تھی جو اسکے قبضے میں ہے تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں اور کہا کہ میں اس سے قسم کھلوانا چاہتا ہوں کہ وہ کہے کہ واللہ وہ نہیں جانتا یہ بات کہ یہ زمین میری (یعنی حضری کی) ہے جس کو میرے باپ نے اس سے غضب کیا ہے۔ اس پر کندی قسم کھانے کیلئے تیار ہو گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر دوسرے کا مال لے لے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہو گا اور اس کندی نے کہا کہ یہ اسی حضری کی زمین ہے۔

سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۴۴) - مسند احمد - مسند الانصار، رضی اللہ عنہم (۲۱۲/۵)

شرح الحدیث: اشعث بن قیس فرماتے ہیں کہ یمن میں ایک زمین تھی جس کے بارے میں ایک رجل کندی اور رجل حضری کا اختلاف اور جھگڑا ہوا، حضری مدعی تھا اور کندی مدعی علیہ۔ حضری نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کندی کے قبضے میں جو زمین ہے وہ میری ہے، اس کندی کے باپ نے وہ زمین مجھ سے چھینی تھی، آپ ﷺ نے حضری سے فرمایا: تیرے پاس بَیِّنَةٌ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، اور یہ بھی کہا کہ میں اس کندی سے اس طرح قسم کھلوانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی قسم میں یوں کہے: واللہ میں نہیں جانتا ہوں یہ بات کہ یہ زمین حضری کی ہے اور اس حضری سے میرے باپ نے غضب کیا تھی، اس پر کندی اس طرح قسم کھانے کیلئے تیار ہو گیا، حضور ﷺ نے جھوٹی قسم کھانے پر تحذیر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر دوسرے کا مال لے لے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ اجڑم ہو گا، (کندی یہ وعید سن کر ڈر گیا اور) کہنے لگا کہ یہ زمین اسی کی ہے۔

یہاں پر مصنف نے تین روایات ذکر کی ہیں: اس حدیث کے راوی صحابی اشعث بن قیس ہیں اسکے بعد والی حدیث میں بھی اسی قسم کا قصہ آرہا ہے جس کے راوی وائل بن حجر ہیں، لیکن وائل کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضری مدعی نے یہ کہا کہ کندی کے پاس جو زمین ہے وہ میرے باپ کی تھی جس پر یہ کندی قابض ہے، اور پہلی حدیث یعنی اشعث بن قیس کی حدیث میں یہ تھا کہ حضری مدعی نے یہ کہا کہ کندی کے پاس جو زمین ہے وہ میری ہے کندی کے باپ نے مجھ سے غضب کر لی

تھی، یہ دونوں حدیثیں اس بات پر متفق ہیں کہ مدعی رجل حضرمی تھا اور مدعی علیہ رجل کندی، اور ان دونوں کے برخلاف باب کی پہلی حدیث جس کے راوی عبد اللہ بن مسعود ہیں اس میں اس طرح ہے کہ خود اشعث بن قیس یہ کہتے ہیں کہ میری زمین ایک یہودی کے قبضہ میں تھی جس کو وہ دینے سے انکار کرتا تھا اور میں اسکو حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا فیصلہ کیلئے، اس صورت میں مدعی خود اشعث بن قیس ہوئے اور مدعی علیہ یہودی۔

روایات ثلاثہ میں تطبیق : جاننا چاہیے کہ دوسری اور تیسری حدیث میں جو آپس میں اختلاف ہے وہ تو صرف صفت ارض کے بارے میں ہے ایک میں یہ ہے کہ میرے باپ کی زمین تھی جس پر یہ قابض ہے اور ایک میں یہ ہے میری زمین ہے جس کو اس کے باپ نے عصب کر لیا تھا، اور باب کی پہلی حدیث یعنی عبد اللہ ابن مسعود والی حدیث اس کے اندر مدعی خود اشعث بن قیس کندی ہے اور مدعی علیہ یہودی ہے، اور اشعث بن قیس اور وائل بن حجر کی حدیثوں میں مدعی رجل حضرمی اور مدعی علیہ رجل کندی ہے، حضرت سہارنپوری نے بذل^۱ میں متعدد روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ رائے قائم فرمائی کہ یوں کہا جائے کہ اس اختلاف کو تعدد واقعہ پر محمول کیا جائے، عبد اللہ بن مسعود والی حدیث کا واقعہ الگ ہے، اور جو واقعہ حدیثیں اخیرین میں مذکور ہے وہ دوسرا ہے، حضرت امام بخاری نے صحیح میں ان دو میں سے صرف عبد اللہ بن مسعود والی حدیث کے قصہ کو لیا ہے۔

۳۲۴۵- حَدَّثَنَا هُثَايْلُ بْنُ الشَّرِيفِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ يَمَانٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ، وَرَجُلٌ مِنْ كَنْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فَقَالَ الْكَنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي، أَرْضُهَا لَيْسَ لَهَا فِيهَا حَقٌّ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ: «أَلَيْكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَيْسَ بِمِثْلِهِ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي مَا خَلَفَ عَلَيْهِ، لَيْسَ يَتَوَسَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ»، فَأَنْطَلَقَ لِيُخْلِفَ لَهُ، فَلَمَّا أَذْبَرَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا لَيْنِ خَلَفَ عَلَى مَالٍ لِيَا أَكْمَلَهُ ظَالِمًا لِبَلْقَيْنَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ».

ترجمہ: علقمہ بن وائل بن حجر حضرمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضر موت سے اور ایک شخص کندہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے میرے والد کی ایک زمین مجھ سے اپنے قبضہ میں لے لی تو وہ کندی کہنے لگا کہ وہ زمین میری ہے جو میرے قبضے میں ہے اور میں ہی اس میں کھیتی باڑی کرتا ہوں تو اس کا اس میں کوئی حق نہیں راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرمی سے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: نہیں اس پر آپ ﷺ نے (کندی سے) ارشاد فرمایا کہ پھر تمہیں قسم کھانی ہوگی تو حضرمی کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! وہ تو جھوٹا آدمی ہے اس کو تو کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ کس بات پر قسم کھا رہا ہے وہ کسی چیز سے پرہیز

نہیں کرتا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے اس کے سوائے کوئی راستہ نہیں پھر وہ (کندی) قسم کھانے کیلئے چلا تو جب اس نے پیٹھ موڑی (تاکہ منبر پر جا کر قسم کھائے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کا مال ظلماً غصب کرنے کے لئے قسم کھائے گا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے رخ پھیرے ہوئے ہوں گے۔

صحیح مسلم - الإیمان (۱۳۹) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۴۰) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۴۵) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۳۱۷/۴)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، وحدث اشعث بن قيس سكت عليه المنذرى، وحدث وائل بن حجر أخرجه مسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذرى.

۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْلِيظِ الْيَمِينِ عِنْدَ مَذْبَحِ النَّبِيِّ

نبی کریم ﷺ کے منبر کے نزدیک جھوٹی قسم کھانے کی شدید مذمت کے بیان میں ۸۵۰
تغليظ اليمين بالزمان والمكان: تعظيم بمعنى تغليظ، اور ترجمۃ الباب کا حاصل تغليظ اليمين بالمكان ہے، یعنی قسم کو معظم اور غليظ کرنا مکان مقدس کے ذریعہ جیسے مسجد یا منبر شریف کے قریب قسم کھلوانا، اور ایسے ہی تغليظ بالزمان جیسے بروز جمعہ یا بعد العصر وغیرہ، تغليظ اليمين بالزمان ہو یا بالمكان حنفیہ اسکے قائل نہیں، شافعیہ و مالکیہ قائل ہیں، وعن الحنابلة هو ايتان ويے ہمارے فقہاء کی عبارتیں قدرے مختلف ہیں، ففي الدہ المختار^۱: لا يستحب تغليظ اليمين بزمان ولا مكان، قلت وحاصله الاباحة، وفي البحر: لا يجوز۔

۳۲۴۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ مُنِيرٍ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُسَاطٍ، مِنْ آلِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَخْلِفُ أَحَدٌ عِنْدَ مَذْبَحِي هَذَا، عَلَى يَمِينِ آثَمَةٍ، وَلَوْ عَلَى سِوَالِكِ أَخْضَرَ، إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ - أَوْ وَجِبَتْ لَهُ النَّارُ -».

آل کثیر بن الصلت کے ایک صاحب عبد اللہ بن نسطاس فرماتے ہیں کہ انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص جو میرے منبر کے قریب جھوٹی قسم کھائے اگرچہ وہ ایک گیلی سواک کیلئے ہو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیتا ہے یا اس کیلئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔

سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۴۶) سنن ابن ماجه - الأحکام (۲۳۲۵) مسند أحمد - باقي مسند

المکثرین (۳/۴۴) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳/۳۷۵) موطأ مالک - الاقصیة (۱۴۳۴)

شرح الحدیث: لَا يَخْلِفُ أَحَدٌ عِنْدَ مَنبَرِي هَذَا، عَلَى يَمِينِ آئِمَّةٍ: اس حدیث سے بظاہر تغلیظ الیمین بالمكان سمجھ میں آرہا ہے، اس کا جواب میرے ذہن میں یہ ہے کہ عند منبری کی قید بیان واقع کے طور پر ہے برائے تغلیظ نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کے عموماً فیصلے مسجد میں منبر شریف کے قریب ہی ہوا کرتے تھے۔

فقد ترجم البخاری فی کتاب العلم باب ذکر العلم والفتیاء فی المسجد وترجم ایضاً فی کتاب الاحکام باب من قضی ولا عن فی المسجد، قال ابن بطال استحب القضاء فی المسجد طائفة وقال مالک هو الامر القدیم الخ وفي الهدایہ ویجلس للحکم جلوساً ظاهراً فی المسجد الخ^۱، والحدیث أخرجه النسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۴۔ باب الخلف بالائتاد

باب ہے غیر اللہ کی قسم کھانے کے حکم کے بارے میں

یمین بغیر اللہ بالا جماع ممنوع ہے کراہت اور حرمت میں اختلاف ہے، اس میں سبھی ائمہ کے دونوں قول ہیں، لیکن مالکیہ کے نزدیک مشہور کراہت ہے، اور حنابلہ کے نزدیک تحریم اور یہی ظاہر یہ کا مذہب ہے، شافعیہ کے یہاں بھی دو روایتیں ہیں اس لئے کہ امام شافعی سے منقول ہے: اخشى ان يكون الخلف بغیر الله معصية فاشار الى التردد، لیکن جمہور اصحاب شافعی کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے، اور علت منع یہ ہے کہ کسی چیز کے ساتھ قسم کھانا مخلوف بہ کی غایت تعظیم پر دلالت کرتا ہے، والعظمة فی الحقيقة۔ انما هی لله تعالى وحده^۲۔

۳۲۴۷ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَلَفَ، فَقَالَ فِي خَلْفِهِ وَاللَّاتِ، فَلْيُقْل: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لَصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرُكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ"۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے قسم کھائی اور قسم میں یوں کہا کہ لات کی قسم تو اسے کلمہ لا إله إلا الله کا (تدارک میں) پڑھنا ضروری ہے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ جوئے کی بازی لگائیں تو اس کو (اس معصیت کے تدارک میں صدقہ کرنا چاہیے)۔

صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۵۷۹) صحیح البخاری - الأذنب (۵۷۵۶) صحیح البخاری - الاستئذان (۵۹۴۲)

۱۔ تراجم بخاری - ج ۲ ص ۳۰۱

۲۔ الأواب والترجم لصحیح البخاری - ج ۲ ص ۱۳۴

صحیح البخاری - الایمان والنذور (۶۲۷۴) صحیح مسلم - الایمان (۱۶۴۷) جامع الترمذی - النذور والایمان (۱۵۴۵) سنن النسائی - الایمان والنذور (۳۷۷۵) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۴۷) سنن ابن ماجہ - الکفارات (۲۰۹۶) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۳۰۹/۲)

شرح الحديث: مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ، فَلْيُثَلِّ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرُكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ: جو شخص لات کی قسم کھائے یعنی بطور سبقت لسان کے اس سے ایسا ہو گیا تو چونکہ یہ صورت شرک ہے اس لئے اس کو اس کے تدارک کیلئے کلمہ توحید پڑھنا چاہیے، اور اگر کوئی شخص یہ قسم قصد بطریق تعظیم کھائے اس صورت میں تو کفر لازم آئے گا، اور تجدید ایمان ضروری ہو گا۔ حدیث کا دوسرا جز یہ ہے کہ جو شخص اپنے ساتھی کو جوئے بازی کے لئے بلائے تو چونکہ یہ معصیت ہے اس لئے اس کو اس کے اثر کے ازالہ کے لئے صدقہ کرنا چاہیے۔

قال الله تعالى: إِنَّ الْحُسْنَى يُذْهِبُ الشَّرَّاءِ ۖ^①، وقال عليه الصلوة والسلام اذا عملت سيئته فاتبعها حسنة تمحها (ہامش بذل)۔^② والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، وليس في حدیث احد منهم "بشيء" سوى مسلم وحده، قاله المنذرى۔

۵۔ باب فی کراهية الحلف بالآباء

آباء کی قسم کھانے کی کراہیت کے بیان میں

۳۲۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ، وَلَا بِالْأَنْدَادِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا بِاللَّهِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ»۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ تو اپنی ماؤں اور باپوں کی قسم کھاؤ اور نہ بتوں کی اور صرف اللہ کی قسم کھایا کرو اور اللہ کی قسم بھی اس وقت کھاؤ جبکہ تم سچے ہو۔

سنن النسائی - الایمان والنذور (۳۷۶۹) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۴۸)

شرح الحديث: حلف بالآباء والامهات ناجاز اور ممنوع ہے، اور اس سے یمن بھی منعقد نہیں ہوتی، عند الاثمة الاربعة، ابن قدامہ فرماتے ہیں مخلوق کے ساتھ قسم کھانے سے یمن منعقد نہیں ہوتی، کالکعبة والونبياء وساثر المخلوقات وهو قول اکثر الفقهاء^③ آگے لکھتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کے یہاں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قسم منعقد ہو جاتی ہے جس میں کفارہ واجب

① البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو (سورۃ ہود ۱۱۴)

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱ ص ۲۱۸

③ وحزم الدرمدیر المالکی ہانہ لا یعتقد بالنبی ولا بالکعبة والرکن والمقام والغرض، إلى آخر ما ذکر، وفي البدائع: لو حلف بشئ من ذلك لا يكون

ہوتا ہے۔

۳۲۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ عُثَيْبِ بْنِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَذْرَكَهُ وَهُوَ فِي رَكْعَةٍ وَهُوَ يَخْلِفُ بِأَبِيهِ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ خَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ، أُولَئِكَ سَكُتٌ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حضرت عمرؓ سے سواروں کے قافلے میں ملاقات ہوئی حضرت عمرؓ اس وقت اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں منع فرماتے ہیں اس بات سے کہ تم اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھاؤ تو جو قسم کھانے والا ہو تو وہ اللہ ہی کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

۳۲۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مُعَمَّرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْوُ مَعْنَاهُ إِلَى آبَائِكُمْ، زَادَ قَالَ عُمَرُ: «فَوَاللَّهِ مَا خَلَقْتُ بِهَذَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا».

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح آباء و اجداد کی قسم کھانے کے الفاظ سنے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم پھر میں نے ان چیزوں کی کبھی قسم نہیں کھائی نہ تو اپنی طرف سے اور نہ ہی دوسرے کا کلام نقل کرتے ہوئے۔

تخریج: صحیح البخاری - الایمان والنذور (۶۲۷۱) صحیح مسلم - الایمان (۱۶۴۶) جامع الترمذی - النذور والایمان (۱۵۳۳) سنن النسائی - الایمان والنذور (۳۷۶۷) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۴۹) سنن ابن ماجہ - الکفارات (۲۰۹۴) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱/۱۸)

شرح الحدیث: حضرت عمرؓ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ قافلہ سواروں میں تھا، حضور ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں باپ کی قسم کھا رہا ہوں تو اس پر آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ اگر قسم کھانی ہے تو اللہ کے نام کے ساتھ کھاؤ، ورنہ خاموش رہو، اور دوسری روایت میں یہ زیادتی ہے: قَالَ عُمَرُ: «فَوَاللَّهِ مَا خَلَقْتُ بِهَذَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا»، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی تنبیہ کے بعد اپنے باپ کی قسم نہیں کھائی نہ ذاکر نہ آثر، نہ خود اپنی طرف سے اور نہ دوسرے کے کلام سے نقل کرتے ہوئے یعنی اگر کسی دوسرے شخص نے اپنے باپ کی قسم کھائی تو میں نے اسکو اپنی زبان سے نقل بھی نہیں کیا۔ اس جملہ کے متبادر معنی یہی ہیں^①۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

① لہذا ہمیں لانا کہ حلف بغير الله تعالى (ترجمہ بخاری) وقال ابن الهمام من حلف بغير الله كالنبي والكعبة لم يكن خالفاً (عون)۔

② شرح نے اس جملہ کے دو معنی اور لکھے ہیں: ① یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں یعنی ارادہ قصد أو علی هذا إذا كرأ من الذکر (بالضم) ضد النسيان وآثر أحمى

۳۲۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عُبَيْدٍ اللَّهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، رَجُلًا يَخْلُفُ: لَا وَالْكَعْبَةَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ خَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ».

ترجمہ سعید بن ابوعبیدہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ایک شخص سے سنا کہ وہ کعبہ کی قسم کھا رہا ہے تو حضرت ابن عمرؓ نے اس سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے اس نے شرک کیا۔

تحقیق جامع الترمذی - النذور والایمان (۱۵۳۵) سنن ابی داود - الايمان والندوة (۳۲۵۱) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۳۴/۲) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۶۹/۲) مسند الکثرین من الصحابة (۸۷/۲) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۲۵/۲) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۴۲/۲)

۳۲۵۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ، عَنْ أَبِي سَهْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدٍ اللَّهِ، يُعْنِي فِي حَدِيثِ قِصَّةِ الْأَعْرَابِيِّ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْلَحَ وَأَبِيهِ، إِنْ صَدَقَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ».

ترجمہ طلحہ بن عبید اللہ سے ابو سہل نافع بن مالک کے والد نے اس حدیث میں اعرابی کا قصہ سنا کہ آپ ﷺ نے (اس اعرابی سے) فرمایا کہ وہ کامیاب ہو گیا اسکے والد کی قسم اگر وہ سچا ہے تو جنت میں داخل ہو گیا قسم اسکے والد کی اگر وہ سچا ہے۔

تحقیق سنن ابی داود - الايمان والندوة (۳۲۵۲) سنن الدارمی - الصلاة (۱۵۷۸) یہ حدیث کتاب الصلاة کے شروع میں (برقم ۳۹۱) گزر چکی، وکذا الکلام علیہ فارجع الیہ لو شئت۔

۶- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُلْفِ بِالْأَمَانَةِ

۵۵۸ باب امانت کے لفظ کے ساتھ قسم کھانے کی ناپسندیدگی کے بیان میں ۵۵۸

۳۲۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ الطَّائِي، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ خَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا».

لحم من الارباب، ای الاختیار، وفي المعنى الأول أثر من الآثار بمعنى النقل، ⑤ تیسرے معنی یہ لکھے ہیں: أثر أى مفتخر بالآباء الاشارة، بمعنى الافتخار والاکرام یعنی باپ کی قسم بطور فخر علی الآباء کے کبھی نہیں کھائی۔ (كما يفعل في الجاهلية) بل علی سبیل الجری علی اللسان، اب خلاصہ ان معنی ملے کا یہ ہوا: ① جان کر اپنی طرف سے اور نہ دوسرے کی طرف سے نقل کے طور پر، ② ارادۂ اختیاراً بخلاف النین کہ اس کی نفی نہیں ہے، ③ باپ کی قسم کبھی نہیں کھائی لا مطلقاً ولا مفتخرأ نہ تفاخر کے طور پر اور نہ ویسے ہی۔ (بستفاد هذه المعاني من حاشية الترمذی)

سرجینہ ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امانت کی قسم کھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۵۳) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۳۵۲/۵)

شرح الحدیث **حلف بالامانة منعقد ہوتی ہے یا نہیں؟** حنابلہ کے یہاں اس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے ہاں بقول وأمانة الله أو: بالامانة (معنی) اور خطابي نے امام شافعی کا مسلک عدم انعقاد یمن لکھا ہے، اور حنفیہ کی اس میں دونوں روایتیں ہیں انعقاد وعدم انعقاد، انعقاد کی وجہ تو یہ ہے کہ امانت بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اذ الامین من اسمائه تعالیٰ اور عدم انعقاد کی وجہ امانت کا عبادت اور فریضہ کے معنی میں آنا ہے۔ (بذل ۱)

مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِثْلًا: اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ حلف بالامانة منعقد نہیں ہونی چاہیے، ممنوع ہے جس طرح حلف بالآباء ممنوع ہے، لیکن چونکہ حلف بالامانة بہت سے ائمہ کے نزدیک منعقد ہو جاتی ہے اس لئے کہا جائے گا کہ حدیث میں ممانعت تشبیہ بالیہود کی وجہ سے ہے۔

۷۔ بَابُ لُغُوِ الْيَمِينِ

باب یمن لغو کے بارے میں ۱

یہ وہی باب ہے جس کا حوالہ ہم نے ابتدائی مباحث کی بحث رابع میں دیا تھا۔

یمن کے اقسام ثلاثہ اور یمن لغو کی تعریف میں اختلاف ائمہ: یمن کی تین قسمیں مشہور ہیں:

① یمن منعقدہ، ② یمن غموس، ③ یمن لغو۔ یمن منعقدہ وہ ہے جس کا تعلق زمان مستقبل سے ہو کہ قسم کھا کر یوں کہے کہ میں ایسا کروں گا یا نہیں کروں گا، اور یمن لغو اور غموس ان دونوں کا تعلق ماضی یعنی گزشتہ زمانہ سے یا حال سے ہوتا ہے اور یہ دونوں خلاف واقع ہوتی ہے فرق یہ ہے کہ یمن غموس میں جان بوجھ کر خلاف واقع بات پر قسم کھائی جاتی ہے یمن لغو میں بلا قصد کے یعنی وہ خبر اعتقاد کے تو مطابق ہوتی ہے لیکن واقعہ کے خلاف، مثلاً اگر قسم کھا کر یہ کہا کہ زید آگیا، اور فی الواقع وہ آیا نہیں تھا تو اگر یہ غلط قسم جان بوجھ کر کھائی تب تو یمن غموس ہے ورنہ یمن لغو، یہی مذہب امام مالک کا ہے امام شافعی کا یمن لغو کی تعریف میں اختلاف ہے ان کے نزدیک یمن لغو کی تعریف یہ ہے خواہ اس کا تعلق ماضی سے ہو یا حال سے یا مستقبل سے۔ ماسبق الیہ اللسان من غیر قصد۔ جیسا کہ لوگوں کی عادت ہوتی ہے دوران گفتگو لا واللہ، ملی واللہ وغیرہ

① بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱ ص ۲۲۱-۲۲۲

② یہاں اختلاف نسخہ ہے، شیخ عوامہ کے محققہ کا نسخہ میں "باب اللغو فی الیمین" اور حاشیہ میں لکھا ہے: رواۃ ابن العبد: باب لغو الیمین. (ج ۴ ص ۷۷)

لفظ کہنے کی، اور امام احمد کے نزدیک یہ دونوں قسمیں یمن لغویں داخل ہیں، جس کو شافعیہ لغو کہتے ہیں وہ بھی اور اسی طرح جو خفیہ و مالکیہ کے نزدیک لغو ہے وہ بھی، قال الصاوی المالکی المفسر: اختلف العلماء فی معنی اللغو، فقال الشافعی: هو ماسبق إليه اللسان من غیر قصد عقد الیمین، وقال أبو حنیفة ومالك: هو أن یحلف علی ما یعتقد فیتبین خلافه انتہی، وکلاهما داخل فی اللغو عند الإمام أحمد^۱۔

۳۲۵۴

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الشَّامِيُّ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ إِبرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ يَعْنِي الصَّائِغَ، عَنْ عَطَاءٍ، فِي اللَّغْوِ فِي الْيَمِينِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «هُوَ كَلَامُ الرَّجُلِ فِي يَمِينِهِ، كَلَّا وَاللَّهِ، وَبَلَى وَاللَّهِ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «كَانَ إِبرَاهِيمُ الصَّائِغُ رَجُلًا صَالِحًا، قَتَلَهُ أَبُو مُسْلِمٍ بِقَرْنَدَسَ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا رَفَعَ الْمِطْرَقَةَ فَسَمِعَ الْتِدَاءَ سَيِّبَتِهَا»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ، عَنْ إِبرَاهِيمَ الصَّائِغِ، مَوْقُوفًا عَلَى عَائِشَةَ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، وَمَالِكُ بْنُ مَعْمُولٍ، وَكُلُّهُمْ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوفًا.

ترجمہ

صائغ، عطاء سے یمن لغو کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یمن لغو وہ آدمی کا اپنے گھر میں (مستعمل) کلام ہے، مثلاً ہر گز نہیں اللہ کی قسم، کیوں نہیں اللہ کی قسم۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم الصائغ کو ابو مسلم نے قرندس میں قتل کر دیا ان کا یہ حال تھا کہ جب (کام کرتے وقت) تھوڑی اٹھاتے اور اس وقت کانوں میں اذان کی آواز پڑ جاتی تو تھوڑی روک لیتے۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو داؤد بن ابوفرات نے ابراہیم الصائغ سے حضرت عائشہ سے موقوفاً نقل کیا اور اسی طرح زہری اور عبد الملک بن ابی سلمہ اور مالک بن مغول سب نے عطاء سے اور انہوں نے حضرت عائشہ سے موقوفاً نقل کیا۔

شرح الحدیث

یہ حدیث بظاہر شافعیہ کے موافق ہے، بدائع میں اس کا جواب یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں ہے، ہمارے نزدیک بھی یہ یمن لغو ہی ہے بشرط یہ کہ اس کا تعلق ماضی یا حال سے ہو، شافعیہ کے نزدیک یہ عام ہے، ان کے نزدیک یہ مستقبل کو بھی شامل ہے، وہ فرماتے ہیں: والدلیل علیہ اٹھا فسرھا بالماضی فی بعض الروایات. وروی عن مطر عن رجل قال دخلت أنا وعبد الله بن عمر على عائشة - رضي الله عنها - فسألتها عن يمين اللغو فقالت قول الرجل فعلنا والله كذا وصنعنا والله كذا فتحمل تلك الرواية على هذا توفيقاً بين الروایتين إذ المجهول محمول على المفسر^۲۔

ابراہیم صائغ کی ایک خاص خصلت: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ إِبرَاهِيمُ الصَّائِغُ رَجُلًا صَالِحًا، قَتَلَهُ أَبُو مُسْلِمٍ بِقَرْنَدَسَ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا رَفَعَ الْمِطْرَقَةَ فَسَمِعَ الْتِدَاءَ سَيِّبَتِهَا: سند میں جو ایک راوی ابراہیم صائغ آئے ہیں ان کے بارے میں

۱ أوجز المسالك إلى موطأ مالك - ج ۹ ص ۵۹۴

۲ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - ج ۳ ص ۴

مصنف فرما رہے ہیں کہ ان کو ابو مسلم نے مقام فرندس میں قتل کیا تھا آگے ان کی ایک عادت بیان کر رہے ہیں کہ ان کا حال یہ تھا کہ کام کے دوران جب یہ زیور بناتے وقت ہتھوڑی مارنے کیلئے اٹھاتے تھے تو اگر اس وقت ان کے کان میں اذان کی آواز پڑ جاتی تھی تو فوراً ہاتھ کو روک لیتے تھے اور اس ہتھوڑی کو بجائے مارنے کے رکھ دیتے تھے، بذل میں لکھا ہے کہ یہ ابو مسلم حجاج بن یوسف کی طرح بڑا ظالم اور سفاک تھا۔

۸۔ باب المعاریض فی الیمین

باب ہے قسم کھانے میں تور یہ کرنے کا حکم

معار یض جمع ہے معراض کی جو ماخوذ ہے تعریض سے، تعریض یعنی ضد التصريح، اشارہ و کنایہ سے بات کرنا۔

۳۲۵۵ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَمِينُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهَا صَاحِبُكَ»، قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هُمَا وَاحِدٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ».

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری قسم میں اس نیت کا اعتبار ہے جس نیت کرنے میں تمہارا ساتھی تمہاری تصدیق کرے۔ مسدد فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابو صالح نے لفظ اخبار سے نقل کیا امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ عباد بن ابو صالح اور عبد اللہ بن ابو صالح ایک شخص ہیں۔

صحیح مسلم - الايمان (۱۶۵۳) جامع الترمذی - الاحکام (۱۳۵۴) سنن أبي داود - الايمان والنذور (۳۲۵۵) سنن ابن ماجہ - الکفارات (۲۱۲۱) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲۲۸/۲) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۳۱/۲) سنن الدارمی - النذور والايمان (۲۳۴۹)

شرح الحدیث یہ خطاب حالف یعنی مدعی علیہ کو ہے اور صاحب سے مراد اس کا مقابل اور خصم یعنی مدعی ہے، یعنی جس چیز پر مدعی قسم کھانا چاہتا ہے اسی پر وہ قسم محمول ہوگی، یہ نہیں کہ جھوٹ سے بچنے کیلئے مدعی علیہ قسم کھاتے وقت کچھ اور نیت کر لے۔ اس حدیث میں دیانت اور سچائی کی تعلیم اور ترغیب ہے اور معاریض سے گویا روکا گیا ہے کہ آدمی قسم کھاتے وقت تور یہ کرنے لگے، لیکن علماء نے لکھا ہے کہ اگر مدعی علیہ مظلوم ہو تو پھر ظلم سے بچنے کے لئے تور یہ جائز ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

۳۲۵۶ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِيهَا سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا لِرَيْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَنَا إِثْلُ بْنُ حُجْرٍ، فَأَخَذَهُ

عَدُوَّهُ فَتَخَرَّجَ الْقَوْمُ أَنْ يَخْلَعُوا، وَخَلَعْتُ أَنَّهُ أَخِي فَخَلَى سَبِيلَهُ، فَأَتَيْتَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ تَخَرَّجُوا أَنْ يَخْلَعُوا، وَخَلَعْتُ أَنَّهُ أَخِي، قَالَ: «صَدَقْتَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ».

ترجمہ: سوید بن حظلہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری کے ارادے سے نکلے اور ہمارے ساتھ وائل بن حجرؓ تھے تو انکے ایک دشمن نے انہیں روک لیا تو لوگوں کو یہ بات ناپسند ہوئی کہ (جھوٹی) قسم کھائیں اور میں نے قسم کھالی کہ یہ میرے بھائی ہیں تو اس نے انہیں چھوڑ دیا جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ لوگوں کو خلاف واقع قسم کھانا ناگوار معلوم ہوا اور میں نے قسم کھالی کہ وہ میرا بھائی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

تحقیق: سنن ابی داؤد - الايمان والنذور (۳۲۵۶) سنن ابن ماجہ - الکفارات (۲۱۱۹) مسند احمد - اول مسند المدینین رضی اللہ عنہم اجمعین (۷۹/۴)

شرح الحدیث: حضرت سوید بن حظلہؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنے وطن سے چلے رسول اللہ ﷺ کے ارادے سے ہمارے ساتھ وائل بن حجرؓ بھی تھے ان کو ان کے کسی دشمن نے پکڑ لیا، میں نے دشمن کے سامنے قسم کھائی کہ یہ میرا بھائی ہے اس پر دشمن نے ان کو چھوڑ دیا، دوسرے لوگوں نے تو قسم کھانے سے گریز کیا تھا گناہ کے خوف سے، پھر جب ہم حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو میں نے آپ ﷺ کو یہ قصہ سنایا تو آپ ﷺ نے میری تائید فرمائی: صَدَقْتَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ۔

اس حدیث سے ظلم سے بچنے کیلئے توریہ کی اجازت معلوم ہو گئی۔ حدیث ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه مسلم والترمذی وابن ماجہ، وحديث سوید أخرجه ابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلْفِ بِالْبِرَاءَةِ وَبِمَلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ

باب ہے غیر مسلم قوم میں ہونے اور اسلام سے بری ہونے کی قسم کھانے کے بارے میں حکم کا بیان۔
ترجمة الباب کی تشریح و ذکر اختلاف النسخ: اکثر نسخوں میں اسی طرح ^① ہے اور بعض نسخوں میں ترجمہ الباب اس طرح ہے: بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلْفِ بِالْبِرَاءَةِ وَبِمَلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ، اور یہی نسخہ صحیح ہے، اس صورت میں ترجمہ الباب کے دو جزء ہوئے: ① اول حلف بالبراءة، ای عن الاسلام، ② اور دوسرا جزء حلف بملة غير الاسلام، چنانچہ باب کی پہلی حدیث میں ترجمہ الباب کا جزء ثانی مذکور ہے، من حلف بملة غير الاسلام كما قال اس کی مثال یہ ہوگی ان فعلت كذا فاننا يهودي، او نصراني، اس میں قسم غیر اسلام کے ساتھ کھائی جا رہی ہے، اور باب کی دوسری حدیث میں ترجمہ کا جزء اول موجود

① بذل میں اس مقام پر "باب ماجاء في الخلف بالبراءة من ملة غير الاسلام" کا عنوان موجود ہے۔ (بذل المجهود - ج ۱۴ ص ۲۲۵)

ہے، من حلف فقال اني بريء من الاسلام فان كاذبا فهو كما قال مثلاً اس طرح قسم کھائے کہ اگر میں فلاں کام کروں، تو میں اسلام سے بری ہوں، اب یہ کہ ان دونوں مسئلوں سے متعلق فقہاء کیا فرماتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ امام شافعی و مالک کے نزدیک ان دونوں صیغوں سے یمین منعقد نہیں ہوتی اور نہ کفارہ واجب ہوتا ہے لیکن اس طرح قسم کھانے والا گنہگار بہر حال ہے سچ کہہ رہا ہو یا جھوٹ، اور حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک دونوں صیغوں سے یمین منعقد ہو جاتی ہے اور کفارہ واجب ہوتا ہے۔

اور جو ترجمہ الباب ہمارے نسخہ میں ہے اس کا تو مطلب یہ ہو گا کہ قسم کھانا ملت غیر اسلام سے براءت کی مثالیوں کہے کہ اگر میں فلاں کام کروں تو غیر اسلام سے بری ہوں، اس طرح تو کوئی قسم نہیں کھاتا، اور غیر اسلام سے تو ہر مسلمان بری ہوتا ہی ہے، اور اگر کوئی بالفرض اس طرح قسم کھائے بھی تو اس میں وعید کی کوئی بات نہیں حالانکہ حدیث میں وعید مذکور ہے فتدبر وتأمل فان هذه الترجمة دقيقة مشكلة لاجل اختلاف النسخ، صحیح بخاری میں ترجمہ کی عبارت اس طرح ہے: **بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ**۔

۳۲۵۷ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو قَلَابَةَ، أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الصَّخَالِ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَابَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ»۔

ترجمہ: ابو قلابہ کو ثابت بن ضحاک نے خبر دی کہ انھوں نے درخت رضوان کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی (جس میں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین میں داخل ہونے کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ ایسے ہی ہو جائے گا جیسے اس نے کہا اور اگر کسی نے کسی چیز سے اپنی جان کو قتل کیا تو اسے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور کسی شخص پر وہ نذر پوری کرنا لازم نہیں جو اس کی ملکیت میں نہ ہو۔

تحقیق: صحیح البخاری - الجنائز (۱۲۹۸) صحیح البخاری - المغازی (۳۹۳۸) صحیح البخاری - الأدب (۵۷۰۰) صحیح البخاری - الإيمان والنذور (۶۲۷۷) صحیح مسلم - الإيمان (۱۱۰) جامع الترمذی - النذور والأیمان (۱۵۲۷) جامع الترمذی - الإيمان (۲۶۳۶) سنن النسائي - الإيمان والنذور (۳۷۷۰) سنن أبي داود - الإيمان والنذور (۳۲۵۷) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۰۹۸) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (۳۳/۴) سنن الدارمي - الديات (۲۳۶۱)

۳۲۵۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ أَبِي وَاقِدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ، فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا"۔

ترجمہ عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قسم کھائی اور کہا کہ میں اسلام سے برأت کا اظہار کرتا ہوں تو اگرچہ وہ قسم میں جھوٹا ہی ہو وہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ اس نے کہا اور اگر وہ سچا ہے تو بھی وہ اسلام میں سلامتی کے ساتھ ہرگز داخل نہیں ہو سکتا۔

تحقیق سنن النسائي - الإيمان والنذور (۳۷۷۲) سنن ابی داؤد - الإيمان والنذور (۳۲۵۸) سنن ابن ماجہ - الکفارات (۲۱۰۰) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۳۵۵/۵)

۱۰۔ بَابُ الرَّجُلِ يَخْلِفُ أَنْ لَا يَأْتِدَمَ

باب ہے جو شخص قسم کھائے کہ وہ سالن نہ کھائے گا

اور بعض نسخوں میں اَنْ لَا يَأْتِدَمَ^۱ ہے، اور موافق قیاس بھی یہی ہے جیسا کہ کتاب الطہارۃ میں ”ان تنذر: او تاتذر“ کی تحقیق میں گذر چکا ہے، صحیح بخاری میں بھی اسی طرح ہے: اِذَا خَلَفَ اَنْ لَا يَأْتِدَمَ، یہ اِدام سے ماخوذ ہے، جس کے معنی سالن کے ہیں۔

۳۲۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ تَمْرَةً عَلَى كِسْرَةٍ، فَقَالَ: «هَذِهِ إِذَا مَ هَذِهِ».

ترجمہ یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کھجور کو روٹی کے ٹکڑے پر رکھا اور فرمایا کہ یہ کھجور اس (روٹی) کا سالن ہے۔

۳۲۶۰ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَقِصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ الْأَعْمَرِيِّ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، وَمُثْلُهُ.

ترجمہ محمد بن ابی یحییٰ یزید اعمر سے اور وہ یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے اسی حدیث کے مثل روایت کرتے ہیں۔

شرح الحدیث: الکلام علی الحدیث من حیث الفقہ: یعنی ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا لیکر اس پر ایک کھجور رکھی اور فرمایا یہ اس روٹی کا سالن ہے، یعنی ضرورت کے وقت میں کھجور سے ہی سالن کا کام لیا جاسکتا ہے، آپ ﷺ کا مقصد مسئلہ بیان کرنا نہیں ہے، رہی یہ بات کہ مسئلہ کیا ہے سو جاننا چاہیے کہ اس میں امام محمد اور شیخین کا اختلاف ہے، شیخین فرماتے ہیں الادام ما یصطبغ بہ الحبز اذا اختلط بہ کخل وزیت، لا اللحم والبيض، یعنی ادام وہ چیز ہے کہ جب روٹی کو اس کے ساتھ لگائیں تو روٹی اس کے رنگ میں رنگ جائے جیسے سرکہ اور روغن زیتون اور جہاں اس طرح نہ ہو تو وہ ادام نہیں ہے جیسے لحم اور بیضہ ان میں روٹی کہاں رنگی جاتی ہے، اور امام محمد کی رائے یہ ہے کہ الادام هو ما یؤکل مع الحبز غالباً، یعنی جو چیز عام طور سے

۱ جیسا کہ نسخہ بڈل میں ہے۔ (بڈل السجود فی حل ابی داؤد - ج ۱۴ ص ۲۲۷)

روٹی کے ساتھ روٹی کے تابع ہو کر کھائی جاتی ہو وہ ادا ہے خواہ روٹی اس میں رنگی جائے یا نہ رنگی جائے، لہذا جو چیز عام طور سے تنہا کھائی جاتی ہو مستقلاً کتمر وزیب و بطیخ و سائر الفواکہ لیس ادا، ہاں اگر کسی مقام میں ان پھلوں میں سے کوئی پھل تبعاً للخبز کھایا جاتا ہو تو اس مقام میں اس کو ادا کہا جائے گا عرف کا اعتبار کرتے ہوئے کذا فی الدر المختار، علامہ عینی فرماتے ہیں: وبقول محمد قالت الائمة الثلاثة الشافعی ومالك واحمد، (من الأبواب والتراجم) ^①۔

اس بیان مذاہب سے معلوم ہو رہا ہے کہ روٹی کیلئے تراجمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بھی ادا نہیں ہے، اس لئے کہ عرب میں کھجور غالباً مستقلاً کھائی جاتی ہے، اور اس میں روٹی بھی نہیں رنگی جاتی، لہذا حدیث کا جواب وہی ہے جو اوپر شرح حدیث میں ہم نے لکھا ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی، قاله المنذری۔

۱۱۔ بَابُ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ

باب قسم میں ان شاء اللہ کے الفاظ کہنے کے بارے میں

۳۲۶۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، يَتْلُو بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَدْ اسْتَثْنَى."

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بات پر قسم کھائے اور انشاء اللہ کہہ دے تو اس نے استثناء کر لیا۔

تحقیق: جامع الترمذی - الندور والایمان (۱۵۳۱) سنن النسائي - الأيمان والندور (۳۷۹۳) سنن أبي داود - الأيمان والندور (۳۲۶۱) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۱۰۵) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۱۰۶) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۶/۲) سنن الدارمي - الندور والایمان (۲۳۴۲)

شرح الحدیث: یمن کا اطلاق کبھی مخلوف علیہ پر بھی ہوتا ہے مجازاً کما فی هذا الحدیث، یعنی جو شخص کسی بات پر قسم کھانے کے ساتھ ان شاء اللہ کہے تو وہ حاث نہیں ہوتا بشرط یہ کہ یہ استثناء یعنی ان شاء اللہ کہنا متصلاً ہو، اس اتصال کی قید کا بیان آئندہ باب الحالف یستثنی بعد ما یتکلم میں آرہا ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائي وابن ماجه، قاله المنذری۔

۳۲۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، وَمُسَدَّدٌ، وَهَذَا أَخْبَرَهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنَى، فَإِنْ شَاءَ رَجَعَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حِنْثٍ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قسم کھائی اور

(ان شاء اللہ کہہ کر) اسکا استثناء کر لیا تو چاہے وہ اس کو پورا کرے یا چھوڑ دے وہ حائث نہ ہو گا۔

جامع الترمذی - النذور والایمان (۱۵۳۱) سنن النسائی - الایمان والنذور (۳۷۹۳) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۶۲)
سنن ابن ماجہ - الکفارات (۲۱۰۵) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۶/۲) سنن الدارمی - النذور والایمان (۲۳۴۲)

۱۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَتْ

باب نبی کریم ﷺ کی قسم کن الفاظ میں ہوتی تھی اس کے بیان میں

یعنی آپ ﷺ زیادہ تر کن لفظوں کے ساتھ قسم کھاتے تھے؟ باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ لفظ: لَا وَمُقْلِبِ الْقُلُوبِ ہے، اور تیسری حدیث میں: لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ، لَا وَمُقْلِبِ الْقُلُوبِ میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ لازماً ہے دوسرا یہ کہ لا کا تعلق مضمون سابق سے ہے یعنی دوران کلام آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے وَمُقْلِبِ الْقُلُوبِ، اس صورت میں لا پر سکتے کرنا ہو گا، اور لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ میں یہ بات متعین ہے کہ یہاں پر مقسم بہ محذوف ہے یعنی لَا، وَاللَّهُ وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ۔ اور باب کی دوسری حدیث میں یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کسی بات پر قسم مبالغہ کے ساتھ کھاتے تھے تو اس طرح فرماتے تھے: لَا وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ۔

۳۲۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَكْثَرُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ بِهِذَا الْيَمِينِ: «لَا وَمُقْلِبِ الْقُلُوبِ»۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اکثر نبی کریم ﷺ کی قسم ان الفاظ سے ہوتی تھی لَا وَمُقْلِبِ الْقُلُوبِ۔

صحیح البخاری - القدر (۶۲۴۳) صحیح البخاری - الایمان والنذور (۶۲۵۳) صحیح البخاری - التوحید (۶۹۵۶)
جامع الترمذی - النذور والایمان (۱۵۴۰) سنن النسائی - الایمان والنذور (۳۷۶۱) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۶۳) سنن ابن ماجہ - الکفارات (۲۰۹۲) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۶۸/۲) سنن الدارمی - النذور والایمان (۲۳۵۰)

۳۲۶۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ شُمَيْخٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اجْتَهَدَ فِي الْيَمِينِ، قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ»^۱۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی بات پر مبالغہ کے ساتھ قسم کھاتے تھے تو اس طرح فرماتے تھے: لَا وَالَّذِي..... اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں ابو القاسم ﷺ کی جان ہے۔

سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۶۴) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۴۸/۳)

۱ بزل میں یہاں لَا وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ ہے۔ (بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۴ ص ۲۳۰)

۳۲۶۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَزْمَةَ، أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ

سَمِعَ أَبَاهُ رِزْقَةَ، يَقُولُ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا خَلَفَ يَقُولُ: «لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ».

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قسم کھاتے تو آپ کی قسم ان الفاظ سے ہوتی: لا، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ۔

سنن النسائي - القسامة (۴۷۷۶) سنن أبي داود - الايمان والندوة (۳۲۶۵) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۰۹۳) مسند احمد - باقي مسند المكثرين (۲۸۸/۲)

۳۲۶۶ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَيَّاشٍ السَّمْعِيُّ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ دَهْلَمٍ

بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاجِبٍ بْنِ عَامِرِ بْنِ الْمُتَنَفِّحِ الْعَقِيلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ دَهْلَمُ: وَحَدَّثَنِيهِ

أَيْضًا الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ، أَنَّ لَقِيطَ بْنَ عَامِرٍ ❶، خَرَجَ وَافِدًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَقِيطُ:

فَقَدْ مَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ حَدِيثًا فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَعَمْرُ إِلَهِي».

عاصم بن لقيط سے روایت ہے کہ لقيط بن عاصم وفد کی صورت میں نبی کریم ﷺ خدمت میں حاضری کیلئے تشریف لے گئے لقيط فرماتے ہیں کہ ہم خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے پھر حدیث ذکر کی اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے کہ تمہارے معبود کی زندگی کی قسم۔

سنن أبي داود - الايمان والندوة (۳۲۶۶) مسند احمد - أول مسند الدينين رضي الله عنهم أجمعين (۱۰۴/۴)

چوتھی حدیث یہ ہے: قَالَ دَهْلَمُ: وَحَدَّثَنِيهِ أَيْضًا الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ، أَنَّ لَقِيطَ

بْنَ عَاصِمٍ -

تحقیق سند: دھلم بن الاسود جو سند حدیث کے راوی ہیں وہ اس حدیث کو دو طریق سے روایت کر رہے ہیں، پہلا طریق یہ ہے دھلم بن الاسود عن ابیه عن عمه لقيط بن عامر، یعنی دھلم روایت کرتے ہیں اپنے باپ اسود سے اور اسود روایت کرتے ہیں اپنے چچا لقيط بن عامر سے۔

اور دوسرا طریق یہ ہے دھلم بن الاسود عن ابیه عن عاصم بن لقيط عن لقيط بن عامر یعنی دھلم روایت کرتے ہیں اسود سے اور اسود روایت کرتے ہیں عاصم بن لقيط روایت کرتے ہیں لقيط بن عامر سے، مگر حضرت نے بذل میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ میرے پاس جو رجال کی کتابیں موجود ہیں ان میں، میں نے لقيط بن عامر کوئی راوی، نہیں پایا، پس ہو سکتا ہے کہ

یہ تحریف ہو اور صحیح لقیط بن عامر ہو، وہو لقیط بن صبرة بن عامر، واللہ تعالیٰ اعلم^①۔

خَرَجَ وَاحِدًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقِطٌ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے یہاں قاصد بن کر پہنچا، آگے مصنف فرماتے ہیں اختصاراً کہ اس کے بعد لقیط نے حدیث ذکر کی جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لَعَمْرُ اللَّهِ تِرْے معبود کی بقاء کی قسم، عمر سے مراد بقاء جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ^②، اب یہ کہ لعمر اللہ یا لعمر الہک سے یحیٰمن منعقد ہوتی ہے یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ خفیہ و مالکیہ کے نزدیک منعقد ہو جاتی ہے، اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے یہ یحیٰمن کی نیت سے کہا تب تو یحیٰمن ہوگی ورنہ نہیں، اور امام احمدؒ سے دونوں روایتیں ہیں کاملذہبین، کما فی الذیل (کذا فی هامش البذل^③)۔

فائدہ: امام بخاریؒ نے بھی اسی طرح کا باب قائم کیا ہے: بَابُ كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: یعنی وہ الفاظ جن کے ساتھ آپ ﷺ ہمیشہ قسم کھاتے تھے یا اکثر، اور مجموعہ اس کا جو اس باب میں مذکور ہے وہ چار الفاظ ہیں: ① وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اور ایسے ہی وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، ان میں بعض کے شروع میں لفظ اَمَّا اور بعض کے شروع میں لفظ اَيْمَنْ، ② لَا وَمَقْلَبِ الْقُلُوبِ، ③ وَاللَّهِ، ④ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُهَا وَهُوَ اِهْ، اور حافظ ابن قیمؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ سے قسم کھانا اسی ۸۰ سے زائد مواضع میں منقول ہے: فی أكثر من ثمانين موضعا، وأمره الله تعالى بالخلف على تصديق ما أخبر به في ثلاثة مواضع: في سورة يونس، واسبأ، والتغابن اه. الأبواب والتراجم مختصراً^⑤۔

۱۳۔ بَابُ فِي الْقَسَمِ هَلْ يَكُونُ يَمِينًا

بَابُ اس بارے میں کہ کیا لفظ قسم کہنے سے قسم واقع ہو جاتی ہے

تفصیل مذاہب الانمہ فی مسئلۃ الباب: یعنی لفظ قسم سے یحیٰمن منعقد ہوتی ہے یا نہیں؟ جیسے یوں کہے: أَقْسَمْتُ يَا أَقْسَمْتُ بِاللَّهِ، جاننا چاہئے کہ حلف بلفظ القسم کی دو صورتیں ہیں: ① مجرداً عن لفظ الجلالة یعنی بغیر لفظ اللہ کے صرف یوں کہے أَقْسَمْتُ، ② مقرونًا بلفظ الجلالة، جیسے أقسمت باللہ خفیہ کا مسلک تو یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں یحیٰمن منعقد ہو جاتی ہے،

① بذل الجہود فی حل أبي داود - ج ۱۴ ص ۲۳۲

② قسم ہے تیری جان کی وہ اپنی سستی میں مدہوش ہیں (سورۃ الحج ۷۲)

③ بذل الجہود فی حل أبي داود - ج ۱۴ ص ۲۳۲

④ فتح الباری - ج ۱، ۵۲۶، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد - ج ۳ ص ۲۶۹، الأبواب والتراجم لصحیح البخاری - ج ۲ ص ۱۳۴

اور امام خطابی نے امام شافعیؒ و مالکؒ کا مذہب یہ لکھا ہے کہ پہلی صورت میں منعقد نہیں ہوتی صرف دوسری صورت میں منعقد ہوتی ہے (بذل) حنفیہ کا یہ مسلک بذل میں بدائع سے نقل کیا ہے اور یہ کہ امام زفرؒ کا مسلک اس میں امام شافعیؒ کے مسلک کے موافق ہے^①، اور حافظ^② نے ابن المنذر سے جو مذہب ائمہ نقل کئے ہیں وہ اس طرح ہیں کہ لفظ أقسمت سے خواہ اس کے ساتھ باللہ کہیں یا نہ کہیں، یمین کا قصد ہو یا نہ ہو بہر صورت یمین ہے تو بہ قال النخعی والثوری والکوفیون، اور امام مالکؒ کا مسلک یہ نقل کیا ہے کہ أقسمت باللہ تو بہر حال یمین ہے اور صرف لفظ أقسمت یمین نہیں ہے إلا بالنية، اور امام شافعیؒ کا مسلک یہ لکھا ہے کہ صرف لفظ أقسمت تو کسی حال میں یمین نہیں ہے یعنی ولو نوى، اور لفظ أقسمت باللہ، یہ یمین ہے بصورت نیت ورنہ نہیں، اور اسحق بن راہویہ کے نزدیک مطلقاً یمین نہیں ہے، اور امام احمدؒ کے انہوں نے اس میں دو قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ مطلقاً یمین ہے مثل الحنفیہ، دوسرا یہ کہ نیت کی صورت میں یمین ہے ورنہ نہیں مثل المالکیہ (الأبواب والترجمہ)^③۔

۳۲۶۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُثَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، أَقْسَمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُقْسِمُ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میں آپ ﷺ کو قسم دیتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم مت کھاؤ۔

سنن ابی داود - الايمان والنذور (۳۲۶۷) مسند احمد - من مسند بہی ہاشم (۲۱۹/۱)

۳۲۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ابْنُ يَحْيَى كَتَبْتُهُ مِنْ كِتَابِهِ أَخْبَرَنَا مُعَمَّرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُثَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ فَذَكَرْتُ رُؤْيَا فَعَبَّرَهَا أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَصَبْتَ بَعْضًا، وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا» فَقَالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَنْيَأُ أَنْتَ لِحَدِيثِي، مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُقْسِمُ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے تھے کہ ایک شخص خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو عرض کیا کہ میں نے رات کو خواب دیکھا پھر اسے خواب ذکر کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے اس کی تعبیر دی اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے کچھ صحیح سمجھا اور کچھ غلط سمجھا تو حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دیتا ہوں میرے باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے ضرور بتلائیں کہ میں نے کس چیز میں غلطی کی تو

① معالم السنن شرح سنن ابی داود - ج ۴ ص ۴۸، بذل الجہود فی حل ابی داود - ج ۱ ص ۲۴۰

② فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱ ص ۵۴۲

③ الأبواب والتراجم لصحیح البخاری - ج ۲ ص ۱۳۵

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ قسم مت کھاؤ۔

٣٢٦٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِسٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ

اللَّهُ. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَذْكُرِ الْقِسْمَ زَادَ فِيهِ وَلَمْ يُخَيِّرْهُ.

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت مروی ہے اور انہوں نے قسم کا ذکر نہیں کیا اور نہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو ان کی غلطی بتلائی۔

صحیح مسلم - الرؤیا (۲۲۶۹) جامع الترمذی - الرؤیا (۲۲۹۳) سنن أبي داود - الإيمان والنذور (۳۲۶۸) سنن ابن ماجه - تعبیر الرؤیا (۳۹۱۸)

سے قسم منعقد ہو جاتی تو صدیق اکبرؓ حالف اور مقسم ہوتے اور حضور ﷺ ان کا برابر فرماتے، حالانکہ حضور ﷺ نے ان کا برابر نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ مقسم ہی نہ تھے، یہ طریق استدلال تو ہوا شافعیہ کا، اور حنفیہ کا طریق استدلال یہ ہے کہ حضور ﷺ صدیق اکبرؓ سے فرما رہے ہیں لا تُقسم کہ قسم کیوں کھاتے ہو میں نہیں بتاؤں گا، معلوم ہوا کہ قسم ہو گئی تھی۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۴۔ باب فیمن حلف علی طعام لا یأكله

باب اس شخص کے بارے میں جو اس بات پر قسم کھائے کہ وہ کھانا نہیں کھائے گا

۳۲۷۰۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، أَوْ عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: نَزَلَ بَنَاتُ أَصْيَاتٍ لَنَا، قَالَ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَتَحَدَّثُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ، فَقَالَ: لَا أُرْجِعَنَّ إِلَيْكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ ضِيَاغَةِ هَؤُلَاءِ، وَمِنْ قِرَاهُمْ، فَأَتَاهُمْ بِقِرَاهُمْ، فَقَالُوا: لَا نَطْعُمُهُ حَتَّى يَأْتِيَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ، فَقَالَ: مَا فَعَلَ أَصْيَاؤُكُمْ؟ أَفَرَعْتُمْ مِنْ قِرَاهُمْ؟ قَالُوا: لَا، قُلْتُ: قَدْ أَتَيْتُهُمْ بِقِرَاهُمْ فَأَبَوْا، وَقَالُوا: وَاللَّهِ لَا نَطْعُمُهُ حَتَّى يَجِيءَ، فَقَالُوا: صَدَقَ. قَدْ أَتَانَا بِهِ فَأَبَيْنَا، حَتَّى تَجِيءَ، قَالَ: فَمَا مَنَعَكُمْ؟ قَالُوا: مَكَانُكَ، قَالَ: وَاللَّهِ لَا أَطْعُمُهُ اللَّيْلَةَ، قَالَ: فَقَالُوا: وَنَحْنُ وَاللَّهِ لَا نَطْعُمُهُ حَتَّى تَطْعُمَهُ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ، قَالَ: قَرِّبُوا أَطْعَامَكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبَ طَعَامَهُمْ، فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، فَطَعِمَ وَطَعِمُوا، فَأُخْبِرْتُ أَنَّهُ أَصْبَحَ فَقَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَهُ بِالَّذِي صَنَعَ وَصَنَعُوا، قَالَ: «بَلْ أَنْتَ أَبْرَهُمْ وَأَصْدُقُهُمْ».

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں کچھ مہمان آئے اور حضرت ابوبکر رات کے وقت نبی کریم ﷺ سے گفتگو کیلئے جایا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا کہ میرے واپس آنے سے پہلے ان کے کھانے اور مہمانی سے فارغ ہو جانا۔ تو جب (عبدالرحمن) ان مہمانوں کے پاس کھانا لیکر پہنچے تو وہ (مہمان) کہنے لگے کہ ہم حضرت ابوبکرؓ کے آنے تک کھانا نہیں کھائیں گے حضرت ابوبکرؓ آئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ تم نے مہمانوں کے ساتھ کیا کیا۔ کیا تم ان کو کھانا کھلا کر فارغ ہو گئے؟ انہوں (مہمانوں) نے کہا کہ نہیں میں نے عرض کیا کہ میں تو ان کے پاس ان کا کھانا لیکر آیا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم حضرت ابوبکرؓ کے آنے تک کھانا نہ کھائیں گے مہمانوں نے بھی کہا کہ یہ سچ کہتے ہیں یہ تو ہمارے پاس کھانا لائے تھے مگر ہم نے اس وقت تک کھانے سے منع کر دیا جب تک کہ آپ تشریف لے آئیں حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کس وجہ سے تم نے (میرے آنے تک) کھانے سے منع کیا تو وہ کہنے لگے کہ آپ کے مرتبے کا لحاظ تھا حضرت ابوبکرؓ نے کہا اللہ کی قسم میں بھی آج رات یہ کھانا نہ کھاؤں گا تو مہمانوں نے بھی کہا کہ اللہ کی قسم ہم بھی

اس وقت تک نہ کھائیں گے جب تک کہ آپ نہ کھالیں اس پر حضرت ابو بکر (بڑے متاثر ہوئے اور) فرمانے لگے کہ میں نے ایسی بری رات تو کبھی نہیں دیکھی (مگر اس ناگوار صورتحال کو ختم کرنے کیلئے) فرمایا کھانا لیکر آؤ چنانچہ کھانا رکھا گیا تو انہوں (ابو بکر) نے بسم اللہ پڑھی اور کھانے لگے اور مہمان بھی کھانے لگے (عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ) مجھے پتہ چلا کہ دوسرے دن صبح حضرت ابو بکر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے اور مہمان کے فعل کا واقعہ سنایا (اور یہ کہ میں اپنی قسم کا توڑنے والا ہو گیا) تو اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (تم حائل نہیں ہو) بلکہ تم تو ان سب سے نیک اور سچے ہو۔

۳۲۷۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْثَنَّى، حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ لُوحٍ، وَعَبْدُ الْأَعْلَى، عَنِ الْجَرِيرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ لَحْوَكَ زَادَ عَنْ سَالِمٍ، فِي حَدِيثِهِ قَالَ: وَلَمْ يَتْلُغْنِي كَفَّارَةٌ.

ابو عثمان حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر سے یہی حدیث اسی کے مثل نقل کرتے ہیں اسمیں اضافہ ہے کہ سالم نے کہا کہ مجھے کفارہ کی بات معلوم نہیں ہو سکی (کہ حضرت ابو بکر نے کفارہ ادا کیا ہو گیا نہیں)۔

صحیح البخاری - مواہبات الصلاة (۵۷۷) صحیح البخاری - المناقب (۳۳۸۸) صحیح البخاری - الأدب (۵۷۸۹) صحیح البخاری - الأدب (۵۷۹۰) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۵۶) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۷۰) مسند احمد - مسند الصحابة بعد العشرة (۱۹۷/۱) مسند احمد - مسند الصحابة بعد العشرة (۱۹۸/۱)

شرح الحدیث: ضیفان ابی بکر صدیق کا قصہ: عبدالرحمن بن ابی بکر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے چند مہمان آئے (یہ تین شخص تھے اصحاب صفہ میں سے) وہ فرماتے ہیں کہ والد صاحب کا معمول رات میں حضور ﷺ کی خدمت میں بات چیت کیلئے جانے کا تھا، چنانچہ وہ جاتے وقت مجھ سے فرما گئے کہ میری واپسی سے پہلے ان کو کھانے سے فارغ کر دینا، عبدالرحمن کہتے ہیں: میں انکے پاس کھانا لیکر آیا، مہمانوں نے بغیر صاحب خانہ (صدیق اکبرؓ) کے کھانے سے انکار کر دیا، عبدالرحمن کہتے ہیں کہ جب والد صاحب حضور ﷺ کے پاس سے واپس ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اس کے بعد بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو آواز دی (وہ صدیق اکبرؓ کے غصہ کو دیکھ کر چھپ گئے تھے جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے) یا غنثر (او کہینے) وہ سامنے آئے اور آکر عرض کیا: اچی میں تو ان کے سامنے کھانا لیکر آیا تھا مگر ان لوگوں نے کھانے سے انکار کر دیا کہ جب تک آپ نہیں آئیں گے اس وقت تک ہم نہیں کھائیں گے، اس پر مہمانوں نے عبدالرحمن کی تصدیق کی کہ بے شک یہ تو کھانا لیکر آئے تھے لیکن ہم ہی نے انکار کر دیا تھا آپ کے انتظار میں، صدیق اکبرؓ نے پوچھا کہ میرا انتظار کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے مقام اور مرتبہ کی وجہ سے، صدیق اکبرؓ کو اس پر ناگواری ہوئی اور قسم کھا کر فرمایا میں بھی آج یہ کھانا نہیں کھاؤں گا، ان مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہ کھائیں گے جب تک آپ نہ کھائیں گے۔

قَالَ: مَا أَتَيْتُ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ: اس پر صدیق اکبرؓ بڑے متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسی بری رات تو میں نے کبھی نہیں دیکھی، مگر انہوں نے اس ناگوار صورت حال کو فوری طور پر ختم کیا اور فرمایا کھانا لیکر آؤ اور بِسْمِ اللہ پڑھ کر کھانا شروع کر دیا، مہمانوں نے بھی شروع کر دیا۔ آگے روایت میں یہ ہے کہ اس رات کے واقعہ کے بعد صبح کو جب صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور یہ رات کا واقعہ آپ کو سنایا اور یہ کہ میں تو اپنی قسم میں حانث ہو گیا تو اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: بَلْ أَذْنُ أَبْرَهُمْ وَأَصْدَقُهُمْ کہ تم کہاں حانث ہوئے تم تو ان میں سب سے زیادہ نیک اور سچے ہو، مطلب یہ کہ یہ حنث وہ حنث نہیں جو معصیت یا مذموم ہو بلکہ یہ تو من حلف علی یمین فرمایا غیر ہا خیر امنہا کے قبیل سے ہے۔

یہ واقعہ صحیح بخاری میں مزید تفصیل سے ہے اس میں یہ بھی ہے: فَأَكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَتَبًا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا فَقَالَتْ وَفَرَقَ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لَا أَكْثَرُ قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ فَأَكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا، یعنی جب یہ لوگ وہ کھانا کھا رہے تھے تو جو بھی لقمہ اٹھاتے تھے تو کھانا اس کے نیچے سے اور بڑھ جاتا تھا، اور پھر آگے یہ ہے کہ اس کھانے میں کابچا ہوا حضور ﷺ کے پاس بھی بھیجا گیا جس میں سے آپ ﷺ نے بھی نوش فرمایا، یہ قصہ صحیح بخاری میں کتاب الأدب (برقمہ ۵۷۸۹-۵۷۹۰) اور علامات نبوت میں (برقمہ ۳۳۸۸) اور مواقیب الصلاۃ میں (برقمہ ۵۷۷) پر مذکور ہے، قال: ولم يبلغني كفارة، راوی کہہ رہا ہے کہ اس واقعہ میں صدیق اکبرؓ نے کفارہ یمین ادا کیا تھا یا نہیں؟ اس بارے میں مجھے کچھ نہیں پہنچا لیکن اصولاً کفارہ واجب ہے اور عدم ذکر عدم کو مستلزم نہیں، اور اگر یہ واقعہ مشروعیت کفارہ سے پہلے کا ہو تو پھر امر آخر ہے (بذل)۔ والحديث أخرجه البخاري ومسلم بنحوه اتم منه، قاله المنذري۔

۱۵۔ بَابُ الْيَمِينِ فِي قَطِيعَةِ الرَّجْمِ

باب قطع رجمی کی قسم کھانے کے حکم کے بیان میں ۸۵

۳۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْهَالِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ الْمُعَلَمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ، فَسَالَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَةَ الْقِسْمَةِ، فَقَالَ: إِنَّ عُذَّتْ نَسَائِي عَنْ الْقِسْمَةِ فَعُلَّ مَالِي فِي رِنَاجِ الْكُعْبَةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْكُتَيْبَةِ غَنِيَّةٌ عَنْ مَالِكَ، كَفَرُ عَنْ يَمِينِكَ وَكَلِمَةُ أَخَاكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يَمِينُ عَلَى نَفْسٍ، وَلَا نَذْرٌ فِي مَعْصِيَةِ الرَّبِّ، وَفِي قَطِيعَةِ الرَّجْمِ، وَفِيمَا لَا تَمْلِكُ».

سعيد بن المسيب سے روایت ہے کہ دو انصاری جو بھائی بھائی تھے ان میں میراث کا مسئلہ اٹکا ہوا تھا دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے تقسیم کا مطالبہ کیا تو ایک بھائی دوسرے بھائی سے کہنے لگا کہ اگر تم نے دوبارہ تقسیم کا مطالبہ کیا تو میری نذر یہ ہے کہ میرا کل مال باب کعبہ کیلئے ہے تو حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ کعبہ کو تیرے مال کی ضرورت نہیں تو

اپنی قسم کا کفارہ دے اور اپنے بھائی سے بات شروع کر کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہاری نذر صحیح نہیں کیوں کہ رب کی نافرمانی میں نذر کرنا صحیح نہیں اور نہ رشتہ داری کو توڑنے میں اور نہ اس مال میں جو آدمی کی ملکیت نہ ہو۔

شرح الحدیث وفقہ بیان نذر اللجاج یعنی دو انصاری شخص جو آپس میں بھائی بھائی تھے ان دو کے درمیان میراث کا مسئلہ رکا ہوا تھا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے تقسیم میراث کا مطالبہ کیا (ممکن ہے کئی بار مطالبہ کی نوبت آچکی ہو) اس نے کہا کہ اگر آئندہ تو نے تقسیم کا سوال کیا تو پھر میری نذر یہ ہے کہ میرے حصہ کا کل مال باب کعبہ کے لئے ہے، مراد خود کعبہ ہی ہے۔ آگے روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے علم میں جب یہ واقعہ پہنچا تو انہوں نے اس نذر ماننے والے سے فرمایا: إِنَّ الْكَعْبَةَ غَنِيَّةٌ عَن مَالِكَ، کہ کعبہ کو تیرے مال کی ضرورت نہیں، اپنی قسم کا کفارہ دے اور اپنے بھائی سے بات کرنا شروع کر اس لئے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے: لَا يَمِينُ عَلَيْكَ، وَلَا نَذْرٌ فِي مَعْصِيَةِ الرَّبِّ، وَفِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ، اس قصہ میں جو نذر مذکور ہے وہ نذر اللجاج ہے جس کا حکم ابھی قریب میں مع بیان مذاہب الاممہ گزر چکا ہے و حاصلہ: اگر کوئی شخص اپنی نذر کو کسی شئی کے حصول پر معلق کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ شئی مطلوب و مقصود ہو جیسے ان شفی اللہ مریضی فعبدی حر، ایسی نذر کا ایفاء بالاتفاق واجب ہے اور اگر وہ شئی غیر مطلوب ہو جیسا کہ غصہ وغیرہ کی صورت میں نذر مان لی جاتی ہے جیسے ان کلمتک فعلی صومہ شہر، یہ نذر نذر لجاج ہے اور پہلی نذر نذر الحجازۃ اور نذر تبرز، امام مالک کے نزدیک تو دونوں قسموں کا حکم ایک ہی ہے یعنی وجوب ایفاء اور باقی ائمہ ثلاث کے نزدیک قسم اول یعنی نذر الحجازۃ کا حکم وجوب ایفاء ہے وفي القسم الثانی التخییر بین الایفاء و کفارة الیمین، اس مضمون کی ایک حدیث موطأ کے اندر بھی ہے: عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: مَالِي فِي رِثَاجِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يُكَفِّرُكَ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِينَ^①، یہ روایت ہمارے یہاں باب فیمن نذر أن یصدّق بماله میں بھی گزر چکی۔

۳۲۷۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّبِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُعِيزَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا نَذْرَ إِلَّا فِيمَا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ، وَلَا يَمِينُ فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ»
ترجمہ: عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: نذر صرف ان کاموں میں ہوتی ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور رشتہ داری کے ختم کرنے کی قسم کھانا صحیح نہیں۔

ترجمہ: سنن النسائي - الايمان والنذور (۳۷۹۲) سنن أبي داود - الايمان والنذور (۳۲۷۳) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲/۲۱۲)

۳۲۷۴ - حَدَّثَنَا الْمُشَدِّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَخْنَسِ، عَنْ عُمَرُو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَذَرُوا وَلَا تَمِينُوا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ، وَلَا فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِي قَطِيعَةِ رَجِيمٍ وَمَنْ خَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَدَّ عَهَا وَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ فَإِنَّ تَرْكَهَا كُفْرًا هُتًا»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عَنْ يَمِينِهِ إِلَّا فِيمَا لَا يَتَعَبَأُ بِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ثَلَاثُ أَحْمَدَ، رَوَى يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُثَيْدٍ، فَقَالَ: تَرَكَهُ بَعْدَ ذَلِكَ، وَكَانَ أَهْلًا لِذَلِكَ قَالَ أَحْمَدُ: أَحَادِيثُهُ مَتَا كَثُرَ، وَأَبُوهُ لَا يُعْرَفُ.

ترجمہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو چیز انسان کی ملکیت میں نہ ہو اس میں نہ نذر ہے اور نہ ہی قسم اور نہ اللہ کی نافرمانی میں اور نہ رشتہ داری کے ختم کرنے میں۔ پھر جو شخص کوئی قسم کھالے اور اس کے خلاف دوسرے پہلو میں زیادہ بھلائی دیکھے تو اسے چاہیے کہ قسم چھوڑ دے اور جو خیر (کا پہلو) ہو اس پر عمل کرے۔ بلاشبہ اس قسم کو چھوڑ دینا ہی اس کا کفار ہے۔

تحقیق سنن النسائي - الایمان والنذور (۳۷۹۲) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۷۴) مسند احمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲۱۲/۲)

۱۶ - بَابُ فِيمَنْ يَخْلَفُ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا

باب ہے جان بوجھ کر قسم کھانے کے بارے میں حکم

۳۲۷۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَطَاءُ بْنُ الشَّائِبِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلَيْنِ، اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّالِبَ الْبَيْتَةَ فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيْتَةً فَاسْتَحْلَفَ الْمَطْلُوبَ، فَخَلَفَ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَلَى، قَدْ فَعَلْتَ وَلَكِنْ قَدْ غَفَرَ لَكَ بِإِخْلَاصِ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُرَادُ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَمْ يَأْمُرْهُ بِالْكَفَّارَةِ.

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دو شخص آپ ﷺ کی خدمت میں (کسی چیز کے بارے میں) جھگڑتے ہوئے آئے تو آپ ﷺ نے مدعی سے گواہی طلب کی اس کے پاس کوئی گواہی نہ تھی تو آپ ﷺ نے مدعی علیہ سے قسم طلب کی تو اس نے ان الفاظ کے ساتھ قسم کھائی کہ اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ (جس کام کے نہ کرنے کی قسم کھا رہا ہے) تو نے وہ کام ضرور کیا ہے لیکن تیری یہ لغزش اور گناہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے کے اخلاص کی وجہ سے معاف کر دیا گیا۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ مراد ہے کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو کفارہ کا حکم نہیں دیا۔

تخریج: سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۷۵) مسند احمد - من مسند ابی ہاشم (۲۵۳/۱) مسند احمد - من مسند ابی ہاشم (۲۸۸/۱)

شرح الحدیث یعنی دو شخص آپ ﷺ کی خدمت میں کسی چیز کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے، مدعی کے پاس چونکہ بیعتہ نہیں تھا اسلئے آپ ﷺ نے مدعی علیہ سے قسم طلب کی تو اس نے قسم ان لفظوں کے ساتھ کھائی: بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، تو آپ ﷺ نے اس کی قسم کے یہ لفظ سن کر فرمایا: بَلٰی، قَدْ فَعَلْتَ کہ جس چیز کے نہ کرنے پر تو قسم کھا رہا ہے تو نے وہ کام ضرور کیا ہے، (لہذا تو اس قسم میں جھوٹا ہے) لیکن تیری یہ لغزش اور گناہ قول لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے اخلاص کی برکت سے معاف کر دیا گیا۔

استفید بالحدیث امران: اس پر علامہ سندھی فتح الودود میں لکھتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس شخص کی یمنین کو بذریعہ وحی یا الہام باطل قرار دیتے ہوئے اسکے خلاف فیصلہ فرمایا، اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی، کہ احیاناً حضور ﷺ وحی وغیرہ کے ذریعہ سے باطن حال کا اعتبار کرتے ہوئے ظاہر کے خلاف فیصلہ فرماتے تھے، اور وہ جو آپ ﷺ نے فرمایا: وَلٰكِنْ قَدْ غُفِرَ لَكَ، اس سے مراد حلف کاذب کے گناہ کی معافی ہے: ففیہ دلیل علی أن الكبائر تغفر بكلمة التوحيد اه^①

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُزَادُ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَمْ يَأْمُرْ بِالْكَفَّارَةِ: امام ابو داؤدؒ یہ فرما رہے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات مستفاد ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ نے اس خالف کو کفارہ کا حکم نہیں فرمایا، حالانکہ اس کی یہ یمنین یمنین غموس تھی جس کے اندر امام شافعیؒ کے نزدیک کفارہ ہے، لیکن جمہور کا مسلک یہی ہے کہ لا کفارۃ فیہ، اس حدیث سے دو فائدے وہ مستفاد ہوئے جن کو علامہ سندھیؒ نے بیان کیا، تیسرا فائدہ یہ ہوا جس کو مصنفؒ نے بیان فرمایا ہے، یہاں پر حضرت نے بذل الجہود^② میں ایک اشکال اور پھر اس کا جواب تحریر فرمایا ہے، اشکال یہ کہ یمنین کاذبہ گناہ کبیرہ ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، تو اس شخص کا یہ کبیرہ صرف کلمۃ التوحید سے کیسے معاف ہو گیا؟ اس لئے کہ حسنات صرف مکفر صغائر ہیں نہ کہ مطلقاً، پھر اس کا جواب یہ لکھا ہے کہ ممکن ہے یوں کہا جائے کہ جب اس شخص نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اخلاص کے ساتھ کہا تو گویا اس کو ندامت ہوئی اپنے فعل پر اور ندامت ہی توبہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کہا جائے کہ یہ شخص لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے سے پہلے مؤمن مخلص نہیں تھا اس حلف کے وقت ہی کلمہ توحید اخلاص کے ساتھ پڑھا تو گویا اس نے اپنے ایمان کی تجدید کی تو اس تجدید ایمان نے اس کی سابق معصیت کی تکفیر کر دی۔

والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذري۔

① عون للعبود علی سنن ابی داؤد - ج ۹ ص ۱۰۲

② بذل الجہود فی جل ابی داؤد - ج ۱۴ ص ۲۴۱ - ۲۴۲

۱۷۔ بَابُ الرَّجُلِ يُكْفَرُ قَبْلَ أَنْ يَحْتَشِرَ

۸۸ باب اس بارے میں کہ اگر قسم کے علاوہ معاملہ میں خیر ہو تو قسم توڑ دینے کے بیان میں ۸۸

۳۲۷۶ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا غِيلَانُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنِّي وَاللَّهِ إِن شَاءَ اللَّهُ، لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ قَائِمِي غَيْرَهَا خَيْرٌ مِنْهَا، إِلَّا كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي، وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ»، أَوْ قَالَ: «إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفَرْتُ بِمِثْلِي».

شرح: ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ میری عادت یہ ہے کہ کسی بات پر قسم کھائی ہو پھر اسکے برعکس معاملہ میں خیر کو پاتا ہوں تو اپنی قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دیتا ہوں پھر اور بہتر چیز کو اختیار کر لیتا ہوں یا فرمایا کہ میں وہی کام کرتا ہوں جس میں بھلائی ہو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔

صحیح البخاری - فرض الخمس (۲۹۶۴) صحیح البخاری - المغازی (۴۱۲۴) صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۱۹۹) صحیح البخاری - الایمان والنذور (۶۲۴۹) صحیح البخاری - کفارات الایمان (۶۳۴۰) صحیح البخاری - التوحید (۷۱۱۶) صحیح مسلم - الایمان (۱۶۴۹) سنن أبی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۷۶) سنن ابن ماجہ - الکفارات (۲۱۰۷) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۴۰۱/۴)

شرح الحدیث: آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ واللہ میرا طریقہ یہ ہے کہ اگر میں کسی چیز پر قسم کھا بیٹھوں اور پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر سمجھوں تو میں اپنی یمین کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں، اور وہ کام جس کو خیر سمجھتا ہوں اس کو کرتا ہوں، اس میں راوی کو شک ہو رہا ہے کہ یا تو آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا، اور یا اس طرح فرمایا تھا کہ میں اس کار خیر کو کرتا ہوں اور کفارہ یمین ادا کرتا ہوں (ان دونوں میں تقدیم و تاخیر کا فرق ہے)، پہلے جملہ میں کفارہ یمین اولاند کور ہے اور اس کار خیر کو کرنا بعد میں مذکور ہے، اور دوسرے جملہ میں ترتیب اس کے برعکس ہے۔

تقديم الكفارة على الحنث: اور یہ مسئلہ خود مختلف فیہ ہے، یعنی کفارہ قبل الحنث کا جواز و عدم جواز جس کو مصنف آگے خود بیان کر رہے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ، يُرَخِّصُ فِيهَا الْكُفَّارَةَ قَبْلَ الْحِنْثِ، بَقِيَّةِ ائِمَّةِ كَ مَذَاهِبِ اس میں یہ ہیں کہ امام مالکؒ کا مسلک بھی یہی جو امام احمدؒ کا ہے یعنی کفارہ قبل الحنث کا جواز مطلقاً، اور امام شافعیؒ کے نزدیک کفارہ مالیہ کی تقدیم تو جائز ہے اور غیر مالیہ یعنی کفارہ بالصوم اس کی تقدیم جائز نہیں۔ اور حنفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز نہیں۔

اس کے بعد جانا چاہیے کہ کفارہ یمین جو قرآن کریم کی اس آیت میں مذکور ہے: لَا يُؤْخَذُ كُمْ بِاللُّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤْخَذُ كُمْ بِمَا عَقَدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تَطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ

رَقَبَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ قَصِيَامًا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: ①، یہ کل چار چیزیں ہوں گی: ① اطعام، ② عشرۃ مساکین یا، ③ ان کا کسوۃ، ④ اعتاق، ⑤ اور ان تینوں میں سے کسی ایک پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں صوم ثلاثۃ ایام۔

حقیقہ کے نزدیک وجوب کفارہ کا سبب حنث ہے اسی لئے ان کے نزدیک تقدیم الکفارۃ علی الحنث جائز نہیں، اور شافعیہ وغیرہ کے نزدیک وجوب کفارہ کا سبب خود یمین ہے اور حنث اسکی شرط، وہی شرح السنۃ: ①، وانما يجوز تقديم العتق أو الإطعام أو الكسوة كما يجوز تقديم الزكاة على الحول، ولا يجوز تعجيل صوم رمضان قبل وقته انتهى (بذل مختصراً)۔

۳۶۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَاءُ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، وَمَنْصُورٌ يَعْنِي ابْنَ زَادَانَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ، إِذَا حَلَقْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَأَتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ يَمِينَكَ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ، يُرَخِّصُ فِيهَا الْكَفَّارَةَ قَبْلَ الْحِنْثِ.

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد الرحمن جب تم کسی بات پر قسم کھاؤ پھر دیکھو کہ خیر اس کے علاوہ چیز میں ہے تو وہ کرو جس میں خیر ہے۔ اور اپنی قسم کا کفارہ دیدو امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے سنا کہ وہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے کی اجازت دیتے ہیں۔

۳۶۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ، نَحْوَهُ قَالَ: فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ، ثُمَّ أَتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَحَادِيثُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، فِي هَذَا الْحَدِيثِ مُوَبَّي عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ الْحِنْثُ قَبْلَ الْكَفَّارَةِ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ الْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ.

ترجمہ: قاتادہ حسن سے اور وہ عبد الرحمن بن سمرہ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو اور پھر وہی چیز اختیار کرو جس میں بھلائی ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ اور عدی بن حاتمؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی احادیث جو اسی مضمون کے بارے میں ہیں ان میں سے بعض روایات میں قسم توڑنے سے قبل کفارہ ادا کرنے کا ذکر ہے اور بعض میں کفارہ سے قبل قسم توڑنے کا ذکر ہے۔

ترجمہ: صحیح البخاری - الايمان والنذور (۶۲۴۸) صحیح البخاری - كفارات الايمان (۶۳۴۳) صحیح البخاری - الاحكام (۶۷۲۷) صحیح مسلم - الايمان (۱۶۵۲) جامع الترمذی - النذور والايمان (۱۵۲۹) سنن النسائي - الايمان والنذور (۳۷۸۲) سنن أبي داود - الايمان والنذور (۳۲۷۷) مسند أحمد - أول مسند البصريين (۶۱/۵) سنن الدارمي - النذور والايمان (۲۳۴۶)

① نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری یہودہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے اس پر جس قسم کو تم نے مضبوط باندھا سو اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھروالوں کو یا پکڑا پہنا دیں دینا دس محتاجوں کو یا ایک گردن آزاد کرنی پھر جس کو میسر نہ ہو تو روزے رکھنے میں تین دن کے (سورۃ المائدہ ۸۹)

② شرح السنۃ للبخاری - ج ۱۰ ص ۱۷

③ ونحن نقول كما لا يجوز تقديم الزكاة على النصاب كذا لا يجوز تقديم الكفارة على الحنث. (بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۱ ص ۲۳۵)

۱۸۔ باب کفر الصاع فی الکفارة

باب قسم کے کفارہ میں کتنے صاع اناج دیا جائیگا؟

یعنی کفارہ یمین میں کتنے صاع غلہ دیا جائے گا؟

کفارہ یمین کی تفصیل مع مذاہب ائمہ: وفي الكفر: وكفارتہ تحریر رقبۃ أو إطعام عشرة مساكين كهما في الظهار أو كسوتهم بما يستر عامة البدن. لقوله تعالى { فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ^① } الآية. وكلمة أو للتخيير فكان الواجب أحد الأشياء الثلاثة وقوله كهما في الظهار أي كالإطعام والتحرير في الظهار وقد بيناها ههناك، وفي حاشية الشلبي: وإن شاء أطعم عشرة مساكين كالإطعام في كفارة الظهار وهي نصف صاع من بر أو صاع من تمر أو شعير..... ويجوز أن يغديهم ويعشيهم بخبز إلا أنه إن كان برا لا يشترط فيه الإدام وإن كان غيره فيأدام ويجزئ في الإطعام كل من التمليك والإباحة اه^②، معلوم ہوا کہ اطعام میں دونوں اختیار ہیں یا تو ہر مسکین کو مثل صدقۃ الفطر کے ایک صاع شعیر وغیرہ کا اور نصف صاع گہوں کا دیا جائے گا، اور یا تغدیہ اور تحشیہ کو اختیار کرے یعنی دس مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، اور کھانے میں بھی اباحت اور تملیک دونوں کا اختیار ہے، اسی طرح شافعیہ وغیرہ کے یہاں جو مقدار کفارہ ظہار وغیرہ میں دی جاتی ہے وہی مقدار یہاں دس مسکینوں کو دی جاوے، چنانچہ شافعیہ کے یہاں ہر مسکین کو ایک مد من کل شئی اور امام مالک کے نزدیک نصف صاع یعنی دو مد من کل شئی، اور امام احمد کے نزدیک من البر امد أو من غیرہ مدین کما تقدم فی كفارة الظهار۔

یہی مسئلہ مصنف کے ترجمۃ الباب میں مذکور ہے اسی لئے ہم نے اس کو یہاں بیان کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ مصنف کی غرض ترجمۃ الباب سے مقدار صاع کو بیان کرنا ہو، کہ جس صاع سے کفارہ ادا کیا جائے اس صاع کی مقدار کیا ہو، چنانچہ اس حدیث سے جو مذکور تحت الباب ہے معلوم ہوا کہ اس کی مقدار مد ہشام کے اعتبار سے مدین اور نصف مد ہونی چاہیے، ففی غرض المصنف من الترجمة احتمالان۔

۳۲۷۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ عِيَّاضٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَرْمَلَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبٍ بِنْتِ دُوَيْبِ بْنِ قَيْسِ الْمُرِّيَّةِ، - وَكَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَسْلَمَ، ثُمَّ كَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَخِي لَصَفِيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، قَالَ ابْنُ حَرْمَلَةَ: «فَوَهَبْتُ لَنَا أُمَّ حَبِيبٍ صَاعًا، حَدَّثَنَا عَنْ ابْنِ أَخِي صَفِيَّةَ، عَنْ صَفِيَّةَ أَنَّهَا صَاعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

① اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھروالوں کو یا کپڑا پہنا دیں دینا دس محتاجوں کو (سورۃ المائدہ ۸۹)

② تبیین الحقائق للزبلی مع حاشیۃ الشلبي - ج ۳ ص ۱۱۲

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» قَالَ أَنَسٌ: "فَجَزَّئُهُ، أَوْ قَالَ: فَجَزَّئُهُ فَوَجَدْتُهُ مُدَّتَيْنِ وَنِصْفًا يَمُدُّ هِشَامٌ."

ترجمہ: ام حبیب بنت ذویب بن قیس الرزنیہ جو قبیلہ اسلم کے ایک شخص کے نکاح میں تھیں پھر نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت صفیہؓ کے بھتیجے کے نکاح میں آئیں سے روایت ہے عبد الرحمن ابن حرمہ فرماتے ہیں کہ ہم کو ام حبیب نے ایک صاع عطا فرمایا اور ہمیں بتایا کہ حضرت صفیہؓ کے بھتیجے نے حضرت صفیہؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ صاع نبی کریم ﷺ کا ہے۔ حضرت انس بن عیاض فرماتے ہیں کہ میں نے اس (صاع) کو جانچا تو میں نے اسکو ہشام کے مد کے حساب سے ڈھائی مد کا پایا۔

شرح الحدیث: فَوَجَدْتُهُ مُدَّتَيْنِ وَنِصْفًا يَمُدُّ هِشَامٌ: ابن حرمہ کہتے ہیں کہ ہم کو ام حبیب نے جو کہ حضرت صفیہؓ کے بھتیجے کے نکاح میں تھیں انہوں نے ہم کو ایک صاع دیا جس کے بارے میں انہوں نے اپنے شوہر ابن اخی صفیہ سے اور انہوں نے حضرت صفیہؓ سے یہ روایت کیا کہ یہی حضور ﷺ کا صاع تھا، آگے حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے جو اس کو ناپا تو اس کو دو مد اور نصف مد پایا مد ہشام کے لحاظ سے۔

مد کی بحث ہمارے یہاں ابواب الوضوء میں بالتفصیل گزر چکی اور یہ کہ ایک صاع بالاتفاق چار مد کا ہوتا ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ایک مد کا وزن کیا ہے، حنفیہ کے نزدیک دو رطل اور جمہور کے نزدیک ایک رطل اور ثلث رطل، لیکن یہاں روایت میں راوی یہ کہہ رہا ہے کہ وہ صاع دو مد اور نصف مد کا تھا لیکن ساتھ ہی میں راوی یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میری مراد مد سے مد ہشام ہے۔

مد ہشام کی مقدار اور اس کی تحقیق: اس سے معلوم ہوا کہ مد ہشام مطلق مد سے بڑا ہوتا ہے، اب یہ کہ اس کی مقدار کیا ہوتی ہے؟ بخاری شریف کا ترجمہ تو ہے: بَابُ صَاعِ الْمَدِينَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكْتِهِ، مد ہشام کا ذکر اس میں نہیں ہے البتہ موطا مالک میں ہے چنانچہ اس میں ہے: قَالَ مَالِكٌ: وَالْكَفَّارَاتُ كُلُّهَا، وَزَكَاةُ الْفِطْرِ، وَزَكَاةُ الْعُشُورِ، كُلُّ ذَلِكَ بِالْمَدِّ الْأَصْغَرِ، مَدُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا الظُّهَارَ. فَإِنَّ الْكَفَّارَةَ فِيهِ بِمَدِّ هِشَامٍ، وَهُوَ الْمَدُّ الْأَعْظَمُ اه ①، جمہور علماء کے نزدیک تو تمام ہی کفارات میں مدینہ یا مکہ میں مد النبی ﷺ کا اعتبار ہے، اور امام مالک نے بھی جملہ کفارات اور زکاۃ فطر وغیرہ میں اسی مد کا اعتبار کیا ہے جس کو موطا میں مد اصغر سے تعبیر کیا ہے، لیکن کفارہ ظہار میں انہوں نے مد ہشام کا اعتبار کیا ہے جس کو مد اعظم سے تعبیر کیا ہے، اوجز میں حضرت شیخ نے علامہ باجی سے نقل کیا ہے کہ ہمارے اصحاب کا اس کی مقدار میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ایک مد ہشام ایک ثلث کم دو مد نبی ﷺ کے برابر ہوتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پورے دو مد نبی کے برابر ہوتا ہے یعنی اس سے پورا دو گنا ہوتا ہے۔ (الی آخر ما ذکر فی الأوجز ②)۔

① موطا مالک - کتاب الزکاۃ - باب مکيلة زكاة الفطر ۹۹۲

② أوجز المسالك إلى موطا مالك - ج ۶ ص ۳۰۱

۳۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَلَادٍ أَبُو عُمَرَ قَالَ: "كَانَ عِنْدَنَا مَكُوكٌ^۱ يُقَالُ لَهُ: مَكُوكٌ خَالِدٍ وَكَانَ

كَيْلَجَتَيْنِ بِكَيْلَجَةِ هَارُونَ قَالَ مُحَمَّدٌ: «صَاعُ خَالِدٍ صَاعُ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ».

شرح: محمد بن محمد بن خلاد ابو عمر کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مکوک تھا جس کو مکوک خالد (بن عبد اللہ القسری) کہا

جاتا تھا، وہ ہارون کے کیلج (ایک پیمانہ ہے) سے دو کیلج کے برابر تھا۔ محمد کہتے ہیں: خالد کا صاع ہشام یعنی ابن عبد الملک کا صاع ہے۔

۳۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَلَادٍ أَبُو عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: «لَنَا وَلِي خَالِدٌ الْقُسْرِيُّ

أَضْعَفَ الصَّاعَ، فَصَاعُ الصَّاعِ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَلَادٍ، قَتَلَهُ الرُّنْجُ صَدْرًا، فَقَالَ بَيْدَهُ: هَكَذَا وَمَدَّ أَبُو دَاوُدَ: يَدَهُ وَجَعَلَ يُطَوِّنُ كَفِّهِ إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ: وَرَأَيْتُهُ فِي النَّوْمِ، فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟ قَالَ: أَدْخَلَنِي الْجَنَّةَ، فَقُلْتُ: فَلَمْ يَضُرَّكَ الْوَقْتُ".

شرح: امیہ بن خالد کہتے ہیں جب خالد (بن عبد اللہ قسری) کو گورنر مقرر کیا گیا تو انہوں نے صاع کو دو گنا کر دیا اور

پھر ایک صاع (۱۶) رطل کا ہو گیا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ محمد بن محمد بن خلاد کو حبشیوں نے باندھ کر قتل کر دیا تھا اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے بتایا کہ اس طرح (یہ کہہ کر) ابو داؤد نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور ہتھیلیوں کے باطن کو زمین کی طرف کیا۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں: میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے کہا: اللہ نے مجھے جنت میں داخل فرما دیا، تو میں نے کہا: تو آپ کو زبردستی باندھ کر مارے جانے سے کوئی پریشانی نہیں ہوئی؟ (یعنی آپ کو حبشیوں کے سامنے کھڑا کر کے قتل کئے جانے سے کچھ نقصان نہ پہنچا)۔

۱۹ - بَابُ فِي الرَّقَبَةِ الْمُؤْمِنَةِ

باب (کفارہ یمین میں) مومنہ باندی کو آزاد کرنے کے حکم کے بیان میں

کفارہ یمین والے رقبہ میں مومنہ کی قید جمہور علماء اور ائمہ ثلاث کے نزدیک ہے، حنفیہ کے نزدیک اس میں مومنہ کی قید نہیں، البتہ کفارہ قتل میں حنفیہ کے نزدیک رقبہ مومنہ کی قید ہے اس لئے کہ وہ آیت کریمہ جو کفارہ قتل کے بارے میں ہے وہ ایمان کی قید کے ساتھ مقید ہے بخلاف اس نص کے جو کفارہ یمین کے بارے میں ہے کہ وہ مطلق ہے، قال تعالیٰ: أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ، لہذا

۱ امام طحاوی شرح معانی الآثار (ج ۲ ص ۵۱) میں فرماتے ہیں: اس بات کا اشمال ہے کہ "مکوک" سے مراد "م" ہو کیونکہ وہ "م" کو "مکوک" کہتے تھے اور علامہ ابن اثیر (ج ۴ ص ۳۵۰) میں فرماتے ہیں: "مکوک" سے مراد "م" ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ "صاع" ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ دوسری حدیث میں "مکوک" کی تفسیر "م" سے کی گئی ہے۔ اور مکوک ایک پیمانہ ہے جسکی مقدار مختلف شہروں میں لوگوں کے عرف کے باعث مختلف ہوتی ہے۔

مطلق اپنے اطلاق پر رہے گا اور مقید اپنی تقید پر، اور جمہور علماء نے اس مسئلہ میں مطلق کو مقید پر محمول کیا ہے، یہ مشہور اختلافی مسئلہ ہے کتب اصول فقہ میں بھی مذکور ہے: المطلق یجری علی إطلاقه والمقید علی تقییده، ضابطہ کے تحت۔

۳۲۸۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، جَارِيَةٌ لِي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَعَظَمَ ذَلِكَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُعْقِبُهَا؟ قَالَ: «أَتَيْتَنِي بِهَا». قَالَ: فَجِئْتُ بِهَا، قَالَ: «أَتَيْنَ اللَّهُ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: «مَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: «أُعْقِبُهَا فَإِنَّهَا مُؤَمِّنَةٌ».

ترجمہ: عطاء بن یسار معاویہ بن حکم سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری ایک باندی ہے میں نے اس کے چہرے پر تھپڑ مار دیا ہے تو آپ ﷺ نے اس ایک تھپڑ مارنے کو میرے حق میں جرم عظیم ہونا ظاہر فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ کیا میں اس کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسکو میرے پاس لیکر آؤ۔ فرماتے ہیں کہ میں اسکو لیکر آیا آپ نے اس سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: آسمان میں۔ پھر دریافت فرمایا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسکو آزاد کر دے مؤمن عورت ہے۔

۳۲۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الشَّرِيدِ أَنَّ أُمَّهُ أَوْصَتْهُ أَنْ يَغُفِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤَمِّنَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ أَنْ أُغْفِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤَمِّنَةً، وَعِنْدِي جَارِيَةٌ سُودَاءُ ثَوْبِيَّةٌ، فَنَزَعْتُهَا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَرْسَلَهُ لَمْ يَذْكُرِ الشَّرِيدَ.

ترجمہ: ابو سلمہ کی شرید سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ان کی والدہ نے ان کو وصیت کی کہ ان کی طرف سے ایک مؤمنہ باندی آزاد کر دیں تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ نے مجھے ایک مؤمن باندی کے آزاد کرنے کی وصیت کی ہے اور میرے پاس ایک سیاہ باندی ثوبیہ مقام کی ہے (یہ سودا ان کا ایک علاقہ ہے جس علاقہ سے حضرت بلال حبشی کا تعلق ہے) پھر اسی طرح ذکر کیا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ خالد بن عبد اللہ نے اس حدیث کو مرسل روایت کیا، شرید کا انھوں نے ذکر نہیں کیا۔

تخریج: صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (۵۳۷) سنن النسائی - السهو (۱۲۱۸) سنن ابی داؤد - الایمان والذنوب (۳۲۸۲) شرح الحدیث: معاویہ بن الحکم کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ایک باندی ہے جس کے چہرہ پر میں نے تھپڑ مار دیا تھا، آپ ﷺ نے اس کا میرے حق میں جرم عظیم ہونا ظاہر فرمایا (یہ گھبرا گئے) اور کہنے لگے کہ کیا میں اس کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لیکر آ، وہ کہتے ہیں میں اس کو آپ ﷺ کے پاس لیکر آیا آپ نے اس سے بطور امتحان سوال فرمایا: اَتَيْنَ اللَّهُ؟ کہ اللہ تعالیٰ تیرے نزدیک کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: فی السماء آسمان میں

ہے، یہ سوال تو گویا توحید سے متعلق ہو اور اس میں اصنام کے آہر ہونے کی نفی ہو گئی، پھر آپ ﷺ نے سوال فرمایا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے ان صحابی سے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو کہ یہ مومنہ ہے۔ اس حدیث کی شرح میں امام طحاوی لکھتے ہیں کہ یہ بات معقول اور بدیہی ہے کہ آپ ﷺ نے ان صحابی کو اس جاریہ کے آزاد کرنے کا حکم بطریق کفارہ کے دیا تھا یعنی معصیت ضرب کا کفارہ اس طور پر کہ پہلے آپ ﷺ نے اس کے ایمان کا امتحان لیا اس کے بعد اس کے اعتقاد کا حکم فرمایا اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہر کفارہ کا حال اور حکم یہی ہے اور پھر اسکے بعد انہوں نے اس میں اختلاف علماء کو بیان کیا ہے، یہاں ذکر چونکہ کفارہ یمین کا ہو رہا ہے اسی لئے امام خطابی نے اشارہ کیا اس بات کی طرف کہ ترجمہ الباب کے ساتھ حدیث کو مطابقت بطریق قیاس ہے۔ والحدیث أخرجه مسلم والنسائی بإتم منه، قاله المنذرى۔

۳۲۸۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجَوْزْجَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْمُسْعُودِيُّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤَمَّنَةً، فَقَالَ لَهَا: «أَتَيْنَ اللَّهُ؟» فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ بِأَصْبُعِهَا، فَقَالَ لَهَا: «فَمَنْ أَنَا؟» فَأَشَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى السَّمَاءِ يَعْني أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ. فَقَالَ: «أَعْتَقَهَا فَأَتَاهَا مُؤَمَّنَةً».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں ایک کالی باندی کو لے کر آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ذمہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا لازم ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اس باندی سے کہا: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ تو اس نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: میں کون ہوں؟ تو اس نے نبی اکرم اور آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ مومن ہے تم اس کو آزاد کر دو۔ سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۸۴) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲/۲۹۱)

۲۰ - بَابُ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ بَعْدَ السُّكُوتِ

کلام کرنے کے بعد ان شاء اللہ کہنے کا بیان

اس سے پہلے ایک باب گزرا ہے: بَابُ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ، وہاں پر ہم نے یہ لکھا تھا کہ استثناء وہ معتبر ہے جو متصلاً ہو اور یہ کہ اس اتصال کی بحث اس آنے والے باب میں ذکر کی جائے گی۔

استثناء میں اتصال کی قید و ذکر المذایب: استثناء اصطلاح میں تو حکم ماقبل سے بعض افراد کے الا وغیرہ کے ذریعہ سے اخراج کرنے کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق تعلیق علی الشیئہ پر بھی آتا ہے یعنی ان شاء اللہ کہہ دینا، یہاں پر یہی مراد ہے، قسم کھانے کے بعد اگر کوئی شخص ان شاء اللہ متصلاً کہے تو یہ انعقاد یمین سے مانع ہو جاتا ہے، اتصال کی قید جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے

نزدیک ہے، بعض سلف جیسے طاؤس حسن قتادہ وغیرہ کا اس میں اختلاف منقول ہے، اسی طرح حضرت ابن عباسؓ کا اختلاف اس میں مشہور ہے ان کے نزدیک استثناء کیلئے کسی زمانہ کی قید نہیں جب بھی چاہے کر سکتا ہے اس سلسلہ میں ایک قصہ بھی مشہور ہے وہ یہ کہ ایک شخص نے (قیل ہو محمد بن اسحاق صاحب المغازی) خلیفہ منصور عباسی سے امام ابو حنیفہ کی شکایت کی کہ یہ آپ کے جد امجد ابن عباس کی مخالفت کرتے ہیں کہ استثناء منفصل معتبر نہیں متصل ہونا ضروری ہے، منصور نے امام صاحب کو بلا کر ان سے اس کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میں کہتا ہوں کہ استثناء منفصل معتبر نہیں اور پھر اس کو مطمئن کرنے کے لئے انہوں نے فرمایا کہ کیا آپ کو یہ بات پسند ہے کہ لوگ آپ کی مجلس میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں حلف اٹھائیں اور پھر مجلس سے باہر جا کر انشاء اللہ کے ذریعہ نقض بیعت کر کے بری ہو جائیں اس پر وہ خوش ہو گیا اور کہا: نعم ما قلت وغضب علی ابن اسحاق وأخرجہ من عنده (بذل)۔

۳۲۸۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ يَمَالِكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَاللَّهِ لَا غَرْوَكَ قُرَيْشًا، وَاللَّهِ لَا غَرْوَكَ قُرَيْشًا، وَاللَّهِ لَا غَرْوَكَ قُرَيْشًا». ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ أَسْتَدَّ هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ. عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ يَمَالِكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَسْتَدَّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: عَنْ شَرِيكٍ، ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ.

ترجمہ: عکرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ضرور قریش سے جہاد کروں گا اللہ کی قسم میں ضرور قریش سے جہاد کروں گا اللہ کی قسم میں ضرور قریش سے جہاد کروں گا پھر فرمایا: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ»۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریک استاد سے سماک عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے کئی راویوں نے نقل کی ہے۔

شرح الحدیث: اور دوسری روایت میں یہ زیادتی ہے: ثُمَّ سَكَتَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ»۔ لیکن فصل سیر جمہور کے نزدیک بھی جائز ہے، چنانچہ بذل میں ابن امیر الحاج سے نقل کیا ہے: يشترط في الاستثناء والاتصال بالمستثنى منه لفظاً عند جماهير العلماء إلا لتنفس أو سعال أو أخذ فم ونحوه كعطاس وجشاء، وعن ابن عباس جواز الفصل بشهر وسنة مطلقاً^①، اور اسکے بعد پھر یہ ہے کہ وہ جو ابن عباس سے جواز فصل منقول ہے اس سے مراد وہ استثناء ہے جو بوقت تکلم منوی ہو لیکن مؤخر ہو۔ مضمون حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ایک روز فرمایا واللہ میں قریش مکہ سے بالضرور غزوہ کروں گا، اور اس کو آپ ﷺ نے تین بار فرمایا، اس کے بعد دوسری روایت میں یہ ہے: ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ، کہ پھر آپ ﷺ کو ان کے ساتھ غزوہ کی نوبت نہیں آئی، اس پر بذل میں اشکال کیا ہے کہ مکہ کی فتح غزوہ ہی کے ذریعہ تو ہوئی ہے پھر نفی کے کیا معنی ہیں؟ قلت ویسکن ان یقال معناه لم

یغز ہم بعد هذا القول على الفور بل بعد زمان، یا یہ کہ راوی کی مراد غزوہ سے قتال ہو چنانچہ امام شافعیؒ کے نزدیک مکہ کی فتح صلی ہوئی نہ کہ عنوة، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۲۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ بَشِيرٍ، عَنْ مُسْعَرٍ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، يَرْفَعُهُ، قَالَ: «وَاللَّهِ

لَا عَزُورَ قُرَيْشًا»، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ» ثُمَّ قَالَ: «وَاللَّهِ لَا عَزُورَ قُرَيْشًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ»، ثُمَّ قَالَ: «وَاللَّهِ لَا عَزُورَ قُرَيْشًا»

ثُمَّ سَكَتَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنْ شَاءَ اللَّهُ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ فِيهِ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ شَرِيكِ قَالَ: «ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ».

ترجمہ: عکرمہ اس حدیث کو نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں

ضرور قریش سے جہاد کروں گا پھر فرمایا: اللہ کی قسم! میں ضرور قریش سے جہاد کروں گا پھر فرمایا: اللہ کی قسم! میں

ضرور قریش سے جہاد کروں گا پھر خاموش ہو گئے پھر کہا ان شاء اللہ۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے اس

حدیث میں شریک سے یہ اضافہ نقل کیا کہ پھر آپ ﷺ نے ان سے جہاد نہیں کیا۔

۲۱ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ

باب نذر ماننے کی ممانعت کا بیان

گذشتہ ابواب یمین سے متعلق تھے، یہاں سے نذر کے ابواب شروع ہوتے ہیں، چنانچہ بعض نسخوں میں اس باب سے پہلے جلی

قلم سے لکھا ہے: أول النذور۔

۳۲۸۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ، قَالَ عُثْمَانُ الْهَمْدَانِيُّ: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَنْتَهَى عَنِ

النَّذْرِ» ثُمَّ اتَّفَقَا وَيَقُولُ: «لَا يَرُدُّ شَيْئًا، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَحِيلِ» قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

«النَّذْرُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا».

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر ماننے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ

نذر تقدیر کی کسی چیز کو نہیں بدل سکتی سوائے اسکے کہ اسکے ذریعہ بخیل اور کنجوس سے مال نکلوا یا جاتا ہے۔

تصحیح: صحیح البخاری - القدسی (۶۲۳۴) صحیح البخاری - الايمان والندوة (۶۳۱۴) صحیح مسلم - النذر (۱۶۳۹) سنن

النسائي - الايمان والندوة (۳۸۰۱) سنن أبي داود - الايمان والندوة (۳۲۸۷) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۱۲۲) مسند أحمد -

مسند المكثرين من الصحابة (۶۱/۲) سنن الدارمي - النذور والایمان (۲۳۴۰)

شرح الحدیث: حکم نذر میں مذاہب ائمہ: مصنف نے ترجمہ قائم کیا کہ نذر کا، مصنف حنبلی ہیں اور حنابلہ کے

یہاں ابتداء نذر مکر وہ ہے، اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے، کما قال الحافظ، اور حنفیہ مالکیہ کے نزدیک حکم نذر استحباب ہے لیکن حافظ نے مالکیہ کا مذہب بھی کراہت نقل کیا ہے مثل شافعیہ کے، لیکن اس پر قسطلانیؒ نے تعقب کیا ہے کہ مختصر خلیل (جو فقہ مالکی کی کتاب ہے) اس میں تصریح ہے اس بات کی کہ جو شخص نذر مانتا ہے شکر اللہ تعالیٰ وہ مندوب ہے قال ابن رشد وہو مذهب مالک اھ من الأبواب والتراجم والنسب فیہ، حنفیہ مالکیہ کے نزدیک روایات نبی کا محمل مطلق نذر نہیں ہے بلکہ نذر اللجاج ہے، امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ”باب الوفاء بالنذر وقول اللہ تعالیٰ یؤفون بالنذر“ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امام بخاری اس آیت کو لائے اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے کہ نذر کو پورا کرنا قابل تعریف چیز ہے، اس کا فاعل مستحق ثناء ہے لیکن اس نذر سے مراد نذر طاعت ہے نہ کہ نذر معصیت، اور پھر فرماتے ہیں کہ نذر طاعت کے وفاء کے وجوب پر علماء کا اجماع ہے لیکن ابتداء نذر میں اختلاف ہے فقہیل: مستحب، وقیل مکروہ الخ، یعنی اولاً تو یہ سمجھئے کہ ایک تو ہوتی ہے نذر طاعت اور ایک نذر معصیت، نذر معصیت کا قبیح اور ناجائز ہونا تو ظاہر ہے اور نذر طاعت میں دو پہلو ہیں ایک نذر مان کر اسکو پورا کرنا، اس میں بھی کوئی کلام نہیں، کہ یہ عبادت ہے اور مستحسن ہے، لیکن گفتگو ابتداء نذر میں ہے یعنی نذر ماننا کیسا ہے محمود یا مذموم؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے حنفیہ مالکیہ کے یہاں مستحب اور شافعیہ و حنابلہ کے یہاں مکروہ ہے، خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے یعنی الفرق بین ایفاء النذر وابتداء النذر۔

شرح حدیث: یہ سارا کلام تو تھارت جمة الباب کے تحت اور حدیث باب کا مضمون یہ ہے: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ منع فرماتے رہتے تھے نذر سے یعنی ابتداء نذر سے اس لئے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ ایفاء نذر واجب ہے، اور پھر آگے حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ نذر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی (بلکہ ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں ہے) اور پھر فرماتے ہیں کہ جزایں نیست کہ نذر کے ذریعہ سے مال نکلوا یا جاتا ہے بخیل آدمی سے، اس سے دو باتیں معلوم ہو رہی ہیں ایک یہ کہ اس اعتقاد سے نذر ماننا کہ نذر کی وجہ سے ہمارا کام ہو ہی جائے گا یہ اعتقاد تاثیر باطل ہے لہذا اس نیت اور اعتقاد سے نذر نہیں مانتی چاہیے، دوسری بات یہ معلوم ہو رہی ہے کہ طاعت کی نذر ماننا اس طاعت کو معلق کرنا ہے کہ اگر یہ کام ہمارا ہو جائے گا تو ہم اتنا مال صدقہ کریں گے، یہ طریق بخیلوں کا ہے۔ انفاق مال لوجه اللہ کو نذر کے ذریعہ سے معلق نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس نیکی کو بدون نذر کے کر گزرنا چاہیے، لیکن بخیل کی طبیعت اس کیلئے آمادہ نہیں ہوتی وہ بدون تعلیق بالنذر کے خرچ نہیں کرتا، اور نذر طاعت کا یہ پہلو قابل مدح نہیں بلکہ مذموم ہے، بذل میں لکھا ہے کہ لوگوں کی عادت ہے کہ جلب منافع اور دفع مضار کیلئے نذریں مانتے ہیں اور یہ فعل ہے بخلاء کا، اسی لئے اس سے حدیث میں منع کیا گیا ہے، لیکن اگر کوئی شخص اخلاص کے ساتھ کسی قربت و عبادت کی نذر مانے جس طرح حضرت عمرؓ نے مسجد حرام میں ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی وہ ممنوع نہیں ہے اھ^①۔ والحدیث أخرجه البخاری

ومسلم والنسائي وابن ماجه، قاله المنذري۔

۳۲۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مُسْكِينٍ، وَأَنَا شَاهِدٌ، أَخْبَرَ كُفَّ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَ بَنِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْقَتَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ الْقَدَرُ بِشَيْءٍ لَمْ أَكُنْ قَدَرْتُهُ لَهُ، وَلَكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ الْقَدَرُ قَدَرْتُهُ، يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِيلِ يُؤْتِي عَلَيْهِ مَالَهُ يَكُنْ يُؤْتِي مِنْ قَبْلِ».

سرخیز: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ) ابن آدم کی نذر اسے وہ چیز نہیں دلا سکتی جسے میں نے پہلے سے مقدر نہ کیا ہو، البتہ اس نذر کے ذریعے بخیل آدمی سے کچھ نکالا جاتا ہے، وہ نذر مان کر وہ کچھ دے دیتا ہے جو اپنے بخل کی حالت میں کبھی نہیں دیتا۔

تخریج: صحیح البخاری - القدیر (۶۲۳۵) صحیح البخاری - الإيمان والنذور (۶۳۱۶) صحیح مسلم - النذر (۱۶۴۰) جامع الترمذی - النذور والإيمان (۱۵۳۸) سنن النسائي - الإيمان والنذور (۳۸۰۵) سنن أبي داود - الإيمان والنذور (۳۲۸۸) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۱۲۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲۴۲/۲)

۲۲- بَابُ النَّذْرِ فِي الْمُعْصِيَةِ

باب گناہ کی نذر ماننے کے متعلق

۳۲۸۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يُعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يُعْصِه».

سرخیز: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو یہ نذر مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے چاہیے کہ اسکی اطاعت کرے اور جو اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے تو اسکی نافرمانی نہ کرے۔

تخریج: صحیح البخاری - الإيمان والنذور (۶۳۱۸) جامع الترمذی - النذور والإيمان (۱۵۲۴) سنن النسائي - الإيمان والنذور (۳۸۰۶) سنن أبي داود - الإيمان والنذور (۳۲۸۹) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۱۲۵) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۳۶/۶) موطأ مالك - النذور والإيمان (۱۰۳۱) سنن الدارمي - النذور والإيمان (۲۳۳۸)

شرح الحديث: نذر معصیت منعقد ہوتی ہے یا نہیں؟ مذاہب ائمہ: اس حدیث میں نذر طاعت کے پورا کرنے کا

حکم دیا گیا ہے اور نذر معصیت سے منع کیا گیا ہے، یعنی اسکے پورا کرنے سے، اس پر اجماع ہے کہ نذر معصیت کا ایفاء جائز نہیں لیکن اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ نذر معصیت منعقد بھی ہوتی ہے یا نہیں، اور ایسے ہی وجوب کفارہ میں ابن قتادہ فرماتے ہیں کہ نذر معصیت کا ایفاء بالاجماع جائز نہیں اور ناذر پر کفارہ یحیٰ بن واجب ہوتا ہے، سفیان ثوریؒ اور ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک، اور امام احمدؒ سے اس قسم کی روایت مروی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اور یہی

مذہب ہے امام مالک اور شافعی کا (تراجم بخاری) امام خطابی نے بھی امام مالک اور شافعی کا مذہب عدم وجوب کفارہ لکھا ہے، اور حافظ ابن قیم نے تہذیب السنن میں امام احمد کا مسلک مثل حنفیہ کے لکھا ہے ان کے لفظ یہ ہیں، قال الموجبون للكفارة في نذر المعصية (وهم: أحمد وإسحاق والثوري وأبو حنيفة وأصحابه): هذه الآثار قد تعددت طرقها ورواياتها ثقات، إلى آخر ما ذكر^①، خود حافظ ابن قیم نے اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ کلام کرتے ہوئے وجوب کفارہ کو ترجیح دی ہے روایت ووریہ، ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے بلکہ بعض نے تصریح بھی کی ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل سے اس میں دونوں روایتیں ہیں۔ والحديث أخرجه البخاري والترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذري۔

۲۳۔ باب مَنْ رَأَى عَلَى كَفَّارَةٍ إِذَا كَانَ فِي مَعْصِيَةٍ

باب اگر گناہ کے کام کی نذر مان لی تو اس کے توڑنے پر کفارہ کا بیان

یہ ترجمہ الباب حنفیہ کے مسلک کی ترجمانی کر رہا ہے، اور اسی طرح وہ حدیث جو اس باب میں مصنف لائے ہیں، لیکن مصنف نے اس حدیث پر بعض دیگر محدثین کی طرح سخت کلام کیا ہے کماسیاتی۔

۳۲۹۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ مَعِينٍ»۔
ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گناہ کی نذر کا پورا کرنا صحیح نہیں ہوتا اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔

۳۲۹۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الشَّرَحِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِمَعْنَاهُ وَإِسْنَادِهِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ شَبُوبَةَ، يَقُولُ: «قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، يَعْنِي فِي هَذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَ أَبُو سَلَمَةَ، فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ الزُّهْرِيَّ، لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ» وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: «وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ يَعْنِي ابْنُ سُلَيْمَانَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: "أَفْسَدُوا عَلَيْنَا هَذَا الْحَدِيثَ، قِيلَ لَهُ وَصَحَّ إِفْسَادُكَ عِنْدَكَ وَهَلْ رَوَاهُ غَيْرُ ابْنِ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ أَيُّوبُ: كَانَ أَمْتَلُ مِنْهُ يَعْنِي أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، وَقَدْ رَوَاهُ أَيُّوبُ"۔

ترجمہ: امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن شبوبہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ابن مبارک نے ابو سلمہ کی حدیث کے متعلق کلام فرمایا ہے اور ابو سلمہ کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ زہری نے اس حدیث کو ابو سلمہ سے نہیں سنا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہم لوگوں

کے سامنے خراب کر دیا گیا ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کی رائے میں اس کا خراب ہونا صحیح ہے اور کیا اس حدیث کو ابن ابی اویس کے علاوہ بھی کسی نے روایت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایوب بن سلیمان بن بلال انہی کی طرح اس حدیث کو روایت کرتے ہیں (ابن ابی اویس سے) ایوب راوی ابو ادریس سے زیادہ ثقہ ہیں۔

ترجیح صحیح البخاری - الایمان والنذور (۶۳۱۸) جامع الترمذی - النذور والایمان (۱۵۲۴) سنن النسائی - الایمان والنذور (۳۸۰۶) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۲۹۰) سنن ابن ماجہ - الکفارات (۲۱۲۵) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۳۶/۶) موطأ مالک - النذور والایمان (۱۰۳۱) سنن الدارمی - النذور والایمان (۲۳۳۸)

شرح الحدیث: یہ حدیث ترجمۃ الباب اور حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہے آگے مصنف اس پر کلام اور نقد فرما رہے ہیں۔

قال ابو داؤد کی تشریح و تنقیح: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ، يَقُولُ: «قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، يَعْني فِي هَذَا الْحَدِيثِ حَدَّثَ أَبُو سَلَمَةَ، قَدَالَ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ الزُّهْرِيَّ، لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ»: اس عبارت کا مطلب سمجھنے کیلئے اس حدیث کی دوسری سند جو آگے آرہی ہے اس کو دیکھئے، چنانچہ اس میں اس طرح ہے: عن ابن شهاب عن سليمان بن ارمق عن ابی یحییٰ ابن ابی کثیر اخبرہ عن ابی سلمة، اس سند میں زہری اور ابو سلمہ کے درمیان دو واسطے مذکور ہیں سلیمان بن ارمق اور یحییٰ ابن ابی کثیر، جب کہ اس پہلی سند میں ان دونوں واسطوں میں سے ایک بھی واسطہ مذکور نہیں، بلکہ براہ راست زہری ابو سلمہ سے روایت کر رہے ہیں، اب اس کے بعد مصنف کے کلام کا مطلب سمجھئے، مصنف فرما رہے ہیں میں نے اپنے استاد احمد ابن شہاب سے سنا کہ حضرت عبد اللہ بن المبارکؓ نے اس حدیث ابو سلمہ پر کلام کیا ہے (آگے کچھ نہیں ہے کہ کیا کلام فرمایا ہے) لیکن مصنف فرما رہے ہیں کہ ابن المبارکؓ کا حدیث پر نقد اور کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زہری نے اس حدیث کو ابو سلمہ سے براہ راست نہیں سنا، یہ بات مصنف نے کیسے سمجھی کہ انہوں نے کلام اس بناء پر کیا ہے، غالباً مصنف نے یہ اس لئے سمجھا کہ اس حدیث کی سند میں کوئی راوی ایسا نہیں جو غیر ثقہ ہو، لہذا یہ کلام کسی اندر کے راوی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ انقطاع سند کی وجہ سے ہو سکتا ہے اسی لئے اسکے بعد والی حدیث میں مصنف ایسے طریق کو لائے ہیں جس میں زہری اور ابو سلمہ کے درمیان دو واسطے موجود ہیں، فثبت منه انقطاع هذا السند ووجه الكلام عليه، مصنف اسی پر بس نہیں کرتے ہیں بلکہ آگے امام احمدؒ کا نقد بھی جو اس حدیث پر ہے اسکو ذکر فرما رہے ہیں: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: «أَفْسَدُوا عَلَيْنَا هَذَا الْحَدِيثَ، قِيلَ لَهُ وَصَحَّ إِفْسَادُهُ عِنْدَكَ وَهَلْ رَوَاهُ غَيْرُ ابْنِ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ أَيُّوبُ: كَانَ أَمْثَلَ مِنْهُ يَعْني أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، وَقَدْ رَوَاهُ أَيُّوبُ»، مصنف فرما رہے ہیں کہ میں نے اپنے استاد احمد بن حنبلؒ سے سنا وہ فرماتے تھے بعض لوگوں نے اس حدیث کو ہم پر فاسد اور خراب کر دیا، یعنی اسکی سند میں گڑبڑ کر کے، کسی نے ان سے پوچھا کیا آپ کے نزدیک اس حدیث کا یعنی اسکی سند کا گڑبڑ، ہونا محقق ہے؟ دراصل سائل سمجھ گیا تھا کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اس حدیث کی سند کا فساد جو ثابت فرما رہے ہیں وہ اس سند اور طریق

کے پیش نظر ہے جو آگے کتاب میں آرہی ہے جس کا راوی ابو بکر بن اویس ہے (جس نے اس حدیث کی سند میں زہری اور ابو سلمہ کے درمیان دو واسطے ذکر کئے ہیں) تو سائل امام احمدؒ سے یہ سوال کر رہا ہے کہ جس حدیث کی بنا پر آپ اس حدیث کی سند کا فساد ثابت کر رہے ہیں جس کا راوی ابن ابی اویس ہے تو کیا ابن ابی اویس کا کوئی متابع بھی اس میں ہے یا نہیں؟ تاکہ ہم اس دوسری سند کو جو آنے والی ہے جس میں دو واسطے موجود ہیں اس کو راجح قرار دے سکیں، اس لئے کہ جس حدیث کی سند کو وہ فاسد کہہ رہے ہیں اس کا راوی تو زہری سے یونس ہے جو کہ ثقہ اور قوی ہے اور وہ دوسری سند جس کے پیش نظر وہ اس سند کو منقطع قرار دے رہے ہیں اس کا راوی ابن ابی اویس ہے جو متکلم فیہ ہے، تو تاوقت یہ کہ اس کا کوئی متابع نہ مل جائے اس کو راجح کیسے قرار دیا جاسکتا ہے، تو اس اصولی سوال کا جواب امام صاحب نے ایسا دیا جو عجیب سا ہے، اور وہ یہ کہ وہ بجائے متابع پیش کرنے کے یہ فرما رہے ہیں کہ ابن ابی اویس کا جو شاگرد ہے یعنی ایوبؒ وہ ابن ابی اویس سے زیادہ ثقہ ہے تو گویا ثقاہت شاگرد کو قائم مقام متابع کے قرار دے رہے ہیں، یعنی امام صاحب کے ذہن میں ابن ابی اویس کا کوئی متابع تو تھا نہیں جو اس کو بیان کرتے بلکہ یہ فرمایا کہ ایوب جو ابن ابی اویس سے روایت کر رہے ہیں وہ بہت ثقہ ہیں، مگر یہ بات بس ایسی ہی ہے، چنانچہ حضرت تحریر فرماتے ہیں: وأنت عیبو بان جواب الإمام غیر صحیح علی قاعدة المحدثین فإن رواية أيوب بن سليمان لا يدفع ضعف أبي بكر بن أبي أويس فإنه تلميذه فلا يقاوم حديث يونس عن الزهري فلا يثبت احتمال التدليس، حضرت یہ فرما رہے ہیں کہ شاگرد کی ثقاہت وقوت استاذ کے ضعف کو دور نہیں کر سکتی، جب یہ بات ہے تو پھر ابو بکر بن ابی اویس کی حدیث، حدیث یونس عن الزہری کی مقاومت نہیں کر سکتی، لہذا حدیث یونس عن الزہری کا مدلس یا منقطع ہونا ثابت نہ ہوا جو یہ حضرات ثابت کرنا چاہ رہے ہیں، پھر آگے حضرت فرما رہے ہیں: علی أن النسائي روى حديث يونس بسند هارون بن موسى المدني قال ثنا أبو ضمرة عن يونس عن ابن شهاب قال ثنا أبو سلمة عن عائشة رضي الله تعالى عنها، دیکھئے اس سند میں ابن شہاب ابو سلمہ سے سلمہ کی تصریح کر رہے ہیں، لہذا اس حدیث کا نہ انقطاع ثابت ہوا نہ تدلیس، الی آخر ما ذکر فی البذل ①۔

۳۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُرْزُوقِيُّ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ، وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَةَ، أَنَّ يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ، وَكَفَّارَةٌ كَفَّارَةٌ يَمِينٍ». قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُرْزُوقِيُّ، إِنَّمَا الْحَدِيثُ حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ أَرْقَمَةَ وَهَمَ فِيهِ وَحَمَلَهُ عَنْهُ الزُّهْرِيُّ، وَأَمْسَلَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى بِقِيَّةً، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ،

بِإِسْنَادٍ عَلَى بْنِ الْمُبَارَكِ، وَمِثْلُهُ.

سحبہ ابو سلمہ، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گناہ کی نذر نہیں ہوتی (یعنی اس کو پورا نہیں کرنا چاہیے) اور اس کا کفارہ وہی قسم کا کفارہ ہے۔ احمد بن محمد مروزی فرماتے ہیں کہ حدیث کی سند دراصل یہ ہے: عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ احمد مروزی کا مطلب یہ ہے کہ سلیمان بن ارقم کو اس میں وہم ہوا ہے اور چونکہ اسکو زہری نے سلیمان بن ارقم سے روایت کیا زہری نے یہ حدیث مرسلہ عن ابي سلمة، عن عائشة نقل کر دی (یعنی زہری نے تدلیس کی کہ راوی بیچ سے حذف کر دیا)۔

خج صحیح البخاری - الإيمان والنذور (۶۳۱۸) جامع الترمذی - النذور والإيمان (۱۵۲۴) (۱۵۲۶) سنن النسائي - الإيمان والنذور (۳۸۰۶) سنن أبي داود - الإيمان والنذور (۳۲۹۲) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۱۲۵) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۳۶/۶) موطأ مالك - النذور والإيمان (۱۰۳۱) سنن الدارمي - النذور والإيمان (۲۳۳۸)

شرح الحدیث باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث عائشہؓ کا یہ طریق ثانی ہے جس میں ابن شہاب اور ابو سلمہ کے درمیان دو واسطے موجود ہیں جو پہلی سند میں نہیں تھے، اور اسی بنا پر امام ابو داؤدؒ نے اس سند پر عبد اللہ بن المبارکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا نقد نقل فرمایا تھا، لیکن اب آگے یہاں مصنف اس طریق ثانی پر بھی اپنے استاذ احمد بن محمد مروزی کا نقد فرما رہے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس حدیث عائشہؓ کا یہ طریق ثانی بھی غلط ہے چنانچہ فرماتے ہیں: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُرْزُوقِيُّ إِنَّمَا الْحَدِيثُ حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأُرْسِلَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. أَنَّ سَلِيمَانَ بْنَ أَرْقَمٍ وَهَمَ فِيهِ وَحَمَلَهُ عَنْهُ الزُّهْرِيُّ، وَأُرْسِلَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

احمد بن محمد مروزی فرما رہے ہیں کہ اوپر والا طریق یعنی سلیمان بن ارقم عن یحییٰ بن ابی کثیر بالکل غلط ہے، صحیح طریق یحییٰ بن ابی کثیر کے دوسرے شاگرد یعنی علی المبارکؒ کا ہے، اور علی بن المبارکؒ نے حدیث اس طرح روایت کی ہے عن یحییٰ بن ابی کثیر عن محمد بن الزبیر عن ابیہ عن عمران بن حصین، دراصل یہ سلیمان بن ارقم راوی جمع علی ضعفہ ہے اس نے سند کو یحییٰ بن ابی کثیر سے غلط طریقہ سے بیان کیا، یحییٰ بن ابی کثیر کے استاد اس سند میں ابو سلمہ نہیں ہیں جیسا کہ سلیمان بن ارقم نے بیان کیا بلکہ محمد بن الزبیر ہیں اور پھر ان سے آگے سند اس طرح ہے: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، گویا یہ حدیث مسانید عائشہؓ سے ہے ہی نہیں بلکہ عمران بن حصینؒ کے مسانید سے ہے اور یہ ساری گڑبڑ سلیمان بن ارقم کی طرف سے ہے، اور پھر مزید برآں یہ گڑبڑ پائی گئی کہ چونکہ اس حدیث کو امام زہری نے سلیمان بن ارقم سے لیا تھا تو انہوں نے بجائے بعینہ نقل کرنے کے مرسلہ عن ابی سلمہ روایت کر دیا بیچ کے دو راوی تدلیساً حذف کر دیئے، (زہری کا شمار ہے بھی مدلسین میں) خلاصہ یہ نکلا کہ اس حدیث عائشہؓ کی سند میں دو شخصوں نے گڑبڑ کی، اول سلیمان بن ارقم نے کہ انہوں نے سند کچھ کی کچھ بیان کی اصل حدیث مسانید عمران بن حصینؒ

میں سے تھی سلیمان نے اسکو بجائے ان کے عائشہؓ کی طرف منسوب کیا، دوسرا تصرف اس حدیث کی سند میں سلیمان کے شاگرد ابن شہاب زہری نے کیا کہ درمیان سے دو راوی تدریسا حذف کر دیئے، امام ابوداؤدؒ جو کچھ فرمانا چاہ رہے ہیں اس کی تشریح وہ ہے جو ہم نے اوپر لکھی، اب اس سب کا حاصل یہ ہوا کہ باب کے شروع میں مصنف نے جو حدیث عائشہؓ پہلے ایک طریق سے اس کے بعد دوسرے طریق سے ذکر کی یہ حدیث دونوں ہی طریق کے اعتبار سے وہم ہے اور صحیح اس طرح ہے جس کو احمد بن محمد مروزی کہہ رہے ہیں یعنی: عَلِيُّ بْنُ الْبُتَارِثِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «لَا تَدْرِي فِي مَعْصِيَةٍ، وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ»۔

میں ابوداؤد کے سبق میں کہا کرتا ہوں کہ یہ "قال ابوداؤد" تمام کتاب میں جملہ اقاول ابوداؤد میں سب سے زیادہ مشکل اور دقیق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے اوپر اس کی پوری وضاحت لکھ دی ہے اب سمجھنے والوں کے لئے اس میں کوئی دشواری نہ ہوگی اور ہم نے اس کی جو تشریح کی ہے وہ تقریباً سب ہی بذل الجہود سے ماخوذ ہے۔

حدیث عائشہ پر محدثین کا نقد اور حنفیہ کی طرف سے اسکا رد: اس کے بعد آپ سمجھئے کہ یہ حدیث عائشہؓ جس پر کلام چل رہا ہے نذر معصیت میں حنفیہ کے مسلک کی دلیل ہے، یعنی یہ کہ نذر معصیت منعقد ہو جاتی ہے اور پھر اس میں کفارہ یمن واجب ہوتا ہے، جب کہ جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ نذر معصیت منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس میں کفارہ واجب ہوتا ہے، اب یہ حضرات محدثین اس حدیث عائشہؓ پر کلام کر رہے ہیں، امام ابوداؤدؒ اور امام احمدؒ وغیرہ کا نقد تو ابھی اوپر مذکور ہو چکا ہے، امام خطابیؒ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ حدیث عائشہؓ صحیح ہو جائے: لَكَانَ الْقَوْلُ بِهِ وَاجِبًا وَالْمَصِيرُ إِلَيْهِ لَازِمًا، اور پھر آگے فرماتے ہیں لیکن یہ حدیث ثابت نہیں ہے کیونکہ محدثین کا یہ دعویٰ ہے: أَنَّهُ حَدِيثٌ مَقْلُوبٌ، اور اس کے بعد پھر وہ جو امام ابوداؤدؒ نے جو کچھ کلام کیا ہے خطابیؒ نے اس سب کو بیان کیا ہے اور پھر اخیر میں یہ کہا کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ حدیث اس طرح مروی ہے جس طرح احمد بن محمد مروزی کہہ رہے ہیں اور جس طرح وہ کہہ رہے ہیں اس کی سند میں محمد بن الزبیر اور ان کے باپ راوی ہیں اور یہ دونوں مجہول ہیں پس یہ حدیث من طریق الزہری تو مقلوب ہے اور اس دوسرے طریق میں رطل مجہول ہے لہذا یہ حدیث ساقط الاحتجاج ہوئی، واللہ تعالیٰ اعلم^①، اس سب کا جواب ہماری طرف سے یہ ہے جس کو حضرت سہانپوریؒ نے بذل میں حاشیۃ السندی علی النسائی سے نقل فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث صرف حضرت عائشہؓ ہی سے مروی نہیں ہے بلکہ عقبہ بن عامرؒ اور عمران بن حصینؓ سے بھی مروی ہے، اور حدیث عائشہؓ کی بعض اسانید میں عن الزہری عن ابی سلمہ ہے اور بعض طرق میں عن الزہری قال حدثنا ابو سلمہ ہے جو صریح ہے زہری کے سماع میں ابو سلمہ سے (لہذا تدریس کا احتمال بیان کرنا صحیح نہیں) اور اس کے بعض طرق میں ہے: عَنْ الزَّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَرْقَمَةَ أَنَّ يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا

سَلَمَةُ وَهَذَا الْاِخْتِلَافُ يُمَكِّنُ دَفْعَهُ بِاِبْتِهَاتِ سَمَاعِ الزُّهْرِيِّ مَرَّةً عَنْ سَلِيمَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَمَرَّةً عَنْ أَبِي سَلَمَةَ نَفْسِهِ وَعِنْدَ ذَلِكَ لَا قَطْعَ بِضَعْفِهِ سِيمَا حَدِيثَ عَقْبَةَ وَعُمَرَانَ يُؤَيِّدُ الثُّبُوتَ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ^①۔ یعنی زہری کی حدیث میں جو اضطراب و اختلاف ہے اسکے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے یہ حدیث زہری کو دونوں طرح پہنچی ہو یا وہ راستہ ابو سلمہ سے بھی اور بواسطہ سلیمان عن یحییٰ بن ابی کثیر، اور اسمیں کوئی اشکال کی بات نہیں خصوصاً جب کہ عقبہ بن عامر اور عمران بن حصین کی حدیث سے بھی کفارہ کا ثبوت ہو رہا ہے۔ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا أخرجه الترمذی وابن ماجه، قالہ المنذری۔

۳۲۹۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زُحْرٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَالِكٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أُخْتٍ لَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَخْجَّ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ، فَقَالَ: «مُرُوهَا فَلْتُخْتَمِرَ، وَلْتَرْكَبْ، وَلْتَضُمَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ»۔

ترجمہ: عقبہ بن عامر نے عبد اللہ بن مالک کو یہ بتایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنی بہن کی مانی ہوئی نذر کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ ننگے پاؤں اور ننگے سر حج کرے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ وہ سر ڈھانپے اور سواری کرے اور تین دن کے روزے (قسم کے کفارہ کے لئے) رکھ لے۔

۳۲۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زُحْرٍ، مَوْلَى لِبَنِي ضَمْرَةَ وَكَانَ أَيْمَارًا جَلِيلًا أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الرَّعِينِيَّ، أَخْبَرَهُ بِإِسْنَادٍ يَحْيَى وَمَعْنَاهُ۔

ترجمہ: ابن جریج کہتے ہیں یحییٰ بن سعید نے مجھے یہ حدیث لکھ کر دی کہ عبید اللہ بن زحر جو بنی ضمرہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور وہ کیا ہی شاندار شخصیت کے مالک تھے، نے مجھے حدیث سنائی کہ ابو سعید رعینی نے مجھے حدیث نقل کی۔ اس کے بعد یحییٰ بن سعید قطان کی حدیث کی سند اور اس حدیث کے ہم معنی حدیث نقل کی۔

تحقیق: صحیح البخاری - الحج (۱۷۶۷) صحیح مسلم - النذر (۱۶۴۴) جامع الترمذی - النذور والایمان (۱۵۴۴) سنن النسائی - الايمان والنذور (۳۸۱۴) سنن أبي داود - الايمان والنذور (۳۲۹۳) سنن ابن ماجه - الکفارات (۲۱۳۴) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۴۳/۴) سنن الدارمی - النذور والایمان (۲۳۳۴)

شرح الحدیث: مضمون حدیث یہ ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میری ایک بہن ہے جس نے یہ نذر مانی ہے کہ وہ حج کرے گی پیدل ننگے پاؤں اور بغیر سر ڈھانکے، آپ ﷺ نے فرمایا اسکو چاہیے کہ سر ڈھانپے اور سواری ہو کر حج کرے اور اسکو چاہئے کہ تین روزے رکھے۔

روایات الباب کا تجزیہ: جاننا چاہیے کہ مصنف نے اخت عقبہ کی نذر کے قصہ کو دو طرح ذکر کیا ہے، ایک بروایت عقبہ اور دوسرے بروایت عکرمہ عن ابن عباس مسنداً اور ایک طریق میں ہے عن عکرمہ مرسلہ پھر روایت عقبہ بن عامر کے الفاظ تو یہ ہیں: **مُرُوْهَا فَلْتَحْتَمِرْ، وَلْتَزَكَّ، وَلْتَضْمُ ثَلَاثَةَ أَثَامٍ**، اور ایک روایت (۳۲۹۹) میں ہے: **لَتَمَشِ وَلْتَزَكَّ، اَسْمِی صوم** وغیرہ کا ذکر نہیں، اور ابن عباس کی ایک روایت (۳۲۹۶) میں یہ ہے: **فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ تَزَكَّ وَتَهْدِي هَدًيًا**، اور ایک روایت (۳۲۹۵) میں انکی اس طرح ہے: **فَلْتَحْجَّ رَاكِبَةً، وَلْتَكْفُرَ عَنْ يَمِينِهَا**، نیز ابن عباس کی روایت میں صرف مٹی کا ذکر ہے عدم احتیاط کا نہیں۔

اسکے بعد مصنف نے حضرت انس کی حدیث (برقم ۳۳۰۱) ذکر کی جس کا تعلق اخت عقبہ سے نہیں ہے بلکہ اسمیں ہے: **رَأَى رَجُلًا يُهَادِي بَيْنَ أَيْدِيهِ، أَوْ اسْمِی یہ ہے: إِنَّ اللَّهَ لَعَنِي عَنْ تَعْدِيْبِ هَذَا نَفْسَهُ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَزَكَّ، حَافِظٌ فَرَمَاتے ہیں کہ حدیث انس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اسکو رکوب کا حکم فرمایا جزماً، اور اخت عقبہ کے بارے میں یہ ہے کہ اس کو آپ ﷺ نے حکم فرمایا: **أَنْ تَمَشِيَ وَأَنْ تَزَكَّ**، اس لئے کہ حدیث انس کے اندر نذر ماننے والا کان شیخاً ظاہر العجز، اور اخت عقبہ کا حال یہ نہیں تھا اسلئے آپ ﷺ نے اس کو یہ فرمایا کہ جب تک پیدل چل سکے پیدل چلے اور جب عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے اھ^۱۔**

الكلام على الحديث من حيث الفقه: اس کے بعد جاننا چاہیے کہ جو شخص حج ماشی کی نذر مانے تو اس پر اس کا ایفاء واجب ہے ورنہ اس پر جزاء واجب ہوگی، پس اگر اس نے اپنی نذر کا ایفاء کر دیا تو فہما اور اگر نہیں کیا تو امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اس پر کفارہ یمین واجب ہوگا لہذا **وَلْتَضْمُ ثَلَاثَةَ أَثَامٍ** والی آیت حنابلہ کے موافق ہوگی اور امام شافعی و مالک کے نزدیک اس پر ہدی واجب ہوگی، اور حنفیہ کے نزدیک ہدی اس صورت میں واجب ہوگی اذا كان الرکوب فی اکثر المسافة اور اگر ایسا نہیں تو اس پر قیمت شاة واجب ہوگی بقدر رکوب کے، ائمہ ثلاث کا استدلال ابن عباس کی روایت سے ہوا، جس میں ہے: **أَنْ تَزَكَّ وَتَهْدِي هَدًيًا** اب یہ کہ جس روایت میں **وَلْتَضْمُ ثَلَاثَةَ أَثَامٍ** ہے وہ ائمہ ثلاث کے خلاف ہے، اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے یہ روایت بالمعنی ہو اس لئے کہ ابن عباس کی روایت کے ایک طریق میں اس طرح ہے: **فَلْتَحْجَّ رَاكِبَةً، وَلْتَكْفُرَ عَنْ يَمِينِهَا**، تو اسی کو راوی نے **وَلْتَضْمُ ثَلَاثَةَ أَثَامٍ** سے تعبیر کر دیا، حالانکہ کفارہ یمین سے مراد یہاں کفارۃ الجنایۃ تھا جیسا کہ ابن عباس ہی کی روایت کے دوسرے طریق میں **أَنْ تَزَكَّ وَتَهْدِي هَدًيًا** وارد ہے، چنانچہ ملا علی قاری مرقاة میں فرماتے ہیں: **والظاهر أن المراد بالتكفیر كفارة الجنایة وهي الهدی، أو ما يقوم مقامه من الصوم**^۲، یہ سب کچھ تو وہ ہے جو ہم نے حافظ وغیرہ شرح کے

① فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱۱ ص ۵۸۸

② مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح - ج ۶ ص ۵۵۵

کلام سے سمجھا، اور ہمارے حضرت سہارنپوریؒ نے ”بذل المجہود“ میں اس مقام کی شرح میں یہ لکھا ہے کہ اخت عقبہ کی نذر میں دو چیزیں پائی گئیں ایک حج ماشیا کی نذر دوسرے عدم اہتمام کی نذر ان دو میں ایک نذر نذر طاعت ہے، اور دوسری نذر معصیت، نذر طاعت کا پورا کرنا واجب ہے یعنی حج ماشیا، اور پورا نہ کرنے کی صورت میں ہدی یعنی دم جنایت واجب ہوگی جیسا کہ ایک روایت میں ہدی کا ذکر ہے، اور دوسری نذر جو نذر معصیت ہے اس کا ایفاء چونکہ ناجائز ہے اور حائث ہونا واجب، اور پھر اس صورت میں کفارہ یمن واجب ہوگا جیسا کہ یہاں ایک روایت میں ہے: وَلَتَضُمَّ ثَلَاثَةُ أَقَامٍ^۱، مصنف اس حدیث کو جس ترجمۃ الباب کے تحت لائے ہیں اس سے حضرت کی رائے کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت شیخ کے حاشیہ بذل میں اس مسئلہ میں مذاہب ائمہ کی تفصیل مذکور ہے جو نیچے حاشیہ میں درج کی جاتی ہے^۲۔ والحدیث والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه قاله المنذرى۔ وحديث انس رضي الله تعالى عنه أخرجه البخاري ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

۳۲۹۵ حَدَّثَنَا حَبَّاحُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ يَغْنِي أَنْ تَحْجَّ مَاشِيَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا، فَلْتَحْجَّ رَاكِبَةً، وَلْتَكْفُرْ عَنْ يَمِينِهَا».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بہن نے نذر مانی ہے کہ وہ پیدل حج کرے گی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری بہن کی مشقت جھیلنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا تو اسے سواری پر حج کرنا چاہیے اور قسم کا کفارہ دے دینا چاہیے۔

سنن ابی داود - الايمان والنذور (۳۲۹۵) سنن الدارمی - النذور والايمان (۲۳۳۵)

۳۲۹۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أُخْتَهُ عَقْبَةَ بِنَ عَامِرٍ، نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ، إِلَى الْبَيْتِ "قَامَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ تَرْكَبَ وَتُهْدِيَ هَدْيًا".

۱ بذل المجہود فی حل ابی داود - ج ۱۴ ص ۲۵۷

۲ حاصل یہ کہ ہدی کا حکم رکوب کی وجہ سے اور صوم ثلاثہ ایام کا تعلق اختار سے ہے دونوں روایتوں کو جمع کیا جائے گا۔

۳ فقہ: من نذر المشی ثم رکب فعند أحمد القادر علی المشی أساء دون العاجز وعليه كفارة يمين بكل حال والرواية الاخرى عليه دم وهو قول الشافعي في الحالين القدرة والعجز والدم الشاة علی الأصح. وقول آخر انه بدنة. وعند مالك يجب قضاء ما ركب في سنة اخرى فيمشي ما ركب ويركب ما مشى اذا كان المشي كثيرا وكان في المناسك وهي من خروج مكة الى رجوع منى. ومع ذلك يجب الهدى أيضا وهذا اذا كان قريب البلدة كالمدينة أو متوسطها كالصوى. وان كان بعيد البلدة كالأفريق في فليهدى فقط وكذا اذا كان الركب قليلا في غير المناسك وعندنا الحنفية - اذا ركب في أكثر الطريق بعنه أو بلا عنه فعليه دم شاة. وفي الأقل أو المساواة بقدر ذلك من قيمة الشاة (أوجز المسالك إلى موطأ مالك - ج ۴ ص ۱۲۴)۔

ترجمہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عقبہ بن عامر کی بہن نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ پیدل چل کر جائے گی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر بیت اللہ جائیں اور نذر کے کفارے میں ایک جانور ذبح کریں۔

سنن أبي داود - الايمان والنذور (۳۲۹۶) سنن الدارمي - النذور والایمان (۲۳۳۵)

۳۲۹۷ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ أُخْتَهُ عُقْبَةَ بِنْتَ عَامِرٍ، نَذَرَتْ أَنْ تَخْجَ مَا شِيعَةً، قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَعَنِي عَنْ نَذْرِهَا مُرَهَا فَلْتَرْكَبَ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، نَحْوَهُ وَخَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

ترجمہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم سرور دو عالم ﷺ کو جب اس بات کی خبر پہنچی کہ حضرت عقبہ بن عامر کی بہن نے نذر مانی ہے کہ وہ پیدل حج کرے گی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اس (عورت) کی نذر سے بے نیاز ہے اس سے کہہ دو کہ وہ سواری کرے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ نے اسی کے مثل روایت کیا ہے اور خالد نے حضرت عکرمہ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۳۲۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ أُخْتَهُ عُقْبَةَ بِنْتَ عَامِرٍ مَعْنَى هِشَامٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الْهَدْيَ وَقَالَ: فِيهِ «مُرَ أُخْتُكَ فَلْتَرْكَبَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ مَعْنَى هِشَامٍ.

ترجمہ عکرمہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن عامر کی بہن نے نذر مانی اس کے بعد انہوں نے ہشام کی حدیث کے ہم معنی روایت نقل کی، لیکن انہوں نے ہدی کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس حدیث میں انہوں نے فرمایا کہ اپنی بہن سے کہو کہ وہ سوار ہو جائیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: سعید بن ابی عروبہ نے اس حدیث کو اسی طرح نقل کیا ہے اور عکرمہ کے شاگرد خالد نے ہشام کی حدیث کے ہم معنی نقل کیا۔

سنن أبي داود - الايمان والنذور (۳۲۹۷) سنن الدارمي - النذور والایمان (۲۳۳۵)

۳۲۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ، حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بِنْتَ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: نَذَرْتُ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ، فَأَمَرْتَنِي أَنْ أَسْتَفِي لَهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «لَتَمْشِيَ وَلَتَرْكَبَ».

ترجمہ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ پیدل چل کر جائے گی۔ چنانچہ اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے لئے نبی کریم ﷺ سے مسئلہ معلوم کروں، لہذا میں نے آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چاہیے کہ پیدل بھی چلے اور سواری بھی کرے۔

صحیح البخاری - الحج (۱۷۶۷) صحیح مسلم - النذر (۱۶۴۴) جامع الترمذی - النذور والایمان (۱۵۴۴) سنن

النسائي - الايمان والنذور (۳۸۱۴) سنن ابی داود - الايمان والنذور (۳۲۹۹) سنن ابن ماجه - الکفارات (۲۱۳۴) مسند احمد - مسند الشاميين (۱۴۳/۴) سنن الدارمي - النذور والايمان (۲۳۳۴)

۳۳۰۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيَّنَّمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فِي الشَّمْسِ فَسَأَلَ عَنْهُ؟ قَالُوا: هَذَا أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ، وَلَا يَقْعُدَ، وَلَا يَسْتَظِلَّ، وَلَا يَتَكَلَّمَ، وَيَصُومَ، قَالَ: «مُرُّوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ، وَلْيَسْتَظِلَّ، وَلْيَقْعُدْ، وَلْيَتِمَّ صَوْمُهُ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو ایک شخص دھوپ میں کھڑا ہوا تھا (خاموشی کے ساتھ) تو حضور ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو صحابہ کرامؓ بتایا کہ وہ ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا اور بیٹھے گا نہیں اور نہ سایہ لے گا اور نہ کلام کرے گا اور وہ روزہ سے رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ بات چیت کرے اور سایہ بھی لے اور بیٹھے بھی اور اپنا روزہ پورا کر لے۔

شرح: صحیح البخاری - الايمان والنذور (۶۳۲۶) سنن ابی داود - الايمان والنذور (۳۳۰۰) سنن ابن ماجه - الکفارات (۲۱۳۶)

شرح الحديث: یعنی آپ ﷺ جب کہ خطاب فرما رہے تھے اچانک آپ ﷺ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو دھوپ میں کھڑا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا، لوگوں نے عرض کیا کہ یہ شخص ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے اس بات کی کہ کھڑا رہے گا یعنی دھوپ میں، اور بیٹھے گا نہیں اور یہ کہ کسی سے بات نہیں کریگا، اور یہ کہ روزہ سے رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ اس کو چاہیے کہ بات کرے اور سایہ میں چلا جائے، اور بیٹھے کھڑا نہ رہے اور اپنے روزہ کو پورا کرے۔

امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس شخص کی نذر، نذر طاعت اور نذر معصیت دونوں پر مشتمل تھی، پس آپ ﷺ نے ان انواع نذر میں سے جو نذر طاعت تھی اس کے پورا کرنے کا اور جو نذر غیر طاعت کی تھی اس کے ترک کرنے کا حکم فرمایا، صوم تو نذر طاعت تھی اور قیام فی الشمس اور ترک کلام و ترک استظلال یہ نذر غیر طاعت تھی، اس لئے کہ یہ چیزیں مشاق کے قبیلہ سے ہیں بدن کو تھکانے والے اور اذیت پہنچانے والی، ان میں کوئی معنی عبادت اور قربت کے نہیں ہیں، اسی لئے آپ ﷺ نے ان کے ترک کا حکم فرمایا ①۔ والحديث أخرجه البخاري وابن ماجه، قاله المنذري۔

۳۳۰۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الطَّوِيلِ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَى رَجُلًا يَهَادِي بَيْنَ ابْنَيْهِ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَعَنِي عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو اپنے دو بیٹوں کے بہارے چل رہا تھا تو آپ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے اپنی جان پر ظلم کرنے سے بے نیاز ہے اور اسکو سواری کا حکم دیا۔

تحقیق: صحیح البخاری - الحج (۱۷۶۶) صحیح البخاری - الإيمان والنذور (۶۳۲۳) صحیح مسلم - النذور (۱۶۴۲) جامع الترمذی - النذور والإيمان (۱۵۳۷) سنن النسائي - الإيمان والنذور (۳۸۵۲) سنن أبي داود - الإيمان والنذور (۳۳۰۱) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۱۰۶/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۱۱۴/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۱۸۳/۳)

۳۳۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَوْحِبٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي [سَلِيمَانُ] الْأَحْوَلُ، أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُودُهُ بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ، فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ بیت اللہ کے طواف کے دوران ایک آدمی کے پاس سے گزرنے جس کی ناک میں نیکیں ڈلی ہوئی تھیں اور اس رسی کے ذریعے اس کو طواف کرایا جا رہا تھا، تو حضور ﷺ نے وہ رسی کاٹ کے اس کے ہاتھ میں دے دی اور اس کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو کھینچو۔

تحقیق: صحیح البخاری - الحج (۱۵۴۱) صحیح البخاری - الإيمان والنذور (۶۳۲۴) سنن النسائي - مناسك الحج (۲۹۲۰) سنن النسائي - الإيمان والنذور (۳۸۱۰) سنن أبي داود - الإيمان والنذور (۴۳۰۲) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۳۶۴/۱)

۳۳۰۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السُّلَمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أُخْتِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، نَذَرَتْ أَنْ تَحْجَّ مَا شِئَتْ، وَأَنَّهَا لَطِيفٌ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ لَعَنِي عَنْ مَشْيِي أَخِيكَ، فَلْتَرْكَبْ وَلْتَهْدِ بَدَنَهُ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ عقبہ بن عامر کی بہن نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ کا حج پیدل کر کریں گے حالانکہ ان میں پیدل سفر حج کی طاقت نہیں تھی، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کو تمہاری بہن کے پیدل سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، تمہاری بہن سواری پر سفر کرے اور ایک اونٹ بطور ہدی کے ادا کرے۔

تحقیق: سنن أبي داود - الإيمان والنذور (۳۳۰۳) سنن الدارمي - النذور والإيمان (۲۲۳۵)

۳۳۰۴ - حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي أُبَيٍّ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَخِي نَذَرْتُ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَصْنَعُ مَشْيِي أَخِيكَ إِلَى الْبَيْتِ شَيْئًا».

ترجمہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میری بہن نے نذرمانی ہے کہ بیت اللہ پیدل چل کر جائیں گی، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کو تمہاری بہن کے بیت اللہ کی طرف پیدل چلنے کے فعل سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

تصحیح صحیح البخاری - الحج (۱۷۶۷) صحیح مسلم - النذر (۱۶۴۴) جامع الترمذی - النذور والإيمان (۱۵۴۴) سنن النسائی - الإيمان والنذور (۳۸۱۴) سنن أبي داود - الإيمان والنذور (۳۳۰۴) سنن ابن ماجه - الکفارات (۲۱۳۴) مسند احمد - مسند الشاميين (۱۴۳/۴) سنن الدارمی - النذور والإيمان (۲۳۳۴)

۲۴ - بَابُ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ

باب بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذرمانی والے کے بارے میں

۳۳۰۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبِيبُ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَجُلًا، قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي نَذَرْتُ لِلَّهِ أَنْ أَصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ رَمَحَتَيْنِ، قَالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: «شَأْنُكَ إِذَنْ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَرْيُومُ تَخُوهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے نذرمانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو مکہ کی فتح عطا فرمائیں گے تو میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھوں گا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہیں پڑھ لے۔ اس نے پھر اپنی بات دہرائی، آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: یہیں پڑھ لے، اس نے (تیسری مرتبہ) پھر بات دہرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو جانے اور تیرا کام۔

شرح الحدیث عند الحنفیہ نذر کے اندر تعیین الزمان والمكان معتبر نہیں، لہذا اگر کوئی شخص کسی خاص مسجد میں نماز کی نذرمانی یا کسی خاص زمانہ میں روزہ کی نذرمانی تو نفس نماز اور نفس روزہ سے نذر پوری ہو جاتی ہے، اور مالکیہ و حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہے لیکن ان کے نزدیک مساجد ثلاثہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے، ان مساجد کی تعیین ان کے نزدیک معتبر ہے اور امام شافعیؒ سے دو روایتیں ہیں، اور حنفیہ میں سے امام زفرؒ کے نزدیک بھی تعیین الزمان والمكان والشخص نذر میں معتبر ہے۔

قال: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»: مضمون حدیث یہ ہے: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ میں نے یہ نذرمانی تھی اللہ کیلئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر مکہ کو فتح کر دیا تو میں بیت المقدس میں دو رکعت ادا کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا یہیں پڑھ لے، اس نے پھر دوبارہ سوال دہرایا آپ

الرحمن بن عوف کو قرار دیا بجائے عمر بن عبد الرحمن کے، اور دوسرا فرق یہ کر دیا کہ بجائے عن برجال کے وعن برجال کر دیا۔

۲۵۔ باب فی قضاء النذر عن الميت

باب مردہ (میت) کی جانب سے نذر پوری کرنے کا حکم

مسئلة الباب میں مذاہب ائمہ: یعنی میت کے ذمہ اگر کوئی نذر ہو تو اسکے پورا کرنے کا بیان۔ اسکی تفصیل^۱ یہ ہے کہ نذر دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ مالی ہوگی یا بدنی، یعنی اس کا تعلق یا تو عبادت مالیہ سے ہوگا جیسے صدقہ یا عبادت بدنیہ سے، اگر عبادت مالیہ سے ہے تو پھر دیکھا جائے گا میت نے مال چھوڑا ہے یا نہیں، اگر نہیں چھوڑا تو پورا کرنا کسی کے نزدیک واجب نہیں، اور اگر چھوڑا ہے تو پھر اس وصیت کی تنفیذ صرف ثلث مال میں واجب ہوگی، امام شافعی و احمد کے نزدیک مطلقاً، اور امام ابو حنیفہ و مالک کے نزدیک بشرط الوصیہ، اور اسکے بالمقابل عبادت بدنیہ میں جیسے صوم و صلاة اس میں وارث کی جانب سے قضاء یعنی نیابت عن الميت جائز نہیں، ہاں افتاء یعنی فدیہ کے ذریعہ قضاء ہوگی عند الأئمة الثلاثة امام احمد کے نزدیک صوم اس سے مستثنیٰ ہے انکے نزدیک صوم مندور کی قضاء نیابت عن الميت جائز ہے۔

یہ نیابت کا مسئلہ اس سے پہلے کتاب الحج والصوم میں بھی گذر چکا اور ظاہر یہ کہ نزدیک قضاء النذر عن الميت مطلقاً واجب سواء كان في العبادة المالية أو البدنية۔

۳۳۰۷۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، اسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ لَمْ يَقْضِهِ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقْضِهِ عَنْهَا».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا اور کہا کہ میری والدہ وفات پا چکیں اور ان کے ذمہ نذر واجب تھی جسے وہ پورا نہ کر سکیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی طرف سے تم نذر کی قضا کر لو۔

تحریر: صحیح البخاری - الصوم (۱۸۵۲) صحیح البخاری - الوصایا (۲۶۱۰) صحیح البخاری - الأیمان والندور (۶۳۲۰) صحیح البخاری - الحیل (۶۵۵۸) صحیح مسلم - النذر (۱۶۳۸) جامع الترمذی - النذور والأیمان (۱۵۴۶) سنن النسائي - الوصایا (۳۶۵۶) سنن النسائي - الأیمان والندور (۳۸۱۷) سنن أبي داود - الأیمان والندور (۳۳۰۷) سنن ابن ماجه - الکفارات (۲۱۲۲) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۲۱۹/۱) موطأ مالک - النذور والأیمان (۱۰۲۵)

① لا تجزى النيابة في الصلاة عند الأئمة الأربعة إلا في رواية لأحمد، ولا يجوز في الصوم عند الأئمة الثلاثة ويجوز عند أحمد أي في الصوم والندور لا الواجب الاصلی وروایة للشافعی، وتجزى في الحج بالاتفاق.

شرح الحدیث: حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضور ﷺ سے معلوم کیا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا حالانکہ ان کے ذمہ ایک نذر تھی جس کو پورا نہیں کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی طرف سے اس کی قضاء کر دو۔

یہ نذر کس چیز کی تھی؟ قیل کان نذر، امطلقاً، وقیل نذر الصوم، وقیل نذر العتق، وقیل الصدقہ۔
یہاں پر اس حدیث میں قضاء کا حکم خفیہ کے نزدیک استحباً ہے کیونکہ خفیہ کے نزدیک نذر بالعبادۃ البدنیہ میں تو قضاء جائز ہی نہیں لقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد، وعن ابن عمر نحوه اور عبادت مالیہ میں اگرچہ واجب ہے ایک صورت میں لیکن بشرط الوصیۃ اور یہاں وصیت پائی نہیں گئی اسلئے کہا ہم نے کہ یہ امر استحباً ہے عند الحنفیۃ وکذا عند المالکیۃ۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۳۰۸ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ امْرَأَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ فَتَذَرَتْ إِنْ نَجَّاهَا اللَّهُ أَنْ تَصُومَ شَهْرًا، فَتَجَّاهَا اللَّهُ، فَلَمْ تَصُمْ حَتَّى مَاتَتْ فَجَاءَتْ، ابْنَتُهَا أَوْ أُخْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَأَمَرَهَا أَنْ تَصُومَ عَنْهَا».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کسی عورت نے سمندری سفر میں نذر مانی کہ اگر اللہ مجھے صحیح سالم پہنچا دے تو میں ایک مہینے کے روزے رکھوں گی۔ تو اللہ نے اس کو صحیح سالم پہنچا دیا مگر اس نے روزے نہ رکھے کہ مر گئی تو اسکی بیٹی یا بہن آپ ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ ﷺ نے اس کو اس (میت) کو طرف سے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔

شرح الحدیث: یعنی کسی عورت نے کشتی کے سفر میں یہ نذر مانی کہ اگر میں صحیح سالم پہنچ گئی، تو ایک ماہ کے روزے رکھوں گی، مگر اس کو روزے رکھنے کی نوبت نہیں آئی یہاں تک کہ انتقال ہو گیا اس کی بیٹی یا بہن آپ ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ ﷺ نے اس کو صوم عن المیت کا حکم فرمایا، یعنی بالافتداء علی مسلک الجمہور۔

۳۳۰۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ، وَإِنَّمَا مَاتَتْ وَتَرَكَتْ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ؟ قَالَ: «قَدْ وَجَبَ أَجْرُكِ، وَرَجَعَتْ إِلَيْكِ فِي الْمِيرَاثِ»، قَالَتْ: وَإِنَّمَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ - فَذَكَرْنَا حَدِيثَ عَمْرٍو.

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا (یا رسول اللہ) میں نے اپنی والدہ کو ایک باندی دی تھی اور اب والدہ کی وفات ہو گئی اور انہوں نے ترکہ میں وہ باندی چھوڑی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے لکھا جا چکا اجر اور وہ باندی میراث میں تمہاری طرف

لوٹ آئی اس نے عرض کیا کہ وہ وفات پا گئیں اور ان کے ذمہ ایک مہینے کے روزے تھے اور عمرو کی حدیث کے مثل آگے روایت ہے۔

شرح الحدیث: یہ حدیث بسندہ و متنہ کتاب الوصایا میں (برقم ۲۸۷۷) گزر چکی اور اسی طرح کتاب الزکاة میں باب من تصدق بصدقة ثم ورثها کے اندر (برقم ۱۶۵۶)، اور آگے کتاب البیوع میں ”باب فی الرجل یفضل بعض ولده علی بعض فی النحل“ میں آرہی ہے۔

۲۶۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَهُ عَنْهُ وَلِيُّهُ

اس بیان میں کہ فوت ہونے والے کے ذمہ روزے لازم ہوں تو اس کی طرف سے ولی رکھے

۳۳۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعِلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ الْمُعَنَّى، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ امْرَأَةً، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّهُ كَانَ عَلَى امْرَأَتِي صَوْمٌ شَهْرًا أَقْضِيهِ عَنْهَا، فَقَالَ: «لَوْ كَانَ عَلَى امْرَأَتِي صَوْمٌ أَقْضِيَهُ عَنْهَا» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: «فَدَيْنُ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان کی والدہ پر ایک مہینے کے روزے لازم ہیں، کیا میں اپنی والدہ کی طرف سے ان کے روزے قضا کر سکتی ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری والدہ پر قرضہ ہوتا تو کیا تم اس کو ادا کرتی؟ تو ان خاتون نے کہا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرضہ زیادہ حقدار ہے کہ وہ ادا کیا جائے۔

صحیح البخاری - الصوم (۱۸۵۲) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۳۱۰)

۳۳۱۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَهُ عَنْهُ وَلِيُّهُ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی کا اس حال میں انتقال ہو جائے کہ اس کے ذمے روزے لازم ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

صحیح البخاری - الصوم (۱۸۵۱) صحیح مسلم - الصیام (۱۱۴۷) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۳۱۱) مسند

أحمد - باقی مسند الأنصاری (۶۹/۶)

۲۷۔ باب مَا يُؤْتِيهِ مِنَ الْوَقَارِ بِالنَّذْرِ

۲۷ باب ہے نذر کے پورا کرنے کی تاکید کے بارے میں

۳۳۱۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ أَبُو دَاوُدَ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ امْرَأَةً، أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى رَأْسِكَ بِالْذُّبِ، قَالَ: «أَوْفِي بِنَذْرِكَ» قَالَتْ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، مَكَانٌ كَانَ يَذْبَحُ فِيهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ «لَصْنَمٍ» قَالَتْ: لَا، قَالَ: «لَوْثَنٍ»، قَالَتْ: لَا، قَالَ: «أَوْفِي بِنَذْرِكَ».

عمر بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ (اگر اللہ نے آپ کو صحیح سالم فتح عطا فرمائی تو) میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اس نذر کو پورا کر لے اور وہ کہنے لگی کہ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ فلاں فلاں جگہ پر ذبح کروں گی جہاں زمانہ جاہلیت میں لوگ ذبح کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس جگہ بت کیلئے جانور ذبح کرنے کی تم نے نذر مانی ہے؟ وہ کہنے لگی: نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا اللہ کے علاوہ کسی اور کیلئے جانور ذبح کرنے کی تم نے نذر مانی تھی؟ تو اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر لے۔

شرح الحدیث: اس روایت میں یہاں اختصار ہے، ترمذی کی روایت میں اس پر اضافہ ہے، مضمون حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ اپنے بعض مغازی میں تشریف لے گئے، آپ ﷺ کی اس غزوہ سے واپسی پر ایک جاریہ سوداء آئی، اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صحیح سالم واپس بھیج دیا تو آپ ﷺ کے سامنے میں دف بجاؤں گی (یعنی دھیرا نہ کہ ڈھول ای الطبل فانہ ممنوع کما سیأتی فی الاشریۃ غمی عن الطبل)، بَیِّنَ يَدَيْكَ كَالْفَرْطِ تَرْمِذِي کی روایت میں ہے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر واقعی تو نے یہ نذر مانی تھی تو اسکو پورا کر لے، اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: حدیث حسن صحیح غریب ①۔

اس حدیث کی شرح میں امام خطابیؒ لکھتے ہیں کہ ضرب دف تو ان طاعات میں سے نہیں ہے جس کی نذر صحیح ہو اس لئے کہ ضرب الدف زائد سے زائد مباح ہو سکتا ہے نہ کہ طاعت، لیکن چونکہ اس ضرب دف کا تعلق بعض ایسی چیزوں سے ہے جن کو عبادت کہا جاسکتا ہے، یعنی حضور ﷺ کی سلامتی کیساتھ واپسی پر اظہار سرور جن میں مساءۃ کفار ہے اور اذلال منافقین وغیرہ امور، اس حیثیت سے اس میں عبادت کے معنی پیدا ہو گئے ②، اور پھر آگے اس حدیث میں یہ ہے کہ اس عورت نے یہ بھی عرض کیا کہ میں

① جامع الترمذی - کتاب المناقب - باب: ہلا ترجمۃ ۳۶۹۰

② معالم السنن شرح سنن أبي داود - ج ۴ ص ۶۰

نے فلاں مکان میں جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہے جہاں پر اہل جاہلیت ذبح کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تیری یہ نذر کسی بت کے نام پر ذبح کرنے کیلئے ہے اس نے کہا کہ ایسا نہیں ہے تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر لے۔

اس کے بعد بھی ایک اور حدیث اسی قسم کے مضمون کی آرہی ہے۔

۳۳۱۳ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ الصَّخَالِ، قَالَ: نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَحَرَّ إِيلًا بِبُؤَانَةٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَتَحَرَّ إِيلًا بِبُؤَانَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا وَثْنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعيَادِهِمْ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَلَا فِيهَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

ترجمہ: ثابت بن ضحاک فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نذر مانی کہ وہ بوانہ مقام میں اونٹ ذبح کرے گا چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا وہاں زمانہ جاہلیت کا کوئی بت ہے جس کی عبادت کی جاتی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا وہاں اہل جاہلیت کے جشنوں میں سے کوئی جشن ہوتا تھا؟ کہا گیا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر لو اسلئے کہ اللہ کی معصیت میں تو نذر کا پورا کرنا صحیح نہیں اور نہ ہی اس میں جس میں ابن آدم کو اختیار نہ ہو۔

۳۳۱۴ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيُّ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَائِرَةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيَّةِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ مَيْمُونَةَ بِنْتَ كُرْدَمٍ، قَالَتْ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي فِي حَجَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلْتُ أُبْدِيهِ بِصَرِيٍّ فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ مَعَهُ دِرَّةٌ كَثِيرَةٌ الْكُتَابِ فَسَمِعْتُ الْأَعْرَابَ وَالنَّاسَ يَقُولُونَ، الطَّبْطَبِيَّةُ الطَّبْطَبِيَّةُ فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي فَأَخَذَ بِقَدَمِهِ، قَالَتْ: فَأَقْرَأَهُ وَوَقَفَ فَاسْتَمَعَ مِنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أُولَدَ لِي وَلَدٌ كَرَّ أَنْ أَتَحَرَّ عَلَى رَأْسِ بُؤَانَةٍ فِي عَقْبَةِ مِنَ الثَّيَابِ عِدَّةً مِنَ الْغَنَمِ، قَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَتْ: خَمْسِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ بِهَا مِنَ الْأَوْثَانِ شَيْءٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَأَوْفِ بِمَا نَذَرْتَ بِهِ لِلَّهِ» قَالَتْ: فَجَمَعْتُهَا فَجَعَلْتُ يَذْبَحُهَا، فَأَنْقَلَبْتُ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبْتُهَا وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَوْفِ عَنِّي نَذْرِي فَظْفِرَهَا فَذَبَحْتُهَا».

ترجمہ: ميمونہ بنت كردم کہتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حج میں نکلی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور میں نے لوگوں کی زبانوں پر یہ سنا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو میں اپنی نگاہوں کو رسول اللہ ﷺ پر

روکے رکھتی پھر میرے والد آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور وہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ان کے پاس ایک کوڑا تھا تو میں نے دیہاتیوں اور لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ الطَّبْطَبِيَّةُ الطَّبْطَبِيَّةُ (پاؤں پڑنے یا کوڑا مارنے کی آواز)۔ میرے والد آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ کے قدم مبارک پکڑ لیے اور آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا اور آپ ﷺ کے پاس کھڑے رہے اور آپ کے ارشادات سنے اور کہا: میں نذر مانی ہے کہ اگر میرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی تو میں بوانہ کی گھاٹ پر چند بکریاں ذبح کروں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے پچاس بکریاں ذبح کرنے کی نذر مانی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا وہاں زمانہ جاہلیت کا کوئی بت تھا؟ کہا گیا: نہیں، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر لو۔ چنانچہ میرے والد نے بکریوں کو جمع کیا اور انہیں ذبح کرنے لگے تو ان میں سے ایک بکری بھاگ گئی تو وہ اسے ڈھونڈنے نکلے اور کہتے جاتے تھے: اے اللہ! مجھ سے میری نذر پوری کرادے۔ چنانچہ انہوں نے اسے پالیا اور پھر ذبح کر دیا۔

۳۳۱۵ -

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحُفَيفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ بِنِ سَفِيَّانٍ، عَنْ أَبِيهَا نَحْوَهُ مُخْتَصَرٌ مِنْهُ شَيْءٌ، قَالَ: «هَلْ يَهَا وَثْنٌ، أَوْ عَيْدٌ مِنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لَا، قُلْتُ: إِنَّ أُمِّي هَذِهِ عَلَيْهَا نَذْرٌ، وَمَشِيٌّ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا، وَرَأَيْتُهَا، قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ، أَنْقَضِيهِ عَنْهَا، قَالَ: «نَعَمْ».

رحمہ اللہ

عمر بن شعیب نے میمونہ بنت کردم سے اسی حدیث کی طرح اختصاراً نقل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا وہاں زمانہ جاہلیت کا کوئی بت یا جشن تھا؟ کہا گیا: نہیں، میں نے عرض کیا: میری اس والدہ کے ذمے نذر ہے اور بیدل چلنا، کیا میں اس کی طرف سے قضا کر لوں؟ اور ابن بشار نے یوں کہا: کیا ہم اس کی طرف سے قضا ادا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

۲۸ - بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ

باب جو شے ملکیت میں نہ ہوں ان میں نذر ماننے کا حکم

۳۳۱۶ -

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْهَثَلَبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: كَانَتْ الْعُضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَائِقِ الْحَاجِّ، قَالَ: فَأَسْرَفَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي وَثَانٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ عَلَامَ تَأْخُذُنِي، وَتَأْخُذُ سَابِقَةَ الْحَاجِّ قَالَ: «نَأْخُذُكَ بِعَجْرِيَّةٍ حَلَفَائِكَ ثَقِيفٌ» قَالَ: وَكَانَ ثَقِيفٌ قَدْ أَسْرَوْا رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَقَدْ قَالَ: وَأَنَا مُسْلِمٌ - أَوْ قَالَ: وَقَدْ أَسْلَمْتُ - فَلَمَّا مَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "لَهُمْ هَذَا مِنْ مُحَمَّدٍ بْنُ عِيسَى نَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِيمًا رَفِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ

فَقَالَ: «مَا شَأْنُكَ؟» قَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قَالَ: «لَوْ قُلْتُمَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفَلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ "قَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي، إِنِّي ظَمْآنٌ فَاسْقِنِي، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَذِهِ حَاجَتُكَ» أَوْ قَالَ: «هَذِهِ حَاجَتُهُ»، فَقَوَّيْتُ الرَّجُلَ بَعْدَ بِالرَّجُلَيْنِ، قَالَ: وَحَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُضْبَاءَ لِرَحْلِهِ، قَالَ: فَأَغَارَ الشُّرُكُونَ عَلَى سَرِجِ الْمَدِينَةِ فَذَهَبُوا بِالْعُضْبَاءِ، قَالَ: فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهَا، وَأَسْرَدُوا أَمْرًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: فَكَانُوا إِذَا كَانَ اللَّيْلُ يُرِجُونَ إِبِلَهُمْ فِي أَفْيَئِهِمْ، قَالَ: فَكَبَرُوا اللَّيْلَةَ، وَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَجَعَلَتْ تَضَعُ يَدَهَا عَلَى بَعِيرٍ إِلَّا رَغَا حَتَّى أَتَتْ عَلَى الْعُضْبَاءِ، قَالَ: فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةٍ ذَلُولٍ مُجْرَسَةٍ، قَالَ: فَكَرَبَتْهَا ثُمَّ جَعَلَتْ اللَّهُ عَلَيْهَا إِنْ نَجَّاهَا اللَّهُ لَتَنَحَرَّهَا، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ عُرِفَتِ النَّاقَةُ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجِيءَ بِهَا وَأُخْبِرَ بِذَرِّهَا فَقَالَ: «بَلِّسْ مَا جَزَيْتَهَا - أَوْ جَزَّهَا - إِنْ اللَّهُ أَنْجَاهَا عَلَيْهَا لَتَنَحَرَّهَا لَا وَفَاءَ لِدَرِّهَا فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَالْمَرْأَةُ هَذِهِ أَمْرًا أَبِي دَرٍّ».

ترجمہ: حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں عضباء (نامی اونٹنی) قبیلہ بنی عقیل کے ایک شخص کی تھی جو کہ حاجیوں کی خدمت میں آگے جاتی تھی پھر وہ شخص قید ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اور وہ بندھا ہوا تھا جبکہ نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار تھے جس پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی تو اس نے عرض کیا: اے محمد! آپ مجھے اور حاجیوں کی خدمت میں آگے رہنے والی اونٹنی کو کس جرم میں پکڑ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہم تجھے تیرے حلیف قبیلہ ثقیف کے جرم کے سبب گرفتار کر رہے ہیں اور قبیلہ ثقیف نے اس جرم کا ارتکاب کیا تھا کہ انھوں نے دو آدمیوں کو قیدی بنایا تھا جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے تو قبیلہ بنو عقیل کے اس شخص نے کہا کہ میں مسلمان ہوں یا اسلام قبول کر چکا ہوں پھر جب حضور ﷺ آگے بڑھ گئے امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بات کو محمد بن عیسیٰ استاد سے سمجھا پھر اس عقلی شخص نے پکارا: اے محمد! راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بڑے شفیق اور مہربان تھے آپ اسکے پاس لوٹ کر آئے اور فرمایا کہ تیرے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم جو کہہ رہے ہو یہ بات اس وقت کہتے جب تم اپنے اختیار میں تھے تو تم مکمل فلاح پاتے۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں پھر سلیمان کی حدیث کی طرف آتا ہوں اس شخص نے عرض کیا: یا محمد! میں بھوکا ہوں تو آپ مجھے کھانا کھلائیے اور میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلائیے عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ یہ سکر نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہی تمہارا مقصد ہے یا یہ فرمایا کہ یہی اس شخص کا مقصد ہے فرماتے ہیں کہ پھر اس شخص کو دو شخصوں کے فدیہ میں دے دیا گیا (جو قبیلہ بنو ثقیف کے پاس قیدی تھے) اور رسول اللہ ﷺ نے عضباء (اونٹنی) کو اپنی سواری کیلئے روک لیا اسکے بعد مشرک لٹیروں نے مدینہ کے خود سے چرنے والے اونٹوں پر حملہ کر دیا اور عضباء کو بھی لے گئے تو جب وہ عضباء کو لے گئے اور مسلمانوں کی ایک عورت کو بھی قید کر لیا راوی کہتے ہیں کہ

جب رات کو وہ سب اپنے اونٹوں کو خیموں کے سامنے باندھ کر سو گئے اور عورت جاگ رہی تھی تو وہ (یہ دیکھنے کیلئے کہ کوئی اونٹنی سواری کے قابل ہے) اونٹنیوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگی جس پر ہاتھ رکھتی وہ آواز نکالنے لگتی (تو یہ سمجھ جاتی کہ یہ سواری کے لائق نہیں) جب عضباء پر پہنچی (تو اس نے آواز نہیں نکالی) راوی کہتے ہیں کہ وہ اس اونٹنی تک پہنچ گئی جو سواری کے لائق اور تابع ہونے والی تھی چنانچہ وہ اس پر سوار ہو گئی اور اللہ کیلئے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے بحفاظت اپنی منزل پر پہنچا دیں تو وہ ضرور اس اونٹنی کو ذبح کرے گی تو جب وہ مدینہ پہنچ گئی تو اس اونٹنی کو دیکھتے ہی پہچان لیا گیا کہ وہ نبی کریم سرور دو عالم ﷺ کی اونٹنی ہے پھر آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دی گئی آپ ﷺ نے آدمی کو بھیج کر عورت کو بلوایا اور آپ ﷺ کو اسکی نذر کے بارے میں بھی بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس عورت نے اونٹنی کو برابر بدلہ دیا یا فرمایا کہ تو نے اسے برابر بدلہ دیا کہ یہ نذر کی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو اس کی سواری پر بحفاظت پہنچا دیں گے تو وہ ضرور بہ ضرور اسکو ذبح کرے گی۔ اور فرمایا کہ اللہ کی نافرمانی میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں اور نہ ان چیزوں میں جو آدمی کے اختیار میں نہ ہوں امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ عورت حضرت ابو ذرؓ کی بیوی تھیں۔

صحیح مسلم - النذر (۱۶۴۰) سنن النسائي - الايمان والنذور (۳۸۱۲) سنن ابی داؤد - الايمان والنذور (۳۳۱۶) مسند احمد - اول مسند البصريين (۴۲۹/۴) سنن الدارمي - النذور والايمان (۲۳۳۷) سنن الدارمي - السیر (۲۵۰۵)

شرح الحدیث باب کی حدیث کے آخر میں ہے: لَا وَقَاءَ لِنَذْرِ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ۔

ترجمة الباب والے مسئلہ میں مذاہب ائمہ: اس مضمون کی مفصل حدیث باب فی الطلاق قبل النکاح میں گزری ہے: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا طَلَّاقَ إِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ، وَلَا عَتَقَ إِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ، وَلَا بَيْعَ إِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ»، زَادَ ابْنُ الصَّبَّاحِ، «وَلَا وَقَاءَ لِنَذْرِ إِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ»^①، اور ایک روایت میں یہ زیادتی ہے: مَنْ خَلَفَ عَلَى مَعْصِيَةٍ، فَلَا يَمِينُ لَهُ^②، ان تمام مسائل کا بیان و اختلاف علماء کتاب الطلاق میں اسی حدیث کے ذیل میں گزر چکا، تاہم نذر سے متعلق مسئلہ دوبارہ ہم یہاں لکھ دیتے ہیں یعنی جو چیز آدمی کی ملک میں نہ ہو نذر ماننے کے وقت اس کی نذر معتبر نہیں، منذور بہ اگر مال کے قبیلہ سے ہے وہ ناذر کی ملک میں ہونا چاہیے یا کم از کم وہ نذر مضاف الی الملك ہو یا مضاف الی سبب الملك ہو ان دونوں صورتوں میں بھی نذر صحیح ہو جاتی ہے جیسے کوئی شخص یوں کہے ان شفی اللہ مریضی فبعد زید حر، یہ نذر باطل ہے بالاتفاق یا تو اپنا غلام ہونا چاہیے یا پھر اضافت الی الملك یا سبب الملك ہونا چاہیے جیسے یوں کہے کل مال املکہ فیما استقبال فهو صدقة، یا یوں کہے کل ما اشتريه او ارثه فهو صدقة، اور امام مالک کے نزدیک اضافت الی الملك یا الی سبب الملك

① سنن ابی داؤد - کتاب الطلاق - باب فی الطلاق قبل النکاح ۲۱۹۰

② سنن ابی داؤد - کتاب الطلاق - باب فی الطلاق قبل النکاح ۲۱۹۱

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: كَانَتْ الْعُضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَائِقِ الْحَاجِّ، قَالَ: فَأَسْرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي ذَاتِي آبٍ عَلَى الْمَرْكَبِ اس نازہ عضباء کا واقعہ جو یہاں مذکور ہے اس کو ہم باب فی إقطاع الأمّصين میں صخر بن علیہ کی حدیث (برقم ۳۰۶۷) کے ذیل میں مختصر الکھ چکے ہیں ایک خاص مناسبت سے، اس کو وہاں دیکھ لیا جائے۔

اس قصہ کا بقیہ یہ ہے: قَالَ: فَقَوْدِي الرَّجُلُ بَعْدَ بِالرَّجُلَيْنِ يَعْنِي بَعْدَ اس قیدی کا انجام یہ ہوا کہ اس کو ان دو مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں بطور فدیہ کے چھوڑ دیا گیا جن کا ذکر اوپر قصہ میں آچکا ہے، قَالَ: وَحَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءَ لِدُخْلِهِ، يَعْنِي اس عضباء کو انٹی کو آپ ﷺ نے اپنی سواری کے لئے روک لیا، قَالَ: فَأَغَاءَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى سَرِجِ الْمَدِينَةِ فَذَهَبُوا بِالْعَضْبَاءِ، قَالَ: فَلَمَّا ذَهَبُوا ابْتِهَا، وَأَسْرُوا أَمْرًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: فَكَانُوا إِذَا كَانَ اللَّيْلُ يُرِيدُونَ إِبْلَهُمْ فِي أَنْفِيهِمْ الْحُ-

ناقۃٔ عضباء کا ایک واقعہ: آگے راوی اس ناقۃٔ عضباء کے ساتھ جو ایک اور قصہ پیش آیا اس کو بیان کرتا ہے وہ یہ کہ ایک دن ایسا ہوا کہ بعض مشرکین نے اہل مدینہ کے اونٹوں پر غارت گری کی اور ان کو لوٹ کر لے گئے اور ان اونٹوں کے ساتھ یہ اونٹنی بھی گئی اور ایسے ہی ایک عورت کو بھی قید کر کے لے گئے یہ عورت حضرت ابوذرؓ کی بیوی تھیں، یہ مشرکین جو اونٹوں کو لوٹ کر مدینہ سے لے جا رہے تھے دوران سفر جب رات آتی تھی تو ان اونٹوں کو خیموں کے سامنے باندھ کر سو جاتے تھے، یہ

بڑھیا ان کے ساتھ تھی ہی جو ہر وقت جان بچا کر ان کے پیچھے سے بھاگنے کی فکر میں رہتی تھی، چنانچہ ایک روز ایسا ہوا کہ رات کے وقت جب وہ سب لیٹے پڑ کر سو گئے تو یہ عورت جاگ رہی تھی یہ اٹھی کسی قابل سواری اونٹنی کو تلاش کرنے لگی تاکہ اس پر سوار ہو کر مدینہ لوٹ آئے اور اصل ہر اونٹنی سواری کے قابل ہوتی نہیں اس لئے پہلے اس اونٹنی کو دیکھنا پڑتا ہے کہ یہ سواری کے لائق ہے یا نہیں، یہ عورت تجربہ کار تھی جانتی تھی کہ سواری کے قابل کون سی اونٹنی ہوتی ہے، چنانچہ یہ عورت چپکے سے اٹھی اور ان اونٹنیوں کے پاس جا کر ہر ایک پر الگ الگ ہاتھ رکھ کر دیکھتی تھی جس پر بھی ہاتھ رکھے وہی اونٹنی بلبلانے لگتی، (اونٹ پر جب پالان وغیرہ رکھتے ہیں سواری کے لئے یا سامان لادنے کے لئے تو اس وقت وہ کچھ آواز سی نکالتا ہے) جب وہ اونٹ بولتا یہ عورت ایک دم اس کے پاس سے ہٹ جاتی یہ اندازہ لگا کر کہ یہ سواری کے قابل نہیں ہے اور اس ڈر سے کہ کہیں یہ سوتے ہوئے جاگ نہ جائیں غرض یہ کہ وہ اسی طرح جلدی جلدی ہر ایک پر ہاتھ رکھ کر دیکھتی اور جب وہ بولنے لگتا تو ہٹ جاتی، جب اس ناقہ عصباء کا نمبر آیا اور اس پر بھی اس نے ہاتھ رکھ کر دیکھا تو وہ نہیں بولی، چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے: فَجَعَلَتْ إِذَا دَنَتْ مِنَ الْبُعِيدِ رَغًا فَتَنَزَّوْكَهُ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْعُصْبَاءِ. فَلَمْ تَزْعُ^۱، یہ سمجھ گئی کہ یہ اونٹنی سواری کے قابل ہے۔ ذلول۔ اور۔ مُجَرَّسَةً کے معنی یہی ہیں یعنی وہ اونٹنی جو سوار کے تابع ہو اور سواری کے لائق ہو، چنانچہ یہ اس پر سوار ہو گئی اور مدینہ کا رخ کیا اور اس وقت اس نے یہ بھی نذر مانی۔ اِنْ تَجَاهَا اللَّهُ لَتَنَحَرَ تَهَا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس اونٹنی کے ذریعہ مجھے نجات دلادی اور اس پر سوار ہو کر میں مدینہ منورہ صحیح سالم پہنچ گئی تو میں اس اونٹنی کو اللہ کے لئے ذبح کروں گی، چنانچہ اس پر بیٹھ کر وہ صحیح سالم مدینہ پہنچ گئی۔ فَلَمَّا قَدِمَتِ الْبَدِيَّةَ عُرِفَتْ النَّاقَةُ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، یعنی جب دن میں لوگوں نے اس اونٹنی کو دیکھا تو وہ پہچان گئے کہ یہ تو حضور ﷺ کی ناقہ عصباء ہے اور پھر آپ کو اس کی اطلاع کی گئی، آپ نے آدمی بھیج کر اس عورت کو بلایا اور آپ سے اس عورت کی نذر کا بھی ذکر کیا گیا، آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: يَبْتَئِسُ مَا جَزَيْتِهَا - اَوْ جَزَيْتَهَا - یہ شک راوی ہے کہ آپ ﷺ نے غائب کے صیغہ کے ساتھ فرمایا اس عورت کو خطاب کرتے ہوئے صیغہ حاضر کا تلفظ فرمایا یعنی اس عورت نے اس اونٹنی کو یہ تو بہت برباد لہ دیا۔ اِنْ تَجَاهَا اللَّهُ لَتَنَحَرَ تَهَا: یہ حرف شرط ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اسکو نجات دیدی اس اونٹنی پر تو یہ ضرور بالضرور اس کو ذبح کرے گی اس جزاء کا براہوں نا صورت ظاہر ہے کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ اس عورت کی جان کی حفاظت کا ذریعہ بنا رہے ہیں وہ عورت اس کو ہلاک کر دے۔ فہذا جزاء الحسنۃ بالسیئۃ، پھر آگے آپ نے شرعی مسئلہ کی بات بیان فرمائی: لَا وَفَاءَ لَتَنَبِيٍّ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ یعنی جس چیز کا آدمی مالک نہ ہو اس میں نذر ماننے کا کیا مطلب، نذر تو اپنے مال کی ہونی چاہیے اس حدیث کی شرح اور مسئلہ کی تفصیل ہم شروع باب میں بیان کر چکے ہیں۔

استیلاء الکافر علی مال المسلم سے متعلق ایک سوال وجواب: یہاں پر ایک اور علمی سوال وجواب ہے

وہیہ کہ کتاب الجہاد میں ایک باب کے تحت میں باب فی المال یصیبہ العدو من المسلمین، ثُمَّ یُدْرِکُ صَاحِبَهُ مَسْلَمَہُ گزر چکا ہے حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک استیلاء الکافر علی مال المسلم سبب ملک ہے تو اس قاعدہ کا تقاضا یہ ہے کہ یہ مشرک لٹیرے اس عصباء کے مالک ہو گئے تھے اور یہ عورت اس مال مشرک کو لوٹ کر لائی لہذا یہ اونٹنی مال غنیمت ہوئی جس کا مالک لوٹنے والا ہی ہونا چاہیے اس پر لا یملک کہاں صادق آتا ہے شافعیہ و حنابلہ کے مسلک پر تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ ان کے نزدیک استیلاء الکافر سبب ملک نہیں ہوتا، اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ عند الحنفیہ استیلاء سبب ملک بعد الا حراز ہوتا ہے، یہاں گو استیلاء پایا گیا لیکن ابھی تک اخراز نہیں پایا گیا تھا، یعنی مال کو دار الاسلام سے دار الحرب کی طرف منتقل کر لینا، ہاں مالکیہ کے نزدیک استیلاء الکافر مطلقاً سبب ملک ہوتا ہے، پس یہ حدیث اگر خلاف ہے تو مالکیہ کے ہے نہ کہ حنفیہ کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

والحدیث أخرجه مسلم والنسائی بطوله، وأخرجه الترمذی منه طرفاً، وأخرج النسائی وابن ماجه منه طرفاً، قاله المنذرى.

۲۹۔ باب فیمن نذر أن یصدق بماله

باب اس شخص کے بارے میں جو اپنا (کل) مال صدقہ کرنے کی نذر مانے

۳۳۱۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، وَابْنُ السَّرْحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: قَالَ ابْنُ شَهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ، - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ - عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَخْلَعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ» قَالَ: فَقُلْتُ: إِيَّيْ أَمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي يَخْبَرُ.

شرح عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن کعب جو کعب کے بیٹے ہیں اور یہ کعب کو ناپائنا ہونے کے وقت ان کو لیکر چلتے تھے یہی عبد اللہ اپنے والد کعب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ کا کمال اس میں ہے کہ میں اپنے پورے مال کو اللہ اور اس کے رسول کیلئے صدقہ کر دوں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے مال کا کچھ حصہ اپنے پاس رہنے دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ میں خیبر والا (زمین کا) ٹکڑا اپنے لئے رہنے دیتا ہوں۔

۳۳۱۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَبِعَ إِلَيَّ أَخْلَعُ مِنْ مَالِي، فَذَكَرْتُ نَحْوَهُ إِلَى «خَيْرٌ لَكَ».

ترجمہ: حضرت کعب بن مالکؓ کی جب توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے رسول پاک ﷺ سے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنا مال صدقہ کر دوں۔ حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کچھ مال اپنے پاس روکے رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، یہاں پر حدیث ختم ہو گئی۔

تحیح: صحیح البخاری - الوصایا (۲۶۰۷) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۳۹۹) صحیح البخاری - الایمان والنذور (۶۳۱۲) صحیح مسلم - التوبة (۲۷۶۹) سنن النسائي - الایمان والنذور (۳۸۲۳) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۳۱۷) مسند أحمد - مسند المکین (۴۵۴/۳) مسند أحمد - من مسند القبائل (۳۹۰/۶)

شرح الحدیث: تصدق بجمع المال کی نذر میں مذاہب ائمہ: ترجمہ الباب میں جو مسئلہ مذکور ہے وہ تصدق بجمع المال کی نذر کا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ نذر مانے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کیلئے صدقہ کر دوں گا، یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے مالکیہ و حنابلہ کا مسلک اس صورت میں یہ ہے یکفیه التصدق بالثلث یعنی ایسے شخص کیلئے ثلث مال کا صدقہ کر دینا کافی ہے، اور امام شافعی کے نزدیک پورا ہی مال صدقہ کیا جائے گا، وعند الحنفیہ جمیع المال الزکوٰۃ ان کان والا فمما کان، یعنی حنفیہ کے نزدیک یہ نذر اس مال پر محمول ہوگی جس میں زکاۃ واجب ہوتی ہے (نقدین والسوائم وغیرہ) اگر اس کے پاس مال زکوٰۃ کا ہو، اور اگر اس کے پاس اس قسم کا مال نہ ہو تو پھر جو بھی مال ہو اسی پر محمول ہوگی، وہی سب دیا جائے گا، امام مالک کا مسلک خود موطا میں موجود ہے: عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: مَالِي فِي رِثَاكِ الْكُفَّةِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يُكْفَرُكَ مَا يَكْفُرُ الْيَمِينِ. قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَقُولُ: مَالِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ يَحْتَنُ. قَالَ: يَجْعَلُ ثُلُثَ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ^۱، وَفِي الْأَوْجُزِ: وَأَخْرَجَ مُحَمَّدٌ فِي مَوْطِئِهِ أَثَرُ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ: قَدْ بَلَّغْنَا هَذَا عَنْ عَائِشَةَ وَأَحَبُّ إِلَيْنَا أَنْ يَفِي بِمَا جَعَلَ عَلَى نَفْسِهِ، فَيَتَصَدَّقُ بِذَلِكَ، وَيَمْسِكُ مَا يَقُوتُهُ، فَإِذَا أَفَادَ مَالًا تَصَدَّقَ بِمِثْلِ مَا أَمْسَكَ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فَقْهَائِنَا^۲۔ امام محمدؒ فرما رہے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس صورت کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر ماننے والا شخص اس نذر کو پورا کرے یعنی سارا مال صدقہ کرے اور سر دست بقدر قوت روک لے پھر بعد میں جب کہیں اور سے مال کمالے تو اس مقدار کو بھی صدقہ کر دے۔

شرح الحدیث من حیث الفقہ: حدیث الباب کا مضمون یہ ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ کی توبہ جب قبول ہو گئی تو انہوں نے حضور ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ (میرے ذہن اور اعتقاد میں یہ بات ہے کہ) میری توبہ کا کمال اس میں ہے کہ میں اپنے پورے مال کو اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ کر کے اس سے علیحدہ ہو جاؤں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کچھ مال اپنے لئے روک لے یہ تیرے لئے زیادہ بہتر ہے، تو انہوں نے عرض کیا: بہتر ہے تو پھر میں اپنا وہ حصہ جو غنائم خیبر میں

① موطا مالک - کتاب النذور - جامع الایمان ۱۷۵۲ - ۱۷۵۳

② أوجز السالك إلى موطا مالک - ج ۹ ص ۷۰۸

سے ملا تھا اس کو روک لیتا ہوں۔ اور اس کے بعد والی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو کل مال کے تصدق سے اور اسی طرح نصف مال کے تصدق سے بھی منع فرمایا اور پھر اخیر میں ثلث کے تصدق کی اجازت دی، مالکیہ و حنابلہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے چنانچہ حاشیہ بذل میں ہے: استدلال بہ الموفق فیمن نذر التصدق بجمع مالہ انہ یجزؤ التصدق بالثلث، وہ قال مالک وقال الشافعی یلزمہ الكل فی التبرع دون اللجاج، وقال الحنفیة: یلزمہ تصدق المال الزکوی کلہ اھ^۱، نذر لجاج والغضب اس نذر کو کہتے ہیں جو نذر آدمی جوش میں آکر قسم کے طور پر مانتا ہے کسی کام کے کرنے یا اس سے رکنے کیلئے جس سے ناذر کا مقصود قربت اور عبادت نہیں ہوتا صرف اپنے ذمہ کوئی کام لینا مقصود ہوتا ہے، نذر توبہ نذر طاعت کو کہتے ہیں جس سے مقصود قربت اور عبادت ہو اور سوچ سمجھ کر وہ نذر مانی جائے، نذر لجاج پر تفصیلی کلام آئندہ ایک باب کے بعد آ رہا ہے، لہذا یہ حدیث حنفیہ و شافعیہ کے خلاف ہوئی، چاس کا جواب احقر کے ذہن میں یہ ہے کہ اس قصہ کعب میں نذر کا ذکر کہاں ہے وہ تو آپ سے استشارہ کر رہے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ میری توبہ کی تکمیل جب ہوگی جب میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں، آپ ﷺ نے ان کو بجائے کل کے ثلث مال کے تصدق کا مشورہ دیا، اور اگر مان لیا جائے کہ ان کا مقصد اپنی نذر ہی کو بیان کرنا تھا کہ میں نے اپنی توبہ کی تکمیل کیلئے تصدق بجمع المال کی نذر مان رکھی ہے تو اب میں کیا کروں، تو اس صورت میں آپ کے کلام کی تاویل یہ ہوگی کہ سر دست ثلث مال کا صدقہ کر دو، سارا مال ایک ساتھ صدقہ نہ کر واس سے پریشانی ہوگی، بعد میں آہستہ آہستہ اس مقدار کو صدقہ کر کے پورا کر دینا، چنانچہ حنفیہ کے نزدیک بھی یہی ہے کہ دفعۃً سارا مال صدقہ نہ کرے، کما تقدم أنفأمن کلام الامام محمد رحمہ اللہ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ والحدیث أخرجه النسائی ایضاً مختصراً، وأخرجه البخاری ومسلم فی الحدیث الطویل، قالہ المنذری۔

۳۳۱۹ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ أَبِو لُبَابَةَ، أَوْ مَنْ شَاءَ اللَّهُ، إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَهْجُرَ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ وَأَنْ أَتَخَلَّعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً؟ قَالَ: «يُجْزِي عَنْكَ الثَّلَاثُ».

ترجمہ حضرت کعب بن مالک سے مروی ہے انہوں نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا یا ابولبابہ نے عرض کیا یا ان دونوں میں سے کسی ایک نے کہا کہ میری توبہ کے کمالات میں سے یہ ہے کہ میں اپنے محلے کے اس گھر کو چھوڑ دوں جس میں مجھ سے گناہ سرزد ہوا تھا اور میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا ایک تہائی مال صدقہ تمہارے لئے کافی ہے۔

۳۳۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو لُبَابَةَ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْقِصَّةُ، لِأَبِي لُبَابَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ بَعْضِ بَنِي السَّائِبِ ابْنِ أَبِي لُبَابَةَ، وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ مِثْلَهُ.

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک کے بیٹے نے بیان کیا کہ ابولبابہؓ کی جب توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری توبہ کے کلمات میں سے یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ کے راستے میں صدقہ کر دوں۔ تو یہ صدقہ کرنے کا واقعہ ابولبابہ کا ہے۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں: ابن شہاب زہری کے شاگرد یونس نے بواسطہ زہری سائب بن ابی لبابہ کے ایک بیٹے سے اس روایت کو نقل کیا اور زبیدی نے زہری سے حسین بن سائب سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

تحقیق: صحیح البخاری - الوصایا (۲۶۰۷) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۳۹۹) صحیح البخاری - الایمان والنذور (۶۳۱۲) صحیح مسلم - التوبة (۲۷۶۹) سنن النسائي - المساجد (۷۳۱) سنن النسائي - الایمان والنذور (۳۸۲۳) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۳۱۹) مسند احمد - مسند المکین (۴۵۴/۳) مسند احمد - من مسند القبائل (۳۹۰/۶)

۳۳۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ فِي قِصَّتِهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنْ مِنْ تَوْبَتِي إِلَى اللَّهِ أَنْ أَخْرُجَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَدَقَةً؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَنِصْفُهُ؟ قَالَ: «لَا» قُلْتُ: فَثُلُثُهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: فَإِنِّي سَأَمْسِكُ سَهْجِي مِنْ خَيْرٍ.

ترجمہ: عبد اللہ بن کعب، کعبؓ سے ان کا قصہ نقل کرتے ہیں (کعبؓ) فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میں اپنا کل مال اللہ اور اس کے رسول کیلئے صدقہ کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: اچھا پھر آدھا مال صدقہ کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: اچھا پھر تہائی صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنا خیر والا حصہ روک لیتا ہوں۔

تحقیق: صحیح البخاری - الوصایا (۲۶۰۷) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۳۹۹) صحیح البخاری - الایمان والنذور (۶۳۱۲) صحیح مسلم - التوبة (۲۷۶۹) سنن النسائي - الایمان والنذور (۳۸۲۳) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۳۲۱) مسند احمد - مسند المکین (۴۵۴/۳) مسند احمد - من مسند القبائل (۳۹۰/۶)

۳۰ - بَابُ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيقُهُ

باب جو شخص ایسی نذر مانے جس کو کرنے سکتا ہو اس کے بارے میں

۳۳۲۲ - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التَّيْسِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسْمِهِ، فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا فِي مَعْصِيَةٍ، فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا إِلَّا بِطِيقَةٍ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَلْطَاقَهُ فَلَيْفَ بِهِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ وَكَيْعٌ وَغَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، أَوْ قَفُوهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی نذر کی اور اسے متعین نہ کیا تو اس کا کفارہ قسم کے کفارہ والا ہی ہے اور جس نے معصیت کے کام کی نذر کی تو اس کا کفارہ بھی قسم والا کفارہ ہے اور جو کوئی ایسی نذر مانے جس کو کرنے پر قدرت نہ ہو تو اس کا کفارہ بھی قسم والا ہے اور جس نے ایسی نذر مانی جس کو پورا کر سکتا ہو تو اسکو چاہیے کہ اسے پورا کرے۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں اس حدیث کو کوکیع اور ان کے علاوہ نے عبد اللہ بن سعید بن ابوالہندی سے روایت کیا حضرت ابن عباسؓ پر موقوف کرتے ہوئے۔

تخریج سنن أبي داود - الأيمان والندور (۳۳۲۲) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۱۲۸)

شرح الحدیث: یہ وہی حدیث ہے جس کا ذکر ہمارے یہاں باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسْمِهِ میں ملا علی قاریؒ کے کلام میں اس ذیل میں آیا ہے کہ جن علماء نے مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسْمِهِ کو نذر معصیت پر محمول کیا ہے وہ درست نہیں اسلئے کہ نذر معصیت تو اس حدیث کے بعد خود مذکور ہے اور عطف مقتضی ہے مغایرت کو وغیرہ وغیرہ۔ والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذري۔

۳۱۔ باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسْمِهِ

باب جو کسی چیز کی نذر مانے مگر اسے معین نہ کرے

۳۳۲۳ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَرْدَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ يَغْنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، مَوْلَى النُّعَيْرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عُلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ، عَنْ عُقْبَةَ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

۳۳۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ، حَدَّثَهُمُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي الْوُبِّ، حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عُلْقَمَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِمَاسَةَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ترجمہ: ابوالخیر، حضرت عقبہ بن عامرؓ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے اسی حدیث کی مثل روایت کرتے ہیں۔

صحیح مسلم - النذر (۱۶۴۵) جامع الترمذی - النذور والایمان (۱۵۲۸) سنن النسائی - الایمان والنذور (۳۸۳۲) سنن ابی داؤد - الایمان والنذور (۳۳۲۳) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۴۴/۴)

شرح الحدیث **حدیث الباب کا محمول اور اس میں اختلاف علماء:** اور ترمذی کی روایت میں اس طرح ہے: کَفَّارَةُ النَّذْرِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، ابو داؤد کی حدیث میں گویہ زیادتی نہیں ہے لیکن مصنف نے اس حدیث کو محمول اسی پر کیا ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب میں ہے، اس نذر کی صورت یہ ہے جیسے کوئی شخص یوں کہے ”لِللّٰہِ عَلٰی نَذْرٍ“ اور کس چیز کی نذر ہے اس کی تعیین نہ کرے اس نذر کو نذر مبہم بھی کہتے ہیں، نذر مبہم میں جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ کفارۃ کفارۃ یمین، اس لئے کہ پورا کرنے کی تو کوئی صورت ہے ہی نہیں غیر معین ہونے کی بنا پر، ابن قدامہ نے اکثر علماء کا مذہب یہی قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں: وَلَا أَعْلَمُ فِيهِ مَخَالِفًا إِلَّا الشَّافِعِيُّ قَالَ لَا يَنْعَقِدُ نَذْرًا وَلَا كَفَّارَةً فِيهِ وَلَنَا مَا رَوَى عَقِبَةُ بْنُ عَامِرٍ كَفَّارَةُ النَّذْرِ إِذَا لَمْ يَسْمَعْ كَفَّارَةَ الْيَمِينِ الْحَدِيثَ اه: من المغنی ^۱، وفي المحلی: ورواه احمد و ابو داؤد والنسائی، ورواه مسلم بدون قوله ”اذا لم يسمعه“ فحملہ مالک و ابو حنیفہ و جماعۃ علی النذر المطلق، و حملہ احمد و بعض الشافعیۃ علی نذر المعصیۃ، و حملہ جمہور الشافعیۃ علی نذر اللجاج مثلاً ان کلمت زیداً للہ علی حجة فکلمہ فهو بالخيار بین الکفارة و بین ما التزمہ اه، و هكذا حکى القاری عن النووی انه قال حملہ جمہور اصحابنا علی نذر اللجاج قال القاری لا ینظر حمل ”لم یسمعه“ علی المعنی المذکور مع ان التخییر خلاف المفہوم من الحدیث، و حملہ علی المعصیۃ مع بعدہ یردہ حدیث ابن عباس مرفوعاً من نذر نذر لم یسمه فکفارۃ یمین ومن نذر نذر انی معصیۃ فکفارۃ یمین فان الاصل فی العطف المغایرة اه مختصراً من الأوجز، صاحب محلی نے جو لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے اس کو نذر معصیت پر محمول کیا ہے یہ اس کے خلاف ہے جو ابن قدامہ سے نقل کیا گیا ہے یعنی یہ کہ اس سے مراد نذر مطلق و مبہم ہے لہذا صحیح یہ ہے کہ جمہور علماء ومنہم الأئمة الثلاثة کے نزدیک اس سے مراد نذر مبہم ہی ہے۔ الا الشافعی کہ ان کے نزدیک اس سے مراد نذر لجاج ہے اب یہ کہ نذر لجاج کا حکم کیا ہے۔

نذر لجاج کی تعریف اور اس کے حکم میں اختلاف ائمہ: ^۲ اوجز میں ایک دوسرے مقام پر نذر لجاج پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے مالکیہ کا مذہب یہ لکھا ہے کہ یہ نذر ان کے نزدیک قول راجح میں واجب الوفاء ہے، اور نذر لجاج یہ ہے کہ جس سے مقصود طاعت وغیرہ کچھ نہ ہو بلکہ اپنے نفس کو کسی کام سے روکنا اور اس کو سزا دینے کے طور پر ہو جیسے یوں کہے للہ علی کذا ان کلمت زیداً، یعنی زید پر ناراض ہونے کی صورت میں کہے کہ اگر میں اس سے بات کروں تو میرے ذمہ ایک حج یا عمرہ ہے

۱ المغنی دلیہ الشرح الکبیر - ج ۱۱ ص ۳۳۴

۲ اوجز المسالك إلى موطأ مالك - ج ۹ ص ۵۵۷ - ۵۶۱ ملخصاً

مثلاً اس کی ایک مثال باب الیمین فی قطیعة الرحم میں آرہی ہے، قال الباجی: یلزم النذر علی وجه اللجاج والغضب، وقال الشافعی: ہو بخیر فی نذره علی اللجاج بین أن یکفر کفارة یمین و بین أن ینفی به اور موفق نے اپنا یعنی حنابلہ کا مذہب بھی یہی نقل کیا ہے جو امام شافعی کا ہے، کہ نہ بخیر بین الوفاء بہما حلف، فلا یلزمہ شیء و بین أن یحنت، فیتخیر بین فعل المنذور، و بین کفارة الیمین، وقال أبو حنیفة ومالك: یلزمہ الوفاء بنذره؛ لأنہ نذر، فیلزمہ الوفاء به کذا التبر،۔ الی آخر ما بسط موفق۔ اس کے بعد حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ شافعیہ کے اس میں پانچ قول ہیں جن کو امام نوویؒ نے شرح مہذب میں مبسوطاً ذکر کیا ہے: وقال: نذر اللجاج والغضب، ویقال فیہ: یمین اللجاج والغضب، ویقال لہ: یمین الغلق، ونذر الغلق، فإذا قال: إن کلمت فلانا، لله علی صوم شهر أو حج أو صلاة أو نحو ذلك ثم کلمه، ففيما یلزمہ خمسة طرق، جمعها الرافعی، قال: أشهرها علی ثلاثة أقوال: أحدها: یلزمہ الوفاء بہما التزم، والثانی: یلزمہ کفارة الیمین، والثالث: یتخیر بینہما، قال: وهذا الثالث هو الأظهر عند العراقيين، وقال النووي: هو الأصح۔ اور ملا علی قاری نے حنفیہ کا مذہب اس طرح لکھا ہے کہ: یلزم الوفاء بالنذر سواء کان مطلقاً، أو معلقاً بشرط بأن قال: إن شفی الله مريضی، فعلى حجة مثلاً، أو عمرة مثلاً، لكن لزومه عند وجود الشرط إذا کان معلقاً، ولا یخرج عنه بالكفارة فی ظاہر الروایة عن أبی حنیفة رحمہ الله تعالیٰ، اور پھر اسکے بعد لکھتے ہیں کہ نذر معلق کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تعلیق ایسی شرط کے ساتھ ہو جس کا وجود مطلوب ہو جیسے ان شفی الله مريضی فعلیٰ کن اتو ایسی نذر کا تو ایفاء ہی واجب ہے اور اگر تعلیق ایسی چیز کے ساتھ ہو جو غیر مطلوب ہو جیسے ان کلمت زید اقل لله علیٰ کن، اس میں دو قول ہیں ایک یہی کہ واجب الایفاء ہے دوسرا یہ کہ اس صورت میں کفارة یمین کافی ہے وهو الصحيح، وقد رجع إلیہ الإمام أبو حنیفة قبل موته بثلاثة أيام أو بسبعة، وهو قول محمد، رحمہ الله تعالیٰ اور یہی تفصیل حنابلہ کے مذہب میں ہے کما فی الروض المربع کہ اگر تعلیق ایسی شرط کے ساتھ ہے جس کا وجود مطلوب ہو اس کا ایفاء واجب ہے اور اگر وہ شئی ایسی ہے جس کا وجود مطلوب نہیں وہاں پر تخیر ہے بین الایفاء و کفارة الیمین، اور حضرت شیخ فرماتے ہیں وهذا التفصیل هو المرجع عند الشافعية۔

خلاصۃ المذاهب: فالحاصل فی نذر اللجاج ان الائمة الثلاثة فی جانب والامام مالک فی جانب امام مالک کے نزدیک وہ مطلقاً واجب الایفاء ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک علی الرأخ اس میں تفصیل ہے جو ابھی اوپر مذکور ہوئی اس مقام کی شرح میں بہت تطویل ہو گئی جس کا متناً قلین مذہب کا اختلاف ہے کسی ایک کتاب میں یہ مسئلہ مہذب و متق نہیں ملا لیکن اب بحمد الله تنقیح و تحقیق ہو گئی جو ہم نے دونوں جگہ اخیر میں لکھ دی نذر مبہم میں بھی اور نذر لجاج میں بھی، فليلله الحمد۔

۳۲۔ بَابُ مَنْ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ اَذْرَكَ الْاِسْلَامَ

۳۳۲۵۔ باب زمانہ جاہلیت میں نذر کرنے کے بعد جب اسلام قبول کر لے تو اس نذر کا حکم

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثَيْدٍ اللَّهِ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أُعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لَيْلَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ، حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے زمانہ جاہلیت (قبول اسلام سے پہلے) نذر مانی تھی کہ میں مسجد الحرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا تو آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو۔

تخريج: صحيح البخاري - الاعتكاف (۱۹۳۷) صحيح البخاري - الايمان والنذور (۶۳۱۹) صحيح مسلم - الايمان (۱۶۵۶) جامع الترمذي - النذور والايمان (۱۵۳۹) سنن النسائي - الايمان والنذور (۳۸۲۰) سنن أبي داود - الايمان والنذور (۳۳۲۵) سنن ابن ماجه - الصيام (۱۷۷۲) سنن ابن ماجه - الكفارات (۲۱۲۹) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۳۷/۱) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲۰/۲) سنن الدارمي - النذور والايمان (۲۳۳۳)

شرح الحديث: یہ حدیث باب الاعتکاف میں گزر چکی۔ جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صحت نذر کیلئے اسلام ناذر شرط ہے اسلئے کہ نذر ہوا کرتی ہے طاعت کی، وکافر لیس باہل تھا، امام احمدؒ کے نزدیک شرط نہیں انہوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے، اور جمہور اس حدیث کو استحباب پر محمول کرتے ہیں، اگر کوئی اس پر یہ اشکال کرے کہ عند الجمہور تو نذر کافر نذر ہی نہیں ہے حالانکہ آپ ﷺ اس کو نذر فرما رہے ہیں، اس کا بعض علماء نے جواب دیا کہ مطلب یہ ہے اوف ب نذرک۔ کہ جس طرح حقیقی نذر کو پورا کیا کرتے ہیں اسی طرح اس مثل نذر کو پورا کر لے۔ والحدیث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذري۔

آخر کتاب الايمان والنذور

بیت الخیر

کتاب البیوع

خرید و فروخت سے متعلق ذخیرہ احادیث

ما قبل سے مناسبت: جب مصنف عبادات کے بیان سے فارغ ہو گئے یعنی ارکان اربعہ نماز روزہ زکوٰۃ حج اور نکاح و جہاد وما یناسبہ من الضحایا والوصایا والفرائض وغیرہا تو اب یہاں سے معاملات کا بیان شروع ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد اطعمہ واشربہ کا، اس لئے کہ یہ بیع وغیرہ معاملات کھانے پینے ہی کی سہولتوں کیلئے مشروع ہوئے ہیں اور پھر ان سب کے بعد جو احکام باقی رہ گئے ہیں، یعنی حدود و قصاص اور دیات ان کو مصنف نے ذکر فرمایا اس لئے کہ یہ امور یعنی حدود و قصاص وغیرہ زیادہ تراکل و شرب ہی کی بے احتیاطی پر متفرع ہوتے ہیں اسی لئے ان کو اطعمہ و اشربہ کے بعد اخیر میں ذکر کیا، واللہ تعالیٰ اعلم، یہ مناسبت تو پوری کتاب کے مضامین کے اعتبار سے ہوئی اب رہی یہ بات کہ قریب میں جو کتاب گزری ہے یعنی کتاب الایمان والندو، اس میں اور بیوع میں کیا مناسبت ہے؟ سو اس کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے جیسا کہ کتاب الندو کے شروع میں گزر چکا کہ نذر میں زوال اختیار ہوتا ہے تو ایسے ہی بیع میں زوال ملک ہوتا ہے فتنا سبوا واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور صحیح بخاری کی ترتیب یہ ہے کہ انہوں نے ارکان اربعہ میں سب سے اخیر میں صوم کو ذکر کرنے کے بعد، اسکے بعد متصلاً کتاب البیوع کو بیان فرمایا ہے، اور امام مسلم نے ارکان اربعہ میں کتاب الحج کو سب سے اخیر میں ذکر کرنے کے بعد اولاً کتاب النکاح اور اس کے بعد کتاب البیوع کو ذکر کیا ہے۔

بیع کی تعریف جو مشہور ہے وہ یہ ہے: البیع: مبادلة المال بالمال بالتراضي، اس تعریف پر ایک اشکال بھی کیا گیا ہے کہ یہ مانع نہیں ہے کیونکہ یہ ہبة بشرط العوض پر صادق آتی ہے، اسلئے بعض علماء نے اس تعریف میں لفظ تجارت کا اضافہ کیا یعنی مبادلة المال بالمال بالتراضي بطریق التجارة، لیکن اس پر بھی اشکال ہے اسلئے کہ اس سے بیع مکرمہ خارج ہو جاتی ہے حالانکہ حنفیہ کے نزدیک وہ منعقد ہے۔

بیوع جمع ہے بیع کی، بیع و شراء ان دونوں کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ دونوں اضداد میں سے ہیں ایک دوسرے کے معنی میں آتا ہے لیکن اکثر بیع کا اطلاق اخراج المبیع عن الملك، اور شراء کا اطلاق اکثر اخراج الثمن عن الملك پر ہوتا ہے^①۔

بیع کی انواع: اور بیوع میں جمع کا صیغہ اختیار کرتے ہیں فقہاء بھی اور محدثین بھی کثرت انواع بیع کی طرف اشارہ کرنے کیلئے، حاشیہ ہدایہ^① میں لکھا ہے کہ بیع کی باعتبار بیع کے چار قسمیں ہیں: ① بیع سلعة بمثلها یعنی سامان کے بدلہ میں سامان بدلنا اس کا نام بیع مقایضہ ہے، ② ثمن کے بدلہ میں سامان دینا جیسا کہ عام طور سے ہوتا ہے، مطلق بیع جب بولتے ہیں تو یہی مراد ہوتا ہے، ③ بیع الثمن بالثمن یعنی دونوں طرف نقدین میں سے کوئی سا ایک ہو اس کا نام بیع الصرف ہے، ④ بیع دین بعین اس کا نام بیع سلمہ ہے، اس بیع میں بیع دین ہوتی ہے یعنی فی الحال نہیں بلکہ واجب فی الذمہ، اور ثمن فی الحال ہوتا ہے یعنی عام طور سے تو اس کے برعکس ہوتا ہے کہ سلعة یعنی سامان فی الحال لیا اور اس کا عوض یعنی ثمن مؤجل کر دیا کہ بعد میں دیں گے، اور بیع کی اس قسم میں یعنی سلمہ میں اس کے برعکس ہوتا ہے کہ ثمن فی الحال اور بیع مؤجل اسی لئے اسکی تعریف اس طرح کرتے ہیں: بیع آجل بعاجل، یہ ذہن میں رہے کہ باب بیع میں حرف ”با“ ثمن پر داخل ہوتا ہے، بیع کی اس قسم رابع کا جواز خلاف قیاس، نص کی وجہ سے ہے، شریعت نے مصلحت اور سہولت عباد کیلئے اس قسم کو خلاف قیاس جائز رکھا ہے، اسی لئے اسکے جواز کیلئے بہت سی شرطیں رکھی گئی ہیں، تاکہ بعد میں اختلافات پیدا نہ ہوں، یہ شرطیں فقہ کی کتابوں میں مذکور و مسطور ہیں، اسی طرح ثمن کے لحاظ سے بھی بیع کی چار قسمیں ہیں، بیع المساومة، ما اتفقا علیہ من غیر اعتبار الثمن الاول یعنی بھاؤ کر کے کوئی چیز خریدنا جتنی قیمت پر بھی اتفاق ہو جائے جیسا کہ عام طور سے بیوع میں ہوتا ہے، و بیع المراجعة، التولية، والوضیعة، ان تینوں قسموں میں ثمن اول کا اعتبار ہوتا ہے یعنی بالغ یہ کہے کہ مجھ کو یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اور میں تجھ کو اتنے میں دے رہا ہوں پھر نفع لینے کی صورت میں اس کو مرابحہ اور نہ لینے کی صورت میں بیع تولیہ اور کم کرنے کی صورت میں بیع الوضیعة کہتے ہیں۔

دین میں معاملات کی درستگی کی اہمیت: ہمارا دین یعنی دین اسلام صرف عبادات کا نام نہیں ہے، بلکہ عبادات معاملات، معاشرت، اخلاقیات کے مجموعہ کا نام ہے، بغیر معاملات کی درستگی کے آدمی دیندار یا صوفی و زاہد نہیں ہو سکتا، چنانچہ تعلیم المتعلم میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمدؒ کی خدمت میں عرض کیا: لما لا تصنف کتابا فی الزہد؟ کہ آپ زہد و تصوف میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: قد صنفت کتابا فی البیوع، کہ میں مسائل بیوع پر کتاب لکھ چکا ہوں^②، بظاہر جواب سوال کے مطابق نہ تھا اسی لئے سائل نے دوبارہ سوال کیا انہوں نے پھر وہی جواب ارشاد فرمایا، تین بار ایسا ہی ہوا ہر بار وہ یہی فرماتے رہے کہ میں بیوع میں کتاب لکھ چکا ہوں، گویا امام صاحبؒ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ بغیر بیوع اور معاملات کی درستگی کے آدمی صوفی اور زاہد نہیں بن سکتا، امام محمدؒ والے اس قصہ کی تائید امام ترمذیؒ کے صنیع سے بھی ہوتی ہے اس لئے کہ انہوں نے کتاب البیوع کے شروع میں سب سے پہلے جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے: بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْوِیْ

① الهدایہ شرح ہدایۃ المبتدی - ج ۵ ص ۳

② تعلیم المتعلم طریق التعلیم للزہاد - ص ۶۰

الشُّبُهَات، اور پھر اس میں یہ مشہور حدیث مرفوع ذکر فرمائی ہے: الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ، وَبَيْنَ ذَلِكَ أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ، لَا يَدْرِي كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ أَمِنْ الْحَلَالِ هِيَ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ، فَمَنْ تَرَكَهَا اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعَرْضِهِ فَقَدْ سَلِمَ، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ اه ①، قلت هو متفق عليه أخرجه البخاري ومسلم۔

۱۔ بَابُ فِي التَّجَارَةِ وَفِيهَا الطُّهْرُ وَاللَّغْوُ

باب تجارت میں جھوٹی سچی قسموں اور فضول باتوں کا کثرت سے استعمال ہونا

۳۳۲۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، قَالَ: كُنَّا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُسَمِّي السَّمَايَةَ فَمَرَّ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمِهِ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التَّجَّارِ، إِنَّ الْبَيْعَ يَخْضَرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ، فَشُوبُوا بِالصِّدْقَةِ».

ترجمہ: حضرت قیس بن ابی غرزہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم عہد نبوی ﷺ میں سامسرہ کہلاتے تھے تو (ایک روز) رسول اللہ ﷺ (بازار میں) ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں اس نام سے زیادہ اچھے نام سے یاد فرمایا۔ فرمایا: یا معشر التجار! اے تاجروں کی جماعت، دیکھو بیع و شراء (لین دین) میں لغویات اور جھوٹی سچی قسم زبان پر آجاتی ہے، تو تم اپنے اس عمل کو صدقہ کے ساتھ ملا لیا کرو (خرید و فروخت کرنے کے بعد صدقہ ادا کیا کرو)۔

۳۳۲۷ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْبِسْطَامِيُّ، وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّهْرِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شُفْيَانُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ، وَعَاصِمٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، بِمَعْنَاهُ، قَالَ: يَخْضَرُهُ الْكَذِبُ، وَالْحَلْفُ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ الرَّهْرِيُّ: اللَّغْوُ وَالْكَذِبُ.

ترجمہ: ابوداؤد قیس بن ابی غرزہ سے اسی حدیث کے ہم معنی حدیث نقل کرتے ہیں اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس (بیع و شراء میں) جھوٹ اور قسم شامل ہو جاتی ہیں۔ عبد اللہ زہری نے کہا کہ جھوٹ اور لغو (قسمیں خرید و فروخت میں داخل ہو جاتی ہیں)۔

تخریج: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۰۸) سنن النسائی - الايمان والندوة (۳۷۹۷) سنن النسائی - البیوع (۴۴۶۳) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۲۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۴۵) مسند أحمد - أول مسند المدینین رضی اللہ عنہم أجمعین (۶/۴) مسند أحمد - أول مسند الکولیین (۲۸۰/۴)

شرح الحدیث: قیس بن ابی غرزہ صحابیؓ فرماتے ہیں کہ ہم شروع عہد نبوی میں سامسرہ کہلاتے تھے، یعنی تاجروں کو سامسرہ کہا جاتا

تھا جو سمسار بمعنی الدلال کی جمع ہے، ایک روز حضور ﷺ بازار میں تاجروں کے پاس کو گزرے، وہ صحابی فرماتے ہیں کہ اس روز آپ ﷺ نے ہمیں بڑے اچھے نام سے یاد فرمایا: فرمایا یا مَعَشَرَ التَّجَارِ اے تاجروں کی جماعت دیکھو لین دین اور بیع و شراء میں لغویات اور جھوٹی سچی قسم زبان پر آ جاتی ہے تو تم اپنے اس عمل کو صدقہ کے ساتھ ملا لیا کرو، یعنی روزانہ حسب گنجائش دو سعت کچھ صدقہ کرتے رہا کرو تاکہ ان لغویات کی تلافی ہو جائے۔

تاجر کا نام سمسار کیوں اچھا ہے اس لئے کہ تجارت الفاظ عربیہ میں سے ہے قرآن کریم میں مذکور ہے، بخلاف سمسار کے کہ وہ عجمی لفظ ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۲۔ باب فی استیخراج المتعادلین

باب (سونے چاندی کی) کانوں سے مال نکال کر حاصل کرنا

یعنی سونے چاندی کی کانوں میں سے مال نکال کر حاصل کرنا، اس باب کو کتاب البیوع سے کیا مناسبت ہے؟ اس لئے کہ سونا چاندی اشیاء کو خریدنے کیلئے شمن بنتا ہے۔

۳۳۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَمْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا لَرِمَ غَرِيمًا لَهُ بَعْشَرَةٌ دَنَانِيرٌ، فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا أَقَارُكَ حَتَّى تَقْضِيَنِي، أَوْ تَأْتِيَنِي بِحَمِيلٍ فَتَحْمَلَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ بِقَدِيرٍ مَا وَعَدَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هَذَا الذَّهَبَ؟» قَالَ: مِنْ مَغْدِينٍ، قَالَ: «لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهَا، لَيْسَ فِيهَا خَيْرٌ»، فَقَضَاهَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص (دائن) نے مدیون کو پکڑا جس پر اس کے دس دینار قرض تھے اور وہ کہنے لگا کہ واللہ میں تجھے اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک کہ تو میرا دین ادا نہ کر دے یا اپنا کفیل نہ پیش کر دے راوی کہتے ہیں کہ پھر اسکے قرض کی ذمہ داری نبی کریم ﷺ نے لے لی پھر (کچھ دنوں بعد) دائن حسب وعدہ آپ ﷺ کی خدمت میں مال لیکر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ سونا تو نے کہاں سے حاصل کیا اس نے جواب دیا کہ سونے کی کان سے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمیں اسکی ضرورت نہیں اس میں کوئی خیر نہیں پھر آپ ﷺ نے اسکی طرف سے دائن کو اپنے پاس ادا فرمایا۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۲۸) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۴۰۶)

شرح الحدیث: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے یعنی دائن نے پکڑ رکھا تھا اپنے مدیون کو جس پر دین صرف دس دنانیر تھے، اور وہ رجل دائن یہ کہہ رہا تھا کہ واللہ میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ تو مجھ کو میرا دین ادا نہ کر دے، یا اپنا کوئی کفیل

پیش کرے، راوی کہتے ہیں کہ اس شخص کے دین کی کفالت حضور ﷺ نے لے لی، اور پھر چند دن کے بعد حسب وعدہ آپ ﷺ کی خدمت میں وہ مدیوں مال لے کر آیا، آپ ﷺ نے اس سے سوال فرمایا کہ یہ سونا تو نے کہاں سے حاصل کیا، اس نے عرض کیا کہ معدن سے آپ ﷺ نے یہ سن کر اس کو واپس کر دیا اور فرمایا ہمیں اس کی ضرورت نہیں، اس میں کوئی خیر نہیں اور پھر اس دامن کو آپ ﷺ نے اپنے پاس سے ادا فرما دیا۔

آپ ﷺ نے اس معدن نے نکالے ہوئے سونے کو کیوں واپس فرما دیا؟ شرح اسکی توجیہ میں مختلف ہیں، بعض نے کہا کہ اسکی کوئی خاص وجہ ہوگی جسکی ہمیں خبر نہیں ورنہ محض اسکا مال مستخرج من المعدن ہونا تو مانع عن التملك نہیں ہے، امام خطابی نے اسکی متعدد توجیہات احتمالاً لکھی ہیں: ① آپ ﷺ نے اسکو اسلئے رد فرمایا لانه لم یخمس یعنی اس شخص نے ابھی تک اس مال کا خمس ادا نہیں کیا تھا جو شرعاً واجب ہے، ② اصحاب معادن کی عادت ہوتی ہے کہ وہ تراب المعادن کی بیع کرتے ہیں اسلئے کہ اس میں سونے چاندی کے ذرات ہوتے ہیں اور چونکہ یہ معلوم نہیں کہ کچھ نکلے گا یا نہیں اور کتنا نکلے گا فقیہ غری، ③ ضرورت تھی سکے کی دراہم و دنانیر کی اور وہ شخص لایا تھا سونا غیر مضروب اسلئے آپ ﷺ نے اسکو واپس کر دیا، ④ اصحاب معادن یہ کیا کرتے ہیں کہ کان کو ٹھیکہ پر دے دیتے ہیں کہ کھودنے والوں کا اس میں سے عشر یا خمس یا ثلث، باقی ہمارا، اور اسکی مقدار معلوم نہیں، اس جہالت کی وجہ سے یہ عقد فاسد ہوا، اسلئے آپ ﷺ نے واپس فرما دیا (بذل) ⑤ والحديث أخرجه ابن ماجه، قاله البندري۔

۳۔ يَابُ فِي اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ

باب مشتبہ چیزوں سے بچنے کے متعلق حکم کے بیان میں

۳۳۲۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ الثَّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، وَلَا أَسْمَعَ أَحَدًا بَعْدَهُ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَلَائِلَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحُرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ»، وَأَحْيَانًا يَقُولُ: «مُشْتَبِهَاتٌ» وَسَأَصْرِبُ لَكُمْ فِي ذَلِكَ مَثَلًا، إِنَّ اللَّهَ حَمَى حَمَى، وَإِنَّ حَمَى اللَّهِ مَا حَرَّمَ، وَإِنَّهُ مَنْ يَزْعِمِ حَوْلَ الْحَمَى يُوْشِكُ أَنْ يُخَالَطَهُ، وَإِنَّهُ مَنْ يُخَالَطُ الرِّيبَةَ يُوْشِكُ أَنْ يَجْسُرَ.

شرح: شعبی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سنا اور ان کے بعد کسی اور سے نہیں سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان جو چیزیں ہیں وہ متشابہہ ہیں اور کبھی یہ فرمایا کہ مشتبہ چیزیں ہیں اور میں تم سے اسکی ایک مثال بیان کرتا

ہوں کہ بے شک اللہ نے بعض باڑیں قائم فرمادیں اور اللہ کی باڑیں اسکی حرام کردہ چیزیں ہیں اور جو کوئی باڑ کے قریب اپنے مویشیوں کو چرائے گا تو اندیشہ ہے کہ وہ باڑ میں گھس جائیں اور جو مشکوک جگہ کے قریب جائے گا تو قریب ہے کہ وہ اندر داخل ہونے کی جرأت کرے۔

۳۳۳۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ الثُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ عِزَّهُ وَدِينَهُ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ».

سرخس: عامر شعبی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیرؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو فرمایا اور ان دونوں کے درمیان مشبہات ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے سو جو کوئی شبہات سے بچا تو اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا تو وہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا۔

شرح: صحیح البخاری - الإیمان (۵۲) صحیح البخاری - البیوع (۱۹۴۶) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۹۹) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۰۵) سنن النسائی - البیوع (۴۴۵۳) سنن النسائی - الأشربة (۵۷۱۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۲۹) سنن ابن ماجہ - الفتن (۳۹۸۴) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۲۶۷/۴) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۳۱)

شرح الحدیث: اس سند میں وَلَا أَسْمَعُ أَحَدًا بَعْدَهُ جملہ معترضہ ہے، اور نسائی میں اس طرح ہے: فَوَلَّى اللَّهُ لَا أَسْمَعُ بَعْدَهُ أَحَدًا شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث (جو آگے آرہی ہے) نعمان بن بشیرؓ سے سنی ہے اور ان سے سننے کے بعد پھر کسی اور سے اسکو نہیں سنوں گا، یعنی ان سے سننے کے بعد کسی اور صحابی سے سننے کی حاجت نہیں صرف ان ہی سے لینا کافی ہے کیونکہ وہ بالکل سچے اور قابل اعتماد ہیں^①۔

حدیث کا مضمون یہ ہے: حضور ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جس چیز کا لوگوں کو حلال ہونا معلوم ہے اس کا حکم تو ظاہر ہے یعنی لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کے اختیار کرنے میں کچھ حرج نہیں، اور اسی طرح جس چیز کا حرام ہونا لوگوں کو معلوم ہے اس کا حکم بھی ان کے نزدیک بین اور ظاہر ہے، یعنی یہ کہ اس سے بچنا ضروری ہے، لیکن ضرورت اس کی ہے کہ جو امور حلال و حرام کے درمیان ہیں ان کا حکم جانا جائے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ حدیث کے اگلے حصہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایسے امور سے بھی اجتناب احتیاطاً ضروری ہے ورنہ احتیاط نہ کرنے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ معاملہ آگے نہ بڑھ جائے یعنی وقوع فی الحرام، اور پھر آپ ﷺ نے ان مشبہات کے حکم کو ایک مثال سے سمجھایا۔

① اور یہ بھی ممکن ہے کہ یوں کہا جائے کہ شعبی اوساط تابعین میں سے ہیں جو زیادہ تر تابعین سے روایت کرتے ہیں، اور یہ حدیث ان کی صحابی سے ہے اس لئے فرمے ہیں کہ اس کے بعد اب کسی تابعی سے روایت لینے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے ۱۲۔

إِنَّ اللَّهَ حَمَى حَمَى، وَإِنَّ حَمَى اللَّهِ مَا حَرَّمَ: کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں پر بائیں قائم کر کے ان کو ممنوع قرار دیدیا تاکہ آدمی ان تک نہ پہنچ سکے اور وہ امور جن پر اللہ تعالیٰ نے بائیں قائم کر دی ہیں وہ ممنوعات شرعیہ ہیں اور جو شخص باڑ کے قریب اپنے جانوروں کو چرایگا تو اس کے بارے میں یہ اندیشہ قوی ہے کہ وہ باڑ کے اندر نہ گھس جائے۔

وَأِنَّهُ مَنْ يُخَالِطُ الرِّبِيَّةَ يُوشِكُ أَنْ يَخْجَسَ: یعنی جو شخص مشکوک کے قریب جائے گا اس کے بارے میں اندیشہ ہے کہ وہ ایسا کرنے سے آگے جرات کرے اور صریح حرام میں گھس جائے، اس حدیث کے جملہ ادلی کا مطلب شرح نے یہی لکھا ہے جو ہم نے اوپر لکھا، اور اس جملہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام وہ چیزیں جو عند اللہ حلال ہیں اور اسی طرح وہ چیزیں جو عند اللہ حرام ہیں وہ سب بین اور ظاہر ہیں سب لوگ ان کو جانتے ہیں، اس مطلب کی شرح نے نفی کی ہے اس لئے کہ اس مطلب کی صورت میں پھر مشتبہ امور کہاں باقی رہیں گے جن سے بچنے کے لئے اس حدیث میں فرمایا جا رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث الباب کے بظاہر معارض ایک دوسری حدیث: یہاں ایک طالب علم نے اشکال ہے کہ آگے کتاب الاطعمہ کے اخیر میں باب مَا لَمْ يَذْكُرْ تَحْرِيمُهُ کے اندر ابن عباسؓ کی حدیث میں اس طرح ہے: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرَكُونَ أَشْيَاءَ تَقْدُرُ، «فَبَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ، وَأَحَلَّ خِلَالَهِ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ»^① اس حدیث میں حلال و حرام کے درمیان چیزوں کو عفو قرار دیا گیا ہے اور حدیث الباب میں ان کو مشتبہ اور واجب الاحتراز فرمایا گیا ہے، اس اشکال اور اسکے جوابات کی طرف اشارہ حضرت شیخؒ نے حاشیہ کو کب^② میں اس طرح فرمایا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان کئی طرح جمع کیا گیا ہے، مثلاً یہ کہ^① حدیث ابن عباسؓ من باب الفقه والفتوى ہے اور نعمان بن بشیرؓ کی یہ حدیث من باب الورع والتقوى ہے،^② اور اس سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ ابن عباسؓ کی حدیث میں جو حکم مذکور ہے یعنی عفو وہ مسکوت عنہ کا ہے، اور نعمان بن بشیرؓ کی حدیث میں جو حکم مذکور ہے وہ امر مشتبہ کا ہے، پس یہاں چار مراتب ہوئے: ① حلال، ② حرام، ③ مسکوت عنہ، یعنی وہ شئی جس کے بارے میں نہ دلیل حلت موجود ہو نہ دلیل حرمت، ④ مشتبہ، یعنی جس امر میں دلائل متعارض ہوں حلت و حرمت کے بارے میں، اور اس کا حکم وجوب ترک ہے ترجیحاً للحرمة، اور قسم ثالث کا حکم یہ ہے کہ وہ معفو عنہ ہے اباحت اصلیه^⑤ کا اعتبار کرتے ہوئے اھ اور ایک

① سنن أبي داود - كتاب الأطعمة - باب ما لم يذكر تحريمه ٣٨٠٠

② الكوكب الدرري على جامع الترمذي - ج ٢ ص ٢٧٦

③ اشياء اصل اباحت ہے یا توقف: وفي هامش البذل: في حكم الأشياء قبل ورود الشرع أربعة مذاهب كما في العيني، وفي الدر المختار مذهب أهل السنة أن الأصل في الأشياء التوقف، والإباحة رأي المعتزلة لقوله عليه ابن عابد بن (ج ٦ ص ٢٦٨)، وحقق أن الثانی مذهب أكثر الحنفية والشافعية وبسط المذاهب ام.

جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ نعمان بن بشیرؓ کی حدیث متفق علیہ ہے بلکہ صحاح ستہ کی حدیث ہے، اور حدیث ابن عباسؓ سنن کی روایت ہے۔

۳۳۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ أَبِي خَيْرَةَ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، مِنْهُ أَنْبَاءُ عَنْ سَنَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ح وَحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ دَاوُدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، وَهَذَا الْقِطْعَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْعَى أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرَّبَا، فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ» قَالَ ابْنُ عِيسَى: «أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آنے والا ہے کہ کوئی شخص سود کھانے سے بچ سکے گا اور اگر وہ خود سود نہ کھائے گا تو اس کا دھواں تو اسکو ضرور پہنچے گا ہی۔ ابن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ اسکے دھوئیں کا اثر اسکو پہنچے گا۔

سنن النسائي - البيوع (۴۴۵۵) سنن ابی داؤد - البيوع (۳۳۳۱) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۷۸)

شرح الحدیث: عرب کے اندر ربا اور سودی معاملات کا لین دین بہت عام تھا جس کو وہ بالکل جائز سمجھتے تھے، اسلام نے آکر اس کو حرام قرار دیا اور حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبوں میں دوسرے امور کے ساتھ اس کی بھی حرمت کا بار بار اعلان فرمایا اور زمانہ جاہلیت سے جو لوگوں کے ربوی معاملات چل رہے تھے سب پر آپ ﷺ نے روک لگائی: وَرَبَّنَا الْجَاهِلِيَّةُ مَوْضُوعٌ، وَأَذَلُّ رِبَاً أَضْعَفُ رِبَاً رَبَّنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ^۱، اور فرمایا کہ سابقہ سودی معاملات کی باقی رقم جو حضرت عباسؓ کے معاملات کی ہے اس کے چھوڑنے میں پہل میں کرتا ہوں، غرض یہ کہ لوگوں نے اس حرمت کے بعد سودی کاروبار و معاملات بند کر دیئے، پھر آپ ﷺ اس حدیث الباب میں فرما رہے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ سودی معاملات کا سلسلہ پھر زور و شور کے ساتھ پایا جائے گا۔ اور یہ وہ ایسی عام ہوگی جس سے کوئی نہ بچ سکے گا اور اگر کوئی بہت ہی کوشش کر کے صریح سود کے کھانے سے پرہیز کرے گا بھی تو کم از کم اسکا بخار اور دھواں تو ضرور ہی اس تک پہنچ کر رہے گا یعنی سود کا اثر اسکو کسی نہ کسی طرح پہنچے گا، مثلاً سودی معاملات میں شاہد بننے کی نوبت آئے گی یا کاتب بننے کی یعنی سودی معاملات لکھنے لکھانے کی، یا آکل ربا کے یہاں ضیافت کھانے یا اسکی طرف سے ہدیہ وغیرہ ملنے سے۔ والحدیث أخرجه النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۳۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ الْأَنْصَارِ،

قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُدْخِلُ صِي الْحَاذِرَ: «أَوْسَعُ مِنْ قَبْلِ رَجُلِيهِ، أَوْسَعُ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ»، فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي أَمْرًا فُجَاءًا وَجِيءًا بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ، ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ، فَأَكَلُوا، فَتَنَظَّرَ آبَاؤُنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوكُ اللَّقْمَةَ فِي فَمِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا»، فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيعِ يَشْتَرِي لِي شَاةً، فَلَمَّا أَجَدْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارِيٍّ لِي قَدْ اشْتَرَى شَاةً، أَنْ أَرْسِلَ إِلَيَّ بِهَا بِعَمَلِهَا، فَلَمْ يُوْجَدْ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى أَمْرَأَةٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيَّ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَطْعَمِيهِ الْأَسَارَى».

ترجمہ عاصم بن کلیب اپنے والد کے واسطے سے ایک انصاری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قبر کے کنارے کھڑے ہوئے گور کن کو ہدایت فرما رہے ہیں کہ پاؤں کی جانب سے قبر مزید کشادہ کرو اور سر کی جانب سے قبر مزید کشادہ کرو پھر جب آپ فارغ ہو کر تشریف لارہے تھے تو ایک عورت کی طرف سے آپ کو دعوت دینے والا ملا تو آپ ﷺ تشریف لے گئے پس آپ کے سامنے کھانا رکھا گیا آپ ﷺ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا پھر لوگوں نے بھی ہاتھ بڑھایا اور کھانے لگے پھر راوی کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد نے بیان کیا کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک ہی لقمہ چبا رہے ہیں (نگل نہیں رہے) پھر رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گوشت اس بکری کا ہے جس کو مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہے تو عورت نے ایک شخص کو (آپ ﷺ سے صورتحال بیان کرنے کیلئے) بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں نے بقیع یعنی جانوروں کی منڈی میں بکری خریدنے کے لئے آدمی بھیجا تھا لیکن وہاں بکری ملی نہیں اسلئے میں نے اپنے پڑوسی کے یہاں آدمی بھیجا جس نے بکری خرید رکھی تھی کہ وہ بکری مجھے قید ویدے مگر وہ شخص (گھر پر) نہ ملا پھر میں نے اسکی بیوی کے پاس آدمی بھیجا تو اسنے مجھے وہ بکری بھیج دی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کھانے کو قیدیوں کو کھلا دو۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۳۲) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۲۹۴/۵) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۴۰۸/۵)

شرح الحدیث ایک انصاری صحابی فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں قبرستان گئے میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ قبر کے کنارے کھڑے ہوئے گور کن کو ہدایت فرما رہے ہیں کہ اس جانب سے اور کھودو، اور اس فلاں جانب سے اور کھودو، فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي أَمْرًا فُجَاءًا وَجِيءًا بِالطَّعَامِ، یعنی جب آپ ﷺ اس موقع پر قبرستان سے واپس تشریف لا

① اہل بیت میت کی طرف سے ضیافت پر اشکال اور اس کی توجیہ: اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے مطبوعہ بھی اور قلمی بھی اور یہ روایت مشکوٰۃ میں بھی ہے اس میں یہ لفظ اس طرح ہے: دَاعِي أَمْرًا فُجَاءًا، ضمیر کے ساتھ یعنی اس میت کی زوجہ جس کو دنا کر آپ ﷺ واپس آ رہے تھے، جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے اس کی شرح کی ہے، اگر یہ لفظ اسی طرح ہے جس طرح مشکوٰۃ میں ہے تو پھر اس پر یہ اشکال ہے کہ ہمارے فقہاء نے تصریح کی ہے اس بات کی کہ اہل میت کی طرف سے صح

رہے تھے تو ایک عورت کی طرف سے آپ ﷺ کو دعوت دینے والا ملا، چنانچہ آپ ﷺ اس عورت کے یہاں تشریف لے گئے پس آپ کے سامنے کھانا لایا گیا، لوگوں نے کھانا شروع کیا، آپ ﷺ نے بھی لقمہ اٹھا کر منہ میں رکھا، لوگوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اس لقمہ کو نگل نہیں رہے ہیں، چنانچہ تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے فرمادیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گوشت اس بکری کا ہے جس کو مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہے، جب اس عورت کو پتہ چلا کہ آپ ﷺ اس گوشت کو نوش نہیں فرما رہے ہیں تو اس نے آپ ﷺ کے پاس ایک شخص کو صورت حال بیان کرنے کیلئے بھیجا کہ یا رسول اللہ! میں نے بقیع یعنی جانوروں کی منڈی کی بکری خریدنے کے لئے آدمی بھیجا تھا لیکن وہاں بکری ملی نہیں تھی اس لئے میں نے اپنے پڑوسی کے یہاں آدمی بھیجا جس نے بکری خرید رکھی تھی کہ وہ بکری قبیۃ مجھے دیدے مگر اتفاق سے وہ شخص گھر پر نہیں تھا، پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس اسی غرض سے آدمی بھیجا اس نے میرے پاس وہ بکری بھیج دی پس یہ گوشت اس بکری کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: أَطْعَمِيهِ الْأَسْأَرَىٰ یعنی یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے یا تو اس لئے کہ وہ اکثر کھیر ہوتے ہیں اور یا اسلئے جیسا کہ بعض شراح نے کہا کہ وہ کافر ہیں ان کے کھالینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

۴۔ بَابُ فِي أَكْلِ الرِّبَا وَمُؤْكَلِهِ

باب سود کھانے والے اور کھلانے والے کے متعلق حکم

آکل سے مراد آخذ اور مؤکل سے مراد معطی، یعنی جو شخص کسی سے ربا کا مال لے یا دوسرے کو دے (خواہ کھائے یا نہ کھائے)۔

۳۳۳۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سَمَاعٌ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ،

قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَ الرِّبَا، وَمُؤْكَلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ».

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اس کے کھلانے والے اور اس کا گواہ بننے والے اور اس کے لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۹۷) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۰۶) سنن النسائی - الطلاق (۳۴۱۶) سنن النسائی - الزینة (۵۱۰۲) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۳۳) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۷۷) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۳۹۳/۱) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۳۵)

لحم ضیافت جائز نہیں اسلئے کہ ضیافت تو کسی سرت کے موقع پر شروع ہے نہ کہ رنج اور صدمہ کے موقع پر اور حضور ﷺ کا اس ضیافت کو قبول فرمانا یہ دلالت کرتا ہے اسکے جواز پر، تو اولاً تو اس کا جواب یہی دیا جائے گا کہ مشکوٰۃ میں یہ روایت ابوداؤد کی ہے اور ابوداؤد کے کسی نسخہ میں نسخ موجودہ میں سے ذیجی افزائیہ نہیں ہے، ثانیاً یہ کہ ہو سکتا ہے یہ واقعہ نبی سے قبل کا ہو، اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ کا یہ عمل بیان جواز کیلئے تھا اسلئے کہ ہل میت کی طرف سے ضیافت مکروہ ہی تو ہے حرام تو نہیں (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة الصالح - ج ۱ ص ۸۴)۔

شرح الحدیث: امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تصریح ہے، اس بات کی کہ ربوی اور سودی معاملہ کی کتابت خواہ اجرت کے ساتھ ہو یا بغیر اجرت کے اسی طرح اس قسم کے معاملہ میں شہادت یعنی شاہد بننا حرام ہے، اسلئے کہ اس میں اعانت علی الباطل ہے^①، والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجه، وأخرجه مسلم من حدیث جابر بن عبد الله بتمامه، ومن حدیث علقمة عن عبد الله بن مسعود في آكل الربا وموكله فقط وأخرج البخاري من حدیث ابی جحيفة (حديثاً طويلاً وفيه: ونهى عن) وآكل الربا وموكله، قاله المنذرى.

۵۔ بَابُ فِي وَضْعِ الرِّبَا

باب سود معاف کرنے کے بیان میں (۳۳۳۴)

۳۳۳۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا شَيْبَةُ بْنُ عَرَفَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُولُ: «أَلَا إِنَّ كُلَّ رِبَاٍّ مِنْ رَبَاِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، لَكُمْ رُءُوسٌ أَمْوَالُكُمْ، لَا تَظْلِمُونَ، وَلَا تُظْلَمُونَ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضْعُ مِنْهَا، دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هَذِيلٌ» قَالَ: «اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتُ»، قَالُوا: نَعَمْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: «اللَّهُمَّ اشْهَدْ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ترجمہ: سلیمان بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا بغور سن لو زمانہ جاہلیت کے تمام سود ختم کر دیئے گئے صرف اصل مال لیا جائے نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے اور سن لو کہ زمانہ جاہلیت کے جتنے خون تھے سب معاف ہیں اور ان میں سے سب سے پہلے میں حارث بن عبد المطلب کا خون معاف کرتا ہوں جو قبیلہ بنو لیت میں دودھ پیتا تھا تو قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر ڈالا۔

جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۲۰۸۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۳۴) سنن ابن ماجہ - الناسک (۳۰۵۵)

شرح الحدیث: لَكُمْ رُءُوسٌ أَمْوَالُكُمْ: یعنی سابق سودی معاملات میں جو سود کی رقم باقی رہی ہوئی ہے اس کو نہ لیا جائے صرف اس المال لیا جائے، لَا تَظْلِمُونَ، وَلَا تُظْلَمُونَ: نہ تو تم دوسرے پر ظلم کرو کہ سود کی باقی رقم لو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے کہ اصل اس المال بھی پورا نہ دیا جائے، دونوں باتیں غلط ہیں۔ وَأَوَّلُ دَمٍ أَضْعُ مِنْهَا، دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: یہ روایت کتاب الحج میں گزر چکی وہاں ایک روایت میں تو دم ربیعۃ بن الحارث، یعنی بجائے حارث کے ربیعۃ ابن الحارث ہے اور ایک روایت میں گزرا ہے دم ابن ربیعۃ بن الحارث، اور یہی صحیح ہے، تو گویا یہاں روایت میں دو مضاف محذوف ہیں، والحدیث أخرجه

۷۔ بَابُ فِي الرَّجْحَانِ فِي الْوِزْنِ وَالْوِزْنِ بِالْأَجْرِ

باب جھکنا ہو اتول کر دینے اور اجرت لیکر مال تولنے کے متعلق حکم

یعنی بائع کو چاہیے کہ بیع کچھ بڑھا کر دے اور اسی طرح مشتری کو چاہیے کہ ثمن کو کچھ جھکا کر دے، یعنی بیع مقایضہ میں یعنی جس صورت میں شراء بالسلعة ہو۔

۳۳۳۶ - حَدَّثَنَا عُثَيْبُ بْنُ مَعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَمَاعٍ بْنِ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: جَلَيْتُ أَنَا وَخُزَّافَةُ الْعَبْدِيُّ، بَزًّا مِنْ هَجْرٍ فَأَتَيْنَاهُ بِمَكَّةَ فَجَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فَنَسَاوَمْنَا بِسَرَاوِيلٍ فَبَعَاكَ، وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «زِنْ وَأَمْزِجْ».

سويد بن قیس فرماتے ہیں کہ میں اور محرمہ عبدی ہجر سے کپڑا (خرید و فروخت کیلئے) لیکر مکہ آگئے تو رسول اللہ ﷺ چلتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلواری کا سودا کر لیا اور ہم نے آپ ﷺ کو وہ فروخت کر دی اور وہاں ایک شخص تھا جو اجرت لیکر اشیاء کا وزن کرتا تھا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تولو اور جھکنا تولو۔

شرح الحدیث: سويد بن قیس فرماتے ہیں کہ میں اور محرمہ عبدی مقام ہجر سے کچھ کپڑا برائے تجارت لے کر مکہ مکرمہ میں آئے آپ ﷺ ہمارے پاس پایادہ تشریف لائے اور ایک سراویل کا ہم سے بھاؤ کیا ہم نے آپ ﷺ کو وہ فروخت کر دیا۔ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ: یعنی وہاں ایک شخص موجود تھا جو اجرت لے کر اشیاء کا وزن کرتا تھا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس ثمن کو تول اور جھکنا ہو اتول۔

کو کب میں لکھا ہے کہ غالباً آپ ﷺ نے یہ سراویل کسی وزنی شی (سلعہ) کے بدلہ میں خرید اہو گا جس کو آپ ﷺ نے وزن کر اگر بائع کو دیا (ورنہ اگر یہ شراء بالثمن یعنی درہم اور دینار کے ذریعہ ہوتی تو اسکے تولنے کی کیا ضرورت تھی) ہکذا افہمت من الکوکب فارجع الیہ۔ شرح نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا وزن بالاجر جائز ہے نیز یہ کہ وزن ثمن مشتری کے ذمہ ہے لہذا اس کی اجرت بھی اسی پر واجب ہوگی اور اس کے بالمقابل بیع کا وزن یا کیل بائع کے ذمہ ہے فکذا اجرته علیہ۔

کیا آپ کیلئے لبس سراویل ثابت ہے؟ نیز کو کب میں ہے کہ اس حدیث سے حضور ﷺ کا سراویل کا خریدنا ثابت ہوا لیکن آپ ﷺ کا اس کو پہننا کسی روایت میں اسکی تصریح نہیں آہ، اسکے حاشیہ میں حضرت شیخ نے جمع الفوائد سے یہ

① اس کے ضبط میں اختلاف نسخ ہے، شیخ عوامہ اس کی تعلیق میں لکھتے ہیں: مَعْرُوفَةٌ: مِنَ الْأَصُولِ، وَعَلَيْهَا فِي ص: عِب، وَعَلَى الْحَاشِيَةِ: مَحْرَمَةٌ بِمَزْنَسَةِ

الخطيب (كتاب السنن - ج ۴ ص ۱۱۶)

② الكوكب الدہی علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۳۳۴

روایت نقل کی ہے: عن أبو هريرة، قلت: يا رسول الله، وإنك لتلبس السراويل؟ قال: أجل في السفر والحضر، وبالليل والنهار، فإني أموت بالستر، فلم أجد شيئاً أستر منه^①، یعنی آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے سوال پر فرمایا کہ ہاں میں سراویل پہنتا ہوں، سفر و حضر میں اور آپ ﷺ نے سراویل کی تعریف فرمائی کہ اس میں ستر زیادہ ہے (بہ نسبت تہبند کے) حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ سیوطی نے اسکی سند پر ضعف کا حکم لگایا اور فی نفسہ یہ مسئلہ اختلافی ہے کہ آپ ﷺ کا لبس سراویل ثابت ہے یا نہیں، ایک جماعت اسکی قائل ہے، ابن قیمؒ ان ہی میں سے ہیں اور ایک جماعت نے لبس کا انکار کیا ہے^②، والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۳۳۷ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غَمْرٍ، وَمُشْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْمُعْتَمَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَالِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي صَفْوَانَ بْنِ عُمَيْرَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَلَمْ يَذْكُرْ يَزِيدُ بِأَجْرٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا قَيْسٌ كَمَا قَالَ سُفْيَانٌ، "وَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ".

ترجمہ: ابو صفوان بن عمیرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ کے ہجرت فرمانے سے پہلے مکہ حاضر ہوا پھر وہی حدیث بیان کی لیکن اس میں یزید بالاجر کا ذکر نہیں کیا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو قیس نے اسی طرح روایت کیا جس طرح سفیان نے کیا اور سفیان کی بات درست ہے۔

شرح الحدیث: شرح السند: پہلی سند میں سہاک سے روایت کرنے والے سفیان تھے اور اس دوسری سند میں ان سے روایت کرنے والے شعبہ ہیں دونوں کی روایت میں بین فرق ہے، سفیان کی روایت میں سراویل کی بیع کرنے والے سوید بن قیس ہیں اور ان کے ساتھ مخرفہ بھی شامل ہیں اور شعبہ کی روایت میں بجائے سوید اور مخرفہ کے ابو صفوان ہیں۔

قال أبو داود: هَذَا قَيْسٌ كَمَا قَالَ سُفْيَانٌ، "وَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ": امام ابو داؤد نے سفیان کا متابع قیس کو بیان کر کے سفیان کی روایت کو شعبہ کی روایت پر ترجیح دی اسی طرح امام نسائی نے بھی حدیث سفیان کو اشبہ بالصواب قرار دیا ہے، نیز نسائی اور ابن ماجہ (۲۲۲۱) کی ایک روایت میں سَمِعْتُ مَالِكًا أَبَا صَفْوَانَ هُوَ جَسَّاسٌ مَعْنَى مَعْلُومٌ ہوتا ہے کہ سوید بن قیس اور ابو صفوان دو شخص الگ الگ ہیں ابو صفوان کا نام مالک ہے، اور اس میں بعض علماء کی رائے یہ ہے جس کو حاکم کراہیسی اور ابو عمر ابن عبد البرؒ نے نقل کیا ہے کہ ابو صفوان سوید بن قیس ہی کی کنیت ہے (بذل^③) والحدیث أخرجه النسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

① جمع الفوائد من جامع الأصول وجمع الزوائد ج ۲ ص ۴۰۱، قال الهيثمي: رواه أبو يعلى والطبرانی في الأوسط وفيه يوسف بن زياد البصري وهو ضعيف. (جمع الزوائد ومنبع الفوائد ج ۵ ص ۲۱۲)

② الكوكب الدرري على جامع الترمذی ج ۲ ص ۳۳۴-۳۳۵

③ بذل المجهود في حل أبي داود ج ۱ ص ۳۰۲

۳۳۳۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَزْمَةَ، سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: قَالَ: رَجُلٌ لَشُعْبَةَ، خَالَفَكَ سُفْيَانَ، قَالَ: دَمَعْتَنِي وَبَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، قَالَ: كُلُّ مَنْ خَالَفَ سُفْيَانَ، فَالْقَوْلُ: قَوْلُ سُفْيَانَ.

ابن ابی رزمہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے شعبہ سے کہا کہ سفیان نے آپ کی مخالفت کی ہے تو انہوں نے کہا کہ تم نے میرا دماغ چاٹ لیا اور امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یحییٰ بن معین فرماتے تھے کہ جو بھی سفیان کی مخالفت کرے تو سفیان کا قول ہی صحیح ہو گا۔

۳۳۳۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: «كَانَ سُفْيَانُ أَحْفَظَ مِنِّي».

شعبہ سے روایت ہے کہ سفیان مجھ سے زیادہ حافظے والے ہیں۔

جامع الترمذی - البیوع (۱۳۰۵) سنن النسائی - البیوع (۴۵۹۲) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۳۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۲۰) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۷۹) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۳۵۲/۴) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۸۵)

شرح الحديث قَالَ: رَجُلٌ لَشُعْبَةَ، خَالَفَكَ سُفْيَانَ، قَالَ: دَمَعْتَنِي. یعنی کسی شخص نے راوی حدیث شعبہ بن الحجاج، جو کبار محدثین سے ہیں ان سے یہ کہا کہ آپ کی سفیان نے فلاں بات میں مخالفت کی ہے (یا تو یہی مخالفت جو حدیث الباب کی سند میں پائی گئی یا اور کوئی مخالفت) تو اس پر شعبہ نے فرمایا کہ تو نے یہ جملہ بول کر (مخالفت سفیان کا) میرا سر توڑ دیا، بظاہر امام شعبہ نے حضرت سفیان ثوری کی مخالفت کو ان کی جلالت شان کے پیش نظر اہمیت دی۔

عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: «كَانَ سُفْيَانُ أَحْفَظَ مِنِّي»: مصنف کی غرض تو ان اقوال کے نقل کرنے سے سفیان کی روایت کی ترجیح مقصود ہے جیسا کہ مصنف پہلے خود فرما چکے ہیں۔

دوسری بات جو ہمیں کہنی ہے کہ یہ دونوں ہی بڑے جلیل القدر محدثین میں ہیں، یہ آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے چنانچہ شعبہ خود فرما رہے ہیں کہ سفیان مجھ سے احفظ ہیں، اور سفیان ثوری سے شعبہ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: شعبۂ أمیر المؤمنین فی الحدیث، چنانچہ تہذیب التہذیب میں ہے: وقال ابن مہدی کان الثوری یقول: شعبۂ أمیر المؤمنین فی الحدیث^۱۔

۸ - بَابُ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ الْمَدِينَةِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں کہ (وزن میں مکہ والوں کا اعتبار ہے اور) تولنے میں اہل مدینہ کے تول کا اعتبار ہے۔ یہ ترجمہ بلفظ الحدیث ہے، حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث تحت الباب مذکور ہے: الْوِزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ، وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ

أهل المدينة

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ ذَكْوَانَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ، وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْفَرِيَّابِيُّ، وَأَبُو أَحْمَدَ، عَنْ سُفْيَانَ، وَافَقَهُمَا فِي الْمَتْنِ، وَقَالَ أَبُو أَحْمَدَ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، مَكَانَ ابْنِ عُمَرَ، وَرَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ، قَالَ: «وَزْنُ الْمَدِينَةِ وَمِكْيَالُ مَكَّةَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَاخْتَلَفَ فِي الْمَتْنِ فِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا».

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ناپے (وزن کرنے) میں اہل مکہ کا اعتبار ہے اور تولنے میں اہل مدینہ کا اعتبار ہے۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ اسی طرح یہ حدیث فریابی اور ابو احمد نے سفیان سے روایت کی اور ابن ذکین راوی اور ان دونوں کا متن حدیث ایک ہی ہے اور ابو احمد نے حضرت ابن عمرؓ کی جگہ ابن عباسؓ کا نام لیا اور اسی کو ولید بن مسلم نے حضرت حنظلہ سے روایت کیا تو کہا کہ وزن کرنے میں اہل مدینہ کا اور ناپنے میں اہل مکہ کا اعتبار ہے اور امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ مالک بن دینار عن عطاء عن النبی ﷺ والی سند کے متن حدیث میں اختلاف ہے۔

سنن النسائي - الزكاة (٢٥٢) سنن النسائي - البيوع (٤٥٩٤) سنن ابی داؤد - البيوع (٣٢٤٠)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ احکام شرعیہ یعنی زکاة صدقۃ الفطر اور کفارات میں وزن تو معتبر ہے اہل مکہ کا اور کیل معتبر ہے اہل مدینہ کا دراہم و دنانیر یہ موزونات میں سے ہیں اور زمین کی پیداوار غلے یہ کمیات میں سے ہیں اور بظاہر اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل مکہ اصحاب تجارت تھے جن کے لین دین اور معاملات زیادہ تر دراہم و دنانیر سے ہوتے ہیں اور اہل مدینہ اصحاب زراعت تھے جن کے معاملات زیادہ تر مکیال (پیمانہ) یعنی مد اور صاع وغیرہ سے ہوتے ہیں، خطابیؒ فرماتے ہیں کہ دراہم دراصل مختلفۃ الأوزان ہوتے ہیں مختلف شہروں کے اعتبار سے، اور اہل مدینہ کا تعامل جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے دراہم سے تھا باعتبار عدد کے اور چونکہ دراہم جیسا کہ ابھی گزر مختلفۃ الأوزان ہوتے ہیں اس لئے آپ نے اس حدیث میں اہل مدینہ کو توجہ دلائی اس طرف کہ وہ دراہم اور دنانیر میں اہل مکہ کے وزن کا اعتبار رکھیں اور اہل مکہ کا درہم وزن سبعة ہوتا ہے یعنی ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہوتے تھے، لہذا جس شخص کی ملک میں دو سو درہم وزن سبعة کے اعتبار سے موجود ہوں وہ صاحب نصاب ہو گا اور اس پر زکوة واجب ہو گی^①، وزن سبعة اور وزن ستہ کا ذکر کتاب الزکاة میں گزر چکا ہے۔ والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْفَرِيَّابِيُّ، وَأَبُو أَحْمَدَ، عَنْ سُفْيَانَ، وَافَقَهُمَا فِي الْمَتْنِ، وَقَالَ أَبُو أَحْمَدَ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، مَكَانَ ابْنِ

اس روایت کے متن میں مصنف نے کافی اختلاف روایات کو ذکر فرمادیا ہے اور پھر بعد میں کسی ایک طریق کی ترجیح کی طرف بھی کوئی اشارہ نہیں فرمایا، اللہم الا ان يقال کہ وہ ابھی قریب میں اس سے پہلے باب میں یحییٰ بن معین کا یہ مقولہ نقل کر چکے ہیں:

كُلُّ مَنْ خَالَفَ سُفْيَانَ، قَالَ قَوْلٌ: قَوْلُ سُفْيَانَ، لِهَذَا سُفْيَانَ كِي رَوَايَتِ كَامَتْن رَاخْ هُوَ كَا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم۔ امام نسائی نے اس حدیث کو صرف ایک ہی طریق سے ”باب كم الصاع“ کے تحت اس طرح ذکر کیا ہے: قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَحَدَّثَنِيهِ زَيْدُ بْنُ أَيُّوبَ وَأَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ».

٩ - بَابُ فِي التَّشْدِيدِ فِي الدِّينِ

قرض کے لین دین کے بارے میں تاکید حکم کا بیان

٣٣٤١ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سَمْعَانَ، عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «هَاهُنَا أَحَدٌ، مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: «هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: «هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي فِي الْأَوَّلَيْنِ؟ أَمَا إِنِّي لَمْ أَتُوهَ بِكُمْ إِلَّا خَيْرًا، إِنَّ صَاحِبَكُمْ مَأْشُورٌ بِدِينِهِ»، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَدَّى عَنْهُ حَتَّى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «سَمْعَانُ بْنُ مُشْتَجٍ».

سبحان حضرت سمرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو فرمایا کہ یہاں فلاں قبیلہ کا کوئی شخص موجود ہے؟ اس پر کسی نے کوئی جواب نہ دیا آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کہ یہاں

فلاں قبیلہ کا کوئی شخص موجود ہے؟ تو کسی نے جواب نہ دیا آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کیا: یہاں فلاں قبیلہ کا کوئی شخص موجود ہے؟ تو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں ہوں یا رسول اللہ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلی دوسری دفعہ میں کیوں جواب نہ دیا تھا بے شک میں تم سے اچھی ہی بات کہنا چاہتا تھا کہ تمہارا ایک ساتھی قبر میں اپنے قرض کی وجہ سے ماخوذ ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اسکے ذمہ جتنا بھی دین تھا سب اس شخص نے ادا کر دیا یہاں تک کہ کوئی شخص اس سے کچھ مانگنے والا باقی نہ رہا۔

شرح: سنن النسائي - البيوع (٤٦٨٥) سنن أبي داود - البيوع (٣٣٤١) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١١/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (١٣/٥) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٢٠/٥)

شرح الحديث: فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي فِي الْمَرَّتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ؟ أَمَا إِنِّي لَهَ أَتَوْهُ بِكُمْ إِلَّا خَيْرًا: حضرت سمرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ہم لوگوں کو خطاب فرمایا اور اس میں آپ ﷺ نے ایک قبیلہ کا نام لے کر یہ دریافت فرمایا کہ اس قبیلہ کا یہاں کوئی فرد موجود ہے اس پر کوئی نہیں بولا، آپ ﷺ نے پھر دوسری اور تیسری مرتبہ یہی پوچھا تیسری بار میں ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: میں ہوں یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا: پہلی اور دوسری مرتبہ کیوں نہیں جواب دیا تھا بیشک میں تم سے اچھی ہی بات کہنا چاہتا تھا (وہ یہ کہ) تمہارا ایک ساتھی قبر میں اپنے دین کی وجہ سے ماخوذ و مقید ہے آگے راوی کہہ رہا ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس کے ذمہ جتنا بھی دین تھا وہ سب ادا کر دیا تھا۔ والحديث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

٣٣٤٢ - حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمُهَرِّي، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ، يَقُولُ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ أَعْظَمَ الذُّلُوبِ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ يَلْقَاكَ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكِبَارِ الَّتِي هِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنْ يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، لَا يَدْعُ لَهُ قَضَاءً».

ترجمہ: سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا کہ انہوں نے ابو عبد اللہ قرشی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری سے سنا کہ وہ اپنے والد کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک گناہوں میں سب سے برا گناہ ان کبار کے بعد جن سے اللہ پاک نے منع فرما رکھا ہے وہ گناہ ہے جس کو لے کر بندہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اس حال میں مرے کہ اسکے ذمہ قرض ہو جس کو ادا کرنے کیلئے کچھ مال نہ چھوڑا ہو۔

سنن أبي داود - البيوع (٣٣٤٢) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٣٩٢/٤)

ابو موسیٰ اشعری حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بیشک گناہوں میں سب سے بڑا گناہ جن کو لے کر

شرح الحديث

بندہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے یہ ہے کہ مرے کوئی شخص اس حال میں کہ اس کے ذمہ دین ہو جس کو ادا کرنے کے لئے کچھ مال نہ چھوڑا ہو۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ طبری فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ حقوق اللہ کی بناء مصالحت اور مسامحت پر ہے بخلاف حقوق العباد کے کہ ان کا مسئلہ شدید ہے جیسا کہ اس حدیث میں گزرا بغیر کل ذنب الشہید إلا الدین اور اس حدیث میں دین کو کبار کے بعد رکھا ہے، اس سوال کا جواب طبری نے دیا ہے کہ وہ جو حدیث میں گزرا ہے کہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے دین کے وہ حدیث لوگوں کو دین سے بچانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے علی سمیل المبالغہ تھی، اور یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے، طبری نے پھر ایک اور سوال قائم کیا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ نفس دین تو معصیت نہیں بلکہ وہ تو مندوب الیہ ہے چہ جائیکہ گناہ ہو، پھر اس کا جواب انہوں نے خود ہی یہ دیا کہ یہ تو صحیح ہے کہ نفس دین مہی عنہ نہیں بلکہ مندوب الیہ ہے، بلکہ اس کا گناہ ہونا ایک عارض کی وجہ سے ہے وہ یہ کہ دین حقوق الناس کی اضاعت کا سبب بن جاتا ہے بخلاف کبار کے کہ وہ فی حد ذاتہ تہ تیغ اور ممنوع ہیں اہ^۱، عزیزی شارح جامع الصغیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو وعید ہے دین پر یہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ مدیوں اس کے ادا کرنے میں کوتاہی کرے (یعنی دین کے ادا کرنے میں مستعد نہ ہو) یا اس صورت پر محمول ہے جب کہ دین کسی معصیت کے لئے لیا گیا ہو اہ۔ (بذل^۲)

۳۳۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي عَلَى رَجُلٍ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأُتِيَ بِمِثْقَةٍ، فَقَالَ: «أَعْلَيْهِ دَيْنٌ؟» قَالُوا: نَعَمْ، دَيْنَانِ، قَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ» فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ: هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيْ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورَثْهُ».

ترجمہ: ابو سلمہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے جس کے ذمہ قرض ہو۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے؟ جواب ملا: جی ہاں دو دینار قرض ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ تم خود پڑھ لو تو ابو قتادہ انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ پھر جب اللہ نے آپ ﷺ کو فتوحات عطا فرمائیں تو آپ ﷺ کا یہ معمول ہو گیا کہ آپ فرماتے کہ میں ہر مومن سے اس کی جان

۱ شرح الطیبی علی مشکاة المصابیح - ج ۷ ص ۲۱۸۱

۲ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱ ص ۳۰۷

سے بھی زیادہ قریب ہوں تو جو شخص دین چھوڑ کر مر جائے تو اسکی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑ کر مرے تو وہ اسکے ورثاء کا ہے۔

شرح الحدیث یعنی آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جو شخص اپنے اوپر دین چھوڑ کر مر جائے تو آپ ﷺ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے، ایک مرتبہ ایک میت کو لایا گیا آپ ﷺ نے سوال فرمایا کہ اس پر دین تو نہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس پر دو دینار کا دین ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: صَلُّوا عَلٰی صَاحِبِکُمْ کہ اسکی نماز جنازہ تم ہی پڑھ لو میں نہیں پڑھوں گا اس پر حضرت ابو قتادہؓ نے عرض کیا: لُھْمَا عَلٰی مَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہ ان دیناروں کی ادائیگی کی ذمہ داری میں لیتا ہوں، اس پر آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اس کے بعد حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ معمول شروع میں رہا ہے فتوحات کے زمانہ سے پہلے فتوحات کے بعد آپ ﷺ کا معمول یہ ہو گیا تھا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: اَنَا اَوَّلُ بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ، اس جملہ کا مطلب پہلے ہمارے یہاں کتاب الفرائض میں گزر چکا، یعنی یہ کہ میں ہر مومن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں اور فرمایا آپ ﷺ نے جو شخص اپنے ذمہ دین چھوڑ کر مر جائے گا اسکی قضا میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑ کر مرے وہ اس کے ورثاء کیلئے ہے، اس حدیث میں ادا دین عن المیت کا مسئلہ ہے اس پر کلام آگے آ رہا ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذہری۔

۳۳۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَثُمَّ يَبْنُ سَعِيدٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ يَمَالِکَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، رَفَعَهُ، قَالَ عُثْمَانُ: وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ يَمَالِکَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُهُ، قَالَ: اشْتَرَيْ مِنْ عَبْدٍ قَبِيْعًا وَلَيْسَ عِنْدَهُ مَثَلُهُ فَأُرْبِخْ فِيْهِ فَبَاعَهُ فَتَصَدَّقْ بِالرِّبْحِ عَلَى اَرَامِلَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَقَالَ: «لَا اشْتَرِيْ بَعْدَهَا شَيْئًا اِلَّا وَعِنْدِي مَثَلُهُ»۔

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اسی گزشتہ حدیث کی طرح مروی ہے کہ فرمایا ایک مرتبہ آپ ﷺ نے کسی باہر سے آنے والے قافلے سے کوئی چیز خریدی جسکی قیمت آپ کے پاس اسوقت نہیں تھی آپ ﷺ نے اس کو فروخت کیا تو اسمیں منافع حاصل ہوا تو آپ ﷺ نے اس نفع کو بنو عبد المطلب کی بیوہ عورتوں پر تقسیم فرما دیا اور فرمایا کہ اب کے بعد میں کوئی چیز اسوقت تک نہیں خریدوں گا جب تک میرے پاس اسکی قیمت نہ ہو۔

تخریج صحیح مسلم - الجمعة (۸۶۷) سنن النسائی - صلاة العیدین (۱۵۷۸) سنن النسائی - الجنائز (۱۹۶۲) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۴۳) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۴۵) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۱۶) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۲۹۶/۳) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۳۱۱/۳) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۳۷۱/۳)

شرح الحدیث یعنی ایک مرتبہ آپ ﷺ نے کسی باہر سے آنے والے قافلے سے کوئی چیز خریدی جس کا ثمن آپ ﷺ کے

پاس اس وقت نہیں تھا، یعنی وہ چیز آپ ﷺ نے ادھار خریدی، اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو فروخت کیا تو اس میں آپ ﷺ کو نفع ہوا تو آپ ﷺ نے اس نفع کو اپنے خاندان کی بیوہ عورتوں پر صدقہ فرما دیا اور یہ بھی فرمایا کہ آئندہ کوئی چیز میں ادھار نہیں خریدوں گا۔

صحۃ الکفالة عن اہیت میں اختلاف ائمہ: اس حدیث میں یہ ہے کہ اس میت کے ذمہ جو دو دینار تھے اس کی ذمہ داری حضرت ابو قتادہؓ نے لے لی، گویا وہ کفیل بن گئے میت کی طرف سے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ میت مفلس کی طرف سے کفالت صحیح ہے، ائمہ ثلاث اور صاحبین کا مسلک تو یہی ہے، لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ اس کفالت کی صحت کے قائل نہیں، اسلئے کہ کفالت کی حقیقت ہے ضم ذمۃ الاصل الی ذمۃ الکفیل فی المطالبۃ، چنانچہ کفالت کے بعد مکفول لہ کو حق رہتا ہے کہ چاہے تو وہ مطالبہ اصل یعنی اصل مدیون سے کرے یا اسکے کفیل سے اور یہاں پر موت اصل کی وجہ سے ذمۃ الاصل فنا ہو گیا جب وہ فنا ہو گیا فکیف ضم ذمۃ الی ذمۃ؟ اسی لئے ہدایہ میں امام صاحب کی دلیل میں لکھا ہے کہ یہ کفالت بدین ساقط ہے اسلئے کہ جب محل دین باقی نہیں رہا تو دین بھی باقی نہیں رہا اسلئے یہ کفالت صحیح نہیں، اور اس حدیث کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ کفالت اصطلاحیہ نہیں تھی بلکہ ان صحابی میت کی طرف سے اداء دین کا وعدہ تھا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابو قتادہؓ نے جو فرمایا تھا علی اس سے اشارہ کفالت سابقہ کی طرف ہو کہ وہ تو میں نے اپنے ذمہ لے رکھے ہیں میں پہلے سے اس کا کفیل ہوں (بذل عن القامری)۔

۱۰۔ باب فی المظلل

باب ادائیگی قرض میں ٹال مٹول کرنے کے بارے میں

۳۳۴۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَظْلُ الْغَنِيِّ ظَلَمٌ، وَإِذَا اتَّبَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ».

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مالدار آدمی کا (قرض کی ادائیگی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اگر تم میں کسی شخص کو کسی مالدار پر حوالہ کیا جائے تو اسے حوالہ قبول کر لینا چاہیے (یعنی قرض دار کسی مالدار آدمی کو اپنے قرض کا حوالہ دے تو دائن مالدار شخص کے حوالہ کو قبول کر لے)۔

صحیح البخاری - الحوالات (۲۱۶۶) صحیح البخاری - فی الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس (۲۲۷۰) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۶۴) جامع الترمذی - البيوع (۱۳۰۸) سنن النسائي - البيوع (۴۶۸۸) سنن أبي داود - البيوع (۳۳۴۵) سنن ابن ماجه - الأحكام (۲۴۰۳) مسند احمد - باقي مسند المكثرين (۲۴۵۰/۲) موطأ مالك - البيوع (۱۳۷۹) سنن الدارمي - البيوع (۲۵۸۶)

شرح الحديث: مَظْلُ الْغَنِيِّ ظَلَمٌ، وَإِذَا اتَّبَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ: یعنی مالدار آدمی کا اداء دین میں تسویف و تاخیر کرنا یہ ظلم ہے، جب وہ اپنے غناء کی وجہ سے فی الحال ادائے دین پر قادر ہے اس کے باوجود اس کا ٹال مٹول کرنا سراسر ظلم ہے، اس حدیث

کے یہی معنی متبادر اور مشہور ہیں اور اس صورت میں مطل کی اضافت فاعل کی طرف ہوگی اور میں نے اپنے استاد محترم حضرت مولانا سعد اللہ صاحب سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ مطل کی اضافت مفعول کی طرف ہو رہی ہو یعنی مدیون کا مال مٹول کر نادان غنی کے ساتھ یہ ظلم ہے یعنی مدیون ادائے دین میں اس بنا پر تاخیر کر رہا ہے کہ اس کا قرض خواہ مالدار ہے یعنی یہ سوچتے ہوئے کہ وہ تو مالدار ہے اس کو کیا جلدی ہے پھر کبھی دے دیں گے۔

اسی حدیث کے بارے میں میں نے استاد موصوف سے یہ بھی سنا تھا جو کہ حضرت تھانویؒ کے خلفاء میں سے تھے کہ میں نے حضرت تھانویؒ کی مجلس میں سب سے پہلی جو حدیث حضرت کی زبان سے سنی وہ یہی حدیث ہے: مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ۔

آگے اس حدیث میں یہ ہے کہ اگر مدیون اپنے دین کا حوالہ کسی مالدار شخص پر کرے تو پھر دائن کو وہ حوالہ قبول کر لینا چاہیے، اور پھر اسی محال علیہ کا پیچھا کرنا چاہیے، وھذا الامر قلیل للنَّدْبِ وَقَلِيلٌ لِلْوَجُوبِ۔

مٹی کو دو طرح ضبط کیا گیا ہے۔ مٹی بتشدید الیاء بدون الهمزہ کفنی لفظاً ومعنی، اور مٹی سکون یاء اور ہمزہ کے ساتھ۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذری۔

۱۱۔ بَابُ فِيْ حُسْنِ الْقَضَاءِ

باب قرض کی احسن طریقے پر ادائیگی کے بارے میں

۳۳۴۶ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا، فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رِبَاعِيًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَعْطِهِ إِيَّاهُ، فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً».

ترجمہ: حضرت ابو رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ایک شخص سے جو ان زاونٹ بطور قرض لیا (کچھ روز بعد) آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس شخص کے اونٹ کا قرض ادا کر دوں اسی قسم سے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ان میں ویسا اونٹ تو نہیں مل رہا یہ تو سارے اس سے بہتر اور چھ سال کے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو یہی دے دو اس لئے کہ لوگوں میں بہتر شخص وہ ہے جو دوسرے کا حق بہتر طور پر ادا کرے۔

صحیح مسلم - المساقاة (۱۶۰۰) جامع الترمذی - البیوع (۱۳۱۸) سنن النسائی - البیوع (۴۶۱۷) سنن أبی داود - البیوع (۳۳۴۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۸۵) مسند احمد - من مسند القبائل (۳۹۰/۶) موطأ مالک - البیوع (۱۳۸۴) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۶۵)

شرح الحدیث: حضرت ابو رافع فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک شخص سے جو ان زاونٹ بطور قرض لیا (اور اگر مادہ ہو تو اس کو قلو ص کہتے ہیں) کچھ روز بعد آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا ادائے

دین کا تو میں نے عرض کیا کہ ان اونٹوں میں جس عمر کا اونٹ آپ ﷺ نے لیا تھا وہ تو ہے نہیں بلکہ عمدہ اور اس سے زیادہ عمر کا ہے (رباعی یعنی جو اونٹ چھ سال کا ہو کر ساتویں میں داخل ہو جائے) آپ ﷺ نے فرمایا وہی دیدو، اسلئے کہ لوگوں میں بہترین آدمی وہ ہے جو دوسرے کا حق بہتر طریقہ سے ادا کرتا ہو۔

اس حدیث سے شرح نے بہت سے فوائد و مسائل کا استنباط کیا ہے جو بذل^۱ میں مذکور ہیں، مخلصہ ان کے ایک مشہور اختلافی مسئلہ ہے استقراض الحیوان، امام نوویؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ حیوان کو بطور قرض لینا اور دینا جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ و شافعیؒ اور جمہور علماء کا^۲۔ اسی آخر ما ذکر فی البذل، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک استقراض الحیوان جائز نہیں، اور ان کے نزدیک اس کی دلیل وہ ہے جو آگے باب فی الحیوان بالحیوان نسیئة میں آرہی ہے جس کو ہم وہیں بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس حدیث پر ایک اشکال وجواب ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ نے مقرض کو اس کے حق واجب سے بطور حسن قضاء کے زائد دیا، یہ زائد دینا اگر اپنے مال سے ہوتا تب تو درست تھا آپ ﷺ نے دیا یہ صدقہ کے اونٹوں سے جو بیت المال کے ہیں، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ استقراض آپ ﷺ کا اپنی ضرورت کے لئے تھا پھر جب بیت المال میں اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک اونٹ خرید کر قرض میں دیا فلا اشکال، اور ایک توجیہ اسکی یہ کی گئی ہے کہ جس شخص سے قرض لیا گیا تھا وہ خود اہل ضرورت میں سے تھا اور اہل ضرورت کا حق بیت المال میں ہوتا ہی ہے۔ (بذل) والحدیث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۳۴۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مَسْعُورٍ، عَنْ مُخَارِبِ بْنِ دِقَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ: «كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَرَأَيْتِي».

ترجمہ: مخارب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میرا نبی کریم ﷺ پر کچھ قرض تھا تو آپ نے مجھے اس سے زیادہ بدلہ میں دیا۔

خروج: صحيح البخاري - الصلاة (۴۳۲) صحيح البخاري - الوكالة (۲۱۸۵) صحيح البخاري - في الاستقراض وأداء الدين والحجر والتفليس (۲۲۶۴) صحيح البخاري - الهبة وفضلها والتحريض عليها (۲۴۶۳) صحيح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (۷۱۵) سنن النسائي - البيوع (۴۵۹۰) سنن أبي داود - البيوع (۳۳۴۷)

شرح الحدیث: اس پر شرح نے لکھا ہے کہ مستقرض نے ادائے قرض کے وقت، جو قرض لیا تھا اگر اس سے احسن یا اکثر ادا کرے بشرط یہ کہ یہ زیادتی بغیر کسی شرط اور معاہدہ کے ہو تو دینے والا محسن ہو گا اور مقرض کے لئے اس کا لینا جائز ہو گا، امام

۱ بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱ ص ۳۱۱

۲ النہاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج ۱ ص ۳۷

نوی فرماتے ہیں کہ مقرر کے لئے زیادتی کا لینا جائز ہے خواہ وہ زیادتی صفت کے اعتبار سے ہو یا عدد کے اعتبار سے، اور امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ زیادتی فی العدد ممنوع ہے^۱، اور ہماری دلیل آپ ﷺ کی حدیث خیار الناس أحسنهم قضاء ہے اپنے عموم کے پیش نظر۔ الحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۱۲۔ باب فی الصّرف

باب بیع صرف کے بیان میں

بیع الصرف کی تعریف اور حکم: بیع الصرف وہ بیع ہے جس میں عوضین یعنی عوض اور معوض من جنس الاثمان ہوں، یعنی سونا یا چاندی صرف کے لغوی معنی نقل کے ہیں، چونکہ اس بیع میں بد لین میں سے ہر ایک کو دوسرے کی طرف نقل کرنا فوراً ضروری ہے اسی لئے اس کا نام بیع الصرف رکھا گیا۔

جاننا چاہیے کہ بیع الصرف کی صحت کیلئے دو شرطیں ہیں: عدم النسيئة مطلقاً وعدم التفاصيل فی صورة الاتحاد الجنس یعنی عدم النسيئة کا حکم تو ہر حال میں ہے خواہ دونوں متحد الجنس ہوں یا مختلف الجنس، اس بیع میں ادھار تو مطلقاً ناجائز ہے تقابض فی المجلس ضروری ہے اور حکم ثانی یعنی عدم تفاضل یہ صرف اس وقت ہے کہ جب عوضین متحد الجنس ہوں مثلاً دونوں فضہ ہوں یا ذہب اور اگر جنس کا اتحاد نہ ہو جیسے ایک جانب فضہ اور دوسری جانب ذہب اس صورت میں تفاضل جائز ہے، ان دونوں میں سے پہلا حکم یعنی عدم النسيئة ادھار کا ناجائز ہونا یہ تو اجماعی مسئلہ ہے۔

ربا الفضل کے عدم جواز میں بعض صحابہ کا اختلاف: اور حکم ثانی یعنی عدم تفاضل فی صورة الاتحاد اس میں جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کا مسلک تو یہی ہے لیکن بعض صحابہ کا اس میں اختلاف رہا ہے ان سے ربا الفضل کا جواز منقول ہے جیسے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ، ان دونوں میں سے ابن عمرؓ کا تو رجوع ثابت ہے کہ انہوں نے مسلک جمہور کی طرف رجوع کر لیا تھا، لیکن ابن عباسؓ کے رجوع میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں انہوں نے بھی رجوع کر لیا تھا اور بعضوں نے ان کے رجوع کی نفی کی ہے، لیکن صحیح یہی ہے کہ ابن عباسؓ سے بھی اس میں رجوع ثابت ہے، وہو الذی اختارہ النووی فی شرح مسلم^۱، ان دونوں حضرات کا استدلال شروع میں حدیث اسامہؓ لَّا رِبَا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ سے تھا یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے^۲، جمہور علماء نے اس حدیث کے دو جواب دیئے ہیں یہ کہ ربا سے مراد آبی الزبیا اور اشد الربا ہے نفس ربا کی نفی نہیں، مطلب یہ ہے کہ بیع الصرف میں شدید حرمت جو ہے وہ نسیر میں ہے اور تفاضل کی حرمت اتنی شدید نہیں ہے، اور ایک جواب نسخ کا بھی دیا گیا ہے، نیز جب

۱۔ النہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ج ۱ ص ۳۷

۲۔ النہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ج ۱ ص ۲۲-۲۳

۳۔ صحیح البخاری - کتاب البیوع - باب بیع الدینار بالدینار نساً ۲۰۶۹، صحیح مسلم - کتاب المساقاة - باب بیع الطعام مثلاً مثل ۱۵۹۶

حلت و حرمت میں تعارض ہوتا ہے تو حرمت ہی کو ترجیح ہوتی ہے۔

ربا کی تعریف اور اس کی دو قسمیں: مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں: ① ربا الفضل اور ② ربا النسيئة، ربا کی تعریف فقہاء نے یہ لکھی ہے: الربا هو الفضل المستحق لأحد المتعاقدين في المعاوضة الخالي عن عوض شرط فيه^① یعنی مخصوص اموال کی بیع میں (یعنی اموال ربویہ جن کا بیان حدیث الباب میں ہے) احد الجانبین میں ایسی زیادتی کا پایا جانا کہ جانب آخر اس زیادتی کے عوض سے خالی ہو مثلاً ایک درہم کی بیع سوا درہم میں کی تو یہاں پر ایک جانب میں ربع درہم کی زیادتی ایسی پائی جا رہی ہے جس کا دوسری جانب میں کوئی عوض نہیں اس لئے کہ ایک درہم کے بدلہ میں تو ایک درہم ہو گیا اب اس کے بعد ایک جانب میں جو ربع درہم پایا جا رہا ہے اس کا عوض دوسری جانب میں ندارد، لیکن یہ تعریف ربا کی قسمیں مذکورین میں سے ربا الفضل کی ہے اس کی قسم ثانی یعنی ربا النسيئة اس سے اس تعریف کا تعلق نہیں ربا النسيئة تو یہ ہے کہ اموال مخصوصہ کی بیع میں تقابض فی المجلس نہ پایا جائے بلکہ معاملہ کو ادھار پر رکھا جائے یعنی احد المتعاقدين تو معاملہ نقد کر رہا ہے اور فی الحال چیز دے رہا ہے اور دوسرا شخص اس کا عوض فی الحال نہیں دے رہا ہے اس کے بعد آپ حدیث الباب کو لیجئے۔

۳۳۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا، وَالْأَهَاءُ وَهَاءٌ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا، وَالْأَهَاءُ وَهَاءٌ، وَالتَّمَرُ بِالتَّمَرِ رِبًا، وَالْأَهَاءُ وَهَاءٌ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا، وَالْأَهَاءُ وَهَاءٌ».

ترجمہ: مالک بن اوس حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سونا چاندی کے بدلے سود ہے مگر جو ہاتھوں ہاتھ ہو اور گیہوں گیہوں کے بدلے سود ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو اور کھجور کھجور کے بدلے سود ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو اور جو جو کے بدلے سود ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

تحقیق: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۲۷) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۸۶) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۴۳) سنن النسائی - البیوع (۴۵۵۸) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۴۸) بنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۵۳) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۲۴/۱) موطأ مالک - البیوع (۱۳۳۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۷۸)

شرح الحدیث علی اکمل وجه إن شاء الله: اس حدیث میں صرف پانچ چیزیں مذکور ہیں، اور اسکے بعد جو عبادة بن الصامتؓ کی حدیث آرہی ہے اس میں شی سادس بھی مذکور ہے: وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مُدٌّ بِمُدٍّ۔ اس حدیث میں جو لفظ مکرر یعنی هَاءٌ وَهَاءٌ ہے، یہ اسمائے افعال میں سے ہے جس کے معنی ہیں خدا اس میں مد اور قصر دونوں جائز ہیں لیکن مد افصح ہے، سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ اس لفظ کی اصل: هَاك ہے یعنی: خذ، كاف (ک) کو حذف کر کے اس کے عوض میں مد اور ہمزہ کو لایا گیا، اور فائقؒ میں لکھا ہے کہ حفظ

”ہاء“ اسمائے لہوات میں سے ہے بمعنی: خذ، اور اسی سے ہے باری تعالیٰ کا قول: هَاؤُمْ اَفْرَعُوا كَيْدِيْنِهٖ ۝^۱، علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ یہ لفظ محل نصب میں ہے بنا برحالیٰ کے اور الا کا مستثنیٰ منہ مقدر ہے، اور مطلب یہ ہے کہ بیع الذہب بالفضہ ربا ہے تمام حالات میں الاحال الحضور والتقابض فی المجلس پس یہ لفظ ہاء وہاء کنایہ ہے تقابض سے اھ (بذل)^۲ لہذا ترجمہ یہ ہو گا کہ ذہب کی بیع فضہ کے ساتھ ربا ہے جملہ احوال میں مگر اس حال میں کہ متعاقدین میں سے ہر ایک دوسرے سے کہہ رہا ہو خذ ہذا یعنی لے بھائی اور دوسرا بھی کہے لے بھائی، اسی کا نام ہے تقابض فی المجلس اور اگر اس طرح نہیں ہو گا تو پھر ربا النسیئہ پایا جائے گا جو کہ حرام ہے۔

اسکے بعد آپ سمجھیے کہ یہ حدیث جس میں اموال ربویہ کا ذکر ہے اس میں اس طرح کے اموال کل چھ بیان کئے گئے ہیں اور ان اشیاء ستہ کے معاملہ کی دو صورتیں حدیث میں مذکور ہیں ایک اتحاد جنس والی کہ دونوں جانب ایک ہی شئی ہو مثلاً دونوں طرف ذہب ہی ہو یا فضہ ہی ہو وہ کذا، اور دوسری صورت اختلاف جنس کی بیان کی گئی ہے جیسے ایک جانب ذہب دوسری جانب فضہ، یا ایک جانب خطہ دوسری جانب شعیر، پہلی صورت کا حکم وجوب مساوات اور تقابض فی المجلس ہے یعنی کمی زیادتی اور ادھار دونوں ناجائز ہیں اور دوسری صورت کا حکم جو حدیث میں مذکور ہے وہ ان دو میں سے صرف ایک ہے یعنی تقابض فی المجلس یعنی ادھار کا حرام ہونا اور مساوات اس صورت میں ضروری نہیں یعنی اس صورت میں فضل اور زیادتی جائز ہے، ربا یعنی حرام نہیں ہے۔

اس کے بعد آپ سمجھیے کہ ظاہر یہ جو کہ منکرین قیاس ہیں^۳ ان کے نزدیک اموال ربویہ کا انحصار صرف ان ہی اشیاء ستہ میں ہے اور جمہور علماء ائمہ اربعہ جو قیاس کو حجتہ شرعیہ مانتے ہیں ان کے نزدیک اموال ربویہ کا انحصار صرف ان اشیاء ستہ میں نہیں بلکہ اور بھی بعض دوسری اشیاء کے لئے اس حکم کو وہ ثابت کرتے ہیں بذریعہ قیاس قیاس نام ہے تعدیۃ الحکم لوجود العلة کا یعنی حکم منصوص کی علت معلوم کرنے کے بعد جہاں جہاں وہ علت پائی جاتی ہو اس میں حکم منصوص کو جاری کرنا۔

اشیائے ستہ مذکورہ میں علت ربا عند الائمة الاربعہ: اب یہاں ان حضرات ائمہ اربعہ نے ان اشیاء ستہ میں حرمت ربا کی جو علت متعین کی ہے وہ مختلف ہے اور پھر ہر ایک امام کے نزدیک ان اشیاء ستہ کے علاوہ جہاں جہاں وہ علت پائی گئی اس نے وہاں یہ حکم منصوص نافذ کیا اب یہ کہ وہ علت حکم ان حضرات نے کیا متعین کی اسکے بارے میں سنئے، ان حضرات ائمہ نے اس حدیث میں جو اشیاء ستہ مذکور ہیں اس کا اولاً تجزیہ کیا، وہ یہ کہ ذہب و فضہ جن کو ثمنین کہا جاتا ہے ان کو تو الگ رکھا اور باقی اشیاء اربعہ کو الگ کر کے ان میں علیحدہ غور کیا، ثمنین کی علت ربا الگ تجویز کی گئی اور باقی اشیاء کی الگ، امام شافعی و مالک کے

۱ لیمیونہ صیو میر الکھا (سورۃ الحاقۃ ۱۹)

۲ بذل المجہود فی حل ابی داؤد ج ۱۵ ص ۳-۴

۳ چنانچہ طاغفہ ظاہر یہ کے امام ابو محمد علی بن احمد بن حزم نے انکار قیاس پر مستقل کتاب لکھی ”ابطال الرائی والقیاس“

نزدیک ثمنین میں علت ربا ثمنیت ہے اور چونکہ ثمنیت خاص صفت ذہب و فضہ ہی کی ہے کسی اور چیز میں نہیں پائی جاتی لہذا ان دونوں اماموں کے نزدیک ثمنین پر تو کسی اور چیز کو قیاس نہیں کیا جاسکتا اب رہے باقی اشیائے اربعہ، ان میں امام شافعی کے نزدیک علت ربا طام ہے یعنی ان اشیاء کا مطعوم ہونا، لہذا جملہ مطعومات کا حکم ان کے نزدیک یہی ہوگا جو ان اشیائے اربعہ کا ہے، اور امام مالک کے نزدیک ان اشیاء میں علت ربا اقبیات و ادخار ہے یعنی ان اشیاء میں سے ہر ایک کا قوت مدخر ہونا یعنی انسان کی ایسی روزی جس کو ذخیرہ بنا کر رکھا جاسکے، لہذا امام مالک کے نزدیک جملہ اقوات مدخرہ کا یہی حکم ہوگا، مثال کے طور پر ان اشیائے اربعہ میں رز یعنی چاول کا ذکر نہیں ہے، ذرہ یعنی جوار، اسکا بھی ذکر نہیں ہے وغیرہ وغیرہ، سب کا حکم یہی ہوگا، اور حنفیہ کے نزدیک ثمنین میں علت ربا ثمنیت نہیں ہے بلکہ وزن ہے یعنی ان دونوں کا شئی موزون ہونا لہذا ان دو کے علاوہ بھی جملہ موزونات کا یہی حکم ہوگا مثلاً حدید نحاس وغیرہ، اور باقی اشیائے اربعہ میں علت ربا حنفیہ کے نزدیک کیل ہے یعنی ان اشیاء کا کیلی ہونا، لہذا جملہ کیلیات کا حکم یہی ہوگا پس ربا النسیئہ کی علت ہمارے نزدیک بیع کے اندر عوضین کا وزنی یا کیلی ہونا ہے اور ربا الفضل کی علت عوضین کا وزنی یا کیلی ہونے کے ساتھ متحد الجنس ہونا ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ ربا کی علت ہمارے نزدیک کیل مع الجنس یا وزن مع الجنس ہے، اور امام احمد سے اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں ایک مثل حنفیہ کے اور دوسری مثل شافعیہ کے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

فقہ کرام کا امت پر احسان عظیم: ان حضرات فقہائے کرام نے جو کہ ائمہ دین ہیں اپنی عمریں قرآن و حدیث سے استنباط مسائل ہی میں گزاری ہیں، پوری امت پر ان کا احسان عظیم ہے کہ قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط کر کے رہتی دنیا تک کے لئے دینی مسائل کی سہولتیں فراہم کر گئے، ایک قصہ یاد آیا جو تعلیم المتعلم میں مذکور ہے، کہ حضرت امام محمدؒ کے انتقال کے بعد کسی نے ان سے خواب میں دریافت کیا کہ موت کے وقت آپ پر کیسی گزری، تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کچھ خبر نہ ہوئی کہ میری روح کیسے نکالی گئی، میں تو اس وقت مکاتب کے مسائل کے استنباط میں مشغول تھا اللہ اکبر! کیا شان تھی شکر اللہ سعیم واجزل مثوبتہم وحشرنا ومشایخنا معہم۔

۳۳۴۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَكِّيٍّ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الذَّهَبُ بِالدَّهَبِ تَبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تَبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ مُدِّيٌّ بِمُدِّيٍّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مُدِّيٌّ بِمُدِّيٍّ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مُدِّيٌّ بِمُدِّيٍّ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مُدِّيٌّ بِمُدِّيٍّ، فَمَنْ زَادَ أَوْ أَزَادَ فَقَدْ أُرْبَى، وَلَا تَبَّاسُ بِبَيْعِ الذَّهَبِ، بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُ هُمَا يَدَا بَيْدٍ، وَأَمَّا نَسِيئَةٌ فَلَا، وَلَا تَبَّاسُ بِبَيْعِ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُ هُمَا يَدَا بَيْدٍ، وَأَمَّا نَسِيئَةٌ فَلَا»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، وَهَشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، بِإِسْنَادِهِ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے بیچو چاہے وہ خالص (ذلا) ہو یا سکہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے بیچو اس کا ذلا بھی اور سکہ بھی اور گندم گندم کے بدلے ایک مد ایک مد کے عوض میں اور جو، جو کے بدلے ایک مد ایک مد کے عوض اور کھجور کھجور کے بدلے ایک مد ایک مد کے عوض اور نمک نمک کے بدلے ایک مد ایک مد کے عوض اور جو زیادتی کرے گا یا زیادتی وصول کرے گا اس نے سود لیا اور سونا چاندی کے عوض بیچنا کی زیادتی کے ساتھ ہاتھ در ہاتھ جائز ہے اور جو ادھار ہو تو جائز نہیں اور گندم کو جو کے بدلے نقد بیچنے میں کوئی حرج نہیں اگر کی زیادتی کے ساتھ ہو اور اگر ادھار پر ہو تو جائز نہیں۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ اور ہشام دستوائی نے قنادہ سے اور انہوں نے مسلم بن یسار سے اسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۳۳۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصُّعْتَانِيِّ، عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَبْرِ يَزِيدُ، وَيَنْقُصُ وَزَادَ قَالَ: فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَبْيَعُوا، كَيْفَ شِئْتُمْ، إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ.

ترجمہ: حضرت عبادہ بن الصامتؓ نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں کچھ کی زیادتی کے ساتھ اس میں یہ اضافہ ہے کہ جب ان اجناس میں اختلاف ہو جائے تو جس طرح چاہے بیچو جبکہ ہاتھ در ہاتھ ہو۔

تخریج: صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۸۷) جامع الترمذی - البيوع (۱۲۴۰) سنن النسائي - البيوع (۴۵۶۰) سنن ابی داؤد - البيوع (۳۳۴۹) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۵۴) مسند أحمد - باقي مسند الانصار (۳۱۴/۵) سنن الدارمي - البيوع (۲۵۷۹)

شرح الحدیث: اس حدیث میں يَزِيدُهَا وَعَيْثُهَا مذکور ہے تبر کہتے ہیں خالص سونے چاندی کے ٹکڑوں کو جو مضروب نہ ہوں اور عین اس کا مقابل ہے یعنی جو سکہ کی شکل میں ہو، تو آپ ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ تبر اور عین کا کوئی فرق معتبر نہیں دونوں ایک ہی حکم میں ہیں۔

براہر شعیر باعتبار جنس متحد ہیں یا مختلف: نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ براہر شعیر دو مختلف جنس ہیں ائمہ ثلاث کا مسلک یہی ہے اس میں امام مالکؒ کا اختلاف ہے وہ ان دونوں کو ایک ہی مانتے ہیں چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: حدیث عبادۃ حدیث حسن صحیح وقد روی بعضهم هذا الحديث، عن خالد بهذا الإسناد، وقال: «بيعوا البر بالشعير كيف شئتم يدا بيد»، وهذا قول أكثر أهل العلم، وهو قول سفیان الثوري، والشافعي، وأحمد، وإسحاق، وقد كره قوم من أهل العلم: أن تباع الخطة بالشعير إلا مثلاً بمثل، وهو قول مالك بن أنس، والقول الأول أصح ما مختصراً ملخصاً. فَمَنْ زَادَ أَوْ اِزْدَادَ فَقَدْ أُرْبَى: یعنی اتحاد جنس کی صورت میں جو شخص دوسرے کو زائد دے گا یا زائد لے گا تو اس نے ربا اختیار کیا، اور پھر آگے یہ ہے کہ اگر ذہب کی بیع فضہ کے ساتھ ہو اور اسی طرح برکی شعیر کے ساتھ اور ان دونوں میں سے ایک دوسرے

سے زائد ہو تو یہ جائز ہے بشرط یہ کہ ید اُبد ہو، اور نسیئة جائز نہیں۔ حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه۔ وحديث عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه أخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه. بنحوه. قاله المنذرى.

۱۳۔ باب فی حلیۃ الشیخ ثبائع بالذراهم

باب تلوار کا سونا ذراہم کے بدلے فروخت کرنے کا حکم

۳۳۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ، عَنْ حَنْشٍ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: أُنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ، وَالْبَنُ مَنِيعٌ فِيهَا خَرَزٌ مُعَلَّقَةٌ بِذَهَبٍ ابْتِاعَهَا رَجُلٌ بِتِسْعَةِ دَنَانِيرٍ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُ وَبَيْنَتَهُ»، فَقَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ الْحِجَارَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُمَا»، قَالَ: فَرَدَدَهُ حَتَّى مُيِّزَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ ابْنُ عِيسَى: أَرَدْتُ التِّجَارَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "وَكَانَ فِي كِتَابِهِ الْحِجَارَةُ تُغَيَّرُهُ، فَقَالَ: التِّجَارَةُ".

ترجمہ فضالہ بن عبید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس خیبر کے سال ایک ہار آیا جس میں سونا اور خر مہرے (یعنی جواہرات اور قیمتی پتھر) لگے ہوئے تھے۔ ابو بکر اور ابن مَنِيع فرماتے ہیں کہ ایسے پتھر تھے جو سونے سے ملع تھے ایک شخص نے اس کو نو دینار یا سات دینار میں خرید لیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسکی بیع اسوقت تک جائز نہیں جب تک کہ اس کے اجزاء کو الگ الگ نہ کر لیا جائے اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے تو پتھر خریدنے کا ارادہ کیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ (خریداری) جائز نہیں جب تک کہ ان کو جدا جدا نہ کر لیا جائے تو اس شخص نے وہ ہار واپس کر دیا یہاں تک کہ سونا اور جواہر کو الگ کر دیا گیا اور ابن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ لفظ أَرَدْتُ التِّجَارَةَ ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اور ان کی کتاب میں الْحِجَارَةُ کا لفظ تھا (لیکن انہوں نے اسکو بدل کر التِّجَارَةُ کا لفظ استعمال کیا ہے)۔

تخریج: صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۹۱) سنن النسائی - البیوع (۴۵۷۳) سنن النسائی - البیوع (۴۵۷۴) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۵۱) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۱۹/۶) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۲۱/۶)

شرح الحدیث: عَامَ خَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ: وفي رواية: فِيهَا خَرَزٌ مُعَلَّقَةٌ بِذَهَبٍ ابْتِاعَهَا رَجُلٌ بِتِسْعَةِ دَنَانِيرٍ أَوْ بِسَبْعَةِ دَنَانِيرٍ۔

مال ربوی و غیر ربوی مخلوط کی بیع کا حکم: یعنی حضور ﷺ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا فتح خیبر

والے سال، کہ ایک ہار جس میں سونا اور خر مہرے یعنی جواہرات وغیرہ قیمتی پتھر بھی تھے اور دوسرے روایت میں ہے کہ ایسا قلابہ جس کے اندر خر مہرے سونے کے ساتھ نکلے ہوئے تھے، اس قلابہ کو ایک شخص نے نو یا سات دینار میں خرید لیا تھا، اور دوسری روایت میں ہے کہ بارہ دینار میں خرید لیا تھا، اور دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ خریدنے والا شخص کہتا ہے کہ جب میں نے اس قلابہ کے اجزاء کو الگ الگ کیا تو اس میں سے جو سونا نکلا وہ بارہ دینار سے زائد تھا (یعنی اور دوسری چیزیں جو اہر وغیرہ وہ مزید برآں) یہ شخص مذکور کہتا ہے کہ میں نے اس کا ذکر حضور ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفْضَلَ یعنی اس قسم کے ہار کی بیع مجموعی طور پر جائز نہیں جب تک سب اجزاء کو الگ الگ نہ کر لیا جائے۔

مسئلہ ثابته بالحديث میں مذاہب ائمہ: اگر کسی ہار میں جواہرات کے علاوہ سونا لگا ہوا ہو تو اس کی بیع خالص سونے کے ساتھ یا ایسے ہی جس قلابہ میں چاندی لگی ہوئی ہو اس کی بیع چاندی کے ساتھ امام شافعی و احمد کے نزدیک مطلقاً جائز نہیں، جب تک سب کو الگ الگ نہ کر لیا جائے، اندیشہ رہا کی وجہ سے، ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے اور حنفیہ کا مذہب اس جیسے مسئلہ میں یہ ہے کہ اگر کسی طرح بالجزم یہ معلوم ہو کہ وہ خالص سونا اس سونے سے جو قلابہ میں لگا ہوا ہے زائد ہے اور قلابہ والا سونا کم ہے تو اس صورت میں بیع جائز ہوگی، ایک طرف کا سونا دوسری طرف کے سونے کے مقابلہ میں ہو جائے گا اور وہ جو خالص سونے کی زیادتی ہے ایک جانب میں وہ دوسری جانب کے جواہر کے مقابلہ میں ہو جائے گی، اور اس صورت میں کوئی ربا لازم نہیں آئے گا کما هو ظاہر، یہ صرف ایک صورت تو ہے جواز کی، اور اگر وہ مذہب مفسوز (خالص سونا، غیر مخلوط) ذہب مخلوط کے برابر یا اس سے اقل ہو تو ان دونوں صورتوں میں یہ بیع ناجائز ہوگی لزوم رہا کی وجہ سے، اور امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ اگر وہ ذہب مخلوط بالغیر تابع ہو غیر کے بایں طور کہ ثلث یا ثلث سے کم ہو تب تو یہ بیع جائز ہے ورنہ نہیں، اس کے بعد آپ سمجھیے کہ یہاں حدیث میں جو صورت پائی گئی ہے جس کو حضور ﷺ نے منع فرمایا یہ وہی صورت ہے جو حنفیہ کے نزدیک بھی ممنوع ہے اس لئے کہ اس مثال میں تو ذہب مفسوز بجائے اکثر ہونے کے برابر بھی نہیں تھا ذہب مخلوط کے بلکہ اس سے اقل تھا اور یہ ہمارے یہاں بھی ناجائز ہے، لہذا حدیث حنفیہ کے خلاف نہیں، اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حدیث میں تو اس قسم کے قلابہ کی بیع کو تجزیہ و تفصیل سے قبل ناجائز قرار دیا گیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ تجزیہ و تفصیل کے بعد جس صورت میں جائز ہوتا ہے اسی صورت میں ہم بھی اس کو جائز قرار دیتے ہیں، اور جس صورت میں ناجائز ہوتا ہے اس کو ہم بھی ناجائز قرار دیتے ہیں، غرض یہ کہ تجزیہ و تفصیل معرفت مقدار کا ذریعہ ہے تاکہ کمی زیادتی کا علم ہو جائے اور ربا لازم نہ آئے، لیکن اگر بدون تجزیہ و تفصیل کے معرفت مقدار حاصل ہو جائے ہم اسی کو جائز قرار دے رہے ہیں اور بغیر اس کے ہم بھی اس کو ناجائز مانتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مذعجہ اور اس کی شرح و مثال: کتب شافعیہ میں اس مسئلہ ① کو مسئلہ مدعجہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے

جیسا کہ امام نوویؒ کے کلام میں شرح مسلم میں مذکور ہے جس کی صورت انہوں نے یہ لکھی ہے کہ اگر ایک جانب میں مدعجہ اور درہم ہو (یعنی ایک مد تمر جس کے ساتھ ایک درہم بھی ہو) اور اسکی بیع کی جائے مدین عجمہ کے ساتھ یعنی دوسری جانب صرف تمر ہے لیکن بجائے ایک مد کے دو مد، یا درہمیں کے ساتھ یعنی یا دوسری جانب صرف درہم ہوں لیکن ایک نہیں بلکہ دو تو یہ جائز نہیں۔ یہ قلاہ والا مسئلہ اس کی تشریح و مذاہب ائمہ امام نوویؒ نے حدیث الباب کے تحت شرح مسلم پر ذکر کئے ہیں^①، اس کی طرف رجوع کیا جائے فقہ کلام نفیس فی شرح هذا الحديث۔

حدیث الباب میں یہ بھی ہے کہ جب حضور ﷺ نے اس ہار خریدنے والے کو اس بیع سے منع فرمایا تو اس نے کہا: إِنَّمَا أَهْدُتُ الْجَاهِلَةَ، تو آپ ﷺ نے تب بھی اجازت نہیں دی، اس شخص کی مراد یہ تھی کہ شراء قلاہ سے میرا مقصود و مطلوب وہ جواہرات ہیں جو اس میں نکلے ہوئے ہیں، یعنی سونا مقصود نہیں، اور یہ جواہرات اموال ربوئہ میں سے ہیں نہیں لہذا اجازت ہونی چاہیے۔

۳۳۵۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عُمَرَ، عَنْ حَدَّثِ الصَّنَعَانِي، عَنْ فَصَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِأَثْنِي عَشَرَ دِينَارًا فِيهَا ذَهَبٌ، وَخَرَزٌ فَقَصَلْتُهَا، فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ أَثْنِي عَشَرَ دِينَارًا، قَدْ كَثُرَتْ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفْصَلَ»۔

ترجمہ فضالہ بن عبیدؒ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ دینار میں خریدا جس میں سونا اور پتھر (گنیمہ) تھا میں نے ان کو الگ الگ کیا تو اس میں سونا بارہ دینار سے زیادہ کا نکلا تو میں نے اس بات کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس (ہار) کو سونا اور گنیمہ علیحدہ کئے بغیر فروخت نہ کیا جائے۔

خروج: صحيح مسلم - المساقاة (۱۵۹۱) سنن النسائي - البيوع (۴۵۷۳) سنن النسائي - البيوع (۴۵۷۴) سنن أبي داود - البيوع (۳۳۵۲) مسند احمد - باقي مسند الانصار (۱۹/۶) مسند احمد - باقي مسند الانصار (۲۱/۶)

۳۳۵۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنِ الْجَلَّاحِ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي حَنْشُ الصَّنَعَانِي، عَنْ فَصَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ يُبَايِعُ الْيَهُودَ الْأَوْقِيَّةَ مِنَ الذَّهَبِ بِالدِّينَارِ، قَالَ: غَبِرَ قُتَيْبَةُ بِالدِّينَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُبْيَعُوا الذَّهَبَ بِالدَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوِزْنٍ»۔

ترجمہ فضالہ بن عبیدؒ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم خیبر کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور یہود سے دینار کے عوض ایک اوقیہ سونا خرید لیا کرتے تھے۔ قتیبہ کے علاوہ دوسرے راوی نے کہا کہ دو یا تین دینار کے عوض خریدتے تھے پھر آگے دونوں راوی متفق ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونا سونے کے بدلے نہ بیچو مگر وزن کر کے۔

تصحیح صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۹۱) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۵۳) مسند احمد - باقی مسند الانصاف (۱۹/۶) مسند احمد - باقی مسند الانصاف (۲۲/۶)

شرح الحدیث: بُنَائِعُ الْيَهُودِ الْأَوْقِيَّةُ مِنَ الذَّهَبِ بِالْذِّيْنَارِ، قَالَ: غَيْرُ قُتَيْبَةَ بِالْذِّيْنَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ: اس حدیث کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ ہم لوگ یہود خیبر کو دو یا تین دینار دیکر ایک وقیہ سونے کا خرید لیتے تھے وقیہ نام ہے چالیس درہم کا، اور ظاہر بات ہے کہ چالیس درہم وزن کے برابر سونا کون فروخت کر سکتا ہے دو یا تین دینار کے بدلہ میں اس لئے یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ الوقیہ من ذہب وخرز وغیرہ یعنی ایسا ہار جس کا وزن چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے جس میں سونا اور خرمہرے وغیرہ ہوتے ہیں اس قسم کے ہار کو دو یا تین دینار میں خرید لیتے تھے۔ قالہ النووی (عون)۔ والحدیث أخرجه مسلم، قالہ المنذری۔

۱۴۔ بَابُ فِي اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرَقِ

باب چاندی کے عوض میں سونا لینے کا حکم

مسئلہ مترجم بہا کی شرح اور بیان مذاہب: اقْتِضَاءُ، بمعنی الاخذ، یعنی خرید و فروخت کے معاملہ میں اگر دینار سے معاملہ ہوا ہے اس کے بجائے درہم لینا یا اگر معاملہ درہم کے ساتھ ہوا ہے اور پھر بعد میں بجائے درہم کے اسی قیمت کے بقدر دنانیر لینا، ایسا کرنا بحساب قیمت مساویاتو بالاتفاق جائز ہے اور بالفرض اگر متفاضلاً ہو تب بھی تراضی طرفین کے ساتھ ^۱ جائز ہے اس لئے کہ اختلاف جنس کی صورت میں تو کمی زیادتی جائز ہے، لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا یعنی دنانیر کے مقابلہ میں درہم، یا درہم کے عوض میں دنانیر لے گا وہ لے گا تقاضل کا اصولاً جائز ہونا وہ امر آخر ہے، لیکن تقابض فی المجلس ضروری ہے جیسے کہ تمام اموال ربویہ کا حکم ہے کیونکہ یہ عقد عقد صرف ہو گا جس میں تقابض فی المجلس ضروری ہے، خطابی فرماتے ہیں: وقد اختلف الناس في اقتضاء الدراهم من الدنانير فذهب أكثر أهل العلم إلى جوازہ ومنع من ذلك أبو سلمة بن عبد الرحمن وابن شبرمة، وكان ابن أبي ليلى يكره ذلك إلا بسعر يومه ولم يعتبر غيره السعر ولم يتأدوا لو كان ذلك بأغلى أو بأرخص من سعر اليوم اه ^۲، یعنی ابن ابی لیلی یہ فرماتے ہیں کہ اس قسم کا تبادلہ اس صورت میں جائز ہے کہ جس روز معاملہ ہوا تھا اس روز درہم و دنانیر کی جو قیمت تھی بازار میں اس قیمت کا اعتبار کرتے ہوئے ہو ورنہ مکروہ ہے، سعر اليوم جس کو خطابی فرما رہے ہیں وہ حدیث الباب میں مصرح ہے: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا بُاسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسَعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرَوْا وَبَيْنَكُمْ شَيْءٌ»، لیکن یہ قید بعض طرق میں ہے بعض میں نہیں، چنانچہ باب کی حدیث ثانی میں نہیں، کما قال المصنف باسنادہ ومعناه الاول اتم لم يذکر 'بِسَعْرِ يَوْمِهَا'، غالباً اسی وجہ سے جمہور نے سعر يوم

① لیکن یہ جواز تقاضل صرف خفیہ کا مسلک ہے، دوسرے ائمہ کے نزدیک جائز نہیں، کما فی هامش البذل عن المؤلف۔

② معالم السنن شرح سنن ابی داؤد - ج ۳ ص ۷۴

کے اعتبار کو ضروری قرار نہیں دیا، خطابیؒ کے کلام میں امام احمدؒ کا مسلک مذکور نہیں، ان کے نزدیک سعر الیوم کی قید ضروری ہے کما قال الموفق کما فی هامش البذل^۱ : وفيه ايضاً: قلت حكي الشوكاني تقييده عن أحمد واليه يشير كلام الترمذي إذ ذكر فيمن قال بالحديث أحمد، وبه جزم الموفق كما سبق اور علامہ سندى کے حاشیہ میں یہ ہے کہ بسعر الیوم کی قید علی طریق الاستحباب ہے۔

۳۳۵۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَالحَمْدُ بْنُ حَبِيبٍ، الْمُعْتَنَى وَاحِدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سَمَاءِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمرَ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ، وَأَخْذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَأَخْذُ الدَّنَانِيرِ، أَخْذُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ وَأُعْطِي هَذِهِ مِنْ هَذِهِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هُوَذَا أَتَاكَ أَسْأَلُكَ إِنِّي أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ، وَأَخْذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَأَخْذُ الدَّنَانِيرِ أَخْذُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ وَأُعْطِي هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسَعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَقْتَرِ قَاوِيَتَكُمْ مَا شِئْتُمْ».

ترجمہ: سعید بن جبیر حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں بقیع میں اونٹ فروخت کرتا تھا تو میں اونٹ فروخت کرتا تھا دینار کی قیمت سے اور دینار کے بدلے میں درہم لیتا تھا اور درہم کی قیمت سے فروخت کرتا تھا تو دینار بدلے میں لیتا تھا یعنی درہم کے بدلے دینار اور دینار کے بدلے درہم لیتا تھا پھر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ حضرت حفصہؓ کے گھر میں تھے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ٹھہریے میں آپ سے مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا ہوں تو میں بیچتا تو دینار کے حساب سے ہوں لیکن درہم اسکے بدلے وصول کر لیتا ہوں اور درہم کے حساب سے بیچتا ہوں تو دینار اسکے عوض لے لیتا ہوں یعنی درہم کے بدلے دینار اور دینار کے بدلے درہم لیتا ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اسی دن کے بھاؤ سے لیتے ہو تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی تم دونوں اس وقت تک جدا ہوتے ہو جب تک کہ بیع پر قبضہ نہ ہو جائے۔

۳۳۵۵ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سَمَاءِ بْنِ حَرْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَالْأَوَّلُ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ بِسَعْرِ يَوْمِهَا.

ترجمہ: سماء سے یہ حدیث اسی سند اور معنی کے ساتھ مروی ہے اور پہلی حدیث زیادہ مکمل ہے اور اس میں اسی دن کے بھاؤ کا ذکر نہیں ہے۔

تخریج: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۴۲) سنن النسائی - البیوع (۴۵۸۲) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۵۴) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۶۲) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۸۳/۲) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۸۱)

شرح الحدیث: اس حدیث میں وہی مسئلہ مذکور ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۱۵۔ بَابُ فِي الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً

باب جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا

یہ باب اور اس میں جو مسئلہ مذکور ہے اس کا حوالہ ہمارے یہاں ”باب فی حسن القضاء“ میں گزر چکا ہے، استقراض الحيوان کے ذیل میں۔

۳۳۵۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً».

حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنے سے منع فرمایا۔

شرح: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۳۷) سنن النسائی - البیوع (۴۲۲۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۵۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۷۰) مسند أحمد - أول مسند البصريين (۱۲/۵) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۶۴)

شرح الحدیث: **مسئلة الباب میں مذاہب ائمہ:** بیع الحيوان بالحيوان اگر یہ اُمید ہے تو بالاتفاق جائز ہے اور مساوات بھی اس میں ضروری نہیں، تقاضا بھی جائز ہے، مثلاً بیع البغیر بالبغیرین، یا بیع العبد بالعبدین، لیکن اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ بیع الحيوان بالحيوان نسيئة بھی جائز ہے یا نہیں، اس میں دو امامؒ ایک طرف ہیں اور دو ایک طرف، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک ناجائز ہے کما فی حدیث الباب: هَمَّى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً، اور امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک یہ بیع جائز ہے، اسی لئے مصنف نے آگے باب قائم کیا ہے ”باب فی الرخصة فی ذلک“، لیکن امام مالکؒ کے نزدیک اس کا جواز اختلاف جنس کی صورت میں ہے، مثلاً ایک طرف اونٹ ہے اور دوسری طرف بکریاں، اور اتحاد جنس کی صورت میں ان کے نزدیک بھی جائز نہیں، تو گویا امام مالکؒ ایک صورت میں حنفیہ و حنابلہ کے ساتھ ہیں اور ایک صورت میں شافعیہ کے، یہ پہلا باب اور اسکی حدیث حنفیہ و حنابلہ کے حق میں ہے اور شافعیہ کے خلاف ہے، امام شافعیؒ و مالکؒ نے اس حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ نسیر جانبین سے ہو جس کو اصطلاح فقہاء میں بیع الکالیء بالکالیء کہتے ہیں اور اگر جانب واحد سے ہو تو اس کو یہ دونوں حضرات ممنوع قرار نہیں دیتے اسی لئے یہ دونوں حضرات استقراض الحيوان کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ اس میں نسیر جانب واحد سے ہوتا ہے اور حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک یہ حدیث اپنے عموم پر ہے یعنی خواہ نسیر من الجانبین ہو یا من جانب واحد، اور اسی لئے ان کے نزدیک استقراض الحيوان بھی ناجائز ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۱۶۔ بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

۸۸ اس مسئلہ (جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنے) کی رخصت ۸۸

۳۳۵۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُجَوَّزَ جَيْشًا تَقْدَرَتْ الْإِبِلُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ فِي قِلَاصِ الصَّدَقَةِ»، فَكَانَ يَأْخُذُ الْبُعِيدَ بِالْبُعِيدِ إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا تو اونٹ ختم ہو گئے پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ صدقہ کی اونٹنیوں کی بنیاد پر (جو پہنچنے والی ہیں) خرید لیں تو وہ ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے صدقہ کے اونٹ آنے کی شرط پر خریدتے تھے۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۵۷) مسند احمد - مسند الکفرین من الصحابة (۱۷۱/۲)

شرح الحدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو ایک لشکر کی تجہیز کا حکم فرمایا یعنی سامان جہاد مہیا کرنے کا، انہوں نے اس کی تیاری شروع کر دی، لیکن درمیان میں اونٹوں کی کمی پڑ گئی انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا، تو حضور ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں کی بنیاد پر لوگوں سے مستعار لے لیں، کہ جب بیت المال میں صدقہ کے اونٹ آئیں گے ان سے یہ دین ادا کر دیا جائے گا، چنانچہ وہ لوگوں سے دو دو اونٹ کے بدلہ میں ایک ایک اونٹ لیتے تھے۔ اس حدیث میں دو باتیں پائی گئیں: استبدال الحیوان بالحویوان متفاضلاً، یعنی حیوانات کا تبادلہ تفاضل کے ساتھ، اس میں تو کوئی اشکال نہیں، یہ تو سب کے نزدیک جائز ہے، دوسری چیز ہے نسب یعنی اس کا جائز ہونا مصنف کی غرض اس باب سے جواز نسب ہی کو بیان کرنا ہے کما فی ترجمۃ الباب۔

حدیث الباب کا حنفیہ و حنابلہ کی طرف سے جواب: یہ حدیث حنفیہ و حنابلہ کے خلاف ہوئی اور شافعیہ کے موافق، ان حضرات کی طرف سے ایک جواب تو اس حدیث کا نسخ کے ساتھ دیا گیا کہ عبد اللہ بن عمروؓ کی حدیث منسوخ ہے ذکرہ الطحاوی احتمالاً، علامہ شوکانی فرماتے ہیں: لا شک أن أحادیث النہی وإن کان کل واحد منها لا یخلو عن مقال لکنها ثبتت من طریق ثلاثة من الصحابة سمرۃ (کما فی الباب الذی قبلہ) وجابر بن سمرۃ وابن عباس وبعضہا یقوی بعضا فہی أرجح من حدیث واحد غیر خال عن المقال وهو حدیث عبد اللہ بن عمروؓ^۱ یعنی منع کی روایات متعدد صحابہ سے مروی ہیں حضرت سمرہ وجابر بن سمرہ اور ابن عباس، اور جواز کی روایت جو کہ صرف ایک ہی طریق سے مروی ہے اور وہ بھی ایسی جو کلام اور

ضعف سے خالی نہیں، اور ویسے بھی اصولاً دلیل تحریم کو ترجیح دی جاتی ہے دلیل اباحت پر (بذل ۱)۔

۱۷۔ بَابُ فِي ذَلِكَ إِذَا كَانَ يَدًا بَيْدًا

باب اسی قسم کی بیع (جانور کو جانور کے عوض) ہاتھ در ہاتھ فروخت کرنے کے متعلق حکم

۳۳۵۰ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْأَهْمَدِيُّ، وَثَقَيْنِيَّةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، أَنَّ اللَّيْثَ، حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى عَبْدًا ابْعَدَيْنَ.

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک غلام دو غلاموں کے بدلے خریدا۔

صحیح مسلم - المساقاة (۱۶۰۲) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۳۹) جامع الترمذی - السیر (۱۵۹۶) سنن النسائی - البیعة (۴۱۸۴) سنن النسائی - البیوع (۴۶۲۱) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۵۸) سنن ابن ماجہ - الجہاد (۲۸۶۹) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۳۵۰/۳)

یعنی آپ ﷺ نے دو غلاموں کے بدلہ میں ایک غلام خریدا، یعنی يَدًا بَيْدًا کافی ترجمہ الباب، اور یہ بالاتفاق جائز ہے کما مر فی الباب السابق۔ والحديث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی بإسناد منه، قاله المنذرى۔

۱۸۔ بَابُ فِي التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

باب بکھجور کو بکھجور کے عوض فروخت کرنے کے متعلق حکم

یہ دونوں تائے مثناة من فوق سے ہیں اور ایک نسخہ میں فی التمر بالتمر ہے یعنی پہلا ثناء سے اور دوسرا ثناء سے اور رائج بھی یہی نسخہ ثانیہ ہے حدیث الباب کے پیش نظر۔

۳۳۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّ زَيْدًا أَبَا عِيَّاشٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالْبَيْضَاءِ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْبَيْضَاءُ قَالَ: فَتَهَاةٌ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطْبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيَنْقُصُ الرُّطْبُ إِذَا بَيْسَ؟» قَالُوا نَعَمْ، فَتَهَاةٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، نَحْوَ مَا لَكَ.

عبد اللہ بن یزید سے روایت ہے کہ زید ابو عیاش نے انہیں بتلایا کہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے گےہوں کو عمدہ خشک جو کے عوض فروخت کرنے کے متعلق دریافت کیا تو سعدؓ نے پوچھا کہ ان میں سے عمدہ کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ گےہوں اس پر انہوں نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے خشک بکھجور کو تر بکھجور کے عوض

فروخت کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے؟ جواب دیا گیا: جی ہاں اس پر آپ ﷺ نے اس فروخت سے منع فرما دیا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اسماعیل بن امیہ نے مالک کی طرح روایت کیا ہے۔

صحیح جامع الترمذی - البیوع (۱۲۲۵) سنن النسائی - البیوع (۴۵۴۵) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۵۹) سنن ابن ماجہ - التجارہات (۲۲۶۴) مسند احمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱۷۵/۱) موطا مالک - البیوع (۱۳۱۶)

شرح الحدیث من حیث الفقہ مضمون حدیث یہ ہے کہ کسی شخص نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ کیا خطہ کی بیع سلت کے ساتھ جائز ہے؟ سلت شعیر کی ایک عمدہ قسم ہوتی ہے جس کا قشر باریک ہوتا ہے یعنی لطیف قسم کا جو، جو عوام میں جو پیبیری کے ساتھ مشہور ہے، تو اس پر حضرت سعدؓ نے پوچھا کہ ان دو میں عمدہ کونسا ہے سائل نے جواب دیا کہ عمدہ تو گیہوں ہی ہوتا ہے انہوں نے اس کا یہ جواب سن کر بیع سے منع کر دیا، یہ حدیث احادیث مشککہ میں سے ہے غیر واضح المعنی، اس لئے کہ نہیں معلوم کہ سائل کی غرض بیع نسیئہ سے ہے یا بدایید سے اگر سوال کا تعلق بیع نسیئہ سے ہے تب تو اس مسئلہ کا حکم واضح ہے کہ بالاتفاق ناجائز ہے یہ دونوں اموال ربویہ میں سے ہیں پھر افضل اور غیر افضل سے سوال کے کیا معنی اور اگر مراد اس بیع سے وہ ہے جو بدایید ہو تو پھر اس میں دو احتمال ہیں متفاضلاً یا متساویاً، اگر متساویاً مراد ہو تب بالا جماع جائز ہے اور اگر متفاضلاً مراد ہے تو اس صورت میں بھی ائمہ ثلاث اور جمہور کے نزدیک تو جائز ہے لیکن یہ صورت امام مالکؒ کے نزدیک ناجائز ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک جیسا کہ پہلے گزر چکا خطہ اور شعیر متحد الجنس ہیں اس صورت میں حضرت سعدؓ کا جواب مالکیہ کے مسلک کے موافق ہو گا، ہو سکتا ہے ان کی رائے بھی امام مالکؒ کے موافق ہو لیکن اس صورت میں حضرت سعدؓ کا استدلال کرنا اس حدیث سے جو انہوں نے ذکر فرمائی یعنی بیع التمر بالرطب جس کو حضور ﷺ نے ناجائز قرار دیا تھا اس سے ان کا استدلال صحیح نہیں، کیونکہ اس حدیث میں بیع التمر بالرطب سے بیع متساویاً مراد ہے نہ کہ متفاضلاً پھر حضرت سعدؓ کا اپنے مسئلہ میں اس حدیث سے استدلال کرنا کیسے درست ہو اسی لئے ہم نے کہا تھا کہ یہ حدیث مشکل ہے۔

بیع الرطب بالتمر میں امام صاحب کا اختلاف اور دلیل: بیع الرطب بالتمر کا مسئلہ خود اختلافی ہے اور علماء کے مابین مشہور ہے وہ یہ کہ بیع الرطب بالتمر متساویاً جمہور علماء ائمہ ثلاث اور صاحبین کے نزدیک اسی حدیث کی بنا پر ناجائز ہے اس لئے کہ آپ نے صحابہ سے دریافت فرمایا تھا کہ کیا رطب خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے، تو صحابہ نے عرض کیا جی ہاں کم ہو جاتی ہے، اس پر آپ نے اس سے منع فرما دیا کیونکہ اگرچہ فی الحال مساوات پائی جا رہی ہے لیکن آئندہ مستقبل میں بعد الییس مساوات باقی نہیں رہے گی لیکن اس مسئلہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی رائے جمہور کے خلاف جو از بیع کی ہے وہ فرماتے ہیں اس لئے کہ رطب دو حال سے خالی نہیں، یا وہ من جنس التمر ہوگی یا نہیں، اگر من جنس التمر ہے تو جس طرح بیع التمر

بالتمر متساویا بالاتفاق جائز ہے، اسی طرح یہ بھی جائز ہونہ چاہیے اور اگر شق ثانی کو لیا جائے یعنی یہ کہ رطب من جنس التمر نہیں ہے بلکہ خلاف جنس سے ہے تو اس کے بارے میں خود حدیث میں تصریح ہے و اذا اختلف الجنس فبیعوا کیف شئتم، پس حاصل یہ کہ اگر رطب تمر کی جنس سے ہے تو اول حدیث کے پیش نظر یہ بیع جائز ہونی چاہیے اور اگر خلاف جنس سے ہے تو پھر آخر حدیث کی وجہ سے یہ بیع جائز ہونی چاہیے لیکن یہ حدیث سعد بن ابی وقاصؓ جس میں آپ ﷺ نے یہ سوال فرمایا: أَيْقُصُّ الرُّطْبُ إِذَا بَيْسَ؟ امام ابو حنیفہؒ کے خلاف ہے اس کا جواب صاحب ہدایہ وغیرہ نے یہ دیا ہے کہ اس حدیث کا مدار زید بن عیاش پر ہے وہ مجہول اور ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث بیع نسیئہ پر محمول ہے جیسا کہ اسی حدیث کے دوسرے طریق میں صراحت آ رہا ہے: هَكَذَا رَوَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الرُّطْبِ بِالتَّمْرِ نَسِيئَةً، وَفِي حَاشِيَةِ الْبَذْلِ عَنْ "الْبَحْرِ الرَّائِقِ" لَوْ صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مُخَالَفٌ لِلرَّوَايَاتِ الشَّهِيرَةِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ مِثْلًا، مِثْلًا، وَإِذَا اختلفا فَكَيْفَ شِئْتُمْ۔

زید بن عیاش جن کی کنیت ابو عیاش ہے اس راوی کے مجہول اور معروف، اسی طرح ثقہ اور ضعیف ہونے میں علماء رجال کا اختلاف ہے بذل المجہود میں یہ سب اختلاف مذکور ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے^۱۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۳۶ - حَدَّثَنَا الزَّبَّاعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَنَّ أَبَا عِيَّاشٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، يَقُولُ: «هَكَذَا رَوَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الرُّطْبِ بِالتَّمْرِ نَسِيئَةً»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عُمَرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ مَوْلَى لَبْنِي مَخْزُومٍ، عَنْ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

ترجمہ: عبد اللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ ان کو ابو عیاش نے بتایا کہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خشک کھجور کو تر کھجور کے عوض ادھار بیچنے سے منع فرمایا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عمران ابن ابی انس نے بنو مخزوم کے مولی سے انہوں نے سعد سے اسی کے مثل روایت کیا۔

جامع الترمذی - البیوع (۱۲۲۵) سنن النسائی - البیوع (۴۵۴۵) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۶۰) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۲۶۴)

۱۹ - بَابُ فِي الْمَزَابَةِ

باب بیع مزابنہ کے حکم کے بارے میں

بیع مزابنہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ: بیع مزابنہ کی تعریف یہ ہے بیع ما علی الشجر من التمر بالتمر المجذوز کیلا یعنی مالک باغ کا ان کھجوروں کو جو درخت پر لگی ہوئی ہیں اندازہ لگا کر ان کھجوروں کے بدلہ میں کیل کر کے بیچنا جو زمین پر ٹوٹی

ہوئی رکھی ہیں چونکہ درختوں کی کھجوروں کی مقدار محض اندازے متعین کی گئی ہے اس لئے یوں سمجھیے کہ یہ بیع التمر بالتمر جزا فاعہ نہ کہ کیلا اور اس صورت میں کمی زیادتی کا قوی احتمال ہے جو کہ رہا ہے اسی لئے یہ بیع بالا جماع ناجائز ہے یہ ماخوذ ہے زین سے بمعنی الدفع، اس بیع میں چونکہ ظن غالب ہوتا ہے اس بات کا کہ متعاقدین میں سے کسی ایک کا زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور دوسرے کا نقصان جس کا علم بعد میں ہوتا ہے تو اب وہ نقصان کے علم کے بعد کوشش کرتا ہے اس بیع کو فسخ کرنیکی اور اس کا جو مقابل ہے وہ فسخ کے لئے تیار نہیں ہوتا اس کا نفع بیع کو باقی رکھنے میں ہوتا ہے اس لئے اس میں جانبین سے مدافعت ہوتی ہے اسی لئے اس کو بیع مزابنہ کہتے ہیں۔

۳۳۶۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَعَنْ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے درخت پر لگی ہوئی کھجور کو کئی کھجور کے عوض اندازے سے بیچنے سے منع فرمایا اور انگوروں کو کشمش کے عوض بیچنے سے منع فرمایا (یعنی اندازے سے) اور کھڑی کھیتی کو گیہوں کے بدلے کیل کر کے (اندازے سے) بیچنے سے منع فرمایا۔

تخریج: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۶۳) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۴) سنن النسائی - البیوع (۴۵۳۲) سنن النسائی - البیوع (۴۵۳۳) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۶۵) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۵/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۱۷)

شرح الحدیث: یعنی منع فرمایا آپ ﷺ نے ان کھجوروں کی بیع سے جو درخت پر لگی ہوئی ہوں ان کھجوروں کے بدلہ میں جو ٹوٹی ہوئی ہیں کیل کر کے۔ کیلا کا تعلق ان کھجوروں سے ہے جو زمین پر ٹوٹی ہوئی ہیں، اس لئے کہ جو درخت پر ہیں ان کو ناپنا اور کیل کرنا تو ممکن ہی نہیں، اور اسی طرح منع فرمایا آپ نے انگوروں کی بیع سے جو درختوں پر ہیں کشمش کے بدلہ میں کشمش کو کیل کر کے، اور تیسرا جزء حدیث کا یہ ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے کھڑی کھیتی کی بیع سے گیہوں کے بدلہ میں کیل کر کے۔ وجہ منع کی ظاہر ہے کہ ان تمام بیوع کا مدار تخمین پر ہے جس میں تفاضل کا احتمال قوی ہے جو کہ رہا ہے اتحاد جنس کی وجہ سے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه بنحوه، قاله المنذرى۔

۲۰۔ باب فی بیع العزایا

باب عرایا (عطیہ) کی بیع کرنے کا حکم

۳۳۶۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، أَخْبَرَنِي خَاصِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَزَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطْبِ».

ترجمہ: خارجہ بن زید بن ثابت اپنے والد زید بن ثابت سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیع عرایا میں تر کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے میں (یعنی درخت پر لگی ہوئی کو اتری ہوئی کے عوض) بیچنے کی اجازت دی ہے۔

تخریج: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۷۶) صحیح البخاری - المساقاۃ (۲۲۵۱) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۹) جامع الترمذی - البیوع (۱۳۰۰) سنن النسائی - البیوع (۴۵۳۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۶۲) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۶۸) مسند أحمد - مسند الأنصار رضی اللہ عنہم (۱۸۱/۵) موطأ مالک - البیوع (۱۳۰۷) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۸)

شرح الحدیث: عرایا کی حقیقت اور مصداق میں اختلاف ائمہ: عرایا عربیہ کی جمع ہے، عربیہ بمعنی عطیہ، اس کی جمع عرایا جیسے عطیہ کی جمع عطایا، عربیہ میں جمہور علماء اور حنفیہ کا اختلاف ہے، اس کے حکم میں بھی اور حقیقت میں بھی، چنانچہ آگے مستقل باب آرہا ہے تفسیر العرایا جمہور کے نزدیک عرایا از قبیل بیع ہے، بالفاظ دیگر بیع مزابنہ کا ایک فرد ہے، اور جو حقیقت بیع المزابنہ کی ہے جمہور کے نزدیک وہی حقیقت عرایا کی ہے، لیکن لا مطلقاً بل فی مقدار، مخصوص، یعنی بیع مزابنہ جس کی تفسیر اوپر گزشتہ باب میں گزر چکی ہے وہ عند الجمہور ایک مخصوص مقدار میں جائز ہے، اور اس سے زائد میں جائز نہیں اس مقدار سے اگر زائد ہوگی تو پھر اس کا نام بیع العربیہ نہ ہو گا بلکہ بیع المزابنہ ہو گا جو کہ ممنوع ہے اور وہ مخصوص مقدار کیا ہے اس کا باب آگے مستقل آرہا ہے چنانچہ امام نوویؒ^۱ نے عربیہ کی تعریف جو کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص جس کے پاس تر یعنی خشک کھجوریں ہیں وہ کسی باغ والے کے پاس جا کر اس طرح معاملہ کرے کہ اپنے باغ کے ان چند درختوں پر جو پھل ہے کسی خاص سے اس کا خرص کر کے یعنی یہ کہ ان پر جو تر کھجوریں لگی ہوئی ہیں خشک ہونے کے بعد ان کی کیا مقدار رہے گی تو اسی مقدار کے برابر مجھ سے یہ کھجوریں لے لے اور یہ درخت میرے حوالہ کر دے پس وہ دونوں تقابض فی المجلس کر لیں مشتری تمر کی وہ مقدار صاحب نخل کے حوالہ کر دے اور صاحب نخل ان نخل کو مشتری کے حوالہ کر دے لیکن مخصوص مقدار کے اندر یعنی مادون خمسة اوسق اور اگر وہ کھجوریں پورے پانچ و سق ہوں اس میں امام شافعیؒ کے دونوں قول ہیں، اصح القولین عدم جواز ہے^۲۔ اور عند الحنفیہ بیع مزابنہ کا کوئی فرد بھی جائز اور حلال نہیں، اور عربیہ جس کی حقیقت عند الجمہور بیع ہے حنفیہ کے نزدیک اس کی حقیقت بیع نہیں ہے بلکہ تبادلہ فی الہبہ ہے جس کی شکل یہ ہے کہ ایک شخص جو بڑے باغ والا ہے وہ اپنے باغ کے چند درختوں کو یعنی ان کے پھلوں کو کسی نادار آدمی کو ہبہ کر دے تاکہ وہ نادار شخص بھی ان درختوں کے پھل سے متفع ہو تا رہے چنانچہ وہ نادار شخص یعنی مغربی لہ وقتاً فوقتاً اس باغ میں ان درختوں سے پھل لینے کے لئے جاتا رہتا ہے اس کی اس بار بار آمد و رفت سے اس باغ والے کو گرانی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ مع اپنے اہل و عیال کے باغ میں مقیم ہے تو اس پر وہ باغ والا اس اذیت

سے بچنے کیلئے یہ صورت اختیار کرتا ہے کہ وہ اس معریٰ لہ سے یہ کہتا ہے کہ تم اندازہ کر کے بتاؤ کہ ان درختوں پر جو پھل ہیں وہ کتنے ہوں گے تاکہ اسی کے بقدر ہم تم کو تمر یعنی ٹوٹی ہوئی کھجوریں خشک پھلوں کے توڑنے کے وقت میں ادا کر دیں گے، اب ظاہر ہے اس بیچارہ کو کیا اس میں انکار ہو سکتا ہے اس کو تو جو کچھ مل رہا ہے مفت ہی میں ہے، باقاعدہ کوئی بیع تو ہے ہی نہیں وہ اس کو منظور کر لیتا ہے، اور اس کے جائز ہونے میں کوئی تردد کی بات ہی نہیں ہے، پس حنفیہ یہی کہتے ہیں کہ احادیث میں اس عریہ کا ذکر آتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے ^①۔ یعنی معریٰ لہ کو تر کھجوروں کے بدلہ میں جو درخت پر لگی ہوئی ہیں لیکر اس کے بدلہ میں تمر یعنی خشک کھجوریں دے دینا موطا محمد میں بھی امام مالک سے عریہ کی یہی تفسیر منقول ہے حنفیہ کے نزدیک یہ معاملہ صرف واہب اور موہوب لہ کے درمیان ہے اور شافعیہ حنابلہ کے نزدیک چونکہ عریہ کی حقیقت بیع ہے یعنی بیع مزانبہ کا ایک فرد لہذا ان کے نزدیک اس قسم کا معاملہ کسی بھی شخص کے ساتھ کیا جاسکتا ہے جس طرح بیع ہوا کرتی ہے، ان کے نزدیک اس معاملہ کا تعلق واہب اور موہوب لہ سے نہیں، اسی لئے اس کو انہوں نے بیع قرار دیا اور ہر شخص کے ساتھ مقدار مخصوص میں اس بیع کو جائز قرار دیا، اب یہ کہ وہ مقدار مخصوص کیا ہے اس کا بیان آگے مستقل باب میں آ رہا ہے، مالکیہ کا مسلک اس میں بین بین ہے چنانچہ حضرت شیخ نے الأیوب والتراجم میں مذاہب اربعہ اسکے بارے میں اس طرح لکھے ہیں: وحاصل اختلاف الأئمة في ذلك انما رجوع الواهب في هبته بعوض عند الحنفية و شراء الواهب هبة عند المالكية وقال الشافعي وأحمد ان هذا القدر أي مقدار خمسة اوسق مستثنى من النهي عن المزانة فيجوز بيعه مع الواهب وغيره، كذا في هامش اللامع اه.

٣٣٦٣ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ، وَرَخَّصَ فِي التَّعَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَمْرِ صِهْيَا كُلُّهَا أَهْلُهَا طَبَا».

سہل بن ابی حشمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درخت پر لگی ہوئی کھجور کو (خشک) کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا اور بیع عریا میں اس کی اجازت دی ہے کہ وہ اسکو کھجوروں کا اندازہ کر کے بیچ سکتا ہے تاکہ صاحب عریہ کے گھر والے تازہ کھجور کھا سکیں۔

شرح: صحيح البخاري - البيوع (٢٠٧٩) صحيح البخاري - المساقاة (٢٠٥٤) صحيح مسلم - البيوع (١٥٤٠) جامع الترمذي - البيوع (١٣٠٢) سنن النسائي - البيوع (٤٥٤٢) سنن النسائي - البيوع (٤٥٤٣) سنن أبي داود - البيوع (٣٣٦٣)

① بذل المجهود (ج ٥ ص ١٩٤) میں بدائع الصنائع (ج ١٥ ص ٢٥) سے نقل کیا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک عریہ کی تفسیر وہ ہے جس کو امام مالک نے موٹا میں ذکر فرمایا ہے: وهو أن يكون لرجل نخيل فيعطى رجلا منها ثمرة نخلة أو ثغلتين يلقطهما لعياله، ثم ينقل عليه دخوله حائطه، فيسأله أن يتجاوز له عنها على أن يعطيه بمكيلتها ثمرا عند إصرام النخل - وذلك ما لا بأس به عندنا؛ لأنه لا بيع هناك، بل التمر كله لصاحب النخل، فإن شاء سلم له ثمرة النخل وإن شاء أعطاه بمكيلتها من التمر، إلا أنه سماه الراوي بيعا لتصوره بصورة البيع، لأن يكون بيعا حقيقة، بل هو عطية، ألا ترى أنه لم يملكه المعري له لا بعدام القبض؟ فكيف يجعل بيعا؟ ولأنه لو جعل بيعا لكان بيع التمر بالتمر إلى أجل - وإنه لا يجوز بلا خلاف، إلى آخر ما في البذل.

۲۱۔ باب فی مقدار العربیۃ

باب عربیہ کی (جائز) مقدار کے بارے میں

۳۳۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحَصِينِ، عَنْ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ لَنَا الْقَعْنَبِيُّ: فِيمَا قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ أَبِي شَفِيَّانٍ وَاسْمُهُ قُزَّيْمَانٌ، مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْسُقٍ، أَوْ فِي خُمْسَةِ أَوْسُقٍ» شَكَ دَاوُدُ بْنُ الْحَصِينِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثٌ جَابِرٌ، إِلَى أَنْهَبَةِ أَوْسُقٍ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عریا کی بیچ میں پانچ وسق سے کم یا پانچ وسق کی اجازت دی راوی کو پانچ وسق یا اس سے کم کے الفاظ میں شک ہے۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۷۸) صحیح البخاری - المساقاة (۲۲۵۳) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۴۱) جامع الترمذی - البیوع (۱۳۰۱) سنن النسائی - البیوع (۴۵۴۱) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۶۴) مسند احمد - باقی مسند المکترین (۲۳۷/۲) موطا مالک - البیوع (۱۳۰۸)

شرح الحدیث: مسئلۃ الباب کی تشریح اور اس میں اختلاف ائمہ: یعنی جس مقدار میں عربیہ جائز ہے وہ کیا ہے؟ مادون خمسۃ اوسق کے جواز میں تو جمہور کا اتفاق ہے اور مافوق خمسۃ اوسق کے عدم جواز پر اتفاق ہے، اور خمسۃ اوسق یعنی پورے پانچ وسق میں، اس کے بارے میں روایت میں شک راوی ہے جیسا کہ حدیث الباب میں ہے، اوپر امام نوویؒ کے کلام میں گزر چکا کہ ان کے اس میں دو قول ہیں، اور اصح قول عدم جواز ہے، ابن المنذر فرماتے ہیں کہ پانچ وسق کے اندر رخصت مشکوک فیہ ہے، اور بھی عن المزاینہ ثابت ہے، پس ضروری ہے یہ کہ پانچ وسق کے اندر عربیہ مباح نہ ہو سوائے قدر متیقن کے، اور پھر آگے وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو حضرت جابرؓ نے بھی روایت کیا ہے فانتہی بہ الی اربعۃ اوساق یعنی جابر کی روایت میں صرف چار ہی وسق مذکور ہیں لہذا صرف اسی مقدار میں عربیہ مباح ہو گا اور اس سے زائد میں محظور و ممنوع، هذا القول صحیح وقد الزمه المزنی الشافعی وهو لازم علی اصله ومعناه قاله الخطابی یعنی امام مزنی کی تحقیق بھی یہی ہے^۱ اور انہوں نے امام شافعیؒ کا مسلک بھی یہی قرار دیا ہے جیسا کہ امام شافعیؒ کا قاعدہ ہے اھ یہ اشارہ ہے اس طرف جو حضرت امام شافعیؒ سے منقول ہے اذ اصح الحدیث فهو مذہبی، امام احمد کے نزدیک جواز صرف مادون الخمسۃ میں ہے اور مالکیہ کے نزدیک رائج قول پانچ وسق کے جواز کا ہے اور شافعیہ کے نزدیک عدم جواز ہے مثل حنابلہ کے (من التحفہ وغیرہ)۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی، قاله المنذری۔

۲۲۔ باب تفسیر العزایا

باب عرایا کی وضاحت کے بیان میں

۳۳۶۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: «الْعَرِيَّةُ الرَّجُلُ يُعْرِى الثَّخْلَةَ، أَوِ الرَّجُلُ يَسْتَتْنِي مِنْ مَالِهِ الثَّخْلَةُ، أَوِ الْاِئْتِنَانِ بِأَكْلَاهَا فَيَبِيعُهَا بِتَمَرٍ».

سرخیت: عبد ربہ بن سعید الانصاری سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ عریہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کھجور کا درخت دے یا ایک شخص اپنے باغ میں سے ایک یا دو کھجور کے درخت کا استثناء کرے تاکہ وہ فقیر اس (کے پھل) کو کھائے پھر یہ فقیر اس (مستثنیٰ درخت) کو خشک (اتری ہوئی) کھجور کے عوض فروخت کر دے۔

شرح الحدیث: یعنی ایک شخص (صاحب نخل) دوسرے شخص کو عطا کرتا ہے ثمر نخل پھر بعد میں معریٰ لہ معریٰ کو وہ ثمر نخل فروخت کرتا ہے ثمر کے بدلہ میں، حضرت بذل میں تحریر فرماتے ہیں کہ عریہ کی یہ تفسیر اس صورت میں حنفیہ کے مسلک کے موافق ہے^①، اور اگر بیعہا کے معنی یہ لئے جائیں کہ وہ معریٰ لہ معریٰ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ اس کو فروخت کرے تب بے شک یہ تفسیر ہمارے مذہب کے خلاف ہوگی^②، اور دوسری شکل جو اس حدیث میں تفسیر عریہ کی مذکور ہے یعنی ”او الرجل يستثنى من ماله“ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اپنے باغ کے پھلوں کی بیع کے وقت ایک یا دو درخت کا استثناء کر لے یعنی ان کو فروخت نہ کرے اپنے کھانے کے لئے لیکن پھر بعد میں ان دو درختوں کے پھلوں کو بھی ثمر کے بدلہ میں اسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دے۔ عرایہ کی تفسیر بالتفصیل پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

۳۳۶۶۔ حَدَّثَنَا هُتَاةُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ عَبْدِ نَازٍ، عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: «الْعَزَايَا أَنْ يَهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ الثَّخْلَاتِ، فَيَشُقُّ عَلَيْهَا أَنْ يَقُومَ عَلَيْهَا فَيَبِيعُهَا، بِمِثْلِ حَرْصِهَا».

سرخیت: ابن اسحاق سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ عرایا یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کھجور کے درخت عطیہ کر دے پھر اس ہدیہ کرنے والے پر گراں گزرے اس شخص کا (کھجور کے پھل لینے کیلئے) آکر کھڑے ہونا تو ہدیہ کرنے والا شخص اس درخت کے پھلوں کا اندازہ کر کے (خشک اتری ہوئی کھجور) جو اسی کے برابر ہوا سکے عوض میں بیچ دے۔

شرح الحدیث: بذل میں اس کے بارے میں لکھا ہے: وهذا التفسير أيضا موافق لما فسر به أبو حنيفة اه^③، غور کر لیجئے سمجھ

① لیکن بیع سے صورت بیع مراد ہوگی کمالا یعنی ۱۲۔

② بذل المجہود فی حل أبی داود - ج ۱۵ ص ۲۷

③ بذل المجہود فی حل أبی داود - ج ۱۵ ص ۲۸

میں آجائے گا۔ لیکن بیع سے صورت بیع مراد ہوگی۔

۲۳۔ بَابُ فِي بَيْعِ الثَّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صِلَاحُهَا

باب پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کو بیچنے کا بیان

یعنی درختوں کے پھلوں کی بیج ان پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے کر دینا، بدو بمعنی ظہور، اور صلاح سے مراد قابلیت انتفاع۔

۳۳۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُمَرَ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صِلَاحُهَا، هَمَّى الْبَائِعُ وَالْمَشْتَرِي».

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا جب تک کہ وہ پک نہ جائیں آپ ﷺ نے بائع اور مشتری دونوں ہی کو اس بیع سے منع فرمایا۔

صحیح البخاری - الزکاة (۱۴۱۵) صحیح البخاری - البیوع (۲۰۷۲) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۴) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۲۶) سنن النسائی - البیوع (۴۵۱۹) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۶۷) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۱۴) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۵/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۰۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۵)

شرح الحديث مسئلہ مترجم بہا کی صورت مختلفہ مع بیان حکم: جاننا چاہیے کہ بیع ثمار کی تین صورتیں ہیں: ① قبل الظہور، ② قبل بدو الصلاح، ③ بعد بدو الصلاح، ان میں سے پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ بالا جماع جائز نہیں کیونکہ یہ بیع معدوم ہے پھلوں کا ابھی ظہور ہی نہیں ہوا، صرف پھول آنا شروع ہوا ہے (کھڑ) اور تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ وہ بیع بالاجماع یعنی قابلیت انتفاع کے بعد، اور درمیانی صورت جو کہ ترجمہ الباب اور حدیث الباب میں مذکور ہے یعنی بیع الثمار قبل بدو الصلاح، اس کی تین صورتیں ہیں بشرط الترتیب علی الاشجار، یعنی خریدار بائع سے شرط کرتا ہے کہ میں اپنے ان پھلوں کو فی الحال توڑ کر تیرے درختوں کو فارغ نہیں کروں گا، یہ بالا جماع ناجائز ہے، اور دوسری صورت ہے بیع بشرط القطع، یعنی بائع نے شرط لگائی کہ ان پھلوں کا اسی حال میں توڑ کر میرے درختوں کو فارغ کرنا ہوگا، یہ بالاتفاق جائز ہے، تیسری صورت ہے اطلاق اور عدم تقييد کی یعنی نہ ترک کی شرط لگائی گئی نہ قطع کی، بلکہ بیع کو مطلق رکھا اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک جائز ہے اور جمہور کے نزدیک ناجائز، لہذا حدیث الباب میں جو آیا ہے: هَمَّى عَنْ بَيْعِ الثَّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صِلَاحُهَا، یہ ہمارے نزدیک بیع بشرط الترتیب پر محمول ہے، واللہ تعالیٰ اعلم کذا اتذکر من الشروح۔ و الحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۳۳۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُكَيْمَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، عَنْ النَّافِعِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَزْهُوَ، وَعَنِ السَّنْبِيلِ حَتَّى يَبْيَضَ، وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ، هُمَّى الْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي».

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا جب تک کہ وہ رنگدار نہ ہو اور گیہوں کی (بال کی بیع سے منع فرمایا جب تک کہ اس میں سفیدی ظاہر نہ ہو جائے اور آفتِ سماوی سے محفوظ نہ ہو جائے یہ منع فرمانا بایع اور مشتری دونوں کو ہے۔

صحیح البخاری - الزکاة (۱۴۱۵) صحیح البخاری - البیوع (۲۰۷۲) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۴) جامع الترمذی - البیوع

(۱۲۲۶) سنن النسائي - الأيمان والنذور (۳۹۲۱) سنن النسائي - البیوع (۴۵۱۹) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۶۸) سنن ابن ماجہ -

التجارات (۲۲۱۴) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۵/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۰۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۵)

شرح الحدیث یعنی منع فرمایا آپ ﷺ نے تمر کی بیع سے جب تک کہ وہ تر رنگدار نہ ہو، کھجور پر رنگت کا آنا سرخی یا زردی وغیرہ

یہ علامت ہے اسکے صلاح کی لہذا اس سے قبل اس کو فروخت نہ کیا جائے، اور اسی طرح منع فرمایا آپ ﷺ نے بیع سنبیل یعنی

گیہوں وغیرہ کی بال کی بیع سے جب تک اس گیہوں میں سفیدی نہ آجائے اور وہ آفتِ سماوی سے محفوظ نہ ہو جائے اس آخری جملہ

میں اشارہ ہے علتِ نہی کی طرف۔ یعنی ان چیزوں کی بیع اگر بالکل شروع میں کر دی جائے تو نہ معلوم بعد میں وہ کونسی آفتِ سماوی

سے ضائع ہو جائے جس میں خریدار کا نقصان ظاہر ہے۔ والحدیث أخرجه مسلم والترمذی والنسائي، قاله المنذرى۔

۳۳۶۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مَوْلَى لَقْرَيْشٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «هَمَّى

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْفَنَائِمِ، حَتَّى تُقَسَّمَ، وَعَنِ النَّخْلِ حَتَّى تُحْزَرَ مِنْ كُلِّ عَارِضٍ، وَأَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ

بَعْدَ حِزَامٍ».

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت کی بیع سے منع فرمایا جب

تک کہ وہ تقسیم نہ ہو اور کھجور کی بیع سے جب تک کہ وہ ہر عارض (سماوی) سے محفوظ نہ ہو جائے اور اس بات سے منع فرمایا

کہ آدمی تہبند باندھے بغیر نماز پڑھے۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۶۹) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۳۸۷/۲) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۴۵۸/۲) مسند

أحمد - باقی مسند المکثرین (۴۷۲/۲)

شرح الحدیث یعنی منع فرمایا آپ ﷺ نے مالِ غنیمت کی بیع سے جب تک وہ تقسیم نہ ہو، اس لئے کہ تقسیم کے بعد ہی وہ آدمی

کی ملکیت میں آتا ہے اور اسی طرح کھجور کی بیع سے یہاں تک کہ وہ محفوظ نہ ہو جائے ہر قسم کے عارضِ سماوی سے (عارض مثلاً تیز

ہوا، آندھی یا اولہ وغیرہ) اور اس سے بھی منع فرمایا آپ ﷺ نے کہ آدمی نماز پڑھے تہبند کو بغیر باندھے حزام یعنی کمر بند و پٹی،

مطلب یہ ہے کہ نماز سے پہلے تہبند کو اچھی طرح درست کر کے باندھ لینا چاہیے، تاکہ درمیان نماز کے اس کو درست کرنا نہ پڑے۔ اس کے بعد اور بھی دو حدیثیں اسی مضمون کی اور ہیں۔

۳۳۷۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الْقَمَرَةُ، حَتَّى تُشَقَّقَ» قِيلَ وَمَا تُشَقَّقُ، قَالَ: «تُحْمَأَرُ وَتُصْفَأُ وَتُؤْكَلُ مِنْهَا».

ترجمہ: سعید بن میناء فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو فروخت کرنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ مشق ہو جائیں سوال کیا گیا مشق سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ سرخ ہو جائیں اور زرد ہو جائیں اور کھانے کے لائق ہو جائیں۔

تحقیق: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۷۷) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۶) سنن النسائی - الامان والندوة (۳۸۷۹) سنن النسائی - البیوع (۴۵۲۳) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۷۰) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۱۶) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۷۲/۳)

۳۳۷۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنِيَ عَنْ بَيْعِ الْعَنْبِ حَتَّى يَسْوَدَ، وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتَّى يَشْتَدَّ».

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگور کی بیج سے منع فرمایا جب تک کہ وہ کالے نہ ہو جائیں اور غلہ کی بیج سے جب تک کہ وہ پک نہ جائے۔

تحقیق: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۲۸) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۷۱) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۱۷) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۲۱/۳) مسند احمد (۲۵۰/۳)

۳۳۷۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الزِّنَادِ عَنْ بَيْعِ الْقَمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحَهُ وَمَا ذَكَرَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ: كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ الْقَمَارَ، قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَخَصِرَ تَقَاضِيهِمْ، قَالَ الْمُبْتَاعُ: قَدْ أَصَابَ الْقَمَرُ الدُّمَانُ وَأَصَابَهُ قُشَامٌ وَأَصَابَهُ مُرَاضٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا فِيمَا لَا فَلَائِتَبَايَعُوا الْقَمَرَةَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا». لِكثَرَةِ خُصُومَتِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ.

ترجمہ: یونس فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الزناد سے پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی بیج کے بارے میں سوال کیا اور یہ کہ اس بارے میں ارشاد نبوی ﷺ کیا ہے؟ تو وہ فرمانے لگے کہ حضرت عروہ بن زبیر، حضرت سہل بن ابی حاتمہ کے واسطے سے حضرت زید بن ثابت سے روایت نقل کرتے ہیں کہ زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ لوگ پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی خرید و فروخت کر

لیا کرتے تھے لیکن جب لوگ پھل کاٹے اور ان کی وصولی کا وقت آتا تو خریدار کہتا کہ پھل پر تو (بیماریاں مثلاً) دمان اور قشام اور مراض کی قدرتی بیماری آگئی اور اسکی وجہ سے وہ قیمت میں کمی چاہتا جب اس قسم کے جھگڑے کثرت سے نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے لگے تو آپ ﷺ نے بطور مشورہ کے فرمایا کہ (جب تم ان جھگڑوں سے بچ نہیں سکتے تو) تم پھلوں کو پکنے سے پہلے نہ بیچا کرو کیونکہ وہ لوگ بہت جھگڑے اور اختلاف کرنے لگے تھے۔

شرح الحدیث: كَانَ النَّاسُ يَتَّبِعُونَ الثَّمَارَ، قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا: حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ شروع میں لوگوں کی عادت تھی کہ ثمار کی بیع کرتے تھے قبل بدو الصلاح پھر جب خریدار ان پھلوں کو توڑتے اور بیچنے والوں کی طرف سے ثمن کا تقاضا ہوتا تو خریدار کہتے کہ پھلوں میں فلاں بیماری پیدا ہو گئی تھی اور فلاں بیماری پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ہمارا بڑا نقصان ہو گیا، دمان اور قشام اور مراض یہ سب عوارض اور بیماریاں ہیں جو پھلوں سے متعلق ہیں۔

شرح کلام الراوی: فَلَمَّا كَثُرَتْ حُصُومُهُمْ كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا فَإِنَّمَا لَا فَلَا تَتَّبِعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا: راوی حدیث حضرت زید بن ثابتؓ فرما رہے ہیں کہ جب اس قسم کی خصوصیتیں اور جھگڑے ان لوگوں کے درمیان کثرت سے ہونے لگے تو آپ ﷺ نے بطور مشورہ اور خیر خواہی کے فرمایا کہ اگر تم سے یہ نہیں ہو سکتا یعنی یہ کہ جھگڑوں سے بچو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو تو پھر تم پھلوں کی بیع اس طریقہ سے کیوں کرتے ہو یعنی قبل بدو الصلاح۔

حضرت زید بن ثابتؓ کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی جانب سے بیع الثمار قبل بدو صلاحہا کی ممانعت حتمی و لازماً نہیں ہے جس کی وجہ سے اس بیع کو فاسد قرار دیا جائے، بلکہ اس طرح کی بیع صحیح ہے اور یہ نبی آپ ﷺ کی جانب سے عارض خصوصیت کی بناء پر ہے فَإِنَّمَا لَا كَامَطْلَبِ يَهِيَ اِيْ اِنْ لَمْ تَسْتَطِيعُوا اِنْ لَا تَنَازَعُوا جِيسَا كَه تَرْجَمَه مِيس هَمْ نَه اِس كَه ظَاهِر كَر دِيسَا - وَ اَلْهَدِيسَا اُخْرِجَه اَلْبَخَارِيسَا تَعْلِيقَا، قَالَ اَلْمَنْذَرِيسَا۔

۳۳۷۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّلَقَانِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَلَا يُبَاعُ إِلَّا بِالدَّيْنَارِ أَوْ بِالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا»۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا جب تک کہ وہ پکنے نہ جائے اور یہ بھی کہ اس کی خرید و فروخت سوائے عریا والی صورت کے دراهم اور دینار کے ذریعہ ہی کی جائے۔

تفصیل: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۷۷) صحیح البخاری - المساقاة (۲۲۵۲) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۶) سنن النسائي - الايمان والندوة (۳۸۷۹) سنن النسائي - البیوع (۴۵۲۳) سنن أبي داود - البیوع (۳۳۷۳) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۲۱۶) مسند احمد - باقي مسند الکثرین (۳۷۲/۳)

شرح الحدیث: اس آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کی بیع دراهم اور دنانیر کے بدلہ میں ہونی چاہیے،

یعنی تمر مجذوذ کے عوض میں نہ ہونی چاہیے، کیونکہ اس صورت میں تو وہ بیع مزایہ ہو جائے گی جو بالاتفاق ممنوع ہے، مگر عریاکا آپ ﷺ نے استثناء فرمایا، یہ استثناء مسلک جمہور پر تو استثنائے متصل ہے، اور عند الحنفیہ استثناء منقطع، لان العریۃ لیست بیع عندہم۔ والحدیث أخرجه ابن ماجہ مختصراً، قالہ المنذری۔

۲۴۔ باب فی بیع السنین

باب کئی سال تک کے پھلوں کی بیع کرنے کے متعلق حکم

۳۳۷۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ، وَوَضَعَ الْجَوَائِحَ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «لَمْ يَصِحَّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّلَاثِ شَيْءٌ، وَهُوَ أَيْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ».

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کسی درخت کے کئی سال کے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا اور خریدار کو پھل میں ہونے والے نقصان کی قیمت کو کم فرمایا۔

صحیح مسلم - البيوع (۱۵۳۶) سنن النسائي - البيوع (۴۵۳۱) سنن أبي داود - البيوع (۳۳۷۴) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۲۱۸) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۰۹/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۱۴/۳)

شرح الحدیث بیع السنین کو بیع معاومہ بھی کہتے ہیں، یعنی دو یا تین سال کے پھلوں کی ایک ساتھ بیع کر دینا، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور یہ بالا جماع ناجائز ہے لاندہ بیع المعلومہ، بلکہ یہ چاہیے کہ ہر فصل کی بیع اسی سال میں ہونی چاہیے۔

هَمَى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ، وَوَضَعَ الْجَوَائِحَ: یعنی امر بوضع الجوائح، وضع کے معنی ساقط کر دینا اور معاف کر دینا، جوائح جمع ہے جائحہ کی یعنی وہی عارض اور آفت سماوی جو پھلوں کو خراب کر دیتی ہے، مطلب یہ ہے کہ جوائح کی وجہ سے پھلوں کے خریداروں کو جو نقصان پہنچے تو مالکان باغ یعنی بیچنے والوں کو یہ مقدار نقصان کی معاف کر دینی چاہیے۔ آگے چند ابواب کے بعد مستقل باب آرہا ہے: بَابُ فِي وَضْعِ الْجَوَائِحِ، یہ عنوان وضع کا جو حکم حدیث میں وارد ہے عند الجمہور استحباب کیلئے ہے، ان کے نزدیک یہ حدیث معروف اور احسان کے قبیل سے ہے اس لئے کہ بیع میں جو نقصان پایا جاتا ہے بعد قبض مشتری وہ ضمان مشتری میں ہوتا ہے، اصولاً بائع اس کا ذمہ دار نہیں ہے، امام احمد اور بہت سے محدثین کے نزدیک امر وجوب کیلئے ہے، ان کے نزدیک معاف کرنا واجب ہے، آگے ایک اور بھی باب آرہا ہے: بَابُ فِي تَفْسِيرِ الْجَوَائِحِ، اس پر کلام وہیں آئے گا۔ وقال المنذری: اخرج النسائي الفصلين مفترقين، واخرج مسلم وابن ماجه عن بيع السنين۔

۳۳۷۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنِ الْمَعَاوَمَةِ وَقَالَ: أَحَدُهُمَا: بَيْعُ السِّنِينَ.

ترجمہ ابو زبیر اور سعید بن میناء حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معاومہ کی بیع سے منع فرمایا اور ان میں سے ایک راوی نے کہا کہ کئی سال کی بیع ہے۔

ترجمہ صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۶) سنن النسائی - البیوع (۴۵۳۱) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۷۵) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۱۸) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۳۰۹/۳) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۳۱۴/۳)

شرح الحدیث هَمَّى عَنِ الْمَعَاوَمَةِ: اس سے مراد وہی بیع السنین ہے، یہ لفظ عام سے مشتق ہے جس کو باب مفاعلت میں لے گئے، اور ایسے ہی سنہ سے مسانہہ اور شہر سے مشاہرہ، اور یوم سے میاومہ، یعنی روزانہ اور یومیہ۔ والحدیث أخرجه مسلم بأتم منه وأخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۲۵۔ بَابُ فِي بَيْعِ الْغَرَرِ

باب دھوکہ کی بیع کا حکم

۳۳۷۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، وَعُثْمَانُ، ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنِ بَيْعِ الْغَرَرِ» زَادَ عُثْمَانُ وَالْحَصَاةُ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا۔ عثمان راوی نے اضافہ کیا کہ بیع حصاة (کنکری والی بیع) سے منع فرمایا۔

ترجمہ صحیح مسلم - البیوع (۱۵۱۳) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۳۰) سنن النسائی - البیوع (۴۵۱۸) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۷۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۹۴) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲۵۰/۲) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۴) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۶۳)

شرح الحدیث هَمَّى عَنِ بَيْعِ الْغَرَرِ، زَادَ عُثْمَانُ وَالْحَصَاةُ: غرر (دھوکہ) یعنی وہ بیع جس میں بائع یا مشتری کا نقصان اور غرر ہو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے یہ ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر ہے جس کے اندر بہت سی بیوع داخل ہو سکتی ہیں مثلاً شئی مجہول کی بیع، عبد آبق کی بیع، اور ایسے ہی ہر غیر مقدور التسليم کی بیع جیسے بیع السمک فی الماء و بیع الطیر فی الهواء اور بیع الحصاة یہ ہے کہ احد العاقدین دوسرے سے یہ کہے اذ انبذت الیک الحصاة فقد وجب البیع، یعنی بائع یا مشتری دوسرے سے یوں کہے کہ جب میں تیری طرف یہ کنکری پھینک دوں تو سمجھ لینا چاہیے کہ بیع منعقد ہو گئی، اور یا یہ کہ میں یہ کنکری اس بکریوں کے ریوڑ میں پھینک رہا ہوں جس بکری کو بھی یہ لگے گی اسی کی بیع مانی جائے گی اس صورت میں جہالت بیع پائی جا رہی ہے۔ والحدیث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۳۷۷ - حَدَّثَنَا ثَعْلَبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الشَّرْحِ، وَهَذَا الْقُطْلَةُ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ، وَعَنْ لَيْسَتَيْنِ، أَمَّا الْبَيْعَتَانِ: قَالُمَا مَسَّةٌ وَالْمَتَابَدَةُ، وَأَمَّا الْلَيْسَتَانِ: فَاشْتِمَالُ الصَّغَاءِ وَأَنْ يَخْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، كَأَشْفَا عَنْ فَرْجِهِ، أَوْ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ".

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو قسم کی بیع سے اور دو قسم کے کپڑوں سے منع فرمایا۔ دو بیع تو ملامسہ اور متابذہ ہیں اور دو کپڑے ایک تو آدمی ایک کپڑے کو سارے بدن پر لپیٹ لے (اشتمال صماء) اور دوسرے آدمی ایک کپڑا اوڑھ کر گوٹ مار کر بیٹھ جائے کہ شرمگاہ کھلی رہے یا شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو۔

۳۳۷۸ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ زَادَ وَاشْتِمَالُ الصَّغَاءِ: أَنْ يَشْتِمِلَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ يَصُغُ طَرَفِي الثَّوْبِ عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ، وَيُبْرِزُ شِقَّةَ الْأَيْمَنِ وَالْمَتَابَدَةُ أَنْ يَقُولَ: إِذَا نَبَذْتُ إِلَيْكَ هَذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَالْمَلَامَسَةُ: أَنْ يَمْسَهُ بِيَدِهِ وَلَا يَنْشُرُهُ وَلَا يُقْلِبُهُ، فَإِذَا مَسَّهُ وَجَبَ الْبَيْعُ.

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ نبی کریم ﷺ سے اسی گزشتہ حدیث کو روایت کرتے ہیں اس میں یہ اضافہ ہے کہ اشتمال صماء یہ ہے کہ آدمی ایک ہی کپڑے میں لپٹا ہوا اس کے دونوں کنارے اسکے بائیں کندھے پر ہوں اور دایاں طرف ظاہر ہو اور متابذہ یہ ہے کہ آدمی کہے جب میں یہ کپڑا پھینکوں گا تو بیع لازم ہو جائے گی اور ملامسہ یہ کہ مشتری اپنے ہاتھ سے کپڑے کو چھولے نہ تو کپڑا کھولے اور نہ پلٹے بس جب چھو لیا تو بیع لازم ہو جائے گی۔

۳۳۷۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: هَمَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ وَعَبْدِ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا.

ترجمہ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس کے الفاظ حدیث اسی طرح ہیں جس طرح کہ سفیان اور عبد الرزاق کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

تصحیح صحیح البخاری - الصلاة (۳۶۰) صحیح البخاری - الصوم (۱۸۹۰) صحیح البخاری - البیوع (۲۰۳۷) صحیح البخاری - اللباس (۵۴۸۲) صحیح البخاری - الاستئذان (۵۹۲۷) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۱۲) سنن النسائی - البیوع (۴۵۱۰) سنن النسائی - الزینة (۵۳۴۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۷۷) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۷۰) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۵۹) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۶/۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۶۲)

شرح الحدیث هَمَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ، وَعَنْ لَيْسَتَيْنِ، أَمَّا الْبَيْعَتَانِ: قَالُمَا مَسَّةٌ وَالْمَتَابَدَةُ: يَعْنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْ بَيْعِ شَيْءٍ مِنْهُ

فرمایا اور دو طرح کے پہناوے سے، بیعتان سے مراد بیع ملامستہ اور معاہذہ ہے ان دونوں کی تفسیر آئندہ روایت میں آرہی ہے، اول بستین کا مصداق حدیث میں ایک تو اشتمال صماء بیان کیا گیا ہے (اشتعال صماء کی دو تفسیریں کی گئی ہیں جو کتاب الصلاۃ میں ثياب الصلاۃ کے بیان میں گزر چکیں، اول یہ کہ کسی چادر کو اپنے اوپر اس طرح اوپر سے نیچے پلینا کہ دونوں ہاتھ بھی چادر کے نیچے رہ جائیں جس میں آدمی کے گرنے کا خطرہ رہتا ہے ہاتھوں کے چادر کے اندر ہونے کی وجہ سے، قیل ماخوذ من الصخرة الصماء یعنی ٹھوس پتھر، اور دوسری تفسیر اسکی یہ کی گئی ہے کہ بغیر قمیص اور ازار کے ایک چادر کو اس طرح اوڑھا جائے کہ اس کو پلینے کے بعد اس کا کوئی سا ایک سرادیاں یا بایاں اس جانب کے کندھے پر اٹھا کر ڈال لیا جائے، جس میں کشف عورت ہوتی ہے) اور لبسۃ ثانیہ کا مصداق حدیث میں یہ مذکور ہے: أَنْ يَخْتَبِي الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ کہ ایک چادر میں آدمی اس طرح گوٹ مار کر بیٹھے جس سے کشف فرج ہوتا ہو، یعنی نیچے کا بدن دکھائی دیتا ہو۔

وَالْمُتَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ: إِذَا تَبَذْتُ إِلَيْكَ هَذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ: یعنی بائع مشتری سے یوں کہے کہ جب میں تیری طرف یہ کپڑے کا تھان پھینک دوں پس سمجھ لینا کہ بیع لازم ہو گئی، یعنی بغیر ایجاب و قبول کے، اور یا یہ کہ ایجاب و قبول کی نفی مراد نہیں بلکہ لزوم بیع مراد ہے بغیر خیار رویت اور خیار عیب وغیرہ کے۔

وَالْمَلَامَسَةُ: أَنْ يَمَسَّهُ: یعنی بیع ملامسہ یہ ہے کہ مشتری کے کپڑے پر صرف ہاتھ لگا دینے ہی سے بغیر اسکو کھولے اور بغیر پلٹے بیع لازم ہو جائے، بیع کی ان سب صورتوں اور قسموں میں تراخی طرفین کا فقدان ہوتا ہے خیار رویت و خیار عیب وغیرہ امور کے نہ ہونے کی وجہ سے اور یا فساد کی وجہ سے اس سے ایجاب و قبول ہی کا نہ پایا جاتا ہے بحسب احد التفسیرین، یہ سب بیوع، بیوع جاہلیہ میں سے ہیں۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه، وأخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه من حيث أبي هريرة مختصر أو مطولاً، قاله المنذري۔

۳۳۸۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبْلَةِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا۔

۳۳۸۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْوَهُ، وَقَالَ: «وَحَبْلِ الْحَبْلَةِ، أَنْ تُنْتَجِ الثَّاقَةُ بَطْنُهَا، ثُمَّ تَحْمِلُ الَّتِي تُنْتَجِ»

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے اسی گزشتہ حدیث کے مثل روایت بیان کی اور فرمایا کہ حمل الحبلہ حمل کے حمل سے مراد یہ ہے کہ اونٹنی بچہ جنے جو اسکے پیٹ میں ہے پھر اسکا (پیدا ہونے والے بچے کا) حمل ہو۔

صحیح البخاری - البيوع (۲۰۳۶) صحیح البخاری - السلم (۲۱۳۷) صحیح البخاری - الناقب (۳۶۳۰) صحیح مسلم - البيوع (۱۵۱۴) جامع الترمذی - البيوع (۱۲۲۹) سنن النسائي - البيوع (۴۶۲۳) سنن أبي داود - البيوع (۳۳۸۰) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۱۹۷) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۵۶/۱) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۵/۲) موطأ مالك - البيوع (۱۳۵۷)

شرح الحديث وفيه أربعة أوجه: **فَمَنْ بَاعَ حَبْلَ الْحَبْلَةِ: اِنْ دُونُوْنَ لَفْظُوْنَ فِي حَاءٍ اَوْ بَاءٍ دُونُوْنَ مَفْتُوحٍ هِيَ، حَبْلُهُ فِي دُوْقُوْلٍ هِيَ:** ① ایک یہ کہ جمع ہے حابل کی جیسے ظالم کی جمع ظلمہ، ② اور کہا گیا ہے کہ یہ مصدر ہے مطلق حیوان کے معنی میں۔ جانتا چاہیے کہ اس حدیث کی شرح میں چار احتمال ہیں: اول یہ کہ حَبْلُ الْحَبْلَةِ سے مراد جنین ہے، یا جنین الجنین، اور ان دونوں صورتوں میں پھر دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس کا مصداق بیع ہے یا اس سے مقصود بیع الی اجل ہے، یعنی بیع تو کوئی اور شئی ہے لیکن اس کی تا جیل یعنی ادائے ثمن کی اجل ان دو میں سے کسی ایک کو قرار دیا گیا ہے لہذا یہ کل چار احتمال اس حدیث کے معنی میں ہو گئے ان احتمالات میں سے ایک صورت میں بیع فاسد ہوگی اور ایک صورت میں باطل، یعنی اگر اس کو بیع پر محمول کیا جائے تو چونکہ ابھی وہ معدوم ہے اس لئے بیع باطل ہوگی اور اگر بیع شئی آخر ہے اور یہ اس کیلئے اجل ہے، اس صورت میں فاسد ہوگی، یہ تفسیر اسکی یہاں خود کتاب میں موجود ہے چنانچہ راوی کہہ رہا ہے: **وَحَبْلُ الْحَبْلَةِ، اَنْ تُنْتَجَ الثَّاقَةُ بَطْنُهَا، ثُمَّ تَحْمِلُ الَّتِي تُنْجَثُ، اس تفسیر میں اس کو جنین الجنین پر محمول کیا گیا، لیکن اس کی تصریح نہیں کہ مراد بیع ہے یا اجل، اس تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ یہ حاملہ اونٹنی جو سامنے ہے اس کا حمل پیدا ہونے کے بعد جب خود حاملہ ہوگا تو اس حمل ثانی کی بیع کرتا ہوں یا اس کو اجل قرار دیتا ہوں۔** والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائي، قاله المنذرى۔

۲۶۔ بَابُ فِي بَيْعِ الْمَضْطَرِ

باب حالت اضطراری کی بیع کا حکم

بيع المضطر کا مصداق اور حکم: مضطر کے دو معنی ہو سکتے ہیں کیونکہ اضطرار کی دو قسمیں ہیں: ① ایک اضطرار لاجل الغیر یعنی دوسرے کی زبردستی کی وجہ سے مجبور ہونا جس کو اگر کہتے ہیں، ② اور دوسرے معنی اضطرار لاجل الفقر والحاجة یعنی اپنی ناداری کی وجہ سے محتاج اور مضطر ہونا، مضطر بالمعنی الاول کی بیع جمہور کے نزدیک ناجائز اور فاسد ہے، حنفیہ کے نزدیک منعقد ہے، اور مضطر بالمعنی الثانی کی بیع حنفیہ کے نزدیک فاسد ہے اور جمہور کے نزدیک جائز مع الکراهة، کذا ائذ کر من درس الشيخ، رحمہ اللہ تعالیٰ، ومثله فی البذل عن الخطابی، اور اس کے بعد بذل میں درمختار سے بیع المضطر کی شرح یہ کی ہے: **هو أن يضطر الرجل إلى طعام أو شراب أو لباس أو غيرها ولا يبيعها البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في البشراء منه اه ③**، یعنی ایک شخص کو کھانے پینے کی چیز کی ضرورت ہے مثلاً، اور دوسرے شخص کے پاس وہ چیز موجود ہے لیکن وہ اس کو

اس کی عام قیمت پر دینے کے لئے تیار نہیں، بلکہ بہت زائد قیمت پر دیتا ہے اس قسم کی بیع کو در مختار میں فاسد لکھا ہے۔

۳۳۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَدِيٍّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ عَامِرٍ، - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا قَالَ مُحَمَّدٌ - حَدَّثَنَا شَيْخُ مِنْ بَنِي قَتِيمٍ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، - أَوْ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: هَكَذَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ - قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانَ عَصُوصٍ يَعْصُرُ الْمُسْرُ عَلَى مَا فِي يَدَيْهِ، وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ} ① {وَيُنَازِعُ الْمُضْطَرُونَ} وَقَدْ هَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِ، وَبَيْعِ الْفَمْرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ.

ترجمہ: بنو قتیم کے ایک شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ہمیں خطبہ دیا یا (صالح راوی کو شک ہے کہ) حضرت علی نے فرمایا اور ابن عیسیٰ راوی فرماتے ہیں کہ ہشیم نے اسی طرح ہم سے بیان کیا کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ عنقریب لوگوں پر ایسا شدید بخل کا زمانہ آنے والا ہے کہ مالدار کا یہ حال ہو گا کہ اس کے پاس جو مال ہو گا اسی کو وہ اپنے دانتوں سے دبا کر رکھے گا حالانکہ اسے اس کا حکم نہیں کیا گیا اور اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے پر احسان کرنے کو نہ بھولو، اور (اس وقت) مجبور قسم کے لوگوں سے بیع و شراء کی جائے گی حالانکہ نبی کریم ﷺ نے بیع مضطر سے منع فرمایا ہے اور دھوکہ کی بیع اور پھلوں کے پکنے سے پہلے ان کی بیع سے منع فرمایا۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۸۲) مسند احمد - مسند العشرة البشرين بالجنة (۱/۱۱۶) -

شرح الحدیث: حضرت علی فرماتے ہیں کہ عنقریب لوگوں پر ایسا شدید بخل کا زمانہ آنے والا ہے کہ مالدار کا یہ حال ہو گا کہ وہ اپنے مال کو اپنے دانتوں سے بہت مضبوط دبائے گا، حالانکہ لوگ اس کے مامور نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے پر احسان کرنے کو نہ بھولو، یعنی ترک نہ کرو۔ آگے اسی بخل کی ایک شق بیان فرماتے ہیں کہ مجبور قسم کے لوگوں کے ساتھ بیع و شراء کی جائے حالانکہ حضور ﷺ نے بیع المضطر سے منع فرمایا ہے۔

یہاں اس حدیث میں بھی شرح نے مضطر کے معنی میں وہی دو صورتیں لکھی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔

۲۷ - بَابُ فِي الشَّرِكَةِ

باب شرکت کا بیان

۳۳۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُصْبِغِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَانٍ، عَنْ أَبِي حَتَّانَ التُّؤَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكََيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا أَخَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنَهُمَا".

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مرفوع مروی ہے کہ (نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دو شریکوں

کا تیسرا ہوتا ہوں جب تک کہ ان میں سے ایک شریک دوسرے سے خیانت نہ کرے پھر جب وہ خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔

شرح الحدیث: حاصل حدیث یہ ہے کہ شرکت بہت خیر و برکت کی چیز ہے بشرط یہ کہ دیانتداری کے ساتھ ہو خیانت اس میں نہ ہو لیکن جہاں اس میں ذرا خیانت پائی گئی تو ساری خیر و برکت ختم۔

اقسام شرکت: شرکت کی بہت سی قسمیں ہیں: اولاً اس کی دو قسمیں ہیں: ① شرکت املاک، ② اور شرکت عقود، لیکن یہاں حدیث میں شرکت عقود مراد ہے، جس کی چند قسمیں ہیں: ① شرکت مفادضہ، ② شرکت عنان، ③ شرکت الصانع، جس کو شرکت الابدان بھی کہتے ہیں، شرکت الوجوہ، جن کی تفصیل، احکام و شرائط کتب فقہیہ میں مذکور ہیں اسی طرح ایک خاص قسم اس کی مضاربت بھی ہے، یہ شرکتیں جن کو شریعت نے مشروع فرمایا ہے اگر اصول شرعیہ اور دیانت کے ساتھ ہو تو بڑی خیر و برکت کی چیزیں ہیں جیسا کہ حدیث الباب میں ہے لیکن آج کل اس زمانہ میں لوگوں نے قسم قسم کے معاملات افزونی مال اور تجارت کے لئے اپنی طرف سے اختراع کر لئے ہیں جو قسمیں شرکت کی شریعت نے مشروع کی تھیں ان کو نہ کوئی جانتا ہے نہ جاننے کی کوشش کرتا ہے، اور موجودہ اختراعی طریقوں کا جو حال اور انجام ہے وہ سب جانتے ہیں کہ ان کی وجہ سے کیسی کیسی مصیبتوں میں لوگ گرفتار ہو رہے ہیں۔

۲۸۔ بَابُ فِي الْمَضَارِبِ يَخَالِفُ

باب مضاربت کرنے والے کارب المال کی شرائط کی مخالفت کرنے کا بیان

مضاربت جس کا ذکر ابھی گزر چکا یہ بھی ایک قسم کی شرکت ہے جس میں مال ایک شخص کا ہوتا ہے اور دوسری جانب عمل ففی القدوری: المضاربة عقد علی الشركة بمال من أحد الشریکین وعمل من الآخر، ولا تصح المضاربة إلا بالمال الذي بینا أن الشركة تصح به، ومن شرطها أن يكون الربح بينهما مشاعاً لا يستحق أحدهما منه دراهم مسماة^①، یعنی صحت مضاربت کی ایک اہم شرط یہ ہے کہ اس تجارت سے حاصل ہونے والا نفع صاحب مال اور عامل کے درمیان مشترک ہو مقدار معین نہ ہو، لیکن یہ ضروری نہیں کہ مساوی اور علی النصف ہی ہو بلکہ علی النصف یا علی الثلث جو بھی کچھ ہو مشترک ہو دراہم معینہ کسی ایک کے لئے نہ ہو۔

۳۳۸۴۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ شَيْبِ بْنِ عُرْقَدَةَ، حَدَّثَنِي الْحُمَيْ، عَنْ عُرْوَةَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ، قَالَ: «أَعْطَاكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا يَشْتَرِي بِهِ أَصْحَبَةً، أَوْ شَاةً فَاشْتَرَسَ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ فَآتَاكَ بِشَاةٍ

وَدِينَارًا فَقَالَ عَالَهُ بِالْبَرِّ كَفَّ فِي بَيْعِهِ فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى ثَرَابًا لَبِيعَ فِيهِ».

ترجمہ: حضرت عروہؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ آپ ﷺ کیلئے ایک قربانی کا جانور خریدیں یا ایک بکری خریدیں تو انہوں نے دو بکریاں خریدیں پھر ان میں سے ایک کو ایک دینار کے عوض بیچ دیا پھر وہ ایک بکری اور ایک دینار لیکر حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کیلئے ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی تو پھر ایسا حال ہو گیا کہ وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں ان کو نفع ہوتا۔

۳۳۸۵ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، هُوَ أَخُو حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ بْنُ الْحَرِثِ، عَنْ أَبِي لَبِيدٍ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الْبَارِقِيِّ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَفْظُهُ مُخْتَلَفٌ.

ترجمہ: عروہ باریقی اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں اور ان کے الفاظ مختلف ہیں۔

شرح: صحیح البخاری - الناقب (۳۴۴۳) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۵۸) سنن ابی داود - البیوع (۳۳۸۴) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۰۲) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۳۷۶/۴) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۳۷۶/۴)

شرح الحدیث: عروہ بن ابی الجعد الباریقی صحابی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھ کو ایک دینار عطا فرمایا قربانی کی بکری خریدنے کے لئے، تو انہوں نے ایسا کیا کہ ایک دینار میں دو بکریاں خریدیں اور پھر ان دو میں سے ایک کو ایک دینار کے بدلہ میں فروخت کر دیا، اور حضور پاک ﷺ کی خدمت میں بکری مع دینار کے پیش کی، آپ ﷺ نے ان کے لئے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔

فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى ثَرَابًا لَبِيعَ فِيهِ: راوی کہتا ہے کہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے ان کی تجارت کا حال یہ تھا کہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تھے تو اس میں بھی نفع ہوتا تھا، مٹی سے مراد یا تو بطریق مبالغہ بہت گھٹیا اور معمولی چیز ہے اور یا یہ حقیقت پر محمول ہے، اس لئے کہ بعض انواع تراب کی بیچ کی جاتی ہے، یہ صحابی آپ ﷺ کی طرف سے وکیل بالشراء تھے یعنی انہوں نے اپنے مؤکل کی بظاہر مخالفت کی کہ شراء اور بیع دونوں کر گزریں، اور ترجمۃ الباب مضارب کے بارے میں ہے لیکن کہہ سکتے ہیں کہ مضارب بھی رب المال کے لئے بمنزلہ وکیل کے ہوتا ہے۔

مسئلہ مترجم بہا میں مذاہب ائمہ: مضارب اگر رب المال کی مخالفت کرے تو خطابیؒ نے امام شافعیؒ کا مذہب یہ نقل کیا ہے کہ مخالفت کی صورت میں مضارب نے اگر سامان بعینہ رب المال کے مال سے خریدا ہے تب تو بیع باطل ہے اور اگر اس نے بعینہ اس مال سے سامان نہیں خریدا بلکہ اپنے ذمہ میں رکھ کر خریدا اور پھر ادا کر دیا اسی رب المال کے مال سے تو اس صورت میں یہ سامان تجارت مشتری کے لئے ہو گا، اور وہ مضارب ہر حال میں ضامن ہو گا رب المال کے مال کا اھ^۱، اور جو کچھ

نفع ہو گا وہ مضارب ہی کا ہو گا، اور خطابی نے امام احمدؒ کا مسلک یہ لکھا ہے کہ مخالفت کی صورت میں ربح رب المال کا ہو گا اور نقصان کا ضامن مضارب ہو گا۔ اور حنفیہ کے نزدیک مخالفت کی صورت میں ربح سب کا سب مضارب کے لئے ہو گا اور مضارب ہی ضامن ہو گا۔ الحدیث ”الغرم بالغنم“ لیکن مضارب پر اس ربح کا تصدق واجب ہو گا اس لئے کہ وہ کسبِ خبیث ہے۔

بیع فضولی میں مذاہب ائمہ: اس حدیث سے جو مسئلہ ثابت ہو رہا ہے صراحتاً وہ بیع فضولی کا ہے، مسئلہ اختلافی ہے، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک یہ بیع موقوفاً علیٰ إجازة المالك صحیح ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک صرف بیع فضولی جائز ہے، شراہ فضولی نہیں اور امام مالک کے نزدیک بیع و شراہ دونوں جائز ہیں۔ چنانچہ إرشاد السالك میں ہے: البيع والشراء كلاهما جائز ان موقوفاً علیٰ إجازة المالك، اور حنابلہ کے نزدیک دونوں ناجائز ہیں کما فی زاد المستقنع: لا يجوز البيع ولا الشراء، اور امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں، قول قدیم میں جائز ہے، وقواه النووی، ولی الجدید لا يجوز، امام شافعیؒ کا استدلال لا تبع ما ليس عندك الحدیث سے ہے، ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ ما ليس عندك سے مراد شئی غیر مقبوض ہے جیسے عبد آبق، اور یا پھر اس حدیث میں نفی مطلق بیع کی نہیں بلکہ بیع بات کی نفی ہے، نہی کا تعلق نفس بیع سے نہیں بلکہ بیع سے ہے بیع بات یعنی نافذ اور غیر موقوف۔

حدیث الباب حنفیہ و مالکیہ کی دلیل ہے اور حدیث الباب دلیل جواز ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

جاننا چاہیے کہ مصنف نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں عروۃ الباری کی اور دوسری جو آگے (۳۳۸۶) آرہی ہے حکیم بن حزامؒ کی جس کا مضمون یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انکو ایک مرتبہ ایک دینار دیا قربانی کا جانور خریدنے کیلئے، تو انہوں نے ایک بکری ایک دینار میں خرید کر اسکو دو دینار میں فروخت کیا اور پھر ایک دینار میں ایک اور بکری خرید کر وہ بکری مع دینار کے حضور ﷺ کی خدمت میں لیکر آئے۔

شافعیہ کی طرف سے جواب: یہ دونوں حدیثیں امام شافعیؒ کے قول جدید کے خلاف ہیں، انکی جانب سے پہلی حدیث کا خطابیؒ نے جواب دیا ہے کہ پہلی حدیث کی سند میں حدیثی الحی ہے یعنی قبیلہ وہو مجہول، اور دوسری حدیث کی سند میں عن شیع، من أهل المدينة ہے وہو ایضاً مجہول، حضرت سہارنپوریؒ نے بذل میں عروۃ بن ابی الجعد کی حدیث سے متعلق خطابی کا کلام کہ اس حدیث میں حی مجہول ہے یہ فرمایا ہے کہ مصنف نے حدیث عروہ کو دو طریق سے ذکر کیا ہے دوسرے طریق میں عن ابی لبید حدیثی عروۃ الباری ہے، اس سند میں کوئی راوی مجہول نہیں، چنانچہ منذری فرماتے ہیں وقد اخرج الترمذی حدیث شراہ الشاة من رواية ابی لبید لما زه بن زیاد عن عروۃ، وهو من هذا الطريق حسن اه، اور حدیث ثانی یعنی حکیم بن حزام کی حدیث کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے طریق سے بھی مروی ہے سنن ترمذی میں عن حبیب بن ابی ثابت عن

حکیم بن حزام لیکن امام ترمذی نے اس پر یہ کلام کیا ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کا سماع میرے نزدیک حکیم بن حزام سے ثابت نہیں، لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس عدم سماع پر کیا دلیل ہے اب تک کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی ولا مانع من السماع، ولو سلم فالمرسل عندنا حجة اه۔ اور صاحب تحفة الأحوذی لکھتے ہیں: وحدث عروة الباقی هذا أخرجه أحمد والبخاری وأبو داود وابن ماجه وفي إسناده من عند البخاری سعيد بن زید أخو حماد وهو يختلف فيه عن أبي لبید لمازاة بن زبار وقد قيل إنه لجهول لكنه قال ^① إنه وثقه ابن سعد وقال حرب سمعت أحمد يثني عليه وقال في التقريب إنه ناصبي أجلد قال المنذري والنووي إسناده صحيح لمحيثه من وجهين وقد رواه البخاری من طريق ابن عينة عن شعيب بن غرق سمعت الحمي يحدثون من عروة قال الحافظ الصواب أنه متصل في إسناده مبهم اه ^② امام نووی نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے جیسا کہ اوپر ابھی گزرا اور غالباً اسی بنیاد پر انہوں نے امام شافعی کے قولین میں سے قول قدیم صحت جواز بیع فضولی کی تقویت کی ہے کما سبق قریباً، اس مقام پر فتح الباری کو بھی دیکھا جائے تاکہ مزید بصیرت حاصل ہو، امام بخاری نے یہ حدیث مناقب میں باب سؤال المشرکین أن یريهم النبي صلى الله عليه وسلم آية فأراههم انشقاق القمر کے بعد باب بلا ترجمہ میں ذکر کی ہے۔

وقد مر تخريج حديث عروة الباقی وحديث حکیم بن حزام في اثناء البحث۔

۳۳۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ، أَخْبَرَنَا شُعْبَانُ، حَدَّثَنِي أَبُو حُصَيْنٍ، عَنْ شَيْخٍ، مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهُ بَدِينًا يَشْتَرِي لَهُ أَصْحِيَّةً، فَاشْتَرَاهَا بَدِينًا، وَبَاعَهَا بَدِينًا، فَرَجَعَ فَاشْتَرَى لَهُ أَصْحِيَّةً بَدِينًا، وَجَاءَ بَدِينًا، إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَصَدَّقَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ أَنْ يُبَارَكَ لَهُ فِي تِجَارَتِهِ».

حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دینار دیکر اپنے لئے ایک قربانی کا جانور خریدنے کیلئے بھیجا تو انہوں نے اسے ایک دینار میں خریدا اور دو دینار کے عوض بیچ دیا پھر دوبارہ جا کر ایک دینار میں ایک جانور خریدا اور ایک دینار لیکر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس دینار کو صدقہ کر دیا اور ان کیلئے ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔

جامع الترمذی - البیوع (۱۲۵۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۸۶)

۲۹۔ بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَجَرَّعُ فِي مَالِ الرَّجُلِ بَغِيرَ إِذْنِهِ

۵۵ باب جو شخص کسی دوسرے کے مال میں (نیک نیتی سے) تجارت کرے اسکی اجازت کے بغیر ۵۵
یعنی جو شخص دوسرے کے مال میں تجارت کرے بغیر اس کی اجازت کے اس صورت میں جو کچھ ربح حاصل ہو گا وہ خفیہ کے
نزدیک تاجر کیلئے ہو گا اور اسی طرح ضمان بھی اسی پر ہو گا، لیکن یہ کسب کسب خبیث ہے، لہذا اس قسم کا ربح واجب التصدق ہو گا،
اس مسئلہ میں دوسرے ائمہ کے مذاہب کی بھی تحقیق کر لی جائے مصنف نے اس باب کے تحت حدیث الغار کا ایک قطعہ ذکر کیا
ہے جو ترجمۃ الباب کے مناسب تھا باقی قصہ کو اختصاراً حذف کر دیا، اور حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث پر جو ترجمہ قائم کیا ہے،
وہ یہ ہے: إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا لِّغَيْرِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَزَهْوِيٍّ اور پھر اس کے تحت انہوں نے حدیث الغار ہتمامہ ذکر فرمائی، جو شخص پورا
قصہ جانتا چاہے وہ صحیح بخاری کتاب البیوع میں باب مذکور کی طرف رجوع کرے، امام بخاریؒ نے اس حدیث سے بیع فضولی و شراء
فضولی کے جواز کو ثابت فرمایا ہے۔

۳۳۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حُمَرةَ، أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ صَاحِبِ فَرْقِ الْأَرْمِ، فَلْيَكُنْ مِثْلَهُ»
قَالُوا: وَمَنْ صَاحِبُ فَرْقِ الْأَرْمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَدْ كَرَّ حَدِيثُ الْغَارِ حِينَ سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْجَبَلُ، فَقَالَ: كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَذْكَرُوا
أَحْسَنَ عَمَلِكُمْ، قَالَ: "وَقَالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَيُّ اسْتَأْجَرْتُ أَحْيَرًا يَفْرُقُ أَرْمِ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ عَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقُّهُ
فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهُ، وَذَهَبَ فَتَعَمَّرْتُ لَهُ حَتَّى جَمَعْتُ لَهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا، فَلَقَيْتَنِي، فَقَالَ: أَعْطَيْتَنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: أَذْهَبَ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ
وَرِعَائِهَا فَخُذْهَا فَذْهَبَ فَاسْتَأْجَرَهَا".

ترجمہ: سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے سنار رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا کہ جو شخص تم میں سے اس بات کی استطاعت رکھتا ہو کہ وہ چاول کے چند فرق والے شخص کی طرح ہو سکے تو اس کو
چاہیے کہ اسکی طرح ہو جائے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ صاحب الارز کون تھا؟ اے اللہ کے رسول! تو اسوقت آپ
ﷺ نے غار والوں کا قصہ بیان فرمایا جو سوت پہاڑ کی چٹان نے ان پر راستہ بند کر دیا تھا تو ان میں سے ہر ایک کہنے لگا کہ
جس نے اپنی زندگی میں کوئی سب سے اچھا عمل کیا ہو (اسکے وسیلہ سے دعا کرے) اسکو بیان کرے (جب دو کے بعد)
تیسرے نے بیان کیا تو کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور سے چاول کے چند فرق کے عوض کام کرایا تھا (جب
کانم سے فراغت پر) شام ہوئی تو میں نے اسکو اسکا حق پیش کیا تو اس نے اسکو لینے سے انکار کر دیا اور چلا گیا میں نے اس کے
ان چاول کے چند صاع کو کھیتی کے ذریعہ خوب بڑھایا یہاں تک کہ اسکی پیداوار سے کھیتی کے تیل اور ان کے چرانے والے

مہیا کر لیے پھر ایک مدت بعد اس نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھے میرا حق دو تو میں نے ان بیلوں اور چرواہوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان کو لیجایہ سب تیرے ہیں وہ ان کو ہانک کر لے گیا۔

صحیح البخاری - الإجازة (۲۱۵۲) صحیح البخاری - المزارعة (۲۲۰۸) صحیح البخاری - أحاديث الأنبياء (۳۲۷۸) صحیح البخاری - الأدب (۵۶۲۹) سنن أبي داود - البيوع (۳۳۸۷) مسند أحمد - مسند الكثرين من الصحابة (۱۱۶/۲)

شرح الحديث: حدیث الغار کا ایک قطعہ: یعنی آپ ﷺ نے فرمایا صحابہ کرام سے۔ ترغیب کے طور پر۔ جو شخص تم

میں سے اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ فرق ارز والے شخص کی طرح ہو سکے تو اس کو اس جیسا ہو جانا چاہیے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صاحب الارز کون تھا؟ آگے مصنف فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کے سوال پر حدیث الغار، یعنی غار والوں کا قصہ ذکر فرمایا جب ان پر پہاڑ کی چٹان اوپر سے آپڑی تھی (جس کی وجہ سے غار کا منہ بند ہو گیا)، یہ تین ساتھی تھے جو کہیں سفر میں جا رہے تھے راستہ میں جب بارش آئی تو اس سے بچنے کیلئے پہاڑ کے غار میں داخل ہو گئے، جب غار کا منہ بند ہو گیا تو ان تینوں کی آپس میں یہ رائے ہوئی کہ ہم میں سے جس نے جو عمل اپنی زندگی میں اپنے نزدیک سب سے اچھا کیا ہو اس کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے قَالَ: وَقَالَ الثَّالِثُ، پہلے اور دوسرے کا عمل اس روایت میں مذکور نہیں ان میں سے تیسرے نے اپنے اعمال میں سے یہ عمل ذکر کیا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور سے فرق ارز کے عوض میں کام کر لیا تھا، کام سے فراغ پر شام کے وقت جب میں نے اس پر اس کا حق پیش کیا تو اس نے اس کو لینے سے انکار کر دیا اور بغیر لئے چلا گیا، اس کے چلے جانے کے بعد میں نے اس کے اس فرق ارز کو کھیتی کے ذریعہ سے خوب بڑھایا یہاں تک کہ اس کی پیداوار اور آمدنی سے اس اجیر کے لئے کھیتی کے بیل اور ان کے چرانے والے مہیا کر لئے، پھر ایک مدت کے بعد وہ اجیر مجھ سے ملاقات کے لئے آیا اور کہا کہ مجھ کو میرا حق دیدے تو میں نے ان بیلوں اور ان کے چرواہوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان کو لے جایہ سب تیرے ہیں، وہ ان کو ہانک کر لے گیا۔ والحديث أخرجه البخاري ومسلم بنحوه اتم منه، قاله المنذري۔

اس حدیث کی ترجمہ الباب کے ساتھ مطابقت میں اشکال ہے اس لئے کہ ترجمہ ہے تجارت فی مال الغیر اور اس قصہ میں یہ اجیر اپنے فرق ارز کا بوجہ قبضہ نہ ہونے کے مالک ہی نہیں ہوا تھا اس لئے یہ تجارت فی مال الغیر نہ ہوئی بلکہ اس مستاجر کی یہ تعمید تصرف فی مال نفسه تھا لہذا جو کچھ اس مال میں بڑھوتری ہوئی وہ سب ملک مستاجر تھی لیکن اس مستاجر کا ان سب چیزوں کو اجیر کو دیدینا بطور کار خیر اور بطریق تصدق تھا (بذل^①)۔

۳۰۔ باب فی الشَّرِکَةِ عَلٰی غَیْرِ رَأْسِ مَالٍ

۸۸ رَأْسِ مَالٍ (سرمایہ) کے بغیر شرکت کرنے کا بیان ۸۸

ترجمة الباب کی تشریح اور مذاہب ائمہ: یعنی وہ شرکت جو بغیر راس المال کے ہو، جاننا چاہیے کہ جو شرکت بغیر راس المال کے ہوتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں: ① شَرِکَةُ الْمُبَاهَاتِ، ② اور شَرِکَةُ الصَّنَائِعِ وَالْإِبْدَانِ، اول کی مثال جیسے دو شخص کے پاس کچھ مال نہیں ہے وہ آپس میں یہ معاہدہ کریں کہ ہم دونوں جنگل میں جا کر لکڑی جمع کیا کریں گے اور روزانہ بازار میں لا کر ان کو فروخت کریں گے اور اس صورت میں جو کچھ پیسے حاصل ہوں گے وہ ہم دونوں کے مشترک ہوں گے اور ثانی کی مثال یہ: جیسے دو کاریگر کپڑا سینے والے آپس میں یہ طے کریں کہ ہم دونوں مل کر جتنا کپڑا سی کرتیا کریں گے یہ کمائی ہم دونوں کے درمیان مشترک ہوگی۔

اب ان کا حکم سنئے امام شافعیؒ کے نزدیک یہ دونوں قسمیں ناجائز ہیں، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک دونوں جائز ہیں، اور حنفیہ کے نزدیک شرکت الصنائع تو جائز ہے لیکن شرکت فی المباحات جائز نہیں، مذاہب کی تحقیق یہی ہے، علامہ شوکانی سے بیان مذاہب میں خلط اور گڑبڑ ہو گئی انہوں نے حنفیہ کو مالکیہ کے ساتھ ذکر کر دیا، نیز ان کے کلام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک شرکت الصنائع اور شرکت فی المباحات ایک ہیں، نبہ علیہ شیخنا فی البذل ①۔

۳۳۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: "اشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ، وَسَعْدٌ، فِيمَا نَصِيبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: فَجَاءَ سَعْدٌ بِأَسِيرَيْنِ وَلَمْ أَجِئْ أَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ."

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اور عمار بن یاسر اور سعد نے ملکر معاہدہ کیا کہ جنگ بدر کے دن ہمیں جو غنیمت حاصل ہوگی اس میں ہم برابر کے شریک ہونگے..... عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاصؓ مال غنیمت میں سے دو غلام لیکر آئے اور میں اور عمارؓ کچھ بھی نہیں لائے۔

شرح الحدیث: مطلب تو ظاہر ہے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اور عمارؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ ہم تینوں نے آپس میں شرکت کا معاملہ کیا جنگ بدر میں حاصل ہونے والی غنیمت میں (یعنی جو کچھ بھی ہم تینوں کو مال غنیمت میں حصہ ملے گا ہم اس کو آپس میں تقسیم کر لیں گے، آگے روایت میں یہ ہے عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاصؓ تو مال غنیمت میں دو غلام لے کر آئے اور میں اور عمارؓ کچھ نہیں لائے۔

اس حدیث میں جو شرکت مذکور ہے وہ شرکت فی المباحات کے قبیل سے ہے اور یہ قسم شرکت کی حنفیہ و شافعیہ دونوں کے

نزدیک ناجائز ہے، لہذا اس حدیث کا جواب یہ ہو گا کہ فعل بعض الصحابة یعنی حدیث غیر مرفوع ہے نیز منقطع ہے لعدم سماع ابی عبیدۃ من ابيه، كما فی البذل ①۔

حدیث الباب پر ایک اشکال مع جواب: مجھے یہاں پر یہ اشکال ہوا کرتا ہے کہ کتاب الجہاد میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث (برقم ۲۷۲۲) گزر چکی: **نَقَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ سَيْفَ أَبِي جَهْلٍ،** اور یہاں وہ یہ فرما رہے ہیں: **وَلَمْ أَجِئْ أَنَا وَعَمَّارُ بَشِيْعٍ،** اب یا تو حدیث الباب کو مرجوح قرار دیا جائے انقطاع کی وجہ سے اور یا اس کی تاویل کی جائے وہ یہ کہ اس حدیث میں نفی غنیمت عامہ کی ہے ممکن ہے عام غنیمت میں ان دونوں کا حصہ حضور ﷺ نے نہ لگایا ہو کیونکہ کتاب الجہاد میں یہ بات گزر چکی ہے: **يَأْتِيَنَّ غَنَائِمُ بَدْرٍ، كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدْفَعُهَا لِمَنْ يَشَاءُ،** اور سیف ابی جہل جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو ملی تھی وہ تو بطور نفل اور حصہ خاصہ کے تھی واللہ تعالیٰ اعلم۔ والحدیث أخرجه النسائي وابن ماجه، وهو منقطع فان ابا عبیدة لم يسمع من ابيه، قاله المنذرى۔

۳۱۔ بَابُ فِي الْمَزَارَعَةِ

عقد مزارعہ کا بیان

مزارعہ کا ذکر کتاب البیوع میں: کتاب البیوع چل رہی ہے اسی کے ضمن میں مصنف نے مزارعت کو بھی بیان کیا اس لئے کہ جس طرح بیع و شراء اور تجارت طرق کسب میں سے ہے اسی طرح مزارعت بھی انواع کسب میں سے ہے۔ حضرت امام بخاریؒ نے تو مختلف پیشوں کا ذکر اور اس کے متعدد ابواب کتاب البیوع ہی میں ذکر کئے ہیں باب ما قبل فی الصواغ، باب ذکر القین والحداد، باب الخياط، باب النسيج، باب النجار، وغیرہ وغیرہ، لیکن انہوں نے ابواب الحرث والمزارعت کو کتاب البیوع کے بعد مستقل علیحدہ بیان کیا ہے۔

مزارعت کے اقسام مع بیان مذاہب ائمہ: مزارعت کی مختلف صورتیں اور قسمیں ہیں جن میں سے بعض بالاتفاق ناجائز ہیں اور بعض بالاتفاق جائز ہیں اور بعض مختلف فیہ ہیں۔

مزارعت کہتے ہیں دوسرے کی زمین میں کاشت کرنے کو کرایہ پر لے کر، تو گویا مزارعت کراء الارض کا نام ہوا پس اگر کراء الارض بالدرہم وغیرہ ہے تو یہ باتفاق ائمہ اربعہ جائز ہے اور اگر مزارعت بھسمۃ الارض ہے یعنی اس طرح معاملہ کرنا کہ زمین کے فلاں حصہ میں جو کاشت اور پیداوار ہوگی مالک ارض کہے کہ وہ تو میری ہوگی اور باقی کاشتکار کی یہ بالاتفاق ممنوع ہے کیونکہ اس میں غرر ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور ایک صورت مزارعت کی یہ ہے کہ طعام کسی کے بدلہ میں ہو یعنی مالک ارض سے یہ کہے کہ میں

تمہیں یہ زمین غلہ کی اتنی مقدار کے بدلہ میں کرایہ پر دیتا ہوں مثلاً دس بوری گیہوں کی گیہوں کو مطلق رکھے یہ نہ کہے زمین کی پیداوار میں سے یہ صورت ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے اور طعام کسی اس صورت میں بمنزلہ دراہم کے ہو گا اس میں امام مالک کا اختلاف ہے وہ کراء الارض بطعام مسمیٰ کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور ایک قسم مزارعت کی وہ ہے جو بحصة من الخارج ہو یعنی زمین کی پیداوار میں سے کچھ حصہ پر زمین دی جائے مثلاً نصف یا ثلث جو بھی آپس میں طے ہو جائے یہی وہ صورت ہے جو مشہور اور مختلف فیہ بین الائمہ ہے جس کو بیانی پر زمین دینا کہتے ہیں امام احمد اور صاحبین کے نزدیک مزارعت کی یہ صورت جائز ہے باقی ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی کے نزدیک ناجائز ہے امام ابو حنیفہ و مالک کے نزدیک تو مطلقاً اور امام شافعی کے نزدیک کما قال النووی مستقلاً تو ناجائز ہے لیکن تبعاً للمساقات جائز ہے ہمارے یہاں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے یعنی جواز پر ہے لیکن اس کے لئے متعدد شرائط ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں فلیراجع الیہا۔

مساقات کا حکم عند الائمة الاربعة: مزارعت ہی کے قبیل سے ایک اور معاملہ بھی ہے جس کو مساقات کہتے ہیں، جس کا تعلق باغ اور درختوں سے ہوتا ہے جیسا کہ مزارعت کا تعلق زمین سے ہوتا ہے یعنی کوئی شخص باغ والا دوسرے شخص کے ساتھ یہ معاملہ کرے کہ تم ہمارے ان درختوں کی آبپاشی اور خدمت کرو، جو کچھ ان پر پھل آئیں گے اس میں اتنا حصہ تمہارا ہو گا یہ جمہور علماء ائمہ ثلاثہ و صاحبین سب کے نزدیک جائز ہے إلا الإمام أبی حنیفہ کہ انکے نزدیک مساقات بھی جائز نہیں وہ فرماتے ہیں یہ تو کراء معدوم ہے یعنی پھل موجود کہاں ہیں فی الحال جنکے ساتھ معاملہ کیا جا رہا ہے، جمہور کہتے ہیں کہ اس معاملہ کا تعلق عمل سے ہے جس طرح مضاربیت میں ہوتا ہے وہاں بھی تو نفع فی الحال معدوم ہے پس اب ان اختلافات کا حاصل یہ ہوا کہ امام احمد و صاحبین کے نزدیک مزارعت و مساقات دونوں جائز ہیں، اور امام اعظمؒ کے نزدیک دونوں ناجائز ہیں، اور امام مالک و شافعی کے نزدیک مزارعت تو ناجائز ہے اور مساقات جائز ہے لیکن یہ ذہن میں رہے جیسا کہ اوپر گزر چکا کہ امام شافعی کے نزدیک مزارعت تبعاً لمساقات جائز ہے، یہ تفصیل ائمہ اربعہ کے مذاہب کے اعتبار سے ہیں، بعض دوسرے علماء کے ان میں اسکے علاوہ بھی مذاہب ہیں چنانچہ طاؤس اور ابن حزم ظاہری کے نزدیک مزارعت یعنی کراء الارض مطلقاً کسی طرح بھی جائز نہیں، اسی طرح حافظؒ فرماتے ہیں: وبالغ ربیعة فقال لا یجوز کراؤھا إلا بالذهب أو الفضة^①۔

ہم نے اوپر یہ کہا ہے کہ حنفیہ کے یہاں مزارعت میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے جو کہ امام احمدؒ کا بھی مذہب ہے امام بخاریؒ نے بھی: باب المزارعة بالشطیر ونحوہ قائم کر کے ترجمۃ الباب کے تحت بعض صحابہ اور بہت سے تابعین کے اقوال تعلقاً اس کے جواز میں نقل فرمائے ہیں۔

جواز مزارعت کی حدیث متفق علیہ ہے: اور اس کے بعد پھر ابن عمرؓ کی حدیث مسند اس کے جواز میں بیان فرمائی

ممانعت تو اسکی ہے جس طرح بعض لوگ حضور ﷺ کے زمانہ میں مزارعت کیا کرتے تھے (تقسیم ارض کے ساتھ) کہ جو پیداوار پانی کی نالیوں پر ہوگی اور نہر کے قریبی حصوں میں وہ تو ہماری اور باقی کاشتکار کی مادیات یعنی مسایل الماء پانی کی نالیاں اور اسکے بنے کی جگہیں اُقبال الجند اول (یعنی اوائل الجند وال) اس روایت کا متن تو یہ ہے، اور اسکے بعد پھر آئندہ آنے والے باب: **بَابُ فِي التَّشْيِيدِ فِي ذَلِكَ** کی ساتویں حدیث میں (رقم ۳۴۰۱) اس طرح آ رہا ہے: **إِنِّي لَيَتِيمٌ فِي حَجَرٍ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَحَجَّجْتُ مَعَهُ فَجَاءَهُ أَخِي عُمَرَانُ بْنُ سَهْلٍ، فَقَالَ: أَكْرَيْتَنَا أَرْضَنَا فَلَانَهُ، يَمَانَتِي دِرْهَمٍ، فَقَالَ: «دَعْنِي فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَنْ بَيْعِ الْأَرْضِ»، دیکھئے اس میں کراء الارض بالدرہم والدنانیر سے بھی وہ منع کر رہے ہیں، لہذا ترجیح حضرت ابن عمر کی حدیث یعنی حدیث الجواز ہی کو ہوگی، اور یہی ابن عباس کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے یہاں باب کی پہلی حدیث میں ہے۔**

۳۳۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُمَرُو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: مَا كُنَّا نَرَى بِالْمُزَارَعَةِ بَأْسًا، حَتَّى سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَنْهَا، فَذَكَرْتُهُ لَطَاوُسٍ، فَقَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا وَلَكِنْ قَالَ: «لَا أَنْ يَمْتَنَحَ أَحَدُكُمْ أَرْضَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَيْرًا مَعْلُومًا».

ترجمہ: عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ہم عقد مزارعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ میں نے رافع بن خدیج سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعہ کا معاملہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے رافع بن خدیج کی اس حدیث کو طاؤس کے سامنے بیان کیا تو طاؤس نے کہا کہ عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عقد مزارعہ سے منع نہیں فرمایا تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو اپنی زائد زمین بغیر معاوضہ ہدیہ میں دیدے یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ وہ اپنے بھائی کو زمین دیکر اس سے زمین کا ایک مقرر شدہ کرایہ وصول کرے۔

سنن النسائي - الايمان والندوة (۳۹۱۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۸۹) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۳۴/۱)

شرح الحدیث: مضمون حدیث یہ ہے عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم لوگ تو مزارعت میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے (یعنی تقریباً تمام ہی صحابہؓ یہاں تک کہ میں نے رافع بن خدیج سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کی اس بات کو طاؤس سے نقل کیا اس پر طاؤس نے کہا کہ مجھ سے میرے استاد ابن عباسؓ نے یہ فرمایا تھا کہ حضور ﷺ نے مزارعت سے منع نہیں فرمایا تھا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ آدمی اپنی زمین کو منیجہ بنائے یعنی ویسے ہی بغیر عوض کے کاشت کے لئے دوسرے کو دیدے یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ اس پر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَّا عَلَى الْمَازِيَانَاتِ وَأَقْبَالَ الْجَنَاحِ أَوَّلَ، وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ فِيهِ لَكَ هَذَا، وَيَسْلَمُ هَذَا، وَيَسْلَمُ هَذَا، وَيَهْلِكَ هَذَا، وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هَذَا، فَلِذَلِكَ رَجَعَ عَنْهُ، فَأَمَّا شَيْءٌ مَضْمُونٌ مَعْلُومٌ، فَلَا بَأْسَ بِهِ»، وَحَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ أَيْضًا، وَقَالَ قُتَيْبَةُ: عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ رَافِعٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بِرِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ نَحْوَهُ.

ترجمہ: حنظلہ بن قیس الانصاری کہتے ہیں کہ میں نے رافع بن خدیج سے پوچھا کہ اپنی زمین سونے اور چاندی کے بدلے میں کرایہ پر دینے کا کیا حکم ہے؟ تو حضرت رافع بن خدیج نے جواب دیا: اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں؟..... عہد نبوی میں لوگ اپنی زمینوں کو کرایہ پر دیتے تھے کہ وہ اسکی اجرت میں وہ کھیتی وصول کریں گے جو پانی کے بہاؤ کی جگہوں پر اگے گی اور وہ کھیتی جو چھوٹی نہروں کے شروع میں اگے گی اور کرائے میں دیگر متعین کھیتی کو اپنے لئے مقرر کر دیتے تھے..... تو یہ متعین کھیتی ضائع ہو جاتی اور اسکے مقابلہ میں دوسری جگہوں پر کھیت ہرے برے ہوتے اور کبھی اسکے الٹ ہو جاتا..... زمین کے مالک اپنی زمین کی اجرت صرف یہی لیا کرتے تھے اسی لئے حضور ﷺ نے اس معاملہ سے منع فرمادیا..... البتہ زمین کی اجرت میں ایسی شئی جو متعین اور قابل ضمان ہو لینے میں کوئی حرج نہیں..... ابراہیم بن موسیٰ استاد کی حدیث زیادہ مکمل ہے اور قتیبہ استاد نے حدیث کو عن حنظلہ عن رافع سے معضن ذکر کیا ہے..... امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے رافع کی طرح عن حنظلہ نقل کیا۔

تحقیق: صحیح البخاری - المزارة (۲۲۰۲) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۴۷) سنن النسائي - الايمان والندوة (۳۸۶۷) (۳۹۱۶) سنن ابی داود - البیوع (۳۳۹۲) مسند احمد - مسند الشاميين (۱۴۲/۴)

۳۳۹۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ، أَنَّهُ سَأَلَ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ، عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، فَقَالَ: "هَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ، فَقُلْتُ: أَبَا لَهَبٍ وَالْوَرِيقِ، فَقَالَ: أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِيقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ".

ترجمہ: حنظلہ بن قیس نے حضرت رافع بن خدیج سے زمین کو کرایہ پر دینے کے متعلق سوال کیا تو حضرت رافع بن خدیج نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو اجرت پر دینے سے منع فرمایا تھا تو حنظلہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ سونا اور چاندی کے بدلہ زمین کو اجرت پر دینا کیسا ہے؟ تو حضرت رافع نے فرمایا سونا اور چاندی کا بدلہ میں زمین کو کرایہ پر دینا صحیح ہے۔

تحقیق: صحیح البخاری - الإجارة (۲۱۶۵) صحیح البخاری - المزارة (۲۲۰۲) صحیح البخاری - الشروط (۲۵۷۳) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۴۷) سنن النسائي - الايمان والندوة (۳۸۶۷) سنن ابی داود - البیوع (۳۳۹۳)

۳۲ - بَابُ فِي التَّشْرِيدِ فِي ذَلِكَ

عقد مزارة کی ممانعت کا بیان

۳۳۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ جَدِّي اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ،

عن رافع بن خديج نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے..... اوزاعی نے عن ابی النجاشی عن رافع بن خديج عن عمر ظہیر بن رافع عن ابی النبی ﷺ نقل کیا ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ابو النجاشی کا نام عطاء بن صہیب ہے۔

صحیح البخاری - المزاعرة (۲۲۱۸) صحیح البخاری - المغازی (۳۷۸۹) صحیح مسلم - البيوع (۱۵۴۷) سنن النسائي - الإيمان والنذور (۳۸۶۷) سنن أبي داود - البيوع (۳۳۹۴) سنن ابن ماجه - الأحكام (۲۴۵۳) مسند أحمد - مسند البکترین من الصحابة (۶/۲) مسند أحمد - مسند المکین (۴۶۳/۳) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۴۰/۴) موطأ مالک - کراء الارض (۱۴۱۵)

شرح الحدیث یعنی حضرت ابن عمرؓ کی عادت حضور ﷺ ہی کے زمانہ سے مزارعت کی تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کو حضرت رافع بن خديجؓ کی یہ حدیث پہنچی کہ حضور ﷺ منع فرماتے تھے کراء الارض سے، اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ رافع بن خديجؓ سے ملاقات کیلئے گئے کہ تم حضور ﷺ سے کراء الارض کے بارے میں کیا حدیث نقل کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے دو چچاؤں سے سنا تھا (قیل اسم العمین: ظہیر ومُظہر، وقیل ظہیر ومُہیر) جو ہمارے گھر والوں سے بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے کراء الارض سے منع فرمایا ہے اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: واللہ ہم تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں زمین اس طرح گرایہ پر دی جاتی تھی ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللَّهِ الرَّحْمَنُ عَنِ شُرُوعِهَا فِي زَمَانِ بْنِ عُمَرَؓ یہی فرمایا لیکن پھر بعد میں ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو واقعی حضور ﷺ نے اخیر میں اس سے منع فرمادیا ہو جس کی مجھے خبر نہ ہوئی ہو لہذا انہوں نے مزارعت کو احتیاطاً ترک کر دیا۔

۳۳۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ، قَالَ: كُنَّا لِنُحَادِثَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَنَّ بَعْضَ عُمُوْمِيهِ أَتَاهُ، فَقَالَ: هَبْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا، وَطَوَّاعِيَةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا، وَأَنْفَعُ، قَالَ: قُلْنَا وَمَا ذَٰلِكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيُزْرِعْهَا، أَوْ فَلْيُزْرِعْهَا أَخَاهُ، وَلَا يَكْأَرِبْهَا بِثُلُثٍ وَلَا بِرُبْعٍ وَلَا بِطَعَامٍ مُسَقًّى».

ترجمہ رافع بن خديجؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم زمین گرایہ پر دیا کرتے تھے پھر حضرت رافع نے بتایا کہ ان کے ایک چچا نے ان سے آکر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کام سے منع فرمادیا جو ہمارے لئے نفع بخش تھا..... اور اللہ رسول کی فرمانبرداری ہمارے لئے دنیا اور آخرت میں زیادہ فائدہ مند ہے..... رافع بن خديجؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا وہ کونسا معاملہ ہے؟ تو میرے چچا نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس زمین ہو تو وہ اس زمین میں یا تو خود کھیتی باڑی کرے یا اپنے بھائی کو بغیر اجرت کھیتی باڑی کرنے کیلئے دے دے..... اور یہ اس

زمین کو اس طرح اجرت پر نہ دے کہ اس زمین کی پیداوار کا ایک تہائی یا چوتھائی یا متعین اناج اس کی اجرت مقرر کرے۔

۳۳۹۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَغْلَى بْنُ حَكِيمٍ، أَنِّي سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ

بْنَ يَسَارٍ، يَمُتَعَنِي إِسْنَادُ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَحَدَّثَنِيهِ.

ترجمہ: ایوب فرماتے ہیں کہ یعلیٰ بن حکیم نے مجھے لکھا کہ میں نے سلیمان بن یسار سے اس حدیث کو سنا ہے اس کے بعد مصنف کے استاد عبید اللہ بن عمر کی حدیث کی سند اور ان کی حدیث کے الفاظ ذکر کیے۔

تصحیح: صحیح مسلم - البیوع (۱۵۴۷) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۸۵) سنن النسائی - الأیمان والنذور (۳۸۶۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۹۵) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۵۳) مسند أحمد - مسند المنکثرین من الصحابة (۶/۲) مسند أحمد - مسند المنکثرین (۴۶۳/۳) مسند أحمد - مسند الشامیین (۱۴۰/۴) موطأ مالک - کراء الأرض (۱۴۱۵)

شرح الحدیث: امام مالک کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ زمین کو طعام مسمیٰ کے بدلہ میں نہ دینا چاہیے، جمہور کی طرف سے اس کا جواب ہو سکتا ہے کہ طعام مسمیٰ سے مراد غلہ کی مقدار معین پانچ بوری یا دس بوری مراد نہیں ہے بلکہ اس سے وہ غلہ مراد ہے ماعلی السواقی والماذیانات جو بالاتفاق ممنوع ہیں۔

۳۳۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، عَنْ جُحَاوِدٍ، عَنْ ابْنِ رَافِعٍ بْنِ خَدِيجٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَنَا أَبُو رَافِعٍ، مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَئَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرِ كَانَ يَزُفُّ بِنَا، وَطَاعَةُ اللَّهِ، وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَزْفَقُ بِنَا. «هَئَانَا أَنْ يَزُورَ أَحَدُنَا، إِلَّا أَرْضًا يَمْلِكُ رَقَبَتُهَا أَوْ مَذْبَحَةً يَمْنَحُهَا رَجُلٌ».

ترجمہ: رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ابو رافع رسول اللہ ﷺ کے پاس سے تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے سے منع فرمادیا جو ہمارے لئے نفع بخش تھا..... اور اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ہے حضور ﷺ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم میں سے کوئی شخص کسی زمین میں کھیتی باڑی نہ کرے مگر ایسی زمین جو اس کی ملکیت میں ہو اس میں کھیتی باڑی کر سکتا ہے یا کسی اور شخص نے اس کو اپنی زمین بغیر اجرت کھیتی باڑی کے لئے دی ہو تو ایسی زمین میں بھی کھیتی باڑی کر سکتا ہے۔

۳۳۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَثُورٍ، عَنْ جُحَاوِدٍ، أَنَّ أَسِيدَ بْنَ ظَهْرٍ، قَالَ: جَاءَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ أَمْرِ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا، وَطَاعَةُ اللَّهِ، وَطَاعَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ لَكُمْ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْهَاكُمْ عَنِ الْخَفْلِ، وَقَالَ: مَنْ اسْتَعْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ، أَوْ لِيَدْعَ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ شُعْبَةُ، وَمُقَاضِلُ بْنُ مَهْلَهٍ، عَنْ مَثُورٍ، قَالَ شُعْبَةُ: «أَسِيدُ ابْنُ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ».

ترجمہ: اسید بن ظہیر کہتے ہیں کہ رافع بن خدیج ہمارے پاس تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو ایسے کام سے منع فرمادیا جو تمہارے لئے نفع بخش تھا لیکن اللہ پاک اور اس کے رسول کے حکم کو تسلیم کرنا تمہارے لئے زیادہ فائدہ مند ہے بیشک رسول اللہ ﷺ نے تم کو منع فرمادیا کہ تم کھیتی باڑی کی غرض سے اپنی زمینوں کو اجرت پر دو اور حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی زمین میں کھیتی باڑی کرنے کی ضرورت نہ سمجھتا ہو تو اسکو چاہیے کہ وہ اپنی زمین اپنے بھائی کو بغیر اجرت دیدے یا اس زمین کو یوں ہی بیکار چھوڑ دے امام ابو داؤد فرماتے ہیں سفیان کی طرح اس حدیث کو شعبہ اور مفضل بن مہلہل نے عن منصور نقل کیا اور شعبہ نے یوں فرمایا کہ رافع بن خدیج کے بھیجے اسید سے روایت ہے۔

ترجمہ: صحیح مسلم - البیوع (۱۵۴۸) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۸۴) سنن النسائی - الأیمان والنذور (۳۸۶۳) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۳۹۸) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۶۰) مسند أحمد - مسند المکیین (۴۶۵/۳)

۳۳۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطَمِيُّ، قَالَ: بَعَثَنِي عَمِّي أَنَا وَغُلَامًا لَهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ شَيْءٌ بَلَعْنَا عَنْكَ فِي الْمَزَارَعَةِ؟ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ، لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا حَتَّى يَلْفَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، حَدِيثٌ فَأَنَّا كُنَّا نَأْخُذُ بِهِ رَافِعٌ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَى بَنِي حَارِثَةَ فَرَأَى زَرْعًا فِي أَرْضِ ظَهْرٍ، فَقَالَ: مَا أَحْسَنَ زَرْعَ ظَهْرٍ، قَالُوا: لَيْسَ لظَهْرٍ، قَالَ: أَلَيْسَ أَرْضُ ظَهْرٍ؟ قَالُوا: بَلَى، وَلَكِنَّهُ زَرْعُ فُلَانٍ، قَالَ: «فَأَخْذُوا زَرْعَكُمْ وَهَرِّدُوا عَلَيْهِ التَّفَقَّةَ»، قَالَ رَافِعٌ: «فَأَخْذْنَا زَرْعَنَا وَهَرَدْنَا إِلَيْهِ التَّفَقَّةَ»، قَالَ سَعِيدٌ: «أَفْقَرُ أَخَاكَ أَوْ أَكْرَهَ بِاللَّهِ أَهْمٌ».

ترجمہ: ابو جعفر خطمی کہتے ہیں کہ میرے چچا نے مجھے اور ایک لڑکے کو سعید بن مسیب کے پاس بھیجا..... ابو جعفر کہتے ہیں کہ ہم نے سعید بن مسیب سے کہا کہ ہمیں آپ کے متعلق عقد مزارعہ کی ممانعت والی حدیث پہنچی ہے اسی بات کی تحقیق کرنے ہم آپ کے پاس آئے ہیں تو سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر عقد مزارعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ انکو رافع بن خدیج کی طرف منسوب حدیث پہنچی تو ابن عمر اس حدیث کی تحقیق کیلئے رافع بن خدیج کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت رافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو یہ حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ ایک دفعہ قبیلہ بنی حارثہ تشریف لے گئے تو حضور ﷺ نے ظہیر کی زمین میں کھیت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ظہیر کی یہ کھیتی کیسی ہی سربز و شاداب ہے لوگوں نے کہا کہ یہ کھیت ظہیر کا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا یہ ظہیر کی زمین نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ بیشک ظہیر کی زمین ہے لیکن فلاں شخص نے اس میں کھیتی کی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنی کھیتی لے لو اور اس کھیتی باڑی کرنے والے شخص کو اسکا خرچہ دے دو تو حضرت رافع نے فرمایا کہ ہم نے اپنی زمین کے کھیت کو وصول کر لیا اور اس کھیتی باڑی کرنے والے شخص کو اس کا خرچہ دے دیا سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ تم اپنے بھائی کو زمین عاریہ دیدو یا درہموں کے بدلے اسکو اجرت پر دیدو۔

سنن النسائي - الأيمان والنذور (۳۸۸۹) سنن ابی داود - البیوع (۳۳۹۹)

شرح الحدیث: قَالَ سَعِيدٌ: أَفْقِرُ أَخَاكَ أَوْ أَكْرَهُ بِاللَّذَّةِ أَهْمُ: یہ اُکڑہ الاکراء سے ماخوذ ہے، کرایہ پر دینا، سعید بن المسیبؓ فرما رہے ہیں کہ اپنے بھائی کو زمین ویسے ہی مفت عاریتہ دیدے یا دراہم کے بدلہ میں، یعنی بٹائی پر مت دے۔

۳۴۰۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَافَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ»، وَقَالَ: «إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةً: رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا، وَرَجُلٌ مُنِخٌ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُهَا مُنِخٌ، وَرَجُلٌ اسْتَكْرَى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ».

ترجمہ: رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی ہوئی کھیتی کو کھڑی کھیتی کے بدلہ بیچنے سے اور درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو کٹی ہوئی کھجوروں کے بدلہ بیچنے سے منع فرمایا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین طرح کے لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں: ① وہ لوگ جن کی اپنی زمین، اور وہ اپنی زمین میں کھیتی باڑی کرتے ہیں، ② وہ لوگ جن کو عاریتہ زمین دی گئی ہو تو وہ اس عاریتہ زمین پر کھیتی کرتے ہیں، ③ وہ لوگ جو سونا یا چاندی کے بدلہ میں زمین کرائے پر لیں۔

سنن النسائي - الأيمان والنذور (۳۸۶۳) سنن ابی داود - البیوع (۳۴۰۰)

شرح الحدیث: كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَافَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ: محافلہ کہتے ہیں بیع الزرع بالخطہ کو یعنی کھڑی کھیتی کا تبادلہ اس کا اندازہ لگا کر تیار شدہ غلہ سے کرنا، یا اس سے مراد بیع الزرع فی سنبلہ قبل بدو الصلاح ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد مزارعت بالثلث ونحوہ ہے۔

۳۴۰۱ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بْنِ يَعْقُوبَ الطَّلَقَانِي، قُلْتُ لَهُ: حَدَّثَكُمُ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَعِيدِ أَبِي شُجَاعٍ، حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: «إِنِّي لَبَيْتِمُ فِي حَجَرِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَبَجَاءَهُ أَخِي عِيسَى بْنُ سَهْلٍ، فَقَالَ: أَكْرَيْتَنَا أَرْضًا ثَلَاثَةً، بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَقَالَ: «دَعُهُ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَى الْأَرْضَ».

ترجمہ: امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن یعقوب طالقانیؒ پر قرأت کی حَدَّثَكُمُ ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَعِيدِ أَبِي شُجَاعٍ، حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عثمان بن سہل رافع بن خدیج کے پوتے کہتے ہیں کہ میں یتیم تھا اور رافع بن خدیج (دادا) کی پرورش میں رہا اور میں نے ان کے ساتھ حج بھی کیا تو ایک دفعہ میرا بھائی عمران بن سہل نے آکر دادا سے کہا کہ ہم نے اپنی فلاں زمین دو سو (۲۰۰) درہم اجرت پر دی ہے تو حضرت رافع نے فرمایا کہ تم اس کرایہ کو وصول مت کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کا کرایہ اور اجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔

صحیح البخاری - المزارعة (۲۲۱۸) صحیح البخاری - المغازی (۳۷۸۹) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۴۷) سنن النسائي - الأيمان والنذور (۳۸۶۷) سنن ابی داود - البیوع (۳۴۰۱) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۵۳) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۶/۲) مسند

احمد - مسند الشامیین (۴/ ۱۴۰) موطا مالک - کراء الارض (۱۴۱۵)

۳۴۰۲ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْقُضْلُ بْنُ دَكْنٍ، حَدَّثَنَا بُكَيْرٌ يَعْنِي ابْنَ عَامِرٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ، أَنَّهُ زَمَعَ أَرْضًا فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْقِيهَا فَسَأَلَهُ «لِمَنِ الزَّمْعُ؟ وَلِمَنِ الْأَرْضُ؟» فَقَالَ: زَمْعِي بَيْنَ بَرِيٍّ وَعَمَلِي لِي الشَّطْرُ وَلِابْنِي فَلَانَ الشَّطْرُ، فَقَالَ: «أَرَبَيْتُمَا، فَرَدَّ الْأَرْضَ عَلَى أَهْلِهَا وَخَذَ نَفَقَتَهُ».

ترجمہ: رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک زمین میں کھیت لگایا تو رسول اللہ ﷺ اس زمین کے پاس سے گزرے اس وقت حضرت رافع اس زمین کو سیراب کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کھیتی کس کی ہے اور زمین کا مالک کون ہے؟ تو حضرت رافع نے فرمایا کہ اس زمین میں، میں نے بیج ڈال کر اس میں محنت کی ہے اور زمین کی پیداوار میں سے آدھا حصہ میرا ہے اور پیداوار کا دوسرا آدھا حصہ بنو قلاں (اس زمین کے مالک) کا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے سودی معاملہ کیا لہذا (زمین کے مالک کو) یہ زمین لوٹا دو اور تم نے اس زمین پر جتنا خرچہ کیا ہے وہ خرچہ تم وصول کر لو۔

سنن النسائي - الأيمان والنذور (۳۸۶۷) سنن النسائي - الأيمان والنذور (۳۸۸۹) سنن أبي داود - البیوع (۳۴۰۲)

۳۳ - بَابُ فِي زَمْعِ الْأَرْضِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهَا

زمین کے مالک کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں کھیتی کرنے کا بیان

۳۴۰۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ زَمَعَ فِي أَرْضٍ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّمْعِ شَيْءٌ وَلَا نَفَقَتُهُ».

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے کسی زمین کے مالکوں کی اجازت کے بغیر ان کی زمین میں کھیتی کی تو اس کھیتی کرنے والے کو کھیت کی پیداوار میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا اور اس کھیتی کرنے والے کو چاہیے کہ اس نے اس زمین پر جو خرچہ اور محنت کی ہے اس کے بقدر زمین کے مالک سے وصول کر لے۔

جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۶۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۰۳) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۶۶) مسند احمد - مسند المکین (۴۶۵/۳)

شرح الحدیث: مَنْ زَمَعَ فِي أَرْضٍ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّمْعِ شَيْءٌ وَلَا نَفَقَتُهُ: یعنی جو شخص دوسرے کی زمین میں بغیر اس کی اجازت کے کھیتی کرے تو زارع کیلئے اس کھیتی میں سے کچھ نہیں ہے، یعنی ساری کھیتی صاحب ارض کی ہوگی ولہ نَفَقَتُهُ اور اس کھیتی کرنے والے کے لئے جو کچھ اس کا خرچہ اور محنت ہوئی ہے اس کے لئے وہ ہوگا۔

یہ حدیث مسلک جمہور کے خلاف ہے اس لئے کہ اس حدیث سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ایسی صورت میں کھیتی مالک ارض کے لئے ہوگی اور مزارع کیلئے مطلقاً نہ ہوگی حالانکہ جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے: الزارع لصاحب البذر مطلقاً وللآخر كراء الارض

اور اجر الخدمۃ، یعنی اس صورت میں کھیتی اس شخص کیلئے ہوگی جس کا بیج ہو گا خواہ وہ مالک ارض ہو یا کاشتکار، اور دوسرے کیلئے اگر وہ مالک ارض ہے تو کراء الارض ہو گا اور اگر کاشتکار ہے تو اس کیلئے محنت مزدوری کی اجرت ہوگی، لیکن ظاہر یہ ہے کہ جب بغیر مالک کی اجازت کے کھیتی کر رہا ہے تو بیج وہ کاشتکار اپنے ہی پاس سے ڈالے گا اور ایسی صورت میں فقہاء کا فیصلہ یہ ہے کہ کھیتی کاشتکار کیلئے ہوگی حالانکہ اس حدیث میں یہ ہے کہ مالک ارض کیلئے ہوگی، اس کا محدثانہ جواب تو یہ ہے کہ یہ حدیث عند المحدثین غیر ثابت ہے کما قال الخطابی، اور یا پھر یہ تاویل کی جائے کہ حدیث میں جو یہ حکم مذکور ہے اس صورت میں ہے جب بیج بھی مالک ارض کا ہو، یعنی حدیث عام نہیں بلکہ ایک خاص صورت پر محمول ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۴۔ بَابُ فِي الْمُخَابَرَةِ

عقد مخبرہ کا بیان

۳۴۰۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَنَّ حَمَّادًا، وَعَبْدَ الْوَارِثِ، حَدَّثَاهُمَا كُلُّهُمَا، عَنْ أَبِي الْيُؤَبِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: عَنْ حَمَّادٍ، وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ، وَالْمُعَاوَمَةِ»، قَالَ: عَنْ حَمَّادٍ، وَقَالَ: أَحَدُهُمَا وَالْمُعَاوَمَةُ وَقَالَ: الْآخَرُ بَيْعُ السِّنِينَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا، وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَائِيَا.

ترجمہ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزائنہ اور محاملہ اور مخبرہ سے منع فرمایا اور درخت پر موجود پھل کی خرید و فروخت کئی سال تک کرنے سے منع فرمایا مسدد استاد نے حماد سے نقل کیا کہ ابو زبیر یا سعید راوی میں سے ایک نے لفظ معاومہ کہا ہے اور دوسرے نے بیع السنین کہا ہے اس کے بعد راویوں نے متفقہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجہول استثناء سے منع فرمایا ہے اور عرایا کا معاملہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

تصحیح صحیح البخاری - المساقاة (۲۲۵۲) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۶) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۹۰) سنن النسائی - الايمان والنذور (۳۹۲۰) سنن النسائی - البیوع (۴۵۲۳) سنن أبي داود - البیوع (۳۴۰۴) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۶۶) مسند أحمد - باقی مسند الکثیرین (۳۱۳/۳)

شرح الحدیث مزائنہ کے معنی مستقل باب میں گزر چکے اور محاملہ کے معنی ابھی گزرے ہیں، مخبرہ سے مراد وہی مزارعت اور بٹائی پر زمین دینا ہے، یہ لفظ خیبر سے بنا ہے، اور کہا گیا ہے کہ مخبرہ اور مزارعت میں فرق ہے وہ یہ کہ مزارعت میں بذر مالک ارض کی طرف سے ہوتا ہے بخلاف مخبرہ کے کہ اس میں کسان کی طرف سے ہوتا ہے، قیل غید ذلک۔

وَعَنِ الثُّنْيَا: ثنیا بمعنی استثناء اور مراد اس سے استثناء مجہول ہے کہ بیع وغیرہ میں استثناء مجہول مضر اور ناجائز ہے اسی لئے آگے دوسری روایت میں آرہا ہے: إِلَّا أَنْ يُغْلَمَ یعنی معلوم ہو تو کچھ حرج نہیں جیسے کوئی پھلوں کی بیج کے وقت میں اپنے باغ کا معاملہ

کرتے وقت یوں کہے ”مگر پانچ درخت“ اور یہ تعیین نہ کرے کون سے پانچ درخت یا یوں کہے مگر چند درخت، یہ استثناء مجہول ہے بیچ فاسد ہو جائے گی۔

۳۴۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ يَزِيدَ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَامِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُرَاتِبَةِ وَالْحَاقِلَةِ، وَعَنِ الْقُنْيَا إِلَّا أَنْ يُعْلَمَ».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا مزابنہ سے اور حاقلہ سے اور مجہول استثناء کرنے سے..... ہاں کسی متعین شی کا استثناء کرنا صحیح ہے۔

شرح: صحيح البخاري - المساقاة (۲۲۵۲) صحيح مسلم - البيوع (۱۵۳۶) جامع الترمذي - البيوع (۱۲۹۰) سنن النسائي - الأيمان والنفور (۳۹۲۰) سنن النسائي - البيوع (۴۵۲۳) سنن أبي داود - البيوع (۳۴۰۵) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۲۶۶) مسند أحمد - ما في مسند المكثرين (۳۱۳/۳)

۳۴۰۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ رَجَاءٍ يَعْنِي الْمَكِّيَّ، قَالَ ابْنُ حُثَيْمٍ: حَدَّثَنِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ لَمْ يَذَرَ الْمُخَابِرَةَ فَلْيَأْذَنْ بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص عقد مزارعتہ نہ چھوڑے تو وہ اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

شرح الحديث: مَنْ لَمْ يَذَرَ الْمُخَابِرَةَ فَلْيَأْذَنْ بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ: یعنی جو شخص مخابرہ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں اور وہ اتنا جری ہے تو اس کو چاہیے کہ اعلان کر دے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کا، بطور وعید کہا جا رہا ہے کہ ایک قدم اور آگے بڑھ جائے، کما فی قولہ تعالیٰ: فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ^۱، کہ اگر تم نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ جنگ کیلئے اللہ اور اس کے رسول سے، اور صاحب عون المعبود نے اس کو بصیغہ مجہول ضبط کیا ہے: أي ليخبروا بالفارسية آگاه کردہ شود^۲، یعنی ایسے شخص کو آگاہ کر دیا جائے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ سے، یعنی وہ اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کر رہا ہے، یا یہ کہ اب اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اس کے ساتھ جنگ ہو گی، واللہ تعالیٰ اعلم، اور ہذل^۳ میں لکھا ہے کہ مخابرہ چونکہ عقد فاسد ہے جو کہ ربا کے حکم میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے عدم ترک ربا پر قرآن کریم میں یہ وعید فرمائی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ^۴، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ^۵ اھ^۶ لہذا

① پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے (سورۃ البقرۃ ۲۷۹)

② عون المعبود شرح سنن ابی داؤد - ج ۹ ص ۲۳۸

③ ہذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۷۳

④ لے ایمان والو! اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ

سے اور اس کے رسول سے (سورۃ البقرۃ ۲۷۸-۲۷۹)

مخبرہ نہ چھوڑنے والا بھی اسی وعید کا مستحق ہے۔

۳۴۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَلِيٍّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحُجَّاجِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: "كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَخَابِرَةِ، قُلْتُ: وَمَا الْمَخَابِرَةُ؟ قَالَ: أَنْ تَأْخُذَ الْأَرْضَ بِبَيْضِ أَوْ قُلْتُ: أَوْ رُبْعٍ"

زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا عقد مزارعہ کرنے سے..... ثابت کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ مخبرہ سے کیا مراد ہے؟ تو زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ تم زمین اجرت پر حاصل کر داس طرح کہ اس زمین کی پیداوار کا آدھا حصہ یا ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصہ تمہارا ہو گا (باقی پیداوار زمین کے مالک کی ہوگی)۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۰۷) مسند احمد - مسند الانصار، رضی اللہ عنہم (۱۸۷/۵) مسند احمد - مسند الانصار، رضی اللہ عنہم (۱۸۸/۵)

۳۵۔ بَابُ فِي الْمَسَاقَاةِ

پھلوں کے باغات میں معاملہ کرنے کا بیان

۳۴۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُصَمَرٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ أَوْ زَرْعٍ»

عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے یہ معاملہ فرمایا تھا کہ ان کے باغات میں سے حاصل ہونے والے پھلوں کا آدھا حصہ اور ان کی زمین کی کھیتی کا آدھا حصہ ہمارا ہو گا (اور دوسرا آدھا حصہ ان یہودیوں کا ہو گا)۔

صحیح البخاری - الإجازة (۲۱۶۵) صحیح البخاری - المزارعة (۲۲۰۳) صحیح البخاری - الشركة (۲۳۶۶) صحیح البخاری - الشروط (۲۵۷۱) صحیح البخاری - فرض الخمس (۲۹۸۳) صحیح البخاری - المغازی (۴۰۰۲) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۵۱) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۸۳) سنن النسائی - الأیمان والنذور (۳۹۲۹) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۰۸) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۶۷) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۷/۲) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۱۴)

ابن عمرؓ چونکہ خود مزارعت کے قائل تھے جیسا کہ گزشتہ باب میں گزر چکا ایسے ہی وہ مساقات کے جواز کے بھی قائل تھے جیسا کہ وہ اس حدیث مرفوعہ میں روایت کر رہے ہیں، اس حدیث میں مزارعت اور مساقات دونوں کا ذکر ہے۔

آپ ﷺ کا معاملہ یہود خیبر کے ساتھ مزارعت کا تھا یا خراج کا؟ حضرت گنگوہیؒ کی تقریر الکوکب الدہری میں باب ماجاء فی المزارعة میں یہ تحریر ہے جاننا چاہیے کہ اکثر آراضی خیبر کو آپ ﷺ نے غنوة فتح فرمایا تھا، اور پھر اس طرح کی زمینوں کو بعد اخراج الخمس غنمیں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا تھا (جس کے صحابہ کرام مالک ہو گئے تھے) مگر پھر یہ ہوا کہ

یہود کو عمل کیلئے وہیں برقرار رکھا گیا لہذا یہ معاملہ مزارعت کا ہوا، اور جو آراضی خیبر صلحا فتح کی گئی تھیں (حضور ﷺ نے انکو بجائے صحابہ کرام کے درمیان تقسیم کرنے کے) گویا یہودی کو ہبہ کر دی تھی (وقتی طور پر) اور ان پر خراج^۱ مقاسمت مقرر فرما دیا تھا، لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ کی رائے کا استقرار اس پر ہوا کہ یہ سب کا سب معاملہ خراج مقاسمت ہی کا تھا اس میں صاحبینؒ نے امام صاحبؒ کی مخالفت کی اور انہوں نے اس بارے میں تفصیل کو ثابت کیا (یعنی یہ کہ بعض زمینوں کا معاملہ یہود کے ساتھ بطور مزارعت کے تھا اور بعض کا بطریق خراج مقاسمت) پھر حضرت فرماتے ہیں اور صحیح بھی یہی تفصیل ہے جس کو صاحبینؒ نے اختیار کیا (اب یہ کہ پھر بعض روایات میں آپ نے مزارعت سے کیوں نہی فرمائی اس کے بارے میں حضرت فرما رہے ہیں) ان احادیث میں مزارعت سے یہ نہی بعض شروط فائدہ کے اقتران کی وجہ سے ہے اور یا نہی تنزیہی ہے مہاجرین کے افلاس کی وجہ سے اس وقت میں اھ^۲۔ حضرت کی اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ صاحبینؒ جو مزارعت کے قائل ہیں ان کا استدلال حضور ﷺ کے یہود کے ساتھ اس معاملہ سے ہے کیونکہ صاحبینؒ کی تحقیق میں یہ معاملہ مزارعت ہی کا تھا لہذا دلیل جواز ہوا، اور حضرت امام اعظمؒ جو جواز مزارعت کے قائل نہیں ہیں انہوں نے اس معاملہ یہود کو خراج پر محمول کیا ہے نہ کہ مزارعت پر۔

۳۴۰۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ غَنْجٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ إِلَى يَهُودٍ خَيْبَرَ تَحْتَ خَيْبَرٍ وَأَمْرَ صَافِيَّهَا، عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَأَنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرَ شَمْرَقَاءَ».

رحمہ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کے کھجور کا نخلستان اور خیبر کی زمین عطا فرمادی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنی اس زمین اور باغات میں محنت کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو اپنی پیداوار اور کھیتی کا آدھا حصہ دیں گے۔

تحجج صحیح البخاری - الإجازة (۲۱۶۵) صحیح البخاری - المزارعة (۲۲۰۳) صحیح البخاری - الشركة (۲۳۶۶) صحیح البخاری - الشروط (۲۵۷۱) صحیح البخاری - فرض الخمس (۲۹۸۳) صحیح البخاری - المغازی (۴۰۰۲) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۵۱) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۸۲) سنن النسائی - الأیمان والنذور (۳۹۲۹) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۰۹) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۶۷) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۷/۲) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۱۴)

۳۴۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَلِيٍّ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "اِفْتَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَاشْتَرَطَ أَنْ لَهُ الْأَرْضُ، وَكُلُّ صَفْرَاءَ، وَبَيْضَاءَ، قَالَ: أَهْلُ خَيْبَرَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِالْأَرْضِ مِنْكُمْ، فَأَعْطَيْنَاهَا عَلَى أَنْ لَكُمْ نِصْفُ الثَّمَرَةِ، وَلَنَا نِصْفُ فَرْعَمَ أَنَّهُ أَعْطَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ،

① اس لئے کہ جو اراض مفتوحہ بغیر تقسیم کے کفار پر چھوڑ دی جاتی ہے وہ خراجی ہوا کرتی ہے، کما تقدم فی کتاب الخراج فی بیان انواع الاراضی فتدکر۔

② الکوکب الدہری علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۳۶۵-۳۶۶

فَلَمَّا كَانَ حِينَ يُصْرَمُ التَّخْلُ بَعَثَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَخَزَرَهُ عَلَيْهِمُ التَّخْلَ وَهُوَ الَّذِي يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ الْحَرَصَ، فَقَالَ: فِي ذِكْرِكُمْ كَذًا وَكَذَا أَقَالُوا: أَكْثَرْتَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ رَوَاحَةَ، فَقَالَ: فَأَنَا أَلِي حَزْرَةُ التَّخْلِ، وَأَعْطَيْكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُمْ: قَالَ: هَذَا الْحَقُّ وَبِهِ تَقُومُ السَّمَاوُ وَالْأَرْضُ قَدْ رَضِينَا أَنْ نَأْخُذَكَ بِالَّذِي قُلْتُمْ."

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین کو فتح فرمایا اور آپ نے یہودیوں سے یہ شرط رکھی کہ خیبر کی زمین میری ہے اور اس میں موجود تمام سونا اور چاندی کے بھی ہم مالک ہیں..... تو خیبر کے یہودیوں نے کہا کہ ہم یہودی تم مسلمانوں سے زیادہ واقف ہیں کہ زمین میں کس طرح کھیتی کی جائے..... لہذا ہمیں خیبر کی زمین دے دو تاکہ اس سے حاصل ہونے والے پھل میں آدھا حصہ تمہارا ہو گا اور آدھا حصہ ہمارا..... عبد اللہ بن عباسؓ کا یہ گمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شرط پر یہودیوں کو خیبر کی زمین عطا فرمادی تھی جب کھجور کے باغات میں پھل کاٹنے کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہودی خیبر کے پاس عبد اللہ بن رواحہ کو بھیجا چنانچہ انہوں نے اس نخلستان کی کھجوروں کا ایک اندازہ لگایا..... اس کو مدینہ والے خرص کا نام دیتے ہیں عبد اللہ بن رواحہ نے یہودیوں سے فرمایا کہ کھجور کے ان درختوں میں اس قدر کھجوریں آئیں گی..... یہودیوں نے کہا کہ اے ابن رواحہ آپ نے تو ہم سے بہت زیادہ مقدار کا مطالبہ کیا ہے تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے فرمایا کہ میں نے پھلوں کی جو مقدار بیان کی ہے اس کی میں پوری ذمہ داری لیتا ہوں اور میں اپنی بیان کردہ مقدار کا آدھا حصہ تم کو دے دوں گا تو یہودیوں نے کہا کہ آپ کی بات بالکل حق اور انصاف والی ہے اور اسی حق اور انصاف کے ساتھ آسمان و زمین قائم ہیں آپ نے جو مقدار اندازہ لگا کر بیان کی ہے ہم اس قدر مقدار ہی وصول کریں گے۔

۳۴۱۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي الزَّرَّعَاءِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ بِإِسْنَادِهِ، وَمَعْنَاهُ: قَالَ فَخَزَرَهُ: وَقَالَ: عِنْدَ قَوْلِهِ وَكُلَّ صَفْرَاءَ، يَعْنِي الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ لَهُ.

ترجمہ: جعفر بن برقان سے گزشتہ حدیث کی سند اور اس کے ہم معنی روایت مروی ہے اس روایت میں الفاظ یہ ہیں فخر زراء مہملہ پہلے ہے اس کے بعد نقطے والی زاہ ہے اس کے معنی بھی اندازہ لگانے کے ہیں اور راوی نے کُلَّ صَفْرَاءَ، وَيَعْنِي الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ نقل کیا ہے۔

۳۴۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ يَعْنِي ابْنُ هِشَامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، حَدَّثَنَا مَيْمُونٌ، عَنْ مِقْسَمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ قَدْ كَرَّ لَحْوُ حَدِيثِ زَيْدٍ، قَالَ: فَخَزَرَهُ التَّخْلُ، وَقَالَ: فَأَنَا أَلِي جَذَاذُ التَّخْلِ وَأَعْطَيْكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُمْ.

سورجندہ قسم حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو..... اسکے بعد زید بن ابی الہرقۃ والی حدیث مروی ہے اور اس روایت میں یہ الفاظ ہیں فخر زانقۃ والی (پہلے ہے بغیر نقطے والی) اسے اور اس روایت میں یہ الفاظ ہیں: فَأَنَا أَلِي جَدًا إِذَا التَّخْلِ (جبکہ گزشتہ حدیث میں فَأَنَا أَلِي حَزْرَةُ التَّخْلِ ہے) اسکے بعد وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۱۰) سنن ابن ماجہ - الزکاة (۱۸۲۰)

شرح الحدیث فَلَمَّا كَانَ حِينَ يُصْرَمُ التَّخْلُ بَعَثَ إِلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَحَزَرَ: مضمون حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جب خیبر کو فتح کر لیا اور مسلمان ارض خیبر کے مالک ہو گئے تو یہود خیبر نے آپ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ کاشتکاری کو ہم آپ لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں لہذا یہ باغات اور زمینیں ہمارے حوالہ کر دیجئے اس طور پر کہ آدھا پھل اور آدھا غلہ ہمارے لئے اور نصف آپ ﷺ کے لئے ہو گا، آپ ﷺ نے ان کی یہ بات منظور فرمائی (مگر چونکہ یہود غیر اُمّناء تھے دیانتدار نہیں تھے اس لئے آپ ﷺ یہ تدبیر فرماتے تھے کہ) جب پھل توڑنے کا زمانہ قریب آتا تو آپ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ جو خرص یعنی باغوں کے پھلوں کا صحیح اندازہ لگانے میں ماہر تھے آپ ﷺ ان کو بھیجتے یہود کے ان باغات میں خزر یعنی خرص کے لئے تو وہ درختوں کی جانچ کرنے کے بعد پھلوں کی مقدار متعین فرماتے کہ اس باغ میں اتنا ہے اور اُس باغ میں اتنا ہے لہذا اسی مقدار کے مطابق تم کو دینا ہو گا تو یہود ان سے کہتے: أَكْثَرَتْ عَلَيْنَا يَا ابْنَ رَوَاحَةَ کہ تم نے تو بہت بڑی مقدار متعین کر دی تو وہ اس پر فرماتے: فَأَنَا أَلِي حَزْرَةُ التَّخْلِ، یہ اُلی واحد متکلم کا صیغہ ہے وَلِي بَلِي وَلِيَا سے جس کے معنی ذمہ داری لینے کے ہیں، اور خزر یہاں محذور کے معنی میں ہے، یعنی پھلوں کی جو مقدار میں نے بیان کی ہے میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں، یعنی تم پھلوں کو چھوڑ کر ان کے تیار ہونے کے بعد علیحدہ ہو جانا میں اس معینہ مقدار کا نصف تم کو دیدوں گا تو اس پر وہ کہتے کہ نہیں، نہیں جو آپ ﷺ کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک ہی ہے اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان زمین قائم ہیں ہم اس مقدار پر راضی ہیں جو تم نے بیان کی۔

بِإِسْنَادِهِ، وَمَعْنَاهُ، قَالَ فَحَزَرَ: مصنف لفظ حدیث میں رواۃ کا اختلاف بیان کر رہے ہیں پہلی سند میں عمر بن ایوب تھے ان کی روایت میں فَحَزَرَ عَلَيْهِمْ تھائی یعنی زاکہ تقدیم کے ساتھ راء پر اور صحیح بھی وہی ہے، اور اس دوسری روایت کے راوی زید بن ابی الزرقاء ہیں انہوں نے بجائے حزر کے حرز کہا، قال النودى: وفي بعض الروايات بتقدیم الراء وهو مصحف (بذل) (۱) والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۶ - بَابُ فِي الْحَرْصِ

اور اندازہ لگانے کا بیان

خرص کا باب کتاب الزکاة میں بھی گزر چکا خرص کی تعریف اور اس سے متعلق جملہ مباحث و اختلافات وہاں گزر چکے ہیں، یہاں

اس باب سے پہلے دو باب گزر چکے باب المزارعت اور باب المساقات، مزارعت اور مساقات دونوں کا حکم بھی گزر چکا، مزارعت کا جواز مختلف فیہ ہے اور مساقات تقریباً تمام علماء کے نزدیک جائز ہے سوائے امام اعظم کے، آپ ﷺ نے یہود کے ساتھ یہ دونوں معاملے فرمائے ہیں مزارعت کا بھی اور مساقات کا بھی، یہ تیسرا باب جو خرص کے بارے میں ہے اسکو مصنف نے یہاں اس مناسبت سے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ عبد اللہ بن رواحہؓ کو خیر بھیجا کرتے تھے ان باغات کا خرص کرنے کیلئے جو آپ ﷺ اور مسلمانوں نے یہود خیر کو بطریق مساقات دے رکھے تھے۔

۳۴۱۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرْتُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُزُورَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ، حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُدْكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ يُخَوِّدُ يَهُودَ يَأْخُذُونَهُ بِذَلِكَ الْخَرْصِ، أَوْ يَدْفَعُونَهُ إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ الْخَرْصِ لِكَيْ تُحْصَى الزَّكَاةُ قَبْلَ أَنْ تُؤْكَلَ الْقِمَامُ وَتُفْتَرَقَ».

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن رواحہؓ کو کھجور پکنے کے زمانے میں بھیجا کرتے جس وقت کھجوریں کھانے کے قابل نہ ہوتی تھیں تو حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ پیدا ہونے والی کھجوروں کا اندازہ لگا لیتے تھے پھر خیر کے یہودیوں کو اختیار دیا جاتا کہ چاہے تو یہودی ان کھجوروں کو وصول کر لیں (اور اس اندازے کے مطابق آدھا حصہ مسلمانوں کو دیدیں) یا یہ یہودی کھجور کے باغات مسلمانوں کو سپرد کر دیں (تاکہ پھل سارے مسلمانوں کے ہو جائیں اور مسلمان مذکورہ بالا اندازہ کا نصف انکو دیدیں) تاکہ پھلوں کے کھانے سے اور ان پھلوں کے منتشر ہونے سے پہلے پہلے زکوٰۃ متعین ہو جائے۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۱۳) مسند احمد - باقی مسند الانصاری (۱۶۳/۶)

شرح الحدیث **عدم جواز الخرص فی المزارعة وكذا فی المساقاة وجوازه فی الزکوة عند الجمهور**
دون الحنفیة: لیکن یہ ذہن میں رہے کہ کتاب الزکاۃ کے باب الخرص میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے: ان الخرص لا یجوز فی الحبوب بالاجماع، اور حافظ ابن عبد البر نے..... کما فی التعلیق الممجد..... اس بات کی تصریح کی ہے کہ خرص فی المساقات کسی کے نزدیک جائز نہیں، اب اس پر اشکال ہوا کہ جب خرص فی المساقاة ناجائز ہے تو پھر عبد اللہ بن رواحہؓ کو بھیج کر خرص کیوں کرایا جاتا تھا؟ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ یہ خرص ایک خارجی مصلحت کیلئے تھا (الزام حکم کیلئے نہیں تھا) کیونکہ یہود غیر ائمہ تھے اس لئے ان کو صحیح مقدار سے آگاہ کیا جاتا تھا تاکہ زکاۃ یعنی عشر کے مسئلہ میں نقصان اور خلل واقع نہ ہو^①۔ چنانچہ حضرت

① التعلیق الممجد علی موطا محمد - ج ۳ ص ۳۱۰

② وبعده اخرى اس کو اس طرح سمجھئے کہ یہ خرص مساقین کے حصوں کی تقسیم کے لئے نہیں تھا، یعنی اصل معاملہ سے اس کا تعلق نہ تھا بلکہ زکاۃ یعنی عشر بھی

عائشہؓ اس خرص کے بارے میں فرما رہی ہیں: لَكِنِّي تُخْضِي الزَّكَاةَ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ الْقَمَاءُ وَتُفَرَّقَ، البتہ عشر جو مسلمانوں کے باغات میں ان پر واجب ہوتا ہے اس میں جواز خرص بلکہ وجوب خرص کے شافعیہ وغیرہ حضرات قائل ہیں، اور حنفیہ جو خرص فی الزکاة کے قائل ہی نہیں ان کے دلائل کتاب الزکاة میں جمہور کی دلیل کے ساتھ گزر گئے ہیں فارجمع الیہ لو شئت۔

۳۴۱۴- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلْفٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: «أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ خَيْبَرَ فَأَقْرَهُهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا كَانُوا وَجَعَلَهَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَبَعَثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ».

ترجمہ: جابرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے رسول کو خیبر کی زمین عطا فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اس خیبر کی زمین پر ٹھہرایا انکو جلاوطن نہیں فرمایا اور اس خیبر کی پیداوار کو اپنے اور ان یہودیوں کے درمیان ایک انداز سے تقسیم فرمادیا اور عبد اللہ بن رواحہ کو حضور ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کے پاس پیداوار کا اندازہ لگانے کیلئے بھیجا۔

۳۴۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: خَرَصَهَا ابْنُ رَوَاحَةَ، أَرْبَعِينَ أَلْفَ وَسَقٍ وَزَعَمَ أَنَّ الْيَهُودَ لَمَّا خَدَّيْهُمْ ابْنُ رَوَاحَةَ أَخَذُوا الثَّمَرَ وَعَلَيْهِمْ عَشْرُونَ أَلْفَ وَسَقٍ.

ترجمہ: ابو زبیر کہتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ عبد اللہ بن رواحہ نے خیبر کے نخلستان کی کھجوروں کا اندازہ لگایا کہ وہ تقریباً چالیس ہزار وسق تھیں اور جابر بن عبد اللہ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن رواحہ نے جب ان یہودیوں کو اختیار دیا تو انہوں نے اس صورت کو اختیار کیا کہ یہ سارے پھل وہ وصول کرتے رہیں اور بیس ہزار وسق مسلمانوں کو ادا کریں۔

سنن أبي داود - البيوع (۳۴۱۴) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۶۷/۳)

شرح الحديث یعنی ایک مرتبہ عبد اللہ بن رواحہؓ نے ان باغات کا خرص کرنے کے بعد جو مقدار متعین کی تھی وہ چالیس ہزار وسق تھی جس کے نصف یعنی بیس ہزار وسق دینے کی ذمہ داری یہود نے قبول کی تھی، ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے چالیس ہزار وسق کے حساب لگا کر دیکھئے کتنے وسق بنتے ہیں ہمارے حساب سے تو چوبیس لاکھ صاع بنتے ہیں جس کا نصف یقیناً مسلمانوں کو

لہ جو درختوں کی کل پیداوار میں واجب ہوتا ہے اس کو محفوظ و معین کرنے کے لئے تھا، پھلوں کے پکنے اور تیار ہونے سے پہلے، اور یہود کے اس میں تصرف کرنے سے پہلے تاکہ مقدار عشر میں کوئی کمی نہ آئے، مثلاً خرص کے بعد خالص نے کہا کہ اس باغ میں سو وسق تر ہیں لہذا اس مقدار میں سے عشر یعنی دس وسق یہ زکاة کے نام سے وصول کیا جائیگا اس کے بعد بوقت صرام نخل مساقین کے حصے حسب ضابطہ کیلا ہی تقسیم کئے جائیں گے، اس وقت خالص کے خرص کو پیش نظر نہیں رکھا جائیگا، و هذا معنی قول عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لَكِنِّي تُخْضِي الزَّكَاةَ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ الْقَمَاءُ وَتُفَرَّقَ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملا ہو گا حسب معاہدہ، اسی لئے کہتے ہیں کہ فتوحات خیبر کے بعد تو مسلمان مالدار ہو گئے تھے۔

أَبْوَابُ الْإِجَارَةِ

۱۴۴ اجارہ کے احکام و مسائل کے بیان میں ۴۴۰

امام بخاریؒ نے کتاب البیوع کے آخر میں کتاب السلم کا باب قائم کیا ہے اس کے بعد کتاب الشفعة مستقلاً ہے اس کے بعد کتاب الاجارۃ، اور انہوں نے کتاب الاجارہ کے تحت تمام ابواب اجارہ ہی سے متعلق ذکر کئے ہیں، اور امام ابوداؤد نے کتاب البیوع ہی کے درمیان کتاب الاجارہ کا عنوان قائم کر کے اور اس کے بعد پھر چند ابواب اجارہ سے متعلق ذکر کر کے بقیہ ابواب البیوع جن میں بیع السلم اور شفعة بھی داخل ہے ان کو ذکر کیا۔

جاننا چاہیے کہ تملیک کی دو قسمیں ہیں: ① تملیک الاعیان، ② تملیک المنافع، اور پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: بعوض و بلا عوض، اس طرح یہ چار صورتیں ہو جاتی ہیں: ① تملیک العین بالعوض بقی ہے، ② اور تملیک العین بلا عوض یہ ہے، ③ اور تملیک المنافع اگر بلا عوض ہے تو وہ اجارہ ہے، ④ اور اگر بلا عوض ہے تو وہ عاریہ اور عارہ ہے۔

۳۷۔ بَابُ فِي كَسْبِ الْمُتَعَلِّمِ

۴۴۰ قرآن کریم پڑھانے والے کا اجرت لینے کا بیان ۴۴۰

استنجار علی الطاعات میں اختلاف ائمہ: علوم دینیہ کی تعلیم کے ذریعہ کسب اور کمائی یہ شافعیہ و مالکیہ کے نزدیک جائز ہے، حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک ناجائز ہے، حدیث الباب سے جس کا مضمون آگے آرہا ہے حنفیہ و حنابلہ کے مسلک یعنی عدم جواز کی تائید ہوتی ہے، مصنف بھی علی القول الا شہر حنبلی ہیں، استنجار علی الطاعت کا مسئلہ ابواب الاذان ”وَأَتَّخِذُ مَوْزِنًا لَا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا“ الحدیث (برقم ۵۳۱) کے تحت الدہ المنصور جلد اول میں گزر چکا ہے، اور ایسے ہی کتاب النکاح ”وَأَتَّخِذُهَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ“ کے تحت (برقم ۲۱۱۱) بھی۔

۳۴۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّوَّاسِيُّ، عَنْ مُخْبِرَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ نَعْلَبَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْكِتَابَ، وَالْقُرْآنَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ وَأُرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، لِأَتَيْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا سَأْلَ لَهُ فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ أَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا مِنْ كُنْتُ أَعْلِمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ، وَلَيْسَتْ بِمَالٍ وَأُرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: «إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَأَقْبِلْهَا».

ترجمہ: عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ میں نے صفہ والوں میں سے چند لوگوں کو قرآن کریم پڑھایا اور انکو لکھنا سکھایا تو ان میں سے ایک شخص نے مجھے ایک کمان ہدیہ کی تو میں نے دل میں سوچا کہ یہ کمان تو کوئی مال نہیں ہے اور میں اس کمان کے ذریعے اللہ کے راستے میں تیر پھینکوں گا؟ لیکن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر پہلے مسئلہ ضرور پوچھوں گا۔ چنانچہ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جن لوگوں کو میں نے لکھنا سکھایا اور قرآن کریم پڑھایا ان میں سے ایک شخص نے مجھے ایک کمان ہدیہ میں دی ہے اور یہ کمان کوئی بڑا مال بھی نہیں ہے میں اس کمان کے ذریعے اللہ کے راستے میں تیر اندازی کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارے گلے میں آگ کا طوق ڈال دیا جائے تو پھر تم اس کمان کو قبول کر لو۔

۳۴۱۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَكَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ - قَالَ عَمْرُو: وَحَدَّثَنِي - عُبَادَةُ بْنُ نُسَيْبٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ نَحْوَ هَذَا الْحَبَرِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ، فَقُلْتُ: مَا تَرَى فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: «جُمُرَةٌ بَيْنَ كَيْفَيْكَ تَقْلُدُهَا» أَوْ «تَعَلَّقُهَا».

ترجمہ: عبادہ بن صامت سے گزشتہ حدیث کی طرح روایت ہے اور پہلی حدیث زیادہ مکمل ہے اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس کمان کو وصول کرنے کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کمان تمہارے دونوں کندھوں کے درمیان آگ کا ایک انگارہ ہے جو تم اپنی گردن میں ہار بنا کر پہنو گے یا فرمایا کہ اس انگارہ کو اپنی گردن میں تم لٹکا لو گے۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۱۶) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۳۱۵/۵)

شرح الحدیث: حضرت عبادہ فرماتے ہیں کہ میں نے چند اہل صفہ کو قرآن سکھایا اور کتابت یعنی لکھنا تو ان میں سے ایک شخص مجھ کو ایک کمان ہدیہ کرنے لگا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کوئی ایسا مال تو ہے نہیں یعنی جس کو اجرت کہا جاسکے دوسرے یہ کہ میں اس کو جہاد ہی میں استعمال کروں گا (کسی اپنی ذاتی ضرورت میں نہیں) لیکن پھر بھی میں نے یہ ارادہ کیا کہ بغیر حضور ﷺ سے دریافت کئے نہیں لوں گا چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں گیا اور اس کمان کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا کہ اگر تو اس کی وجہ سے آگ کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا پسند کرتا ہو تو یہ ہدیہ قبول کر لے۔

اس حدیث کے ذیل میں امام خطابیؒ نے اخذ الاجرة علی تعلیم القرآن میں علماء کے تین مذہب لکھے ہیں: ① ایک مطلقاً عدم جواز، وقال اليه ذهب الزهري وأبو حنيفة وإسحاق بن راهويه، ② دوسرا مذہب یہ کہ اگر بغیر شرط کے کوئی معاوضہ دے تو اس کے قبول میں کچھ حرج نہیں دھوقول الحسن البصري وابن سيرين والشعبي، ③ اور تیسرا مذہب مطلقاً جواز وهو مذهب عطاء

ومالك والشافعي، اور شافعیہ کی دلیل: زَوَّجْتُكُمَا بِنَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ بَيَان کی ①۔

توجیہ الحدیث عن الشافعیہ: اور حدیث الباب کا جواب شافعیہ کی طرف سے انہوں نے یہ دیا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت عبادہؓ نے تعلیم کی ابتداء کے وقت تبرع اور احتساب کی نیت کی تھی اس لئے حضور ﷺ نے اس نیت احتساب کے بعد اجرت لینے سے منع کیا ابطال اجر سے بچنے کیلئے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا گم شدہ مال تلاش کر کے دے یا اگر کسی کا مال جو دریا میں غرق ہو گیا تھا اس کو حسبہ و تبرعاً دریا سے نکال کر دے تو اس نیت کے بعد اس کا اجرت لینا جائز نہیں، لیکن اگر وہ عمل سے پہلے اس کام پر اجرت مقرر کرے تب لینا جائز ہے، الی آخر ما ذکر۔ اور حضرت گنگوہیؒ کی تقریر میں یہ ہے کہ اس حدیث میں اس قدر شدید وعید کا منشاء شاید یہ ہو کہ یہاں معلم اور متعلم نے آپس میں اجرت کی شرط لگائی ہو یا یہ کہ اجرت لینا منوی ہو اسی لئے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے لئے اس کو پسند نہیں فرمایا اگرچہ مجرد نیت حرام نہ تھی، الی آخر ما بسط۔ (من البذل مختصراً) ② والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۸۔ بَابُ فِي كَسْبِ الْأَطْبَاءِ

علاج معالجہ پر اجرت لینے کا بیان

۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي التَّوَجِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوا فِيهَا فَذَلُّوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوهُمْ، قَالَ: فَلَمَّا غَسِقَ ذَلِكَ الْحَيُّ فَشَفَّوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَكُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَيِّدَنَا لَدِغٌ فَشَفَّيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ، فَلَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ يَشْفِي صَاحِبَنَا؟، يَعْنِي رُقِيَّةً، فَقَالَ رَجُلٌ: مِنَ الْقَوْمِ إِلَيَّ لَأَرْقِيَ وَلَكِنْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُضَيِّقُوا مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعَلًا فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ بِأَمْرِ الْكِتَابِ، وَيَنْفُلُ حَتَّى بَرِحَ كَأَنَّمَا أَنْشَطَ مِنْ عَقَالٍ، فَأَوْفَاهُمْ جُعَلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوا عَلَيْهِ، فَقَالُوا: اقْتَسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَقِيَ: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْتَأْمِرَهُ، فَقَدُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مِنْ أَتَيْنَ عِلْمُكُمْ أَنَّهُمْ رُقِيَّةٌ؟ أَحْسَنْتُمْ وَأَضْرَبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ».

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کی ایک جماعت ایک سفر میں جا رہی تھی چنانچہ ان لوگوں نے

① معالم السنن شرح سنن ابی داؤد - ج ۳ ص ۹۹

② بذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۸۳-۸۴

عرب کے ایک قبیلہ پر پڑاؤ ڈالا اس قبیلہ والوں سے صحابہ کرامؓ نے مہمانوں کا اکرام طلب کیا لیکن انہوں نے ان صحابہؓ کی مہمان نوازی نہ کی حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ پھر اس قبیلہ کے سردار کو ایک سانپ نے ڈس لیا تو ان قبیلہ والوں نے اپنے دستور کے مطابق اس کا ہر طرح علاج کرایا لیکن اس شخص کو کوئی فائدہ نہ ہوا تو اس قبیلہ کے ایک فرد نے یہ رائے دی کہ تم لوگ اس جماعت کے پاس چلے جاؤ جنہوں نے تمہارے یہاں پڑاؤ ڈالا ہے شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی ایسی ترکیب ہو جس سے تمہارے اس سردار کو شفاء نصیب ہو۔ چنانچہ اس قبیلہ کے کچھ لوگ صحابہؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص کوئی جھاڑ پھوک جانتا ہے؟ تو صحابہؓ کی جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے جھاڑ پھونک کا طریقہ آتا ہے لیکن ہم نے تم لوگوں سے مہمان نوازی طلب کی تھی اور تم نے ہماری مہمانی کرنے سے انکار کر دیا تھا لہذا میں جھاڑ پھونک نہیں کروں گا جب تک کہ تم لوگ اس جھاڑ پھونک کی اجرت میرے لئے مقرر نہ کر دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے جھاڑ پھونک کرنے کے بدلہ میں بکریوں کا ایک ریوڑ بطور اجرت مقرر کر دیا۔۔۔۔۔ پس یہ صحابی اس سانپ کے ڈسے ہوئے شخص کے پاس گئے اور اس پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر منہ سے کچھ پھونک پھیکا۔ یہاں تک کہ وہ صاحب ایسے تندرست ہو گئے جیسا کہ کسی شخص کو بیڑیوں سے باندھنے کے بعد کھول دیا ہو۔ چنانچہ اس قبیلہ کے لوگوں نے ان کی مقرر کردہ اجرت ادا کر دی اور کہا کہ تم لوگ بکریوں کو آپس میں تقسیم کر لو۔ جن صحابی نے جھاڑ پھونک کیا تھا انہوں نے کہا: ابھی یہ بکریاں استعمال نہ کرو یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسکا مسئلہ نہ دریافت کر لیں پس یہ صحابہ کرامؓ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورۃ فاتحہ ایک بہترین جھاڑ پھونک ہے؟ تم نے خوب کیا اور اس میں اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگاؤ۔

۳۴۱۹ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُخْبِيهِ مَعْبُودِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

ابو سعید خدری نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

صحیح البخاری - الإجازة (۲۱۵۶) صحیح البخاری - فضائل القرآن (۴۷۲۱) صحیح البخاری - الطب (۵۴۰۴) صحیح البخاری - الطب (۵۴۱۷) صحیح مسلم - السلام (۲۲۰۱) جامع الترمذی - الطب (۲۰۶۳) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۱۸) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۵۶) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۰/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۴۴/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۵۰/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۸۳/۳)

شرح الحدیث: مضمون حدیث جھاڑ پھونک کا ایک قصہ: یہ ہے کہ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کسی سفر میں جا رہی تھی راستہ میں کسی جگہ عربوں میں وہ جماعت اتری اور وہاں کے دستور کے موافق ان سے ضیافت

طلب کی، وہ ضیافت کیلئے تیار نہ ہوئے اتفاق سے اس قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا جس کا انہوں نے ہر طرح علاج کر کے دیکھا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا، ان کا آپس میں مشورہ ہوا کہ یہ جو مسافروں کا قافلہ آیا ہوا ہے ان کے پاس جانا چاہیے شاید ان کے پاس اس کا علاج ہو، چنانچہ وہ ان صحابہ کے پاس آئے اور جھاڑ پھونک کی درخواست کی ان میں سے ایک صحابی نے فرمایا کہ میرے پاس اس کا رقیہ ہے لیکن ہم بغیر اجرت کے علاج نہیں کریں گے جیسا کہ تم نے ہماری ضیافت نہیں کی، فَبَجَلُوا لَهُ قَطِيبًا مِنَ الشَّاءِ یعنی انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینا طے کر دیا اس سے مراد تیس بکریاں ہیں جیسا کہ اس روایت میں ہے جس کو مصنف نے کتاب الطب میں ”باب کیف الرقی“ میں ذکر کی ہے فقد اعاد المصنف هذا الحديث هنالك اور کہا گیا ہے کہ یہ جماعت بھی تیس نفر کی تھی، یہ صحابی اس شخص پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرتے رہے اور لعاب گراتے رہے یہاں تک کہ وہ سید لدیغ بالکل تندرست ہو گیا، جیسے جانور کو رسی سے کھول دیا جاتا ہے اور ان لوگوں نے ان حضرات کو حسب وعدہ ان کا وہ جعل یعنی عوض دیدیا، وہ ساتھ ہی آپس میں کہنے لگے کہ ان بکریوں کو تقسیم کر لیا جائے، لیکن اصل راقی نے یہ کہا کہ جب تک حضور ﷺ کے پاس ہم نہ پہنچ جائیں اور آپ ﷺ سے معلوم نہ کر لیں اس وقت تک نہیں، پھر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اظہار مسرت فرمایا اور پوچھا کہ تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ سورہ فاتحہ رقیہ ہے اور ان صحابہ کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اپنے ساتھ اس میں میرا بھی حصہ لگاند۔

دوسرا قصہ: اسکے بعد مصنف نے اسی قسم کی ایک دوسری حدیث جس کے راوی عم خارجہ ہیں ذکر فرمائی جس کا مضمون یہ ہے کہ وہ کسی سفر میں جا رہے تھے راستہ میں کسی بستی میں لوگوں نے ان کو روک کر پوچھا کہ تم ایسے بزرگ شخص کے پاس سے آرہے ہو یعنی حضور ﷺ کے پاس سے ہمارا ایک مریض ہے معتوہ یعنی مجنون جو زنجیروں میں بندھا ہوا ہے اس پر دم کر دیجئے انہوں نے تین دن تک صبح شام سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا ہر مرتبہ پھونکتے وقت اس پر لعاب بھی گراتے تھے چنانچہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا، فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا۔ یعنی ان لوگوں نے ان صحابی کو ہدیہ کچھ پیش کیا، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سو بکریاں تھیں جیسا کہ خود ابوداؤد ہی میں یہ حدیث کتاب الاطعمہ کے اخیر میں آرہی ہے وہاں پر اس عدد کی تصریح ہے وہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے ان کو قبول کرنے کی اجازت دیدی، اور فرمایا: كُلْ فَلَعَصْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقِيَّةٍ بَاطِلٍ (اسکی جزا محذوف ہے فعلیہ وبالہ) یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کا کھا سکتا ہے اور قسم ہے میری جان کی جو شخص باطل رقیہ کے ذریعہ سے کھائے اس پر وبال ہے اس کا، تو تو یہ برحق رقیہ کے ذریعہ سے کھا رہا ہے اس میں کیا حرج ہے۔

استنباط المصنف بحديث الباب: مصنف نے تعلیم قرآن پر اجرت کے عدم جواز کو جیسا کہ حنابلہ کا مسلک ہے حضرت عبادہ کی حدیث سے ثابت کیا: إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تَطْلُقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَأَقْبِلْهَا، اور اس پر ترجمہ قائم کیا کسب المعلم، اور ابوسعید خدری اسی طرح عم خارجہ کی حدیث جن سے جواز جعل ثابت ہوتا ہے اس پر ترجمہ قائم کیا باب فی کسب الأطباء، انہوں نے

اس دوسرے واقعہ کو علان و معالجہ پر محمول کرتے ہوئے اس کے ذریعہ سے اجرت طیب کے جواز کو ثابت کیا جو بالا اتفاق جائز ہے، امام ابو داؤد نے یہاں پر بڑی نقاہت کا ثبوت دیا، احادیث پر کتب احادیث میں جو عنوان و تراجم قائم کئے جاتے ہیں وہ بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں چنانچہ مشہور ہے ”فقہ الحدیث فی تراجمہ“ جیسا کہ ایک یہ جملہ بھی مشہور ہے: ”فقہ البخاری فی تراجمہ“، امام ترمذی نے حدیث ابو سعید خدریؓ پر ترجمہ قائم فرمایا ہے: ”بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْأَجْرِ عَلَى التَّغْوِيذِ“، انہوں نے بھی اس حدیث کو مصنف کی طرح رقیہ اور علان و معالجہ پر ہی محمول کیا ہے لیکن وہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”وَرَخَصَ الشَّافِعِيُّ لِلْمُعَلِّمِ أَنْ يَأْخُذَ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ أَجْرًا، وَيُرَى لَهُ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَى ذَلِكَ، وَاحْتَجَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ اه، اور امام ابو داؤد نے حدیث عبادہ اور حدیث ابو سعید خدریؓ جن کے مضمون میں بظاہر تعارض ہے دونوں پر یکے بعد دیگرے سے الگ ترجمہ قائم کر کے صحیح صورت حال کو واضح فرمادیا ہے کہ حدیث عبادہ کا تعلق تعلیم قرآن سے ہے اور حدیث ابی سعید خدریؓ کا محمل علان و معالجہ اور کسب طیب ہے، فاللہ در المصنف۔ والحديث أخرجه النسائي، قاله المنذري۔

۳۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بِنِ الْفُصْلِ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ فَأَتَوْهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ، فَأَرَقَ لَنَا هَذَا الرَّجُلُ فَأَتَوْهُ بِرَجُلٍ مَعْنُوهُ فِي الْقَيْدِ، فَرَقَاهُ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ عُذُوَّةً وَعَشِيَّةً، وَكُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُرَاقَهُ، ثُمَّ ثَقَلَ فَكَانَ مَا أُنْشِطَ مِنْ عَقَالٍ فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَهُ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُّ فَلَعَمْرِي لِمَنْ أَكَلَ بِرُقِيَّةً حَقًّا».

ترجمہ: خارجہ بن صلت اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک قبیلہ والوں کے پاس سے گزرے تو اس قبیلہ کے لوگ ان کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ ان صاحب (رسول اللہ ﷺ) کے پاس بھلائی لائیں ہیں لہذا اس شخص پر دم کر دیجیے تو وہ لوگ ایک ایسے شخص کے پاس خارجہ کے چچا کو لے گئے جو دیوانہ تھا اور بیڑیوں میں بندھا ہوا تھا تو خارجہ کے چچا نے اس مجنون شخص پر تین دن تک صبح شام سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جب بھی وہ سورۃ فاتحہ ختم کرتے تو وہ اپنے منہ سے تھوک جمع کر کے اس مجنون شخص پر تھوک سمیت پھونک مارتے تو وہ مجنون ایسے صحیح ہو گیا گویا کہ اسے بیڑیوں سے باندھنے کے بعد کھول دیا گیا ہو ان لوگوں نے دم کرنے پر ان کو کچھ اجرت دینا چاہی تو خارجہ کے چچا خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم یہ اجرت استعمال کر سکتے ہو کیونکہ میری عمر کی قسم جو وہ لوگ غلط دم درود کے ذریعے مال کما کر کھاتے ہوں لیکن تم نے برحق جھاڑ پھونک کے بدلہ میں یہ مال حاصل کیا۔

۳۹۔ تَابُ فِي كَسْبِ الْحُجَّامِ

بچنے لگانے والے کے پیشہ کا بیان

ایضاح المسئلة: یہاں پر دو چیزیں ہیں ایک پیشہ حجامت یعنی یہ حرفہ، دوسری اس کی آمدنی جمہور کے نزدیک دونوں جائز ہیں، اور امام احمد اور ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ آزاد آدمی کے حق میں احترام بالحجامہ مکروہ ہے یعنی یہ پیشہ اختیار کرنا اور اس کی آمدنی کو اپنے اوپر خرچ کرنا ان کے نزدیک حرام ہے، وہ کہتے ہیں کہ حرا اگر یہ پیشہ اختیار کرے تو اس کی آمدنی کو رقیق اور دواب پر خرچ کرے اور غلام کے حق میں ان کے نزدیک نہ پیشہ اختیار کرنے میں کچھ حرج ہے اور نہ آمدنی میں، قالہ الحافظ ^۱۔

۳۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ ابْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَعْنَى، ابْنِ قَاهِرٍ، عَنْ الشَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «كَسْبُ الْحُجَّامِ خَبِيثٌ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وَمَهْرُ النِّعْنِ خَبِيثٌ»۔

ترجمہ: رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بچنے لگانے والے کا پیشہ ایک گھٹیا پیشہ ہے اور مکتے کو بیچ کر بیسہ کمانا برا معاملہ ہے اور زانیہ عورت کا زنا کرنے کی اجرت لینا حرام ہے۔

تحقیق: صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۶۸) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۵) سنن النسائی - الصید والذبايح (۴۲۹۴) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۲۱) مسند احمد - مسند البکیرین (۶۶۴/۳) مسند احمد - مسند المکبیرین (۶۵/۳) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۴۰/۴) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۲۱)

شرح الحدیث: خبیث کا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے حرام و نجس، دوسرے خلاف الطیب یعنی گری ہوئی اور گھٹیا چیز، جمہور کے نزدیک یہاں بھی مراد ہے کذا قال القاری، لیکن امام احمد کے نزدیک اگر حجام حرام ہو تو پھر اس صورت میں خبیث کے دوسرے معنی ہوں گے یعنی حرام۔

آگے مصنف نے اس کے بعد دو حدیثیں اور ذکر کی ہیں ان میں بھی غور کیجئے۔

۳۹۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ مَحْبُصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِجَارَةِ الْحُجَّامِ «فَنَهَاكَ عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ، حَتَّى أَمَرَهُ أَنْ أَعْلِفَهُ نَاصِحَكَ وَرَقِيقَكَ»۔

ترجمہ: محبصہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بچنے لگانے پر مزدوری لینے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس مزدوری کے استعمال سے منع فرمادیا لیکن وہ رسول اللہ ﷺ سے مسلسل یہ بات دریافت فرماتے

رہے اور اس مزدوری کے استعمال کی اجازت طلب کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ پچھنے لگانے سے حاصل ہونے والی اجرت سے اپنے اونٹ کو چارہ کھلا دو اور اپنے غلام کو اس اجرت سے کھانا کھلا دو۔

شرح جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۲۲) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۶۶) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۴۳۵/۵) موطأ مالک - الجامع (۱۸۲۳)

شرح الحدیث یعنی حضرت مجاہدؒ نے آپ ﷺ سے اجرت حجام کے بارے میں اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ان کو اس سے منع کر دیا، وہ آپ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کرتے ہی رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اخیر میں ان سے یہی فرمایا: **أَعْلَفُهُ نَاصِحَكَ وَتَرْقِيقَكَ** کہ اس آمدنی کو جانوروں کو اور غلاموں کو کھلا سکتے ہو۔ اس حدیث سے حنابلہ کی تائید ہوتی ہے۔

۳۴۲۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «اُحْتَجَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَغْلَى الْحِجَامَ أَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَهُ خَبِيثًا لَمْ يُعْطِهِ».

ترجمہ عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگائے اور پچھنے لگانے والے کو اس کی اجرت دی اگر حضور ﷺ پچھنے لگانے کی اجرت کو حرام سمجھتے ہوتے تو یہ اجرت ادا نہ فرماتے۔

شرح صحیح البخاری - البیوع (۱۹۹۷) صحیح البخاری - الإجارة (۲۱۵۸) صحیح البخاری - الإجارة (۲۱۵۹) صحیح البخاری - الطب (۵۳۶۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۲۳) مسند أحمد - من مسند ابی ہاشم (۲۵۰/۱)

شرح الحدیث ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت بھی عطا کی، آگے ابن عباسؓ اپنا استنباط بیان کرتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ اجرت حجام کو حرام سمجھتے تو کیوں عطا کرتے۔ اس حدیث سے جمہور کی تائید ہوتی ہے لیکن اس استدلال پر یہ نقد ہو سکتا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس حجام سے مراد ابو طیبہ ہے جیسا کہ اس کے بعد کی روایت میں ہے اور وہ حر نہیں تھے بلکہ مملوک تھے لیکن جمہور یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ابو طیبہ مملوک تھے تو اس سے یہ استدلال کہاں درست ہے کہ غیر مملوک کو اجرت دینا جائز نہیں یا اس کے حق میں حرام ہے، یہ تو اتفاقی امر ہے کہ جن سے آپ ﷺ نے پچھنے لگوائے وہ مملوک تھے حر نہ تھے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۴۲۴ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: حَجَّمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُحْفِقُوا عَنْهُ مِنْ خَرَّاجِهِ».

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ابو طیبہ نے رسول اللہ ﷺ کے پچھنے لگائے تو رسول اللہ ﷺ نے ابو طیبہ کو کھجور کی ایک صاع دینے کا حکم دیا اور ابو طیبہ کے آقاؤں کو حکم دیا کہ ان کے خراج میں تخفیف اور نرمی برتی جائے۔

صحیح البخاری - البیوع (۱۹۹۶) صحیح البخاری - الإجماع (۲۱۵۷) صحیح البخاری - الطب (۵۳۷۱) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۷۷) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۸) سنن أبی داؤد - البیوع (۳۴۲۴) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۶۴) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۱۰۰/۳) موطأ مالک - الجامع (۱۸۲۱) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۲۲)

شرح الحدیث یعنی حضرت ابو طیبہؓ نے حضور ﷺ کو سینگ لگائی تو آپ ﷺ نے اس کی اجرت میں ان کو ایک صاع تمر دیئے کا حکم فرمایا، اور انکے مالکان کو حکم فرمایا کہ اسکی کمائی میں سے جو معینہ مقدار لیتے ہیں اس میں تخفیف کر دیں، ابو طیبہ کا نام بعض نے نافع لکھا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کا نام معلوم نہیں یہ مولیٰ الانصار تھے یعنی انکے غلام چونکہ یہ سینگ لگانا جانتے تھے اسلئے اسکے آقا ان سے یہی کمائی کراتے تھے اور یومیہ ایک مقدار معین مال کی ان سے لیتے تھے، اسکے بعد باقی ان کا تھا تو آپ ﷺ نے انکے موالی سے یہی بات فرمائی کہ تم نے جو مقدار ان سے لینے کی مقرر کر رکھی ہے اس میں کچھ کمی کر دو۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی، قاله المنذری۔

۴۰۔ بَابُ فِي كَسْبِ الْإِمَاءِ

باندیوں کی کمائی کا شرعی حکم

۳۴۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ».

ترجمہ ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے باندیوں کے ذریعے زنا اور بدکاری کے بدلہ میں حاصل ہونے والی اجرت سے منع فرمایا۔

صحیح البخاری - الإجماع (۲۱۶۳) صحیح البخاری - الطلاق (۵۰۳۳) سنن أبی داؤد - البیوع (۳۴۲۵) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲۸۷/۲) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۳۴۷/۲) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۳۸۲/۲) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۴۳۷/۲) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۴۵۴/۲) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۴۸۰/۲) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۲۰)

شرح الحدیث زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی باندیوں سے حرام کمائی کرایا کرتے تھے اور اس کو جائز سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک یہ کوئی عار کی بات نہیں تھی، یہی نہیں بلکہ زنا کے ذریعہ نسب بھی ثابت مانتے تھے جیسا کہ کتاب الطلاق میں بَابُ فِي إِذْغَاءِ وَلَدِ الزَّانَا میں یہ حدیث (برقم ۲۲۶۴) گزر چکی ہے: لَا مُسَاعَاةَ فِي الْإِسْلَامِ، اسلام نے آکر زنا اور دوائی زنا اور زنا کی کمائی ان سب چیزوں کو حرام قرار دیا، آگے دوسری روایت میں یہ زیادتی ہے: كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ إِلَّا مَا عَمِلَتْ يَدَاهَا، وَقَالَ: هَكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْحَبْزِ وَالْعُزْلِ وَالْتَفْشِ یعنی باندی کی اس کمائی سے منع کیا ہے جو حرام کاری کے ذریعہ ہو نہ کہ مطلقاً، لہذا اگر دوسرے جائز کاموں کے ذریعہ سے کمائی کرے جیسے کسی کی روٹی پکائی یا سوت کا تنا ایسے ہی روٹی دھنا، یہ کمائی اس کی جائز ہے، بذل میں لکھا

ہے کہ وہ جو شرح و تالیف کے بعض حواشی میں ہے اُن اُجرة الزانیة حلال اس سے مراد اجرة زانیہ نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی باندی جو کہ زانیہ بھی ہے اس کے باوجود اگر وہ کسی اور طریقہ سے کسب کرتی ہے تو اس کا وہ کسب جائز ہے جیسا کہ یہاں حدیث الباب میں ہے اھ^۱۔ حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه البخاری، قاله المنذری۔

۳۴۲۶ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنَا طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِيُّ، قَالَ: جَاءَ رَافِعُ بْنُ رِفَاعَةَ إِلَى بَجَلِيسِ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لَقَدْ هَمَّ أَنْ نَبِيَّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ، فَذَكَرَ أَشْيَاءَ وَهِيَ عَنْ كَسْبِ الْأُمَّةِ إِلَّا مَا عَمِلَتْ بِيَدِهَا، وَقَالَ: هَكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْحَبَرِ وَالْعَزْلِ وَالْتَفَافِ.

ترجمہ: رافع بن رفاعہ انصار کی مجلس میں آئے اور فرمایا اللہ کے نبی ﷺ نے آج کے دن ہمیں کئی چیزوں سے منع فرمایا پھر رافع نے وہ چیزیں ذکر فرمائیں اور فرمایا کہ ہمیں باندی سے زنا کی کمائی کروانے سے منع فرمایا! باندی اپنے ہاتھ سے جو کام کرے اسکے بدلے میں اجرت لے سکتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے بتایا کہ باندی روٹی پکانے اور اون کا تنے اور روٹی دھننے پر اجرت لے سکتی ہے۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۲۶) مسند احمد - اول مسند الکوفیین (۳۴۱/۴)

۳۴۲۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قَدَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ هُرَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ هُوَ ابْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: «كَسَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْأُمَّةِ حَتَّى يُعْلَمَ مِنْ أَيْنَ هُوَ».

ترجمہ: رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے باندی کی کمائی کے استعمال سے منع فرمایا یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ باندی یہ کمائی کس پیشہ سے لائی ہے (وہ پیشہ حلال ہے یا حرام)۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۲۷) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۴۱/۴)

۴۱ - بَابُ فِي حُلُوفِ الْكَاهِنِ

کاهن کی مٹھالی کا بیان

۳۴۲۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ: «عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ هَمَّ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلُوفِ الْكَاهِنِ».

ترجمہ: ابو مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کتے کو بیچ کر اجرت لینے سے اور زانیہ عورت کے زنا پر اجرت لینے سے اور کاهن کو ہدیہ تحفہ یا اجرت دینے سے۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۱۲۲) صحیح البخاری - الإجارة (۲۱۶۲) صحیح البخاری - الطلاق (۵۰۳۱) صحیح البخاری - الطب (۵۴۲۸) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۶۷) جامع الترمذی - النکاح (۱۱۳۳) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۶) سنن النسائي - الصيد والذبايح (۴۲۹۲) سنن النسائي - البیوع (۴۶۶۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۲۸) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۱۵۹) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۱۹/۴) موطأ مالک - البیوع (۱۳۶۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۶۸)

۴۲ - بَابُ فِي عَسْبِ الْفَحْلِ -

نر جانور کے جفتی کی اجرت کا بیان

۳۴۲۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرَّهٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ».

عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا نر جانور کے مالک کو اس کے جفتی کرانے کی اجرت لینے سے۔

صحیح البخاری - الإجارة (۲۱۶۴) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۳) سنن النسائي - البیوع (۴۶۷۱) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۲۹) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۴/۲)

شرح الحديث
فحل یعنی نر جانور مطلقاً فرسا کاں او جھلا او قیسا، اور عسب بمعنی ماء لحيوان اور اس کا ضرب یعنی جفتی دونوں معنی لکھے ہیں، اور حدیث الباب میں ہے: کُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ، یہاں پر عبارت میں مضاف محذوف ہے یعنی عن کراء عسب الفحل، یعنی نر کی جفتی کی اجرت لینے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا، اور کہا گیا کہ عسب کا اطلاق اجرت ضرب پر بھی ہوتا ہے۔ لہذا اس صورت میں حذف مضاف ماننے کی حاجت نہ ہوگی، جمہور علماء اور ائمہ ثلاث کا مذہب یہی ہے کہ نر کو جفتی کے لئے کرایہ پر دینا حرام ہے کیونکہ اس میں غرر ہے اس لئے کہ نر کبھی جفتی کرتا ہے کبھی نہیں کرتا کبھی اس سے علق یعنی حمل ٹھہرتا ہے کبھی نہیں ٹھہرتا نیز ماء الفحل یعنی اس کی منی مال غیر متقوم ہے، اجرت لینے کی صورت میں گویا اس کی بیج ہے جو فاسد ہے ہاں عاریتہ پر فحل دینا چاہیے، یہ مندوب الیہ ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے: من حقها اطراق فحلها^۱، لیکن اس میں امام مالک کا اختلاف منقول ہے بایں طور کہ مدت ضرب کو معین کر دیا جائے مثلاً ساعت یا نصف ساعت تو اس پر جو اجرت لی جائے گی وہ ثمن ماء کے طور پر نہیں بلکہ آپ نے اپنا جانور دوسرے کے کام کیلئے مدت معینہ کیلئے دیا ہے یہ اس کی اجرت ہے، عند الجمہور اجرت پر دینا تو ممنوع ہے لیکن مستعیر بطور کرامت کے اگر کچھ دے تو اس کا لینا جائز ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائي، قاله المنذرى۔

۱ وماحقها؟ قال: إطرأ فحلها (صحیح مسلم - کتاب الزکاة - باب إثم مانع الزکاة ۹۸۸)

۴۳۔ باب فی الصائغ

سونا چاندی کو ڈھالنے والے شخص کے پیشہ کا بیان

صائغ اور صوائغ دونوں لغت میں ہیں اور صیغ بھی واؤ کو یا سے بدل دیتے ہیں، صیغت کے معنی کسی مادہ کو پگھلا کر اس سے کسی خاص ہیئت پر کوئی چیز بنانا، اور اسی سے ہے صائغ الحلی یعنی زر گر، سونے چاندی کے زیورات بنانے والا، مجمع البحار میں ہے: وفيه واعذت صواغاً من بنی قینقاع، وهو صائغ الحلی، من صاغ یصوغ، ومنه اکذب الناس الصواغون، مصنف کی غرض اس ترجمہ الباب سے حرفہ صیغت کی کراہت کو بیان کرنا ہے۔ جیسا کہ حدیث الباب سے مستفاد ہو رہا ہے۔

۳۴۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ، قَالَ: قَطَعْتُ مِنْ أُذُنِ غَلَامٍ، أَوْ قُطِعَ مِنْ أُذُنِي فَقَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ حَاجًّا فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَرَفَعَنَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ هَذَا قَدْ بَلَغَ الْقِصَاصَ ادْعُوا إِلَى حَجَّامًا لِيَقْتَصَّ مِنْهُ، فَلَمَّا دُعِيَ الْحَجَّامُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنِّي وَهَبْتُ لِحَالَتِي غُلَامًا، وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَارِكَ لَهَا فِيهِ، فَقُلْتُ لَهَا: «لَا تُسَلِّمِيهِ حَجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قِصَابًا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ ابْنُ مَاجِدَةَ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،

ابو ماجدہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی لڑکے کا کان کاٹ دیا یا کسی نے میرا کان کاٹ ڈالا اس دوران حضرت ابو بکر ج کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم ان کے پاس جمع ہوئے اور ہم نے اپنا معاملہ پیش کیا تو حضرت ابو بکر نے کانٹے کے اس واقعہ کو حضرت عمر بن خطاب کے پاس بھیجا (کہ وہ فیصلہ کریں) تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ کان اتنا کٹ گیا ہے جس میں قصاص لازم ہوتا ہے میرے پاس حجام کو بلاؤ تاکہ اس سے قصاص لیا جاسکے جب حجام کو بلایا گیا تو حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام ہبہ کیا اور مجھے امید ہے کہ وہ غلام میری خالہ کیلئے بابرکت ثابت ہو گا تو میں نے اپنی خالہ سے کہا کہ یہ غلام کسی حجام، سنار اور قصائی کے سپرد نہ کرنا (جو اس کو یہ ہنر سکھائیں)۔

۳۴۳۱۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُرِّيِّ، عَنْ ابْنِ مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

ابن ماجدہ سہمی حضرت عمر بن خطاب کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی حدیث کی طرح بیان کرتی ہیں۔

۳۴۳۲۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُرِّيِّ، عَنْ ابْنِ مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ابن ماجہ سہی حضرت عمر بن الخطاب کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے اسی حدیث کی مثل بیان کرتی ہیں۔
سنن أبي داود - البيوع (۲۴۳۰) مسند احمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱۷/۱)

عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ، قَالَ: قَطَعْتُ مِنْ أُذُنِ غُلَامٍ، أَوْ قُطِعَ مِنْ أُذُنِي: أَبُو مَاجِدَةَ كَقِطْعَةِ كَاكَانٍ
کاٹ دیا، آگے شک راوی ہے کہ یا انہوں نے یہ کہا تھا کہ میرا کان کاٹ لیا گیا، پھر یہ ہوا کہ ہمارے پاس حج کے زمانہ میں ابو بکر
تشریف لائے ہم ان کے پاس جمع ہو گئے اور گویا ان کے سامنے اس اُذن کا ذکر آیا فَدَفَعْنَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یعنی حضرت
ابو بکرؓ نے ہمارے اس مقدمہ کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیج دیا، تو حضرت عمرؓ نے واقعہ سن کر فرمایا کہ یہ قصہ تو قصاص کی حد
تک پہنچ گیا یعنی یہ فعل موجب قصاص ہے، اور فرمایا کہ میرے پاس حجام کو بلا کر لاؤ، تاکہ اس قاطع سے قصاص لیا جائے، راوی کہتا
ہے کہ جب حجام کو بلایا گیا (تو حضرت عمرؓ کو ایک حدیث یاد آئی جس پر انہوں نے فرمایا کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک
موقعہ پر سنا تھا۔ آپ فرما رہے تھے کہ میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام بہہ کیا تھا اور میں امید کرتا ہوں اس بات کی کہ میری خالہ کیلئے
اس میں خیر و برکت ہوگی، اور میں نے خالہ کو دیتے وقت ان سے یہ کہا تھا کہ اس لڑکے کو حجام یا صانع یا قصاب کے حوالہ مت کرنا،
یعنی ان پیشوں میں سے کوئی سا پیشہ سکھانے کیلئے، اوپر مجمع البحار^۱ سے صواغین کے بارے میں اکذب الناس ہونا گزر چکا،
علماء نے لکھا ہے کہ صانع کی مذمت اسلئے کی گئی ہے کہ وہ زیورات بنانے میں کھوٹ ملاتا ہے، نیز انکے کلام میں ٹال مٹول اور
جھوٹے وعدے بہت پائے جاتے ہیں، اور حجام اور قصاب کی کراہت اس نجاست کی وجہ سے ہے جس سے انکو سابقہ پڑتا رہتا ہے۔

۴۴ - بَابُ فِي الْعَبْدِ يُبَاعُ وَلَهُ مَالٌ

ایسے غلام کو فروخت کرنا جس کے پاس مال ہو
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
«مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ غُلَامًا مُؤَبَّرًا أَوْ لَعْمَرَةً لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ»
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس شخص نے ایسا غلام فروخت کیا جس کے پاس
مال ہو تو غلام کے پاس موجود مال فروخت کرنے والے کا ہو گا مگر یہ کہ خریدنے والا اسکی شرط لگائے اور جس شخص نے کھجور کا
درخت تانبیر کے بعد فروخت کیا تو اس درخت کے پھل بیچنے والے کے ہونگے مگر یہ کہ خریدنے والا ان پھلوں کی شرط لگائے۔
شرح الحدیث مع استنباط المسئلة: یعنی جو شخص اپنے ایسے غلام کو فروخت کرے جس کے لئے مال ہو تو وہ مال مالک یعنی بائع کا
ہو گا مشتری کے لئے نہ ہو گا، الا یہ کہ مشتری شرط لگالے اس مال کی بھی، ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے، لیکن یہاں سوال یہ ہوتا ہے

کہ کیا عبد بھی کسی مال کا مالک ہو سکتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور علماء اور ائمہ ثلاث کے نزدیک عبد کے اندر مالک بننے کی صلاحیت نہیں لہذا حدیث میں مال کی اضافت عبد کی طرف مجاز ہے یعنی اس کے پاس جو مال ہے گو اس کا نہیں، اس میں امام مالک کا اختلاف منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر آقا اپنے غلام کو کسی مال کا مالک بنادے تو وہ مالک ہو جاتا ہے اور یہی اہل ظاہر کا قول ہے، اس اختلاف پر شرح نے بطور ثمرہ اختلاف کے یہ مسئلہ بھی لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک غلام کیلئے تسری^۱ جائز نہیں یعنی وطلی ہملک الیمین، اور امام مالک کے نزدیک جائز ہے، دوسرا مسئلہ اس حدیث میں بیع نخل کا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے نخل یعنی کھجور کے درخت کو تائیر کے بعد فروخت کیا ہے تو اس صورت میں پھل درختوں کے تابع نہ ہو گا بلکہ بائع کیلئے ہو گا الا یہ کہ مشتری صراحۃً شرط لگالے تو پھر مشتری ہی کیلئے ہو گا یعنی بیع میں داخل ہو جائے گا، جمہور علماء اور ائمہ ثلاث نے اس حدیث میں مؤثراً کی قید کا اعتبار کرتے ہوئے یہی کہا ہے کہ یہ حکم نخل مؤثر کا ہے اور اگر نخل غیر مؤثر ہو تو اس صورت میں ثمر بائع کے لئے نہ ہو گا بلکہ درختوں کے تابع ہو کر مشتری کیلئے ہی ہو گا، اور حنفیہ کے نزدیک یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں، ان کے نزدیک قبل التابید اور بعد التابید دونوں صورتوں میں ثمر بائع کیلئے ہو گا، اور یہاں ایک تیسرا مذہب بھی ہے وہ یہ کہ ثمر دونوں صورتوں میں مشتری کیلئے ہو گا، اس کی طرف گئے ہیں ابن ابی لیلیٰ، جمہور کا استدلال بطریق مفہوم مخالف ہے اور حنفیہ چونکہ مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں کرتے اس لئے انہوں نے اس کو اختیار نہیں کیا وہ یہ کہتے ہیں ثمر مستقل چیز ہے اور درخت مستقل۔

۳۴۳ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِصَّةِ الْعَبْدِ. وَعَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِصَّةِ النَّخْلِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَاخْتَلَفَ الزُّهْرِيُّ، وَنَافِعٌ، فِي أَرْبَعَةِ أَحَادِيثَ هَذَا أَخْذُهَا».

رحمہ اللہ عبد اللہ بن عمر حضرت عمر بن خطاب کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے غلام کے بیچنے والا واقعہ نقل کرتے ہیں اور نافع عبد اللہ بن عمر کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کھجور کے درخت فروخت کرنے والا واقعہ ذکر فرمایا۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۹۰) صحیح البخاری - المساقاة (۲۲۵۰) صحیح البخاری - الشروط (۲۵۶۷) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۴۳) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۴۴) سنن النسائی - البیوع (۴۶۳۵) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۳۳) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۱۰) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۶/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۰۲) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۶۱)

شرح الحدیث مصنف رواۃ کا اختلاف بیان کر رہے ہیں اس حدیث کا پہلا طریق سالم عن ابن عمر ہے اور یہ دوسرا طریق نافع عن ابن عمر ہے، سالم سے روایت کرنے والے زہری ہیں، اور نافع سے روایت کرنے والے مالک، تو یہاں پر سالم اور نافع کا اختلاف ہو رہا ہے وہ یہ کہ سالم نے حدیث کے دو جزء بیع نخل اور بیع عبد ان دونوں کو اپنے باپ ابن عمر سے روایت کیا، اور نافع نے بیع النخل کو تو

ابن عمرؓ سے روایت کیا، اور بیع العبد کو عن ابن عمر عن عمر روایت کیا، یعنی ایک جزء کاراوی عمر کو قرار دیا اور ایک جزء کاراوی ابن عمرؓ کو بخلاف سالم کے کہ انہوں نے دونوں جزء کو ابن عمرؓ ہی سے روایت کیا۔

بعض نسخوں میں ایک عبارت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک چار حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں زہری اور نافع کا اختلاف ہے ان چار میں کی ایک یہ بھی ہے، یاد پڑتا ہے کہ رفع یدین کی بحث میں ابن عمرؓ کی حدیث کے ذیل میں یہ گزرا ہے کہ سالم و نافع کا چار حدیثوں کے اندر رفع اور وقف میں اختلاف ہے من جملہ ان کے ایک رفع یدین والی حدیث بھی ہے جس کو سالم نے مرفوعاً اور نافع نے موقوفاً روایت کیا ہے۔ وحديث سالم أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۴۳۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ، حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ بَاعَ عَبْدًا، وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس شخص نے ایسا غلام فروخت کیا جس کے پاس مال ہے تو اس کا مال، فروخت کرنے والے کا ہو گا مگر یہ کہ خریدنے والا شرط لگائے۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۳۵) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۰۱/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۱۰/۳)

۴۵ - بَابُ فِي التَّلْقِي

شہری گاسمان تجارت لانے والے قافلے سے ملاقات کرنا اس قافلے کے شہر پہنچنے سے پہلے۔

مسئله الباب کی تشریح مع اختلاف ائمہ: تلقی سے مراد تلقی الجلب ہے جیسا کہ باب کی حدیث ثانی میں ہے: **فَمَنْ تَلَقَّى الْجَلْبَ، جَلَبَ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى مَجْلُوبٍ** یعنی وہ سامان جس کو دیہاتی دیہات سے شہر میں فروخت اور تجارت کیلئے لارہے ہوں اور تلقی بمعنی استقبال، لہذا مطلب یہ ہوا کہ جو مال دیہاتی دیہات سے شہر میں منڈی میں فروخت کرنے کیلئے لارہے ہوں، اگر کوئی شہری اس آنے والے قافلہ کا استقبال اس کے شہر میں پہنچنے سے پہلے کرے اور اس سامان کو وہیں راستہ ہی میں خرید لے منڈی تک اس کو پہنچنے نہ دے تو آپ نے اس سے منع فرمایا ہے، جمہور کے نزدیک تلقی، کبان مطلقاً ممنوع ہے اس میں اختلاف ہے کہ حرام ہے یا مکروہ، اور ابن منذر نے حنفیہ کا مذہب یہ نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک بلا کر ہت جائز ہے مگر اس پر حافظ نے تعقب کرتے ہوئے کہا کہ کتب حنفیہ میں تو یہ ہے کہ تلقی دو صورتوں میں مکروہ ہے، ایک یہ کہ اہل بلد کو اس سے ضرر لاحق ہوتا ہو، یا یہ کہ اس شہری کی طرف سے تلبیس سرپایا جائے، یعنی وہ غلط بیانی سے کام لے اور اس قافلہ سے بازار کا صحیح بھاؤ نہ بتائے بلکہ اس سے کم کر کے بتائے اھ۔ حافظ نے صحیح کہا کہ حنفیہ کے نزدیک نہ تو تلقی مطلقاً مباح ہے اور نہ مطلقاً مکروہ ہے، کما عند

الجمہور بلکہ ان ہی دونوں صورتوں میں کرہت ہے ورنہ نہیں کما فی البدل عن الهدایۃ وابن الہمام۔

۳۴۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَلْقُوا السِّلْعَ حَتَّى يُهَيَّطَ بِهَا الْأَسْوَاقُ».

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کوئی شخص دوسرے ساتھی کا مال فروخت کرنے کے بعد اپنا مال فروخت نہ کرے اور تم لوگ سامان تجارت لانے والے قافلہ سے ملاقات مت کرو یہاں تک کہ وہ سامان تجارت شہر کے بازار میں اتار دیا جائے۔

ترجمہ صحیح البخاری - البیوع (۲۰۳۲) صحیح البخاری - النکاح (۴۸۴۸) صحیح مسلم - النکاح (۱۴۱۲) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۹۲) سنن النسائي - النکاح (۳۲۴۳) سنن النسائي - البیوع (۴۴۹۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۳۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۷۱) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۷/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۹۰) سنن الدارمی - النکاح (۲۱۷۶) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۶۷)

۳۴۳۷ - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرِو الرَّقِّيَّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَى عَنْ تَلْقَى الْجَلْبِ، فَإِنْ تَلَقَّاهُ مُتَلَقٍّ مُشْتَرٍ فَاشْتَرَاهُ، فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ بِالْخِيَارِ إِذَا وَهَدَتْ السُّوقَ»، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُولُ: قَالَ سَفِيَّانٌ: "لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ أَنْ، يَقُولَ: إِنَّ عِنْدِي خَيْرًا مِنْهُ بِعَشْرَةٍ".

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص تجارت کے سامان لانے والے قافلہ سے نہ ملے پاس اگر کوئی شخص اس قافلہ سے ملکر سامان تجارت خرید لیتا ہے تو اس سامان تجارت لانے والے کو بازار پہنچنے کے بعد اختیار ہوگا۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ نے فرمایا: لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ کی تشریح یہ ہے کہ ایک بائع نے شری کو کوئی سامان فروخت کر دیا تھا تو دوسرا بائع اس مشتری سے کہتا ہے کہ میرے پاس دس روپیہ درہم کے بدلے میں تمہاری خریدی ہوئی شئی سے اچھی اور عمدہ شئی موجود ہے۔

ترجمہ صحیح البخاری - البیوع (۲۰۴۳) صحیح البخاری - البیوع (۲۰۵۴) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۱۵) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۳۷) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۹۴/۲) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۴۰۲/۲) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۵۰۱/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۹۱)

شرح الحدیث یعنی اگر کوئی شخص اس آنے والے قافلہ سے کوئی شئی خرید لے تو شہر میں پہنچنے کے بعد صاحب سلعہ یعنی بائع کو رجوع عن البیع کا اختیار ہوتا ہے، اس خیال رجوع کے اکثر علماء قائل نہیں الا الشافعی فانہ أثبت الخیار للبائع قولاً بظاہر الحدیث قالہ الخطابی^۱، باب کی پہلی حدیث میں لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ مذکور ہے اس کے بارے میں سفیان کا کلام

مصنف نقل کر رہے ہیں: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُولُ: قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: بَيْعُ عَلِيٍّ بِبَيْعِ أَخِيهِ جَسَّاسٍ كَيْفَ كَانَ فِي حَدِيثٍ فِيهِ مَمْنَعَةٌ فِي سَفِيَانٍ اس کی تفسیر کر رہے ہیں۔

بیع علی بیع اخیه کی شرح: کہ دو شخص جو آپس میں خرید و فروخت کی بات کر رہے تھے تو درمیان ہی میں تیسرا شخص یہ کہے مشتری سے کہ میں اس ثمن میں یہ چیز اس سے بڑھیا تجھے دے سکتا ہوں لیکن یہ کراہت اس وقت میں ہے جب اصل بائع و مشتری کا بھاؤ کرنے کے بعد کسی مقدار ثمن پر استقرار ہو گیا ہو اور جب تک استقرار نہ ہو بلکہ کمی زیادتی کی بات چل رہی ہو تو پھر اس کی گنجائش ہے۔ بیع علی بیع اخیه جو حدیث میں آتا ہے اس کی شرح بالتفصیل کتاب النکاح میں لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ الْحَدِيثُ كَ ذَلِيلٍ فِي (رقم ۲۰۸۰) گزر چکی ہے، فارجدع الیہ لوشئت۔ حدیث ابن عمر أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه مختصراً ومطولاً، وحدیث ابی ہریرۃ أخرجه مسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری۔

۴۶۔ بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجَشِ

بولی لگانے کی ممانعت کا بیان

۳۴۳۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنُ الشَّرْحِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَنَاجَشُوا».

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بولی مت لگاؤ۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۳۳) صحیح مسلم - النکاح (۱۴۱۳) جامع الترمذی - البیوع (۱۳۰۴) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۳۸) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۷۴) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۲۳۸/۲) موطا مالک - البیوع (۱۳۹۱)

مسئلۃ الباب کی تشریح عند الفقہاء: نجش^۱ کا مطلب یہ ہوتا ہے کسی چیز کے خریدار کے سامنے کسی شخص کا اس شے کی زائد قیمت لگا دینا جب کہ خریدنے کا ارادہ بھی نہیں ہے تاکہ وہ خریدار اس چیز کے ثمن میں اضافہ کر دے، اس حدیث میں اس کی ممانعت ہے: لَا تَنَاجَشُوا کیونکہ یہ دھوکہ ہے، لیکن بدائع میں یہ لکھا ہے کہ نجش کی کراہت اس صورت میں ہے جب کہ مشتری اس سامان کو مثل ثمن پر خرید رہا ہو یعنی پوری قیمت لگا کر، اور اگر وہ اس چیز کو خریدنا چاہ رہا ہو ثمن مثل سے کم پر، پھر اس صورت میں کوئی شخص نجش کرے تاکہ وہ خریدار اس چیز کو مثل ثمن پر خرید لے یعنی بازار میں جو اس شے کی قیمت ہو تو پھر یہ نجش مکروہ نہیں اگرچہ ناجش کا ارادہ خریدنے کا نہ ہو (بذل^۲)، اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ نجش بالاجماع حرام

① النجش بفتح النون، وروى النجش بالسكون، أصله من نجش الصيد وهو إثارته (مغرب ملخصاً) من هامش محمد عوامہ (ج ۴ ص ۱۵۹)، وفي

البدل قال النووي النجش بسكون الجيم أن يزداد في الثمن لا لرغبة بل ليحذع غيره (ج ۱ ص ۱۰۶)۔

② بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - ج ۵ ص ۲۳۳، بذل المجہود في حل ابی داؤد - ج ۱ ص ۱۰۶۔

ہے اور بیع صحیح ہے اور منعقد ہو جاتی ہے اور گناہ ناجش کے ساتھ خاص ہے اگر یہ نجش بغیر علم بالغ کے ہو، اور اگر دونوں کی موافقت اور سازش سے ہو تو پھر دونوں گنہگار ہوں گے، اور امام مالکؒ کی ایک روایت یہ ہے نجش کی صورت میں بیع باطل ہے انہوں نے نبی کو مقتضی فساد قرار دیا ہے^①۔ (عون) والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ مختصر أقاله المنذری۔

۷۴۔ بَابُ فِي التَّهْلِي أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِيَاذٍ

شہر کارہنے والا شخص دیہاتی کے مال کو نہ بیچے

حاضر یعنی حضری، شہری، باد بمعنی بدوی و دیہاتی۔

۳۴۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:

«كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِيَاذٍ» فَقُلْتُ: مَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِيَاذٍ؟ قَالَ: «لَا يَكُونُ لَهُ مُمْسَاةٌ».

سرخسیر عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شہر کارہنے والا شخص کسی دیہاتی کا مال فروخت کرے طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس سے اس حدیث کا معنی دریافت کیا تو عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ شہر کارہنے والا اس دیہاتی کا دلال نہ ہے۔

شرح صحیح البخاری - البیوع (۲۰۵۰) صحیح البخاری - الإجازة (۲۱۵۴) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۱) سنن النسائي - البیوع (۴۵۰۰) سنن ابی داود - البیوع (۳۴۳۹) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۷۷) مسند أحمد - من مسندہنی ہاشم (۳۶۸/۱)

شرح الحدیث کُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِيَاذٍ: مسئلة الباب کی تفسیر: آگے روایت میں ہے

کہ شاگرد نے استاد سے پوچھا کہ اس حدیث کا کیا مطلب تو انہوں نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ شہری کو دیہاتی کیلئے دلال نہیں بننا چاہیے، دیہاتی دیہات سے جو مال شہر میں فروخت کرنے کے لئے لاتے ہیں تو چونکہ شہر میں ان کے قیام کی کوئی جگہ باقاعدہ نہیں ہوتی تو وہ اس شے کو بسعر الیوم فروخت کر کے چلے جاتے ہیں، یعنی اس چیز کا اس روز منڈی میں جو بھی بھاؤ ہوتا ہے اس سے، اور چونکہ منڈی میں اشیاء کا بھاؤ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اس لئے کوئی شہری اپنے واقف دیہاتی سے یہ کہے کہ تو اپنا یہ سامان میرے پاس رکھ دے جس روز منڈی کا بھاؤ مناسب ہو گا اس وقت میں اس کو تیری طرف سے فروخت کر دوں گا، تو اس میں اگرچہ اس دیہاتی کا تو فائدہ ہے لیکن عام لوگوں کا نقصان ہے اس لئے شریعت نے انفرادی فائدہ پر اجتماعی فائدہ کو ترجیح دیتے ہوئے ایسا کرنے سے منع کیا ہے چنانچہ باب کی آخری حدیث میں آرہا ہے: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِيَاذٍ وَذَهَبُوا النَّاسَ يَزِدُّنِي اللَّهُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، یعنی ان دیہاتیوں

کو چھوڑو اور جس طرح وہ معاملہ از خود کریں شہر والوں سے ستیا یا مہنگا جیسے بھی ہو کرنے دو، اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچاتا ہے۔

اس مسئلہ میں مذاہب ائمہ: اب یہ کہ یہ ممانعت کس صورت میں ہے؟ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ کراہت مطلقاً ہے بشرط یہ کہ وہ چیز لوگوں کی عام حاجت و ضرورت کی ہو، اور بشرط العلم بالنبی، اور حقیقہ کے نزدیک ایک تو شرط یہی ہے کہ وہ چیز ایسی ہو کہ محتاج الیہ اہل المصر، اور دوسرے یہ کہ زمانہ غلاء اور گرانی کا ہو (عندنا مختص بزمان الغلاء و بما يحتاج الیہ اہل المصر) تیسرا مذہب اس میں امام بخاری وغیرہ کا ہے کہ یہ کراہت اور نہیں اس صورت میں ہے جب کہ وہ شہری یہ کام کچھ اجرت لیکر کرے (کمیشن)، والا فلا بکرہ، اسلئے انہوں نے باب قائم کیا ہے: **هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِيَاذٍ بَعْدَ أَجْرٍ وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ** اور پھر تعلیقاً یہ حدیث ذکر کی: **وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ وَرَخَّصْ فِيهِ عَطَاءً** شرح نے امام بخاری کا مسلک یہی لکھا ہے کہ کراہت اجرت کی صورت میں ہے ورنہ پھر اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ وہ تو باب نصیحت سے ہے، ہاں اجرت لینے کی صورت میں نصیحت نہیں بلکہ خود غرضی ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۴۴۰ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَانَ أَبَاهُمَا، حَدَّثَهُمْ قَالَ زُهَيْرٌ وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِيَاذٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ، أَوْ أَبَاهُ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: "كَانَ يُقَالُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِيَاذٍ وَهِيَ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لَا يَبِيعُ لَهُ شَيْئًا، وَلَا يَنْتَاجُ لَهُ شَيْئًا".

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ شہر کا رہنے والا کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے اگرچہ وہ دیہاتی اسکا بھائی یا باپ ہو۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے حفص بن عمر سے سند متصل کے ساتھ سنا کہ حضرت انس بن مالکؓ نے یہ فرمایا کہ لا یبیع حاضری لیاذ یہ ایک جامع کلمہ ہے یعنی اس دیہاتی کیلئے نہ تو کوئی شی فروخت کرو اور نہ ہی اس کیلئے کوئی شی خریدو۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۵۳) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۳) سنن النسائی - البیوع (۴۴۹۲) سنن النسائی - البیوع (۴۴۹۳) سنن النسائی - البیوع (۴۴۹۴) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۴۰)

۳۴۴۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ الْمَكِّيِّ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا، حَدَّثَهُ أَنَّهُ، قَدِمَهُ بِخُلُوبَةٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَلَّ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهِ، فَقَالَ: "إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَمَّى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِيَاذٍ وَلَكِنْ أَذْهَبَ إِلَى السُّوقِ فَانْظُرْ مَنْ يَبِيعُكَ، فَشَاؤَنِي حَتَّى أَمَرَكَ أَوْ أَهْمَكَ".

ترجمہ: اسلام کی سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (صحابی) نے ان سے بیان کیا کہ وہ عہد نبوی میں ایک دودھ دینے والی اونٹنی لیکر آئے (دیہات سے) اور وہ طلحہ بن عبید اللہ کے یہاں اترے..... تو طلحہ بن عبید اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ شہری دیہاتی کیلئے سامان فروخت کرے لہذا تم خود بازار جاؤ اور دیکھو کہ تم سے کون یہ سامان خرید رہا ہے پھر تم مجھ سے اس کے متعلق مشورہ کر سکتے ہو اور میں اس خریداری کے متعلق تمہیں فروخت کرنے یا نہ کرنے کا مشورہ دیدوگا۔

شرح الحدیث: یعنی ایک اعرابی نے خود اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ میں اپنی ایک دودھ دینے والی اونٹنی حضور ﷺ کے زمانہ میں دیہات سے شہر میں لیکر آیا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے یہاں اترا (اور ان کے یہاں اترنے سے اس دیہاتی کا منشا یہ تھا کہ فوری طور پر اس اونٹنی کو منڈی میں لے جا کر فروخت کرنے کے بجائے ان کے یہاں ٹھہرا رہے اور یہ اپنی صوابدید سے جب اس کو بیچنا مفید سمجھے بازار میں جا کر فروخت کر آئیں) مگر حضرت طلحہ اس کیلئے تیار نہ ہوئے اور فرمایا دیکھ بھائی! حضور ﷺ نے بیع الحاضر للبادی سے منع فرمایا ہے لہذا تو خود بازار اس کو لیکر جا پھر جس کے ہاتھ بیچنے کی تیری رائے ہو مجھ سے آکر مشورہ کر لے، اس سے زائد میں نہیں کر سکتا۔ وحديث جابر رضي الله تعالى عنه آخر احاديث الباب أخرجه مسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۴۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّقِيبِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَذَهَبُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان فروخت نہ کرے..... لوگوں کو چھوڑ دو اللہ پاک ایک کے ذریعے سے کسی دوسرے کو روزی عطا فرماتے ہیں۔

صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۲) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۲۳) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۴۲) سنن ابن ماجہ - العجائب (۲۱۷۶) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۰۷/۳)

۴۸ - بَابُ مَنْ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَكَّرَ هَهَا

کوئی شخص مصراۃ بکری خرید لے جو اسے ناپسند ہو تو کیا کرے

۳۴۴۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَلْقُوا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْفِئَمَةَ، فَمَنْ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ ان قافلوں سے مت ملاقات کرو جو

سامان تجارت فروخت کرنے آتے ہیں اور کسی شخص کے خرید و فروخت کے معاملہ ہونے کے بعد کوئی دوسرا شخص اس مشتری کو وہ شے فروخت نہ کرے اور اونٹنیوں اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ جمع کر کے مت رکھو جس شخص نے اونٹنی اور بکری کے تھن میں دودھ جمع کر کے فروخت کیا تو خریدار کو اس اونٹنی اور بکری کا دودھ دوہنے کے بعد دو اختیارات میں ایک کو اختیار کرنا ہوگا اگر خریدار اس عیب والی بکری پر راضی ہے تو اس بکری کو اپنے پاس رکھے اور اگر اس بکری کی خریداری سے وہ خوش نہیں ہے تو یہ خریدار اس بکری کو فروخت کرنے والے کو واپس لوٹا دے اور اسکے ساتھ کھجور کا صاع بھی ادا کرے۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۴۱) صحیح مسلم - النکاح (۱۴۱۳) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۱۵) سنن أبی داود - البیوع (۳۴۴۳) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۷۲) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۲۳۸/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۹۱)

شرح الحدیث اور اس کے بعد والے طریق میں یہ ہے: فَهَوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَقْيَامٍ، اور آگے ہے: مَرَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمَرَاءَ، اور اس کے بعد والی حدیث ابن عمرؓ میں ہے: فَإِنْ مَرَدَّهَا مَرَدَّ مَعَهَا مِثْلُ، أَوْ مِثْلِي لِيَبْهَأَ قَمْعًا۔

حدیث المصراة کی شرح اور اس پر کلام من حیث الفقہ: اس باب میں ایک مشہور اور اہم اختلافی مسئلہ مذکور ہے، مسئلہ بیع المصراة، مصراة اسم مفعول کا صیغہ ہے تصریہ سے جس کے لغوی معنی جس کے ہیں (روکنا) اور عرف میں کہتے ہیں جس اللبن فی الضرع کو، جس کی شرح یہ ہے کہ بعض لوگ جب کسی دودھ والے جانور کو فروخت کرنا چاہتے ہیں تو وہ یہ حرکت کرتے ہیں کہ ارادۃ بیع سے ایک دو دن پہلے اس کا دودھ دوہنا بند کر دیتے ہیں تاکہ دودھ اسکے تھنوں میں جمع ہو جائے، اور پھر جب بوقت بیع مشتری کے سامنے اس کا دودھ نکال کر دکھاتے ہیں تو وہ مشتری سمجھتا ہے کہ یہ جانور بہت دودھ والا ہے اور اس کو یہی سمجھ کر خرید لیتا ہے پھر جب گھرا کر اس کو باندھ دیتا ہے تو ایک آدھ روز کے بعد اسکے دودھ میں کمی آتی ہے تو وہ پریشان ہوتا ہے اور اسکو بائع کی دھوکہ دہی کا علم ہو جاتا ہے، ایسے جانور کو عرف میں مصراة کہتے ہیں، اب یہ کہ اس قسم کے معاملہ میں کوئی شخص مبتلا ہو جائے تو اسکا حل اور حکم کیا ہے حدیث الباب میں یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس کو دونوں اختیار ہیں اس جانور کو اسکی موجودہ حالت میں رکھنا چاہے تو رکھ لے، اور واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے، اور ایک روایت میں اس میں تین دن کی بھی قید ہے، کہ تین دن کے اندر اندر واپس کر سکتا ہے اسکے بعد نہیں، نیز یہ بھی ہے کہ جب اس مصراة کو واپس کرے تو اس کے ساتھ ایک صاع تمر کا بھی واپس کرے۔

مذایب انہ: اس حدیث پر ائمہ ثلاث اور امام ابو یوسفؒ کا عمل ہے یہ حضرات تصریہ کو عیب قرار دیتے ہیں اور عیب کی صورت میں چونکہ خیار رد ہوتا ہی ہے اس لئے یہاں بھی رد کا خیار مانتے ہیں، طرفین یعنی امام ابو حنیفہؒ و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ، دونی روایت لمالک ایضا تصریہ عیب نہیں ہے کیونکہ اس کا تعلق ذات بیع سے نہیں ہے بلکہ وصف بیع سے، لہذا تصریہ کی وجہ سے خیار رد حاصل نہیں ہوگا، نیز خیار عیب تین دن کے ساتھ مقید نہیں ہوا کرتا مطلقاً ہوتا ہے اور یہاں حدیث میں تین دن کے

حدیث المصراة مخالف اصول ہے بشمائیة اوجہ: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: وَأَقْوَى الْوَجْهَ فِي تَرْكِ الْعَمَلِ بِهَا مَخَالَفَتُهَا لِلْأَصُولِ مِنْ شُمَائِيَّةِ أَوْجِهٍ، یعنی حنفیہ کے اس حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث اصول اور قواعد کلیہ کے خلاف ہے آٹھ حیثیت سے، پھر انہوں نے ان وجوہ ثمانیہ کو بالتفصیل بیان کیا، علامہ عینیؒ کا یہ پورا کلام بذل الجہود میں مذکور ہے،^① من جملہ ان وجوہ کے یہ ہے کہ اس حدیث میں صاع من تمر دینے کا جو حکم ہے تو ظاہر یہ ہے کہ یہ اس دودھ کا عوض ہے جو مشتری نے اپنے یہاں لا کر نکالا ہے، یعنی اس کا ضمان ہے، لیکن ضمان میں تو مماثلت ضروری ہے لقولہ تعالیٰ: وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْذِبْتُمْ بِهٖ^②، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ بالمثل ہو، اور مثل کی دو قسمیں ہیں، مثل صوری جو ذوات الامثال ہی میں ہو سکتا ہے (اور لبن بھی ذوات الامثال ہی میں سے ہے) دوسرا مثل مثل معنوی ہے یعنی قیمت جو ذوات القیم میں ہوتا ہے جیسے حیوانات وغیرہ، اور صاع تمر تو نہ مثل صوری ہے نہ مثل معنوی، نیز یہاں پر رد صاع جو بطور ضمان کے ہے وہ ہونا ہی نہیں چاہیے، اسلئے کہ قاعدہ منصوصہ یہ ہے الغرم بالغنم، الخراج بالضممان، یعنی نفع اسی کا ہوتا ہے جس پر ضمان واجب ہو، اور یہاں یہ حیوان یعنی مصراة ضمان مشتری میں تھا کہ اس دوران اگر وہ جانور ہلاک ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اس کا ضمان مشتری ہو گا لہذا اس صورت میں اس جانور کا جو نفع و ثمرہ ہے یعنی دودھ وہ بھی مشتری کیلئے ہونا چاہیے پھر ضمان اس پر کیوں واجب ہو، اس حدیث میں ہے: رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ ثَمَرِ ظَاهِرِ حَدِيثِهَا تَقَاضِيَةٌ يَهِيَ كَصَاعِ تَمْرٍ هَرِ مَصْرَاةٍ كَقَبَالَةٍ فِي مَقَابِلَةٍ فِي هَذِهِ خَوَافِةٌ أَوْ يَأْخُذُ بِهَا، لیکن اکثر وہ حضرات جو حدیث مصراة پر عمل کے قائل ہیں ان کا مسلک یہ ہے کہ ہر ایک بکری یا جو بھی جانور ہو مصراة اس کے بدلہ میں ایک ایک صاع ہو گا، مصراة کے عدد کے مطابق، لیکن بعض شافعیہ جیسے ابوالحسن ماوردی ان کے نزدیک یہ حکم مطلق مصراة کا ہے ایک ہو یا اس سے زائد، من شاة و کذا من ألف شاة، اس حدیث میں ہے: صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمَرَاءَ، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صاع گیہوں کا نہ ہونا چاہیے اسکے علاوہ کسی اور کھانے کی چیز کا ہو، علامہ شوکانی لکھتے ہیں: وَبَنِيَّ أَنْ تَحْمَلَ الطَّعَامَ عَلَى التَّمْرِ الْمَذْكُورِ فِي هَذِهِ الرَّوَايَةِ، پھر آگے وہ لکھتے ہیں چونکہ لفظ طعام کے متبادر معنی گیہوں کے تھے اس لئے راوی نے اس کی نفی کر دی بقولہ: لَا سَمَرَاءَ، لیکن اسکے بعد والی روایت میں جو آرہا ہے رَدَّ مَعَهَا مِثْلًا، أَوْ مِثْلِي لَيَبْهَأَ قَمَحًا، ان دونوں میں تعارض ظاہر ہے کہ پہلی حدیث میں گیہوں کی نفی تھی اور اس میں اثبات، قلت اجاب عنه الحافظ بأن إسناده هذا الحديث ضعيف قال وقال ابن قدامة أنه متروك الظاهر بالاتفاق^③، قال المنذرى، وأخرجه ابن ماجه، وقال الخطابي

① عمدة القاري شرح صحيح البخاري - ج ١١ ص ٢٧٣، بذل المجهود في حل أبي داود - ج ١٥ ص ١١٣ - ١١٤.

۲ اور اگر بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی جائے (سورۃ النحل ۱۲۶)

٢٠٠ ليل الأوطار من أسرار منتقى الأخبار - ج ٦ ص ٥٨٩ - ٥٩٠

ولیس اسنادہ بذات العون، معلوم ہوا کہ یہ دوسری روایت ابو داؤد کے علاوہ صرف ابن ماجہ کی ہے، اور وہ روایت جس میں لا ستمراء وارد ہوا ہے وہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

اہل اصول نے لکھا ہے کہ یہ حدیث المصراۃ خبر واحد ہے اور خبر واحد پر عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ خلاف اصول نہ ہو، اور حدیث المصراۃ خلاف اصول ہے گو سند ثابت اور صحیح ہے، اسلئے کہ یہ حدیث صحیحین بلکہ صحاح ستہ کی روایت ہے، اور حضرت اقدس گنگوہیؒ کے افادات درسیہ میں جس کو ہمارے حضرت شیخ کے والد بزرگوار مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی نور اللہ مرقدہ نے قلم بند کیا ہے، اور جس کو حضرت سہارنپوری نے یہاں بذل الجہود میں نقل فرمایا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ روایات حنفیہ کے نزدیک اپنے موارد کے ساتھ خاص ہیں، قواعد کلیہ اور دوسرے نصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے، اور کلمہ ”مَنْ“ جو ان روایات میں ہے اس کیلئے عموم جنسی یا نوعی لازم نہیں، بسا اوقات یہ لفظ قضیہ شخصہ میں مستعمل ہوتا ہے اسلئے کہ اپنے مقام پر یہ بات ثابت ہے کہ اسم موصول بسا اوقات عہد کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ عموم کیلئے استعمال ہوتا ہے، اور امام شافعی اگرچہ اس بات کے مقرر ہیں کہ یہ روایات مخالف کلیات ہیں لیکن انکی رائے یہ ہے کہ یہ روایات عام ہیں اپنے مورد کے ساتھ مختص نہیں اھ ملخصاً ❶۔

۳۴۴۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، وَهَشَامٍ، وَحَبِيبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ اشْتَرَى شَاةً مُصْرَاةً فَلَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَكْيَامٍ، إِنْ شَاءَ رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمَرَاءَ»۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جب کوئی شخص مصراۃ بکری خریدے تو اسے تین دن تک اختیار ہے اگر چاہے تو خریداریہ بکری فروخت کرنے والے کو واپس کر دے اور ایک صاع اناج بھی ادا کرے، گندم ادا نہ کرے۔

ترجمہ: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۴۱) صحیح مسلم - البیوع (۱۰۱۵) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۴۴) مسند احمد - ہادی مسند الکثرین (۲/۲۷۳) موطا مالک - البیوع (۱۳۹۱)

۳۴۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا زَيْدٌ، أَنَّ ثَابِتًا، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ اشْتَرَى غَنَمًا مُصْرَاةً، اخْتَلَبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ»۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس شخص نے مصراۃ بکری خریدی تو اس بکری کا دودھ نکالنے کے بعد اگر یہ شخص اس بکری کو لینے پر راضی ہے تو یہ بکری اپنے پاس رکھ لے اور اگر اس معاملے پر

یہ شخص راضی نہیں ہے تو بکری کے دودھ کو استعمال کرنے کے بدلہ میں کھجور کا ایک صاع ادا کرے۔

تخریج صحیح البخاری - البیوع (۲۰۴۱) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۱۵) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۴۵) مسند احمد - باقی مسند الکفرین (۲۷۳/۲) موطا مالک - البیوع (۱۳۹۱)

۳۴۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرِ الثَّيْمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ ابْتِنَاعَ لِحْفَلَةً، فَهُوَ بِالْحِجَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا مِثْلُ، أَوْ مِثْلَي لَيْبِهَا قَمَحًا».

ترجمہ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس شخص نے زیادہ دودھ والا جانور خریدا تو اسے تین دن تک اختیار ہے پس اگر خریدار چاہے تو بائع کو یہ بکری واپس کر دے تو اس صورت میں اس بکری کے تھنوں میں اس معاملہ کرتے وقت جتنا دودھ تھا اس کے بقدر یا اس سے دگنا گیہوں ادا کرے بائع کو۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۴۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۴۰)

۴۹ - بَابُ فِي التَّهْيِ عَنِ الْخُكْرَةِ

ذخیرہ اندوزی کرنے کی ممانعت کا بیان

خُكْرَةُ اور خُكْرَةُ اور احتکار ان سب کے معنی لغوی جمع اور امساک کے ہیں، کسی چیز کو روک کر رکھنا۔

احتکار کی حقیقت و تعریف: احتکار جس کی حدیث کے اندر ممانعت ہے اس کی تعریف امام نوویؒ نے یہ لکھی ہے کہ غلہ کو غلاء اور گرانی کے زمانہ میں تجارت کی نیت سے خرید کر رکھ لینا اور فی الحال اس کی بیع نہ کرنا مزید گرانی کے انتظار میں تاکہ پیسے زیادہ حاصل ہوں، اور ممانعت اس صورت میں ہے جب کہ اس غلہ کو اپنے ہی شہر سے خرید کر روک لے، اور اگر کسی اور جگہ سے خرید کر لایا ہے، یا سستے کے زمانہ میں خرید کر رکھ لیا ہو اور پھر اس کو روک لے گرانی کے زمانہ میں فروخت کرنے کے لئے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے یہ احتکار ممنوع نہیں ہے^۱، اور بدائع میں لکھا ہے کہ احتکار یہ ہے کہ اپنے شہر سے غلہ خرید کر رکھ لینا اور اس کو فروخت نہ کرنا جب کہ اہل شہر کو ایسا کرنے سے نقصان پہنچ رہا ہو اور اگر بڑا شہر ہو جہاں ایسا کرنے سے لوگوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو تو یہ احتکار ممنوع نہیں ہے، ایسے ہی اگر کسی دور دراز علاقہ سے غلہ خرید کر اپنے شہر میں لا کر اس کو روک لے تب بھی احتکار نہ ہو گا، ہاں اگر شہر کے قریب کسی بستی سے لا کر جس کا غلہ اس شہر میں آتا ہو روک کر رکھے اور شہر بھی صغیر ہو تب محکوم ہو گا^۲، یہ تو احتکار ممنوع کی تعریف ہوئی۔

① النہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج - ج ۱ ص ۴۳، ہذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱ ص ۱۱۸

② بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع - ج ۵ ص ۱۲۹

احتکار کن کن چیزوں میں منع ہے؟ دوسرا مسئلہ یہاں پر یہ ہے کہ احتکار کن کن چیزوں میں ممنوع ہے؟ یہ مسئلہ مشہور اختلافی ہے، امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک مافیہ عیش الناس و اقوات البشر یعنی جس چیز پر آدمی کی زندگی کا مدار ہو جس کو عام طور سے لوگ کھا کر زندگی بسر کرتے ہوں، اور طرفین (امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ) کے نزدیک مافیہ عیش الناس و عیش البہائم، یعنی انسانوں اور جانوروں دونوں کی غذا اور خوراک میں، اور امام مالکؒ کے نزدیک فی کل شئی غیر الفواکہ، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فی کل مائع الحاجة الیہ، یعنی تمام وہ چیزیں جو عام حاجت اور ضرورت کی ہوں۔

۳۴۴۷ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي مَعْمَرٍ، أَخْبَرَنَا بَنِي عَدِيٍّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ» فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ: «فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ» قَالَ وَمَعْمَرٌ: «كَانَ يَحْتَكِرُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَأَلْتُ أَحْمَدَ مَا الْحِكْمَةُ، قَالَ: «مَا فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: «الْمَحْتَكِرُ: مَنْ يَغْتَرِضُ الشُّوقَ».

ترجمہ معمر بن ابی معمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ذخیرہ اندوزی وہی شخص کرے گا جو نافرمان اور گناہ گار ہے۔ محمد بن عمر بن عطاء نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے کہا: آپ خود ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں؟ تو سعید نے جواب دیا کہ میرے استاذ معمر صحابی رسول بھی ذخیرہ اندوزی کیا کرتے تھے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ سے پوچھا کہ ذخیرہ اندوزی کسے کہتے ہیں؟ امام احمد نے جواب دیا کہ جن چیزوں پر لوگوں کا گزارہ ہوتا ہے اسکو ذخیرہ لانا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ امام اوزاعیؒ نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو بازار سے سامان خرید کر اپنے پاس ذخیرہ کر لے۔

تصحیح صحیح مسلم - المساقاة (۱۶۰۵) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۴۷) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۵۴) مسند احمد - مسند المکین (۴۵۳/۳) مسند احمد - من مسند القبائل (۴۰۰/۶) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۴۳)

شرح الحدیث سعید بن المسیبؒ کے شاگرد نے ان سے کہا کہ آپ نہی عن الاحتکار کی حدیث بیان کر رہے ہیں اور آپ خود احتکار کرتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میرے استاذ معمر بھی احتکار کیا کرتے تھے۔

ان کا مطلب یہ تھا کہ احتکار ہر چیز میں نہیں ہوتا، امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ سے دریافت کیا کہ احتکار کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: مافیہ عیش الناس، آگے مصنف امام اوزاعیؒ سے نقل کر رہے ہیں: الْمَحْتَكِرُ: مَنْ يَغْتَرِضُ الشُّوقَ یعنی محکروہ شخص ہے جو اپنے شہر ہی کے بازار میں سے غلہ خرید کر رکھ لے اور اگر کوئی شخص اس قسم کی چیزیں باہر سے لا کر اپنے شہر میں روکے، وہ احتکار نہیں۔

۳۴۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قِيَاظٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْقَيَّاطِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ

قَتَادَةَ، قَالَ: «لَيْسَ فِي التَّمْرِ حُكْرَةٌ»، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قَالَ: عَنِ الْحَسَنِ، فَقُلْنَا لَهُ: «لَا تَقُلْ عَنِ الْحَسَنِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَنَا بَاطِلٌ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَحْكُمُ النَّوْصِي، وَالْحَبِطُ وَالْبِزْرَةُ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ يُونُسَ، قَالَ: سَأَلْتُ سُفْيَانَ، عَنْ كَبَيْسِ الْقَتِيبِ قَالَ: «كَانُوا يَكْرَهُونَ الْحُكْرَةَ» وَسَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ بْنَ عَيَّاشٍ فَقَالَ: «اَكْبِسْهُ».

ترجمہ قتادہ کہتے ہیں کہ کھجور کے جمع کرنے کو ذخیرہ اندوزی نہیں کہتے محمد بن ثنی نے اس روایت کو عن الحسن نقل کیا تو مصنف فرماتے ہیں کہ ہم نے اس سے کہا کہ آپ عن قتادہ کے بعد عن الحسن مت کہیے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں یہ حدیث ہمارے ہاں باطل ہے۔ امام فرماتے ہیں کہ سعید بن مسیب کھجور کی گٹھلیوں اور درخت کے پتوں اور بیج میں ذخیرہ اندوزی کرتے تھے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن یونس سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری سے سوال کیا کہ جانور کے چارے کو ذخیرہ کرنے کا کیا حکم ہے؟ تو سفیان ثوری نے فرمایا کہ علماء اکرام اس کی ذخیرہ اندوزی کو ناپسند کرتے تھے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے ابو بکر بن عیاش سے یہ بات دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ تم درخت کے پتوں کو ذخیرہ کر سکتے ہو۔

شرح الحدیث قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قَالَ: عَنِ الْحَسَنِ، فَقُلْنَا لَهُ: «لَا تَقُلْ عَنِ الْحَسَنِ»: مصنف کے اس حدیث میں دو استاد ہیں محمد بن یحییٰ اور محمد بن المثنیٰ، اور ان دونوں کے استاد یحییٰ بن فیاض ہیں، اسکے بعد سند اس طرح ہے عن ہمام عن قتادہ، تو مصنف یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے استاد محمد بن المثنیٰ نے اس سند میں عن قتادہ کے بعد عن الحسن بھی زیادہ کیا، تو ہم نے ان سے کہا کہ عَنِ الْحَسَنِ مت کہو، غالباً یہ اس لئے کہ لَيْسَ فِي التَّمْرِ حُكْرَةٌ قتادہ ہی کا قول ہے حسن اس کے قائل تھے ہی نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَحْكُمُ النَّوْصِي، وَالْحَبِطُ وَالْبِزْرَةُ: امام ابو داؤد یہاں سے بعض علماء کے مذاہب نقل کر رہے ہیں اس بارے میں کہ احتکار کن چیزوں میں ممنوع ہے اور کن کن میں نہیں؟ چنانچہ فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیب درختوں کے پتوں اور کھجور کی گٹھلی اور دوسری قسم کے بیج کا احتکار کرتے تھے یعنی ان کے نزدیک اس میں احتکار ممنوع نہ تھا۔

آگے روایت میں ہے: سَأَلْتُ سُفْيَانَ، عَنْ كَبَيْسِ الْقَتِيبِ، یعنی سفیان ثوری سے جانوروں کے چارے کے احتکار کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: كَانُوا يَكْرَهُونَ الْحُكْرَةَ، جس کا غالباً مطلب یہ ہے کہ ہاں علماء اس کے اندر بھی احتکار کو ناجائز سمجھتے ہیں اور اس جملہ میں یہ بھی احتمال ہے کہ انہوں نے کَبَيْسِ الْقَتِيبِ کا حکم بیان کرنے سے گریز کیا ہو بوجہ علم یقینی نہ ہونے کے اسلئے مطلقاً فرمادیا کہ علماء احتکار کو مکروہ جانتے ہیں مجمل سی بات فرمادی۔ وَسَأَلْتُ أَبَا بَكْرٍ بْنَ عَيَّاشٍ یعنی ابو بکر بن عیاش سے بھی اس کا سوال کیا یعنی کَبَيْسِ الْقَتِيبِ کا تو انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہاں اس کو روک سکتے ہو۔

۵۰۔ باب فی کسر الذہب

در اہم کو توڑنے کا بیان

۳۴۴۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ قُضَابَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،

عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كُتِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُكْسَرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةُ بَيْنَهُمْ إِلَّا مِنْ بَأْسٍ».

سرخسٹا عبد اللہ بن سنان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ جو سکہ مسلمانوں کے درمیان رائج ہو اسکو توڑا پھوڑا نہ جائے مگر یہ کہ کوئی ضرورت ہو۔

تخریج سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۴۹) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۶۳) مسند احمد - مسند المکین (۴۱۹/۳)

شرح الحدیث یعنی آپ نے جو سکہ مسلمانوں کے درمیان رائج ہو اس کے توڑنے پھوڑنے سے منع کیا ہے مگر کسی ضرورت اور مجبوری سے، اس منع کی علت میں مختلف قول ہیں، کہا گیا ہے کہ چونکہ سکہ میں بسا اوقات اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوتا ہے حروف ہوتے ہیں اس میں اس کی بے ادبی، اور کہا گیا ہے کہ اس میں اضاعت مال ہے کیونکہ سکہ کی قیمت زائد ہوتی ہے مطلق سونے چاندی سے، اور کہا گیا ہے کہ کسر سے مراد توڑنا نہیں بلکہ در اہم اور دنائیر کے کناروں کو باریک باریک چھیلنا مراد ہے جس صورت میں کہ در اہم و دنائیر کے ساتھ معاملہ عدو ہو تو بعض لوگ ان کے کنارے اس طرح چھیل کر ان کا وزن کم کر دیتے تھے چوری اور دھوکہ سے اس سے منع کیا گیا ہے۔ والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۵۱۔ باب فی التَّسْعِيرِ

اشیاء کے نرخ مقرر کرنے کا بیان

تسعیر سعر سے ماخوذ ہے، یعنی اشیاء کی قیمت اور نرخ متعین کرنا۔

۳۴۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُفَيْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ، أَنَّ سَلِيمَانَ بْنَ بِلَالٍ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ

أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: «بَلْ أَدْعُو» ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَعِّرْ، فَقَالَ: «بَلْ اللَّهُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ، وَإِنِّي لَا رَجُو أَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ عِنْدِي مَظْلَمَةٌ».

سرخسٹا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اکبر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بازار میں موجود اشیاء کے نرخ متعین فرما دیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ پاک سے تمہارے لئے دعائیں گتا ہوں پھر ایک اور شخص نے آکر یہی بات کہی کہ اے اللہ کے رسول! اشیاء کے نرخ مقرر فرمائیے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک اشیاء کی قیمتوں کو گھٹاتے اور بڑھاتے ہیں بیشک مجھے امید ہے کہ میں اللہ پاک سے اس حال میں ملوں گا کہ مجھ پر کسی پر ظلم کرنے کا دعویٰ نہ ہو گا۔

سنن أبي داود - البيوع (۳۴۵۰) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۳۷/۲)

شرح الحديث ومذاهب الأئمة في مسئلة الباب. ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! نرخ متعین کر دیجئے، بظاہر غلہ کا یا جو چیز اس کے قائم مقام ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا تسعیر نہیں کرتا بلکہ دعاء کرتا ہوں، پھر ایک اور شخص بھی آیا اس نے بھی یہی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا (تسعیر سے کہاں گرانی ختم ہوتی ہے بلکہ) اشیاء کے نرخ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں ان کو وہی گراتا اور بڑھاتا ہے، اور میں امید کرتا ہوں اس بات کی (یعنی میری کوشش یہ ہے کہ) میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں اس حال میں کہ کسی کا حق مجھ پر نہ ہو، مظلّمہ کہتے ہیں کسی کے اس حق کو جو دبایا جائے ادا نہ کیا جائے، اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حاکم وقت کا تسعیر لوگوں اور تاجروں کے حق میں ظلم ہے، ہدایہ میں لکھا ہے کہ قاضی یا حاکم کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ تسعیر کرے الا یہ کہ ارباب طعام حد سے تجاوز کرنے لگیں تو پھر کچھ حرج نہیں، اسی طرح در مختار میں ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ امام مالکؒ یہ فرماتے ہیں کہ والی کو چاہیے کہ گرانی کے زمانہ میں تسعیر کر دے اھ، من ہامش البذل^۱۔

۳۴۵۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، وَقَتَادَةَ، وَحُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، غَلَا السَّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ، وَإِنِّي لَأَكْرَهُمُ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطْلَبُ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ».

ترجمہ: حضرت انس فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اشیاء کے نرخ بہت بڑھ گئے لہذا آپ ہمارے لئے نرخ مقرر فرما دیجئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک اشیاء کے نرخ مقرر فرماتے ہیں وہ ہی اشیاء کے نرخ کم فرماتے ہیں اور مہنگے کر دیتے ہیں اور لوگوں کو روزی عطا فرماتے ہیں اور بیشک مجھے امید ہے کہ میں اس حال میں اللہ پاک سے ملاقات کروں گا کہ تم میں سے کوئی شخص نہ تو کسی خون کا مجھ سے مطالبہ کرے گا اور نہ ہی کسی مال کے حق کا۔

جامع الترمذی - البيوع (۱۳۱۴) سنن أبي داود - البيوع (۳۴۵۱) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۰۰) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۱۵۶/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲۸۶/۳) سنن الدارمی - البيوع (۲۵۴۵)

۵۲ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ

دھوکہ دہی کی ممانعت کا بیان

۳۴۵۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ كَيْفَ تَبِيعَ؟ فَأَخْبَرَهُ فَأَوْحَى إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلَ يَدَكَ فِيهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ

فَإِذَا هُوَ مَبْلُورٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ مِثْلًا مِنْ غَشٍّ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اناج فروخت کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم کس طرح یہ اناج بیچ رہے ہو؟ تو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیا اسی دوران رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ آپ اپنا ہاتھ اس اناج کے ڈھیر میں داخل کیجئے تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس اناج کے ڈھیر میں داخل فرمایا تو اندر سے گیلا تھا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دھوکہ باز ہو وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔

۳۴۵۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنْ يَحْيَى، قَالَ: كَانَ سُفْيَانُ، بِكَرَّةٍ هَذَا التَّفْسِيرُ «لَيْسَ مِثْلًا» لَيْسَ مِثْلًا.

سفیان بن عیینہ اس حدیث کی تفسیر لیس مِثْلًا سے لیس مِثْلًا مراد لینے کو ناپسند فرماتے تھے۔

ترجمہ: جامع الترمذی - البیوع (۱۳۱۵) سنن أبی داود - البیوع (۳۴۵۲) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۲۴) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲/۲۴۲)

شرح الحدیث: یعنی آپ ﷺ کا گزرا یہ شخص پر ہوا جو غلہ لئے بیٹھا تھا بیع و تجارت کیلئے تو آپ ﷺ نے اس سے بیع کے بارے میں سوال فرمایا غالباً بھاد معلوم کیا اس نے بتلادیا، اسی وقت آپ ﷺ پر وحی آئی کہ اس غلہ کے ڈھیر میں ہاتھ داخل کیجئے، آپ ﷺ نے اس میں ہاتھ داخل کیا تو اس ڈھیر کے اندر کا حصہ تر نکلا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ مِثْلًا مِنْ غَشٍّ۔

كَانَ سُفْيَانُ، بِكَرَّةٍ هَذَا التَّفْسِيرُ «لَيْسَ مِثْلًا» یعنی سفیان ثوری علماء جو اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں اور اسکے جو معنی مرادی بیان کرتے ہیں وہ اس تاویل کو پسند نہ کرتے تھے اس لئے کہ لوگوں کے سامنے تاویل بیان کرنے کی صورت میں اس سے متکلم کی غرض فوت ہوتی ہے یعنی تحریف اور تویح، تاویل اصولاً تو ضروری ہے اہل سنت و جماعت کے مسلک کے پیش نظر لیکن عام لوگوں کے سامنے اسکے اظہار کو وہ پسند نہیں کرتے تھے اور تاویل اسلئے ضروری ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کو دھوکہ دے وہ جماعت مسلمین ہی سے خارج ہے حالانکہ غش کی وجہ سے اسلام سے تو خارج ہوتا نہیں اور تاویل جو کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو مسلمان دوسروں کو دھوکہ دے وہ ہمارے طریق پر نہیں ہے، اور ہماری سیرت پر نہیں ہے۔ والحدیث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه بنحوه، قاله المنذرى۔

۵۳۔ بَابُ فِي خِيَارِ الْمُتَبَايعِينَ

بائع اور مشتری کو اختیار ملنے کا بیان

۳۴۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ: «الْمُتَبَايعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا، إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو اپنے ساتھی کی بات میں اس وقت تک اختیار رہتا ہے جب تک یہ دونوں جدا نہ ہو جائیں البتہ جس بیع میں شرط خیار لگائی جائے تو اس بیع میں جدا ہونے کے بعد بھی اختیار رہتا ہے۔

شرح الحدیث **خیار مجلس کے ثبوت میں علماء کا اختلاف:** بیع کے اندر جو خیار ہوتا ہے اس کی چند قسمیں ہیں جیسا کہ آپ نے ہدایہ ثالث میں پڑھا ہے خیار شرط، خیار عیب، خیار رویت وغیرہ، ایک قسم خیار کی اور ہے جس کو مصنفؒ یہاں بیان کر رہے یعنی خیار مجلس جس کے شافعیہ و حنابلہ قائل ہیں حنفیہ اور مالکیہ قائل نہیں اور خیار مجلس کا مطلب جس کے شافعیہ قائل ہیں یہ ہے کہ بائع مشتری کے درمیان ایجاب و قبول ہو جانے کے بعد جب تک متعاقدین مجلس عقد میں موجود ہیں تو ان میں سے ہر ایک کو بائع ہو یا مشتری بیع کو باقی رکھنے اور فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے اور مجلس ختم ہونے کے بعد باقی نہیں رہتا گویا ان کے یہاں ایجاب و قبول سے بیع تام تو ہو جاتی ہے، لیکن لازم نہیں ہوتی، اور ان حضرات کا استدلال حدیث الباب سے ہے: **التَّبَايَعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا، إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ،** یعنی بائع مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار حاصل ہوتا ہے اپنے ساتھی پر یعنی بیع کو باقی رکھنے اور نہ رکھنے کا جب تک کہ وہ دونوں جدا نہ ہوں۔ **إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ** اس استثناء کی تشریح ہم بعد میں کریں گے، اس حدیث میں افتراق سے مراد شافعیہ کے نزدیک مجلس سے جدا ہونا ہے یعنی تفرق بالابدان، اور حنفیہ و مالکیہ جو خیار مجلس کے قائل نہیں ان کے نزدیک افتراق سے افتراق بالبدن نہیں بلکہ افتراق بالقول مراد ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متعاقدین میں سے ہر ایک کو اپنے قول سے رجوع کرنے کا اختیار رہتا ہے جب تک کہ دونوں اپنی بات کہہ کر فارغ نہ ہوں، دراصل ایجاب کہتے ہیں اول کلام صدر عن احد المتعاقدين کو خواہ وہ مشتری ہو یا بائع ہو، لہذا مطلب یہ ہوا کہ بائع و مشتری میں سے جو بھی پہلے بولے اور ایجاب کرے تو ثانی کے قبول کرنے سے پہلے اس صاحب ایجاب کو اختیار ہے اس بات کا کہ وہ اپنے اس قول سے رجوع کر لے، اور بیع کی بات ہی کو ختم کر دے، اگر حدیث کا مطلب یہی لیا جائے تو پھر بات بالکل صاف اور واضح ہے یعنی یہ معقول بات ہے کہ احد المتعاقدين کو اختیار ہے اس کا کہ وہ اپنے کلام کے تلفظ کے بعد فوراً اس کو کالعدم کر دے، یہ تو ہوا عدم تفرق، اور حدیث میں ہے تفرق کے بعد اختیار نہیں رہتا یعنی دونوں جب اپنے کلام سے فارغ ہو جائیں اور ایجاب کے بعد قبول بھی ہو جائے تو اب ان کے لئے اختیار باقی نہیں رہتا، بلکہ ایجاب و قبول کے بعد بیع محقق اور لازم ہو گئی اور عقد مضبوط ہو گیا، ظاہر بات ہے کہ اگر حدیث کا یہ مطلب لیا جائے جیسا کہ حنفیہ نے لیا تو پھر اس صورت میں خیار مجلس کوئی چیز نہیں بلکہ خیار مجلس کی تو اس سے اور نفی ہو رہی ہے، اور اگر کوئی یہ کہے کہ تفرق کے متبادر اور ظاہری معنی تفرق بالبدن یعنی مجلس سے اٹھ جانا ہی ہے اور یہ تفرق بالقول جس کو آپ اختیار کر رہے ہیں اسکی کوئی نظیر بتائیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت

کریمہ: وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهِ ①، اس میں بھی تو تفرق سے تفرق بالقول ہی مراد ہے، اس لئے کہ طلاق میں تو تفرق بالقول ہی ہوتا ہے، نیز حنفیہ کی بعض تائیدات آگے بھی آرہی ہیں۔

اس حدیث میں یہ تھا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ جس کے بارے میں ہم نے کہا تھا کہ اس کی شرح اخیر میں لکھیں گے، اس استثناء کی شرح میں امام نوویؒ نے علماء کے تین قول لکھے ہیں: ① اول یہ کہ اس سے مراد تنخیر فی المجلس ہے اور امضاء البیع یعنی ایجاب و قبول کے بعد تا قیام مجلس متبیین کو بیع کے باقی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار رہتا ہے لیکن تنخیر کی صورت میں باوجود قیام مجلس کے خیار باقی نہیں رہتا، یعنی اگر مجلس کے اندر ایجاب و قبول کے بعد آپس میں بیع کو اختیار کر لیں ہر ایک دوسرے سے کہے کہ ہاں میں نے یہ چیز لے لی، دوسرے کہے ہاں میں نے فروخت کر دی تو اب بیع لازم ہو جاتی ہے خیار مجلس باقی نہیں رہتا، اب اسکو فسخ نہیں کر سکتے، ② اس سے مراد بیع بشرط الخیار ہے یعنی الا بیعاً شرط فیہ خیار الشرط یعنی اگر بیع کے وقت خیار شرط پایا جائے تین دن یا اس سے کم کیلئے تو اس صورت میں افتراق کے باوجود خیار فسخ باقی رہتا ہے مدۃ مشروطہ تک، ③ تیسرے معنی یہ کہ متبیین کیلئے جب تک ان کا افتراق نہ ہو ان کیلئے خیار باقی رہتا ہے مگر یہ کہ عدم خیار کی شرط لگائی جائے تو پھر اس صورت میں باوجود عدم تفرق کے خیار مجلس حاصل نہیں ہوتا، اس تیسرے معنی کے بارے میں وہ فرماتے ہیں: وَهَذَا تَأْوِيلٌ مِّنْ يَصَحُّحُ الْبَيْعِ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ، وَالْأَصَحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا بَطْلَانُهُ بِهَذَا الشَّرْطِ، یعنی یہ تیسرے معنی اس جملہ کے ان لوگوں کے نزدیک ہیں جو اس طرح بیع کو جائز سمجھتے ہیں، ورنہ شافعیہ کا اصح قول تو یہ ہے کہ اس طرح کی بیع صحیح ہی نہیں ہے، یعنی جس میں خیار مجلس نہ ہونے کی شرط لگائی جا رہی ہو (بذل ④) والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه قاله المنذرى۔

۳۴۵۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُثْمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: "أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اخْتَرْ".

شرح: عبد اللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے گزشتہ حدیث کے ہم معنی نقل فرماتے ہیں اس میں راوی نے یہ الفاظ ذکر فرمائے کہ اگر بائع اور مشتری میں ہر ایک دوسرے کو یوں کہہ دے کہ اسی مجلس میں اختیار کر لو۔

تخریج: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۰۱) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۱) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۴۵) سنن النسائی - البیوع (۴۴۶۵) سنن أبي داود - البیوع (۳۴۵۴) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۱۸۱) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۵۶/۱) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۴/۲) موطأ مالك - البیوع (۱۳۷۴)

شرح الحدیث: یعنی اس روایت میں بجائے "الابیع الخیار" کے یہ دوسرے الفاظ ہیں، میں کہتا ہوں یہ جو دوسرے الفاظ ہیں یہ

① اور اگر دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو بے پروا کر دیگا اپنی کشائش سے (سورۃ النساء ۱۳۰)

② النہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی - ج ۱۰ ص ۱۷۴، بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۵ ص ۱۲۶-۱۲۷

وہی معنی اول ہیں ان معانی ثلاثہ میں سے جو اوپر الابیع الحیار کی شرح میں گزرے، اور امام نووی نے اسی معنی اول کو اصح الاقوال کہا ہے، اور اس کے بعد والی روایت میں اس طرح ہے: مَا لَمْ يَفْتَرَقَا، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفَقَةً خِيَارًا، یہ بظاہر ان معانی ثلاثہ میں سے معنی ثانی ہے۔

۳۴۵۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمُتَبَايعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفَقَةً خِيَارًا، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةً أَنْ يَسْتَقِيلَهُ».

ترجمہ: عَمْرِو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ کی سند سے عبد اللہ بن عمر بن العاص سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو جدا ہونے سے پہلے تک اختیار رہتا ہے مگر یہ کہ ایسا معاملہ ہو کہ جس میں خیار شرط لگا دی جائے تو پھر جدا ہونے کے بعد بھی اختیار باقی رہیگا اور بائع مشتری میں سے ہر ایک کیلئے یہ بات حلال نہیں کہ وہ اپنے ساتھی سے جدا ہو جائے اسکے اقالہ کرنے کے ڈر سے۔

شرح: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۴۷) سنن النسائی - البیوع (۴۴۸۳) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۵۶) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۸۳/۲)

شرح الحدیث: حدیث سے مسلک حنفیہ کی تائید: وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةً أَنْ يَسْتَقِيلَهُ: یہ عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت ہے جو ابو داؤد ترمذی اور نسائی میں ہے، اس میں جو آخری جملہ ہے: وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ اِلْخ یہ جملہ خیار مجلس کے منافی ہے جس کے شافعیہ وغیرہ قائل ہیں، اس لئے کہ استقالہ کے معنی طلب اقالہ کے ہیں اور اقالہ لزوم بیع کے بعد ہی ہوتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ خیار مجلس کوئی چیز نہیں، اس لئے کہ اگر خیار مجلس متبايعین کو حاصل ہوا کرتا تو پھر اس صورت میں متبايعین میں سے ہر ایک کو فسخ بیع کا اختیار حاصل ہوتا، طلب اقالہ کی ضرورت ہی نہ ہوتی ①۔ اب اس صورت میں اس پوری حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ متبايعین کیلئے ایجاب و قبول کے بعد یہ مناسب نہیں ہے کہ مجلس سے جلدی سے اٹھ کھڑا ہو کر چلا جائے اس اندیشہ سے کہ کہیں دوسرا اس بیع کو فسخ کرنے کی فرمائش نہ کر دے بلکہ نصیحت اور خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی بات نہ سوچے۔

حضرت سہارنپوریؒ نے حکیم بن حزامؒ کی جو حدیث آگے آرہی ہے اس کی شرح میں اس مسئلہ میں مذہب حنفی کی ترجیح میں مختصر اور جامع کلام فرمایا ہے جس کے اخیر میں یہ ہے: وَيُؤَيِّدُ الْحَنْفِيَّةَ مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ ابْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ عَمْرِو بْنِ بَكْرٍ اصْعَابَ فَوْهٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَسَلَّمَ لَابْنِ عَمْرِو بَعْدَ الشَّرَاءِ

① کیونکہ اقالہ کا مطلب تو یہ ہوتا ہے بائع اور مشتری میں سے کوئی سا ایک دوسرے سے معاملہ کو فسخ کرنے کی درخواست کرے ۱۲۔

قبل ان بٹفرقا، فلولم یکن التصرف حلالاً قبل التفرق ولم یتتم البیع کیف وھب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البکر لابن عمر فثبت بذلك ان التصرف فی البیع بعد العقد ان لم یخیر احدھما الآخر جائزاً ۱۔ وحدث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ أخرجه الترمذی والنسائی، قالہ المنذری۔

۳۴۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَمَّادٌ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْوَضِیءِ، قَالَ: غَزَوْنَا غَزْوَةً لَنَا، فَزَلْنَا مَنْزِلًا فَبَاعَ صَاحِبُ لَنَا فَرَسًا بِغَلَامٍ، ثُمَّ أَقَامَا بِقِيَّةِ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا فَلَمَّا أَصْبَحَا مِنَ الْقَدِ حَضَرَ الرَّجُلُ، فَقَامَ إِلَى فَرَسِهِ فُسِرَجُهُ فَتَدَبَّرَهُ، فَأَتَى الرَّجُلَ وَأَخَذَهُ بِالْبَيْعِ فَأَبَى الرَّجُلُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَبُو بَرَزَةَ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْنَا أَبَا بَرَزَةَ فِي نَاحِيَةِ الْعُسْكَرِ فَقَالَ لَهُ: هَذِهِ الْقِصَّةُ، فَقَالَ: أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَتُضَيَّ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا»، قَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَ جَمِيلٌ أَنَّهُ، قَالَ: مَا أَتَاهُمَا الْفَتَوُتُ مَعًا.

ترجمہ ابو الوضیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک جہاد میں شرکت کی تو ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا تو ہمارے ایک ساتھی نے ایک آدمی کو غلام کے بدلے میں گھوڑا بیچ دیا اور اس معاملہ کرنے کے بعد اس دن کا باقی حصہ اور آنے والی رات یہ دونوں حضرات اسی معاملے پر قائم رہے جب اگلے دن کی صبح ہوئی اور کوچ کرنے کا وقت آیا تو خریدار اپنے گھوڑے پر جا کر اس پر زین باندھنے لگا تو اس وقت فروخت کرنے والے کو اس معاملہ پر ندامت و افسوس ہوا اور وہ مشتری کے پاس گیا اور اس سے اس بیع کے فسخ کرنے کا کہا تو خریدار نے گھوڑا واپس کرنے سے انکار کر دیا تو فروخت کرنے والے نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان صحابی رسول (ابو بزرہ) سلمیٰ فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ یہ دونوں لشکر کے ایک کونے میں ابو بزرہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے سارا واقعہ عرض کر دیا تو حضرت ابو بزرہ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ اس پر راضی ہو کہ میں تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ سناؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بائع اور مشتری کو جدا ہونے سے پہلے تک اختیار رہتا ہے..... ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ جمیل بن مرہ نے یہ بھی بیان کیا کہ حضرت ابو بزرہؓ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تم دونوں میں ابھی تک جدائی نہیں ہوئی۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۵۷) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۸۲) مسند احمد - اول مسند البصریین (۴/۴۲۵)

شرح الحدیث مضمون روایت یہ ہے کہ ہم لوگ ایک غزوہ کے سفر میں تھے (عرف الشذی میں بحوالہ بیہقی لکھا ہے کہ یہ واقعہ کشتی کے سفر میں پیش آیا تھا، کذا فی هامش البذل^۱) راستہ میں ایک جگہ اترے تو ہمارے ایک ساتھی نے اپنا گھوڑا ایک

۱۔ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۱۳۳

۲۔ العرف الشذی شرح سنن الترمذی - ج ۳ ص ۲۹، بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۱۳۰

دوسرے ساتھی کے ہاتھ ایک غلام کے عوض میں فروخت کر دیا اور اس واقعہ پر دن کا باقی حصہ اور پوری رات گزر گئی، پھر اگلے دن صبح کے وقت اس منزل سے کوچ کا وقت آیا تو اس گھوڑے کا خریدار اپنے گھوڑے کے پاس جا کر اس پر زین باندھنے لگا سوار ہونے کیلئے، اس موقع پر وہ بیچنے والا اپنی اس بیع پر نادم ہوا اور اس مشتری کے پاس گیا اور اس بیع کو فسخ کر کے اپنا گھوڑا لینا چاہا، مشتری نے واپس کرنے سے انکار کیا، بائع نے کہا کہ اس معاملہ میں میرے اور تمہارے درمیان ابوزرہ صحابی قاضی اور فیصل ہیں، چنانچہ یہ دونوں ان کی خدمت میں گئے اور ان دونوں نے اپنی اس بیع کا قصہ بیان کیا، انہوں نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ میں تمہارے اس مسئلہ میں حضور ﷺ والا فیصلہ نافذ کروں، اور پھر یہ حدیث سنائی: **الْبَيْعَانِ بِالْحَيَاءِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا**، اور یہ بھی فرمایا: **مَا أَتَاهُمَا افْتَرَقَتُمَا**، کہ میری رائے یہ ہے کہ تم دونوں کا اس بیع کے بعد ابھی تک افتراق نہیں ہوا (لہذا اختیار مجلس باقی ہے جس کی وجہ سے فسخ بیع کا ہر ایک کو اختیار ہے)۔

یہ ان صحابی کا اپنا اجتہاد تھا انہوں نے افتراق کے مفہوم میں بڑی وسعت پیدا کر دی اور گویا ایک لشکر اور ایک سفر کے معاملہ کو مجلس واحد کا معاملہ قرار دیدیا، اس کا تو کوئی بھی قائل نہیں (بذل^۱)۔ والحدیث أخرجه ابن ماجه ورجال اسنادہ ثقات، قاله المنذرى۔

۳۴۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرَجَرِيُّ، قَالَ: مَرَّوَانُ الْقَدْرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذُرْعَةَ إِذَا بَاعَ رَجُلًا خَيْرَهُ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: خَيْرَنِي، وَيَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَفْتَرِقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ».

ترجمہ یحییٰ بن ایوب کہتے ہیں کہ ابوزرہ جب کسی شخص سے خرید و فروخت کرتے تو اسے مجلس میں اختیار دیتے پھر اس سے فرماتے کہ تم مجھے بھی اختیار دو پھر فرماتے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بائع اور مشتری کو رضامندی کے بغیر ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونا چاہیے۔

جامع الترمذی - البيوع (۱۲۴۸) سنن أبي داود - البيوع (۳۴۵۸) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۵۳۶/۲)

شرح الحدیث **۱** كَانَ أَبُو ذُرْعَةَ إِذَا بَاعَ رَجُلًا خَيْرَهُ، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: خَيْرَنِي، یعنی ابوزرہ کا یہ معمول تھا کہ جب کسی شخص کے ساتھ وہ بیع کا معاملہ کرتے تو ابیجاب و قبول کے بعد اپنے ساتھی کو مجلس عقد میں اختیار دیتے، یعنی اس سے کہتے کہ اگر تو اس معاملہ پر راضی ہو تو باقی رکھ ورنہ فسخ کر دے، اور پھر اس ساتھی سے یہ کہتے کہ اسی طرح تو بھی مجھے اختیار دیدے (تاکہ جانبین سے اچھی طرح تراضی ہو جائے) اور پھر اس کو یہ حدیث سناتے: **لَا يَفْتَرِقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ**، کہ بائع مشتری کوئی معاملہ

۱ بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۵ ص ۱۳۱

۲ یہ حافظ ابوزرہ رازی نہیں ہیں بلکہ یہ ابوزرہ بن عمرو بن جریر النخعی احد التابعین الثقات ہیں۔

کرنے کے بعد بغیر اظہار رضامندی کے ایک کو دوسرے سے جدا نہیں ہونا چاہیے۔ والحديث أخرجه الترمذی ولم يذكر قصة ابی زرععة، قاله المنذرى۔

۳۴۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْحَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرَقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيْتَا بُورَاكَ لُهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا لِحَقِّكَ الْبُرْكَهُ مِنْ بَيْعِهِمَا» ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، وَحَمَّادٌ، وَأَمَّا هُمَا، فَقَالَ: «حَقِّي يَفْتَرَقَا، أَوْ يَخْتَارَا» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

ترجمہ: حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بائع مشتری کو جدا ہونے تک اختیار رہتا ہے۔ پس اگر وہ دونوں فروخت شدہ شے کی کیفیت اور اسکی قیمت ٹھیک ٹھیک بتائیں اور اسکے اندر عیب کو بیان کریں تو ان دونوں کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے اور اگر بائع اور مشتری غلط بیانی سے کام لیں تو انکی خرید و فروخت کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ اور حماد نے اسی طرح نقل کیا ہے اور ہمام راوی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ یہاں تک کہ وہ دونوں جدا ہو جائیں یا تین مرتبہ اختیار کر لیں۔

تحقیق: صحیح البخاری - البیوع (۱۹۷۳) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۳۲) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۴۶) سنن النسائي - البیوع (۴۴۵۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۵۹) مسند أحمد - مسند المکیین (۴۰۲/۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۴۷)

۵۴۔ بَابُ فِي فَضْلِ الْإِقَالَةِ

بیع کو ختم کرنے کی فضیلت کا بیان

إِقَالَةٌ بِمَعْنَى فسخ، باب افعال سے، اور مجرد میں سمع یسمع سے، قَالَ یقال، ففی القاموس: وَقَوْلُهُ الْبَيْعُ، بِالْكَسْرِ، وَأَقَالُهُ: فَسَخُّهُ، وَاسْتَقَالَهُ: طَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُقْبِلَهُ (بدل) (۱)۔

۳۴۶۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللَّهُ عَقْرَتَهُ»۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان سے بیع کرنے کے بعد اس معاملے کو ختم کر دے تو اللہ پاک (روز قیامت) اسکے گتہ اور لغزشوں کو معاف فرمادینگے۔

تحقیق: سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۶۰) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۹۹) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲۵۲/۲)

شرح الحدیث یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تمام بیع کے بعد اپنے ساتھی سے اقالہ کر لے یعنی قبول کر لے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کو معاف فرمادیں گے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دو شخصوں نے آپس میں بیع و شراء کا معاملہ کیا، معاملہ کی تکمیل کے بعد کسی ایک کو اس پر ندامت ہوئی بیچ کر یا خرید کر پچھتا یا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ اگر تو اس معاملہ کو فسخ کر دے تو مہربانی ہوگی، دوسرے نے اس کی اس درخواست کو قبول کر لیا، اس حدیث میں اقالہ قبول کرنے والے کے لئے اس کی لغزشوں کی معافی کی بشارت ہے۔

دیکھئے بیع و شراء کوئی عبادت تو نہیں ہے ایک مباح کام ہے جس کو آدمی اپنی ضرورت کے لئے اختیار کرتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص شریعت پر چلے اور حدیث کو سامنے رکھے تو مباحات بھی اس کی مغفرت کا ذریعہ بن سکتے ہیں، عبادات کا تو کہنا ہی کیا ہے، واللہ تعالیٰ الموفق۔ والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۵۵۔ باب فیمن باع بیعتین فی بیعة

۵۵ ایک بیع میں دو معاملے کرنے کا بیان

۳۴۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ، فَلَهُ أَوْ كَسَهُمَا أَوْ الرِّبَا».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے ایک بیع میں دو معاملے کر لیے تو اسکے لئے وہ معاملہ جائز ہو گا جس میں کم قیمت مقرر کی گئی ورنہ بیع فاسد ہوگی۔

تخریج جامع الترمذی - البیوع (۱۲۳۱) سنن النسائی - البیوع (۴۶۳۲) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۶۱) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۴۳۲/۲)

حدیث الباب اور اس مقام کی کامل تشریح یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے لیکن اس میں اس طرح ہے: تَقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ، قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، اس پر تحفة الأحوذی میں یہ لکھا ہے: قَالَ الْحَافِظُ فِي بُلُوغِ الْمَرَامِ: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانٍ، وَابْنُ دَاوُدَ: مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْ كَسَهُمَا أَوْ الرِّبَا انھی^۱۔ آپ نے دیکھا کہ ابو داؤد کی روایت میں اس حدیث میں ایک زیادتی ہے جو دوسری کتب حدیث میں نہیں ہے اس زیادتی پر کلام اور اسکی شرح ہم آگے کریں گے، کیونکہ اس زیادتی کی وجہ سے معاملہ مشکل ہو گیا، پہلے اصل اور مشہور حدیث کا مطلب سمجھ لیا جائے، چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: والعمل علی هذا عند أهل العلم، اور پھر انہوں

نے اس حدیث کی شرح میں دو صورتیں اور مثالیں لکھی ہیں: ① اول یہ کہ ایک بیع میں دو بیع جس کی ممانعت کی جا رہی ہے اسکی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص یوں کہے خریدار سے کہ میں یہ کپڑا تجھ کو نقد تو دس درہم میں دیتا ہوں اور اگر تو نسیئۃ لے تو بیس درہم میں دیتا ہوں اب یہ ایک بیع کے اندر دو بیع ہو گئیں ایک دس درہم والی اور ایک بیس درہم والی، تو اب اگر قبل التفرق متبايعین ان دونوں میں سے کسی ایک کی تعیین کر لیں اور تعیین کے بعد جدا ہوں تب تو اس میں کسی کے نزدیک بھی کچھ حرج نہیں، بلکہ جائز ہے اور اگر بلا تعیین کے مبہم سامعاً کر کے جدا ہو جائیں تو یہ بالاتفاق ممنوع ہے جہالت ثمن کی وجہ سے حدیث میں اسی صورت کی نہیں وارد ہے، ② اور پھر امام ترمذی نے اس حدیث کی شرح میں ایک اور صورت تحریر فرمائی وہ یہ کہ کوئی شخص دوسرے شخص سے یہ کہے: أبيعك داهي هذه بكذا على أن تبيعني غلامك بكذا الخ یعنی میں اپنا یہ مکان تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اتنی رقم میں اس شرط پر کہ تو اپنا غلام مجھ کو فروخت کرے اتنی رقم میں پس جب تو اپنے غلام کی بیع مجھ سے اس طرح کر لے گا تو پھر میرے مکان کی بیع بھی تیرے لئے ہو جائے گی، وهذا تفاریق عن بيع بغیر ثمن معلوم، ولا يدہی کل واحد منهما على ما وقعت عليه صفقته، یہ جو دوسری مثال ہے اس میں کوئی شق صحت بیع کی نہیں کیونکہ یہ تو بیع بغیر ثمن معلوم ہے، اس لئے کہ بائع دار اس بیع پر بغیر بیع غلام کے تیار نہیں جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس بیع غلام میں اس کا نفع ہے تو گویا ثمن کا کچھ حصہ اس بیع غلام میں داخل ہے اور وہ کتنا ہے یہ معلوم نہیں، اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ بیع ثمن مجہول ہے، اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بیع بشرط ہے اور بیع بشرط کی حدیث میں ممانعت آئی ہے، اس سب کے بعد آپ ابو داؤد کی حدیث کو لیجئے جس کا سیاق اس مشہور سیاق سے بالکل مختلف ہے کیونکہ اس کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص ایک بیع کے اندر دو بیع کرے تو اس کے لئے ادکس الثمنین یعنی اقل الثمنین والی بیع جائز ہوگی، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر بالالزام آئے گا، رہا سے مراد فساد بیع ہے اس لئے کہ عقود فاسدہ جتنے بھی ہوتے ہیں وہ حکم رہا ہی میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔

اب اس ابو داؤد کی حدیث کا تو حاصل یہ ہوا کہ ہم نے اوپر بیعتین فی بیعة کی جو پہلی مثال لکھی تھی کہ میں اس چیز کو ادھارتے میں دیتا ہوں اور نقد اتنے میں دیتا ہوں، تو اس معاملہ میں اگر بائع مشتری دس درہم والی صورت کو بعد میں اختیار کرتے ہیں تب تو یہ معاملہ صحیح ہے اور اگر زائد ثمن والی شق کو اختیار کرتے ہیں تو پھر یہ بیع فاسد ہے حالانکہ یہ کسی کا مذہب نہیں ہے کہ بیع مذکور اقل ثمن والی تو صحیح ہو سکتی ہے اور اکثر ثمن والی نہیں ہو سکتی، لہذا یذهب الیہ احد من الائمة الاربعة، البتہ امام اوزاعیؒ سے یہی منقول ہے جو ابو داؤد کی اس حدیث میں ہے، اسی لئے ہم نے شروع میں کہا تھا کہ ابو داؤد کی یہ حدیث بہت مشکل ہے، امام خطابیؒ نے اس حدیث کی توجیہ یہ کی ہے کہ اس کو ایک خاص صورت پر محمول کیا جائے یعنی بیع سلم کی ایک خاص شکل وہ یہ کہ ایک شخص نے تفسیر حظ کی بیع کی ایک دینار میں یعنی الی شہر، پھر جب مدت پوری ہو گئی یعنی مہینہ تو بائع نے کہا مشتری سے کہ تیرا

جو قفیز حظ میرے ذمہ ہے اس ایک قفیز کو قفیزین کے بدلہ میں میرے ہاتھ فروخت کر دے الی شہرین تو اس خاص صورت میں جو پہلی بیع تھی وہ اد کس البیعتین تھی، تو اس صورت میں وہ تو جائز رہے گی اور یہ دوسری فاسد^۱، اور حضرت نے بذل^۲ میں حضرت اقدس گنگوہیؒ کی تقریر سے اس کی ایک اور توجیہ نقل کی ہے وہ یہ کہ بیعتین فی بیعة کی جو ہم نے شروع میں مثال لکھی تھی کہ یہ شی اگر مشتری نقد لے تو اتنے کی ہے اور ادھار لے تو اتنے کی ہے اور پھر اس کے بعد ان کا تفرق ہو گیا بغیر احد البیعتین کی تعیین کے تو یہ بیع حدیث کی رو سے فاسد ہے اس کا حکم یہ تھا کہ یہ بیع واجب الفسخ تھی، لیکن یہاں یہ ہوا کہ بیع مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی یا اس نے اس کو کھالیا تو اب اس صورت میں بائع کو چاہیے کہ اصل ثمن لینے کے بجائے یا تو اس بیع کا مثل لے (ان کان من ذوات الامثال) یعنی بیع کو فسخ کرنے کی نیت سے یا اس کی قیمت، اور قیمت^۳ جو ہوا کرتی ہے عاۃً او کس من الثمن ہوتی ہے، اور اگر بائع صورۃ مذکورہ میں بجائے مثل یا قیمت کے ثمن ہی لیتا ہے تو ابقاء بیع ہو گا، حالانکہ وہ بائع مامور ہے اس کے فسخ کا، اور بیع فاسد بلکہ تمام ہی عقود فاسدہ رہا کے حکم میں داخل ہیں اسی کو حدیث میں کہا گیا ہے کہ فله او کسهما او الربا۔ کہ اگر او کس کو اختیار نہیں کریگا تو ربا لازم آئے گا۔

۵۶۔ بَابُ فِي التَّهْمِي عَنِ الْعَيْنَةِ

بیع عینہ کی ممانعت کا بیان

بیع عینہ کی تعریف اور حکم: بیع عینہ کی تعریف یہ لکھی ہے: شراء ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن الاول اور چاہے اس طرح کہہ لیجئے بیع ما اشتري بأقل مما اشتري قبل نقد الثمن الاول یعنی ایک شخص نے اپنی کوئی چیز دوسرے شخص کے ہاتھ دس درہم میں فروخت کی الی اجل مسمی ابھی تک مشتری نے اس کو ثمن ادا نہیں کیا تھا بائع ادائے ثمن کا تقاضا کرنے لگا اور جب مشتری نہ دے سکا تو بائع مشتری سے کہنے لگا کہ تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو اچھا یہ کر کہ وہ چیز میرے ہاتھ پانچ درہم میں فروخت کر دے پھر میرے تیرے ذمہ پانچ درہم باقی رہ جائیں گے وہ بعد میں ادا کر دینا اس کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ بیع ائمہ ثلاث کے نزدیک ناجائز ہے اور امام شافعی اور ان کے اصحاب نے اس کو جائز رکھا ہے، قالہ الشوکانی فی النیل (عون) اور بذل میں درمختار سے نقل کیا ہے کہ بیع عینہ مکروہ اور شرعاً مذموم ہے کیونکہ اس میں اعراض عن الاقراض ہے یعنی بائع اول قرض دینے سے بچنے کے لئے یہ صورت اختیار کرتا ہے تاکہ صورۃ قرض بھی ہو جائے اور اپنا نفع بھی، شامی^۴ میں ہے کہ حضرت امام

① قیمت تو کسی شے کی وہ بازار کے اعتبار سے ہوتی ہے بازار میں وہ جتنے میں ملتی ہے اور ثمن اس کو کہتے ہیں جو متعاقدین کے درمیان طے ہو ۱۲۔

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۱۳۶

③ یہ خطابی و ملی مثال تو واقعی حدیث الباب کے مطابق بھی ہے اور جمہور کی رائے کے بھی موافق ہے ۱۲۔

④ مد المحتار علی الدر المختار - ج ۷ ص ۵۴۲

عمرؓ فرماتے ہیں: هذا البیع فی قلبی کأمثال الجبال ذمیم اخترعه أكلة الربا، یعنی وہ فرماتے ہیں کہ اس بیع کا بوجھ میرے قلب پر کئی پہاڑوں کے بوجھ کے مانند ہے، یہ بیع بڑی مذموم ہے جو لوگ سود کھانے کے عادی ہیں ان کی اختراع ہے^①۔

۳۴۶۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمُهْرَبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ شَرِيحٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التَّيْبَسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى الْبُزْجِيُّ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ شَرِيحٍ، عَنْ إِسْحَاقَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ سُلَيْمَانُ: عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُرَّاسِيِّ، أَنَّ عَطَاءَ الْحَرَّاسِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيعَتُكُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَ كُتُمُ الْجِهَادِ، سَلَطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ دُلَالًا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الْإِخْبَارُ لِلْجَعْفَرِ وَهَذَا الْقَطْعُ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم لوگ بیع عینہ کرنے لگو اور گائے بیلوں کی دُموں کے پیچھے پھرنے لگو اور اپنے کھیتوں پر خوش ہو کر بیٹھ جاؤ اور جہاد کو چھوڑ بیٹھو تو اللہ پاک تم پر ذلت مسلط فرمادینگے اور جب تک تم لوگ اپنی دینی تعلیمات پر عمل نہیں کرو گے اس وقت تک یہ ذلت اللہ پاک تم سے نہیں نکالیں گے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ جعفر بن مسافر استاد نے حدیث کے جو الفاظ ذکر کئے تھے وہ میں نے اوپر نقل کر دیئے۔

تخریج: سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۶۲) مسند احمد - مسند المکثورین من الصحابة (۲۸/۲) مسند احمد - مسند المکثورین من الصحابة (۴۲/۲)

شرح الحدیث: مسلمانوں کیلئے ترک جہاد پر سخت وعید: اس حدیث میں بیع عینہ کے اختیار اور ترک جہاد پر بڑی سخت وعید ہے، چنانچہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ اے لوگوں جب تم بیع عینہ کرنے لگو گے اور کھیتی پر راضی ہو کر بیلوں کی دُموں کو پکڑو گے اور جہاد کو پس پشت ڈال دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جس کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک دور نہیں کریں گے جب تک تم اپنے دین کی طرف نہ لوٹو گے، اور بقرہ سورہ سیاق حدیث رجوع الی الدین سے مراد بیع عینہ کو چھوڑنا اور جہاد کو کھیتی پر ترجیح دینا ہے، اس حدیث کی شرح میں شرح نے لکھا ہے کہ دراصل جہاد میں اسلام کا اعزاز اور اس کا غلبہ ہے باقی ادیان پر، تو جب مسلمان اس چیز کو چھوڑیں گے جس میں اسلام کی عزت اور غلبہ ہے تو اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ ان پر عزت کی نقیض یعنی ذلت کو مسلط کر دیں گے۔

① ولی الشرح الكبير: من باع سلعة بشئ من مؤجل، ثم اشتراها بأقل منه نقد الم يجوز، روى ذلك عن ابن عباس وعائش وحق الحسن وابن سيرين والشعبي والنخعي، وبه قال الثوري والأوزاعي ومالك وإسحق وأصحاب الرأي، وأجازة الشافعي؛ لأنه ممن يجوز بيعها به من غير بائعها، فجاز من بائعها كما لو باعها بمثل ثمنها، إلى آخر ما في الأوجز (أوجز المسالك إلى موطأ مالك - ج ۱۲ ص ۳۰۶)

۵۷۔ بَابُ فِي السَّلَامِ

بیع سلم کا بیان

اس میں دوسرا لغت سلم ہے، سلف اہل عراق کا لغت ہے اور سلم لغت اہل حجاز، اس بیع کی تعریف یہ کی گئی ہے ”بیع موصوف فی الذمۃ“ یعنی بائع بیع کے اچھی طرح اوصاف وغیرہ بیان کر کے مکمل طریقہ سے اور اس کو اپنے ذم میں لیکر نقد ثمن کے مقابلہ میں فروخت کرے، اس کی تعریف اس طرح بھی کی جاتی ہے ”بیع آجل بعاجل“ یعنی شئی مؤجل کی بیع ثمن معجل کے ساتھ، اس بیع کی شریعت نے اجازت دی ہے خلاف قیاس دفعاً لحاجة المفالیس یعنی نادار قسم کے لوگوں کی حاجت و ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ورنہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بیع جائز نہ ہو کیونکہ یہ اس شئی کی بیع ہے جو غیر موجود عند البائع ہے، اسی لئے اہل بیع کی صحت کیلئے بہت سی شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

صحت سلم کی شرائط: چنانچہ قدوری میں ہے: ولا يصح السلم عند أبي حنيفة إلا بسبع شرائط تذكر في العقد: جنس معلوم، ونوع معلوم، وصفة معلومة، ومقدار معلوم، وأجل معلوم، ومعرفة مقدار رأس المال، وتسمية المكان الذي يوفيه فيه إذا كان له حمل ومؤنة اهـ اسی طرح جن چیزوں میں یہ بیع جائز ہے وہ بھی متعین ہیں ففی القدوری: السلم جائز فی المکیلات، والموزونات، والمعدودات التي لا تتفاوت كالجز، والبيض، والمذروعات، ولا يجوز السلم فی الحيوان إلى آخره^۱

اس میں بعض اور اختلافی مسائل بھی ہیں جو آگے احادیث کے ضمن میں آرہے ہیں، جاننا چاہیے کہ بیع سلم میں ثمن کو رأس المال اور مبیع کو مسلم فیہ، بائع کو مسلم الیہ اور مشتری کو رب السلم کہتے ہیں۔

۳۴۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثَّمَرِ السَّنَةَ، وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي ثَمَرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَبَلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ کھجوروں میں بیع سلم کیا کرتے تھے ایک سال دو سال اور تین سال کی کھجوروں میں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کھجور میں بیع سلم کرے تو اسے چاہیے کہ متعین کیل اور مقرر وزن کر کے متعین وقت تک بیع سلم کرے۔

صحیح البخاری - السلم (۲۱۲۴) صحیح مسلم - المساقاة (۱۶۰۴) جامع الترمذی - البیوع (۱۳۱۱) سنن النسائی - البیوع

(۶۱۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۶۳) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۸۰) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۱۷/۱) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۸۳)

شرح الحدیث یعنی جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اہل مدینہ کو دیکھا کہ وہ کھجوروں میں بیع سلم کا معاملہ کرتے تھے، ایک سال کی کھجوریں یا دو سال کی، اور اسی طرح تین سال کی بھی، تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تمر میں بیع سلم کا معاملہ کرے تو چونکہ تمر کیلے ہے اسلئے کیل معلوم ہونا چاہیے یعنی اس کی مقدار کیل متعین ہونی چاہیے اور اگر اس بیع کا تعلق شی موزون سے ہے تو بیع کا وزن معلوم ہونا چاہیے، اور اس کے علاوہ ایک شرط آپ ﷺ نے یہ بیان فرمائی کہ بیع سلم کی مدت بھی معلوم ہونی چاہیے، اس آخری مسئلہ میں جمہور اور ائمہ ثلاثہ کی رائے تو یہی ہے البتہ امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے، انہوں نے سلم بحال کو جائز قرار دیا ہے، انہوں نے اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اگر بیع سلم الی اجل ہو تو پھر وہ معلوم ہونی چاہیے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۳۴۶۴ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ، أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ الْمُجَالِدِ، قَالَ: اِخْتَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ، وَأَبُو بُرْدَةَ، فِي السَّلَمِ فَبَعَثُونِي، إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: «إِنْ كُنَّا نُسَلِّفُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ، فِي الْخِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْتَمَرِ، وَالزَّرْبِيبِ» زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ، إِلَى قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ اتَّفَقَا، وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبِي زَيْ، فَقَالَ: وَمِثْلُ ذَلِكَ.

ترجمہ عبد اللہ بن مجالد کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ کا بیع سلم کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں اختلاف ہوا ان دونوں حضرات نے مجھے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کے پاس بھیجا تو میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بیشک ہم حضور ﷺ اور ابو بکر اور عمرؓ کے زمانہ میں گیبوں، جو، کھجور اور کشمش میں بیع سلم کیا کرتے تھے اور ایسے لوگوں کے ساتھ یہ بیع سلم کیا کرتے تھے جن کے پاس خرید و فروخت کے وقت یہ بیع نہ ہوتی تھی..... حفص بن عمر اور ابن کثیر استاد گلے جملے میں متفق ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن ابی زید سے سوال کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔

۳۴۶۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: عَنْ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: عِنْدَ قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الصَّوَابُ ابْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَشُعْبَةُ أَخْطَأَ فِيهِ».

ترجمہ عبد الرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ابن ابی مجالد سے مروی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: عِنْدَ قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ راوی کا نام ابن ابی المجالد ہے شعبہ سے اس میں غلطی ہو گئی۔

تخریج صحیح البخاری - السلم (۲۱۲۷) سنن النسائی - البیوع (۴۶۱۴) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۶۴) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۸۲) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۳۵۴/۴)

شرح الحدیث: شعبہ کہتے ہیں کہ مجھ کو خبر دی محمد بن مجالد نے یا عبد اللہ بن مجالد نے (کذا فی اکثر النسخ، والصحیح ابن ابی مجالد، کذا فی البذل) کہ عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ کا اختلاف ہوا بیع سلم کے بارے میں تو وہ کہتے ہیں (محمد بن ابی مجالد یا عبد اللہ بن ابی مجالد) کہ ان دونوں نے مجھے عبد اللہ بن ابی اوفی صحابی کے پاس بھیجا، میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ حضور ﷺ اور حضرات شیخین کے زمانہ میں بیع سلم کیا کرتے تھے حنظلہ شیر تمر اور زبیب ان سب میں، اور یہ معاملہ ایسے لوگوں کے ساتھ کرتے تھے جن کے پاس وہ بیع موجود نہ ہوتی تھی عند العقد۔

شرح السند: آگے روایت میں آرہا ہے: الصواب ابن ابی المجالد، وشعبه أخطأ فيه۔ امام ابو داؤد فرما رہے ہیں کہ صواب ابن ابی المجالد ہے شعبہ سے اس میں خطا واقع ہوئی ہمارے اس نسخہ میں اسی طرح ہے لیکن اس نسخہ پر مصنف کے کلام کا مطلب واضح نہیں اسلئے کہ شعبہ نے ابن ابی المجالد ہی تو کہا ہے حضرت کی تحقیق یہ ہے بذل میں کہ عبارت اس طرح ہونی چاہیے والصواب عبد اللہ بن ابی المجالد^۱، اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ صواب تو عبد اللہ بن ابی المجالد ہے، لیکن شعبہ سے اس میں غلطی ہوئی کہ انہوں نے راوی کا نام محمد بن ابی المجالد یا عبد اللہ بن ابی المجالد شک کے ساتھ بیان کیا، الی قوم ما ہو عندہم میں ایک مسئلہ مضر ہے، یعنی سلم فی المنقطع جسکی تفصیل آگے آئے گی، والحدیث أخرجه البخاری وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۳۴۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي غَدِيَّةَ، حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: «عَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الشَّامَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسَلِّفُهُمْ فِي الْبَزِّ وَالزَّيْتِ سَعْرًا، مَعْلُومًا وَأَجَلًا مَعْلُومًا»، فَقِيلَ لَهُ: يَمُنُّ لَكَ ذَلِكَ قَالَ: مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ.

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملک شام کے مقام پر جہاد کیا تو ہمارے پاس ملک شام کے نبطی قوم کے لوگ آیا کرتے تھے تو ہم ان سے گیہوں اور زیتون میں نرخ اور وقت مقرر کر کے بیع سلم کیا کرتے تھے..... عبد اللہ بن ابی اوفی سے پوچھا گیا کہ یہ معاملہ ان لوگوں سے ہوتا تھا جن کے پاس بیع موجود ہوتی تھی یا نہیں؟ تو عبد اللہ بن ابی اوفی نے فرمایا کہ ہم ان سے یہ بات نہیں پوچھتے تھے۔

تخریج صحیح البخاری - السلم (۲۱۲۷) سنن النسائی - البیوع (۴۶۱۴) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۶۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۸۲) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۳۵۴/۴)

شرح الحدیث: عبد اللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ملک شام کے غزوہ میں شریک ہوئے۔ بظاہر اس

سے مراد غزوہ تبوک ہے، فإتھا وقعت فی نواحی الشام (بذل) ① تو اس سفر کے دوران ملک شام کے خطی ہمارے پاس آتے تھے تو ہم ان کے ساتھ ان اشیاء مذکورہ فی الحدیث میں بیع سلم کا معاملہ کرتے تھے سعر معلوم اور اجل معلوم کے ساتھ، کسی نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا کہ آپ لوگوں کا یہ بیع سلم کا معاملہ کیا ان لوگوں کے ساتھ ہوتا تھا جن کے پاس وہ شی مسلم فیہ موجود ہوتی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بات ہم ان سے دریافت نہیں کیا کرتے تھے۔

مسئلہ سلم فی المنقطع کی تفصیل: جاننا چاہیے کہ بیع سلم کا معاملہ تو اسی شخص کے ساتھ ہوتا ہے عند الجمہور جس کے پاس بیع یعنی مسلم فیہ عند العقد موجود نہیں ہوتی، لیکن یہاں مسئلہ یہ ہے کہ مسلم فیہ کا بازار میں موجود ہونا ضروری ہے یا یہ بھی ضروری نہیں، اس لحاظ سے اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں، چنانچہ علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں باب السلم إلی من لیس عندک أصل کے تحت فرمایا ہے کہ مصنف کا اشارہ سلم المنقطع کی طرف ہے، جو کہ عند الحنفیہ جائز نہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں: ① یہ کہ مسلم فیہ عند العقد موجود ہو اور عند الاجل منقطع ہو، یہ بالاتفاق جائز نہیں، ② مسلم فیہ بازار میں من وقت العقد الی الاجل موجود ہو یہ بلا خلاف جائز ہے، ③ یہ کہ منقطع عند العقد ہو اور موجود عند الاجل، ④ یہ کہ بوقت العقد اور اجل موجود ہو اور درمیان میں منقطع، یہ تیسری اور چوتھی دونوں صورتیں حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہیں، اور ائمہ ثلاث کے نزدیک جائز ہیں اھ، (الأبواب والتراجم) ⑤ پس حاصل یہ کہ عند الحنفیہ مسلم فیہ کا بازار میں موجود ہونا من وقت العقد الی حلول الاجل ضروری ہے اور عند الجمہور بوقت اجل موجود ہونا کافی ہے۔

اس حدیث میں انباط کا ذکر ہے فَبَطَّ ایک عجمی قوم ہے جو عراقین کے درمیان آباد تھی اھ۔ مصباح اللغات، عرب کی ایک قوم ہے جو رومیوں کے ساتھ شامل ہو گئی تھی اور شام میں مقیم تھی، (بذل)۔

۵۸۔ باب فی السلم فی ثمرۃ بعینہا

متعین پھلوں میں بیع سلم کرنے کا بیان

۳۴۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ. أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ، نَجْدَانِيٍّ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا، أَشْلَفَ رَجُلًا فِي تَخْلٍ فَلَمْ تُخْرِجْ تِلْكَ السَّنَةَ شَيْئًا فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «بِمَا تَسْتَحِلُّ مَالَهُ ارْزُدْ عَلَيْهِ مَالَهُ». ثُمَّ قَالَ: «لَا تُسْلِفُوا فِي التَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی سے کھجور کے ایک متعین درخت میں بیع

① بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۱۴۵

② عمدة القاری شرح صحیح البخاری - ج ۱۲ ص ۶۵، الأبواب والتراجم - ج ۱ ص ۱۶۵

سلم کی تو اس سال کھجور کے اس درخت نے پھل نہیں دیا تو یہ دونوں جھگڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے رب السلم سے فرمایا کہ تمہارے لئے اپنے ساتھی کا مال لینا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟ تم اسکو اسکا مال لوٹا دو پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ کھجور کے درخت میں بیع سلم نہ کرو جب تک کہ اس کا پھل ظاہر نہ ہو جائے۔

صحیح البخاری - السلم (۲۱۳۱) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۶۷)

ترجمہ الباب میں جو مسئلہ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ اشجار معینہ کے پھلوں میں بیع سلم جائز نہیں اس لئے کہ ممکن ہے اس سال ان درختوں پر پھل نہ آئے، اس صورت میں مسلم فیہ غیر مقدور التسلیم ہو جائے گا، حالانکہ مقدور التسلیم ہونا ضروری ہے، ففی القدوری: ولا فی طعام قریۃ بعینھا ولا فی ثمر نخلة بعینھا، چنانچہ حدیث الباب کا مضمون یہی ہے کہ ایک شخص نے نخلہ معینہ میں سلم کا معاملہ کیا اور پھر اس سال اس پر پھل نہیں آیا، جس پر آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی: «بِمَا تَسْتَحِلُّ مَالَهُ ارْزُقْ عَلَيْهِ مَالَهُ». ثُمَّ قَالَ: «لَا تُسْلِفُوا فِي النَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ»، یہ بظاہر مستقل ایک دوسرا حکم ہے جو پہلے گزر چکا یعنی غی عن البیوع قبل بدو الصلاح۔

۵۹۔ باب السلف لا یحوّل

بیع سلم کسی دوسری شے کی طرف نہ پھیری جائے

۳۴۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ حَبِشَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَطِيَّةٍ الطَّائِي، عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفُهُ إِلَى غَيْرِهِ».

ترجمہ ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے کسی شے میں بیع سلم کا معاملہ کیا تو اس مشتری کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ مسلم فیہ کو قبضے سے پہلے تبدیل کرے۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۶۸) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۸۳)

شرح الحدیث مع بیان المذاهب اس حدیث کے مطلب میں دو احتمال لکھے ہیں: ① اول یہ کہ جس شخص نے جس شخص کے ساتھ کسی شے میں بیع سلم کا معاملہ کیا تو اس معاملہ کرنے والے کیلئے یعنی مشتری کیلئے یہ بات جائز نہیں کہ اس شے مسلم فیہ کو اپنے غیر کی طرف منتقل کرے باعتبار بیع یا ہبہ کے یعنی قبل القبض، ② اور دوسرا احتمال یہ کہ جس شخص نے جس شخص کے ساتھ جس چیز کا معاملہ کیا ہے تو اس مسلم فیہ کے بدلہ میں قبل القبض کوئی دوسری چیز نے لے لی یعنی مسلم فیہ کا استدلال کسی دوسری شے کے ساتھ قبل القبض کرنا جائز نہیں اگر رب السلم مسلم فیہ کے عوض میں کوئی دوسری شے لینا چاہے تو شے اول پر قبضہ کرنے سے پہلے یہ استدلال جائز نہیں قبضہ کے بعد اختیار ہے احتمال اول کی صورت میں "غیرہ" کی ضمیر "من" کی طرف راجع ہوگی، فی

قولہ ”من اسلف“ اور دوسری صورت میں یہ ضمیر شی کی طرف راجع ہوگی جس سے مراد مسلم فیہ ہے، مشہور یہ ہے کہ مسلم فیہ میں استدلال قبل القبض جمہور و منہم الخفیہ کے نزدیک جائز نہیں حضرت امام شافعی کے نزدیک جائز ہے، لہذا یہ حدیث اس مسئلہ میں جمہور کی دلیل ہے۔ والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۶۰۔ بَابُ فِي وَضْعِ الْجَوَائِزِ

پھلوں میں آفت پڑ جائے تو اس نقصان کے بقدر قیمت کم کرنے کا بیان ۶۰

مسئلہ اختلافیہ: اس مسئلہ سے متعلق حدیث بَابُ فِي بَيْعِ السِّنِينَ میں بھی (برقم ۳۳۷۴) گزر چکی: وَوَضَعَ الْجَوَائِزِ، وہاں پر یہ بھی گزر چکا ہے کہ امر بوضع الجوائز عند الجمہور، من باب المعروف والا حسان ہے اور امام احمد اور اکثر محدثین کے نزدیک علی الوجوب ہے جمہور کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر حدیث کو وجوب ہی پر محمول کیا جائے تو یہ ایک خاص صورت میں ہو گا یعنی جب کہ وہ پھل ہلاک ہو جائے قبل التسليم الى المشتري فانها حينئذ في ضمان البائع، اس لئے اس صورت میں سارا نقصان بائع ہی کو بھگتنا پڑے گا۔

۳۴۶۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أَصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْئُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ» فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَقَاءَ دَيْئِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ».

ترجمہ: ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ عہد نبوی میں ایک شخص نے پھل خریدے جس میں اسکو نقصان اٹھانا پڑا کہ وہ پھل خراب ہو گئے اور اس شخص کا قرضہ بہت بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو اس پر صدقہ کرو چنانچہ لوگوں نے اس پر صدقہ کیا لیکن صدقہ میں حاصل ہونے والی رقم اسکے قرضہ کو پورا نہ کر سکی تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے ارشاد فرمایا تم لوگ جتنی رقم موجود دیکھ رہے ہو وہ لے لو اور اسکے علاوہ تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔

صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۵۶) جامع الترمذی - الزکاة (۶۵۵) سنن النسائی - البیوع (۴۵۳۰) سنن النسائی - البیوع (۴۶۷۸) سنن ابی داود - البیوع (۳۴۶۹) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۵۶) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۳۶/۳) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۵۸/۳)

شرح الحدیث: أَصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْئُهُ: مضمون حدیث واضح ہے آگے اس حدیث میں یہ ہے: خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ، یعنی لوگوں کے صدقہ کرنے کے بعد مشتری پر جب مشتری نے جتنے پیسے اسکے پاس جمع ہو گئے تھے ان کو دے دیا جو دین کے برابر نہیں تھے اس سے کم تھے آپ نے فرمایا کہ بس یہی

لیجائو تمہارے لئے اور کچھ نہیں اسکا مطلب علی حسب الاصول یہ لینا پڑے گا کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ فی الحال تمہارے لئے یہی ہے باقی بعد میں ادا ہو تا رہے گا۔ والحديث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه . قاله المنذرى۔

٣٤٧ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْقُتَيْبِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ التَّعَلِيُّ، أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمُسَكِّيَّ، أَخْبَرَهُ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنْ بَعَثَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا فَاصَابَتْهَا جَائِحَةٌ، فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا يَمَسُّ تَأْخُذُ مَا لَأَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اپنے بھائی کی کھجور فروخت کرو اور ان کھجوروں میں آفتِ سماوی آجائے تو تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ تم کھجوروں کے بدلہ میں رقم وصول کرو۔ تم اپنے بھائی سے ناحق مال کیسے وصول کرو گے۔

تخريج صحيح مسلم - المساقاة (١٥٥٤) سنن النسائي - البيهقي (٤٥٢٧) سنن النسائي - البيهقي (٤٥٢٨) سنن النسائي - البيهقي (٤٥٢٩) سنن أبي داود - البيهقي (٣٤٧٠) سنن ابن ماجه - التجارات (٢٢١٩) سنن الدارمي - البيهقي (٢٥٥٦)

شرح الحديث: بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ: یہ حدیث جنابہ کے نزدیک تو اپنے ظاہر پر ہے اور عند الجمہور موصول ہے، ای فی التقویٰ، یا قبل التسليم الی المشتري پر محمول ہے کما تقدم قریباً أخرجه مسلم والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری۔

٦١ - بَابُ فِي تَفْسِيرِ الْجَائِحَةِ

﴿جائزہ کی وضاحت﴾

کسی مخفی امر کو بیان کرے تو اس میں احتمال اس کے کذب کا ہے، پس ظاہر ہونے کی صورت میں اس پر جو حکم مرتب ہو گا وہ حتی ہو گا، اور دوسری صورت میں عفو کا حکم محض دیانۃ ہو گا (بذل من تقریر الکنگوهی)۔

۳۴۷۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ: «لَا جَائِزَةٌ فِيمَا أُصِيبَ دُونَ ثَلَاثِ مِائَةِ مَالٍ»، قَالَ يَحْيَى: «وَذَلِكَ فِي شَيْئَةِ الْمُسْلِمِينَ».

ترجمہ: یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ اگر اس المال کے ایک تہائی حصہ سے کم آفت سادی سے خراب ہو گیا تو اس خراب ہونے کا اعتبار نہیں یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ مسلمانوں یہی طریقہ ہے۔

شرح الحدیث: یحییٰ بن سعید فرما رہے ہیں کہ پھلوں کے نقصان کی تلافی کا جو حدیث پاک میں حکم ہے تو وہ اس صورت میں ہے جب کہ کم از کم ثلاث مال ان آفات سادیہ سے ضائع ہوا ہو، اور اگر ثلاث سے کم خراب ہوا ہے تو اس کا اعتبار نہیں اس لئے کہ تھوڑا بہت نقصان تو ہوا ہی کرتا ہے تجارتوں میں، آگے یحییٰ فرما رہے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں مسلمانوں کا تعامل اسی طرح ہے۔

۶۲ - بَابُ فِي مَنَعِ الْمَاءِ

غیر آباد زمینوں میں موجود پانی سے روکنے کا بیان

۳۴۷۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِمَنْعِهِ الْكَلَاءُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ضرورت سے زائد پانی کو اس لیے بہانے سے منع نہ کیا جائے کہ اس سے مقصود گھاس سے منع کرنا ہو۔

ترجمہ: صحیح البخاری - المساقاة (۲۲۲۶) صحیح البخاری - الحلیل (۶۵۶۱) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۶۶) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۲) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۷۳) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۷۸) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۲۴۴/۲) موطا مالک - الأفضیة (۱۴۵۹)

شرح الحدیث: مقصد یہ ہے کہ جو آدمی کی اپنی ضرورت سے زائد ہو اس کے دینے سے انکار نہیں کرنا چاہیے یہ نبی فی نفسہ عام ہے لیکن یہاں اس حدیث میں اس کو ایک خاص صورت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے یعنی لِمَنْعِهِ الْكَلَاءُ یعنی پانی دینے سے اس لئے انکار کرتا ہے تاکہ اس کو ذریعہ بنائے گھاس سے روکنے کا، جس کی مثال شرح نے یہ لکھی ہے کہ ایک شخص نے ارض موات کے اندر اس کا احیاء کر کے اس میں کنواں کھودا جس کی وجہ سے اس کنویں کا مالک ہو گیا اور صورت حال یہ ہے کہ اس کے آس پاس جو ارض موات کی قسم کی زمینیں پڑی ہوئی ہیں جن میں اتفاق سے گھاس وغیرہ بھی اگتا ہے تو چونکہ اس شخص نے ان زمینوں کا احیاء

نہیں کیا اس لئے ان کا مالک بھی نہیں ہوا، اسلئے اصولاً ان زمینوں کی گھاس سے اس کو حق نہیں کہ کسی کو روکے بلکہ دوسرے لوگ اپنے جانوروں کو لاکر وہاں چرا سکتے ہیں، لیکن جب جانور وہاں چرنے کیلئے آئیں گے تو ان کو گھاس کے ساتھ پانی کی بھی ضرورت پیش آئے گی، اب یہ شخص یعنی صاحب الماء ان جانوروں کو اپنے کنوئیں کا پانی پلانے سے روکتا ہے تاکہ لوگ اپنے جانوروں کو یہاں چرانے کیلئے لانا ہی چھوڑ دیں، تو اس طور پر صاحب الماء کیلئے یہ گھاس محفوظ ہو جائے گی، اس حدیث میں اسی سے منع کیا جا رہا ہے کہ اپنی ضرورت سے زائد پانی کو نہ روکا جائے تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو گھاس سے روکا جائے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه من حديث الاعرج عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه قاله النذري۔

۳۴۷۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ فَضْلَ مَاءٍ عِنْدَهُ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سَلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ يَعْني كَاذِبًا، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا فَإِنْ أَعْطَاهُ وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ»۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تین لوگوں سے اللہ پاک روز قیامت گفتگو نہیں فرمائینگے: ① وہ شخص جو مسافر کو اپنے پاس موجود ضرورت سے زائد پانی کے استعمال سے منع کر دے، ② وہ شخص جو اپنے مال کو فروخت کرنے کیلئے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے، ③ وہ شخص جو حاکم وقت سے بیعت کرے پس اگر حاکم اسکو مال دے تو وہ حاکم کی اطاعت کرے اور اگر حاکم اسکو مال نہ دے تو وہ حاکم کی اطاعت نہ کرے۔

۳۴۷۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَقَالَ فِي السَّلْعَةِ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذًا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الْآخَرُ فَأَخَذَهَا۔

ترجمہ: اعمش سے گزشتہ حدیث کی سند اور اسکے ہم معنی روایت مروی ہے اس میں: وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ کا اضافہ ہے۔ جریر راوی کہتے ہیں کہ سامان کے متعلق وہ شخص ملعون ہے جو قسم کھائے کہ مجھے اس سامان کے بدلہ میں اس قدر رقم دی جا رہی ہے تو مشتری اسکی تصدیق کر کے یہ سامان اس سے خرید لے (اسکی جھوٹی قسم پر اعتماد کرتے ہوئے)۔

تحیح: صحیح البخاری - المساقاة (۲۲۳۰) صحیح البخاری - الشهادات (۲۵۲۷) صحیح البخاری - الأحکام (۶۷۸۶) صحیح البخاری - التوحيد (۷۰۰۸) صحیح مسلم - الإيمان (۱۰۸) جامع الترمذی - السیر (۱۵۹۵) سنن النسائی - البیوع (۴۴۶۲) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۷۴) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۲۰۷) سنن ابن ماجه - الجهاد (۲۸۷۰) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲۵۳/۲)

شرح الحدیث: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ فَضْلَ مَاءٍ عِنْدَهُ الخ: یعنی تین شخص ایسے ہیں اللہ تعالیٰ روز قیامت ان سے نرم کلام اور رحم و کرم کا معاملہ نہیں فرمائیں گے، ① ایک وہ شخص جو مسافر کو اپنی ضرورت سے زائد پانی دینے سے انکار کرے۔ اس پانی کی دو صورتیں ہیں اگر یہ اس کی اپنی ملک ہے تب تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ قیمت لیکر اس کو دینا

ضروری ہے باوجود قیمت ملنے کے انکار کرنا جائز نہیں اور اگر پانی اس کی ملک ہی نہیں تو اس صورت میں انکار مطلقاً ممنوع ہوگا، آگے مضمون حدیث واضح ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۴۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ مَنْظُورٍ، رَجُلٍ مِنْ بَنِي فَرَازَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ، عَنْ أَبِيهَا، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ فَجَعَلَ يَقْبِضُ وَيُلْتَزِمُ، ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنَعُهُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ»، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنَعُهُ؟ قَالَ: «الْمِلْحُ»، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنَعُهُ؟ قَالَ: «أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ».

ترجمہ: بہیہ خاتون اپنے والد سے نقل کرتی ہیں کہ میرے والد نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت حاصل کی (تو نبی اکرم ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی) تو میرے والد نبی اکرم کی قمیص مہدک میں گھس کر آپ ﷺ کے جسم اطہر کو بوسہ دینے لگے اور آپ ﷺ سے چمٹنے لگے پھر میرے والد نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کونسی شے ہے جس سے کسی کو منع نہیں کر سکتے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی، پھر میرے والد نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کونسی شے ہے جس سے روکنا حلال نہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نمک، پھر میرے والد نے تیسری دفعہ یہی سوال کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کونسی شے ہے جس سے روکنا حلال نہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نیکی کا کام کرو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

سنن ابی داود - البیوع (۳۴۷۶) مسند احمد - مسند المکین (۴۸۱/۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۱۳)

شرح الحدیث: یہ حدیث کتاب الزکاة میں گزر چکی اور اس پر کلام و شرح بھی، یہاں پر بذل میں اس پر جو لکھا ہے اس کی تلخیص یہ ہے: ① فی هذا الحدیث ثلاثة مسالک للعلماء النهی علی التحريم، ② من باب المعروف والاحسان، ③ لا يجوز له المنع لكن يجب لصاحب الماء القيمة، وهذا اذا كان المراد بالماء ماء البشر التي حفرها في الموات واحياها، وان كان الماء الذي جمعه في صهريج او حوض فان له ان يمنعه اه ①

۳۴۷۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجُعْدِيِّ، أَخْبَرَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ جَبَّانِ بْنِ زَيْدٍ الشَّرْعِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ قُرُونٍ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو خَدَاشٍ، وَهَذَا الْقُطَّاعِيُّ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أَسْمَعُهُ، يَقُولُ: "الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلْبِ، وَالْمَاءِ، وَالتَّابِ".

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے ایک مہاجر صحابی سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تین دفعہ جہاد میں

شرکت کی میں حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ تین چیزوں میں سب مسلمان برابر ہیں چارہ، پانی اور آگ۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۷۷) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۳۶۴/۵)

شرح الحدیث: الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلَاءِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ: پانی کے بارے میں تو تفصیل کتاب الزکاة میں گزر چکی کہ پانی

تین طرح کا ہوتا ہے ہر ایک کا حکم الگ ہے کلا کے بارے میں بھی ابھی اوپر گزر رہی چکا کہ ارض موت میں جو گھاس ہوتا ہے کسی کیلئے اس سے روکنے کا حق نہیں ہے، اور تیسری چیز اس حدیث میں جس میں مسلمانوں کی شرکت بتائی ہے وہ آگ ہے، بذل میں لکھا ہے کہ آگ میں شرکت کا ہونا وہ روشنی اور اسکی گرمائی کے اعتبار سے ہے کہ اسکے پاس بیٹھ کر سینکے سے کسی کو منع نہ کرے، اور اس سے دیکھتے ہوئے انگارے مزا د نہیں ہیں، نہ اس پر ان کو دینا واجب ہے اور نہ دوسرے کے لئے لینا بغیر مالک کی اجازت کے جائز ہے۔

۶۳ - بَابُ فِي بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ

ضرورت سے زائد پانی فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان

۳۴۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعُطَّارِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي

الْمُهَالِ، عَنْ إِيَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.

ایاس بن عبد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ضرورت سے زائد پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۱) سنن النسائی - البیوع (۴۶۶۱) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۷۸) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۷۶)

مسند احمد - مسند البکین (۴۱۷/۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۱۲)

شرح الحدیث: فضل بمعنی زائد یعنی اپنی ضرورت سے زائد پانی کی بیع سے، یعنی پیسے لیکر اس کو دینے سے آپ نے منع فرمایا ہے،

پانی اگر صاحب ماء کی ملک ہے تب تو اس کی بیع سے منع من باب المعروف والاحسان ہوگا، یعنی خلاف اولیٰ ہوگا، اور اگر غیر مملوک

ہے تب یہ بھی تحریم کیلئے ہوگی کما تقدم قریباً لهذا التفصیل۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، وقال

الترمذی حدیث حسن صحیح، قاله المنذری۔

۶۴ - بَابُ فِي ثَمَنِ السَّنَوْبَرِ

سنبلی فروخت کر کے رقم وصول کرنے کی ممانعت کا بیان

ثمن کلاب کا باب جو آگے آرہا ہے وہ تو مختلف فیہ ہے لیکن ثمن سنور یعنی اس کی بیع یا بائفاق ائمہ اربعہ جائز ہے گو بعض سلف کا اس

میں بھی اختلاف ہے چنانچہ بذل میں خطابیؒ سے منقول ہے: وکرہ بیعہ أبو هريرة وجابر وطاوس وبجاهد اه^۱۔

۳۴۷۹- حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا الزَّيْعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى، وَقَالَ إِبرَاهِيمُ: أَخْبَرَنَا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسُّتُورِ».

سراج جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلی کو فروخت کر کے قیمت وصول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۶۹) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۹) سنن النسائی - الصيد والذبايح (۴۲۹۵) سنن النسائی - البیوع (۴۶۶۸) سنن ابي داود - البیوع (۳۴۷۹) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۱۶۱) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۳۹/۳)

شرح الحدیث ہَمَّى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسُّتُورِ: اور اس کے بعد والی حدیث میں صرف ہرہ کا ذکر ہے: هَمَّى عَنْ ثَمَنِ الْهَرَّةِ، تو عند الجہور جائز ہے اس لئے اس حدیث کے کئی جواب دیئے گئے ہیں، ان دو حدیثوں میں سے پہلی حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں: هذا حديث في إسناده اضطراب إلى آخر ما ذكر، اور دوسری حدیث کے بارے میں بذل میں لکھا ہے: قال الترمذی غریب، وقال النسائی هذا منكر آھ، اور دوسرا جواب نسخ کر دیا گیا ہے، اور تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ متوشش پر محمول ہے، یعنی جو بلی مانوس نہ ہو جنگلی جانوروں کی طرح تو چونکہ وہ غیر مقدور التسلیم ہوتی ہے اس لئے اس کی بیع ناجائز ہے۔ حدیث جابر الثانی أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۴۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ زَيْدٍ الصُّعَايُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ ثَمَنِ الْهَرَّةِ».

سراج جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بلی کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۶۹) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۹) سنن النسائی - الصيد والذبايح (۴۲۹۵) سنن النسائی - البیوع (۴۶۶۸) سنن ابي داود - البیوع (۳۴۸۰) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۱۶۱) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۳۹/۳)

۶۵- بَابُ فِي أَثْمَانِ الْكَلَابِ

کتے کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرنے کی ممانعت

۳۴۸۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ: عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ هَمَّى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرٍ النِّعَاجِ، وَحُلُوانِ الْكَاهِنِ».

سراج ابو مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کتے کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرنے

سے اور زانیہ عورت کے زنا پر اجرت وصول کرنے سے اور کاہن کو اجرت دینے سے۔

شرح صحیح البخاری - البیوع (۲۱۲۲) صحیح البخاری - الإجارة (۲۱۶۲) صحیح البخاری - الطلاق (۵۰۳۱) صحیح البخاری - الطب (۵۴۲۸) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۶۷) جامع الترمذی - النکاح (۱۱۳۳) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۶) سنن النسائي - الصيد والذبائح (۴۲۹۲) سنن النسائي - البیوع (۴۶۶۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۸۱) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۵۹) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۱۹/۴) موطأ مالک - البیوع (۱۳۶۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۶۸)

شرح الحديث **مذایب ائمہ:** اس حدیث میں بیع کلب سے منع کیا گیا ہے، امام شافعیؒ و احمدؒ کا مذہب یہی ہے، حنفیہ کے یہاں بیع کلب جائز ہے خواہ معلم ہو یا غیر معلم، امام مالکؒ سے تین روایتیں ہیں جواز، عدم جواز، والثالث یجب القیمة لا الثمن، یعنی بیع تو اگرچہ جائز کسی طرح بھی نہیں لیکن اگر کوئی شخص کسی کا کتا ہلاک اور تلف کر دے تو پھر اس کی قیمت یعنی ضمان دینا واجب ہوگا، اور امام ابو یوسفؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ کلب عقور کی بیع جائز نہیں، اور عطا اور ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں: یجوز بیع کلب الصيد دون غیرہ، ویدل علیہ ما أخرجه النسائي من حديث جابر قال "نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ثمن الكلب إلا كلب صيد"، إلى آخر ما في العون^①۔

یہ حدیث شافعیہ و حنبلیہ کے تو موافق ہے، اور حنفیہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث اس زمانہ کی ہے جب امر کلاب میں تشدید تھی حتیٰ کہ ان کے قتل کا حکم دیا گیا تھا جو بعد میں عند الاکثر منسوخ ہو گیا، امر کلاب میں تشدید کی بحث کتاب الطہارۃ باب الوضوء من سؤر الکلب میں گزر چکی۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

اس حدیث میں دو جزء اور ہیں، جن سے منع کیا گیا ہے: مَهْرُ الْبَغِيِّ یعنی زانیہ کی اجرت، جس کو مجازاً مہر کہا گیا ہے اور دوسری چیز خُلُوانِ الْكَاهِنِ، یعنی کاہن کی شرینی، یعنی کاہن سے اپنی مخفی باتیں اور راز معلوم کرنے کے بعد اس کی جو کچھ اجرت دی جائے، کاہن کے پاس جانا، اس کی تصدیق کے لئے اور اس کو اجرت دینا کہانت پر، سب حرام ہے بلکہ اس کی بات کی تصدیق تو کفر ہے اگر اس کے علم غیب کے اعتقاد کے ساتھ ہو، "الکوکب الدہری" میں لکھا ہے کہ اگر کاہن کی تصدیق یہ سمجھتے ہوئے کی جائے کہ بعض جنات ان کے تابع ہوتے ہیں اور وہ ان کو آکر خبریں دیتے ہیں تو اس صورت میں اس کی تصدیق کفر نہ ہوگی۔

۳۴۸۲- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ حَبْتَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَإِنْ جَاءَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَأَمْلَأْ كَفَّهُ تُرَابًا»۔

ترجمہ عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کتے کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول

کرنے سے اگر کثافت فروخت کرتے والا اپنے کتے کی قیمت وصول کرنے آئے تو اسکے ہاتھ میں مٹی ڈال دینا۔

تخريج: سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۸۲) مسند احمد - من مسند ابی حاشمہ (۲۳۵/۱)

۳۴۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبْطَالِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي عَوْنُ ابْنِ أَبِي جَحْفَةَ، أَنَّ أَبَاهُ، قَالَ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَّى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ».

ترجمہ: عاون بن جحفہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کتے کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: صحيح البخاري - البیوع (۱۹۸۰) صحيح البخاري - الطلاق (۵۰۳۲) صحيح البخاري - اللباس (۵۶۰۱) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۸۳) مسند احمد - أول مسند الکوفيين (۳۰۸/۴) مسند احمد - أول مسند الکوفيين (۳۰۹/۴)

۳۴۸۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مَعْرُوفُ بْنُ سُوَيْدٍ الْجُدَاهِيُّ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ زَيْدَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ، وَلَا حُلْوَانُ الْكَاهِنِ، وَلَا مَهْرُ النِّجَاحِ».

ترجمہ: علی بن رباح نخعی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ کتے کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کرنا حرام ہے اور کاہن کا ہن کو اجرت دینا حرام ہے اور زانیہ عورت کا زنا کی اجرت لینا حرام ہے۔

تخريج: سنن النسائي - الصيد والذبايح (۴۲۹۳) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۸۴)

۶۶ - بَابُ فِي ثَمَنِ الْحُمْرِ وَالْمَيْتَةِ

شراب اور مردار جانور بیچ کر قیمت وصول کرنے کی ممانعت کا بیان

۳۴۸۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ مُجْتَبٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ الْحُمْرَ وَثَمَنَهَا، وَحَرَّمَ الْمَيْتَةَ وَثَمَنَهَا، وَحَرَّمَ الْجَنْزِيرَ وَثَمَنَهُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ پاک نے شراب کو بھی حرام قرار دیا اور شراب بیچ کر اس کی رقم وصول کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے اور اللہ پاک نے مردار جانور کو بھی حرام قرار دیا ہے اور مردار جانور کو بیچ کر اس کی قیمت وصول کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے اور سور کو بھی حرام قرار دیا ہے اور سور بیچ کر اس کی قیمت وصول کرنے کو بھی حرام قرار دیا۔

اس حدیث میں بیع خمر اور بیع میتہ اور اسی طرح بیع خنزیر ان تینوں کی حرمت ایک ساتھ بیان کی گئی ہے، فقہاء کے نزدیک ان اشیاء کی تحریم بیع کی نوعیت میں فرق ہے، ہدایہ کے متن میں تو یہ ہے: وإذا كان أحد العوضين، أو كلاهما محرما، فالبيع فاسد. كالبيع بالميتة والدم، والخمر، والخنزير اس پر صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ مصنف کا یہ کلام مجمل ہے محتاج تفصیل ہے جس کو ہم بیان کریں گے پھر آگے تفصیل میں انہوں نے فرمایا کہ بیع بالمیتة والدم اور ایسے ہی بالحریر تو بیع باطل ہے لانعدام رکن البيع وهو مبادلة المال بالمال، اس لئے کہ یہ اشیاء کسی کے نزدیک بھی مال شمار نہیں ہوتیں اور پھر آگے فرماتے ہیں کہ بیع الخمر والخنزیر یہ دونوں بیع فاسد ہیں نہ کہ باطل، حقیقت بیع کے پائے جانے کی وجہ سے، یعنی مبادلة المال بالمال اس لئے کہ خمر مال ہے اور خنزیر بھی عند البعض مال ہے یعنی عند اہل الکتاب، اور بیع باطل مفید ملک ہی نہیں ہوتی بخلاف بیع فاسد کے کہ وہ مفید ملک ہو جاتی ہے بعد القبض اس کے بعد پھر صاحب ہدایہ نے اور مزید تفصیل اور فرق کی صورتیں بیان کی ہیں فارجع الیہ لوشئت ^۱۔

اسکے بعد والی روایت میتہ اور خنزیر کے بعد والأضنام کی زیادتی ہے یعنی بیع صنم کو حرام قرار دیا گیا کو کب الدہی میں لکھا ہے کہ بیع اصنام حرام ہے جب کہ اصنام کی بیع اصنام ہونے کی حیثیت سے کی جائے لیکن اگر کوئی شخص انکی بیع کسی اور نیت سے کرے جیسے کوئی شخص لکڑیوں کی بیع کرے جس میں لکڑی کے تراشے ہوئے اصنام بھی ہوں تو یہی بیع جائز ہوگی بشرط یہ کہ ان اصنام کو لکڑیوں کے دام میں فروخت کرے مگر یہ کہ ایسے شخص کے ہاتھ بیع ہو رہی ہو جسکے بارے میں یہ معلوم ہو کہ یہ شخص اس صنم کی تعظیم یا عبادت کرے گا ^۲۔

۳۴۸۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ، وَالْخَنْزِيرِ، وَالْأَضْنَامِ» فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ سُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبَحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا هُوَ حَرَامٌ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللَّهَ مَثَا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ سُحُومَهَا أَجْمَلُوهَا ثُمَّ بَاعُوهَا فَأَكَلُوا أَثْمَتَهَا».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ پاک نے شراب اور مردار جانور اور سور اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں یہ حکم بیان فرمائیں کہ مردار جانور کی چربی کے ذریعہ کشتیوں کو لپیٹا جاتا ہے اور اسکو جانوروں کی کھال

پر ملا جاتا ہے اور لوگ اس چربی کو اپنے چراغ میں ڈالکر روشنی حاصل کرتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ چربی حرام ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس وقت یہ بات ارشاد فرمائی: اللہ پاک یہود کو ہلاک کرے جب اللہ پاک نے ان پر مردار جانور کی چربی کھانے کو حرام قرار دیا تو انہوں نے اس چربی کو پگھلا کر اسکو فروخت کیا پھر اسکی قیمت انہوں نے استعمال کر لی۔

۳۴۸۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ لَمْ يَقُلْ هُوَ حَرَامٌ.

ترجمہ: یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ عطاء نے جابر بن عبد اللہ سے مروی یہ روایت مجھے لکھ کر دی اس حدیث میں گزشتہ روایت والا مضمون ہے اس میں ہُوَ حَرَامٌ کے الفاظ نہیں ہیں۔

تخریج: صحیح البخاری - البیوع (۲۱۲۱) صحیح البخاری - المغازی (۴۰۴۵) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۳۵۷) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۸۱) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۹۷) سنن النسائی - الفرع والعنبر (۴۲۵۶) سنن النسائی - البیوع (۴۶۶۹) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۸۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۶۷) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۲۶/۳)

شرح الحدیث: فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْبَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا الشُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبَحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا هُوَ حَرَامٌ». یعنی جب آپ ﷺ نے بیع میتہ کی تحریم بیان فرمائی تو اس پر آپ ﷺ سے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! شحم میتہ کا کیا حکم ہے اس لئے کہ اس کو کشتیوں پر ملا جاتا ہے (تاکہ چکناہٹ کی وجہ سے اندر پانی سرایت نہ کر جائے) اور اسی طرح ان کو چیزوں پر ملا جاتا ہے (ان کو نرم رکھنے کیلئے) اور ایسے ہی لوگ اس کے ذریعہ سے روشنی حاصل کرتے ہیں یعنی مصباح اور چراغ میں اس کو جلاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جائز نہیں، بلکہ حرام ہے۔

کو کب میں لکھا ہے کہ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے بیع میتہ کا حکم بیان فرمادیا تھا کہ وہ حرام ہے تو میتہ میں تو اس کے تمام ہی اجزاء داخل ہو گئے تھے تو پھر شحم میتہ کے بارے میں الگ مستقل سوال کس بنا پر کیا گیا؟ اس کا جواب یہ لکھا ہے کہ چونکہ صحابہ کرام کو یہ بات پہلے سے معلوم تھی کہ بعض اجزاء میتہ ایسے ہیں جو جائز الاستعمال ہیں جیسے جلد میتہ اور ایسے ہی عظام میتہ تو اسی لئے انہوں نے شحم میتہ کے بارے میں سوال کیا کہ ممکن ہے وہ بھی اہاب وغیرہ کی طرح ہو خصوصاً جب کہ شحم میتہ کی بہت سی چیزوں میں ضرورت پیش آتی ہے جس کی طرف صحابہ نے خود اشارہ اپنے سوال میں کیا ہے، پھر آگے کو کب میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ میتہ کے اجزاء سے انتفاع کے جواز کا مدار رطوبات نجسہ کے زوال پر ہے اور شحم سے زوال رطوبت ممکن ہی نہیں، پھر اس کے بعد حضور ﷺ نے اس حرمت کو موکد فرمایا بعد والے جملہ سے: فَقَالَ اللَّهُ الْيَهُودَ اَلْحَا ۱، اس جملہ کی تشریح یہ ہے آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہلاک و برباد کرے یہود کو کہ اللہ تعالیٰ نے جب

ان پر شحوم میتہ کو حرام کیا تھا تو انہوں نے اس کی تحلیل کا یہ حیلہ اختیار کیا کہ شحوم میتہ کو آگ پر پگھلایا اور پھر اس کی بیع کرنے لگے اور اس کے ثمن سے فائدہ اٹھانے لگے یہ حیلہ اس لحاظ سے تھا کہ شحوم پر شحوم کا اطلاق اسی وقت تک ہوتا ہے جب تک اس کو آگ پر پگھلایا نہ جائے اور پگھلانے کے بعد اس کا نام بدل جاتا ہے اور بجائے شحوم کے اس کو ودک کہا جاتا ہے لیکن ایسا کرنے سے اس کی حقیقت اور حکم تو نہیں بدلتا، امام خطابی اس پر لکھتے ہیں کہ اس سے ہر اس حیلہ کا بطلان ثابت ہو رہا ہے جس کو وسیلہ بنایا جائے کسی حرام تک پہنچنے کے لئے اور یہ کہ محض تغیر ہیئت اور تبدیل اسم سے حرام چیز کا حکم نہیں بدلتا ^۱۔

فَقَالَ: «لَا هُوَ حَرَامٌ»: اس کی شرح میں اختلاف ہو رہا ہے وہ یہ کہ ھُو ضمیر کس طرف راجع ہے؟ حافظ کہتے ہیں کہ بعض علماء ومنہم الشافعی، کے نزدیک یہ ضمیر بیع کی طرف راجع ہے، یعنی شحوم میتہ کی بیع حرام ہے اور اکثر علماء نے اس ضمیر کو راجع کیا ہے انتفاع کی طرف، لہذا ان کے نزدیک نہ صرف بیع میتہ ناجائز ہے بلکہ مطلقاً انتفاع اس کے تمام اجزاء سے ناجائز ہے بجز اس کے کہ جس کی تخصیص پر دلیل قائم ہے یعنی جلد مدبوغ (یہ کلام تو تھل شحوم میتہ سے متعلق) اس کے بعد انہوں نے دھن متنجس یعنی جو تیل وغیرہ کسی نجس چیز کے واقع ہونے سے ناپاک ہو جائے اس کے بارے میں اختلاف علماء بیان کیا اور وہ یہ کہ جمہور کے نزدیک اس سے انتفاع جائز ہے اور امام احمد اور ابن الماجشون مالکی کے نزدیک ناجائز ہے اھ (من التحفة ^۲)، امام خطابی نے بھی لا ھُو حَرَامٌ کا تعلق بیع سے ہی قرار دیا ہے (غالباً امام شافعی کے مسلک کی تائید میں کما تقدم عن الحافظ) چنانچہ وہ لکھتے ہیں: وفيه دليل على جواز الاستصباح بالزيت النجس فإن بيعه لا يجوز اھ ^۳، خطابی نے شحوم میتہ اور دھن متنجس دونوں کو ایک درجہ میں رکھا شافعیہ کے مسلک کے پیش نظر ورنہ عند الجمہور دونوں کے حکم میں فرق ہے اس لئے کہ شحوم میتہ سے انتفاع عند الجمہور ناجائز اور قسم ثانی یعنی دھن متنجس سے انتفاع فی غیر الاکل مثل الاستصباح جائز ہے خلافاً للاحمد وابن الماجشون کما تقدم قریبانی کلام الحافظ، عرف الشذی میں اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ حدیث الباب میں اشارہ ہے اس طرف کہ نجس العین کی بیع باطل ہے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ شحوم میتہ نجس ہے اس سے مطلقاً انتفاع جائز نہیں اور وہ گھی یا تیل جو کسی عارض کی وجہ سے ناپاک ہو جائے مثلاً سقوط قارہ جو گر کر اس میں مر جائے تو یہ تیل تو ناپاک ضرور ہے لیکن نجس العین نہیں اسکی بیع بھی جائز ہے اور انتفاع یعنی استصباح بھی جائز ہے اور امام شافعی کے نزدیک شحوم میتہ سے بھی انتفاع واستصباح جائز ہے اھ ^۴، پس خلاصہ یہ کہ شحوم میتہ کی بیع تو بالاتفاق ناجائز ہے اور انتفاع فی غیر الاکل والشرب میں باختلاف ہے، عند الجمہور وہ بھی ناجائز ہے

① معالم السنن شرح سنن ابی داؤد - ج ۳ ص ۱۳۳

② معالم السنن شرح سنن ابی داؤد - ج ۳ ص ۱۳۳

③ تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی - ج ۴ ص ۵۲۱

④ العروت الشذی شرح سنن الترمذی - ج ۳ ص ۵۵

امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے اور دھن متنجس سے انتفاع عند الجمهور جائز ہے امام احمدؒ کے نزدیک وہ بھی ناجائز ہے، اب یہ کہ اس کی بیع کا کیا حکم ہے سو ظاہر یہ ہے کہ جب انتفاع جائز ہے تو بیع و شراء بھی جائز ہوگی عرف الشہدی میں عند الحنفیہ اس کی بیع کو جائز لکھا ہے دوسرے ائمہ کے مسلک کی تحقیق کریجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۴۸۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَنَّ يَشَرَ بْنَ الْمُفَضَّلِ، وَخَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَاهُمَا الْمَعْنَى، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ بَرَكَةَ، قَالَ مُسَدَّدٌ: فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ بَرَكَةَ أَبِي الْوَلِيدِ، ثُمَّ اتَّفَقَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا عِنْدَ الرُّكْنِ، قَالَ: فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَصَحَّحَ، فَقَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ، ثَلَاثًا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكَلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ» وَلَمْ يَقُلْ فِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الطَّحَّانِ: «رَأَيْتُ» وَقَالَ: «قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ».

ترجمہ عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے حجر اسود کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند فرمائی پھر آپ ﷺ نے اور پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک یہود پر لعنت فرمائیں..... بیشک اللہ تعالیٰ نے یہود پر چربی کو حرام قرار دیا تھا تو انہوں نے چربی کو بیچ کر اسکی رقم استعمال کر لی..... اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کوئی شئی حرام قرار دیتے ہیں تو ان پر اس شئی کو فروخت کر کے اسکی قیمت وصول کرنے کو بھی حرام قرار دیتے ہیں..... مسدد استاد نے خالد بن عبد اللہ کی حدیث میں لفظ رَأَيْتُ نہیں کہا..... اور مسدد استاد نے خالد بن عبد اللہ کی حدیث میں قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ کے الفاظ ذکر کیے ہیں نہ کہ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ۔

تخریج سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۸۸) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۴۷/۱)

۳۴۸۹ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، وَوَكَيْعٌ، عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرِو الْجُعْفَرِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ بِيَانٍ التَّغْلِبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُبَرِّقَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُبَرِّقَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ بَاعَ الْحُمْرَ فَلَيْشَقِّصِ الْحَنَازِيرَ».

ترجمہ مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص شراب فروخت کرتا ہو تو اسے چاہیے کہ سور کے کھانے کو حلال سمجھے۔

تخریج سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۸۹) مسند احمد - أول مسند الکوفیین (۲۵۳/۴) سنن الدارمی - الاشریہ (۲۱۰۲)

شرح الحدیث تشقیص کے معنی الذبح بالمیشقص، مشقص کہتے ہیں تیر کے اگلے حصہ کو جو دھار دار ہوتا ہے اس صورت میں یہ ماخوذ ہوگا مشقص سے، اور یا اس کے معنی جعل الشئ شقیصاً شقیصاً یعنی کسی چیز کے الگ الگ ٹکڑے ٹکڑے کر دینا جیسا کہ جانور کو ذبح کرنے کے بعد گوشت کی اصلاح کے لئے اس کو الگ الگ ٹکڑے کئے جاتے ہیں اس سے پہلے احادیث میں

بیع خمر و بیع خنزیر دونوں کا حکم یعنی تحریم میں مساوی ہونا گزر چکا لیکن بہت سے لوگوں کا حال یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ خنزیر کو تو عملاً واکلاً حرام قرار دیتے ہیں لیکن شراب نوشی اور اس کی تجارت سے نہیں بچتے اور نہ اس کو کوئی خاص عیب سمجھتے ہیں، اس لئے حضور ﷺ تحریم خمر کی تاکید میں یہ فرما رہے ہیں کہ جو شخص عملاً شراب کی بیع اور اس کی تجارت سے نہیں بچتا تو اسکو چاہیے کہ خنزیر کے گوشت کی بھی تجارت کرنے لگے اور اس کھانے کو بھی جائز سمجھنے لگے کیونکہ شرعاً دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

۳۴۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الصُّبْحِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ الْاٰخِرِ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ: «حُرِّمَتِ التَّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ان آیات کو ہمیں پڑھ کر سنایا اور ارشاد فرمایا کہ شراب کی خرید و فروخت حرام ہو چکی ہے۔

۳۴۹۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: الْآيَاتُ الْاٰخِرُ فِي الرَّبَا. اعمش نے اپنی سند کے ساتھ گزشتہ حدیث کے ہم معنی روایت نقل کی اس میں فرمایا کہ سود کے متعلق آخری آیات نازل ہوئیں۔

ترجمہ: صحیح البخاری - الصلاة (۴۴۷) - صحیح البخاری - البيوع (۱۹۷۸) - تفسیر القرآن (۲۶۶) - صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۲۶۷) - صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۸۰) - سنن النسائي - البيوع (۴۶۶۵) - سنن أبي داود - البيوع (۳۴۹۰) - سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۳۸۲) - مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۴۶/۶) - سنن الدارمي - البيوع (۲۵۶۹)

شرح الحدیث: حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں کہ جب سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں (جن میں تحریم ربا مذکور ہے) تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ہم کو وہ آیات پڑھ کر سنائیں اور فرمایا کہ تجارت فی الخمر حرام ہے۔

ظاہر حدیث پر ایک اشکال اور جواب: اس حدیث کی شرح میں شرح نے یہ لکھا ہے کہ تحریم خمر کا ذکر سورہ مائدہ میں ہے اور وہ آیت ربا سے جو سورہ بقرہ کے اواخر میں ہے بہت پہلے نازل ہو چکی تھی اسلئے کہ مشہور ہے کہ آیت ربا آخر منازل یا من آخر منازل من القرآن ہے اور اس حدیث کا سیاق اس ترتیب کے منافی ہے اس سے تحریم خمر کا متاخر ہونا ظاہر ہو رہا ہے، تو اس کی توجیہ ان حضرات نے یہ کی ہے کہ گویہ صحیح ہے کہ تحریم الخمر تحریم ربا سے پہلے ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ تجارت خمر کی تحریم جو اس حدیث میں مذکور ہے مؤخر ہو تحریم الخمر سے فلا اشکال حینئذ، اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے تحریم خمر کے وقت بھی تحریم تجارت کی خبر دی ہو اور پھر دوبارہ مکرر نزول آیت ربا کے بعد بھی تحریم تجارت کی خبر دی ہو تاکیداً و مبالغۃ، امام بخاری نے ابواب المساجد میں باب قائم کیا: باب تحريم تجارة الخمر في المسجد یعنی مسجد میں لوگوں کے سامنے تجارت خمر کی حرمت بیان کرنا کہ تجارت خمر حرام ہے جس طرح اور دوسری چیزوں کی نصیحت مسجد میں کی جاتی ہے لہذا فی المسجد یہ طرف تحریم سے

متعلق ہے نہ کہ تجارت سے ورنہ مطلب فاسد ہو جائے گا یعنی مسجد میں خر کی تجارت کا حرام ہونا تو کیا غیر مسجد میں تجارت خر حرام نہیں ہے، چنانچہ بخاری کی حدیث الباب میں ہے کہ نزول آیات کے بعد آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور پھر تجارت خر کی حرمت کا اعلان فرمایا۔ الحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۶۷۔ بَابُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَ

قبضے سے پہلے اناج آگے فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان

۳۴۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ ابْتِئَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اناج خریدے تو اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے فروخت نہ کرے۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۱۷) صحیح البخاری - الحدود (۶۴۶۰) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۶) سنن النسائی - البیوع (۴۵۹۵) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۹۲) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۲۶) مسند احمد - مسند العشرة البشرين بالحنة (۵۶/۱) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۵/۲) موطا مالک - البیوع (۱۳۳۵) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۹)

شرح الحدیث اور اسکے بعد ابن عمر ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح ہے: كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبِيعُهُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ، قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ بِغَيْرِ جُزْأٍ.

اس ترجمہ الباب اور اس کی احادیث میں بیع الطعام قبل الاستيفاء کی ممانعت ہے، استيفاء بمعنی قبض اور وصول کرنا یعنی اگر کوئی شخص غلہ کی قسم کی کوئی چیز خریدے اور خریدنے کے بعد اس کو فروخت کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ پہلے اس پر قبضہ کرے اس کے بعد اس کو فروخت کرے لیکن ہر چیز کا قبضہ اور استيفاء اس کے حال کے مناسب ہوتا ہے بعض چیزوں کا قبضہ یہ ہے کہ اس شے کو دوسرے شخص کے ہاتھ میں دیا جائے اور بعض چیزوں کا قبضہ تخلیہ سے ہوتا ہے یعنی بائع چیز کو فروخت کرنے کے بعد مشتری سے کہے کہ تیری چیز یہ رکھی ہے تو اس کو جب چاہے یہاں سے اٹھا اور بعض صورتوں میں قبضہ نقل شے سے ہوتا ہے یعنی مشتری نے اس بیع کو جس جگہ سے خریدا ہے وہاں سے اس کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دے اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں پر غلہ کی بیع جزافا ہو یعنی غلہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا بیع جزافا کی صورت میں یہی اس کا قبضہ ہے جیسا کہ باب کی حدیث ثانی میں ہے اور کوئی شے کیلایا وزن فروخت کی جائے تو وہاں پر اس کو کیل کر لیا یا وزن کر لینا یہی اس کا قبضہ ہے۔

بیع قبل القبض سے نہیں کن کن اشیاء میں ہے: اس کے بعد جاننا چاہیے کہ یہ حکم طعام میں تو متفق علیہ ہے کہ اس کی بیع قبل القبض جائز نہیں متعدد احادیث میں اس کی تصریح ہے، طعام کے علاوہ باقی کن کن اشیاء میں یہ حکم جاری ہو گا اس

میں علماء کا اختلاف ہے، اس میں چار قول مشہور ہیں: ① امام شافعی و محمد کے نزدیک ہر چیز کا یہی حکم ہے سواء کان من المکیلات او الموزونات، ومن الماکول او المشروب والمنقول و غیر المنقول، ② اور شیخین امام ابو حنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک عقار (زمین) کے علاوہ تمام منقولات کا یہی حکم ہے اس مذہب میں صرف عقار کا استثناء ہے، بخلاف پہلے مذہب کے کہ اس میں کسی چیز کا استثناء نہیں، ③ امام احمد کے نزدیک جملہ مکیلات و موزونات کا یہی حکم ہے اس کے علاوہ باقی دوسری چیزوں کا یہ حکم نہیں ہے، ④ امام مالک کے نزدیک یہ حکم صرف ماکول اور مشروب کا ہے۔

امام مالک اور جمہور کا ایک اور اختلاف: اس کے بعد یہاں ایک اختلاف اور ہے وہ بھی سمجھ لینا چاہیے، وہ یہ کہ جمہور علماء اور ائمہ ثلاث کے نزدیک بیع طعام مطلقاً قبل القبض جائز نہیں یعنی چاہے اس کو جزا فخرید ہو یا کیلا، اور امام مالک کے قول مشہور میں جزاف اور غیر جزاف میں فرق ہے وہ یہ کہ جو غلہ جزا فخرید گیا ہو اس کی بیع قبل القبض جائز ہے اور جو کیلا فخرید گیا ہو اس کی بیع قبل القبض جائز نہیں اور مشتری کا اسکو کیل کر لینا یہی اس کا قبضہ ہے، امام مالک کا استدلال باب کی چوتھی حدیث (برقم ۳۴۹۵) سے ہے جس کے لفظ یہ ہیں: **هَمْ أَنْ يَبِيعَ أَحَدُ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ**، یعنی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ کوئی شخص اس طعام کو جس کو اس نے کیلا فخرید ہو وہ اس کی بیع قبل الاستیفاء کرے اس حدیث میں اشتراہ بکیل کی قید مذکور ہے، جمہور یہ کہتے ہیں اشتراہ بکیل کی قید احترازی نہیں جس کا قرینہ باب کی حدیث اول ہے جو مطلق ہے، اسی طرح باب کی حدیث ثانی و ثالث میں باوجود بیع جزاف کی تصریح کے اس کو منتقل کرنے کا حکم کیا گیا ہے اور یہ نقل ہی تو استیفاء ہے کما تقدم قریباً ان قبض کل شئ بحسبه۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الاول أخرجہ البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ، والثاني أخرجہ مسلم والنسائی، والثالث أخرجہ البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ بنحوه، والرابع أخرجہ النسائی، قاله المنذرى۔

۳۴۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: «كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبِيعُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَا فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ، قَبْلَ أَنْ يَبِيعَهُ يَعْنِي جَزَافًا».

عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ہم عہد نبوی میں اناج خرید کرتے تھے تو حضور ﷺ ایک شخص کو ہمارے پاس بھیجا کرتے تھے جو ہمیں کہتا کہ ہم اس خریدے ہوئے اناج کو اندازے سے فروخت کرنے سے پہلے کسی دوسری جگہ منتقل کر دیں جو اناج کے خریدی ہوئی جگہ کے علاوہ ہو۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۱۷) صحیح البخاری - الحدود (۶۴۶۰) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۶) سنن النسائی - البیوع (۴۵۹۵) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۹۳) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۲۶) مسند احمد - مسند العشرة البشرين بالجنة (۵۶/۱) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۵/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۳۵) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۹)

۳۴۹۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثَيْبِ بْنِ اللَّهِ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانُوا يَتَبَايَعُونَ الطَّعَامَ جَزَاءً بِأَعْلَى الشُّوقِ «فَتَهَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ بازار کے ایک حصہ میں صحابہ کرام اناج خرید کر لے کر تھے اندازہ سے تو رسول اللہ ﷺ نے اس اناج کو دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے کسی دوسرے کو فروخت کرنے سے منع فرمادیا۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۱۷) صحیح البخاری - الحدود (۶۴۶۰) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۶) سنن النسائي - البیوع (۴۵۹۵) سنن أبی داود - البیوع (۳۴۹۴) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۲۶) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۵۶/۱) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۵/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۳۵) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۹)

۳۴۹۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُو، عَنِ الْمُثَنَّبِ بْنِ عُثَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى أَنْ يَبِيعَ أَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَئِيلٍ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی اناج کو کیل کر کے خریدے اور پھر اس اناج کو قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کر دے۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۱۷) صحیح البخاری - الحدود (۶۴۶۰) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۶) سنن النسائي - البیوع (۴۵۹۵) سنن أبی داود - البیوع (۳۴۹۵) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۲۶) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۵۶/۱) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۵/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۳۵) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۹)

۳۴۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ، ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ ابْتِاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ» زَادَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لِمَ؟ قَالَ: «أَلَّا تَرَى أَنَّهُمْ يَتَبَايَعُونَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامِ مُرَبَّجِي».

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو شخص کسی اناج کو خریدے تو اس اناج کو کیل کرنے کے بعد ہی فروخت کرے۔ ابو بکر استاذ نے یہ اضافہ کیا کہ طاؤس نے ابن عباس سے اس کی وجہ اور علت دریافت کی تو عبد اللہ بن عباس نے جواب دیا کہ تم نہیں دیکھتے کہ بہت سارے لوگ سونے کے بدلے میں اناج خریدتے ہیں حالانکہ وہ اناج ایک مقررہ وقت پر ادا کیا جاتا ہے۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۲۵) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۵) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۹۱) سنن النسائي - البیوع

۱ اس لفظ کے ضبط میں نسخے مختلف ہیں، بعض میں تو اسی طرح ہے جس کو ہم نے اختیار کیا یعنی بتخفيف الجیم وبعدها همزة، وفي بعض النسخ بدون همزة مرفجاً. وفي بعض النسخ "مرفج" بتثقیل الجیم وبعدها همزة، وفي بعض النسخ "مرفجی" وفي النهاية: أي مؤجلاً ومؤخراً ويهمز ولا يهمز. وفي كتاب الخطابي على اختلاف نسخه "مرفج" بالتشديد للمبالغة. (كذا في تعليق الشيخ محمد عرواه - ج ۴ ص ۱۷۸ - ۱۸۹)

(۴۵۹۷) سنن أبی داؤد - البیوع (۳۴۹۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۲۷) مسند أحمد - من مسند بنی ہاشم (۲۸۵/۱)

شرح الحدیث: حضرت ابن عباسؓ نے جب حضور ﷺ کی یہ حدیث نقل کی کہ جو شخص غلہ خریدے تو جب تک اس کو کیل نہ کر لے کسی دوسرے کے ہاتھ اس کو فروخت نہ کرے تو شاگرد یعنی طاؤس نے ان سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے تو انہوں نے اس منع کی وجہ کو ایک خاص مثال سے سمجھایا کہ دیکھتا نہیں ہے کہ بہت سے لوگ درہم و دینار سے خریدتے ہیں غلہ کو حالانکہ وہ غلہ مؤخر و مؤجل ہوتا ہے، انہوں نے یہ مثال بیع سلم کی دی جس میں بیع مؤجل ہوا کرتی ہے، ابن عباسؓ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ قبل القبض بیع کرنے میں رہا پایا جاتا ہے جیسے ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ بیع سلم کی یعنی ایک دینار کے بدلہ میں قفیز خطہ خریدا دینار تو فی الحال ادا کر دیا جیسا کہ بیع سلم میں ہوا کرتا ہے اور اجل پورا ہونے پر مثلاً مہینہ گزر جانے کے بعد جب بائع نے مشتری سے کہا کہ اپنا قفیز خطہ لے لے تو مشتری نے قبل القبض اس کو دو دینار میں کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور کہہ دیا کہ فلاں جگہ سے اٹھالے تو اب صورت حال یہ بن گئی کہ یہ بیع الدینار بالدینار بن ہو گئی جو سراسر ربا ہے اس لئے کہ مشتری نے تو اس غلہ کی شکل بھی نہیں دیکھی بلکہ مال کا یہ ہوا کہ ایک دینار گیا اور اس کے بدلہ میں دو آگئے، اور اس معاملہ کی حرمت ظاہر اور بدیہی ہے، والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ بنحوه، قاله المنذرى۔

۳۴۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَسَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، - وَهَذَا الْقَظْمُ مُسَدَّدٌ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا اشْتَرَيْتَ أَحَدَكُمْ طَعَامًا فَلَا يَبْعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ». قَالَ سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ، زَادَ مُسَدَّدٌ، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «وَأَحْسِبْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلُ الطَّعَامِ»۔

ترجمہ: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے تم میں سے کوئی شخص انانج، غلہ خریدے تو اسکو نہ بیچے یہاں تک کہ اس غلہ پر قبضہ کر لے۔ سلیمان بن حرب فرماتے ہیں کہ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ اور مسدّد استاد نے یہ اضافہ کیا کہ عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں ہر شئی کا وہی حکم ہے جو اس انانج کا ہے۔

تحقیق: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۲۵) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۵) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۹۱) سنن النسائی - البیوع (۴۵۹۷) سنن أبی داؤد - البیوع (۳۴۹۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۲۷) مسند أحمد - من مسند بنی ہاشم (۲۸۵/۱)

شرح الحدیث: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «وَأَحْسِبْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلُ الطَّعَامِ»: اس سے حضرت ابن عباسؓ کا مذہب معلوم ہو گیا کہ ان کے نزدیک یہ حکم بالکل عام ہے، آگے اس کے بعد اس باب میں دو روایتیں اور ہیں جن کا مفہوم ظاہر ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ بنحوه، قاله المنذرى۔

۳۴۹۸ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «رَأَيْتُ

النَّاسُ يُفْضِلُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَرَوْا الطَّعَامَ جُزْأًا أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُبْلَغَهُ إِلَى رَحْلِهِ».

ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ عہد نبوی میں لوگ جب غلہ اندازہ سے خریدتے تو میں نے دیکھا کہ ان خریداروں کی پٹائی ہوتی تھی جب وہ اس غلہ کو اپنے کجاوہ یا قیام گاہ تک پہنچانے سے پہلے فروخت کرتے۔

حج صحیح البخاری - البیوع (۲۰۱۷) صحیح البخاری - الحدود (۶۴۶۰) صحیح مسلم - البیوع (۱۵۲۶) سنن النسائي - البیوع (۴۵۹۵) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۹۸) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۲۳) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۵۶/۱) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱۵/۲) موطأ مالك - البیوع (۱۳۳۵) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۹)

۳۴۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوُهَيْبِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ بْنِ حَنْظَلٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ابْتِغَيْتُ زَيْتًا فِي السُّوقِ، فَلَمَّا اسْتَوْجَبْتُهُ لِنَفْسِي، لَقِيَنِي رَجُلٌ فَأَعْطَانِي بِهِ رِبْعًا حَسَنًا، فَأَرَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى يَدِهِ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي بِذِمَائِي فَاتَّقَفْتُ، فَإِذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتِغَيْتَهُ، حَتَّى تَحْوِزَهُ إِلَى رَحْلِكَ، «فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَنْ تُبَاعَ السِّلْعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ، حَتَّى يَحْوِزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رَحَالِهِمْ».

ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بازار میں زیتون خریدی جب میں نے اس کی بیع مکمل کر دی تو مجھے ایک گاہک ملا جو مجھے اس زیتون کے بدلہ میں مناسب نفع دے رہا تھا تو مجھے خیال ہوا کہ میں اس شخص سے بیع مکمل کر لوں کہ اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میری کلائی کو پکڑ لیا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ زید بن ثابتؓ تھے اور حضرت زیدؓ فرمانے لگے کہ تم نے جس جگہ سے کسی شے کو خریدا ہے وہیں اسکو فروخت کر دیہاں تک کہ تم اپنی قیام گاہ میں لے جا کر اس سامان کو محفوظ کر لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ جس جگہ سامان خریدا جائے اسی جگہ اس کو فروخت نہ کیا جائے یہاں تک تاجر حضرات اسکو اپنی قیام گاہ ٹھکانہ میں محفوظ کر لیں۔

حج سنن ابی داؤد - البیوع (۳۴۹۹) موطأ مالك - البیوع (۱۳۳۵)

۶۸ - بَابُ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ فِي الْبَيْعِ لَا خِلَافَةَ

۷۷ ایک شخص خریدتے وقت کہے کہ دھوکہ نہ دینا اسکے شرعی حکم کا بیان

خلافت بمعنی خدیعتہ اور دھوکہ، یعنی کوئی شخص کسی چیز کی بیع کے وقت یا شراء کے وقت یوں کہے کہ دیکھو دھوکہ اور نقصان کی بات نہ ہونی چاہیے، یعنی قیمت میں زیادہ فرق نہ ہونا چاہیے۔ (کیونکہ میں خرید و فروخت کا زیادہ تجربہ نہیں رکھتا)۔

۳۵۰۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا، ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخَدِّعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَافَةَ» فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَافَةَ.

صحيح البخاري - البيوع (٢٠١١) صحيح البخاري - في الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس (٢٢٧٦) صحيح البخاري - الخصومات (٢٢٨٣) صحيح البخاري - الحيل (٦٥٦٣) صحيح مسلم - البيوع (١٥٣٣) سنن النسائي - البيوع (٤٤٨٤) سنن أبي داود - البيوع (٣٥٠٠) مسند أحمد - مسند الكثيرين من الصحابة (٤٤/٢) موطأ مالك - البيوع (١٣٩٣)

شرح الحدیث اس رجل سے مراد وہ صحابی ہے جن کا نام حبان بن منقذ ہے انہوں نے آپ ﷺ سے اپنا حال عرض کیا کہ میں بیع کے اندر دھوکہ کھا جاتا ہوں۔ اس روایت میں اختصار ہے، بعد والی روایت میں جو حضرت انسؓ سے مروی ہے اس میں اس طرح ہے کہ ایک شخص جو ضعیف العقل تھے وہ خرید و فروخت کیا کرتے تھے، یعنی خرید و فروخت کا تو انہیں شوق تھا، دکانوں پر جا کر خرید و فروخت کیا کرتے تھے لیکن تھے اس معاملہ میں انارڈی تو ان کے گھر والے حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور اپنی پریشانی ظاہر کی اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان پر حجر واقع کر دیجئے تاکہ یہ پھر کسی سے خرید و فروخت نہ کر سکیں حضور ﷺ نے گھر والوں کی شکایت پر ان کو بلایا اور ان کو بیع و شراء سے منع کیا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے بغیر بیع کے مبر نہیں ہوتا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اگر تو بیع نہیں چھوڑ سکتا تو فُقل: هَاءَ وَهَاءَ، وَلَا جَلَابَةَ تَوْ بَعْرٍ تو پھر تو بیع و شراء کے وقت بائع سے یا مشتری سے چیز لیتے وقت یا دیتے وقت یہ کہہ دیا کہ لے بھائی (نمن یا بیع) اور دیکھ دھوکہ کی بات نہ ہونی چاہیے۔

الكلام على الحديث من حيث الفقه وبيان مذاهب الأئمة في خيار المغبون: اس حدیث سے امام احمد اور بعض علماء نے یہ استنباط کیا کہ اگر کوئی شخص بیع و شراء کے وقت یہ لفظ کہہ دے یعنی لا خلافة تو اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اگر اس بیع کے اندر غبن پایا گیا تو خيار رد حاصل ہو گا جمہور علماء و منهم الحنفیة و الشافعیة، مغبون کیلئے خيار غبن حاصل ہونے کے قائل نہیں، اور اس حدیث کا جواب انہوں نے یہ دیا: بانہ واقعة حال لا عموم لها، قال ابن العربي: إنه كله مخصوص بصاحبه لا یعدی إلى غیرہ، اور امام مالک کا قول اصح بھی یہی ہے، اور دوسرا قول ان کا یہ ہے: لہ الخيار بشرط ان يبلغ الغبن ثلث القيمة کہ مغبون کے لئے خيار غبن ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس بیع کو فسخ کر سکتا ہے بشرط یہ کہ اس غبن کی مقدار ثلث قیمت تک پہنچتی ہو، اس سے ذرا کم ہو تو نہیں، کذا فی هامش الترمذی، اور ”بذل“^۱ میں نقلًا عن الخطابی امام مالک کا قول یہ لکھا ہے کہ جس صورت میں مشتری صاحب بصیرت نہ ہو اور اس کی بیع میں غبن پایا جائے تو اس کو خيار حاصل ہوتا ہے اور بذل ہی میں خطابي سے امام احمد کا قول وہ نقل کیا ہے جو اوپر ہم نے ذکر کیا ان الامام احمد قال اذا بايعه فقال لا خلافة فله الرد اه، پس حاصل کلام یہ نکلا کہ اکثر علماء اور حنفیہ شافعیہ کا اس حدیث پر عمل نہیں ہے وہ اس حدیث کو صاحب واقعه کے ساتھ خاص مانتے

ہیں، اور امام احمد اور امام مالک فی احد القولین۔

اس حدیث پر عمل کرتے ہیں ہم نے اپنے بعض اساتذہ سے سنا ہے اس حدیث کی توجیہ میں کہ اس حدیث میں کہاں تصریح ہے اس بات کی کہ لا ِخِلاۃَ کہنے کے بعد خیار غبن حاصل ہوتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کا زمانہ خیر کا زمانہ تھا لوگوں میں ایک دوسرے کیلئے ہمدردی تھی اسلئے حضور ﷺ نے ان صحابی کو یہ مشورہ دیا کہ اگر تم بیع سے نہیں رک سکتے تو کم از کم بیع کے وقت اتنا ہی کہہ دیا کرو تا کہ تمہارے ساتھ معاملہ کرنے والا تمہارا لحاظ و خیال رکھے اور بس، اور اگر یہی کہا جائے کہ آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ ایسا کہنے سے تمہیں خیار غبن حاصل ہو جائے گا تو پھر وہی جواب ہو گا جو اوپر شرح سے نقل کیا گیا کہ انہ مخصوص بہذا الصحابی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس حدیث کے ضمن میں ایک مسئلہ اور اختلافی ہے یعنی حجر علی الکبیر السفیہ، امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسباب حجر کا انحصار تین چیزوں میں ہے: ① جنون، ② صبا، ③ اور برق، فلا حجر عندہ علی الکبیر السفیہ، یعنی جو شخص باوجود عاقل بالغ ہونے کے معاملات میں اتاری ہو اور نادانی کی وجہ سے اپنا مال خراب اور ضائع کر دیتا ہو اس پر حجر واقع کرنا ائمہ ثلاث اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے، اور امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں، فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے، اس حدیث سے فی الجملہ دونوں مسلکوں کی تائید ملتی ہے فَتَہَاۃُ عَنِ الْبَیْعِ سے قائلین کی تائید ہوتی ہے اور اِنْ کُنْتَ غَیْرَ تَارِکٍ سے امام صاحب کی تائید ہوتی ہے، حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أخرجه البخاری ومسلم والنسائی، وحدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذہری۔

۳۵۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُمَوِيُّ، وَابْنُ أَبِيهِمُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ الْكَلْبِيُّ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: لِحَمْدِ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ عَطَاءٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَبْتَاعُ فِي عَقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَأَتَى أَهْلَهُ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، احْجُرْ عَلَى فُلَانٍ، فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ فِي عَقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَاكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَہَاۃُ عَنِ الْبَیْعِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنِّي لَا أَصْدِقُ عَنِ الْبَیْعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنْ كُنْتَ غَیْرَ تَارِکٍ الْبَیْعِ، فَقُلْ: هَاءُ وَهَاءُ، وَلَا خِلاۃَ"، قَالَ أَبُو ثَوْرٍ، عَنْ سَعِيدٍ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص عہد نبوی میں خرید و فروخت کرتا تھا اور وہ ضعیف العقل تھا تو اسکے گھر والوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! فلاں پر خرید و فروخت کی پابندی لگا دیجیے کیونکہ وہ ضعیف العقل ہے اور پھر بھی خرید و فروخت کرتا رہتا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اسکو بلوایا اور اس کو خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا تو اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں خرید و فروخت کرنے سے نہیں رک سکتا تو

جامع الترمذي - البيوع (١٢٥٠) سنن النسائي - البيوع (٤٤٨٥) سنن أبي داود - البيوع (٣٥٠١) سنن ابن ماجه - الأحكام (٢٣٥٤)

بیچ غریبان کا بیان

ترجمہ: عمرو بن شعیب، عن أبيه، عن جده کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عربان سے منع فرمایا امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اسکی تفسیر ہمارے خیال میں یہ ہے کہ ایک آدمی کسی دوسرے شخص سے غلام خریدتا ہے یا ایک آدمی کسی دوسرے شخص سے سواری کرایہ پر لیتا ہے اور یہ خریدار شخص یا کرایہ پر لینے والا شخص کہتا ہے کہ میں تم کو اتنے دینار دیتا ہوں اس شرط پر کہ اگر میں نے یہ سامان نہیں خریدا یا سواری کرایہ پر نہیں لی تو جو میں نے تم کو دینار دیئے ہیں وہ تمہارے ہونگے (اور اگر میں نے خرید لی یا کرایہ پر دکان یا سواری تو پھر یہ تم اسکے ثمن میں سے وصول کر لینا)۔

سنن أبي داود - البيوع (٣٥٠٢) سنن ابن ماجه - التجارات (٢١٩٢)

شرح الحدیث: عربان ضم عین اور سکون مراء کے ساتھ اور اس کو عربون بھی کہتے ہیں، اس کی تفسیر خود کتاب میں امام مالکؒ سے منقول ہے، حدیث الباب میں ہے: «ثُمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْعُرَبَانِ»، قَالَ مَالِكٌ: «وَذَلِكَ فِيمَا نَرَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ الْحَقَّ»۔

بیع عربان کی تعریف و بیان مذاہب: بیع عربان جس سے حدیث میں منع کیا گیا ہے حضرت امام مالکؒ اسکی تفسیر فرما رہے ہیں کہ عربان یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے غلام (مثلاً) خریدے یا اس سے دابہ کرایہ پر لے اور اس بیع یا اجارہ کے وقت مشتری یا مستاجر یوں کہے کہ میں تجھ کو یہ دینار دے رہا ہوں اس طور پر کہ اگر میں نے یہ چیز چھوڑی اور نہ خریدی یا کرایہ پر نہ لی تو پھر جو کچھ میں نے تجھ کو دیا ہے وہ تیرے لئے ہے اور اگر خرید لی یا کرایہ پر لے لی تو پھر یہ دینار ثمن اور اجرت میں شمار ہوگا، بیع عربان جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ناجائز ہے، ائمہ میں امام احمدؒ اور صحابہ میں عمرؓ و ابن عمرؓ سے اسکی اباحت منقول ہے، بادل میں یہ سب کچھ لکھنے کے بعد اخیر میں یہ ہے: قلت: ویرد العربان إذا ترک العقد علی کل حال بالاتفاق^①، یعنی وہ دینار جو

اس حدیث کے مفہوم میں بیع العبد الابق اور بیع الشئ قبل القبض اور بیع مال غیر بغیر اذنہ سب داخل ہیں، لیکن اس آخری صورت میں یعنی بیع فضولی میں علماء کا اختلاف ہے جو پہلے گزر چکا، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت حکیم بن حزامؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں اور مجھ سے ایسی چیز خریدنا چاہتے ہیں جو میرے پاس نہیں ہوتی تو کیا اس صورت میں میں ان کے ساتھ بیع کر سکتا ہوں، یعنی پہلے اس چیز کی بیع کر دوں اور پھر بعد میں اس کو بازار سے خرید کر اس شخص کو دوں، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه۔

۴۰۰۴ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، حَقِّي ذَكَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَحِلُّ سَلْفٌ وَبَيْعٌ، وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رِبْحٌ مَالَهُ تَقْصَمَنَّ، وَلَا بَيْعٌ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایسی بیع کرنا جائز نہیں جس میں قرضہ کی شرط لگائی جائے اور ایک بیع میں دو شرطیں لگانا جائز نہیں اور ایسی شئی جو تمہارے ضمان میں نہ ہو تو اس کا نفع حاصل کرنا بھی جائز نہیں اور جو چیز تمہاری ملکیت میں نہ ہو اس کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں۔

تحقیق: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۳۴) سنن النسائی - البیوع (۴۶۱۱) سنن أبي داود - البیوع (۳۵۰۴) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۱۸۸) مسند احمد - مسند السکون من الصحابة (۱۷۵/۲) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۶۰)

شرح الحديث: اس حدیث میں چار اجزاء مذکور ہیں جس کی شرح یہ ہے: ① نہیں حلال ہے قرض اور بیع، یعنی بیع بشرط القرض جائز نہیں، اور یا مطلب یہ کہ بیع بید المقدروض جائز نہیں، کیونکہ جب مقروض کے ساتھ بیع کی جائے گی تو وہ مشتری قرض کی رعایت میں شمن میں کمی نہیں کرے گا بلکہ ہو سکتا ہے اسکو گراں قیمت پر خریدے، حالانکہ ضابطہ یہ ہے: کل قرض جرفعا فهو ربا، ② وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ: اس کا مفہوم عند الجمهور تو یہ ہے لا بیعان فی بیع جیسا کہ حدیث ہے: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ ①، اور امام احمد نے اس حدیث کو اپنے ظاہر پر رکھا یعنی یہ کہ کسی بیع میں دو شرطیں لگانا تو جائز نہیں، اور صرف ایک شرط اگر ہو تو جائز ہے، چنانچہ ترمذی میں ہے: قَالَ أَحْمَدُ: إِذَا قَالَ: أَبَيْعُكَ هَذَا الثَّوبَ وَعَلِيَّ خِيَابَتَهُ وَتَصَارَتَهُ فَهَذَا مِنْ نَحْوِ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ، وَإِذَا قَالَ: أَبَيْعُكَ وَعَلِيَّ خِيَابَتَهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ، أَوْ قَالَ: أَبَيْعُكَ وَعَلِيَّ قَصَارَتَهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ، إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ وَاحِدٌ قَالَ إِسْحَاقُ كَمَا قَالَ، یعنی اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ کوئی کپڑا بیچے اور بائع بوقت بیع اپنے ذمہ دو شرطیں لگالے کہ میرے ہی ذمہ اس کا سینا ہو گا اور دھونا بھی تو یہ صورت تو ناجائز ہے اور اگر بیع ثوب کے وقت صرف خیاطت یا صرف تصارت کی شرط لگائی تو اس میں کچھ حرج نہیں یہ شرط واحد ہے اور حدیث میں ممانعت شرطین کی ہے، اور جمهور اس کے

جواب میں یہ کہتے ہیں کہ ہر وہ شرط جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو اس کا لگانا جائز نہیں، مفسد بیع ہے کیونکہ ایک دوسری حدیث میں ہے: **بُئِيَ عَنْ بَيْعٍ وَشَرْطٍ** ^(۱) اور اس حدیث کا تیسرا جزء یہ ہے کہ جو چیز آدمی کے ضمان میں داخل نہ ہو اس سے ربح حاصل کرنا جائز نہیں، جیسے بیع قبل القبض۔ ^(۲) چوتھا جزء وہی ہے جو ترجمۃ الباب میں مذکور ہے جس کی مثال گزر چکی۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۷۱۔ بَابُ فِي شَرْطٍ فِي بَيْعٍ

بیع میں ایک شرط لگانے کا بیان

۳۵۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْنَى، عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَكَرِيَّا، حَدَّثَنَا عَامِرٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بُعِثْتُ يَنْبَغِي بَعِيرًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَرَطْتُ مُحْمِلَانَهُ إِلَى أَهْلِي، قَالَ فِي آخِرِهِ: «لُرَأِي إِنْ مَّا كَسْتُكَ لِأَذْهَبَ بِجَمَلِكَ؟ لَحُدَّ جَمَلُكَ وَشِمَتُهُ لَهُمَا مَالٌ»۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا اونٹ فروخت کیا اور میں نے یہ شرط لگائی کہ میں اپنے گھر تک اس اونٹ پر سوار ہو کر جاؤں گا..... راوی نے حدیث کے آخر میں نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے اونٹ خریدتے وقت اس اونٹ کی قیمت اس لئے کم کرائی تھی تاکہ میں تمہارے اونٹ کو کم قیمت پر لے لوں؟ تم اپنا اونٹ بھی لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی یہ دونوں تمہارے ہیں۔

تحریک: صحیح البخاری - البیوع (۱۹۹۱) صحیح البخاری - الوکالة (۲۱۸۵) صحیح البخاری - المظالم والقصب (۲۳۳۸) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۰۵)۔

شرح الحدیث: مصنف کی غرض بیع میں شرط واحد کے جواز کو بیان کرنا ہے جیسا کہ امام احمدؒ کا مذہب ہے اور مصنف حنبلی ہیں، اس باب میں مصنف نے حضرت جابرؓ کی شرائط والی روایت ذکر کی ہے جس میں ہے: **وَاشْتَرَطْتُ مُحْمِلَانَهُ إِلَى أَهْلِي**۔

حضرت جابرؓ کی شرائط والی حدیث: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ہاتھوں اپنا اونٹ فروخت کیا اور میں نے آپ ﷺ سے فروخت کرتے وقت گھر تک اس پر سوار ہونے کی شرط لگائی، یہ شرط جیسا کہ ابھی اوپر گزرا امام احمدؒ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے، وعند مالک الفرق بین المكان القریب والبعید، یعنی مختصر سی مسافت کی شرط لگانا تو جائز ہے ان کے نزدیک، مسافت طویلہ کی شرط لگانا ناجائز نہیں، حنفیہ و شافعیہ کی طرف سے اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس قصہ کی روایات کے الفاظ مختلف وارد ہیں ایک روایت میں ہے: **أَفْقَرَنِي ظَهْرُهُ** ^(۱)، یعنی آپ

ﷺ نے یہ اونٹ بطور عاریت کے مدینہ تک پہنچنے کے لئے مجھے دیدیا تھا، اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں صلب عقد میں کوئی شرط نہیں تھی بلکہ سرے سے شرط ہی نہ تھی آپ ﷺ نے اونٹ عاریتہ دیدیا تھا۔

قال فی آخرہ: ثرانی إني ما كنت لك لأذهب بـحملك؟ أخذ جملك وثمنه فـهـما لك: مصنف کہہ رہے ہیں کہ اس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ کیا تیرا خیال میرے بارے میں یہ ہے کہ میں نے تجھ سے اونٹ خریدتے وقت ثمن میں کمی اسلئے کرائی تھی تاکہ کم قیمت میں تیرا اونٹ لے لوں، (نہیں ایسا نہیں تھا بلکہ) لے اپنا اونٹ بھی لے جا اور اس کا ثمن بھی، دونوں ہی ہم نے تجھ کو دیئے، مصنف نے اس حدیث کو یہاں حسب عادت مختصر بیان کیا، صحیح بخاری میں یہ حدیث دسیوں نہیں بلکہ بیسیوں جگہ ہے کہیں مختصر کہیں مطول، کتاب الشروط میں اس حدیث پر انہوں نے بَاب إِذَا اشترط البائع ظهور الدابة إلى مكان مسعى جاز ترجمہ قائم کیا ہے اور وہاں جو حدیث ذکر کی ہے اس میں اس طرح ہے کہ میں غزوہ تبوک میں حضور ﷺ کے ساتھ ایسے اونٹ پر سوار ہو کر جا رہا تھا جو تھک گیا تھا، حضور ﷺ جب میرے قریب کو گزرے تو آپ نے اس اونٹ کے ایک ضرب لگائی اور دعا بھی فرمائی جس سے وہ بہت تیز چلنے لگا، وہ فرماتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے اس کے خریدنے کی بات شروع کی (تفریحا) اور فرمایا کہ میرے ہاتھ یہ ایک اوقیہ میں فروخت کر دے میں نے نفی میں جواب دیا، آپ نے مکرر فرمایا، پھر آگے یہ ہے کہ جب ہم مدینہ پہنچ گئے تو میں نے یہ اونٹ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے لے لیا، اور اس کا ثمن مجھے دلوادیا، پھر جب میں جانے لگا تو آدمی بھیج کر مجھے بلایا اور فرمایا ہمیں تیرا اونٹ لینا مقصود نہیں تھا اور پکڑ اپنا اونٹ بھی جو کہ تیرا ہی مال ہے الحدیث ①۔ والحدیث أخرجه البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجه، مختصرًا أو مطولًا، قاله المنذرى۔

۷۲۔ بَابُ فِي عَهْدَةِ الرَّقِيقِ

غلام کی ذمہ داری کا بیان

۳۵۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «عَهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةٌ أَيَّامٌ».

ترجمہ: عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غلام کی ذمہ داری اس کے فروخت کرنے والے پر تین دن تک رہتی ہے۔

۳۵۰۷۔ حَدَّثَنَا هَامُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ زَادَ «إِنْ وَجَدَ دَاءً»

فِي الثَّلَاثِ لِيَأْتِيَ مَرْغَبٌ بَيِّنَةٌ، وَإِنْ وَجَدَ دَاءَ بَعْدَ الثَّلَاثِ كُفِيَ الْبَيْعَةُ أَنَّهُ اشْتَرَاهُ، وَبِهِ هَذَا الدَّاءُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا التَّفْسِيرُ مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ».

ترجمہ قتاؤہ سے گزشتہ حدیث کی سند سے اسی کے ہم معنی روایت مروی ہے۔ ہمام راوی نے یہ اضافہ کیا اگر تین دن میں مشتری نے غلام میں کوئی عیب پایا تو بغیر گواہوں کے وہ غلام واپس کر سکتا ہے اور اگر تین دن گزرنے کے بعد مشتری نے غلام میں کوئی عیب دیکھا تو مشتری کے ذمہ لازم ہو گا کہ وہ اس پر گواہ پیش کرے کہ اس غلام کے خریدتے وقت اس میں یہ عیب موجود تھا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ قتاؤہ نے حدیث کی مذکورہ تفسیر ذکر کی ہے۔

تحقیق سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۰۶) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۴۵) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۵۰/۴) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۵۲/۴) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۵۱)

شرح الحدیث مسئلہ مترجم بہا کی تشریح مع بیان المذایب والدلیل: غلام کو واپس لینے کی ذمہ داری تین دن تک رہتی ہے، یعنی اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ اپنا غلام فروخت کرے اور پھر مشتری کے پاس اس غلام میں کوئی عیب ظاہر ہو تو تین دن کے اندر اندر بائع کیلئے اس کا واپس لینا ضروری ہے یعنی واپس لینے کی اس کی ذمہ داری ہے یعنی بغیر بینہ کے، اور اگر تین دن کے بعد کوئی عیب اس میں ظاہر ہو تو پھر بغیر بینہ قائم کئے مشتری کو واپس کرنے کا کوئی حق نہیں۔

اس حدیث کا تعلق خیار عیب سے ہے، جمہور علماء اور ائمہ ثلاث کے نزدیک مشتری کو عیب کی وجہ سے جو خیار عیب حاصل ہوتا ہے اس کا عام قاعدہ اور ضابطہ یہ ہے کہ اگر وہ عیب ایسا ہے کہ اس مدت میں اس کا مشتری کے یہاں پیدا ہونا ممکن نہیں تب تو بغیر بینہ کے مشتری اس مبیع کو واپس کر سکتا ہے، اور اگر وہ عیب ایسا ہے کہ اس مدت میں مشتری کے یہاں پیدا ہو سکتا ہے یعنی اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ پہلے سے ہو، اس صورت میں مشتری کو بذریعہ بینہ یہ ثابت کرنا ہو گا کہ یہ عیب میرے یہاں آکر پیدا نہیں ہوا بلکہ پہلے ہی سے ہے، پس اگر مشتری یہ بینہ پیش کر دیگا تب تو اس کو اس مبیع کے واپس کر دینے کا حق ہو گا ورنہ نہیں، جمہور کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ ہے کوئی مسئلہ اور جزئیہ ان کے نزدیک اس سے مستثنیٰ نہیں، امام مالک کے نزدیک اس میں ایک استثناء ہے جو کہ حدیث الباب میں مذکور ہے جس کا تعلق غلام اور باندی کی شراء سے ہے کہ اگر وہ مبیع غلام یا باندی ہے اور مشتری نے اس کے اندر کوئی عیب پایا تو مشتری تین دن کے اندر اندر اس غلام یا باندی کو بہر حال بغیر بینہ کے واپس کر سکتا ہے چاہے وہ عیب کیسا ہی ہو، مگر یہ ان کے یہاں اس صورت میں ہے جب کہ بائع نے براءت من کل عیب کی شرط نہ لگائی ہو، اور اگر لگائی ہو تو لگے یہاں بھی یہ مسئلہ نہیں ہے، بہر حال یہ حدیث امام مالک کی دلیل اور جمہور کے خلاف ہے، جمہور کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں، بذل میں ہے: وضعف أحمد بن حنبل عهدة الثلاث، وقال: لا يثبت في العهدة حدیث وقالوا: لم يسمع الحسن من عقبة بن عامر شيئاً^۱، خطابي فرماتے ہیں کما فی البذل: قال وعهدة السنة من الجنون والجذام والبرص

فإذا مضت السنة فقد برىء البائع من العهدة كلها قال ولا عهدة إلا في الرقيق خاصة، وهذا قول أهل المدينة ابن المسيب والزهري^١، یعنی بڑی بڑی بیماریاں جیسے جنون جذام اور برص ان میں عہدۃ الرقیق کی مدت بڑھ جاتی ہے تین دن کے بجائے ایک سال ہے، وہ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ اس میں نہ تین دن کا اعتبار کرتے تھے نہ ایک سال کا، اسی آخر ما ذکر^٢ میں کہتا ہوں اور مؤطا محمد میں ہے: لسنا نعرف عهدة الثلاث ولا عهدة السنة الخ کہ ہم نہیں جانتے کہ عہدۃ الثلاث اور عہدۃ السنة کیا ہوتا ہے، مگر یہ کہ آدمی تین دن کی یا ایک سال کی شرط لگائے تو پھر وہ شرط معتبر ہوگی یعنی عہدۃ الرقیق کوئی مستقل چیز نہیں ہے اسکا کوئی ثبوت ہی نہیں ہے حدیث مرفوع سے ہاں خیار شرط معتبر اور ثابت ہے لہذا اگر مشتری غلام یا باندی خریدتے وقت شرط لگائے رد بالعیب کی مطلقاً خواہ وہ تین دن کی ہو یا ایک سال کی ہو، تو اس حیثیت سے وہ معتبر ہوگی، کیونکہ خیار شرط شرعاً ثابت اور متفق علیہ ہے^٣۔

٧٣۔ بَابُ فِيمَنْ اشْتَرَى عَبْدًا فَاسْتَعْمَلَهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا

کوئی شخص غلام خریدے اور اس غلام سے کمائی کروائے پھر اس غلام میں مشتری عیب دیکھے (پھر بائع کو لوٹا دے تو غلام سے جو کمائی کی گئی وہ کس کی ہوگی؟)

مسئلہ مترجم بہا کی تشریح: ہمارے اس نسخہ میں اسی طرح ہے فاستعمله، اور نسخہ خطابی میں بجائے اس کے "فاستغله" ہے استعمال غلہ سے ماخوذ ہے غلہ بمعنی نفع و آمدنی، لہذا ترجمۃ الباب کا مطلب یہ ہوگا کہ جس شخص نے غلام خرید اور پھر اس سے کمائی کرائی اور پھر مشتری نے اس غلام میں کوئی عیب پایا اس کے بارے میں مصنف یہ مسئلہ بیان کرنا چاہ رہے ہیں کہ جب اس غلام میں عیب نکل آیا تو اب ظاہر بات ہے مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا جس کی وجہ سے وہ اس غلام کو واپس کر سکتا

① معالم السنن شرح سنن ابی داؤد - ج ۳ ص ۱۴۷، ہذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۱۸۳

② ہذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۱۸۳

③ امام مالکؒ نے مؤطا میں ترجمہ قائم کیا: "العہدۃ فی الرقیق" اور پھر اس کے ذیل میں وہ حدیث مرفوع ذکر نہیں کی جو یہاں ابوداؤد میں ہے بلکہ بعض امرائے مدینہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل کا طرز عمل (ہرقم ۲۲۶۷) بیان کیا: إجماعاً کانوا یذکران فی خطبتہما عہدۃ الرقیق فی الایام الثلاثۃ من حین بشرى العبد، أو الولیدۃ، وعہدۃ السنۃ، یعنی یہ امرائے مدینہ اپنے خطبوں میں عہدۃ الرقیق اور اسی طرح عہدۃ الولیدۃ فی الایام الثلاثۃ اور فی السنۃ ذکر کیا کرتے تھے، علامہ باجی فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کا مقصد یہ ہے کہ یہ عہدۃ الرقیق فی الایام الثلاثۃ اور فی السنۃ ان امور میں سے ہے جو مشہور اور معمول بہا تھے اور جن کا امر و اہتمام کیا کرتے تھے یہاں تک کہ خطبوں میں اس کو بیان کیا کرتے تھے اور امام محمدؒ نے مؤطا میں ترجمہ قائم کیا: بَابُ عَہدۃ الثلاثۃ والسنۃ، اور پھر وہی روایت ذکر کی جو مؤطا مالک میں ہے پھر اس میں امام محمدؒ نے تعقب کرتے ہوئے فرمایا: قال محمد: لسنا نعرف عہدۃ الثلاث، ولا عہدۃ السنۃ إلا أن بشرط الرجل خیار ثلاثۃ ایام، أو خیار سنۃ فیكون ذلك علی ما اشترط، وأما فی قول ابی حنیفۃ فلا یجوز خیار إلا ثلاثۃ ایام (التعلیق المجد علی مؤطا محمد ج ۳ ص ۲۵۷-۲۵۸)، امام محمدؒ فرما رہے ہیں کہ خیار شرط کا اعتبار ہے عہدۃ الرقیق کوئی چیز نہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ خیار شرط میں تین دن کی بھی شرط لگائی جائے گی وہ درست ہے ہمارے نزدیک لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خیار عیب تین دن سے زیادہ نہیں ہوتا۔

ہے لیکن وہ آمدنی جو مشتری کو غلام کے ذریعہ سے اس مدت میں حاصل ہوئی ہے اس کا کیا ہو گا وہ بھی غلام کے ساتھ واپس جائے گی یا اس کا مستحق خود مشتری ہو گا، اس بارے میں مصنف نے جو حدیث ذکر کی وہ یہ ہے۔

۳۵۰۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَرْبٍ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ خُطَّابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْحَرَجُ بِالْضَمَانِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ضمان کے بدلہ میں نفع ہوتا ہے۔
جامع الترمذی - البیوع (۱۲۸۵) سنن النسائی - البیوع (۴۴۹۰) سنن ابی داود - البیوع (۳۵۰۸) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۴۲) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۴۹/۶)

شرح الحدیث: خراج بمعنی نفع اور پیداوار، بالضمنان ای مستحق بسبب الضمان، یعنی آدمی آمدنی اور نفع کا مستحق ہوتا ہے ضمان کی وجہ سے، پس جو شی جس شخص کے ضمان میں ہوگی اس کی آمدنی اور نفع کا مستحق بھی وہی ہوگا، لہذا اس حدیث سے ترجمہ الباب والے مسئلہ کا حکم معلوم ہو گیا، وہ یہ کہ یہ آمدنی مشتری کیلئے ہوگی، غلام کیساتھ واپس نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ اگر اس دوران وہ غلام مشتری کے یہاں ہلاک ہو جاتا تو اس کا ضامن مشتری ہی ہوتا، یہ الخراج بالضمنان والا مسئلہ تقریباً اجماعی ہے چنانچہ احناف نے مسئلہ مصرعہ میں بھی اسکو پیش نظر رکھا لیکن جمہور نے اس مسئلہ میں اس حدیث کی موافقت نہیں کی۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

۳۵۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ خُطَّابٍ الْغَفَّارِيِّ، قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَنَاسٍ شَرِكَةٌ فِي عَبْدٍ فَأَقْتَرَيْنَاهُ وَبَعْضُنَا غَائِبٌ، فَأَغْلَّ عَلَيَّ غَلَّةٌ فَخَاصَمَنِي فِي نَصِيبِهِ إِلَى بَعْضِ الْقَضَاةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أُرَدَّ الْغَلَّةَ فَأَتَيْتُ عُرْوَةَ بِنَ الْزُبَيْرِ، فَحَدَّثَنِي فَأَتَاهَا عُرْوَةُ، فَحَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الْحَرَجُ بِالْضَمَانِ».

ترجمہ: محمد الغفاری کہتے ہیں کہ میرے اور چند لوگوں کے درمیان ایک غلام مشترک تھا تو میں نے اس غلام سے کمائی کروائی اس وقت ہمارا ایک شریک حاضر نہیں تھا تو اس غیر حاضر شریک نے آنے کے بعد مجھ سے مطالبہ کیا کہ اس غلام سے حاصل ہونے والی آمدنی میں سے میرا حصہ دیا جائے اور وہ شریک اپنے حصہ کے حاصل کرنے کیلئے مجھے ایک قاضی کے پاس لے گیا تو قاضی نے مجھے حکم دیا کہ میں اس شریک کو اس غلام کی آمدنی میں سے حصہ دوں تو میں نے عروہ بن زبیر کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے سارا واقعہ ذکر کیا تو عروہ بن زبیر اس قاضی کے پاس تشریف لائے اور ان کو یہ حدیث سنائی کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ نفع ضمان کے بدلہ میں ہوتا ہے۔

جامع الترمذی - البیوع (۱۲۸۵) سنن النسائی - البیوع (۴۴۹۰) سنن ابی داود - البیوع (۳۵۰۹) سنن ابن ماجہ - التجارات

(۲۲۴۲) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۴۹/۶)

شرح الحدیث

مخلف بن خفاف کہتے ہیں کہ میرے اور بعض لوگوں کے درمیان ایک غلام مشترک تھا تو ایسا ہوا کہ ہمارے بعض شریک موجود نہیں تھے، میں نے اس غلام کو کمائی پر لگا کر اس کے ذریعے سے کچھ کمایا، جب شریک غائب آیا تو اس نے اس غلام والی آمدنی میں سے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا اور اس مسئلہ کو قاضی وقت کے پاس لے گیا، قاضی صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میں اس آمدنی میں اس کا بھی حصہ لگاؤں میں قاضی کے اس فیصلہ کے بعد حضرت عروہ بن الزبیر کے پاس گیا اور ان سے یہ سارا قصہ اور قاضی کا فیصلہ بیان کیا، عروہ یہ سن کر قاضی کے پاس گئے اور اس قاضی سے یہ حدیث مرفوع جو حضرت عائشہ سے مروی ہے: **الخراج بالقسمان بیان کی، یعنی آپ کا یہ فیصلہ صحیح نہیں خلاف حدیث ہے۔**

۳۵۱ -

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِيعِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا، ابْتِاعَ غُلَامًا فَأَقَامَهُ عِنْدَهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُقِيمَ، ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْنًا فَخَاصَمَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَردُّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ اسْتَعْلَى غُلَامِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **«الخراج بالقسمان»**، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: **«هَذَا إِسْنَادٌ لَيْسَ بِذَلِكَ»**.

شرح الحدیث

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے ایک غلام خرید اور وہ غلام کچھ مدت تک خریدار کے پاس رہا پھر خریدار نے اس غلام میں عیب پایا تو خریدار نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فروخت کرنے والے کے خلاف مقدمہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے غلام فروخت کرنے والے کو واپس لوٹا دیا تو اس فروخت کرنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس خریدار نے اس غلام سے آمدنی اور نفع کمایا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نفع ضمان کے بدلہ میں ہوتا ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

شرح

جامع الترمذی - البیوع (۱۲۸۵) سنن النسائی - البیوع (۴۹۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۱۰) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۴۲) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۴۹/۶)

شرح الحدیث

اس کا مضمون اوپر والی حدیث کے مضمون ہی کی طرح ہے۔

الخراج بالضمان حدیث کس درجہ کی ہے؟ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: **«هَذَا إِسْنَادٌ لَيْسَ بِذَلِكَ»**: سند چاہے کیسی ہو لیکن مسئلہ اسی طرح ہے، اس سند کے ضعف کی وجہ جس کو مصنف فرما رہے ہیں یہ ہے کما قال المنذری کہ اس کی سند میں مسلم بن خالد الزنجی ہیں جو کہ ضعیف ہیں، منذری کہتے ہیں، لیکن امام ترمذی نے اس حدیث کو اپنی جامع میں اس سند سے روایت کیا ہے: **عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْقَدَمِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْخَرَاجَ بِالْقَسَمَانِ»** قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ اه، اس سند میں مسلم ابن خالد الزنجی

نہیں ہے، نیز ترمذی میں ہے: قال أبو عیسیٰ: استغرب محمد بن اسماعیل هذا الحديث من حديث عمر بن علي، قلت: تراہ قد یسأ؟ قال: لا، اه، تہذیب السنن میں مندری فرماتے ہیں: وحكى البيهقي عن الترمذی انه ذكره لمحمد بن اسمعيل البخاري فكانه اعجبه يعني امام بخاری نے جب یہ حدیث اس سند سے سنی تو اس کو پسند فرمایا اھ اس کے بعد حافظ مندری نے عمر بن علی کے بارے میں لکھا نو قد اتفق البخاری ومسلم علی الاحتجاج بحديثه ورواه عن عمر بن علي ابو سلمة يحمي بن خلف الجويباري وهو من يروى عنه مسلم في صحيحه، وهذا اسناد جيد ولهذا صححه الترمذی، وهو غريب كما اشار اليه البخاری والترمذی، واللہ تعالیٰ اعلم۔ حافظ مندری نے ترمذی والی روایت کے تمام رواۃ کی ثقاہت کو اپنے اس کلام میں ذکر کر دیا ہے اور پھر اخیر میں فرما رہے ہیں کہ یہ سند جید ہے اسی لئے اس حدیث کی امام ترمذی نے تصحیح کی ہے، اور گو غریب بھی ہے لیکن غرابت صحت کے منافی نہیں جیسا کہ مشہور اصولی مسئلہ ہے اور حضرت شیخ کے حاشیہ بذل میں ہے: ذکر تخریج الحديث الحافظ في التلخيص والسألة إجماعية لهذا الحديث كما في الأوجز^①، امام ابو داؤد نے اس حدیث الخرج بالضممان کو بروایت عائشہ تین مختلف سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، ان تین میں سے ایک سند پر کلام کیا ہے۔

۷۴۔ بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَالْمَبِيعُ قَائِمٌ

جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے اور فروخت کیا ہو اسامان بھی موجود ہو تو اس میں شرعی حکم کیا ہے؟
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ قَيْسٍ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْأَشْعَثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: اشْتَرَيْتُ الْأَشْعَثَ رَقِيقًا مِنْ رَقِيقِ الْحَمِيرِ، مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بِعِشْرِينَ أَلْفًا فَأَرْسَلَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَيْهِ فِي ثَمَنِهِمْ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَخَذْتُهُمْ بِعِشْرَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَأَخَذْتَهُ رَجُلًا يَكُونُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ، قَالَ الْأَشْعَثُ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِكَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَلَمَّا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السَّلْعَةِ، أَوْ يَكْتُمُ كَانَ».

ترجمہ: محمد بن اشعث کہتے ہیں کہ میرے والد اشعث نے عبد اللہ بن مسعود سے خمس کے غلاموں میں چند غلام بیس ہزار درہم کے بدلے میں خریدے تو عبد اللہ بن مسعود نے ان غلاموں کی قیمت وصول کرنے کیلئے ایک آدمی کو اشعث کے پاس بھیجا تو اشعث نے کہا کہ میں نے یہ غلام دس ہزار درہم کے بدلے میں خریدے تو عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ آپ میرے اور اپنے درمیان کسی تیسرے شخص کو حکم بنا لیجئے تو اشعث نے کہا کہ آپ ہی میرے اور اپنے نفس کے درمیان حکم ہیں تو عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب بائع اور مشتری میں

اختلاف ہو جائے اور ان دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ موجود نہ ہوں تو سامان کے مالک یعنی بائع کا قول معتبر ہو گا یا دونوں اس معاملہ کو چھوڑ دیں گے۔

۳۵۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، بَاعَ مِنَ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، رَقِيقًا قَدْ كَرَّمَتْهُ الْكَلَامُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ.

ترجمہ: قاسم بن عبد الرحمن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود نے اشعث بن قیس کو چند غلام بیچے اسکے بعد گزشتہ حدیث کے ہم معنی حدیث ہے اس حدیث میں کچھ کمی بیشی ہے۔

تحقیق: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۷۰) سنن النسائی - البیوع (۶۶۸) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۱۱) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۴۹)

شرح الحدیث: عبد الرحمن بن قیس روایت کرتے ہیں اپنے باپ قیس سے اور قیس روایت کرتے ہیں عبد الرحمن کے دادا محمد بن الاشعث سے محمد بن الاشعث اپنے والد یعنی اشعث کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اشعث نے بیت المال کے غلاموں میں سے چند غلام عبد اللہ بن مسعود سے خریدے بیس ہزار درہم میں عبد اللہ بن مسعود نے ثمن لینے کیلئے اشعث کے پاس آدمی بھیجا اشعث نے کہا کہ میں نے وہ غلام دس ہزار درہم میں خریدے ہیں (اور عبد اللہ فرماتے تھے کہ بیس ہزار میں خریدے ہیں) جب ان دونوں میں اختلاف ہوا تو عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کسی شخص کو اپنے اور میرے درمیان حکم بنالینے، اشعث نے کہا میرے اور آپ کے درمیان خود آپ ہی حکم ہیں اس پر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السِّلْعَةِ، أَوْ يَتَّخِذُ كَان.

شرح الحدیث و بیان مذاہب الأئمة: یعنی جب بائع اور مشتری کا مقدار ثمن میں یا مبیع میں اختلاف ہو اور بینہ کسی کے پاس نہ ہو تو پھر رب السِّلْعَةِ یعنی بائع کا قول معتبر ہو گا (یعنی مع ہمینہ) اور یا پھر دونوں اس معاملہ کو چھوڑ دیں اور فسخ کر دیں، یعنی یا تو مشتری بائع کے قول کو مع ہمینہ تسلیم کر لے اور اس پر راضی ہو جائے اگر ایسا ہے تو فیہا اور اگر مشتری راضی نہ ہو تو پھر وہ بھی اپنی بات پر قسم کھالے اور پھر قاضی دونوں کے درمیان معاملہ کو فسخ کر دے یعنی ثمن مشتری، مشتری کو واپس کر دیجائے اور مبیع مشتری سے لیکر بائع کو دیدی جائے۔

جاننا چاہیے کہ یہ مسئلہ مشہور اختلافی ہے بین الحنفیۃ والشافعیۃ، اور وہ اختلاف یہ ہے کہ اوپر حدیث میں جو مسئلہ مذکور ہے وہ امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک مطلقاً ہے خواہ سلعہ یعنی مبیع موجود ہو یا ہلاک ہو گئی ہو اور اس دوسری صورت میں تراد کا مطلب یہ ہو گا کہ مشتری مبیع کی قیمت واپس کرے اور امام محمدؒ بھی ان ہی کے ساتھ ہیں اور شیخین امام ابو حنیفہؒ و ابو یوسفؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ حکم مذکور فی الحدیث اس صورت میں ہے جب کہ مبیع قائم ہو اور اگر مبیع ہلاک ہو گئی ہو تو پھر ان دونوں کے نزدیک القول قول مشتری مع ہمینہ، شیخین کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کے بعض طرق میں تصریح ہے اذا اختلف البیعان والسلعة قائمة

جس کی طرف مصنف نے بھی خود اشارہ کیا ہے ترجمہ الباب میں اس لئے کہ انہوں نے ترجمہ الباب میں ”والمبیع قائم“ کی قید لگائی ہے لہذا ترجمہ الباب میں حنفیہ کی تائید ہوئی۔

تفصیل المسئلة: یہ جو کچھ اب تک ذکر کیا گیا حدیث الباب کی شرح میں، اور اسکے بعد فقہاء کا اختلاف یہ سب اس صورت میں تھا جب کہ بائع اور مشتری میں سے کسی کے پاس بیئہ نہ ہو اور اگر کسی ایک کے پاس بیئہ ہے اپنے دعویٰ پر تو صاحب بیئہ کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا اور اگر ہر ایک نے بیئہ قائم کر دیا تو اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ جو بیئہ مثبتہ للزیادة ہو گا وہ اولیٰ ہو گا، اس حدیث کے ذیل میں مؤطا محمد میں ہے: قال محمد: وبهذا نأخذ. إذا اختلفا في الثمن تحالفا وترادا البيع - وهو قول أبي حنيفة والعامّة من فقہائنا - إذا كان المبیع قائماً بعینہ، فإن كان المشتري قد استهلكه، فالقول ما قال المشتري في الثمن في قول أبي حنيفة (وأي يوسف)، وأما في قولنا فيتحالفاً وترادان القيمة. اه^①، اس میں امام محمدؒ نے تصریح کر دی ہے کہ ان کی رائے اس مسئلہ میں امام صاحب کے ساتھ نہیں بلکہ وہ اس میں امام شافعیؒ کے ساتھ ہیں کما قد سلف منافی بیان المذاہب والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذري۔

۷۵۔ بَابُ فِي الشُّفْعَةِ

شفعہ کا بیان

شفعه کے لغوی اور اصطلاحی معنی کی تحقیق و تنقیح: شفعة کے لغوی معنی ضم کے ہیں^①، قال القسطلانی: وهي في اللغة الضم على الأشهر من شفعت الشيء، ضمته فهي ضم نصيب إلى نصيب، وفي الشرع حق تملك قهري يثبت للشريك القديم على الحادث فيما ملك بعوض^②، اور فتح الباری میں ہے: وفي الشرع انتقال حصة شريك إلى شريك كانت انتقلت إلى أجنبي بمثل العوض المسمى ولم يختلف العلماء في مشروعيتها إلا ما نقل عن أبي بكر الأصم من إنكارها اه^③، ان تعریفات میں جمہور کے مسلک کی رعایت کی گئی ہے جن کے نزدیک شفعة کا ثبوت صرف شریک کیلئے ہوتا ہے بخلاف حنفیہ کے کہ لنگے نزدیک شفعة کا انحصار شریک میں نہیں ہے بلکہ لنگے نزدیک شفعة بحق جوار بھی ہوتا ہے جیسا کہ آگے مفصلاً آ رہا ہے حافظؒ نے جو تعریف کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ احد الشریکین کا حصہ جو بیع کی وجہ سے کسی اجنبی شخص کی طرف منتقل ہو گیا ہے (یعنی مشتری) اس کا منتقل ہونا اس اجنبی سے شریک آخر کی طرف عوض مسمیٰ کے بدلہ میں، اس

① التعلیق المجد علی مؤطا محمد - ج ۳ ص ۲۴۲-۲۴۳

② کسی زمین یا مکان کی بیع کے وقت شرکت یا جوار کی وجہ سے احد الشریکین یا بیع کے لئے حق تملك حاصل ہونا بیع من المشتري۔

③ إرشاد السامري لشرح صحيح البخاري - ج ۴ ص ۱۲۲

④ فتح الباری شرح صحيح البخاري - ج ۴ ص ۴۳۶

سے مراد وہ شمن ہے جو مشتری نے ادا کیا ہے بائع کو، یہ احد الشریکین کے حصہ کا انتقال شریک آخر کی طرف جس کو شفعہ کہا جاتا ہے اس کا حصول چونکہ شریک آخر کیلئے غیر اختیاری ہے یعنی شرعی طور پر اسکو یہ حق پہنچتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنے اس حق کو لے یا نہ لے اسی لئے قطلانی نے شفعہ کی تعریف میں حق مملکت قہریٰ ای غیر اختیاری کہا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے وراثت کہ ایک وارث کو دوسرے وارث کے مال کا استحقاق غیر اختیاری طور پر ہوتا ہے، اسی طرح شفعہ بھی ہے کہ شریعت نے احد الشریکین اور پڑوسی کیلئے شریک آخر اور جار کے حصہ میں حصہ رکھا ہے اگر وہ شریک چاہے تو شریک آخر کا وہ حصہ جو شخص آخر اجنبی یعنی مشتری کے پاس پہنچ گیا ہے اس کو اس سے لے سکتا ہے جتنے میں وہ چیز مشتری کو پڑی، اسی لئے ہمارے فقہاء نے شفعہ کی تعریف اس طرح کی ہے: تملك البقعة بما قام علی المشتري بسبب الشركة او الجوار، ہر معنی اصطلاحی میں معنی لغوی بھی ملحوظ ہوتے ہیں، چنانچہ یہاں بھی شفعہ شرعی میں اس کے لغوی معنی یعنی حصہ حصہ پائے جاتے ہیں یعنی ایک شریک دوسرے شریک کے حصہ کو اپنے حصہ کی طرف ملاتا ہے (وہذا غایۃ توضیح لهذا المقام)

اسباب شفعہ عند النعمہ: اسکے بعد جانا چاہیے کہ اسباب شفعہ میں ائمہ کا اختلاف ہے، ہمارے یہاں اسباب شفعہ دو ہیں شرکت اور جوار، پھر شرکت کی دو قسمیں ہیں، شرکت فی نفس المبیع، اور شرکت فی طریق المبیع طریق کی کوئی تخصیص نہیں، بلکہ مقصود شرکت فی حق من حقوق المبیع ہے کالطریق والشرب ونحوہما، اور عند الجمهور وائتہ ثلاث سببیت منحصر ہے شرکت فی نفس المبیع میں، لہذا اسباب شفعہ ہمارے یہاں تین ہیں اور جمهور کے نزدیک صرف ایک، یعنی شرکت فی نفس المبیع، باقی دو کے وہ قائل نہیں ہیں۔

۳۵۱۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِدْرِاهِيمَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْدِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الشَّفْعَةُ فِي كُلِّ شَرْكَ رِبْعَةٌ، أَوْ حَائِطٌ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَبِيعَ، حَقٌّ لِمَنْ شَرِيكَهُ، فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَقِّي لِمَوْلَانِ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر مشترک شئی میں شفعہ ثابت ہے چاہے وہ گھر ہو یا باغیچہ اور بائع کیلئے درست نہیں کہ وہ اپنے شریک کو اطلاع کئے بغیر اس زمین یا باغ کو فروخت کرے پس اگر کسی نے شریک کو اطلاع دیئے بغیر کوئی زمین وغیرہ فروخت کر دی تو وہ شریک دوسروں کے مقابلے میں اس کا زیادہ حق دار ہے یہاں تک کہ وہ اس شریک کو اطلاع دے۔

ترجمہ: صحیح مسلم - المساقاۃ (۱۶۰۸) سنن النسائی - البیوع (۴۶۴۶) سنن أبی داود - البیوع (۳۵۱۳) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۳۰۷/۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۲۷)

شرح الحدیث: آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ ہر مشترک چیز یعنی مکان یا باغ میں شفعہ ثابت ہے، شریکین میں سے کسی ایک کیلئے

جائز نہیں کہ وہ اپنا حصہ کسی اجنبی شخص کو فروخت کرے یہاں تک کہ اپنے شریک کو مطلع نہ کرے پس اگر اس نے اپنا حصہ قبل الا یذ ان فروخت کر دیا تو اس کا شریک آخر اس کے حصہ کا زیادہ حقدار ہو گا بہ نسبت مشتری کے۔

اس حدیث میں دو مسئلے ہیں ایک وہی اوپر والا اختلافی مسئلہ کہ حق شفعہ صرف شریک ہی کے لئے ہوتا ہے شعی مشترک میں یا غیر شریک یعنی پڑوسی کے لئے بھی ہوتا ہے، دوسرا مسئلہ یہ کہ شفعہ کن کن چیزوں میں ہوتا ہے، صرف مکان اور زمین ہی میں یا اسکے علاوہ میں بھی؟

شفعة کن کن چیزوں میں ہوتا ہے: یہ دوسرا مسئلہ بھی اختلافی ہے، خطابی فرماتے ہیں: حدیث الباب میں دلیل ہے اس بات پر کہ شفعہ صرف مکان اور زمین میں واجب ہوتا ہے اسکے علاوہ دوسری چیزیں سامان اور حیوان وغیرہ میں نہیں ہوتا، ترمذی میں ابن عباسؓ کی ایک حدیث مرفوعاً مروی ہے: الشَّرِیکُ شَفِیعٌ، وَ الشَّفْعَةُ فی کُلِّ شَیْءٍ، یہ روایت ترمذی میں مرسلہ و مسند اودنوں طرح مروی ہے، لیکن امام ترمذیؒ نے روایت مرسلہ کو اصح قرار دیا ہے، اور پھر اسکے بعد فرماتے ہیں: وقال اکثر اهل العلم: إنما تكون الشفعة في الدور والأرضين، ولم يروا الشفعة في كل شيء، وقال بعض أهل العلم: الشفعة في كل شيء، والأول أصح اه ① تحفة الأحودی میں وَ الشَّفْعَةُ فی کُلِّ شَیْءٍ پر لکھا ہے: ویہ قال مالک فی ہدایہ، وهو قول عطاء اور امام احمد سے نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک شفعہ منقولات میں سے صرف حیوانات میں ہے، باقی منقولات میں نہیں، کذا فی الفتح (تحفة ②)، والحدیث أخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذرى۔

۳۵۱۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ يُقْسَمُ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْخُذُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شَفْعَةَ»۔

ترجمہ: جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مشترک مال غیر منقولہ جس کو ابھی تک تقسیم نہیں کیا گیا ہو اس میں شفعہ ثابت فرمایا ہے، پھر جب ہر شریک کے حصہ کی حدود مقرر کر دی جائیں اور اسکے راستے الگ الگ کر دیئے جائیں تو اس میں شفعہ نہیں رہتا۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۹۹) صحیح البخاری - الشفعة (۲۱۳۸) صحیح البخاری - الشركة (۲۳۶۳) صحیح البخاری - الخلیل (۶۵۷۵) صحیح مسلم - المساقاة (۱۶۰۸) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۷۰) سنن النسائي - البیوع (۴۷۰۱) سنن ابی داود - البیوع (۳۵۱۴) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۹۹) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۹۶/۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۲۸)

یعنی شفعہ ہر اس مال مشترک میں ہے جس کو ابھی تک تقسیم نہیں کیا گیا اور پھر جب ہر شریک کے حصہ کی حدود متعین کر دی جائیں یعنی اس کی شرکت کو ختم کر کے ہر شریک کا حصہ میسر اور جدا کر دیا جائے اور راستے بھی الگ الگ کر دیئے جائیں پھر شفعہ نہیں رہتا۔

حدیث جو کہ دلیل جمہور ہے حنفیہ کی طرف سے اسکی توجیہ: جمہور علماء اور ائمہ ثلاث نے اپنے مسلک پر اسی حدیث سے استدلال کیا ہے، ہمارے علماء نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حق شفعہ کے مختلف اسباب ہیں جن میں ایک شرکت بھی ہے، جب یہ بات ہے تو پھر اس حدیث کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ مکان مشترک یا ارض مشترک کی تقسیم کے بعد جو حق شفعہ شرکت کی وجہ سے حاصل تھا، تقسیم کے بعد اب وہ نہیں رہا، اب اگر کسی حدیث سے شرکت کے علاوہ کسی اور چیز کا سبب شفعہ ہونا ثابت ہو گا تو پھر یہ حدیث اسکے منافی نہ ہوگی، اور ہم کہتے ہیں دوسری احادیث سے شرکت فی الطريق اور اسی طرح جوار کا سبب شفعہ ہونا ثابت ہے، لہذا اس کی اس حدیث میں نفی نہیں ہے (بذل^۱)۔ والحدیث أخرجه البخاری والترمذی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

آگے اسی مضمون کی حدیث ابو ہریرہؓ سے بھی آرہی ہے: إِذَا قُسِمَتِ الْأَرْضُ وَحَدَّثَتْ، فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا، أخرجه النسائي وابن ماجه مسنداً ومرسلاً، قاله المنذرى۔

۳۵۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَائِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَوْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَوْ عَنْهُمَا جَمِيعًا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا قُسِمَتِ الْأَرْضُ وَحَدَّثَتْ، فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب زمین تقسیم کر کے ہر ایک شریک کی حدود مقرر کر دی جائیں تو اس زمین میں شفعہ نہیں رہتا۔

سنن ابی داود - البیوع (۳۵۱۵) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۹۷)

۳۵۱۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْرَافِيلَ بْنِ مَيْسَرَةَ، سَمِعَ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ، سَمِعَ أَبَا تَالِيعٍ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْأَرْضُ أَحَقُّ بِشَفْعِهِ».

ترجمہ: ابو رافعؓ فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ حقدار ہے۔

صحیح البخاری - الشفعۃ (۲۱۳۹) صحیح البخاری - الحیل (۶۵۷۶) سنن النسائي - البیوع (۴۷۰۲) سنن ابی داود - البیوع (۳۵۱۶) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۹۵) مسند أحمد - من مسند القبائل (۳۹۰/۶)

شرح الحدیث سَقَب بمعنی قرب، یعنی آدمی کا پڑوسی اپنے پڑوسی کا اپنے قرب و جوار کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے، یعنی بہ نسبت اس شخص اجنبی یعنی مشتری سے، جس نے کسی کامکان خرید ہے۔

دلیل الحنفیہ اور اس پر اشکال و جواب: یہ حدیث شفعہ لاجل الجوار میں حنفیہ کی دلیل ہے، خطابیؒ نے اس پر چند تعقب کئے ہیں: ① اول یہ کہ یہ حدیث تو اپنے مضمون میں مبہم ہے محتاج کشف و بیان ہے کیونکہ اس میں شفعہ کا کوئی ذکر نہیں، لہذا اس میں دونوں احتمال ہیں ہو سکتا ہے اس سے مراد شفعہ ہی ہو، اور ہو سکتا ہے اس سے مراد یہ ہو اُنہ اُحق باللہ والمعونہ، یعنی آدمی کا پڑوسی کی وجہ سے مستحق ہے اس کا کہ اس کے ساتھ بھلائی اور ہمدردی اور اعانت کی جائے، ② اور ایک نقد یہ کیا ہے کہ لفظ جار کا اطلاق شریک پر بھی ہوتا ہے جس طرح کہ زوجہ پر بھی جارہ کا اطلاق ہوتا ہے، ③ تیسرا نقد یہ کیا ہے کہ اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے اور وہ احادیث جن میں یہ ہے کہ شفعہ صرف شریک کے لئے ہوتا ہے اُسانید ہذا بخیار لیس فی شیء منها اضطراب ④

خطابیؒ کے پہلے نقد کا جواب یہ ہے کہ الجَّارُ اُحَقُّ بِسَقَبِهِ اس حدیث میں کہا جاسکتا ہے شفعہ کا ذکر نہیں لیکن اس کے بعد دہلی روایت میں شفعہ کی تصریح ہے: جَّارُ الدَّائِرِ اُحَقُّ بِدَائِرِ الجَّارِ۔

دوسرے نقد کا جواب یہ ہے کہ بعض روایات میں تصریح ہے اس بات کی کہ جار سے مراد جارہ ہی ہے شریک نہیں، جیسا کہ امام طحاویؒ نے اپنی سند سے بیان کیا: ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ أَقْصَا مِنْ إِجَابَةِ الشُّفْعَةِ بِالْجَوَارِ وَتَفْسِيرُهُ ذَلِكَ الْجَوَارُ مَا قَدْ حَدَّثَنَا..... عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَرْضٌ لَيْسَ فِيهَا لِأَحَدٍ قَسْمٌ، وَلَا شَرِيكَ إِلَّا الْجَوَارُ يَبْعَثُ قَالَ: «الْجَّارُ اُحَقُّ بِسَقَبِهِ» ①، امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تصریح ہے اس بات کی کہ جس زمین کے بارے میں سائل نے آپ ﷺ سے سوال کیا تھا اس میں کسی قسم کی کوئی شرکت فی المبیع یا شرکت فی الطريق کچھ نہیں تھی سوائے جوار کے اور اس کے باوجود آپ ﷺ نے حق شفعہ کو ثابت فرمایا۔

اور تیسرے نقد کا جواب یہ ہے کہ اضطراب صرف بعض احادیث کے بعض طرق میں ہے، اور بعض اس میں ایسی بھی ہیں جو ہر قسم کے اضطراب و اختلاف سے محفوظ ہیں جیسا کہ حدیث الحسن: عَنْ سَمُرَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «جَّارُ الدَّائِرِ اُحَقُّ بِالدَّائِرِ» قال أبو عيسى: وفي الباب عن الشريد، وأبي رافع، وأنس، قال أبو عيسى: حديث سمرة حديث حسن صحيح، اور پھر بعض رواۃ نے جو اس میں اختلاف کیا ہے اس کو امام ترمذیؒ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: والصحيح عند أهل العلم حديث الحسن عن سمرة إلى ما آخر ما ذكر الترمذي من اختلاف الروايات وترك جريح بعضها على بعض وفي آخره.

① معالم السنن شرح سنن أبی داؤد - ج ۳ ص ۱۵۴

② شرح معانی الآثار - کتاب الشفعۃ - باب الشفعۃ بالجوار ۶۰۰۶ (ج ۴ ص ۱۲۴)

سمعت محمد ایقول کلا الحدیثین عندي صحيح اه^①، والحدیث أخرجه البخاری والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۵۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: «جَاءَ الدَّارِ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ أَوْ الْأَرْضِ».

حضرت سمرہؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ گھر کا پڑوسی، پڑوسی کے گھر کا زیادہ حقدار ہوتا ہے یا فرمایا کہ پڑوسی کی زمین کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۶۸) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۱۷) مسند أحمد - أول مسند البصريين (۸/۵)

۳۵۱۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِشُقَّةٍ جَارِيَةٍ يُنْتَظَرُ بِهَا، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقَهُمَا وَاحِدًا».

جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک پڑوسی اپنے پڑوسی کی زمین پر حق شفعہ رکھتا ہے اگر وہ پڑوسی شہر میں موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کیا جائے جبکہ ان دونوں کا راستہ ایک ہو۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۹۹) صحیح البخاری - الشفعة (۲۱۳۸) صحیح البخاری - الشركة (۲۳۶۳) صحیح البخاری - الحیل (۱۵۷۵) صحیح مسلم - المساقاة (۱۶۰۸) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۷۰) سنن النسائي - البیوع (۴۶۴۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۱۸) سنن ابن ماجه - الأحکام (۲۴۹۹) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲۹۶/۳) سنن الدارمي - البیوع (۲۶۲۷) سنن الدارمي - البیوع (۲۶۲۸)

۷۶ - بَابُ فِي الرَّجُلِ يُفْلَسُ فَيَجِدُ الرَّجُلَ مَتَاعَهُ بَعْدَهُ عِنْدَهُ

ایک شخص دیوالیہ ہو جائے اور کوئی شخص اپنا بچینہ سامان اسکے پاس دیکھے تو شرعی حکم کیا ہے؟

اس ترجمہ الباب اور حدیث الباب کو سمجھنے کے لئے اصل مسئلہ اور اس میں اختلاف علماء کو سنئے۔

مسئلہ مترجم بہا کی تشریح اور اس میں اختلاف انہ: اگر کوئی شخص مدیون مفلس^① ہو بہت سوں کا مقروض و مدیون ہو تو اس کے پاس جو مال ہو یا کہیں سے آئے، تو وہ تمام ارباب حقوق کو علی حسب الروس دیا جاتا ہے، کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاتی لیکن اگر کسی شخص کا بچینہ مال اس مدیون کے پاس ہو تو اس صورت میں ترجیح ہوگی، کہ وہ مخصوص شئی صرف اس کے مالک کو دی جائے، اب اسکے بعد سمجھیے کہ اس مخصوص شئی سے کیا مراد ہے، مال و دیعت و مال غصب و عاریتہ یہ تو بالاتفاق ہے، اس مال مخصوص میں بیع بھی داخل ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے، ائمہ ثلاث کے نزدیک وہ بھی داخل ہے، حنفیہ

① جامع الترمذی - کتاب الأحکام - باب ما جاء في الشفعة ۱۳۶۸

② مدیون مفلس یا مفلس وہ شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے دیون ہوں مگر دیوالیہ ہو جانے کی وجہ سے تسدید دین کے لئے اس کے پاس کچھ نہ ہو موائین کے مراعات عند القاضی کے بعد قاضی بعد التحقیق اس کے افلاس کی تصدیق کر دے۔

کے نزدیک بیع اس میں داخل نہیں، کیونکہ تبدل ملک سے حکماً تبدل عین ہو جاتا ہے شرعاً جیسا کہ حدیث بریرہؓ: **هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ**، **وَلَنَا هَدِيَّةٌ**^۱ سے ثابت ہے، لہذا المبیع پر فوجد الرجل مالہ بعینہ صادق نہیں آتا، اسی لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ میں بائع احق بالمبیع نہ ہو گا بلکہ اسوۃ للغرماء ہو گا، اور ائمہ ثلاث کے نزدیک اس حدیث کے مصداق میں بیع بھی داخل ہے، اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ بائع احق بالمبیع ہو گا، پھر ان ائمہ میں آپس میں بعض جزئیات میں اختلاف ہے مثلاً یہ کہ شافعیہ کے یہاں بائع کو ترجیح ہر حال میں ہوگی مدیون زندہ ہو یا مرچکا ہو، اور مالکیہ کے یہاں مدیون کی زندگی میں تو بائع کو ترجیح ہوگی، یعنی بائع احق بالمبیع ہو گا اور بعد الموت نہیں، اسی طرح اگر مشتری نے بائع کو کچھ ثمن ادا کر دیا تھا تو شافعیہ کے یہاں اس میں بھی عموم ہے کہ بائع کو دونوں صورتوں میں ترجیح ہوگی، اور مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر مشتری نے بائع کو کچھ بھی حصہ ثمن کا ادا نہ کیا ہو گا، تب تو بائع کو ترجیح ہوگی، اور اگر اس نے ثمن کا کچھ حصہ ادا کر دیا تھا تب ترجیح نہ ہوگی۔

یہ دونوں اختلافی مسئلے شافعیہ اور مالکیہ کے باب کی آنے والی حدیثوں سے سمجھ میں آرہے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک بائع کو کسی حال میں ترجیح نہ ہوگی۔

اس کے بعد جاننا چاہیے کہ اس مسئلہ کی جن روایات میں فوجد الرجل مالہ بعینہ کے ساتھ بیع کا ذکر نہیں ہے وہاں تو حنفیہ کے مسلک پر کوئی اشکال نہ ہو گا، وہاں پر حنفیہ کھل کر یہ کہیں گے کہ مالہ بعینہ صرف ودائع و عواری وغیرہ پر محمول ہے بیع اس میں داخل نہیں لیکن اگر خود حدیث میں بیع کی تصریح ہو جیسا کہ بعض روایات الباب میں ہے تو پھر حنفیہ کی توجیہ کیسے چلے گی؟ اس کا جواب علامہ سندھیؒ نے حاشیہ نسائی میں یہ دیا ہے کہ **انہ محمول علی الماخوذ علی سوم الشراء او المبیع بشرط الخيار للبائع**^۲ یعنی بیع سے مراد مساومت ہیں یعنی خریدنے کے لئے بائع کے ساتھ بھاؤ کرنا اور جو چیز بھاؤ کے وقت مشتری لیکر اپنے گھر جاتا ہے پسند کرنے کیلئے یہ شیء مقبوض علی سوم الشراء ہے جس کو بیع بھی کہہ سکتے ہیں مجازاً اور ایسے ہی وہ بیع جس کے اندر اختیار شرط بائع کیلئے ہو اس قسم کی بیع بھی ہمارے نزدیک خالص بائع کا حق ہوتی ہے جیسا کہ تم نے قدوسی میں پڑھا ہے: **وخیار البائع بمنع خروج المبیع من ملکہ بخلاف خیار المشتري** اس تفصیل مسئلہ کے بیان سے ترجمۃ الباب اور حدیث الباب دونوں کا مفہوم سمجھ میں آ جاتا ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ حدیث میں کیا مسئلہ ہے اور اس میں کیا اختلاف ہے، اور یہ بھی کہ حدیث اگر حنفیہ کے خلاف ہے تو اسکی کیا توجیہ ہے **فلله الحمد والمنع**۔

۳۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، ح وَحَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ الْمُعَنَّى، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «أَيْمَنَ رَجُلٌ أَفْلَسَ فَأَذَرَكَ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بَعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کوئی شخص دیوالیہ ہو جائے اور ایک شخص اسکے پاس اپنا سامان جوں کا توں (بعینہ) پاتا ہے تو یہ شخص اس سامان کا دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہو گا۔

تصحیح: صحیح البخاری - فی الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس (۲۲۷۲) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۵۹) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۲) سنن النسائی - البیوع (۴۶۷۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۱۹) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۵۸) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۲۲۸/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۸۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۹۰)

شرح الحدیث: أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى -

۳۵۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَيْمَنَ رَجُلٌ بَاعَ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ، الَّذِي ابْتِغَاهُ وَلَمْ يَقْبِضْ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَمِهِ شَيْئًا، فَوَجَدَ مَتَاعَهُ بَعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُشْتَرِي فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَسْوَدُ الْعَرَمَاءِ».

ترجمہ: ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ کوئی شخص کوئی سامان کسی کو فروخت کرے پھر اس سامان کا خریدنے والا دیوالیہ ہو جائے اور فروخت کرنے والے نے اس سامان کی قیمت میں سے کوئی حصہ بھی وصول نہیں کیا پھر یہ فروخت کرنے والا اپنا بعینہ مال اس دیوالیہ ہونے والے شخص کے پاس پالے تو یہ فروخت کرنے والا اس سامان کا زیادہ حقدار ہے اور اگر مشتری کا انتقال ہو جائے تو یہ سامان فروخت کرنے والا دیگر قرض خواہوں کی مانند ہو گا۔

۳۵۲۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ، زَادَ: «وَإِنْ قَضَى مِنْ ثَمَمِهَا شَيْئًا فَهُوَ أَسْوَدُ الْعَرَمَاءِ فِيهَا».

ترجمہ: ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اسکے بعد یونس نے عن ابن شہاب ایسے ہی نقل کیا جیسا کہ مالک نے ابن شہاب سے اس میں یہ اضافہ کیا کہ اگر مشتری نے اس سامان کی قیمت میں سے کچھ حصہ ادا کر دیا تو بائع اس سامان میں دیگر قرض خواہوں کی مانند ہو گا۔

۳۵۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْنٍ الطَّائِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْجُبَّارِ يَعْنِي الْحَبَابِيَّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عِيَّاشٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو الْهَدَيْلِ الْحَمَصِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ: «لَئِنْ كَانَ قَضَاءُ مِنْ ثَمَمِهَا شَيْئًا قَامَ بَقِي فَهُوَ أَسْوَدُ الْعَرَمَاءِ وَأَيْمَنُ امْرِئٍ هَلَكَ

وَعِنْدَكَ مَتَاعٌ اَمْرِي بِعَيْنِهِ اَقْتَضَى مِنْهُ شَيْئًا اَوْ لَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ اَشْرَافُ الْفُرْعَانِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثٌ مَالِكٍ اَصَحُّ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے اسی حدیث کے مثل نقل کرتے ہیں اس میں یہ الفاظ ہیں اگر مشتری سے بائع کو اس شے کی قیمت کا کچھ حصہ دیدیا تو باقی قیمت کی وصولی میں سے بائع دیگر قرض خواہوں کی مانند ہو گا۔ اور اگر ایک شخص کا انتقال ہو جائے اور اس کے پاس کسی دوسرے کا بعینہ سامان موجود ہو تو چاہے بائع نے اس شے کی قیمت کا کچھ حصہ وصول کیا ہو یا نہ کیا ہو ہر صورت یہ بائع دیگر قرض خواہوں کی مانند ہو گا۔

ترجمہ صحیح البخاری - فی الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس (۲۲۷۲) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۵۹) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۲) سنن النسائی - البیوع (۴۶۷۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۲۰) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۵۸) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲۲۸/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۸۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۹۰)

شرح الحدیث بائع کے حق بالمبیع ہونے میں شافعیہ و مالکیہ کے جو دو جزئی اختلافی مسئلے ہم نے اوپر بیان کئے ہیں ان دونوں مسئلوں میں یہ حدیث مالکیہ کی دلیل ہے اور شافعیہ کے خلاف ہے اور پھر آگے دو حدیثوں کے بعد جو تیسری حدیث آرہی ہے: عَنْ عُمَرَ بْنِ خُلْدَةَ، قَالَ: أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَفْلَسَ، فَقَالَ: لَأَقْضِيَنَّ فِيكُمْ بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. «مَنْ أَفْلَسَ، أَوْ مَاتَ فَوَجَدَ رَجُلٌ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ»، یہ حدیث مالکیہ کے خلاف اور امام شافعی کے موافق ہے، حدیث عمر بن خالدہ أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۵۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ عُمَرَ بْنِ خُلْدَةَ، قَالَ: أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَفْلَسَ، فَقَالَ: لَأَقْضِيَنَّ فِيكُمْ بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. «مَنْ أَفْلَسَ، أَوْ مَاتَ فَوَجَدَ رَجُلٌ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ».

ترجمہ عمر بن خالدہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس اپنے ایک ساتھی کا قضیہ لیکر حاضر ہوئے جو دیوالیہ ہو گیا تھا تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں اس قضیہ میں وہ فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص دیوالیہ ہو جائے یا مر جائے اور کوئی شخص اپنا سامان بعینہ اسکے پاس پاتا ہے تو وہ اس مال کا زیادہ حق دار ہے۔

ترجمہ صحیح البخاری - فی الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس (۲۲۷۲) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۵۹) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۲) سنن النسائی - البیوع (۴۶۷۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۲۳) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۵۸) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲۲۸/۲) موطأ مالک - البیوع (۱۳۸۳) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۹۰)

۷۷۔ باب فیمن أخیأ حسیدا

تھکا ہوا جانور کوئی شخص لے جا کر اسکی خدمت کر کے اس جانور کو نئی زندگی دے اسکا شرعی حکم کیا ہے؟

۳۵۲۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَحَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبَانٌ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَيْدِيِّ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، قَالَ عَنْ أَبَانٍ: أَنَّ عَامِرَ الشَّعْبِيِّ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ وَجَدَ ذَابَّةً قَدْ عَجَزَ عَنْهَا أَهْلُهَا أَنْ يَغْلِقُوهَا فَسَيِّبُوهَا، فَأَخَذَهَا فَأَخْيَاهَا فَهِيَ لَهُ». قَالَ: فِي حَدِيثِ أَبَانٍ، قَالَ عُثَيْدُ اللَّهِ: فَقُلْتُ: عَمَّنْ، قَالَ: عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثٌ حَمَّادٌ وَهُوَ أَكْبَرُ وَأَثَمٌ.

عامر شعبی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس جانور کو اس کے مالک چارہ کھلانے سے عاجز آجائیں اور وہ لوگ اس جانور کو یوں ہی چھوڑ دیں پس جو شخص اس جانور کو پائے اور اسکو لیکر اسکو چارہ وغیرہ کھلا کر نئی زندگی دے تو یہ جانور اس اٹھانے والے کا ہو جائیگا۔ مصنف کے استاد موسیٰ بن اسماعیل نے ابان کی حدیث میں کہا کہ عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا یہ مرسل حدیث آپ کون سے صحابی سے نقل کرتے ہیں؟ تو شعبی نے جواب دیا کہ متعدد صحابہ کرام سے میں نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ حماد کی حدیث کے الفاظ ہیں اور حماد کی حدیث ابان کی حدیث کے مقابلہ میں زیادہ واضح اور زیادہ مکمل ہے۔

شرح الحدیث مسئلہ مترجم بہا کی تشریح واختلاف انہ: حسید ماخوذ ہے حسور سے بمعنی ماندہ شدن (تھک جانا) وہ جانور جو سفر میں راستہ میں چلتا ہوا تھک کر مشی سے عاجز ہو کر رک جائے یہ بات زیادہ تر اونٹوں میں پائی جاتی ہے کہ بعض مرتبہ وہ تھک کر ایسا بیٹھتا ہے کہ کھڑا ہونے کا نام نہیں لیتا اور پھر اس کا مالک مجبور اسکو اسی حال میں چھوڑ کر آگے چل دیتا ہے مصنف کی غرض اس قسم کے اونٹ کا حکم بیان کرنا ہے، چنانچہ حدیث الباب میں ہے: مَنْ وَجَدَ ذَابَّةً قَدْ عَجَزَ عَنْهَا أَهْلُهَا أَنْ يَغْلِقُوهَا فَسَيِّبُوهَا، فَأَخَذَهَا فَأَخْيَاهَا فَهِيَ لَهُ۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ جو شخص اس قسم کے جانور کو جس کو اسکا مالک چھوڑ کر چلا گیا ہو اٹھالے اور پھر اسکا احیاء کرے جس طرح ارض موات کا احیاء ہوتا ہے یعنی اس کو کھلائے پلائے خدمت کرے جس سے وہ دوبارہ کار آمد ہو جائے۔ فہی لہ تو یہ جانور اسی کا ہو جاتا ہے، امام احمد اور اسحاق ابن راہویہ کا اس حدیث پر عمل ہے اور مصنف بھی چونکہ غالباً جنابی ہیں اسی لئے انہوں نے یہ باب قائم کر کے حنابلہ کا مذہب ثابت کیا ہے، اور جمہور یہ کہتے ہیں کہ یہ جانور یعنی حسیر ظاہر ہے کہ لفظ ہے اور لفظ کا حکم احادیث لفظ میں اس کے خلاف مذکور ہے اور وہ احادیث اس حدیث کی بہ نسبت زیادہ صحیح اور مشہور ہیں لہذا ان ہی پر عمل ہو گا۔

۳۵۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثَيْدٍ، عَنْ حَمَّادٍ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَدَّاءِ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ

الشَّعْبِيّ، يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ ذَاتَهُ يَهْلِكُ فَأَخْيَاهَا تَرْجُلُ فَهُوَ لِمَنْ أَخْيَاهَا».

ترجمہ: شعبی رسول اللہ ﷺ سے مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنی سواری کو ہلاکت والی جگہ چھوڑ دے پھر کوئی آدمی اس سواری کو لیکر اسکو کھلا پلا کر نئی زندگی دے تو یہ سواری اس شخص کیلئے ہوگی جس نے اسکو نئی زندگی دی۔

شرح الحدیث: تَرَكَ ذَاتَهُ يَهْلِكُ: مہلک موضع ہلاکت یعنی ایسی ویران جگہ جہاں گھاس پانی نہ ہونے کی وجہ سے جانور کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو۔

شرح المسند: باب کی حدیث اول کی سند میں اس طرح ہے: وَقَالَ عَنْ أَبَانَ: أَنَّ عَامِرًا الشَّعْبِيَّ، قَالَ كِي ضَمِيرُ مُصَنَّفِ كِي اساتذہ موسیٰ بن اسماعیل کی طرف راجع ہے اور موسیٰ کے اس حدیث کے سند میں دو استاذ ہیں حائے تحویل سے پہلے جو سند ہے اس میں ان کے استاذ حماد ہیں اور بعد والی سند میں استاد ابان ہیں، تو مصنف یہ کہہ رہے ہیں کہ موسیٰ نے جب یہ حدیث حماد سے بیان کی تب تو انہوں نے سند میں عَنِ الشَّعْبِيّ کہا اور ان کی سند جو ابان سے ہے اس میں انہوں نے بجائے عَنِ الشَّعْبِيّ کے أَنَّ عَامِرًا الشَّعْبِيّ کہا گویا دو فرق ہوئے ایک عَنْ، اور ۱ أَنَّ کا دوسرا یہ کہ پہلی روایت میں شعبی کا نام مذکور نہیں اور دوسری میں شعبی کا نام عامر مذکور ہے۔

۷۸۔ بَابُ فِي الرَّهْنِ

رهن کا بیان

۳۵۲۶ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ زَكْرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَكِنَّ الدَّيْنَ يُخْلَبُ بِتَفَقُّهِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَالظُّهُرُ يُرْكَبُ بِتَفَقُّهِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَخْلَبُ التَّفَقُّهُ».

قال أبو داود: وهو عندنا صحيح.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ دودھ والا جانور جب گروی رکھا گیا ہو تو اس کا دودھ دہ سکتے ہیں اس پر خرچہ کرنے کے بدلے میں اور سواری اگر گروی رکھی گئی ہو تو اس پر خرچہ کرنے کے بدلے میں اس جانور پر سواری کی جاسکتی ہے اور جو شخص اس جانور کا دودھ دے اور اس جانور پر سواری کرے تو اس کے ذمے اس کا خرچہ لازم ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

ترجمہ: صحيح البخاري - الرهن (۲۳۷۶) جامع الترمذي - البيوع (۱۲۵۴) سنن أبي داود - البيوع (۳۵۲۶) سنن ابن ماجه - الأحكام

(۲۴۴۰) مسند احمد - باقی مسند المکتوبین (۲۲۸/۲) مسند احمد - باقی مسند المکتوبین (۴۷۲/۲)

شرح الحدیث من حیث الفقہ و بیان المذاهب

حدیث الباب میں جو مسئلہ مذکور ہے یعنی انتفاع المرتهن بالمرهون پہلے اس کو سمجھ لیجئے، وہ یہ کہ امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ شئی مرهون اگر کوئی حیوان ہے سواری کے لائق یا دودھ کے قابل تو مرتهن کیلئے اس سے منتفع ہونا جائز ہے یعنی اس کا دودھ وہ خود دے اور اگر سواری کا جانور ہے تو اس پر سوار ہو اور اس صورت میں گھاس دانہ اور خرچہ مرتهن ہی کے ذمہ ہو گا وہی اس کو کھلائے پلائے گا اور وہی اس سے منتفع ہو گا ورنہ مالک تو منتفع ہو ہی گا مالک ہونے کی حیثیت سے اور اسی کے ذمہ اس کا نفقہ ہو گا، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مرتهن کا شئی مرهون سے منتفع ہونا جائز نہیں، حنابلہ کا استدلال حدیث الباب ہی سے ہے اور مصنف چونکہ حنبلی ہیں تو بظاہر ان کا مقصد بھی یہی ہے، حنابلہ نے بِنْفَقْتِهِ میں باء کو سببیہ قرار دیا ہے یعنی مرتهن نفقہ کے سبب اس کا دودھ دے سکتا ہے اور اس پر سوار ہو سکتا ہے جمہور کی طرف سے اس حدیث کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ حدیث منسوخ ہے، یہ اس وقت کی بات ہے جب ربا کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی، پھر جب ربا کی تحریم ہوئی تو یہ حدیث بھی منسوخ ہو گئی مرتهن کا شئی مرهون سے منتفع ہونا یہ گویا اپنے دین سے منتفع ہونا ہے وَكُلُّ قَرْضٍ جَزَاءٌ نَفَقًا فَهُوَ رِبَا، قاعدہ کلیہ ہے دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ بِنْفَقْتِهِ میں ”با“ سببیہ نہیں، بلکہ ”با“ براۓ الصاق ہے اور ”یطلب“ کا چونکہ فاعل مذکور نہیں کہ کون ہے اس لئے اس کا فاعل اصل مالک ہی کو قرار دیا جائے گا، اور ”با“ الصاق کیلئے ہوگی اور ”الدر“ سے مراد چونکہ حدیث میں ذات الدر ہے تو پوری حدیث کا مطلب یہ ہو جائے گا کہ ذات در کا دودھ دوہا جائے گا اسکے خرچ کے ساتھ، یعنی جب ذات الدر کا مالک، مالک ہو نیکی حیثیت سے اس کا دودھ دوہے گا تو اس کے ساتھ اس کا نفقہ بھی اسی کے ذمہ ہو گا اس صورت میں یہ حدیث جمہور کے خلاف نہ ہوگی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ عِنْدَنَا صَحِيحٌ: مصنف بظاہر یہ فرما رہے ہیں کہ اس حدیث کے جو معنی متبادر ہیں کہ مرتهن اگر ذات در کا دودھ دوہے تو اس کا نفقہ بھی اسی کے ذمہ ہے یہ حکم ہمارے نزدیک صحیح و ثابت^۱ ہے، یعنی گو خلاف قیاس ہے لیکن چونکہ حدیث ثابت ہے اس لئے اس سے جو حکم مستفاد ہو رہا ہے وہ بھی صحیح اور قابل عمل ہے منسوخ اور فاسد نہیں۔ والحدیث أخرجه

البحاری والترمذی وابن ماجہ، قاله المنذرى -

۳۵۲۷ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأَنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ، وَلَا شُهَدَاءَ يَضِطُّهُمْ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَمُكِّهُمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تُخَيِّرُنَا مَنْ هُمْ، قَالَ: «هُمْ

① امام ترمذی کے قول ”هذا حديث حسن صحيح“ پر جو مشہور اشکال و جواب ہے اس میں حافظ ابن حجر یہ فرماتے ہیں، صحيح اى من حيث الحكم وحسن

قَوْمٌ يَحْتَابُوا إِلَهَ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ، وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَاللَّهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَتُورَى، وَإِنَّهُمْ عَلَى ثَوْبٍ لَا يَتَعَانُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزَنَ النَّاسُ» وَقَدْ أَهَذَاهُ الْآيَةُ {الْإِنِّ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ} ٥٠

ترجمہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے کچھ انسان ایسے بھی ہیں جو نبی یا شہید نہیں مگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے درجے پر نبی اور شہید رشک کریں گے۔ لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ ایک ایسی قوم ہے جنہوں نے خونی رشتوں بغیر اور آپس میں مال کے لین دین کے بغیر محض اللہ کی رحمت کے سبب سے باہم محبت کی، سو واللہ ان کے چہرے منور ہونگے اور ان پر نور چھایا ہو ہوگا، جب لوگوں کو خوف ہو گا تو وہ نہ ڈریں گے اور جب لوگوں کو غم ہو گا تو انہیں نہیں ہو گا اور آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈرے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۷۹۔ بَابُ فِي الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ

بیٹے کا مال باپ استعمال کر سکتا ہے جبکہ باپ کو بیٹے کے مال کی ضرورت ہو

۳۵۲۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَقْبَةَ، أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي جُجْرِي يَتِيمٍ أَفَأَكُلُ مِنْ مَالِهِ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَطْيَبِ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ»

ترجمہ عمارہ بن عمیر کی پھوپھی نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ میری پرورش میں یتیم بچے ہیں تو کیا میں اس یتیم کے مال میں سے کھا سکتی ہوں؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے آدمی کی بہترین روزی وہ ہے جو وہ خود کما کر حاصل کرے اور انسان کی اولاد بھی اسکی اپنی کمائی ہے۔

تفہیم سنن النسائی - البیوع (۴۴۹) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۲۸) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۳۷) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۳۱/۶) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۳۷)

شرح الحدیث عمر عمارہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ میری گود اور ماتحتی میں ایک یتیم بچہ ہے ممکن ہے وہ یتیم ان کا بیٹا ہو یا ان کا پوتا (بذل) تو کیا میں اسکے مال میں سے کچھ کھا سکتی ہوں؟ اس پر حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہترین روزی اور خوراک آدمی کی وہ ہے جو خود اسکی اپنی کمائی سے ہو اور آدمی کی اولاد بھی اسکی کمائی ہے لہذا اولاد کی کمائی خود اسکی اپنی کمائی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کیلئے اولاد کی کمائی میں سے لینا حلال اور جائز ہے یعنی

اگرچہ بغیر اسکی اجازت کے ہو فقہاء نے اسکو حاجت کے ساتھ مقید کیا ہے یعنی عند الحاجۃ لے سکتا ہے اور اگر حاجت نہ ہو تو پھر بغیر اجازت کے لینا جائز نہیں (بذل ۱)۔

۳۵۲۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَمَارَةَ بْنِ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ، فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ، زَادَنِيهِ «إِذَا اخْتَجْتُمْ» وَهُوَ مُنْكَرٌ.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتی ہیں کہ آدمی کی اولاد بھی اسکی کمائی میں سے ہے اور اولاد اسکی پاکیزہ کمائی ہے (کہ حلال نکاح کے بعد یہ اولاد حاصل ہوئی ہے) لہذا تم لوگ اپنی اولاد کے اموال میں سے کھا سکتے ہو۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں حماد بن ابی سلیمان نے اس حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ تم ضرورت کے موقع پر اولاد کا مال استعمال کر سکتے ہو یہ اضافہ منکر ہے۔

تخریج: سنن النسائي - البيوع (۴۴۹) سنن ابی داؤد - البيوع (۳۵۲۹) سنن ابن ماجہ - العجارات (۲۱۳۷) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۲۱/۶) سنن الدارمی - البيوع (۲۵۳۷)

شرح الحدیث: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ، زَادَنِيهِ «إِذَا اخْتَجْتُمْ» وَهُوَ مُنْكَرٌ: یعنی حماد بن ابی سلیمان کی روایت میں حدیث مذکور میں عند الاحتیاج کی قید کا اضافہ ہے ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ فقہاء بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ حکم عند الاحتیاج ہے مگر مصنف نے حدیث میں اس زیادتی کا انکار کیا ہے وہ اس کو ثابت نہیں مان رہے ہیں منکر قرار دے رہے ہیں مصنف کی اس رائے پر حضرت نے بذل میں کلام فرمایا ہے اور یہ کہ یہ منکر نہیں بلکہ زیادۃ ثقہ ہے ۱۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذری۔

۳۵۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْهَالِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حَبِيبُ الْمَعْلَمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لِي مَالٌ دَوْلَدًا، وَإِنَّ وَالِدِي يَحْتَاجُ مَالِي؟ قَالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لَوَالِدِكَ، إِنْ أَوْلَادُكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ».

ترجمہ: عَمْرِو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ کی سند سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال موجود ہے اور میں صاحب اولاد بھی ہوں اور میرے والد کو میرے مال کی ضرورت ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے بیشک تمہاری اولاد

۱ بذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۲۱۰

۲ بذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۲۱۱

تمہاری غمہ کمائی ہے لہذا تم لوگ اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ۔

سنن ابی داود - البیوع (۳۵۳۰) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۷۹/۲)

تخریج

۸۰۔ بَابُ فِي الرَّجُلِ يَجِدُ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ

۵۵ ایک شخص کسی کے پاس اپنا بعینہ سامان پاتا ہے تو اس کا حکم کیا ہے ۵۵

۳۵۳۱ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مُوسَى بْنِ الشَّائِبِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُوءَ بْنِ

جَنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَيَتَّبِعُ الْبَيْعَ مَنْ بَاعَهُ».

ترجمہ: سمرہ بن جندب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنا مال بعینہ کسی شخص کے پاس پائے تو یہ مالک اس مال کا زیادہ حق دار ہے اور مشتری نے جس سے یہ سامان خریدا ہے اس فروخت کرنے والے سے مشتری اس کی قیمت وصول کر لے۔

سنن ابی داود - البیوع (۳۵۳۱) مسند احمد - أول مسند البصريين (۱۰/۵)

تخریج

شرح الحدیث ترجمہ الباب والے مسئلہ کی تشریح: اس سے پہلے قریب ہی میں جو باب گزرا ہے: بَابُ فِي

الرَّجُلِ يُفْلِسُ فَيَجِدُ الرَّجُلَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَهُ، اس میں اور اس باب میں فرق دیکھنے کی ضرورت ہے جو اس باب کی حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہو گیا ہے وہ یہ کہ باب اول کا تعلق مشتری مفلس سے تھا (علی مسلک الجمهور) یا غاصب اور سارق و مودع سے تھا (علی مسلک الحنفیہ) اور اس باب کا تعلق غاصب یا سارق سے نہیں اور نہ مدیون سے ہے بلکہ مشتری من الغاصب اور مشتری من السارق سے ہے یعنی کسی شخص نے کسی کا مال چوری کر لیا اور پھر سارق نے وہ مال کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور پھر اصل مالک نے اس اپنی چیز کو اس مشتری کے پاس دیکھا، علی ہذا القیاس غصب کہ کسی کا مال غصب کیا اور پھر اس غاصب نے اس مال کو دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور پھر اصل مالک نے اپنی اس چیز کو مشتری من الغاصب کے پاس دیکھا تو اس کے بارے میں حدیث الباب میں یہ ہے: مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَيَتَّبِعُ الْبَيْعَ مَنْ بَاعَهُ، بیع بمعنی مشتری یعنی جس شخص نے اپنا مال کسی شخص کے پاس دیکھا تو وہ مالک ہی اس کا زیادہ مستحق ہے اور مشتری کو چاہیے کہ وہ پیچھا کرے اپنے بائع کا یعنی صورت مذکورہ میں وہ مالک اپنی شئی اس مشتری سے لے لے اور پھر اس مشتری کو چاہیے کہ اپنے ثمن کا مطالبہ بائع سے کرے بائع سے مراد غاصب اور سارق ہے جو حکم اس حدیث میں مذکور ہے فقہاء بھی اس کے بارے میں یہی فرماتے ہیں مگر اس طور پر کہ وہ مالک مشتری کے سامنے مینہ سے ثابت کر دے کہ یہ چیز میری ہے۔ والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۸۱۔ باب فی الرجل یأخذ حقه من تحت یدیه

ایک شخص دوسرے شخص سے اپنے حق کے بقدر وصول کر سکتا ہے

۳۵۳۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ هَذَا أُمِّ مُعَاوِيَةَ، جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا سَفْيَانَ، رَجُلٌ شَجِيحٌ وَإِنَّهُ لَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَبَنِي، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَخْذَ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا؟ قَالَ: «تُخْذِي مَا يَكْفِيكَ وَبَنِيكَ بِالْمَعْرُوفِ».

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت معاویہؓ کی والدہ حضرت ہندؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل شخص ہیں وہ مجھے میرے اور میرے بچوں کے لئے خرچہ نہیں دیتے تو اگر میں ان کے مال میں سے کچھ وصول کر لوں تو کیا مجھ پر کچھ گناہ ہو گا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اتنا خرچہ لے سکتی ہو جو عرف عام میں تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے کافی ہو۔

صحیح البخاری - البیوع (۲۰۹۷) صحیح البخاری - المظالم والغصب (۲۳۲۸) صحیح البخاری - النفقات (۵۰۴۴) صحیح البخاری - الأیمان والنذور (۶۲۶۵) صحیح البخاری - الأحکام (۶۷۴۲) صحیح مسلم - الاقضية (۱۷۱۴) سنن الترمذی - آداب القضاة (۵۴۶۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۳۲) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۹۳) مسند احمد - حاشیہ مسند الانصار (۳۹/۶) سنن الدارمی - النکاح (۲۲۵۹)

شرح الحدیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت معاویہؓ کی والدہ ہندہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں اور آپؐ اپنے شوہر ابوسفیان کی شکایت کی کہ وہ بخیل آدمی ہے اور وہ میرے خرچ کیلئے اتنا نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کو کافی ہو جائے تو کیا میں اس کے مال میں سے بغیر اس کی اجازت کے کچھ لے سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بقدر کفایت کے لے سکتی ہو یعنی عرف و عادت میں عام طور سے جتنا کافی ہو جاتا ہے اتنا لے سکتی ہو۔

مسئله الظفر کی تشریح اور مذاہب ائمہ: اس حدیث میں جو مسئلہ مذکور ہے اس کا نام ہے مسئلہ الظفر یعنی ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ کوئی حق ہے جس کو وہ ادا نہیں کرتا تو کیا ایسی صورت میں وہ صاحب حق اپنا حق اس شخص کے مال میں سے بغیر اس کی اجازت کے خفیہ طور پر لے سکتا ہے یا نہیں؟ اس حدیث سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ لے سکتا ہے، فقہاء میں سے امام احمدؒ کا مسلک اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک مطلقاً لینا جائز نہیں وہ اس کو خیانت قرار دیتے ہیں اور ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جو اسی باب میں اس کے بعد آرہی ہے، باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صاحب حق اپنا حق لے سکتا ہے مگر تفصیل میں قدرے اختلاف ہے فعند الشافعی یاخذ من جنس حقه الا اذا تعذر الجنس فمطلقاً، یعنی امام شافعیؒ کے نزدیک صاحب حق اپنا حق لے سکتا ہے لیکن جس چیز کو لے رہا ہے وہ من جنس حقه ہونی چاہیے، خلاف جنس سے لینا جائز نہیں مثلاً کپڑے کے بدلہ میں کپڑا لے سکتا ہے دراہم یا دانیر وغیرہ نہیں لے سکتا مگر یہ کہ من جنس حقه لینا متعذر ہو تو پھر ان کے نزدیک خلاف جنس سے

بھی لے سکتا ہے، اور حنفیہ کے یہاں اس میں دو روایتیں ہیں فی روایہ لا مطلقاً یعنی ایک روایت یہ ہے کہ مطلقاً جائز نہیں جیسا کہ امام احمدؒ کا مذہب ہے، دوسری روایت یہ ہے کہ صرف من جنس حقہ لے سکتا ہے (والتقدان ای الدرہم والدرہم والدرہم من جنس واحد) اور امام مالکؒ سے اس میں تین روایتیں ہیں مذہب ثلثہ مذکورہ کے مانند۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم وابن ماجہ، قالہ النذری۔

۳۵۳۳ -

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَسْرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سَفْيَانَ رَجُلٌ مُنْسِكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ جَرَجٍ أَنْ أَتُفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا خَرَجَ عَلَيْكَ أَنْ تُتَفِقِيَ بِالْمَعْرُوفِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ہند رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ابو سفیان اپنے شخص ہیں جو مال کو روک کر رکھتے ہیں خرچ نہیں کرتے اگر میں ان کی اجازت کے بغیر ان کے مال کو ان کے بچوں پر خرچ کروں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم عرف کے مطابق ان بچوں پر جو خرچ کرو گی اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔

تحقیق: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۹۷) صحیح البخاری - المظالم والغصب (۲۳۲۸) صحیح البخاری - النفقات (۵۰۴۴) صحیح البخاری - الأیمان والندور (۶۲۶۵) صحیح البخاری - الأحکام (۶۷۴۲) صحیح مسلم - الاکفیه (۱۷۱۴) سنن النسائی - آداب القضاة (۵۴۲۰) سنن أبی داود - البیوع (۳۵۳۳) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۹۳) مسند أحمد - باقی مسند الأنصار (۳۹/۶) سنن الدارمی - النکاح (۲۲۵۹)

۳۵۳۴ -

حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، أَنَّ يَزِيدَ بْنَ زُرَيْجٍ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الطَّوِيلُ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَكَ السَّكَنِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ الْفُلَانَ نَفَقَةَ أَتْنَامٍ كَانَ وَلَيْتُهُمْ فَعَالَطُوهُ بِالْفِزْنِ، فَأَدَّاهَا إِلَيْهِمْ فَأَدَّرْتُ لَهُمْ مِنْ مَالِهِمْ مِثْلَهَا، قَالَ: قُلْتُ: أَقْبِضُ الْكَفَّ النَّوِيَّ دَهْبُوا بِهِ مِنْكَ؟ قَالَ: لَا، حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَوْ الْأَمَانَةُ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

ترجمہ: یوسف بن ماکہ الکی کہتے ہیں کہ میں فلاں شخص جو بعض یتیم بچوں کے متولی تھے ان کا کاتب تھا تو ان یتیم بچوں نے اپنے متولی کو ایک ہزار درہم کے مغالطہ میں ڈال دیا لہذا متولی نے ان یتیم بچوں کو ایک ہزار درہم عطا کر دیئے یوسف بن ماکہ کہتے ہیں کہ پھر ان یتیم بچوں کے مال میں سے اسی قدر رقم میری دسترس میں آگئی تو میں نے ان متولی سے کہا کہ جو ہزار درہم ان یتیم بچوں نے آپ سے لئے تھے آپ اجازت دیں تو میں وہ ہزار درہم وصول کر لوں؟ تو ان متولی نے مجھے منع فرمادیا اور کہا کہ میرے والد نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص تمہیں امانت دار تصور کرے تو تم اس کی امانت ادا کرو اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ خیانت مت کرو۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۳۴) مسند احمد - مسند المکیین (۴۱۴/۳)

شرح الحدیث یوسف بن ماہک کہتے ہیں کہ فلاں شخص جو کہ بعض یتیم بچوں کے متولی تھے میں ان کے خرچ کا حساب کتاب کیا کرتا تھا ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ان یتیم بچوں نے (یعنی جب وہ ہوشیار ہو گئے) اپنے متولی کو ایک ہزار درہم کے ساتھ مغالطہ میں ڈال دیا متولی نے ان کی بات کا اعتبار کرتے ہوئے ایک ہزار درہم ان کو ادا کر دیا تو وہ یوسف جو ان کے محاسب تھے وہ کہتے ہیں کہ کچھ روز بعد حساب کتاب کے میں ایک ایسے موڑ پر پہنچا جس میں میرے لئے یہ بات بہت آسان تھی کہ میں وہ ہزار درہم ان کے ان ایام کے مال میں سے لے لوں، چنانچہ میں نے اس کے بارے میں اس شخص سے یعنی متولی سے معلوم کیا کہ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں وہ تمہارے ہزار درہم حساب میں سے نکال لوں تو انہوں نے مجھے منع کر دیا اور حضور ﷺ کی یہ حدیث سنائی جو ان کو ان کے باپ کے واسطے سے پہنچی تھی: **أَذِ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ** کہ جس شخص نے تجھ کو اپنا امین بنایا ہے اس کی امانت اس کو پوری پوری حوالہ کر اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تو اسکے ساتھ خیانت مت کر، اس مسئلہ اظہر میں امام احمد کی یہی حدیث دلیل ہے لیکن جمہور یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں تو خیانت سے منع کیا گیا ہے اور کسی سے اپنا حق وصول کرنا وہ جس طرح بھی ہو بغیر اس کی اجازت ہی کے سبھی یہ خیانت کہاں ہے، یوسف بن ماہک جو راوی حکایت ہیں وہ جن صاحب کے کاتب تھے یعنی متولی ایام ان کا نام تو یہاں روایت میں مذکور نہیں اور انہوں نے یہ حدیث اپنے باپ کے حوالہ سے نقل کی ہے لہذا ان کے باپ بھی مجہول ہوئے اس لئے اس اوپر والے متن کا راوی کون صحابی ہیں یہ تو معلوم نہ ہو سکا اسکے بعد مصنف نے یہی متن بروایت ابو ہریرہؓ فرغوا ذکر کیا ہے۔ قال المنذری وحدث ابی ہریرۃ أخرجه الترمذی وقال حسن غریب اھ (عون)۔

۳۵۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، وَأَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا طَلْحُ بْنُ عَنَابٍ، عَنْ شَرِيكَ، قَالَ: ابْنُ الْعَلَاءِ، وَخَيْسٌ - عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَذِ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص تمہیں امانت دار سمجھے تو تم اس کی امانت ادا کر دو اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ خیانت والا معاملہ نہ کرو۔

جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۴) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۳۵) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۹۷)

۸۲۔ بَابُ فِي قَبُولِ الْهَدَايَا

ہدایا قبول کرنا سنت ہے

اس سے پہلے کتاب الخراج میں باب فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ کے عنوان سے باب گزر چکا جس میں مصنف نے ابْنُ اللَّيْثِيَّة کی حدیث ذکر کی تھی، اور یہ باب جو ہے مطلق ہدیہ سے متعلق ہے عمال سے اس کا تعلق نہیں ہے لیکن هَدَايَا الْعُمَّال ہی کے عنوان سے ایک

مستقل باب کتاب القضاء میں بھی آرہا ہے یعنی کتاب القضاء کی مناسبت سے اور اس سے پہلے جو گزرا ہے وہ کتاب الخراج کی مناسبت سے تھا اور چونکہ مال کا مسئلہ بہت زیادہ احتیاط طلب ہے اس لئے اس کی اہمیت کے پیش نظر مصنف نے دو جگہ اس کا باب قائم کیا ہے۔

۳۵۳۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ، وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرَّوَّاسِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ السَّيِّعِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ غُرُوقَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثَبِّتُ عَلَيْهَا».

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور ہدیہ کا بدلہ دیا کرتے تھے۔
صحیح البخاری - الہبة وفضلها والتحریر علیہا (۲۴۴۵) جامع الترمذی - الدر والصلۃ (۱۹۵۳) سنن أبي داود - البيوع (۳۵۳۶) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۹۰/۶)

شرح الحديث: یعنی آپ ﷺ کی عام عادت شریفہ ہدیہ قبول کرنے کی تھی اور یہ بھی کہ آپ ﷺ اپنے مہدی کو بھی ہدیہ دیا کرتے تھے، خطاباً فرماتے ہیں: آپ ﷺ کا ہدیہ قبول فرمانا یہ محاسن اخلاق کے باب سے ہے جس کے ذریعہ آپ ﷺ لوگوں کی تالیف قلوب فرماتے تھے اور ہدیہ قبول کر کے اس کو کھانا یہ آپ کی ایک خاص شان اور علامت تھی جس کا ذکر گزشتہ آسانی کتابوں میں بھی آیا ہے یعنی یہ کہ وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ قبول نہ کریں گے، اور ہدیہ قبول کرنے کے بعد آپ ﷺ کا خود اس کو ہدیہ دینا اس کی مصلحت ظاہر ہے تاکہ آپ ﷺ دوسرے کے احسان مند ہو کر اس سے نہ دین (بذل) ^(۱)، والحديث أخرجه البخاري والترمذي، قاله المنذري۔

۳۵۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّاظِيُّ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْقُضَيْلِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْقُضَيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَأَيُّمُ اللَّهِ، لَا أَقْبَلُ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا مِنْ أَحَدٍ هَدِيَّةً، إِلَّا أَنْ يَكُونَ مِنْهَا جَزْأً أَكْرَمِيًّا، أَوْ أَنْصَارِيًّا، أَوْ دَوْسِيًّا».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم آج کے دن کے بعد میں کسی سے کوئی ہدیہ نہ لوں گا سوائے قبیلہ قریش کے مہاجر شخص کے یا انصار مدینہ یا قبیلہ دوس یا قبیلہ ثقیف کے شخص کا۔
جامع الترمذی - المناقب (۳۹۴۵) جامع الترمذی - المناقب (۳۹۴۶) سنن أبي داود - البيوع (۳۵۳۷)

شرح الحديث: یہ حدیث یہاں مختصر ہے جس کو امام ترمذی نے کتاب المناقب کے اخیر میں مفصلاً ذکر کیا ہے۔
وہ یہ کہ ایک اعرابی نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک ناقہ بطور ہدیہ کے پیش کی جس کو آپ ﷺ نے قبول فرمایا، اور پھر بعد

میں اس اعرابی کو اس بات کے عوض میں چھ اونٹنیاں عطا کیں مگر وہ اس پر بھی خوش نہ ہوا جب حضور ﷺ کو یہ بات پہنچی تو اس پر آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر شخص اور ہر خاندان کا فرد اس لائق نہیں ہوتا کہ اس کا ہدیہ قبول کیا جائے اور پھر چند قبائل کا نام لے کر فرمایا کہ ان کے علاوہ آئندہ میں کسی کا ہدیہ قبول نہ کروں گا۔ اِیْمُ اللّٰہِ الفاظ قسم میں سے ہے، فقی الجمع: و"ایم اللہ" لفظ قسم ذو لغات، وھمزھا وصل، وقد تقطع، وتفتح وتکسر اھ^۱۔ والحديث أخرجه الترمذی الترمذی والنسائی، قاله المنذری۔

۸۳۔ باب الرجوع فی الهبة

ہدیہ کرنے کے بعد اپنا ہدیہ واپس لینے کا بیان (۴۷)

۳۵۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، وَهَمَّامٌ، وَشُعْبَةُ، قَالُوا: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الْعَائِدُ فِي هَبِيهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْبِهِ» قَالَ هَمَّامٌ: وَقَالَ قَتَادَةُ: «وَلَا نَعْلَمُ الْقَيْءَ إِلَّا خَرَامًا»۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنا ہدیہ دینے کے بعد اس ہدیہ کو واپس لینے والا شخص اس کتے کی طرح ہے جو قے کرنے کے بعد اپنی قے کو دوبارہ چاٹتا ہے۔ ہمام نے قتادہ سے نقل کیا کہ ہمارے نزدیک اپنی قے کو کھانا حرام ہے۔

شرح: صحيح البخاري - الهبة وفضلها والتحريض عليها (۲۴۴۹) صحيح مسلم - الهبات (۱۶۲۲) جامع الترمذی - البيوع (۱۲۹۸) سنن النسائي - الهبة (۳۶۹۰) سنن النسائي - الرقي (۳۷۱۰) سنن ابی داؤد - البيوع (۳۵۳۸) سنن ابن ماجه - الاحكام (۲۳۸۵) مسند احمد - مسند بني هاشم (۲۱۷/۱)

شرح الحديث: مذاهب ائمہ کی تحقیق مع الدلیل: یہ مسئلہ اختلافی ہے امام مالکؒ وشافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک واہب کیلئے رجوع فی الہب ناجائز ہے الا یہ کہ وہ ہبہ باپ کی طرف سے بیٹے کیلئے ہو تو باپ کیلئے رجوع فی الہب جائز ہے، ان حضرات کا استدلال باب کی حدیث ثانی سے ہے جس میں اس طرح ہے: إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُحِبُّ وَلَدًا، اور امام شافعیؒ کی باپ کے علاوہ دیگر اصول میں دو روایتیں ہیں، اصح قول میں باقی اصول کا بھی وہی حکم ہے جو والد کا، اور حنفیہ کے نزدیک اسکے برعکس ہے ان کے نزدیک واہب کیلئے ہدیہ اجانب میں رجوع کرنا جائز ہے بشرط یہ کہ موہوب لہ کی جانب سے اس کو عوض نہ ملا ہو ورنہ جائز نہیں، الحدیث ابی ہریرۃ مرفوعاً: الْوَاهِبُ أَحَقُّ بِهَبِيهِ مَا لَمْ يَنْتَبِ مِنْهَا^۲، اور جو ہدیہ ذی رحم محرم کو ہو اس میں رجوع جائز نہیں، نیز حنفیہ کے نزدیک زوجین اس مسئلہ میں ذی رحم محرم کے حکم میں ہیں امام مالکؒ کے مسلک کے بارے میں علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:

① مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزيل ولطائف الأخبار - ج ۱ ص ۱۲۴

② سنن الداعطی - کتاب البيوع ۲۹۷۱ (ج ۳ ص ۴۶۱)

وَلَيْسَ لغير الأب الرجوع عند مالك إلا أن عندهم أن الأم لها الرجوع أيضا إذا كان أبوه حيا، وهذا هو الأشهر عند مالك، وهو ينفك عنه المصحح (تراجم^①) اور قاضی عیاض فرماتے ہیں: وجوز مالك الرجوع مطلقا إلا في هبة أحد الزوجين من الآخر (تحفة) حنفیہ کی دلیل اصل مسئلہ میں یہ ہے: إذا كانت الهبة لأبى رجوع له في هبتها إذا كان أبوه الحاكم^② من حديث الحسن عن سمرة مرفوعا، اور ایک روایت اس سے پہلے گزر چکی الواہب أختي بهبته ما لم يثبت منها: أخرجه ابن ماجه والدارقطني من حديث أبي هريرة مرفوعا (تحفة^③)۔

حنفیہ کی طرف سے حدیث الباب کی توجیہ: اور حنفیہ نے جمہور کی دلیل یعنی باب کی حدیث ثانی: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً أَوْ يَهَبَ هِبَةً فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، اس استثناء کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ استثناء منقطع ہے یعنی اس سے مقصود رجوع فی الہبہ کو بیان کرنا نہیں ہے بلکہ نفس تصرف فی مال الابن کو بیان کرنا ہے یعنی عند الحاجة جو کہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ باپ کیلئے بیٹے کے مال میں تصرف عند الحاجة مطلقا جائز ہے^④، اور یہ جو حدیث میں ہے: لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً إلخ اس کا مطلب عدم جواز نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایسا کرنا مناسب نہیں جیسے کہا جاتا ہے لَا يَحِلُّ لِلْوَاجِدِ مِنَ السَّائِلِ اور اس معنی پر اس حدیث کو محمول کرنے کی حاجت اس لئے ہے تاکہ دوسری احادیث سے تعارض نہ ہو جن سے رجوع فی الہبہ کا جواز ثابت ہو رہا ہے اسی طرح الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ، اس سے بھی عدم جواز پر استدلال درست نہیں اس لئے کہ دوسری روایت میں ہے "كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ" اس لئے کہ فعل کلب کو حرام نہیں کہا جاسکتا بلکہ اس سے مقصود تشنیع و تقبیح ہے۔

الحدیث الاول عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أخرجه البخاري ومسلم والنسائي وابن ماجه، والحدیث الثاني أخرجه الترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۵۳۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً أَوْ يَهَبَ هِبَةً فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمِثْلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ، ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمِثْلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَإِذَا شَبِعَ قَاءً، ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ»۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ کسی انسان کیلئے حلال نہیں کہ وہ کسی کو ہدیہ دے یا کوئی شے تحفہ دے پھر اس ہدیہ یا تحفہ کو واپس لے لے ماں باپ اپنی اولاد کو ہدیہ دے کر واپس لے سکتے ہیں اور جو شخص

① عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری - ج ۱۳ ص ۱۴۳، الاواب والتراجم لصحیح البخاری - ج ۱ ص ۱۸۴،

② المستدرک علی الصحیحین للحاکم - کتاب البیوع - وأما حدیث معمر بن راشد ۲۳۲۴ (ج ۲ ص ۶۰)

③ تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی - ج ۴ ص ۵۲۴-۵۲۵

④ الکوکب الدرر علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۳۳۰

ہدیہ دینے کے بعد اپنا ہدیہ واپس لے لیتا ہے اسکی مثال اس کتے کی سی ہے جو سیر ہو کر کھاتا ہے پھرتے کر دیتا ہے پھر دوسرے وقت میں اسی کتے کو کھاتا ہے۔

صحیح البیہاری - الہبة وفضلها والتحريض علیها (۲۴۹) صحیح مسلم - الہبات (۱۶۲۲) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۹۸) سنن النسائی - الہبة (۳۶۹۰) سنن النسائی - الرقی (۳۷۱۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۳۹) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۸۵) مسند أحمد - من مسند بی ہاشم (۲۱۷/۱)

۳۵۴۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمُهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، أَنَّ عُمَرَو بْنَ شُعَيْبٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَسْتَرْدُّ مَا وَهَبَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقْبِضُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبَ فَلْيُوقِفْ فَلْيَعْرِفْ بِمَا اسْتَرَدَّ ثُمَّ لِيُدْفَعْ إِلَيْهِ مَا وَهَبَ».

سرخیز عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنا ہدیہ دیکر واپس لے لے اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جو کتے کر کے اپنی قے کو کھاتا ہے..... جب ہبہ کرنے والا شخص اپنے ہبہ کی واپسی کا مطالبہ کرے تو اس ہبہ کرنے والے کو دیگر لوگوں کے سامنے کھڑا کیا جائے اور اسکی ہبہ کی ہوئی شے کو لوگوں کے سامنے واضح کر دینا چاہیے پھر اس ہبہ کرنے والے کو اسکی ہبہ کی شے لوٹا دینی چاہیے۔

سنن النسائی - الہبة (۳۶۸۹) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۴۰) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۷۵/۲)

شرح الحدیث: مَثَلُ الَّذِي يَسْتَرْدُّ مَا وَهَبَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقْبِضُ یعنی اس شخص کا حال جو ہبہ کرنے کے بعد اپنی چیز کو واپس لے کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اس کو کھائے، آگے روایت میں یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ہدیہ کو واپس لینا چاہے تو اس موصوبہ کو چاہیے کہ اپنے واہب کو سب کے سامنے کھڑا کرے اور جو ہدیہ وہ دیکر واپس لے رہا ہے لوگوں کے سامنے اس کی تشہیر کرے اور اس کے بعد پھر واپس کرے۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ واہب کے لئے حق رجوع ثابت ہے جو از کے درجہ میں لیکن نہایت بے مروتی اور کمینہ پن کی بات ہے، والحدیث أخرجه النسائی وابن ماجہ بنحوہ، قالہ المنذری۔

۸۴ - بَابُ فِي الْهَدِيَّةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ

کسی کے کام کروانے پر اس سے ہدیہ وصول کرنے کا بیان

۳۵۴۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عُمَرَ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ بِشَفَاعَةٍ، فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا، فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا».

سجده ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے اپنے بھائی کی کوئی سفارش کی تو اس سفارش کرنے پر اسے اس سفارش کرنے والے کو کوئی چیز ہدیہ کی اور سفارش کرنے والے نے وہ شے قبول کر لی تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ پر پہنچ گیا۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۴۱) مسند احمد - ہائی مسند الانصاب (۲۶۱/۵)

شرح الحدیث اس حدیث میں شفاعت پر ہدیہ قبول کرنے پر وعید ہے اور اس کو رشوت قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ شفاعۃ حسنہ شرعاً مندوب الیہ ہے اور بعض صورتوں میں واجب بھی ہو جاتی ہے تو پھر بعد میں اس پر ہدیہ لینا شفاعت کے اجر کو ضائع کرنا ہے، جیسا کہ بیع کے اندر رہا لینے سے اصل بیع جو کہ حلال تھی ضائع اور برباد ہو جاتی ہے۔

۸۵۔ بَابُ فِي الرَّجُلِ يُفَضِّلُ بَعْضَ وَلَدِهِ فِي النُّحْلِ

کوئی شخص اپنے ایک بیٹے کو دوسری اولاد پر ترجیح دے سکتا ہے؟

ترجمة الباب والے مسئلہ کی تفصیل و مذاہب ائمہ: نحل بمعنی عطیہ، کسی شخص کا اپنی اولاد میں سے بعض کو بعض پر ترجیح دینا عطیہ میں یہ شرعاً مذموم ہے، حدیث میں اس کی مذمت آئی ہے، اب یہ کہ صرف مذموم ہے یا ناجائز و حرام؟ اس میں اختلاف ہے جمہور علماء ومنہم الأئمة الثلاثة کے نزدیک یہ خلاف اولیٰ اور مکروہ ہے، بعض علماء جیسے امام احمد اور اسحاق بن راہویہ ان کے نزدیک تسویہ فی النحل واجب، اور تفضیل حرام ہے، اب یہ کہ تسویہ سے کیا مراد ہے؟ بعض شافعیہ و مالکیہ اور امام احمد اور ہمارے امام محمدؒ کے نزدیک اس سے مراد میراث کے قاعدہ کی طرح للذکر مثل حظ الانثیین مراد ہے، اور اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ زندگی میں جو دیا جاتا ہے اس میں ذکر و انثی کا فرق معتبر نہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے: **سَوَّوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُمْ مُفَضِّلًا أَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ** أخرجه سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ بَيْهَقٍ اه (تحفة^۱) امام ترمذی حدیث الباب کے تحت فرماتے ہیں: **والعمل على هذا عند بعض أهل العلم يستحبون التسوية بين الولد، حتى قال بعضهم: يسوي بين ولده حتى في القبله، وقال بعضهم: يسوي بين ولده في النحل والعطية، يعني الذكر والأنثى سواء، وهو قول سفيان الثوري، وقال بعضهم: التسوية بين الولد أن يعطى الذكر مثل حظ الأنثيين مثل قسمة الميراث، وهو قول أحمد، وإسحاق^۲**

۳۵۴۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ، وَأَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ، وَأَخْبَرَنَا دَاوُدُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَأَخْبَرَنَا

① تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی - ج ۴ ص ۶۰۹

② جامع الترمذی - کتاب الأحکام - باب ما جاء في النحل والتسوية بين الولد ۱۳۶۷

جَالِدٌ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ أَخْلَنِي: أَبِي نُحْلًا، قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ: مِنْ بَنِي الْقَوْمِ نَحْلَةُ غُلَامًا لَهُ، قَالَ: فَقَالَتْ لَهُ: أُمِّي عَمْرَةَ بِنْتُ رَوَاحَةَ أُمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشْهَدُكَ فَاكِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشْهَدُكَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: إِنِّي نَحْلُكَ ابْنِي الثُّعْمَانُ نُحْلًا وَإِنَّ عَمْرَةَ سَأَلَتْنِي أَنْ أَشْهَدَكَ عَلَى ذَلِكَ، قَالَ: فَقَالَ: «أَلَيْكَ وَلَدٌ سِوَاكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «فَكُلُّهُمْ أُعْطِيَتْ مِثْلُ مَا أُعْطِيَتْ الثُّعْمَانُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: فَقَالَ: بَعْضُ هَؤُلَاءِ الْمُحْدِثِينَ، "هَذَا جَوْزٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «هَذَا تَلَجَّةٌ فَأَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي» قَالَ مُغِيرَةُ: فِي حَدِيثِهِ «أَلَيْسَ بِسُرُكٍ أَنْ يَكُونُوا لَكَ فِي الْبَرِّ وَاللُّطْفِ سِوَاكَ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي» وَذَكَرَ جَالِدٌ فِي حَدِيثِهِ «إِنَّ لَهُمْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدِلَ بَيْنَهُمْ كَمَا أَنَّ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَكُونُوا لَكَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ بَعْضُهُمْ: «أَكُلْ بَيْنَكَ» وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «وَلَدَاكَ» وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، فِيهِ: «أَلَيْكَ بَنُونَ سِوَاكَ»، وَقَالَ أَبُو الضُّحَى، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: «أَلَيْكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ».

ترجمہ: نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک شے عطیہ کی۔ دیگر اساتذہ میں اسماعیل بن سالم نے یوں نقل کیا کہ میرے والد نے مجھے اپنا ایک غلام عطیہ کیا تو میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے میرے والد سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر انکو اس پر گواہ بنالو تو میرے والد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اس حدیہ کا ذکر کیا اور میرے والد نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک شے عطیہ کی ہے اور عمرہ نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں آپ ﷺ کو اس معاملہ پر گواہ بنالوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا نعمان کے علاوہ بھی تمہاری اولاد ہے؟ تو میرے والد نے کہا: جی ہاں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی قدر دیا جس قدر تم نے نعمان کو دیا ہے؟ تو میرے والد نے عرض کیا: نہیں۔ ہشیم کہتے ہیں کہ میرے بعض اساتذہ نے اس کے بعد نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم ہے اور بعض اساتذہ نے نقل کیا کہ یہ کام زور زبردستی کرایا گیا ہے لہذا تم اس معاملہ پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو۔ مغیرہ نے اپنی حدیث میں کہا: کیا تمہیں پسند نہیں کہ تمہاری اولاد تمہاری اطاعت اور شفقت میں برابر ہو؟ تو نعمان کے والد نے عرض کیا: جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس معاملہ پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو۔ محالد استاد نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ ذکر کیے کہ جس طرح تمہارا اپنی اولاد پر یہ حق ہے کہ وہ تمہاری فرمانبرداری کریں ایسا ہی تمہاری اولاد کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان میں انصاف کرو۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ کسی راوی نے اَکْلَ بَيْنِكَ اور کسی راوی نے وَلَدَاكَ نقل کیا اور ابن ابی خالد نے شعبی سے اَلَيْكَ بَنُونَ سِوَاكَ نقل کیا اور ابوالضحیٰ نے نعمان بن بشیر سے اَلَيْكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ نقل کیا۔

تخریج: صحیح البخاری - الحبہ وفضلہا والتحریر علیہا (۲۴۴۶) صحیح البخاری - الشهادات (۲۵۰۷) صحیح مسلم - الہبات (۱۶۲۳) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۶۷) سنن النسائی - النحل (۳۶۷۲) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۴۲) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۷۵) مسند

احمد - اول مسند الکوفیین (۲۶۸/۴) موطا مالک - الاقصیہ (۱۴۷۳)

شرح الحدیث: **شرح المسند:** اس حدیث میں مصنف کے استاد احمد بن حنبل اور ان کے استاد ہشیم ہیں، پھر ہشیم اس حدیث کو اپنے پانچ اساتذہ سے روایت کرتے ہیں سیار، مغیرہ، داؤد، مجالد، اسماعیل، اور یہ پانچوں شعبی سے روایت کرتے ہیں، چنانچہ کتاب الاطراف میں ابو داؤد کی اس سند کو اس طرح نقل کیا ہے عن ابن حنبل عن ہشیم عن یسار ومغیرہ وداؤد بن ابی ہند، ومجالد، واسماعیل بن سالم، خمستہم عن الشعبي (ہ) (بذل) لیکن اس سند کی تعبیر کچھ ابھی ہوئی سی ہے، غور کے بعد بھی سمجھ میں نہیں آتی۔

عن الثعمان بن بشیر، قال أتحلی: أبي لحلا، قال إسماعيل بن سالم: من بين القوم نخلة غلامه: نعمان بن بشير فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے والد نے ایک چیز ہدیہ کی۔ ہشیم کے استادوں میں چار نے تو اسی طرح کہا، اور پانچویں استاد یعنی اسماعیل نے اس عطیہ کی تعیین کی غلام کے ساتھ کہ میرے والد نے مجھ کو ایک غلام ہبہ کیا، اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میری والدہ عمرہ نے میرے والد یعنی بشیر سے یہ کہا کہ حضور ﷺ کے پاس جائیے اور اپنے اس ہبہ پر حضور ﷺ کو گواہ بنا لیجئے، وہ حضور ﷺ کی خدمت میں گئے اور آپ سے صورت حال بیان کی، حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے اور بھی بیٹے ہیں نعمان کے علاوہ؟ انہوں نے کہا جی اور بھی ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا کہ ان سب کو بھی تم نے غلام دیا ہے جس طرح نعمان کو دیا، انہوں نے عرض کیا کہ ان کو تو نہیں دیا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اس میں ہشیم کے یہ اساتذہ خسرہ مختلف ہیں، بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہذا اجوز، اور بعض نے فرمایا ہذا تلجئة یعنی آپ نے فرمایا کہ یہ بعض کو دینا اور بعض کو نہ دینا یہ ظلم ہے، اور بعض کی روایت میں جو دوسرا لفظ ہے ہذا تلجئة اس کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ یہ کام تجھ سے زبردستی کرایا گیا ہے، یعنی تمہاری بیوی نے تم پر زور ڈال کر ایسا کرایا ہے جس کو تم خود بھی نہیں چاہتے تھے، فأشهد علی ہذا غیری آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو گواہ نہیں بنتا، اس پر کسی اور کو گواہ بنالے۔

اس سے جمہور کے مسلک کی تائید ہو رہی ہے ترجمہ الباب والے مسئلہ میں کہ ایسا کرنا حرام نہیں صرف مکروہ ہے کیونکہ اگر حرام ہوتا تو آپ ﷺ دوسرے کو گواہ بنانے کی اجازت کیسے دیتے، اور اس سے پہلے جو لفظ آیا تھا ہذا اجوز، اس سے فی الجملہ امام احمد کے مذہب کی تائید ہوتی ہے، اور اس کے بعد والی روایت میں ہے: قال: لا، قال: «فأمرؤذہ» یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اس ہبہ کو واپس لے لو، اس سے رجوع فی الہبہ کا جواز معلوم ہو رہا ہے جو کہ اختلافی مسئلہ ہے اور ابھی قریب میں گزرا ہے وہ یہ کہ عند الجمہور باپ کے لئے بیٹے کے حق میں رجوع فی الہبہ جائز ہے اور حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے، اس کا جواب حنفیہ کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت بشیر حضور ﷺ کی خدمت میں اشہاد علی الہبہ کیلئے آئے تھے یا ہبہ کرنے کے بارے میں مشورہ کے

لئے آئے تھے کہ آیا وہ ہبہ کر دیں یا نہ کریں، اس کے بارے میں شرح نے دونوں ہی احتمال لکھے ہیں اور علامہ عینیؒ نے بعض روایات کے الفاظ سے اس کے استشارہ ہونے کو ترجیح دی ہے، لہذا اس سے ثابت ہوا کہ ابھی تک ہبہ کا تحقق ہی نہ ہوا تھا، اور اس صورت میں فانرودۃ کا مطلب یہ ہو گا کہ تم اپنے اس ارادہ ہبہ ہی کو ترک کر دو۔

حدیث الباب میں اختلاف روایات: یہ حدیث مشہور ہے، جملہ صحاح ستہ میں مذکور ہے، ان سب روایات میں ہبہ کی تعیین غلام کے ساتھ وارد ہے اور صحیح ابن حبان اور طبرانی میں بجائے غلام کے حدیقہ مذکور ہے یعنی نعمان کی والدہ نے اپنے شوہر سے نعمان کو ایک باغ ہبہ کرنے کی ترغیب دی، ابن حبان نے اس کو تعدد واقعہ پر محمول کیا ہے وہ یہ کہ ولادت نعمان کے وقت میں ان کی والدہ نے اعطاء حدیقہ کی فرمائش کی اور پھر جب نعمان کچھ بڑے ہو گئے اس وقت دوبارہ ان کی والدہ نے ان کے باپ پر عطیہ کا اصرار کیا، یہ دوسرا عطیہ غلام تھا، حافظ نے اس کی ایک دوسری توجیہ اختیار کی وہ یہ کہ شروع میں بشیر نے نعمان کو حدیقہ ہبہ کیا تھا لیکن پھر بعد میں اس سے رجوع کر لیا، اس پر عمرہ نے دوبارہ اصرار شروع کیا کوئی چیز دینے پر انہوں نے دوسری مرتبہ ان کو غلام ہبہ کیا، مگر چونکہ اس سے پہلے ہبہ کر کے رجوع کر چکے تھے اس لئے اس مرتبہ ان کی اہلیہ نے غلام ہبہ کرنے کے بعد اشہاد پر اصرار کیا (هذا کله ما خوذ من الأوجز ۱۱)۔

اس واقعہ کے بارے میں احقر کے ذہن میں ہمیشہ سے یہ بات ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے نعمان بن بشیرؒ عمرہ بنت رواحہ کے سگے بیٹے ہوں گے اور جو دوسری اولاد تھی جن کے موجود ہونے کی تصریح اس روایت میں مذکور ہے وہ بظاہر بشیر کی دوسری زوجہ سے ہوں گے، اس لئے عمرہ نے صرف اپنے بیٹے کے بارے میں اپنے شوہر سے اس ہبہ کی باصرار فرمائش کی، واللہ تعالیٰ اعلم، کتب رجال سے اس کی تحقیق کی حاجت ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه بنحوه، وأخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، من حدیث حمید بن عبد الرحمن بن عوف ومحمد بن النعمان بن بشیر عن النعمان بشیر، قاله المنذری.

۳۵۴۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، قَالَ: أَعْطَاهُ أَبُوهُ غُلَامًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا هَذَا الْغُلَامُ؟» قَالَ: غُلَامِي أُعْطَانِيهِ أَبِي، قَالَ: «فَكُلْ إِنْ خَوَّكَ أَعْطَى كَمَا أُعْطَاكَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَانْرُدَّهُ».

ترجمہ: نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ ان کے والد نے ان کو ایک غلام عطیہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ غلام تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ تو نعمان نے عرض کیا کہ یہ میرا غلام ہے جو میرے والد نے مجھے عطیہ کیا ہے تو

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے والد نے تمہارے تمام بھائیوں کو ایسا ہی عطیہ کیا جیسا کہ تمہیں عطیہ کیا ہے؟ تو نعمان نے عرض کیا: نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ غلام واپس کر دو۔

تحقیق صحیح البخاری - الہبة وفضلها والتحریر علیہا (۲۴۴۶) صحیح البخاری - الشهادات (۲۵۰۷) صحیح مسلم - الہبات (۱۶۲۳) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۶۷) سنن النسائی - النحل (۳۶۷۲) سنن أبي داود - البیوع (۳۵۴۳) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۷۵) مسند احمد - أول مسند الکوفیین (۲۶۸/۴) موطأ مالک - الکفصیة (۱۴۷۳)

۳۵۴۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ الْمُهَلَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ الثَّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اعْدِلُوا ابْنِينَ أَوْلَادِكُمْ اَعْدِلُوا ابْنِينَ ابْنَائِكُمْ».

ترجمہ نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو..... تم لوگ اپنے بیٹوں میں انصاف کر دو۔

تحقیق صحیح البخاری - الہبة وفضلها والتحریر علیہا (۲۴۴۶) صحیح البخاری - الشهادات (۲۵۰۷) صحیح مسلم - الہبات (۱۶۲۳) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۶۷) سنن النسائی - النحل (۳۶۷۲) سنن أبي داود - البیوع (۳۵۴۴) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۷۵) مسند احمد - أول مسند الکوفیین (۲۶۸/۴) موطأ مالک - الکفصیة (۱۴۷۳)

۳۵۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَتْ امْرَأَةٌ بَشِيرٍ اَتَحِلُّ ابْنِي عَلَامًا وَأَشْهَدُ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِي أَنْ اَتَحِلَّ ابْنُهَا عَلَامًا، وَقَالَتْ لِي: أَشْهَدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «لَهُ إِخْوَةٌ؟» فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَكُلُّهُمْ أُعْطِيَتْ مِثْلُ مَا أُعْطِيْتَهُ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَيْسَ يَصْلُحُ هَذَا، وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ».

ترجمہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ بشیرؓ کی اہلیہ نے کہا کہ تم اپنا غلام میرے بیٹے کو دیدو اور اس پر میرے لئے رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنادو تو حضرت بشیرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ (میری اہلیہ) فلاں کی بیٹی نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس کے بیٹے کو ایک غلام عطیہ کر دوں اور وہ کہتی ہیں کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بناؤ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس بیٹے کے کیا اور بھائی بھی ہیں؟ تو بشیرؓ نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے نعمان کے سارے بھائیوں کو اسی طرح عطیہ کیا ہے جو تم نے نعمان کو عطیہ کیا ہے؟ بشیرؓ نے عرض کیا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اس طرح کرنا صحیح نہیں اور میں تو صرف حق بات پر ہی گواہی دوں گا۔

تحقیق صحیح مسلم - الہبات (۱۶۲۴) سنن أبي داود - البیوع (۳۵۴۵) مسند احمد - باقي مسند المکثرین (۳۲۶/۳)

۸۶۔ باب فی عطیۃ المرأۃ بغير اذن زوجها

۷۷ کیا بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ہدیہ کر سکتی ہے؟ ۷۷

کتاب الزکاة میں باب المرأۃ تَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا گزر چکا ہے، اس باب کی احادیث پر کلام وہاں گزر گیا، امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے: هَبَةُ الْمَرْأَةِ لغيرِ زَوْجِهَا۔

مسئلۃ الباب میں اختلاف علماء: عورت کے ہبہ کرنے کی دو صورتیں ہیں: ① ایک بیت زوج سے یعنی جو چیز شوہر نے اسکو گھر میں خرچ کرنے کیلئے دے رکھی ہے، عورت کا اس میں سے صدقہ کرنا، ② دوسری یہ کہ عورت خود اپنے مال میں سے صدقہ کرے، اس دوسری صورت میں جمہور کے نزدیک عورت کیلئے صدقہ وغیرہ کرنا جیسے وہ چاہے جائز ہے، جمہور علماء کا مسلک یہی ہے، اس میں امام مالکؒ کا اختلاف وہاں کتاب الزکاة میں گزر چکا ہے ان کے نزدیک عورت کیلئے اپنے مال میں زائد سے زائد صرف ثلث میں تصرف کرنا جائز ہے یعنی بغیر اذن الزوج اس سے زائد میں نہیں، قال الحافظ: وخالف طاؤس فمنع مطلقا، وعن الليث لا يجوز مطلقا إلا في الشيء التافه وأدلة الجمهور من الكتاب والسنة كثيرة اه (من التراجع ①)۔

۳۵۴۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، وَحَبِيبِ الْمَعْلَمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَجُوزُ لِمَرْأَةٍ أَنْ تُهَبَّ مَالَهَا إِذَا مَلَكَتْ زَوْجَهَا عَصَمَتَهَا»۔

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کسی عورت کا شوہر اسکی عزت و عصمت کا محافظ ہو تو اس عورت کیلئے اپنے مال میں کسی قسم کا تصرف کرنا درست نہیں ہے۔

خروج سنن النسائي - العمري (۳۷۵۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۴۶) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۸۸) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۲/۲۲۱)

۳۵۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، أَنَّ أَبَاكَ، أَخْبَرَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَجُوزُ لِمَرْأَةٍ أَنْ تُهَبَّ، إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا»۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی عورت کیلئے کوئی ہدیہ کرنا جائز نہیں ہے۔

خروج سنن النسائي - العمري (۳۷۵۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۴۷) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۸۸) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۲/۲۲۱)

۸۷۔ بَابُ فِي الْعُمَرَى

عمری کا بیان

اور اس کے بعد دوسرا باب آرہا ہے: بَابُ فِي الرَّقْبَى۔

۳۵۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ هَمِيلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْعُمَرَى جَانِزَةٌ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ عمری نافذ ہو جاتا ہے۔

۳۵۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ترجمہ: حضرت سرہؓ نبی اکرم ﷺ سے اسی حدیث کے مثل نقل کرتے ہیں۔

تحقیق: صحیح البخاری - الہبة وفضلہا والتحریر علیہا (۲۴۸۳) صحیح مسلم - الہبات (۱۶۲۶) سنن النسائی - العمری (۳۷۵۴) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۴۸) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۴۷/۲)

شرح الحدیث: عمری کی تعریف اور اس کا حکم شرعی: عمری اور رقبی، ہبہ کی دو خاص صورتیں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں، ان دونوں ہی کے بارے میں روایات متجاوزہ مختلف وارد ہیں جیسا کہ دونوں بابوں کی روایات دیکھنے سے ظاہر ہو رہا ہے، لہذا ان دونوں کے بارے میں فقہاء کی رائے معلوم ہونی چاہیے، نیز ہر ایک کا طریقہ و تعریف بھی۔

عمری کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے دہری لك عمری، یا یوں کہتا ہے ا عمر تک داری جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں یہ مکان تجھ کو ہبہ کرتا ہوں، تیری عمر کیلئے، جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی سے اس طرح کہہ دے تو پھر یہ جائز ہے لیکن وہ مکان صرف عمر بھر تک کیلئے نہیں بلکہ معمر لہ کی حیات میں اس کیلئے اور اس کے انتقال کے بعد اسی کے ورثہ کیلئے ہوگا، گویا عمر بھر تک کی قید کا اعتبار نہیں، اس میں امام مالک کا اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ عمری کی دو صورتیں ہیں اگر معمر نے صرف وہ الفاظ کہے جو اوپر گزرے یعنی ”دہری لك عمری“ اس صورت میں تو وہ مکان معمر لہ کیلئے صرف اس کی زندگی تک کیلئے ہوگا اور اس کے مرنے کے بعد معمر کی طرف لوٹ آئے گا، اور اگر ہبہ کرنے والے نے ”دہری لك“ کے ساتھ ”ولعقبك بعدك“ بھی کہا ہے تب تو یہ ہبہ ہمیشہ کیلئے نافذ ہو جائے گا اور موت معمر کے بعد اس کے ورثہ کیلئے ہوگا، اور اگر ہبہ کے وقت یہ زیادتی نہیں کہی تھی تو پھر موت معمر لہ کے بعد وہ مکان واہب کی طرف لوٹ آئے گا۔

در اصل یہ اختلاف حقیقت عمری پر متفرع ہے عند الجمہور عمری کی حقیقت تمليك الرقبہ ہے یعنی عین دار کا مالک بنادینا، اور امام مالک کے نزدیک اس کی حقیقت تمليك المنفعة ہے اس لئے ان کے نزدیک معمر لہ اصل مکان کا مالک نہیں ہوتا، اور نہ ان کے

نزدیک اس میں میراث جاری ہوتی ہے یعنی من حیث الملك، اور اگر ہبہ کے وقت میں اس نے "لك والعقبك بعدك" کہا ہو تو اس صورت میں ان کے نزدیک اس کے اندر میراث جاری ہوگی یعنی وہی منفعت کے لحاظ سے، لا من حیث الملك۔

حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه البخاری ومسلم والنسائی، وحدث جابر من طریق ابی سلمة أخرجه البخاری ومسلم والنسائی، ومن طريق عروة عنه أخرجه النسائی، قاله المنذرى، والحدیث الرابع من حدیث جابر بلفظ "ایما رجل أعمر عمری له ولعقبه" الحدیث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه بعروۃ، قاله المنذرى.

۳۵۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «الْعُمَرَى لِمَنْ وَهَبَتْ لَهُ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے عمری اس شخص کی ملکیت ہوتا ہے جس کو وہ شے ہبہ کر دی گئی ہو۔

شرح: صحیح البخاری - الہبۃ وفضلہا والتحریر علیہا (۲: ۴۸۲) صحیح مسلم - الہبات (۱: ۶۲۵) جامع الترمذی - الأحکام (۱: ۳۵۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳: ۵۰) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲: ۳۸۰) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۳: ۳۸۱) موطأ مالک - الأقضية (۱: ۴۷۹)

۳۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَعْمَرَ عُمَرَى قَهْوِي لَهُ، وَلِعَقْبِهِ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقْبِهِ».

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی شے دی گئی ہو تو یہ اس شخص کی اور اس کی اولاد کی ہوگی اس شخص کی اولاد اس عمری کی وارث بنے گی۔

۳۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْخَوَّارِيِّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَعُرْوَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ.

ترجمہ: جابرؓ نبی اکرم ﷺ سے گزشتہ حدیث کے ہم معنی نقل کرتے ہیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: اوزاعی کی طرح لیث بن سعد نے بھی عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ نقل کیا ہے۔

شرح: صحیح البخاری - الہبۃ وفضلہا والتحریر علیہا (۲: ۴۸۲) صحیح مسلم - الہبات (۱: ۶۲۵) جامع الترمذی - الأحکام (۱: ۳۵۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳: ۵۰) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲: ۳۸۰) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۳: ۳۸۱) موطأ مالک - الأقضية (۱: ۴۷۹)

۸۸۔ بَابُ مَنْ قَالَ فِيهِ وَلِعَقْبِهِ

عمری کے طور پر ہدیہ کرتے ہوئے یوں کہے کہ یہ شے اس شخص اور اس کی اولاد کی ہے

۳۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمْرٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ يَعْنِي ابْنَ أَنَسٍ،

عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّمَا رَجُلٌ أَجْمَرُ عُمَرَى لَهُ، وَلِعَقْبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعْ إِلَى الَّذِي أُعْطَاهَا، لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو کوئی شے عمر بھر کیلے دی گئی یہ اس کیلے ہے اس کی زندگی بھر اور اسکے بعد اس کی اولاد کی ہوگی تو یہ شے اس کی ملکیت ہے جس کو یہ شے ہدیہ کی گئی۔ یہ شے دینے والے کو واپس نہیں کی جائے گی..... کیونکہ اس نے ایسا ہدیہ کر دیا ہے جس میں وراثت جاری ہوگی۔

۳۵۵۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَقِيلٌ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ، فِي لَفْظِهِ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، وَرَوَاهُ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَمِثْلُ حَدِيثِ مَالِكٍ.

ترجمہ: ابن شہاب زہری اپنی سند سے گزشتہ حدیث کے ہم معنی نقل کرتے ہیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں عقیل اور یزید بن ابی حبیب نے ابن شہاب زہری سے اسی طرح نقل کیا ہے امام اوزاعی کے شاگرد ابن شہاب زہری سے مختلف الفاظ سے حدیث نقل کرتے ہیں اور فلیح بن سلیمان نے امام مالک کی طرح حدیث نقل کی ہے۔

تخریج: صحیح البخاری - الحبہ وفضلہا و التحریض علیہا (۲۴۸۲) صحیح مسلم - الہبات (۱۶۲۵) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۵۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۵۳) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۸۰) مسند احمد - ہاقی مسند المکثرین (۳۸۱/۳) موطأ مالک - الاقصیۃ (۱۴۷۹)

۳۵۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «إِنَّمَا الْعُمَرَى الَّتِي أَجَازَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يَقُولَ: «هِيَ لَكَ وَلِعَقْبِكَ» فَأَمَّا إِذَا قَالَ: «هِيَ لَكَ مَا عِشْتُ» فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا.

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جس عمری کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اس کی صورت یہ تھی کہ ہدیہ کرنے والا شخص یوں کہتا ہے شے تمہاری ملکیت ہے اور تمہاری اولاد اس کی مالک ہے اور اگر کوئی شخص یوں کہتا کہ یہ شے تمہاری زندگی تک تمہاری ہے تو اس صورت میں یہ شے ہدیہ کرنے والے کی طرف لوٹ جائے گی۔

تخریج: صحیح البخاری - الحبہ وفضلہا و التحریض علیہا (۲۴۸۲) صحیح مسلم - الہبات (۱۶۲۵) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۵۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۵۵) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۸۰) مسند احمد - ہاقی مسند المکثرین (۳۸۱/۳) موطأ مالک - الاقصیۃ (۱۴۷۹)

۳۵۵۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تُزَقُّوْا وَلَا تُعْمِرُوْا فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا أَوْ أُعْمِرَ لَهُ فَهُوَ لَوْ رُتِّبَ».

ترجمہ: جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رقبی مت کرو اور عمری مت کرو کیونکہ جس شخص نے

دوسرے کو رقبی یا عمری کے طور پر کوئی شے دیدی تو یہ شے اسکے ورثاء کی ہوگی جس کو عمری اور رقبی کیا گیا ہو۔

صحیح البخاری - الہیۃ وفضلہا و التحریض علیہا (۲۴۸۲) صحیح مسلم - الہیات (۱۶۲۵) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۵۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۵۶) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۸۰) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۳۸۱/۳) موطأ مالک - الأقضية (۱۴۷۹)

۳۵۵۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ طَارِقِ الْمَكِّي، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرِ الْأَنْصَارِ أَنْ يُعْطَاهَا ابْنُهَا حَذِيقَةً مِنْ نَخْلٍ، فَمَاتَتْ، فَقَالَ ابْنُهَا: إِنَّمَا أُعْطِيْتُهَا حَيَاتُهَا وَلَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هِيَ لَهَا حَيَاتُهَا وَمَوْتُهَا»، قَالَ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا، قَالَ: «ذَلِكَ أَبْعَدُ لَكَ».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت کے واقعہ میں فیصلہ سنایا جس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ اسکو اسکے بیٹے نے کھجور کا ایک باغیچہ عطیہ کیا پھر اس خاتون کا جب انتقال ہو گیا تو اس کے اس ہدیہ کرنے والے بیٹے نے کہا کہ میں نے اپنی والدہ کو تو یہ شے انکی زندگی بھر کیلئے دی تھی..... اب اس شخص کے اور بھائی بھی تھے..... تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھجور کا باغیچہ تمہاری والدہ کی ملکیت تھا انکی زندگی میں بھی اور ان کے انتقال کے بعد بھی تو اس ہدیہ کرنے والے بیٹے نے کہا کہ میں نے تو اپنی والدہ کو کھجور کا باغیچہ صدقہ کیا تھا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ کرنے کی صورت میں اپنی صدقہ کی ہوئی شے کو تمہارے لئے واپس لینا اور بھی زیادہ برا ہے (اس سے کہ تم اپنی ہدیہ کی ہوئی شے کو واپس لیتے)۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۵۷) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۲۹۹/۳)

۸۹- بَابُ فِي الرَّقْبِيِّ

رقبی کا بیان

رقبی کی تعریف اور اس میں اختلاف انہیہ: رقبی یہ بھی ایک ہبہ کا طریقہ ہے عمری کی طرح، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے ”داہری لك رقبی“ یا ”ارقبنتك داہری“ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص دوسرے سے یوں کہے کہ میں اپنا یہ مکان تجھ کو اس طور پر دیتا ہوں کہ اگر پہلے میری موت واقع ہوئی تب تو یہ مکان تیرا ہو گا اور اگر تیری موت پہلے واقع ہوئی تب یہ مکان اوٹ کر میری طرف آجائے گا، یہ لفظ مراقبہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی انتظار ہیں کیونکہ ہبہ کی اس نوع میں داہب اور سوبوب لہ میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر رہتا ہے اسلئے اسکا یہ نام رکھا گیا ہے۔

رقبی کے حکم میں اختلاف ہے امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک جائز ہے مثل عمری کے، اور امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ کے نزدیک ناجائز ہے، صاحبین میں سے امام ابو یوسفؒ، امام شافعیؒ کے ساتھ ہیں، اور امام محمدؒ امام صاحبؒ کیساتھ، اور مثلاً اختلاف یہ ہے کہ ان حضرات

ائمہ اربعہ کا حقیقت رقبی میں اختلاف ہو رہا ہے کہ وہ کیا ہے، قائلین جواز کے نزدیک اس کی حقیقت تملیک بشرط فاسد ہے، شرط فاسد سے مراد اس کا یہ کہنا کہ اگر تو پہلے مرے تب میرا، اور اگر میں پہلے مروں تب یہ میرا، ان حضرات کے نزدیک تملیک باقی رہ جاتی ہے اور یہ شرط فاسد کا عدم، لہذا یہ تملیک صحیح ہوگی اور بہر صورت مکان اس کیلئے ہوگا، اور جو فقہاء قائل بالجواز نہیں ہیں ان کے نزدیک اس کی حقیقت تملیک نہیں بلکہ تعلیق التملیک علی غلط ہے، جس میں قمار کے معنی پائے جاتے ہیں جو کہ ناجائز ہے۔

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، وحدث زید بن ثابت أخرجه النسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۵۵۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْعُمَرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا، وَالرُّقْبَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا».

ترجمہ: حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے عمری جن لوگوں کو دیا جائے ان کے حق میں نافذ ہو جاتا ہے اور رقبی جن لوگوں کو دیا جاتا ہے ان کے حق میں نافذ ہو جاتا ہے۔

تحقیق: صحیح البخاری - المہبۃ وفضلہا و التحریض علیہا (۲۴۸۲) صحیح مسلم - المہبات (۱۶۲۵) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۵۰) سنن أبی داؤد - البیوع (۳۵۵۸) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۸۰) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۳۸۱/۳) موطا مالک - الاقصیۃ (۱۴۷۹)

۳۵۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَعْقِلٍ، عَنْ عُمَرُو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ حُجْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ مُعْمَرُهُ نَحْيَاكُ وَمَمَاتُهُ، وَلَا تُزَيِّوْا فَمَنْ أُنْزَبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُهُ».

ترجمہ: زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جس شخص نے کسی کو کوئی شئی عمر بھر کیلئے دی تو وہ شئی جس شخص کو دیدی ہے اس کی ملکیت ہوگی اس کی زندگی میں بھی اور اسکے مرنے کے بعد بھی..... اور تم لوگ کسی کو کوئی شئی رقبی کے طور پر مت دو..... جس نے کسی کو کوئی شئی رقبی کے طور پر دیدی تو وہ شئی اس کی ملکیت ہو جائے گی۔

تحقیق: سنن النسائی - الرقبی (۳۷۰۷) سنن النسائی - العمری (۳۷۲۳) سنن أبی داؤد - البیوع (۳۵۵۹) مسند احمد - مسند الأنصار رضی اللہ عنہم (۱۸۲/۵) مسند الأنصار رضی اللہ عنہم (۱۸۹/۵)

۳۵۶۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجُرَّاحِ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: "الْعُمَرَى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: لِلرَّجُلِ هُوَ لَكَ مَا عَشْتُ فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ فَهُوَ لَكَ وَلَوْ رَتَّبْتَهُو الرُّقْبَى هُوَ أَنْ يَقُولَ الْإِنْسَانُ هُوَ لَكَ خَيْرٌ مِنِّي وَمِنْكَ".

ترجمہ: مجاہد کہتے ہیں کہ عمری کی تفسیر یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے یہ کہے کہ یہ گھر وغیرہ تمہارا ہے جب تک تم زندہ رہو تو اس طرح کہنے سے یہ شئی جس کو دیدی گئی اس کی ملکیت ہو جائیگی اور اسکے مرنے کے بعد اسکے ورثاء کو ملے گی اور رقبی کی

تفسیر یہ ہے کہ انسان یوں کہتا ہے کہ یہ گھر وغیرہ اس کی ملکیت ہو گا جو ہم دونوں میں سے زیادہ زندہ رہے۔

۹۰۔ باب فی تضمین العاریۃ

عاریۃ لی ہوئی شی کے ضمان کا بیان

مسئلۃ الباب میں مذاہب ائمہ: عاریۃ سے مراد شی مستعار یعنی اگر کوئی شخص کسی کو اپنی چیز عاریۃ دے اور پھر وہ شی مستعیر کے پاس بلا اسکی تعدی کے ہلاک وضائع ہو جائے تو اس صورت میں مستعیر پر اس کا ضمان واجب ہے یا نہیں؟ مسئلہ اختلافی ہے، امام شافعیؒ و احمدؒ ضمان کے قائل ہیں اور حنفیہ کے نزدیک ضمان نہیں ہے، اور امام مالکؒ کے نزدیک تفصیل ہے: ما ظہر ہلاکہ لا ضمان فیہ، وما خفی ہلاکہ فہو مضمون، یعنی اگر وہ شی مستعار ایسی چیز ہے جس کا ہلاک ہونا ظاہر ہو یعنی قرین قیاس ہو جیسے حیوان اس میں ضمان نہیں ہے، اور جس چیز کا ہلاک ہونا مخفی اور پوشیدہ ہو جیسے کپڑا اس میں ضمان واجب ہو گا (بذل عن الخطابی)۔

۳۵۶۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ابْنِ أَبِي عُرْوَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذْتَ حَتَّى تُؤَدِّيَ»، ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ، فَقَالَ: «هُوَ أَمِينُكَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ».

ترجمہ: حضرت سرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی شی کو مستعار لینے والے شخص پر شی کی ادائیگی لازم ہے پھر حسن بصری اس حدیث کو بھول گئے اور انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ مستعار لینے والا شخص امین ہوتا ہے اس پر اس شی کا ضمان لازم نہیں ہوتا۔

تحقیق: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۶) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۶۱) سنن ابن ماجہ - الأحکامہ (۲۴۰۰) مسند احمد - أول مسند البصریین (۸/۵) مسند احمد - أول مسند البصریین (۱۳/۵) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۹۶)

شرح الحدیث: یہ سے مراد صاحب ید، یعنی جس شخص نے کسی کی جو چیز لے رکھی ہے (عاریۃ) تو وہ اس کے ذمہ میں ہے جب تک اس کو ادا نہ کرے ادا کا تعلق عین ماوجب سے ہوتا ہے اور قضا و ضمان کا تعلق مثل ماوجب سے تو اس حدیث میں ادا کا ذکر ہے نہ کہ ضمان اور قضا کا، جس کا تقاضا یہ ہے کہ عاریۃ میں ضمان نہیں ہے شی مستعار اگر موجود و محفوظ ہے تو اس کو واپس کرنا واجب ہے اور اگر ضائع ہو جائے تو پھر اس کا مثل یعنی ضمان واجب نہیں۔

پس اس روایت کا حاصل یہ ہوا، العاریۃ موداة، اور اگر عاریت میں ضمان ہو ا کرتا تو اس کیلئے اس طرح ہوتا "العاریۃ مضمونۃ" حالانکہ باب کی آخری حدیث میں تصریح آرہی ہے کہ عاریۃ مضمونہ نہیں بلکہ موداة ہے، پھر آگے روایت میں یہ ہے: ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ

نسی، فَقَالَ: «هُوَ أَمِينُكَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ»، یہ قنادہ کا کلام ہے کہ ہمارے استاد حسن یہ کہتے ہیں کہ مستعیر امین ہوتا ہے اس پر ضمان واجب نہیں، قنادہ یہ کہہ رہے ہیں کہ شاید ہمارے استاد اپنی بیان کردہ حدیث بھول گئے یعنی علی الید ما اخذت ارجی یہ قنادہ کا اپنا گمان ہے جو صحیح نہیں، وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ حسن نے جو حدیث مرفوع نقل کی ہے وہ مقتضی ہے ضمان عاریہ کو، حالانکہ ایسا نہیں، الفاظ حدیث کا تقاضا خود یہی ہے کہ ضمان نہ ہونا چاہیے۔ (بذل بایضاح^۱) والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری۔

۳۵۶۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مَرْقِيعٍ، عَنْ أُمِّئَةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ أُمِّئَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَارَ مِنْهُ أَدْرَاعًا يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ: أَغْضِبُ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: «لَا، بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَهَذِهِ رِوَايَةٌ يَزِيدُ بْنُ بَعْدَادٍ فِي رِوَايَةِ يُوَاسِطٍ تَعْلِيْفُ غَيْرِ هَذَا»۔

صفوان بن امیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین کی جنگ کیلئے ان سے کچھ زرہیں عاریہ لیں تو صفوان نے کہا: اے محمد! کیا یہ زرہیں آپ بطور غصب کے لے رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ زرہیں میں عاریہ لے رہا ہوں جن کا ضمان میرے ذمہ لازم ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے بغداد میں اسی طرح حدیث نقل کی اور انہوں نے مقام واسطہ میں اس حدیث سے مختلف روایت نقل کی۔

سنن ابی داود - البیوع (۳۵۶۲) مسند احمد - من مسند القبائل (۶/۴۶۵)

شرح الحدیث: امیہ بن صفوان اپنے باپ صفوان بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے موقع پر حضور ﷺ نے صفوان سے چند زرہیں عاریہ لیں، تو دیتے وقت صفوان نے پوچھا کہ اے محمد (ﷺ) آپ یہ زرہیں بطور غصب کے لے رہے ہیں یا عاریہ (اس وقت تک صفوان اسلام نہیں لائے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا غصبا نہیں بلکہ عاریہ، اور عاریہ بھی ایسی جو ضمان والی ہوگی۔

توجیہ الحدیث علی مسلک الحنفیہ: اس حدیث سے قائلین ضمان کی تائید ہو رہی ہے، لیکن یہی حدیث باب کے آخر میں بھی (برقم ۳۵۶۶) آرہی ہے اس میں اس طرح ہے: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَعَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ، أَوْ عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ، قَالَ: «بَلْ مُؤَدَّاةٌ»، لہذا ایسی صورت میں ضمان پر استدلال صحیح نہیں، اور حضرت نے بذل میں ”بل عاریہ مضمونہ“ کا جواب یہ دیا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد قاعدہ کلیہ اور بطور بیان حکم شرعی کے نہیں ہے بلکہ چونکہ صفوان اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے اور ادھر مسلمانوں کو اسلحہ کی حاجت تھی اس لئے خاص اس موقع کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ نہیں بلکہ یہ عاریہ ضمان والی ہوگی، تاکہ صفوان عاریہ دینے پر مطمئن ہو جائیں اور وہ وقتی ضرورت مسلمانوں کی پوری ہو جائے، اور یہ اس بات کی

دلیل نہیں ہے کہ تمام عواری کا حکم یہی ہے اہ جس کا قرینہ یہ ہے کہ آگے ایک روایت میں یہ آرہا ہے کہ آپ ﷺ نے جو زرہیں صفوان سے عاریہ لیں تھیں تو جب ان کے واپس کرنے کا وقت آیا تو ان میں چند زرہیں تعداد میں کم تھیں اس پر حضور ﷺ نے صفوان سے فرمایا کہ تمہاری چند زرہیں مفقود ہو گئیں: فَهَلْ نَعْرَمُ لَكَ؟ قَالَ: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ الخ یعنی آپ نے فرمایا کہ کیا ہم ان کا ضمان تمہیں دیں؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ، اس لئے کہ میرے قلب میں آج وہ بات ہے جو اس وقت نہیں تھی۔ والحديث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۳۵۶۳۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ، عَنْ أَنَسٍ، مِنْ آلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَا صَفْوَانُ، هَلْ عِنْدَكَ مِنْ سِلَاحٍ؟» قَالَ: عَارِيَةٌ أَمْ غَضَبًا، قَالَ: «لَا، بَلْ عَارِيَةٌ» فَأَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الْأَرْبَعِينَ دِرْعًا، وَغَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَنِّثًا، فَلَمَّا هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ جُمِعَتْ دُمُوعُ صَفْوَانَ فَقَقَدَ مِنْهَا أَدْرَاعًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَفْوَانَ: «إِنَّا كُنَّا فَقَدْنَا مِنْ أَدْرَاعِكَ أَدْرَاعًا، فَهَلْ نَعْرَمُ لَكَ؟» قَالَ: لَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِأَنِّي فِي قَلْبِي الْيَوْمَ مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَكَانَ أَعَارَهُ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، ثُمَّ أَسْلَمَ»۔

ترجمہ: عبد اللہ بن صفوان کے اہل خانہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے صفوان! کیا تمہارے پاس اسلحہ ہے؟ تو صفوان نے کہا: آپ ﷺ مجھ سے اسلحہ بطور عاریہ لینگے یا غصب کر کے لے رہے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ ہم عاریہ لے رہے ہیں، تو صفوان نے تیس اور چالیس کے درمیان زرہیں حضور ﷺ کو عاریہ دیدی تو رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین کیلئے تشریف لے گئے جب مشرکین شکست کھا گئے تو صفوان کی زرہیں جمع کی گئیں تو ان میں سے چند زرہیں گم ہو گئیں رسول اللہ ﷺ نے صفوان سے فرمایا کہ تمہاری زرہوں میں سے چند زرہیں ہم سے گم ہو گئیں ہیں تو کیا ہم تمہیں اسکا تاوان ادا کریں؟ صفوان نے کہا: اللہ کے رسول تاوان کی ضرورت نہیں کیونکہ آج کے دن میرے دل میں اسلام سے وہ محبت پیدا ہو چکی جو اس دن نہیں تھی۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ صفوان نے اسلام لانے سے پہلے زرہیں عاریہ دی تھیں پھر وہ بعد میں مسلمان ہو گئے۔

۳۵۶۴۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رَفِيعٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَنَسٍ، مِنْ آلِ صَفْوَانَ قَالَ: اسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْرَ مَقْنَأَةٍ۔

ترجمہ: صفوان کے اہل خانہ میں سے چند لوگ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان سے چند زرہیں عاریہ لیں۔

۳۵۶۵۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ الْجَوْطِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لَوَارِثٍ، وَلَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا الطَّعَامَ، قَالَ: «ذَلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا» ثُمَّ قَالَ: «الْعَوْرُ

مُؤَدَّاةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالذَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ».

ترجمہ: ابوامامہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک اللہ پاک نے ہر حق والے کو اس کا حق دیدیا ہے لہذا وارث کیلئے وصیت کرنا جائز نہیں اور کوئی عورت اپنے گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر کچھ خرچ نہ کرے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا عورت شوہر کے گھر سے اناج وغیرہ بھی نہیں خرچ کر سکتی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اناج تو ہمارے اموال میں سے عمدہ ترین مال ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عاریہ لی ہوئی شئی ادا کی جائیگی اور جو بکری دودھ پینے کیلئے کچھ وقت کیلئے دی گئی اس بکری کا واپس لوٹانا ضروری ہے اور قرضہ کی ادائیگی مقروض پر لازم ہے اور کفیل پر تاوان لازم ہوتا ہے (جب اصل رقم ادا نہ کرے)۔

تحقیق: جامع الترمذی - الزکاة (۶۷۰) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۶۵) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۲۹۵) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۹۸) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۲۶۷/۵)

شرح الحدیث: الْعَوْرَةُ مُؤَدَّاةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالذَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ: یعنی عاریہ کی شئی کو اس کے مالک تک پہنچانا ضروری ہے اسی طرح منیہ کا مالک تک لوٹانا ضروری ہے، منیہ کا ذکر بارہا آچکا ہے یعنی کوئی دودھ والا جانور، یا کوئی پھل دار درخت جو کسی کو چند روز کیلئے برائے انتفاع دیا جائے، اور دین کا ادا کرنا واجب ہے اور کفیل ضامن ہوتا ہے، زعامۃ بمعنی کفالت، اور غارم ماخوذ ہے غرم سے جس کے معنی شئی لازم کا ادا کرنا۔ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجہ مختصراً، قاله المنذری۔

۳۵۶۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَتَيْتَ مُسْلِمًا فَأَعْطَاهُ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا، وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا» قَالَ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَعَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ، أَوْ عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ، قَالَ: «بَلْ مُؤَدَّاةٌ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «حَبَّانُ خَالَ هِلَالٍ الرَّائِي».

ترجمہ: یعلیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا جب میرے قاصد تمہارے پاس پہنچیں تو ان کو تیس زرہیں اور تیس اونٹ دیدینا تو صفوان نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ عاریہ کے طور پر دی جائیگی جس کا ضمان بھی ادا کرنا لازم ہو گا یا ایسی عاریہ کے طور پر یہ معاملہ ہے کہ اس میں یہ شئی جب تک موجود ہے انکو ادا کرنا لازم ہو گا (ہلاک ہونے کی صورت میں ان کا ضمان نہیں آئیگا) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک یہ شئی موجود ہے اسکی ادائیگی لازم ہوگی (اس طور پر یہ عاریہ کا معاملہ کیا جا رہا ہے)۔

شرح الحدیث: اس روایت میں اس طرح ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب قصہ اور عاریہ پر دینے والے یعلیٰ تھے، حالانکہ گزشتہ روایات میں یہ ہے کہ وہ صفوان بن یعلیٰ تھے، ولہم یتعرض لہ فی شئی من الشروح التي بایدینا فلیفتش۔

والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۹۱۔ بَابُ فِيمَنْ أَنْسَدَ شَيْئًا يَغْرُمُ مِثْلَهُ

کوئی شخص دوسرے کی کوئی شے خراب کر دے تو اس شے کی جیسی شے بطور تاوان دینی پڑے گی (۱) یعنی جو شخص کسی کی چیز خراب اور ضائع کر دے تو اس کو اس کا ضمان دینا ہوگا۔

وجوب ضمان کا ضابطہ: اس ترجمہ الباب سے مصنف کی غرض ضمان المتلفات کو بیان کرنا ہے، اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اشیاء کی دو قسمیں ہیں ذوات الامثال اور ذوات القیم، قسم اول کے ضمان میں مثل واجب ہوتا ہے یعنی مثل حسی، اور قسم ثانی میں مثل معنوی واجب ہوتا ہے یعنی قیمت، کمالات اور موزونات یہ سب ذوات الامثال میں سے ہیں اور حیوانات ذوات القیم میں سے ہیں۔

۳۵۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَأَتَتْهُ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمِهَا قِصْعَةً فِيهَا طَعَامٌ، قَالَ: فَصَرَبَتْ بِبَيْدِهَا فَكَسَرَتْ الْقِصْعَةَ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى، فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ، وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُنْكُمُ» زَادَ ابْنُ الْمُثَنَّى «كُلُوا» فَأَكَلُوا حَتَّى جَاءَتْ قِصْعَتُهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا، ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى لَفْظِ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ قَالَ «كُلُوا» وَحَبَسَ الرَّسُولَ وَالْقِصْعَةَ حَتَّى فَرَعُوا فَدَفَعَ الْقِصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَحَبَسَ الْكُسُورَةَ فِي بَيْتِهِ.

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ایک اہلیہ (حضرت عائشہؓ) کے گھر میں تشریف فرما تھے تو دوسری اہلیہ (حضرت صفیہ یا حفصہ یا ام سلمہ) نے خادم کے ہاتھ ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا تو حضرت عائشہؓ نے اس لانے والی خادمہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور وہ برتن ٹوٹ گیا۔ ابن مثنیٰ استاد نے کہا کہ حضور ﷺ نے برتن کے دو ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے ملا کر اس میں کھانا جمع فرمانا شروع کر دیا اور حضور ﷺ فرما رہے تھے کہ تمہاری ماں (حضرت عائشہؓ) کو غیرت آگئی اور ابن مثنیٰ استاد نے یہ اضافہ نقل کیا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کھانا کھاؤ تو حاضرین نے اس کھانا کو تناول کیا پھر جن اہلیہ (عائشہؓ) کے گھر میں آپ ﷺ تھے ان کے گھر کا پیالہ آگیا..... مسدّد کی حدیث کے الفاظ اسکے بعد یہ ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھاؤ اور قاصد اور پیالہ کو حضور ﷺ نے روکے رکھا یہاں تک کہ جب سب کھا کر فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے قاصد کو ایک ثابت برتن عطا فرما دیا اور اس ٹوٹے ہوئے برتن کو اپنے گھر میں رکھ لیا۔

صحیح البخاری - المظالم والقصب (۲۳۴۹) صحیح البخاری - النکاح (۴۹۲۷) سنن النسائي - عشرة النساء (۳۹۵۵) سنن أبي داود - البيوع (۳۵۶۷) سنن ابن ماجه - الاحکام (۲۳۳۴) مسند احمد - باقي مسند المكثرين (۱۰۵/۳) سنن الدارمي - البيوع (۲۵۹۸)

شرح الحدیث: آپ ﷺ کے کمال حسن معاشرت کی حکایت: بعض نساء سے مراد حضرت عائشہؓ ہیں یعنی ایک

مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور ﷺ حضرت عائشہؓ کی باری میں ان کے پاس تھے تو آپ ﷺ کی ازواج میں کسی ایک زوجہ محترمہ نے (قیل ہی صفیہ أو حفصة أو أم سلمة، ویحتمل تعدد الواقعة^۱) اپنے خادم کے ساتھ ایک پلیٹ بھیجی جس میں کھانا تھا جب خادم وہ کھانا لیکر اندر داخل ہوا تو حضرت عائشہؓ نے اس پر اپنا ہاتھ مارا جس سے وہ پلیٹ گر کر ٹوٹ گئی اور دو ٹکڑے ہو گئی، آپ ﷺ نے ان دونوں ٹکڑوں کو اٹھا کر اور ان دونوں کو آپس میں جوڑ کر وہ گرا ہوا کھانا اس میں جمع کرنے لگے اور بغیر کسی اظہار ناراضگی اور غصہ کے حضرت عائشہؓ کی طرف سے بطور معذرت کے آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے: غَارَتْ أُمَّكُمْ کہ تم لوگوں کی اماں جی کو دوسرے کے یہاں کا کھانا دیکھ کر غیرت آئی (اور سو کنوں کی آپس میں غیرت اور تنافس معروف ہے ہی جو ایک فطری چیز ہے جس میں انسان مجبور ہوتا ہے آپ ﷺ نے بھی حضرت عائشہؓ کے اس فعل کو غیرت ضرائر پر محمول فرماتے ہوئے کچھ نہ فرمایا اور بڑی حکمت^۲ عملی سے کام لیا، چنانچہ اس کا اثر علی الفور یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ شرمندہ ہو گئیں اور ایک دم کہنے لگیں: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْتُ؟ یعنی یہ جو کچھ میں نے کیا اس کی تلافی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَاءٌ مِثْلُ إِنَاءٍ وَطَعَامٌ مِثْلُ طَعَامٍ۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ اس پلیٹ کے بدلہ میں ایک دوسری پلیٹ اندر سے لے کر آئیں، چنانچہ اس قصہ مکسورہ کے بدلہ میں وہ قصہ صحیحہ اس قاصد کے بدست جو کھانا لیکر آیا تھا بھیجی گئی آگے دوسری روایت میں یہ بھی ہے: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے صفیہؓ جیسا کھانا بنانے والی کوئی عورت نہیں دیکھی وہ فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے کھانا بنا کر حضور ﷺ کے لئے بھیجا: فَأَخَذَنِي أَفْكُلُ تو میں غصہ سے تھرا گئی۔

ہم نے ترجمۃ الباب کی تشریح میں کہا تھا کہ مصنف کی غرض اس باب سے ضمان التثقات کو بیان کرنا ہے لیکن قصہ اور طعام ذوات الامثال میں سے نہیں ہیں، لہذا ان میں ضمان بالمثل نہیں بلکہ بالقیمت ہے، مگر چونکہ یہ حقیقۃً ضمان تھا ہی نہیں اس لئے کہ دونوں پلیٹیں حضور ﷺ ہی کی ملک تھیں، گھروں کا اکثر سامان زوجہ ہی کی ملکیت ہوتا ہے، بلکہ اس سے مقصود تطیب خاطر صفیہؓ تھا فلا اشکال۔

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجه، وحدث عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا أخرجه النسائی، قاله المنذری۔

۱ بذل الجھود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۲۴۵

۲ دراصل آدمی کے جوش و اشتعال کے وقت اس کیلئے نصیحت مفید اور مؤثر نہیں ہوتی اسلئے آپ نے اس وقت کوئی نصیحت اور تنبیہ نہیں فرمائی، بعد میں جب ان کا غصہ اور بھڑاس نکل گیا تو وہ خود ہی معذرت فرمانے لگیں بلکہ تلافی کی صورت دریافت کرنے لگیں اس حدیث میں بہت بڑا سبق ہے حسن معاشرت اور مکالم اخلاق کا اور مستورات کے جذبات کی رعایت کا، باوجود ان کی فہمائش اور تنبیہ کرنے کے، ﷺ اللہم وفقنا لککارم الاخلاق النبی بعث لاسامہا نبینا ﷺ۔

۳۵۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي ثَلَاثُ الْعَامِرِيِّ، عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ، قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: مَا رَأَيْتُ صَانِعًا طَعَامًا مِثْلَ صَفِيَّةَ، صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَبَعَثَتْ بِهِ، فَأَخَذَنِي أَفْكُلُ، فَكَسَرْتُ الْإِنَاءَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْتُ؟ قَالَ: «إِنَاءٌ مِثْلُ إِنَاءٍ وَطَعَامٌ مِثْلُ طَعَامٍ».

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے صفیہ جیسی عمدہ کھانا بنانے والی عورت نہیں دیکھی ایک دفعہ حضرت صفیہؓ نے رسول اللہ ﷺ کیلئے کھانا تیار کر کے وہ کھانا بھجوا دیا (میری باری میں) تو مجھے اس پر خوب غصہ آیا تو میں نے وہ برتن توڑ دیا پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے اس کام کا کیا کفارہ ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کھانا کے بدلہ میں دوسرا کھانا دینا لازم ہے اور اس برتن کے بدلہ میں دوسرا برتن دینا لازمی ہے۔

سنن النسائي - عشرة النساء (۳۹۵۷) سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۶۸) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۲۷۷/۶)

۹۲- بَابُ الْمُوَاشِي تَفْسِيرُ رَمْعٍ قَوْمٍ

کسی شخص کے مال مویشی دوسرے شخص کے کھیت خراب کر دیں

۳۵۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتٍ الْمُرْزُوقِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَزَامِ بْنِ الْحِصَّةِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ نَاقَةَ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْهُ عَلَيْهِمْ، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ، وَعَلَى أَهْلِ الْمُوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ.

ترجمہ: حضرت محصہ فرماتے ہیں کہ براء بن عازبؓ کی ایک اونٹنی ایک شخص کے باغیچے میں داخل ہوئی اور اس نے اس کا باغیچہ خراب کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ باغیچے والے دن میں اپنے باغیچوں کی حفاظت کریں گے اور مویشیوں کے مالکوں کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے مویشیوں کی رات کے وقت حفاظت کریں۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۶۹) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۴۳۶/۵) موطا مالک - الاقصیہ (۱۴۶۷)

شرح الحدیث: حضرت براء بن عازبؓ کی اونٹنی کسی شخص کے باغ میں گھس گئی اور اسکو خراب کر ڈالا، تو اس موقع پر حضور ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ باغ اور کھیت والوں کے ذمہ ہے اپنے باغات اور کھیتوں کی حفاظت کرنا دن میں، اور ارباب مواشی کے حق میں یہ فیصلہ فرمایا کہ ان کے ذمہ ہے اپنے جانوروں کی حفاظت اور نگرانی رات کے وقت میں یعنی جانوروں کو رات میں تو باندھ کر رکھا جائے تاکہ کسی کا باغ اور کھیتی خراب نہ کریں، اور دن میں کھیت والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی چیز کی حفاظت خود کریں۔

مسئله الباب میں مذاہب ائمہ: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگر رات میں کسی کا ماشیہ کسی دوسرے شخص کا کھیت خراب کرے گا تو اس پر اس کا ضمان واجب ہوگا، اور اگر نقصان دن میں ہو تو پھر اہل مواشی پر کوئی ضمان نہیں، جمہور کا مذہب یہی

ہے، حنفیہ کے نزدیک دن اور رات کا اس میں کوئی فرق نہیں بلکہ حدیث العجماء جزئاً مجزئاً^۱، یہ حدیث حدیث الباب سے زیادہ صحیح ہے اور متفق علیہ یعنی صحیحین کی روایت ہے، اور حدیث الباب سنن کی روایت ہے البتہ ایک شرط ضمان کی اور ہے جو متفق علیہ ہے وہ یہ کہ اس ماشیہ کے ساتھ اسکا سائق نہ ہو، اگر سائق ہو گا تو اس صورت میں ضمان ہو گا اسلئے کہ اس صورت میں وہ فعل دابہ (افساد وغیرہ) سائق کی طرف منسوب ہو گا، اور جس صورت میں ماشیہ کے ساتھ سائق نہیں ہو گا اس وقت فعل دابہ کی نسبت دابہ کی طرف ہو گی، اور حدیث میں فعل دابہ ہی کو جبار اور عنو قرار دیا گیا ہے، لہذا ضمان وعدم ضمان کے لئے یہ قید تو بالاتفاق معتبر ہے لیکن یہ دن اور رات والے فرق کی بات یہ مختلف فیہ ہے، والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۳۵۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الْفَرَّائِيُّ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُصَبِّحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الزَّهْرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ ضَارِيَةٌ فَدَخَلَتْ حَائِطًا فَأَسَدَتْ فِيهِ، فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا: «فَقَضَى أَنْ حِفْظَ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنْ حِفْظَ الْمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنْ عَلَى أَهْلِ الْمَاشِيَةِ مَا أَصَابَتْ مَاشِيَتُهُمْ بِاللَّيْلِ»۔

ترجمہ: حرام بن محبہ حضرت براء بن عازبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کی ایک اونٹنی تھی جو لوگوں کے کھیتوں کو چرتی تھی تو وہ اونٹنی ایک باغیچہ میں داخل ہو گئی اور اس نے وہ کھیت خراب کر دیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس معاملہ میں دریافت کیا گیا کہ اس میں حکم شرعی کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ دن کے وقت کھیت والوں کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے کھیتوں کی حفاظت کریں اور رات کے وقت مویشی والوں کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے مویشیوں کی حفاظت کریں..... اور مویشی والوں پر اس کا تاوان ادا کرنا لازم ہو گا جو ان کے مویشی رات کے وقت کسی کے کھیت کو نقصان پہنچائیں۔

سنن ابی داؤد - البیوع (۳۵۷۰) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۴۳۶/۵) موطا مالک - الاقصیہ (۱۴۶۷)

شرح الحدیث: ناقہ ضاریہ وہ اونٹنی جو کھلی پھرنے کی وجہ سے لوگوں کے کھیت چرنے کی عادی ہو حضرت براء بن عازبؓ نے اپنا یہ واقعہ خود بیان کیا کہ ان کی ایک اونٹنی ایسی تھی اور پھر حضور ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

آخر کتاب البیوع



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الاقضية

❦ قاضی بننے اور فیصلہ سنانے کے متعلق ارشادات نبوی (ﷺ)

اور بعض نسخوں میں ہے کتاب الاقضية^❶، امام ترمذی نے کتاب البیوع کے بعد کتاب الأحکام عنوان قائم کیا ہے اور مصنف نے کتاب القضاء دونوں کا حاصل ایک ہی ہے، صرف تعبیر کا فرق ہے اس لئے کہ احکام سے مراد ترمذی میں احکام قاضی ہیں، لہذا دونوں کا حاصل ایک ہی ہوا، کتاب البیوع اور قضا میں مناسبت ظاہر ہے وہ یہ کہ بیوع اور معاملات میں بسا اوقات اختلاف و نزاع رونما ہو جاتا ہے جس کے فیصلہ کیلئے قاضی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، کتاب الأحکام کا عنوان صحیح بخاری میں بھی ہے جس کو انہوں نے تقریباً کتاب کے اخیر میں کتاب الفتن کے بعد ذکر کیا ہے۔

۱۔ باب فی طلب القضاء

❦ قاضی بننے کا مطالبہ کرنا پسندیدہ نہیں (ﷺ)

۳۵۷۱ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا قُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ فَقَدْ دُبِحَ بِغَيْرِ سَكِينٍ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص قاضی بنا دیا گیا تو گویا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔

ترجمہ: جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۲۵) سنن أبي داود - الاقضية (۳۵۷۱) سنن ابن ماجه - الأحکام (۲۳۰۸) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲/۲۳۰) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲/۳۶۵)

شرح الحدیث: الکوکب الدرّی میں فَقَدْ دُبِحَ بِغَيْرِ سَكِينٍ کے معنی یہ لکھے ہیں وہ ہمیشہ کیلئے مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا بغیر سکین سے اسی طرف اشارہ ہے اسلئے کہ جو ذبح سکین سے ہوتا ہے وہ تو تھوڑی دیر کی مصیبت اور تکلیف ہوتی ہے اور جب بغیر سکین کے ذبح کیا جائے گا تو اس کی مشقت بڑی طول و طویل ہوگی پھر اس مشقت دیرینہ و طویلہ کے بعد دو صورتیں ہیں یا تو اپنی دینداری اور انصاف کی وجہ سے جزیل ثواب کا مستحق ہو گا یا فیصلوں میں ظلم کر کے دنیا کے ساتھ آخرت کو بھی ڈبو دے گا^❷، اور امام خطابیؒ

❶ نسخہ بدل میں کتاب القضاء کا عنوان موجود ہے۔

❷ الکوکب الدرّی علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۳۴۲-۳۴۳

نے بغیر سبکین کے ایک معنی یہ بھی لکھے ہیں کہ یہ اسلئے فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ آپ کے کلام میں ذبح اور ہلاکت سے ہلاکت حسی مراد نہیں بلکہ ہلاکت معنوی یعنی دینی نقصان^۱، اور علامہ سندھی نے ”فتح الودود“ حاشیہ ابی داود میں لکھا ہے کہ یہ جملہ صورتہ خبر یہ ہے لیکن معنی انشاء ہے یعنی جس شخص کو قاضی بنا دیا جائے اسکو چاہیے کہ وہ اپنے اندر سے خواہشات نفسانیہ کو ذبح کر ڈالے اور اپنے نفس کو کچل دے اسلئے کہ تب ہی وہ صحیح معنی میں اپنے فرائض منصبی کو انجام دے سکتا ہے اور یا یہ عہدہ قضا کی مذمت ہے کہ اس میں رغبت نہ کرنی چاہیے اس لئے کہ اس میں بڑا خطرہ ہے ہلاکت ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی، قاله المنذری۔

۳۵۷۲ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيِّ، عَنِ الْمُقْبَرِيِّ، وَالْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ دُبِحَ بِغَيْرِ سَبْكِينَ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس شخص کو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا مقرر کر دیا گیا تو گویا اسکو بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔

تحقیق: جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۲۵) سنن ابی داود - الاقضية (۳۵۷۲) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۰۸) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۲۳۰/۲) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۳۶۵/۲)

۲۔ بَابُ فِي الْقَاضِيِ يُخْطِئُ

قاضی سے اگر غلطی ہو جائے؟

۳۵۷۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ السَّعْمِيُّ، حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاثْنَانِ فِي النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَى فِي الْحُكْمِ، فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ"، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ فِيهِ يُعْنِي حَدِيثُ ابْنِ بُرَيْدَةَ الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ.

ترجمہ: حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک قسم کے قاضی جنت میں جائینگے اور باقی دو قسم کے قاضی جہنم میں جائیں گے..... جو قاضی جنت میں جائینگے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صحیح اور درست کو پہچان کر حق کے مطابق فیصلہ کیا اور جنہوں نے حق کو پہچانا پھر بھی ظالمانہ فیصلہ کیا تو وہ جہنمی ہیں اور جو قاضی جہالت کے ساتھ لوگوں میں فیصلہ کرتا ہے تو وہ بھی جہنمی ہے۔

سنن ابی داود - الاقضية (۳۵۷۳) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۱۵)

شرح الحدیث اس حدیث کا حوالہ ہمارے یہاں کتاب الخراج میں باب فی العزافۃ میں (تحت ۲۹۳۴) گزر چکا ہے۔

یعنی قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں جن میں ایک قسم تو جنت میں جائے گی اور دوزخ میں، جو جنت میں جائے گا وہ وہ قاضی ہے جو حق کو پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کرے، اور دوسری قسم وہ ہے کہ جس نے حق کو پہچاننے کے باوجود اس کے خلاف فیصلہ کیا، اور تیسری قسم وہ ہے جس نے سرے سے حق ہی کو نہیں پہچانا، یہ دونوں قسمیں جہنمی ہیں۔ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۵۷۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَعْنِي ابْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ بُسَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ» فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا بَكْرٍ بْنُ حَزِيمٍ، فَقَالَ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ترجمہ عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جب حاکم فیصلہ کرنے کا ارادہ کرے اور فیصلہ کرنے سے پہلے شرعی تقاضوں کو سامنے رکھ کر اجتہاد سے کام لے پھر اسکا یہ فیصلہ شرعی حکم کے مطابق رہا تو ایسے حاکم کیلئے دو گنا ثواب ہے..... اور اگر اجتہاد کے بعد فیصلہ کرتے ہیں حاکم سے غلطی ہوئی کہ وہ شریعت کے حکموں کے مطابق فیصلہ نہ کر سکا تو ایسے حاکم کو ایک جزا ملتی ہے۔ یزید بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابو بکر بن حزم کو سنائی تو انہوں نے کہا: ابو سلمہ نے مجھے حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی طرح حدیث نقل کی ہے۔

تحقیق صحیح البخاری - الاعتصام بالکتاب والسنة (۶۹۱۹) صحیح مسلم - الاقضیہ (۱۷۱۶) سنن ابی داؤد - الاقضیہ (۳۵۷۴) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۱۴) مسند أحمد - مسند الشامیین (۱۹۸/۴) مسند أحمد - مسند الشامیین (۲۰۴/۴)

شرح الحدیث یعنی جب کوئی حاکم فیصلہ کرے اپنے اجتہاد سے (یعنی فروع محتملہ غیر منصوصہ میں) اور اس کا اجتہاد درست رہا یعنی اصل حکم شرعی کے موافق رہا تو اس کے لئے دو اجر ہیں، ایک اجر الاجتہاد اور ایک اجر الاصابہ، اور اگر حاکم نے اجتہاد کے بعد فیصلہ کیا ایسا اجتہاد جس میں اس سے خطا واقع ہوئی ہے اور اصل حکم شرعی کو نہ پہنچ سکا تب بھی اس کے لئے اجر ہے مگر ایک، یعنی اجر الاجتہاد، اس لئے کہ قاضی اور مفتی کا اجتہاد یہ اس کی عبادت ہے، اور جو خطا اس سے سرزد ہوئی وہ معاف کر دی جاتی ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ مطولاً ومختصراً، قالہ المنذری۔

۳۵۷۵ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَدَنِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مَلَاذِمَةُ بْنُ عَمْرِو، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ نُجْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَهُوَ أَبُو كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِينَ حَقِّي بِنَالِهِ، ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جُورَهُ، فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ غَلَبَ جُورُهُ عَدْلَهُ فَلَهُ النَّارُ».

میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کر سکتا ہوں تو حضرت ابو مسعودؓ نے اپنی ہتھیلی میں ٹکرا اٹھا کر اس شخص کو مارے اور فرمایا رک جاؤ فیصلہ سنانے اور قاضی بننے کی جلدی کرنا صحابہ کرام میں ناپسندیدہ عمل تھا۔

۳۵۷۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ بِلَالٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ طَلَبَ الْقَضَاءَ وَاسْتَعَانَ عَلَيْهِ، وَكَلَّ إِلَيْهِ، وَمَنْ لَمْ يَطْلُبْهُ وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلَيْهِ، أَنْزَلَ اللَّهُ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ». وَقَالَ وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَنَسِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ: عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ بِلَالِ بْنِ مَرْزَاسٍ الْقَزَائِرِيِّ، عَنْ خَيْثَمَةَ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص قاضی کا عہدہ طلب کرے اور اس عہدہ کو حاصل کرنے کیلئے لوگوں سے مدد طلب کرے تو یہ ذمہ داری اسی کے سر تھوپ دی جاتی ہے..... اور جو عہدہ قضا طلب نہ کرے اور نہ ہی اس عہدہ کے حصول کیلئے لوگوں سے مدد طلب کرے تو اللہ پاک ایک فرشتہ نازل فرماتے ہیں جو حق بات کی طرف اسکی رہنمائی کرتا ہے۔

تحقیق: جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۲۳) سنن ابی داؤد - الاقضية (۳۵۷۸) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۰۹) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۱۸/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۲۰/۳)

۳۵۷۹ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَنْ نَسْتَعْمَلَ، أَوْ لَا نَسْتَعْمَلَ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ».

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہم اپنے عہدوں (عہدہ قضا یا کسی مقام کی نگرانی) پر ایسے شخص کو ہرگز حکمران اور قاضی نہیں بتائیں گے جس میں اس عہدہ کے حصول کی خواہش ہو۔

تحقیق: صحیح البخاری - الإجازة (۲۱۴۲) صحیح البخاری - استنابة المرتدين والمعاندین وقتالہم (۶۵۲۵) صحیح البخاری - الأحکام (۶۷۳۰) صحیح مسلم - الإمارة (۱۷۳۳) سنن النسائی - الطہارة (۴) سنن النسائی - آداب القضاة (۵۳۸۲) سنن ابی داؤد - الاقضية (۳۵۷۹) مسند احمد - أول مسند الکوفیین (۳۹۳/۴)

شرح الحدیث: یہ حدیث یہاں مختصر ہے، کتاب الحدود کے شروع میں مفصلاً آ رہی ہے، اور ہمارے یہاں اس سے پہلے بھی اس کا ذکر کتاب الطہارة میں ”باب کیف یستاک“ میں آچکا ہے، اور نسائی شریف کے شروع میں ابواب الوضوء میں روایت منصلہ مذکور ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی بطوله وأخرجه ابوداؤد فی کتاب الحدود بطوله، قاله المنذری۔

۴۔ باب فی کراهیة الرشوة

﴿ رشوت دینا اور لینا حرام ہے ﴾

۳۵۸۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «لَقَدْ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے شخص پر اور رشوت لینے والے شخص پر۔

تحقیق: جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۳۷) سنن ابی داؤد - الافضیة (۳۵۸۰) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۱۳) مسند احمد - مسند الکثیرین من الصحابة (۱۶۴/۲)

شرح الحدیث: راشی رشوت دینے والا، اور مرتشی لینے والا، و الرشوة مثلثة الراءما يعطى لإبطال حق أو لإحقاق باطل، رشوة کا ذکر اور اس کی یہ تعریف کتاب الخراج میں باب فی کراهیة الاقتراضین فی آخر الزمان میں گزر چکی، و الحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۵۔ باب فی هدايا العمال

﴿ گورنروں کا ہدایا لینا رشوت ہے ﴾

ابھی چند باب پہلے ایک باب گزرا باب فی قبول الهدایا، اس باب میں اس موجودہ ترجمۃ الباب کا حوالہ اور اس سے پہلے کتاب الخراج میں هدايا العمال کا ایک باب گزرا ہے، سب کا حوالہ گزشتہ باب میں آچکا ہے۔

۳۵۸۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إسماعيل بن أبي خالد، حَدَّثَنِي قَيْسٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ عَمِيْرَةَ الْكِنْدِيُّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ فَكَتَمْنَا مِنْهُ بِحَيْثُ، فَعَاوُزَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْوَدٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَقْبِلْ عَنِّي عَمَلًا، قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟»، قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ: كَذَاوَكْذَا، قَالَ: "وَأَنَا أَقُولُ: ذَلِكَ مَنْ اسْتَعْمَلْنَا عَلَى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيلِهِ، وَكَثِيرِهِ، فَمَا أَدْنَى مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَا هِيَ عَنْهُ انْتَهَى".

ترجمہ: عدی بن عمیرہ الکندی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم میں سے کسی شخص کو کسی کام پر ذمہ دار بنایا جائے پھر وہ ذمہ دار شخص ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی چھوٹی شے چھپالے اور اسے بیت المال میں جمع نہ کرائے تو یہ بھی خیانت ہے جسے روز قیامت لیکر آئے گا..... انصار کا ایک کالا شخص کھڑا ہوا..... گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں..... اس نے عرض

کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے جو ذمہ داری دے رکھی ہے وہ آپ مجھ سے واپس لے لیجیے..... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟ تو اس شخص نے کہا: میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص تھوڑا سا مال بھی چھپائے گا وہ خیانت ہے وغیرہ وغیرہ..... تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اب بھی وہی بات کہہ رہا ہوں کہ جس شخص کو ہم کسی کام کا ذمہ دار بنائیں تو وہ اس کام میں تھوڑا اور زیادہ سارا کا سارا حاصل ہونے والا مال لیکر ہمارے پاس حاضر ہو پس اسے اس کام کی جو مزدوری دی جائے تو وہ مزدوری لے لے اور جس شئی کے لینے سے روکا جائے اس سے رک جائے۔

صحیح مسلم - الإمامة (۱۸۳۳) سنن أبي داود - الاقضية (۳۵۸۱) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۹۲/۴)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے جو شخص ہمارے کسی عمل پر عامل بنایا جائے اور پھر وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی بڑھ کر کوئی چیز چھپائے (بغیر اجازت کے لے) لٹیٹ بکسر المیم بمعنی سوئی تو اس کا یہ چھپانا غلول ہوگا (اور غلول کا حکم یہ ہے: ومن يغفل يأت بها غل يوم القيامة، یعنی غلول کی چیز کو وہ غال بروز قیامت اپنی ساتھ لے کر آئے گا) راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اس ارشاد پر ایک انصاری صحابی جو سیاہ رنگ کے تھے کھڑے ہوئے (اور یہ واقعہ مجھے اس طرح مستحضر ہے کہ) گویا میں اس کی طرف اس وقت دیکھ رہا ہوں، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لیجئے اپنا یہ عمل (آپ ﷺ نے اس کو کسی جگہ کا عامل بنایا ہو گا جس پر اس نے یہ کہا) آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے، ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے آپ سے ابھی ابھی یہ مضمون سنا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یہ بات تو میں اب بھی کہتا ہوں اور پھر آپ نے اپنی وہی بات دہرا دی، پھر آگے روایت میں کچھ ذکر نہیں، کہ وہ اپنے اس عمل پر گئے یا نہیں۔

قاضی یا عامل کے لئے قبول ہدیہ کب جائز ہے؟ مصنف نے اس حدیث پر ہذا انا الفقہاء کا ترجمہ قائم کیا اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے کہ عامل اگر کسی شخص کا ہدیہ قبول کرے تو وہ بھی غلول ہی کے حکم میں ہے، لہذا یا تو اس کو ہدیہ قبول ہی نہ کرنا چاہیے اور اگر مصلوئہ لے تو اس کو مال صدقہ ہی میں رکھ دینا چاہئے، اس سے پہلے بھی اس سلسلہ کی حدیث ابن الاثیر کی اپنے محل پر (برقمہ ۲۹۴۶) گزر چکی ہے: ألا جلست في قبيل أمية أو أبيه، اس پر شرح نے لکھا ہے کہ جو ہدیہ قاضی یا عامل کو کسی نئے آدمی کی طرف سے محض اس کے عہدہ قضا یا عامل ہونے کی حیثیت سے دیا جائے ممانعت ایسے ہدیہ قبول کرنے کی ہے، کیونکہ اس میں نیت فاسدہ کا قوی احتمال ہے کہ وہ عامل زکاۃ وصول کرنے میں مؤسی کی رعایت کرے گا اور ایسے ہی قاضی اور اگر اس عامل یا قاضی کو ہدیہ دینے والا اپنے قدیم ذاتی تعلق کی بنا پر ہدیہ دے رہا ہے جس میں فساد نیت وغیرہ کا احتمال نہ ہو تو پھر اس صورت میں قبول کرنا جائز ہے۔

۶۔ باب کیف القضاء

فیصلہ سنانے کا طریقہ کار کیا ہو؟

۳۵۸۲ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ حَنْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تُرْسِلُنِي وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ، وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ، فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْحَصَمَانِ، فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخِرِ، كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ، فَإِنَّهُ أَحَدِي أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ». قَالَ: «فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا، أَوْ مَا شَكَّكَتُ فِي قَضَائِهِ بَعْدُ».

ترجمہ: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی جانب قاضی بنا کر بھیجا میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں حالانکہ میں کم عمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا طریقہ بھی معلوم نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک عنقریب صحیح بات کی طرف تمہارے دل کی رہنمائی فرمائیں گے اور تمہاری زبان پر صحیح فیصلہ جاری فرمائیں گے۔ جب دو فریق تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو جب تک تم دوسرے فریق کی بات اسی طرح نہ سن لو جس طرح تم نے پہلے فریق کی بات سنی تھی اس وقت تک ہر گز فیصلہ نہ کرنا اس طرح فریقین کی بات سننے سے تمہارے سامنے فیصلہ کرنے کا طریقہ خوب واضح ہو جائیگا حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں منصب قضاء پر فائز رہا یا فرمایا کہ مجھے اسکے بعد کسی فیصلہ کرنے میں تردد نہیں ہوا۔

ترجمہ: جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۳۱) سنن ابی داؤد - الاضیاء (۳۵۸۲) مسند احمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۸۸/۱) شرح الحدیث: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضور ﷺ نے یمن قاضی بنا کر بھیجا، وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے اس کام کے لئے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نو عمر ہوں اور مجھے قضاء کا علم بھی نہیں، شرح نے لکھا ہے کہ اس سے مطلق علم کی نفی مراد نہیں بلکہ اس سے عادت اور تجربہ کی نفی مراد ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے بطور دعاء کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلب کی صحیح فیصلہ کی طرف رہنمائی فرمائے گا، اور تمہاری زبان کو حق پر جمادے گا، یعنی اس کے ذریعہ صحیح فیصلہ کرائے گا، پھر آپ ﷺ نے ان کو فیصلہ کے بارے میں ایک قاعدہ کلیہ کی طرف رہنمائی فرمائی وہ یہ کہ جب مجلس قضاء میں تمہارے پاس خصمین مدعی اور مدعی علیہ حاضر ہوں تو ایک شخص کا بیان سن کر ہر گز فیصلہ نہ کرنا جب تک اس کے خصم کی بات نہ سن لو، جس طرح تفصیل سے پہلے کی بات سنی ہے، فَإِنَّهُ أَحَدِي أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ، اس لئے کہ اس صورت میں یعنی فریقین کی بات سننے کے بعد صحیح فیصلہ کا تم پر ظاہر ہونا بہت قریب ہو گا، حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ کی اس دعاء کی اور آپ کے بیان کردہ قاعدہ کلیہ پر عمل کرنے کی بدولت) کبھی مجھے اپنے کسی فیصلہ میں شک اور تردد نہیں ہوا۔

قضاء علی الغائب کے جواز میں اختلاف علماء حتیٰ تسمع من الآخر پر شرح نے لکھا ہے کہ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حاکم کیلئے قضاء علی الغائب جائز نہیں، اس لئے کہ جب خصمین کے موجود ہونے کے باوجود دوسرے کی بات سننے سے پہلے فیصلہ کرنا جائز نہیں تو خصم کے غائب ہونے کی صورت میں عدم جواز بطریق اولیٰ ہوگا، خطاب کرتے ہیں: ومن ذهب إلى ذلك شريح وعمر بن عبد العزيز وهو قول أبي حنيفة وابن أبي ليلى. وقال مالك والشافعي القضاء على الغائب جائز وكان أبو عبيد يرى القضاء على الغائب إذا تيقن للحاكم أن فراره واستخفاءه إنما هو فرار من الحق ومعاذة للخصم^①، یعنی ابو عبید کے نزدیک قضاء علی الغائب اس صورت میں جائز ہے جب کہ حاکم کو اس بات کا یقین ہو کہ فریق آخر کا عدالت میں حاضرنہ ہونا اور روپوش ہو جانا وہ ادائے حق سے بچنے کیلئے اور اپنے مقابل کی دشمنی کی وجہ سے ہے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے فیصلے بڑے مشہور ہیں قضاء واحکام میں ان کی مہارت مشہور اور ضرب المثل ہے، تم نے پڑھا ہو گا نحو کی کسی کتاب میں قضیۃ ولا ابا حسن لہا، اور حدیث بھی مشہور ہے جو بہت سے خطبوں میں بھی پڑھی جاتی ہے وَأَقْضَاهُمْ عَلَيَّ^②، اس قسم کی روایات مناقب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ والحدیث أخرجه الترمذی مختصراً، وقال حدیث حسن، قالہ المنذری۔

۷۔ بَابُ فِي قَضَاءِ الْقَاضِي إِذَا أَخْطَأَ

جب قاضی سے غلطی ہو جائے تو اسکی غلطی سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے

۳۵۸۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْبِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ الْحَنُّ يَحْتَجُّهُ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِي لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بَشْيَءٌ، فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

ترجمہ: ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں بھی انسان ہوں تم لوگ اپنے جھگڑے لیکر میرے پاس آتے ہو..... اور تم لوگوں میں سے کوئی فریق دوسرے فریق کے مقابلے میں زیادہ وضاحت سے دلیل پیش کرتا ہے تو میں اس فریق کی سنی ہوئی بات کے مطابق اسکے حق میں فیصلہ سنا دیتا ہوں..... پس جس شخص کو میں اسکے بھائی کا حق دلا دوں (غلطی سے فیصلہ کر کے جو اس کے بھائی (فریق ثانی) کا حق تھا وہ اسکو دیدوں) تو یہ شخص اس میں سے کچھ نہ لے کیونکہ میں اس کیلئے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔

① ومن ذهب إلى أن الحاكم لا يقضي على غائب شريح وعمر بن عبد العزيز وأبو حنيفة وابن أبي ليلى. وقال مالك والشافعي يجوز القضاء على

الغائب إذا تيقن للحاكم أن فراره واستخفاءه إنما هو فرار من الحق ومعاذة للخصم. (معالم السنن شرح سنن أبي داود - ج ۴ ص ۱۶۲)

② سنن ابن ماجه - افتتاح الكتاب في الإيمان ونقد ثل الصحابة والعلم - باب فضائل زيد بن ثابت ۱۵۴

شرح الحدیث: آپ ﷺ فرما رہے ہیں بے شک میں انسان ہی ہوں اور تم لوگ اپنے خصامات اور منازعات میں فیصلہ کیلئے میرے پاس آتے ہو (اس بارے میں مجھ سے ایک بات غور سے سنو) وہ یہ کہ ہو سکتا ہے کہ تم میں سے بعض بڑا فصیح اور قادر الکلام ہو لہٰذا بات اور دلیل کو خوب اچھی طرح بیان کرنے والا ہو دوسرے کے مقابلہ میں، پس ایسی صورت میں امکان ہے ایسی بات کا کہ میں اس الحن اور الفصح کی تقریر کے موافق اس کے حق میں فیصلہ کر دوں (اور بالفرض ہو وہ فیصلہ خلاف واقع فریق آخر کے لہٰذا بات کو اچھی طرح نہ سمجھانے کی وجہ سے) تو اس کے بارے میں یہ سن لو کہ ایسی صورت میں، میں جس شخص کے لئے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دوں تو اس کو اس کا لینا جائز نہ ہو گا بلکہ وہ یوں سمجھے کہ میں نے اس کے لئے آگ کا فیصلہ کیا ہے۔

قضاء القاضی کا نفاذ صرف ظاہراً ہوتا ہے یا باطناً؟ اس حدیث میں ایک مشہور اختلافی مسئلہ مذکور ہے وہ یہ کہ قضاء قاضی کا نفاذ ظاہر اور باطناً ہر دو لحاظ سے ہوتا ہے یا صرف ظاہر اہوتا ہے دنیوی احکام کے اعتبار سے، اس مسئلہ میں حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ قضاء قاضی کا نفاذ ظاہر اور باطناً دونوں طرح ہوتا ہے، اور جمہور کے نزدیک اس کا نفاذ صرف ظاہر اہوتا ہے یعنی دنیوی احکام کے اعتبار سے، باطناً وعند اللہ نہیں یعنی قاضی کے ہر فیصلہ کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ایسا ہو، بلکہ اس میں غلطی کا امکان ہونے کی وجہ سے خلاف حق ہونے کا احتمال ہے، اس اختلاف کے جاننے کے بعد اب آپ یہ سمجھئے کہ یہ حدیث بظاہر حنفیہ کے اس مسلک کے خلاف ہے کیونکہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ میرے فیصلہ کرنے سے وہ شیء عند اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے حلال نہ ہوگی، اس کا جواب یہ ہے کہ حنفیہ کا جو یہ مسلک ہے جو اوپر مذکور ہوا اس کا تعلق عقود و فسخ سے ہے خواہ اس عقد کا تعلق طلاق و نکاح سے ہو یا اموال سے، املاک و مرسلہ میں ہمارا مسلک یہ نہیں ہے، عقود و فسخ کی مثال جیسے ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے ہاتھ لہٰذا بنی فلاں چیز کی بیچ کی ہے اور وہ دوسرا شخص بیچ کا منکر ہے، مدعی نے دو شاہد زور اپنے دعویٰ پر قائم کر دیئے حاکم نے مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا تو اس صورت میں قضائے قاضی کی وجہ سے اگرچہ بیچ پہلے سے منعقد نہ تھی اب یعنی فیصلہ کے بعد ہو جائے گی، اور مشتری کے ذمہ ثمن کی ادائیگی اور پھر اس شیء میں تصرف کرنا جائز ہوگا، ایسے ہی اگر کسی شخص نے کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا کہ میں تجھ سے نکاح کر چکا تھا، عورت انکار کرتی تھی لیکن مرد نے قاضی کی مجلس میں دو شاہد زور پیش کر دیئے جس کی وجہ سے قاضی نے مرد کے حق میں فیصلہ کر دیا یعنی ثبوت نکاح کا تو اس مثال میں باوجود پہلے سے نکاح نہ ہونے کے قضائے قاضی کی وجہ سے شرعاً وعند اللہ نکاح منعقد ہو جائے گا، جب حنفیہ کے مسلک کی تحقیق ہو گئی تو اب سمجھئے کہ یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث عقود و فسخ سے متعلق نہیں ہے بلکہ ہم اس کا تعلق املاک و مرسلہ سے مانتے ہیں یعنی جہاں پر دعویٰ اور خصمین میں اختلاف نفس ملک میں ہو مثلاً ایک شخص کہے کہ فلاں شخص کے پاس جو زمین ہے وہ اس کی ملک نہیں بلکہ میری ہے اس کا اس پر غاصبانہ قبضہ ہے، اس مسئلہ کا تعلق نفس ملک سے ہے عقد بیع و شراء سے نہیں تو اس مسئلہ میں مدعی نے جھوٹے گواہ پیش کر دیئے اور قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا یا واقع میں وہ زمین

مدعی کی تھی، لیکن اس کے پاس بیٹہ نہ ہونے کی وجہ سے قاضی نے مدعی علیہ کی یمین پر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا، اس مثال میں قاضی کے فیصلہ سے وہ چیز مقتضی لہ کے لئے جائز و حلال نہ ہوگی، اور قاضی کا یہ فیصلہ صرف ظاہر اُنافذ ہو گا نہ کہ باطناً، حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ قاضی و حاکم کو ولایت^۱ عامہ حاصل ہونے کی وجہ سے لوگوں کے درمیان عقد و فسخ کا حق شرعاً حاصل ہے لہذا جب وہ دو شخصوں کے درمیان اصول اور قواعد کے مطابق عقد یا فسخ کا فیصلہ کرے گا تو اس کا یہ فیصلہ شرعاً معتبر و نافذ ہوگا، لیکن قاضی کو اس بات کا حق حاصل نہیں کہ کسی چیز میں غیر مالک کیلئے ملکیت کو اپنے فیصلہ سے ثابت کر دے، لہذا حدیث الباب کا تعلق اسی دوسری صورت سے ہے نیز حنفیہ کی تائید میں وہ واقعہ بھی پیش کیا جاتا ہے جس کو امام محمدؒ نے اپنی تصنیف کتاب الاصل میں ذکر کیا ہے، جو علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تقریر ”العرف الشذی“ میں بھی مذکور ہے وہ یہ کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ کے پاس جا کر ایک عورت سے نکاح کرنے کا دعویٰ کیا اور اس پر دو شاہد زور بھی پیش کر دیئے جس پر انہوں نے نکاح کا فیصلہ فرما دیا، اس پر وہ عورت کھڑی ہوئی اور اس نے کہا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور اے امیر المؤمنین! جب یہ بات ہے تو پھر میرا اس سے نکاح ہی کر دیجئے تاکہ دونوں گنہگار نہ ہوں، اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا: **شَاهِدَاكَ زَوْجَاكَ** یعنی ابھی اس مجلس میں دو گواہوں کی گواہی پر میں نے نکاح کا فیصلہ کیا ہے اسی سے عقد نکاح کا تحقق ہو گیا، اس کے بعد عرف الشذی میں یہ ہے کہ: **ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ فِي الْأَصْلِ، وَلَا يَذْكُرُونَ سُنْدَ هَذِهِ الْوَاقِعَةِ وَلَمْ أَجِدِ السُّنْدَ وَظَنِي أَنَّهُ لَا تَكُونُ بِلَا أَصْلٍ، وَمِمَّا حَافِظٌ عَلَى هَذَا الْأَثَرِ وَلَمْ يَرِدْهُ زِيَادَةُ الرَّدِّ وَلَمْ يَقْبَلْهُ أَيْضاً، فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ بِبِلَا أَصْلٍ،** یعنی حافظ ابن حجرؒ اس واقعہ کو نقل کر کے انہوں نے اس کو کچھ زیادہ رد نہیں کیا گو قبول بھی نہیں کیا، پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بے اصل نہیں ہے^۲۔ والحدیث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذري۔

۳۵۸۴ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوَيْهٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ لهُمَا، لَمْ تَكُنْ لهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعَاؤُهُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ، فَبَكَى الرَّجُلَانِ، وَقَالَ: كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّي لَكَ، فَقَالَ لهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا إِذْ فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَأَنْتُسِمَا، وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ، ثُمَّ اسْتَهِمَا، ثُمَّ تَحَالَا».

ترجمہ: ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو افراد آئے جو اپنی میراث کے ایک قضیہ میں جھگڑ رہے تھے ان دونوں کے دعویٰ پر انکے پاس کوئی گواہ موجود نہ تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک انسان ہوں اور تم لوگ

۱ ولا یخالفنا هذا الحدیث فان الحدیث یقتضی من قضیت له من حق اخیه شیئاً فی العقود والفسوخ لا یقضی القاضی بحق اخیه شیئاً بل یحکم بالعقد او الفسخ الذی هو حق الحاکم۔ الی آخر ما فی البذل۔

۲ العرف الشذی شرح سنن الترمذی - ج ۳ ص ۷۵

اپنے جھگڑے میرے پاس لے کر آتے ہو۔۔۔۔۔ اس کے بعد گزشتہ حدیث والا مضمون ہے۔۔۔۔۔ پھر یہ دونوں رونے لگے اور ہر ایک نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سن کر دوسرے سے کہا کہ میرا حق بھی تم لے لو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: جب تم لوگوں کا یہ حال ہے تو تم لوگ مال کو آپس میں تقسیم کر لو اور ہر ایک اپنے حق کے بقدر لے لے پھر تم قرعہ ڈال لو اور ہر ایک ساتھی دوسرے کو اپنا حق معاف کر دے۔

شرح الحدیث یہ حدیث بھی وہی ہے جو اوپر آئی مگر پہلی حدیث مختصر تھی اور اس میں یہ زیادتی ہے کہ دو شخص حضور ﷺ کی خدمت میں میراث کے مسئلہ پر جھگڑتے ہوئے آئے اور مینہ کسی کے پاس نہیں تھا، اس پر حضور ﷺ نے وہ حدیث ارشاد فرمائی جو پہلے گزر چکی۔ اس کے بعد یہاں روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ کی یہ وعید سن کر دونوں شخص رونے لگے اور ہر ایک ان میں سے اپنا حق دوسرے کو دینے لگا، اس پر آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: اَمَّا اِذْ فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَاقْتَسِمَا، وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ، ثُمَّ اسْتَهَمَا، ثُمَّ تَحَالَا، یہ اوپر آچکا کہ ان دونوں کا اختلاف کسی میراث اور ترکہ کے بارے میں تھا، ترکہ میں تو متفرق چیزیں ہو اسی کرتی ہیں اس لئے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان سب چیزوں کو برابر برابر دو جگہ کر لو، اور ہر ایک اس تقسیم سے اپنے ہی حق کو لینے کا ارادہ کرے، یعنی اس سے زائد کا نہیں، پھر جب وہ کل مال دو جگہ رکھا جائے تو قرعہ اندازی کرو تعیین حصہ کے بارے میں، پھر جس کے نام جو نہ حصہ نکلے اس کو وہ لے لے اور اس کے باوجود بھی آپس میں ایک دوسرے کو اپنا حق معاف کر دے، یعنی احتیاطاً۔

۳۵۸۵ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيهِمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عَيْسَى، حَدَّثَنَا اُسَامَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ، فَقَالَ: «إِنِّي إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ».

ترجمہ حضرت ام سلمہؓ حضور ﷺ سے یہ گزشتہ حدیث نقل کرتی ہیں۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ دونوں افراد میراث اور کچھ ایسی چیزوں میں جھگڑ رہے تھے جو معدوم ہو چکی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم دونوں کے درمیان ایسے معاملات میں جس میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ کرتا ہوں۔

شرح صحیح البخاری - المظالم والغصب (۲۳۲۶) صحیح البخاری - الشهادات (۲۵۳۴) صحیح البخاری - الخيل (۶۵۶۶) صحیح البخاری - الأحكام (۶۷۴۸) صحیح مسلم - الأقضية (۱۷۱۳) جامع الترمذی - الأحكام (۱۳۳۹) سنن النسائي - آداب القضاة (۵۴۰۱) سنن ابی داود - الأقضية (۳۵۸۳) سنن ابن ماجہ - الأحكام (۲۳۱۷) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۰۳/۶) موطأ مالك - الأقضية (۱۴۲۴)

شرح الحدیث يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ: یعنی جھگڑا مال میراث اور ایسی چیزوں میں تھا جو پرانی ہو گئی تھیں،

فَقَالَ: «إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ» یعنی آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس مسئلہ کے بارے میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی اس میں میں اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ کرتا ہوں۔

آپ ﷺ کے لئے اجتہاد کا جائز ہونا: یہ حدیث صریح دلیل ہے اس بات کی کہ آپ ﷺ کے لئے احکام میں اجتہاد جائز تھا، مسئلہ اختلافی ہے جمہور علماء کی رائے یہی ہے یعنی جواز کی، اس مسئلہ میں چار قول ہیں جو ہمارے یہاں ابواب الوضوء، لَوْلَا أَنِ اشْتُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّيَرِ الْحَدِيثِ کے ذیل میں (رقم ۷۷) گزر چکے۔

۳۵۸۶ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الرَّأْيَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصِيبًا لِأَنَّ اللَّهَ كَانَ يُرِيهِ. وَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الظَّنِّ وَالتَّكَلُّفِ»۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ نے منبر پر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! حضور ﷺ کی رائے اور اجتہاد درست ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ اللہ پاک حضور ﷺ کو حق اور درست بات سمجھا دیتے تھے ہم لوگوں کی رائے تو محض اٹکل اور اندازہ ہے۔

شرح الحدیث: یعنی ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنے خطبہ میں منبر پر یہ بات فرمائی کہ اے لوگو! بیشک اصل رائے جو درست اور صواب ہو وہ تو حضور ﷺ کی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حق بات سمجھاتے تھے، اور ہماری رائے تو بس ایک گمان اور تکلف کا درجہ رکھتی ہے۔

یہ روایت مرسل ہے یعنی منقطع، کیونکہ ابن شہاب کا سماع حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں، دیکھیے! حضرت عمرؓ اپنی رائے کے بارے میں کیا فرما رہے ہیں اور اس کو کتنا کم حیثیت بتا رہے ہیں حالانکہ خود حضور ﷺ نے آپ کے بارے میں اصابتِ رائے اور حق گوئی کی شہادت دی ہے، فقی الترمذی: عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ»^۱

۳۵۸۷ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّغِيِّ، أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُثْمَانَ الشَّامِيُّ: «وَلَا إِخَالِي رَأَيْتُ شَامِيًا أَفْضَلَ مِنْهُ يَعْنِي حَرِيزَ بْنَ عُثْمَانَ»۔

ترجمہ: ابو عثمان شامی فرماتے ہیں میرے خیال میں، میں نے حریز بن عثمان سے افضل شخص ملک شام سے رہنے والا نہیں دیکھا۔

شرح الحدیث: یہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے کما فی تعلیق الشیخ محمد عوامہ اور اس کے یہاں ہونے کی کوئی وجہ بھی سمجھ میں

نہیں آتی (کما فی البذل ۱)۔

۸۔ باب کیف یجلس الخصمان بین یدی القاضی

۷۷ قاضی کے سامنے دونوں فریق کس طرح بیٹھیں گے؟ ۷۷

۳۵۸۸ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: «قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ».

عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فیصلہ فرماتے تو دونوں فریق آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔

سنن ابی داؤد - الاقضية (۳۵۸۸) مسند احمد - اول مسند المدینین رضی اللہ عنہم (۴/۴) شرح الحديث یعنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قاضی کو چاہیے کہ خصمین میں سے کسی ایک کے ساتھ امتیازی برتاؤ نہ کرے بلکہ دونوں کو اپنے سامنے بٹھائے۔

بذل میں ایک اشکال لکھا ہے کہ اس حدیث میں کیفیت جلوس نہ کور نہیں لہذا ترجمۃ الباب میں لفظ ”کیف“ نہیں ہونا چاہیے تھا، لیکن اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ خصمین میں سے ہر ایک کا حاکم کے سامنے بیٹھنا یہی کیفیت جلوس ہے ①۔

۹۔ باب القاضی یقضي وهو غضبان

۷۷ غصہ کی حالت میں قاضی کے فیصلہ سنانے کی ممانعت کا بیان ۷۷

۳۵۸۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَوْثِرٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَقْضِي الْحُكْمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانٌ».

عبدالرحمن بن ابی بکرہ کے والد نے اپنے بیٹے عبید اللہ کو خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے قاضی دو فریق کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

صحیح البخاری - الأحکام (۶۷۳۹) صحیح مسلم - الاقضية (۱۷۱۷) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۳۴) سنن النسائی - آداب القضاة (۵۴۰۶) سنن ابی داؤد - الاقضية (۳۵۸۹) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۱۶) مسند احمد - اول مسند البصريين (۳۶/۵)

شرح الحديث یعنی قاضی صاحب کو اگر پہلے سے کسی بات پر غصہ آ رہا ہے تو اس وقت میں دعویٰ کی سماعت اور اس کا فیصلہ نہیں

① بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۲۶۴-۲۶۵

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۲۶۵

کرنا چاہیے، ہو سکتا ہے اس حالت میں وہ معاملہ کو کا حق نہ سمجھ سکے، اسی طرح بذل میں لکھا ہے کہ جوع اور عطش وغیرہ احوال میں بھی فیصلہ نہ کرنا چاہیے^۱۔ والحدیث أخرجه البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۰۔ باب الحكم بين أهل الذمة

ذمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا حکم

مسئلة الباب میں مذاہب ائمہ: یعنی مسلمان قاضی کو دار الاسلام میں ذمیوں کے درمیان فیصلہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ امام مالکؒ کی رائے اس میں تخییر کی ہے، اور حنفیہ کے نزدیک مرافعہ کی صورت میں فیصلہ کا حکم ہے ویسے نہیں، اور امام شافعیؒ کے اس میں دو قول ہیں ایک یہی یعنی وجوب عند المرافعة، دوسرا یہ کہ مطلقاً واجب ہے۔

۳۵۹۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُرُوزِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ التَّحَوِي، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " { فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ }^۱، فَكُذِّبَتْ، قَالَ: { فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ }^۲ "۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ پاک کا ارشاد گرامی: فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ اس آیت میں یہود اہل ذمہ کے متعلق اختیار تھا کہ چاہے آپ ﷺ ان میں فیصلہ فرمائیں یا نہ فرمائیں تو یہ آیت منسوخ ہو گئی فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ والی آیت سے۔

۳۵۹۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحَصَنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ { فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ }..... وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ { الْآيَةُ، قَالَ: كَانَ بَنُو النَّضِيرِ إِذَا قَاتَلُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَذَوْا نِصْفَ الدِّيَةِ، وَإِذَا قَاتَلَ بَنُو قُرَيْظَةَ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ أَذَوْا الْبَقِيَّةَ كَامِلَةً، فَسَوَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ "۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ..... وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بنو نضیر جب قبیلہ بنو قریظہ کے کسی شخص کو قتل کرتے تو آدمی دیت دیا کرتے جب بنو قریظہ قبیلہ بند و نضیر کے کسی شخص کو قتل کرتے تو وہ پوری دیت دیا کرتے تو حضور ﷺ نے (اس آیت کے مطابق) ان سب کی دیت برابر قرار دے دی۔

۱ بذل المجھود فی حل أبي داود - ج ۱۵ ص ۲۶۶

۲ سواگر آدمی وہ تیرے پاس تو فیصلہ کر دے ان میں یا منہ پھیر لے ان سے (سورۃ المائدہ: ۴۲)

۳ سو تو حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے (سورۃ المائدہ: ۴۸)

تخریج سنن النسائي - القسامة (٤٧٣٢) سنن النسائي - القسامة (٤٧٣٢) سنن ابی داؤد - الاقضیہ (٣٥٩١)

شرح الحديث قَالَ: كَانَ بَنُو النَّضِيرِ إِذَا قَاتَلُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَذَوُا بِنُصْفِ الدِّيَةِ: یہ روایت مفصل کتاب الحدود میں آرہی ہے، بنو قریظہ اور بنو نضیر یہود کے دو مشہور قبیلے ہیں جو مدینہ میں آباد تھے جن میں بنو قریظہ کم درجہ سمجھے جاتے تھے اور بنو نضیر اونچے درجے کے، اسلئے ان کے یہاں یہ بے انصافی شروع میں پائی جاتی تھی کہ بنو نضیر اگر کسی قرظی شخص کو قتل کر دیتے تو اس کی نصف دیت ادا کرتے، اور اگر بنو قریظہ بنو نضیر میں سے کسی کو قتل کر دیتے تو ان کو کامل دیت دینی پڑتی تھی، راوی کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ نے ان کی اس تفریق کو ختم کر کے دونوں کے درمیان مساوات کا فیصلہ فرمایا۔

اس آیت کریمہ کے مطابق جو روایت میں مذکور ہے: وَإِنْ حَكَمْتَ فَأَحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ (بذل)، والحديث أخرجه النسائي، قاله المذہب۔

۱۱۔ بَابُ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ

قاضی کا اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرنا

۳۵۹۲ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ أَخِي الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَنَسٍ مِنْ أَهْلِ حَمِصٍ، مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟» قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟» قَالَ: فَيُسْتَشِيرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ؟» قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي، وَلَا أَلُوْ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ، وَقَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ اللَّهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ».

ترجمہ حضرت معاذ بن جبل کے وہ شاگرد جن کا تعلق حمص سے ہے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت معاذ کو یمن روانہ فرمانے لگے تو ان سے فرمایا جب تمہارے سامنے کوئی فیصلہ آئے تو تم کس طرح اس قضیہ کو نمٹاؤ گے؟ تو حضرت معاذ نے عرض کیا: میں اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کتاب اللہ میں اسکا حکم نہ پاؤ تو کیا کرو گے؟ تو حضرت معاذ نے عرض کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم یہ حکم نہ تو سنت رسول اللہ میں پاؤ اور نہ ہی کتاب اللہ میں تو پھر تم کیا کرو گے؟ تو حضرت معاذ نے عرض کیا کہ میں اپنی رائے کے ذریعے محنت کر کے اسکا حکم تلاش کروں گا اور میں اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ کے سینے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس

نے رسول اللہ کے قاصد کو ایسے طریقہ کار کی توفیق دی جو رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے۔

۳۵۹۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان سے یہ فرمایا۔ اسکے بعد گزشتہ حدیث کے ہم معنی روایت ہے۔

جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۲۷) سنن ابی داود - الاضیاء (۳۵۹۲) مسند احمد - مسند الانصار رضی اللہ عنہم (۲۳۰/۵) سنن الدارمی - المقدمة (۱۶۸)

شرح الحدیث اس حدیث کا مضمون تو ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت معاذ سے دریافت فرمایا کہ یمن پہنچ کر تم فیصلے کس طرح کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کتاب اللہ کے مطابق اور اگر اس میں نہ ملا تو سنت رسول اللہ کے مطابق۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ اگر دونوں میں نہ پاؤ تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، ولا آلو یعنی اس اجتہاد کرنے میں کوئی کوتاہی اور کسر نہیں چھوڑوں گا یعنی حسب وسعت وطاقت صحیح فیصلہ کی کوشش کروں گا، آپ ﷺ نے ان کا یہ جواب سن کر اس کے سینہ پر دست مبارک رکھا، اور فرمایا تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے اپنے رسول کے قاصد کو توفیق دی اس چیز کی جس کو رسول اللہ پسند کرتا ہے۔

خطابی فرماتے ہیں: أَجْتَهِدُ رَأْيِي سے اپنی ذاتی رائے مراد نہیں جو ان کے ذہن میں آئے بغیر استناد الی الکتاب والسنۃ کے بلکہ رائے سے مراد رائے بطریق قیاس ہے جس کا ماخذ کتاب و سنت ہو اور پھر اسکے بعد فرماتے ہیں: وفي هذا إثبات القياس وإيجاب الحكم به اه^۱، چنانچہ تمام ہی فقہاء قاطبہ نے اس حدیث سے حجیت قیاس پر استدلال کیا ہے۔

حدیث الباب کی سند پر کلام اور محدثین کی طرف سے اس کا جواب: اسکے بعد پھر جاننا چاہیے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اس کے اندر ایک راوی ہے حارث بن عمرو جو مجہول ہے بالاتفاق نیز وہ روایت کر رہا ہے اس کو اصحاب معاذ من اهل حمص سے جو کہ مجہول ہیں، امام ترمذی نے بھی اس حدیث کی سند پر کلام کیا ہے وہ اس حدیث کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں: لا نعرفه إلا من هذا الوجه وليس إسناده عندي بم متصل، اور جوز قانی نے تو اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے، علامہ سیوطی ”مرقاة المصدود“ میں اس سب کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: قلت لكن الحديث له شواهد موقوفة عن عمر بن الخطاب وابن مسعود وزيد بن ثابت وابن عباس، وقد أخرجهما البيهقي في سننه عقب تحريجه لهذا الحديث تقوية له اه

(بذل) ^۱، حافظ ابن قیمؒ نے اپنی مشہور تصنیف "إعلام الموقعین عن رب العالمین" میں اس حدیث کو حجیت قیاس میں پیش کیا ہے اور اس سند میں جو خامیاں ہیں جن کا ذکر اوپر آیا ان کی طرف سے جواب دیا ہے اور یہ کہ یہ حدیث حد شہرت کو پہنچی ہوئی ہے اور اصحاب معاذ کی شہرت علم دین اور فضل و صدق میں اتنی ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں اور نیز فرماتے ہیں کہ شعبہ جو اس حدیث کے حامل لواء ہیں ان کی شان یہ ہے کہ بعض ائمہ حدیث نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: إذا رأیت شعبۃ فی إسناده حدیث فاشدد بدیک بہ کہ جب تم کسی حدیث کی سند میں شعبۂ راوی کو دیکھ لو کہ وہ اس میں موجود ہیں تو پھر اس حدیث کو مضبوطی سے پکڑ لو، اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کی ایک اور سند بھی بیان کی ہے جس کی سند متصل اور ورجال معروف بالثقات ہیں اس سب کے علاوہ یہ بات ہے کہ اہل علم اس حدیث کو نقل کرتے چلے آئے ہیں اور حجیت قیاس پر اس سے استدلال کرتے رہے ہیں، فوقنا بذلک علی صحتہ عندہم یعنی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح و ثابت ہے اور پھر انہوں نے اس کے بعد بہت سی ایسی حدیثیں نظیر کے طور پر ذکر کیں جو من حیث الاسناد قوی نہیں لیکن علماء کا نقل در نقل کرنا ان کی صحت کیلئے کافی اور مستغنی عن طلب الاسناد ہو گیا۔ (ملخصاً من العون) ^۲ والحدیث أخرجه الترمذی، قالہ المنذہی۔

تنبیہ: حافظ ابن قیمؒ تہذیب السنن میں فرماتے ہیں کہ امام ابن ماجہؒ نے بھی اس حدیث کی تخریج ایک دوسرے طریق سے کی ہے: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَنَمٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، قَالَ: لَمَّا بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «لَا تَقْضِيَنَّ وَلَا تَفْصِلَنَّ إِلَّا مَا تَعْلَمُ، وَإِنْ أَشْكَلَ عَلَيْكَ أَمْرٌ، فَقِفْ حَتَّى تَبَيَّنَهُ أَوْ تَكْتُبَ إِلَيَّ فِيهِ» ^۳، ابن قیمؒ فرماتے ہیں: وهذا أجود إسناده من الأول ولا ذكر فيه للراي اه ^۴۔

۱۲۔ بَابُ فِي الصُّلْحِ

صلح کا بیان

یہ کتاب القضاء چل رہی ہے اس باب سے مصنف یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جس طرح قاضی کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ خصمین کے درمیان علی حسب الاصول شرعی فیصلہ کرے اسی طرح قاضی کو اس کا بھی حق ہے کہ خصمین کے درمیان رفعاً للزاع صلح کر دے جیسا کہ کعب بن مالکؓ اور ابن ابی حذرہؓ کے درمیان حضور ﷺ نے صلح کرائی تھی۔

۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱ ص ۲۷۰-۲۷۱

۲ إعلام الموقعین عن رب العالمین - ج ۲ ص ۳۵۱، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد - ج ۹ ص ۴۵۴

۳ سنن ابن ماجہ - کتاب افتتاح الکتاب فی ایمان و فضائل الصحابة و العلم - باب اجتناب الرأي و القیاس ۵۵

۴ تہذیب السنن - ج ۴ ص ۱۷۴۹-۱۷۵۰

۳۵۹۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمُهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ
الْوَاحِدِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا هُرَيْرُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، أَوْ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَكَ الشَّيْخُ عَنْ كَثِيرِ
بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الضُّلُحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ»
زَادَ أَحْمَدُ، «إِلَّا ضُلُحًا أَحَلَّ حَرَامًا، أَوْ حَرَّمَ حَلَالًا» وَزَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
«الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان صلح کرنا صحیح ہے۔۔۔۔۔ احمد بن عبد الواحد استاد نے یہ اضافہ کیا مگر وہ صلح جس میں حرام شے کو حلال قرار دیا گیا ہو یا ایسی صلح جس میں حلال کام کو حرام قرار دیا گیا ہو تو وہ صلح صحیح نہیں۔۔۔۔۔ سلیمان بن داؤد استاد نے یہ اضافہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مسلمانوں پر اپنی شرطوں کا پورا کرنا لازمی ہے۔

سنن ابی داؤد - الاقضیۃ (۳۵۹۴) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۳۶۶/۲)

شرح الحدیث: امام ترمذی کی حدیث الباب کے بارے میں تصحیح اور اس پر محدثین کا اعتراض: مضمون حدیث تو ظاہر ہے، اس حدیث کے بارے میں امام ترمذیؒ نے فرمایا: هذا حدیث حسن صحیح^۱، امام ترمذیؒ کی اس رائے پر علماء نے اشکال کیا ہے کہ اس حدیث کی سند میں جو ترمذی میں ہے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی ہے جس کے بارے میں یہ ہے کہ ہو ضعیف جدا وقال النسائی ليس بثقة وقال ابن معين ليس بشئ، حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام ترمذیؒ نے کثیر بن عبد اللہ کی روایت سے یہ حدیث الضلح جائز بین المسلمین روایت کرنے کے بعد اس کی تصحیح کی ہے: فلہذا لا يعتمد العلماء علی تصحیح الترمذی^۲، لیکن حافظ ابن حجرؒ نے امام ترمذیؒ کی طرف سے اعتذار ایہ فرمایا ہے وکأنه اعتبر بکثرة طرقه، یعنی امام ترمذیؒ نے اس حدیث پر صحت کا حکم صرف اپنی بیان کردہ سند کے اعتبار سے نہیں لگایا بلکہ ان کے پیش نظر اس کے دوسرے طرق بھی ہیں جن سے یہ حدیث مروی ہے (بذل^۳) چنانچہ ابو داؤد کی اس سند میں یہ راوی نہیں ہے کما تری اس حدیث پر من حیث الفقہ اور بھی کلام کیا گیا ہے، صلح کی مختلف انواع کے پیش نظر جس کے لئے تفصیل درکار ہے فلیراجع الی الشرح۔

۳۵۹۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ،

۱ جامع الترمذی - کتاب الأحکام - باب ما ذکر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلح بین الناس ۱۳۵۲

۲ میزان الإعتدال فی نقد الرجال - ج ۳ ص ۴۰۷

۳ بدل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۲۷۳

أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، تَقَاضَى ابْنُ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَرَتْهُمُ أَصْوَاهُهُمَا حَتَّى سَمِعَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، وَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ: «يَا كَعْبُ»، فَقَالَ: لَبَيْكَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَشَارَ لَهُ بِيَدِهِ، أَنْ يَضَعَ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ، قَالَ كَعْبُ: نَعَمْ فَعَلْتُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَمَنْ قَاتَضَهُ».

ترجمہ عبد اللہ بن کعب فرماتے ہیں کہ کعب بن مالک نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے عہد نبوی میں ابن ابی حدرد سے اپنے اس قرضے کا مطالبہ کیا جو قرضہ کعب بن مالک کا ابن ابی حدرد کے ذمہ لازم تھا اور اس وقت یہ دونوں مسجد میں تھے تو ان کی آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں یہ آوازیں سن لیں تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لانے کیلئے نکلے اور آپ نے اپنے کمرے کا پردہ ہٹا کر کعب بن مالک کو آواز دی کہ اے کعب! تو حضرت کعب نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے حضرت کعب سے فرمایا کہ اپنے آدھے قرضہ کو معاف کر دو تو حضرت کعب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنا آدھا قرضہ معاف کر دیا تو حضور ﷺ نے عبد اللہ بن ابی حدرد سے فرمایا: کھڑے ہو اور یہ آدھا قرضہ ادا کرو۔

تحقیق صحیح البخاری - الصلاة (۴۴۵) صحیح البخاری - الخصومات (۲۲۸۶) صحیح البخاری - الصلح (۲۵۵۹) صحیح مسلم - المساقاة (۱۵۵۸) سنن النسائی - آداب القضاة (۵۴۰۸) سنن ابی داؤد - الاقضیۃ (۳۵۹۵) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۴۲۹) مسند احمد - من مسند القبائل (۳۸۷/۶) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۸۷)

شرح الحدیث مضمون حدیث یہ ہے کہ کعب بن مالک کے بیٹے عبد اللہ اپنے والد کعب بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میرا ابن ابی حدرد ذی دین تھا جس کا میں نے ان سے تقاضا کیا مسجد میں، جس سے دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں حتیٰ کہ حضور ﷺ جو کہ اپنے حجرہ شریفہ میں تھے ان کی آواز سن کر دروازہ پر تشریف لائے اور اس پر جو پردہ پڑا ہوا تھا اس کو ہٹایا اور کعب بن مالک کا نام لیکر ان کو پکارا انہوں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ، آپ ﷺ نے ان کی طرف اپنی انگلی کے اشارہ سے یہ سمجھایا کہ اپنا نصف دین معاف کر دو، انہوں نے عرض کیا: جی میں نے ایسا کر دیا، اس پر آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی حدرد سے فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور نصف اس کو ادا کر دے، جس پر صلح ہو گئی۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

وہ صورت ہے جہاں مدعی کو اپنے شہود کا علم ہو لہذا وہاں کیا ضرورت ہے بدون استشہاد کے شہادت دینے کی، یہ توجیہ تو امام مالک سے منقول ہے، اور اس تعارض کی اور توجیہات بھی کی گئی ہیں مثلاً یہ کہ جہاں پر مذمت وارد ہے اس سے مراد شہادۃ الزور ہے اور جہاں پر مدح آئی ہے اس سے سچی شہادت مراد ہے، امام ترمذی نے جامع ترمذی میں بھی اس تعارض پر کلام فرمایا ہے اور خود انہوں نے اس کی یہ توجیہ بیان فرمائی ہے کہ مقام مدح میں الذی یأتی بالشہادۃ قبل أن یسألہا، اس سے مراد شہادت قبل الطلب نہیں ہے بلکہ اس سے مراد استعجال فی اداء الشہادۃ ہے یعنی وہ گواہ بہترین گواہ ہے کہ جب اس سے شہادت طلب کی جائے تو وہ فوراً بلا تاخیر اس کام کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اس استعجال اور عدم تاخیر کو مبالغۃ قبل الطلب سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔

والحدیث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۱۴۔ بَابُ فِيمَنْ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا

۳۵۹۷ ایک شخص کسی اختلاف اور جھگڑے کو جانے بغیر کسی فریق کی مدد کرنا شروع کر دے؟

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَمَارَةُ بْنُ عَزِيزَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: جَلَسْنَا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَجَلَسَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ حَالَثَ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدِّ مِنْ حَدِّهِ، فَقَدْ ضَادَّ اللَّهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ، لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللَّهِ حَتَّى يَنْزِعَ عَنْهُ، وَمَنْ قَالَ فِي مَوْءٍ مِمَّا لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنُهُ اللَّهُ مَرْغَةً الْحَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ بِمَا قَالَ».

سرخسہ یحییٰ بن راشد کہتے ہیں ہم عبد اللہ بن عمرؓ کے انتظار میں بیٹھے تھے چنانچہ عبد اللہ بن عمرؓ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص کی سفارش اللہ پاک کے حدود میں سے کسی حد کے نافذ کرنے میں رکاوٹ بن گئی تو اس شخص نے اللہ پاک سے گویا جنگ کی..... اور جس شخص نے باطل اور ناحق معاملہ میں جھگڑا کیا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ وہ حق پر نہیں ہے تو ایسا شخص اللہ پاک کی ناراضگی پر رہے گا یہاں تک کہ یہ شخص اس کام سے توبہ کر لے اور جو شخص کسی مومن میں ایسے عیب کا الزام لگائے تو اللہ پاک اسکو جہنم کے اس حصے میں رکھیں گے جہاں اہل جہنم کے خون اور پیپ سے طلی ہوئی مٹی ہوگی یہاں تک کہ یہ شخص اپنی اس بات سے توبہ کر لے۔

۳۵۹۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدٍ الْعُمَرِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَطَرِ بْنِ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: «وَمَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ يَظْلِمُ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

سرخسہ عبد اللہ بن عمرؓ حضور ﷺ سے گزشتہ حدیث کے ہم معنی روایت نقل کرتے ہیں جس میں یہ اضافہ ہے کہ

جس شخص نے کسی ظلم والے معاملہ میں کسی کی مدد کی تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کے غصہ و غضب کا حق دار ٹھہرا۔

سنن ابی داؤد - الاقصیٰ (۳۵۹۷) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۷۰/۲)

مَنْ جَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدِّ مَنْ لَحْدَ اللّٰهِ، فَقَدْ ضَاذَ اللّٰهُ: یعنی جو شخص کسی شخص پر ثبوت حد کے بعد تغفیر سے پہلے اس کی سفارش کیلئے کھڑا ہو اور عدم تغفیر حد کی کوشش کرے تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بڑی سخت مخالفت کی، قاضی صاحب تک مسئلہ اور معاملہ پہنچنے سے پہلے اس بات میں کوشاں رہنا کہ کسی طرح حد کا ثبوت نہ ہو یہ امر آخر ہے، حدیث میں اس پر وعید نہیں بلکہ یہ تو محمود اور پسندیدہ ہے لیکن قاضی تک پہنچنے کے بعد پھر سفارش کرنا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں یہ ناجائز اور مذموم ہے، حدود شرعیہ کا نفاذ بہت اہم اور موجب خیر و برکت ہے کما دہدی الکتاب والسنة۔

وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ، لَمْ يَزَلْ فِي سَعْيٍ اللّٰهُ حَتَّى يَنْزِعَ: حدیث کا یہ جزء ثانی ترجمہ الباب سے متعلق ہے، دو شخصوں میں کسی معاملہ میں نزاع ہو رہا ہے جن میں سے ایک باطل پر ہے اور دوسرا حق پر تو ایسی صورت میں کوئی شخص اس خصم کی تائید اور اعانت کرے جس کا اس کو باطل پر ہونا معلوم ہے اس کے بارے میں یہ وعید ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور ناراضگی میں مبتلا رہے گا جب تک کہ اس سے رجوع اور توبہ نہ کرے۔

وَمَنْ قَالَ فِي مَوْءِنٍ مَا لَيْسَ فِيهِ اُسْكَنَةُ اللّٰهُ رَدْعَةُ الْحَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ: یہ حدیث کا تیسرا جزء ہے کہ جو شخص کسی مومن میں ایسی صفت بیان کرے یعنی کسی ایسے عیب کا اس پر الزام لگائے جو اس میں نہیں ہے، اور وہ اس سے بری ہے تو ایسے شخص کے بارے میں حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں جہنم کے اس طبقہ میں رکھیں گے جہاں جہنمیوں کے زخموں کی لہو پیپ ہوگی، رَدْعَةُ الْحَبَالِ اِی التَّوَابِ الْمَخْلُوطِ بِعَصَا اَهْلِ النَّارِ، جہنمیوں کی لہو پیپ کا کچڑ آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ اس کا اس ٹھکانہ میں رہنا اس وقت تک ہو گا جب تک وہ اپنے قول سے باہر نہ آجائے، لیکن ظاہر بات ہے کہ جو شخص جو بات کہہ چکا وہ اس سے آخرت میں کیسے باہر آئے گا دنیا میں تو باہر آسکتا تھا توبہ و تلافی کے ذریعہ، نہایت سخت وعید ہے اللہ تعالیٰ شانہ اس سے ہماری حفاظت فرمائے۔

۱۵ - بَابُ فِي شَهَادَةِ الزُّوْرِ

جھوٹی گواہی کا بیان

۳۵۹۹ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثَيْدٍ، حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنٍ الْعُصْفَرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الثُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ قَاتِلٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا، فَقَالَ: «عَمِلْتُ شَهَادَةَ الزُّوْرِ بِالْإِشْرَافِ بِاللَّهِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَرَأَ { فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ

الرُّؤْيُ حُتْفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۝

ترجمہ خرم بن قاسم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر پڑھی جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے یہ بات حضور ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی اور پھر اس آیت کی تلاوت کی کہ تم لوگ بتوں کی گندگی سے بچو اور تم لوگ جھوٹی بات کہنے سے بچو۔

ترجمہ جامع الترمذی - الشہادات (۲۳۰۰) سنن ابی داؤد - الاقصیٰ (۳۵۹۹) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۳۷۲) مسند احمد - اول مسند الکوفیین (۳۲۱/۴)

شرح الحدیث آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے، یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی اور اس کی تائید میں آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، تائید یا تو اس طور پر ہے کہ اس آیت کریمہ میں اجتناب من الزور اور اجتناب من عبادة الاوثان دونوں کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے اگرچہ اقتران فی الذکر اقتران فی الحکمہ کو مستلزم نہیں لیکن کم از کم مناسبت اور قربت کو تو مستلزم ہے، اور یا پھر استدلال آیت کے مابعد کے حصہ سے ہے حُتْفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ، حضرت گنگوہیؒ کی تقریر میں ہے کہ قول زور کے بہت سے مراتب ہیں اور اس میں کیا شک ہے کہ اشراک باللہ بھی اسی کی ایک نوع ہے اس لئے کہ اس پر بھی قول زور ہونا صادق آتا ہے جس کی تائید حُتْفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ سے ہو رہی ہے ۱۰ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذہری۔

۱۶۔ بَابُ مَنْ تَرَدَّدَ شَهَادَتُهُ

کن لوگوں کی گواہی ناقابل قبول ہے؟

۳۶۰۰ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَدَّدَ شَهَادَةُ الْخَالِئِينَ، وَالْخَالِئَةِ وَزَيْيِ الْعُمَرِ عَلَى أَخِيهِ، وَتَرَدَّدَ شَهَادَةُ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ، وَأَجَازَهَا لِعَمْرِهُمْ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعُمَرُ: الْجَنَّةُ، وَالشُّخَنَاءُ، وَالْقَانِعُ: الْأَجِيرُ النَّاسِ مِثْلُ الْأَجِيرِ الْخَاصِّ.

ترجمہ عَمْرِو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ پاک اور لوگوں کے اموال میں خیانت کرنے والے مرد و عورت کی گواہی کو ناقابل قبول قرار دیا اور ایک دشمن کی گواہی اسکے دشمن کے حق میں ناقابل قبول قرار دی نیز وہ شخص جو کسی گھر والے کا خادم ہو اس کی گواہی اس گھر والوں کے حق میں ناقابل قبول ہے

۱۰ سوچتے رہو بتوں کی گندگی سے ف ۱ اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ایک اللہ کی طرف کے ہو کر نہ کہ اسکے ساتھ شریک بنا کر (سورۃ الحج: ۳۰-۳۱)

۱۲ بدل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۲۷۸-۲۷۹

البتہ حضور ﷺ نے گھر کے خادم کی گواہی گھر والوں کے علاوہ کے حق میں معتبر قرار دی۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں الغمر سے مراد کینہ اور دلوں کا کھوٹ ہے۔

۳۶۰۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ بْنُ طَاهِرٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْحَزَائِعِيِّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، بِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا زَانٍ وَلَا زَانِيَةٍ، وَلَا ذِي غُمَرٍ عَلَى أَخِيهِ».

سليمان بن موسیٰ گزشتہ سند سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خیانت کرنے والے مرد اور عورت اور زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورت کی گواہی قبول نہیں اور ایک دشمن کی گواہی اسکے دشمن کے حق میں قبول نہیں۔

شرح سنن أبي داود - الاكضية (۳۶۰) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲/۲۰۴) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲/۲۰۸)

شرح الحديث من حيث الفقه

خیانت سے مراد عام ہے خواہ وہ خیانت فی اموال الناس ہو یا فی احکام اللہ تعالیٰ و فرائضہ، دونوں صورتوں میں آدمی فاسق ہوتا ہے، اور غمر کے معنی ہیں جقد و عداوت، یعنی دشمن اور کینہ پرور کی شہادت اپنے بھائی کے خلاف، یعنی شہادۃ العدو علی العدو، آپ نے ان دونوں (شہادۃ الخائن و شہادۃ العدو) کو رد فرمایا ہے، جمہور کا مسلک یہی ہے لا تجوز شہادۃ العدو علی العدو، حنفیہ کا مذہب بھی یہی ہے لیکن بعض شرح نے یہ لکھا ہے، کہ یہ حدیث حنفیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ شہادۃ العدو علی العدو کو جائز قرار دیتے ہیں، لیکن یہ نقل صحیح نہیں، ہمارے نزدیک شہادۃ العدو علی العدو اس صورت میں معتبر ہے جبکہ وہ عداوت عداوت دینیہ ہو اور اگر عداوت دنیویہ ہے تو پھر ہمارے نزدیک بھی جائز نہیں، ثم اختلفوا (ای الحنفیہ) فقيل مطلقاً، وقيل بل اذا كانت موجبة للفسق، وزعم شہادۃ القانع لأهل البيت، وأجازها لغيرهم، قانع لاهل البيت سے مراد خادم ہے جو کسی کے گھر پر اسکی روزی پر قناعت کئے پڑا ہو، ظاہرات ہے کہ ایسے شخص کی شہادت اس گھر والوں کے حق میں مخدوش اور متہم ہے و اجازہا لغيرهم یعنی اس قانع کی شہادت کو آپ ﷺ نے مطلقاً رد نہیں فرمایا بلکہ خاص اس گھر والوں کے حق میں انکے علاوہ دوسروں کے حق میں معتبر مانا، کیونکہ وہ تہمت کا مقام نہیں ہے۔ والحديث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى، یہ حدیث بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا شریف میں بھی ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث پر من حیث الفقه بھی کلام فرمایا ہے لہذا اسکو بھی دیکھا جائے نیز اس مقام کی الکو کب الدہی بھی دیکھی جائے، مفید ثابت ہوگی۔

۱۷۔ بَابُ شَهَادَةِ الْبَدَوِيِّ عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ

۴۴ دیہاتی کی گواہی شہر میں رہنے والے کے خلاف قبول نہیں ۴۵

۳۶۰۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو وَهَبٍ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي الْوُبَّ، وَنَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ».

۴۴ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دیہاتی شخص کی گواہی شہر میں رہنے والے کیلئے ناقابل قبول ہے۔

سنن ابی داود - الاقضية (۳۶۰۲) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۳۶۷)

۴۵ یعنی جنگلی اور دیہاتی کی شہادت بستی اور شہر میں رہنے والے کے خلاف جائز اور معتبر نہیں۔

شرح نے لکھا ہے کہ امام مالکؒ کا اس حدیث پر عمل ہے، اور جمہور یہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں ہے، بلکہ ایسا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ عموماً اہل باذیہ جاہل اور بے علم ہوتے ہیں شہادت کی صلاحیت و اہلیت ان میں نہیں ہوتی، لیکن اگر کسی میں ان میں سے اس کی اہلیت ہو تو پھر اس کی شہادت بھی معتبر ہوگی۔ والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۸۔ بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الرِّضَاعِ

۴۴ دودھ پلانے پر گواہی دینا ۴۵

مسئله الباب میں مذاہب ائمہ: یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، امام احمدؒ کے نزدیک ثبوت رضاعت کیلئے ایک عورت کی شہادت کافی ہے، وعند مالکؒ شہادۃ امرأتین، اور حنفیہ کے نزدیک عام قاعدہ کے مطابق شہادۃ عدلین اور عدل و عدلتین یعنی دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتیں، اور امام شافعیؒ کے نزدیک بھی اسی طرح ہے جیسے حنفیہ کے نزدیک، لیکن وہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر صرف عورتیں ہی ہوں تو اگر وہ چار ہیں تو ان کی شہادت معتبر ہوگی، حنفیہ کے یہاں یہ نہیں ہے۔

۳۶۰۳ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْوُبَّ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ - وَحَدَّثَنِيهِ صَاحِبُ لِي عَنْهُ وَأَنَا لِحَدِيثِ صَاحِبِي أَحْفَظُ - قَالَ: تَزَوَّجْتُ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِبَاهَابٍ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا امْرَأَةً سَوْدَاءَ فَرَعَمَتْ أَهْمًا أَرْصَعْتُنَا بَجَمِيعَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا لَكَاهِنَةٌ، قَالَ: «وَمَا يُدْرِيكَ؟ وَقَدْ قَالَتْ مَا قَالَتْ دَعَهَا عَنْكَ».

عقبہ بن حارث کہتے ہیں..... ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن حارث کے علاوہ مجھے میرے ایک ساتھی نے بھی عقبہ بن حارث سے یہ حدیث نقل کی ہے اور مجھے عقبہ کی حدیث سے زیادہ اپنے ساتھی کی حدیث یاد ہے..... کے عقبہ بن حارث نے فرمایا کہ میں نے ام یحییٰ بن ابی اہاب سے شادی کی تو ہمارے پاس ایک کالی عورت نے آکر کہا کہ اس نے مجھے اور میری اہلیہ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا..... تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سارا واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے میری بات سن کر اعراض فرمایا، عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ عورت تو جھوٹی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیسے معلوم کہ وہ جھوٹی ہے حالانکہ وہ کہہ چکی ہے جو بات وہ کہہ چکی ہے تم اس عورت کو اپنے سے الگ کر دو۔

۳۶۰۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَمِيرٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ كَلَاهُمَا، عَنْ أَنُوبٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ أَبِي مُرَيْمَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ - وَكَانَ سَمِعَهُ مِنْ عُقْبَةَ وَلَكِنِّي لِحَدِيثِ عُثَيْدٍ أَحْفَظُ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: نَظَرْتُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عَمِيرٍ، فَقَالَ: «هَذَا مِنْ ثَغَاتِ أَصْحَابِ أَنُوبٍ».

ابن ابی ملیکہ عبید بن ابی مریم سے نقل کرتے ہیں اور وہ عقبہ بن حارث سے نقل کرتے ہیں..... ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عقبہ بن حارث سے بلا واسطہ بھی سنی ہے لیکن مجھے عبید کی حدیث زیادہ یاد ہے اس کے بعد گزشتہ حدیث کے ہم معنی روایت مروی ہے۔

صحیح البخاری - العلم (۸۸) صحیح البخاری - البیوع (۱۹۴۷) صحیح البخاری - الشهادات (۲۴۹۷) صحیح البخاری - النکاح (۴۸۱۶) جامع الترمذی - الرضاع (۱۱۵۱) سنن النسائی - النکاح (۳۳۳۰) سنن ابی داود - الاخصية (۳۶۰۲) مسند احمد - اول مسند المدینین رضي الله عنهم اجمعين (۷/۴) مسند احمد - اول مسند الکوفيين (۳۸۴/۴) سنن الدارمی - النکاح (۲۲۵۵)

شرح الحدیث: عقبہ بن الحارث فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے شادی کی، شادی کے کچھ روز بعد یہ ہوا کہ ایک سیاہ رنگ عورت ہمارے گھر آئی اور اس نے آکر یہ کہا کہ میں نے تو تم دونوں کو بچپن میں دودھ پلایا تھا، یعنی پھر تم نے شادی کیسے کر لی، عقبہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی یہ بات سن کر حضور ﷺ کی خدمت میں گیا اور آپ ﷺ کے سامنے مسئلہ رکھا (انہوں نے مسئلہ اس انداز سے رکھا تھا کہ گویا وہ عورت جھوٹی ہے) حضور ﷺ نے میری بات سن کر اعراض فرمایا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے صاف طور پر یہ عرض کر دیا کہ وہ جھوٹی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے کیا خبر کہ وہ جھوٹی ہے دَغَهَا عَنْكَ چھوڑ دے اس عورت کو اپنے سے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے مرضہ واحدہ کی شہادت کو کافی قرار دیا، جمہور یہ کہتے ہیں

کہ یہ حدیث ورع اور تقویٰ پر محمول ہے، وفي الدر المختار: الرضاع حجة المال وهي شهادة عدلين أو عدل و عدلتين، ولا تقع الفرقة إلا بتفريق القاضي إلى آخر ما في حاشية الكوكب^①، یعنی حنفیہ کے نزدیک رضاعت کے مسئلہ میں وہی دلیل معتبر ہے جو عام حقوق مالیہ میں معتبر ہوتی ہے، اور حقوق مالیہ میں اسی طرح ہے (شہادۃ عدلین أو عدل و عدلتین) بخلاف حدود کے کہ وہاں چار شخصوں کی گواہی درکار ہے، اور بخلاف خالص امور دینیہ کے کہ وہاں عدل واحد کی شہادت بھی معتبر ہے کما فی رویۃ ہلال رمضان، لکن إذا کان بالسما علة، والحديث أخرجه البخاري والترمذي والنسائي، قاله النذري.

۱۹۔ باب شہادۃ اہل الذمۃ فی الوصیۃ فی السفر

اہل ذمہ کی گواہی دینا اور سفر میں وصیت کرنے کا بیان

اہل ذمہ کی شہادت مسلم پر امام احمد کے نزدیک اس خاص صورت میں جو ترجمۃ الباب میں مذکور ہے یعنی وصیت فی السفر میں معتبر ہے، ابراہیم نخعی اور اوزاعی کی رائے بھی یہی ہے، مصنف حنبلی ہیں کما تقدم مراراً اسی لئے حنابلہ کے مسلک کے مطابق ترجمہ قائم کیا۔

۳۶۰۵ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَلَدَبٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَضَرَتْهُ الْوَقَاةُ بِدُقُوءٍ هَلِيٍّ وَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُشْهِدُهُ عَلَى وَصِيَّتِهِ فَأَشْهَدَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَدِمَا الْكُوفَةَ فَأَتَيَا أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ، فَأَخْبَرَاهُ وَقَدِمَا بِتَرْكِهِ وَوصِيَّتِهِ، فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: هَذَا أَمْرٌ لَمْ يَكُنْ بَعْدَ الَّذِي كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْلَفَهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ بِاللَّهِ مَا خَانَا وَلَا كَذَبَا وَلَا بَدَلًا، وَلَا كُفْمًا، وَلَا غَيْرَ ذَلِكَ لَوْصِيَّتُهُ الرَّجُلِ وَتَرَكَهُ فَأَمْضَى شَهَادَتَهُمَا.

شرح: شعبی کہتے ہیں کہ ایک مسلمان شخص کی مقام دقوۃ میں موت کا وقت قریب آیا اور اس شخص نے کسی مسلمان کو نہیں پایا جو اسکی وصیت پر گواہ بن سکے لہذا اس نے اہل کتاب میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنایا..... تو (اسکے مرنے کے بعد) یہ دونوں شخص جو اہل کتاب سے تعلق رکھتے تھے کوفہ آئے اور انہوں نے (کوفہ کے گورنر) ابو موسیٰ اشعریٰ کو اس مسلمان شخص کی موت اور اسکے ترکہ اور وصیت کے بارے میں بتلایا تو حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ نے فرمایا کہ یہ ایسا واقعہ ہے جو عہد نبوی کے بعد ابھی تک واقعہ نہیں ہوا تھا چنانچہ ابو موسیٰ اشعریٰ نے عصر کی نماز کے بعد اہل کتاب کے ان دو شخصوں کو قسم کھلائی کہ خدا کی قسم نہ تو ان دونوں نے خیانت کی اور نہ ہی جھوٹ بولا اور نہ ہی انہوں نے وصیت یا ترکہ میں تبدیلی کی ہے اور نہ ہی انہوں نے کوئی شی چھپائی ہے اور نہ کوئی تغیر کیا ہے اور خدا کی قسم یہی اس مرنے والے مسلمان کی

وصیت اور ترکہ ہے..... تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے ان دونوں کی گواہی کو قبول فرمایا۔

شرح الحدیث اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے یہ تو وہ ہے جو ابو موسیٰ اشعریؓ کے زمانہ میں پیش آیا اور حضور ﷺ کے زمانہ میں

پیش آنے والے جس واقعہ کا انہوں نے حوالہ دیا ہے وہ باب کی حدیث ثانی میں مذکور ہے، لہذا اسی میں غور کیا جائے اور وہ یہ ہے۔

۳۶۰۶ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعُذَيْي بْنِ بَدَاءٍ، فَعَاتَ الشَّهْمِيُّ بِأَنْضَلِيسَ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بَنِي كَيْهٍ فَقَدْ وَاجَاهُ فُضَّةٌ مَخْوَصًا بِالذَّهَبِ "فَأَخْلَقَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَجَدَ الْجَاهِلِيَّةَ مَكَّةَ، فَقَالُوا: اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعُذَيْيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنَ أَزْوَاجِ الشَّهْمِيِّ، فَخَلَقَا الشَّهَادَتَيْنِ أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا، وَإِنَّ الْجَاهِلِيَّةَ لَصَاحِبُهُمْ" قَالَ: فَنَزَلَتْ فِيهِمْ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ} (الآيَةُ).

ترجمہ عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں قبیلہ سہم کا ایک شخص سفر میں تميم داری اور عدی بن بداء (یہ دونوں شخص اس وقت نصرانی تھے) کے ساتھ نکلا تو قبیلہ بنو سہم کے اس شخص کا انتقال ایسی زمین میں ہو گیا جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا (تو انہوں نے ان دونوں نصرانیوں کو اپنے مال اور ترکہ کی وصیت فرمائی) جب یہ دونوں نصرانی اس شخص کا ترکہ لے کر آئے تو اس مسلمان شخص کے ورثاء نے چاندی کا ایک پیالہ اس ترکہ میں گم پایا جس پر سونے کی پتیاں (لکیریں) لگی ہوئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں نصرانیوں کو قسم کھلائی پھر کچھ وقت کے بعد یہ چاندی کا پیالہ لوگوں کو مکہ مکرمہ میں مل گیا..... جن لوگوں کے پاس سے یہ پیالہ ملا تھا انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ چاندی کا پیالہ تميم اور عدی سے خریدا ہے..... تو بنو سہم قبیلہ کے میت کے ورثاء میں سے دو شخص کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ ہماری گواہی زیادہ قابل قبول ہے تميم اور عدی کی گواہی کے مقابلہ میں اور یہ چاندی کا پیالہ ہمارے میت (بدیل) کا ہے..... تو اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ۔

تخریج صحیح البخاری - الوصایا (۲۶۲۸) جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۳۰۶۰) سنن ابی داؤد - الاقضیۃ (۳۶۰۶)

شرح الحدیث عدی بن بداء اور تميم داری کا قصہ: اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ ترجمۃ الباب کے مطابق ہے اور یہ وہی واقعہ ہے جس کا حوالہ اوپر والی روایت میں گزرا، اور یہی واقعہ سورہ مائدہ کی یہ آیات: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ (الآيَةُ) کے نزول کا سبب ہے واقعہ یہ ہے کہ قبیلہ بنو سہم کا ایک مسلمان شخص جس کا نام بدیل تھا مال تجارت لے کر اپنے گھر سے چلا اس سفر میں اس کے دوسا تھی تھے اہل کتاب میں سے یعنی نصرانی تميم داری اور عدی بداء، تو راستہ میں یہ قصہ پیش آیا کہ وہ رجل سہمی قریب المرگ ہو گیا تو اس نے ان دونوں کو اپنا وصی بنایا اور پھر اپنا سدا سامان اور مال

تجارت ان دونوں کے حوالہ کر دیا اپنے گھر پہنچنے کیلئے ان لوگوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر اس سہمی کا وہ سامان اس کے گھر والوں کو پہنچا دیا اس سامان میں ایک چاندی کا پیالہ جس میں سونے کے پترے لگے ہوئے تھے اور یہی اس کے سامان کا قیمتی جزء تھا اس کے ساتھ انہوں نے خیانت کی اور اس کو سامان کے ساتھ نہیں دیا جب اولیاء سہمی نے اس پیالہ کے بارے میں دعویٰ کیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا کہ ہمارے پاس اس سامان کے علاوہ کچھ نہیں تھا حضور ﷺ نے ان دونوں سے قسم لیکر، کیونکہ وہ منکر تھے ان کو چھوڑ دیا پھر کچھ روز بعد بعض اولیاء سہمی نے اس پیالہ کو کسی دوکاندار کے پاس دیکھا دوکاندار نے دریافت کرنے پر بتایا کہ میں نے تو یہ پیالہ تمہیں داری اور عدی بن بداء سے خرید لیا ہے دوبارہ یہ مقدمہ حضور ﷺ کے یہاں پیش ہوا تو ان دونوں نے یہ چال چلی کہ یہ تو ہم نے اس مرنے والے رجل سہمی سے خرید لیا تھا اولیاء سہمی نے اس کا انکار کیا اس مرتبہ معاملہ برعکس ہو گیا شروع میں ورثہ سہمی مدعی تھے اور یہ دونوں نصرانی مدعی علیہ اسی لئے اس وقت ان دونوں سے قسم لی گئی تھی اب اس دوبارہ کے قضیہ میں یہ دونوں نصرانی مدعی بن گئے یعنی مدعی شراہ اور اولیاء سہمی اس کے منکر، مدعین کے پاس کوئی گواہ تھا نہیں لہذا اولیاء سہمی جو منکر تھے ان کے حلف پر ان کے موافق فیصلہ کر دیا گیا، اس واقعہ کا یہ پورا مضمون حدیث الباب میں مذکور نہیں ہے، مختلف روایات کو جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب، فیذا شرح هذا الباب وحديثه، والحدیث أخرجه الترمذی، وأخرجه البخاری تعلیقاً، قاله المنذری۔

۲۰۔ ثَابِتٌ إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صَاحِبَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَحْكُمَ بِهِ

قاضي جب ایک گواہ کو چنانچہ تو زیادہ اسکے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے (۸۷)

فضل القاضی بعلمه میں مذاہب ائمہ: اس ترجمہ الباب میں جو مسئلہ مذکور ہے وہ ہے قضاء القاضی بعلمه کا مسئلہ، ترجمہ الباب کا مضمون یہ ہے کہ اگر کسی قضیہ میں مدعی صرف ایک شاہد پیش کرے گا دوسرا شاہد اس کے پاس نہیں تھا لیکن حاکم اور قاضی کو ذہنی طور پر اس شاہد کی شہادت کا صدق معلوم تھا، لیکن نصاب شہادت پورا نہیں، تو ایسی صورت میں قاضی مدعی کے حق میں فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ یعنی علم قاضی قائم مقام شاہد واحد کے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ سو اس کے بارے میں یہ ہے کہ حدود میں تو قضاء القاضی بعلمه بالاجماع جائز نہیں، اور غیر حدود میں امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک مطلقاً جائز ہے، اور امام احمد مالک کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک تفصیل ہے وہ یہ کہ علم قاضی اگر قاضی بننے کے بعد قاضی کو حاصل ہوا ہے تو اس علم کا تو اعتبار ہو گا اور اس کے ساتھ فیصلہ کرنا جائز ہو گا، اور اگر وہ علم قاضی قبل القضاء ہے یعنی قاضی بننے سے پہلے کا تو وہ معتبر نہیں۔

۳۶۰۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَائِمٍ، أَنَّ الْحَكَمَةَ بْنَ نَافِعٍ، حَدَّثَهُمْ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمَارَةَ بْنِ

خزیمہ، اَنْ عَمَّ، حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبَعَ قَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ، فَاسْتَبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَهُ فَمَنْ قَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيَّ، فَطَفِقَ رِجَالُ بَعَثَرِ صَوْنِ الْأَعْرَابِيَّ، فَوَسَّاءُ مَوْنَهُ بِالْقَرَسِ وَلَا تَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبَعَهُ، فَكَادَى الْأَعْرَابِيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ مُبْتَاعًا هَذَا الْقَرَسِ وَالْأَبْعَثُ؟ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيَّ، فَقَالَ: «أَوْ لَيْسَ قَدْ ابْتِغَيْتَهُ مِنْكَ؟» فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللَّهِ مَا بَعُتْكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَلَى، قَدْ ابْتِغَيْتَهُ مِنْكَ» فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ هَلُمَّ شَهِيدًا، فَقَالَ خَزِيمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَزِيمَةَ فَقَالَ: «بِمَ تَشْهَدُ؟» فَقَالَ: بِتَصَدِيقَاتِ رَسُولِ اللَّهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خَزِيمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ.

ترجمہ: عمارہ بن خزیمہ کہتے ہیں کہ ان کے چچا جو حضور اکرم ﷺ کے صحابی ہیں نے ان سے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے ایک دیہاتی سے ایک گھوڑا خرید تو حضور ﷺ نے اس اعرابی سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو تاکہ میں اس گھوڑے کی قیمت ادا کر دوں تو حضور ﷺ تیزی کے ساتھ چل پڑے اور اعرابی آپ ﷺ کے پیچھے آہستہ آہستہ چلنے لگا تو چند لوگ اس دیہاتی سے ملے جو اس دیہاتی سے گھوڑے کا بھاء لگانے لگے اور ان لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ حضور ﷺ اس دیہاتی سے یہ گھوڑا خرید چکے ہیں..... تو اس دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز لگائی کہ اگر آپ کو یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیں ورنہ میں اس گھوڑے کو بیچ رہا ہوں تو حضور ﷺ اس اعرابی اور دیہاتی کی آواز سن کر کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا یہ گھوڑا میں تم سے خرید نہیں چکا ہوں؟ تو اس دیہاتی نے کہا نہیں خدا کی قسم میں نے یہ گھوڑا آپ کو نہیں بیچا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں میں تو یہ گھوڑا تم سے خرید چکا ہوں تو دیہاتی کہنے لگا کہ آپ گواہ لے کر آئیں تو حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ یہ گھوڑا خرید چکے ہیں تو حضور ﷺ نے حضرت خزیمہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم یہ گواہی کس طرح دے رہے ہو تو حضرت خزیمہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس لئے گواہی دے رہا ہوں کیونکہ اللہ پاک نے آپ ﷺ کی تصدیق فرمائی ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ جل شانہ کا پیغام پہنچا دیا ہے (تو میں بھی آپ ﷺ کی گھوڑے خریدنے والی بات کی تصدیق کرتا ہوں) تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہؓ کی گواہی دو آدمیوں کے برابر قرار دی۔

سنن ابی داؤد - الاقصیٰ (۳۶۰۷) مسند احمد - مسند الانصار، رضی اللہ عنہم (۲۱۶/۵)

شرح الحدیث: آپ ﷺ کے شراء فرس کا ایک عبرتناک واقعہ: عم عمارہ جن کا نام عمارہ بن ثابت ہے ان سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے (کسی جگہ راستہ میں) ایک اعرابی سے اس کا گھوڑا خریدا، آپ ﷺ نے اعرابی کو اپنے

ساتھ چلنے کیلئے فرمایا تاکہ گھر پہنچ کر اسکو گھوڑے کا ثمن ادا کر دیں، چنانچہ آپ ﷺ تیزی کے ساتھ چل دیئے، اعرابی آہستہ آہستہ چلا، راستہ میں جو لوگ اس کو ملے وہ اس سے اسکے گھوڑے کی خریداری کی بات کرنے لگے، ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ حضور ﷺ اس گھوڑے کو خرید چکے ہیں (اب دیکھیے اعرابی کی نیت میں فساد آیا) اور اس نے حضور ﷺ کو آواز دیکر کہا کہ اگر آپ ﷺ کو یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیجئے ورنہ میں اس کو فروخت کر رہا ہوں، آپ ﷺ اس اعرابی کی یہ بات سن کر ٹھہرے، اور اسکی طرف پیچھے دیکھ کر فرمایا: اَوَلَيْسَ قَدْ ابْتِغَيْتَهُ مِنْكَ؟ کہ کیا میں یہ گھوڑا تجھ سے خرید نہیں چکا ہوں، اعرابی نے انکار کر دیا اور اس پر قسم بھی کھالی، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہیں بلکہ میں تجھ سے اسکو خرید چکا ہوں، اعرابی کہنے لگا گواہ لائیے (اس موقع پر اتفاقاً حضرت خزیمہ بن ثابتؓ پہنچ گئے) وہ فرمانے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے اس گھوڑے کی حضور ﷺ کے ساتھ بیع کی ہے، ان کی شہادت پر آپ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بِمَ تَشْهَدُ؟ کہ تم شہادت کیسے دے رہے ہو تم تو بیع کے وقت موجود نہ تھے؟ فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تو انہوں نے جواباً عرض کیا کہ محض آپ ﷺ کے قول کی تصدیق کیلئے^①، یعنی چونکہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں خریدنے کی بات یہی میری شہادت کا مبنی ہے کیونکہ آپ ﷺ کی بات کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتی، لہذا آپ ﷺ کی تصدیق کے طور پر میں گواہی دیتا ہوں، آپ ﷺ نے ان کی یہ نہایت وزنی اور قیمتی بات سن کر آپ ﷺ کو یہ تمنہ عطا فرمایا کہ ہمیشہ کیلئے تنہا ان کی شہادت شاہدین کی شہادت کے برابر قرار دیدیا، اس اعرابی کا نام بعض روایات میں سواء بن الحارث آیا ہے اور بعض میں سواء بن قیس، لیکن اس کو حافظ نے وہم قرار دیا ہے، اس قصہ کا تکرار یہ ہے کہ پھر جب سب لوگوں کو معلوم ہو گیا حضور ﷺ کی شراء کا قصہ تو پھر اس کے بعد کسی نے بھی اس گھوڑے کو اس اعرابی سے نہیں خریدا، حالانکہ اس کا مقصد اس کو فروخت کرنا ہی تھا لیکن جب کسی نے اس کو نہ خریدا تو پھر مجبوراً شام کو اس کو اپنے گھر لے جا کر باندھ دیا، صبح کو یہ شخص جب اٹھا تو اس نے اپنے گھوڑے کا عجیب حال دیکھا کہ وہ مرچکا تھا زمین پر پڑا ہوا تھا اور ایک ٹانگ اس کی اوپر کی طرف اٹھ رہی تھی، فأصبحت شاصية برجها - أبي رافعة -، كذا في الشفاء للقاضي عياض^②۔

اس حدیث میں کہہ سکتے ہیں کہ قضاء القاضی بعلمہ پایا گیا یعنی ہما علمہ بعد القضاء وہی صورت جو امام صاحبؒ کے نزدیک معتبر ہے اس لئے کہ آپ ﷺ فرما رہے ہیں قَدْ ابْتِغَيْتَهُ، لیکن یہ امر آخر ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے حق میں فیصلہ فرمانے کے بعد اس کو اختیار نہیں کیا بلکہ گھوڑے کو واپس کر دیا، لیکن اگر رکھنا چاہتے تو آپ ﷺ کو اس کا حق تھا، والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

① بِتَصْدِيقِكَ دوسرا مطلب اس کا یہ ہو سکتا ہے، آپ ﷺ کی تصدیق کی وجہ سے یعنی چونکہ پہلے ایمان لاتے وقت میں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی ہے کہ جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں اور جو کچھ فرمائیں گے سب سچ ہو گا اس لئے یہ بھی سچ ہی ہے۔

② الشفاء بتعريف حقوق المصطفى - ج ۱ ص ۳۳۰

۲۱ - باب القضاء باليمين والشاهد

قسم اور ایک گواہ کی موجودگی میں فیصلہ کرنا

۳۶۰۸ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ الْحَبَابِ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا سَيْفُ الْمَكِّي، قَالَ: عُثْمَانُ سَيْفُ بْنُ شَلِيمَانَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ».

۳۶۰۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ سَلَمَةُ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ عَمْرُو: فِي الْحَقُّوقِ.

عمر بن دینار نے گزشتہ حدیث کی سند کے ساتھ اسی حدیث کے ہم معنی حدیث نقل کی اس میں عمرو بن دینار نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے یہ فیصلہ لوگوں کے حقوق کے متعلق فرمایا تھا نہ کہ حدود کے۔

صحیح مسلم - الاقضية (۱۷۱۲) سنن ابی داؤد - الاقضية (۳۶۰۸) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۷۰) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۴۸/۱) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۳۱۵/۱) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۳۴۳/۱)

شرح الأحادیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ»، اور اس کے بعد والے طریق میں یہ زیادتی ہے: قَالَ عَمْرُو: فِي الْحَقُّوقِ۔

مسئله الباب کی تشریح اور مذاہب ائمہ: اگر کسی قضیہ میں مدعی کے پاس صرف ایک شاہد ہو تو کیا ایسی صورت میں یمین مدعی شاہد آخر کے قائم مقام ہو سکتی ہے؟ اور پھر مدعی کے حق میں فیصلہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ائمہ ثلاث کے نزدیک جائز ہے مگر صرف ان دعاوی میں جن کا تعلق حقوق اور مال سے ہو نہ کہ حدود میں، اور حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں، حدیث الباب سے جمہور ہی کا مذہب ثابت ہوتا ہے، حنفیہ کی دلیل وہ حدیث مشہور ہے جو کہ قریب بہ حد تو اتر ہے: الْبَيْتَةُ عَلَى الدَّاعِي، وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ^۱، اور حدیث الباب اس مسئلہ میں محتمل ہے کیونکہ اسکے معنی میں دوسرا احتمال بھی ہے، وہ یہ کہ آپ ﷺ نے باوجود ایک شاہد کی موجودگی کے یمین مدعی علیہ پر فیصلہ کیا، یعنی جس طرح مطلقاً شاہد نہ ہونے کی صورت میں یمین مدعی علیہ پر فیصلہ ہوتا ہے اسی طرح شاہد واحد کے موجود ہونے کی صورت میں بھی آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا، اس مسئلہ میں امام بخاری بھی حنفیہ کے ساتھ ہیں، چنانچہ انہوں نے ترجمہ قائم کیا باب الیمین علی الداعی علیہ، حضرت شیخ نے تراجم بخاری میں

مسئلہ قضی یومین و شہاد میں ائمہ کا اختلاف لکھنے کے بعد لکھا ہے: قلت ومیل البخاری الى مسلك الحنفية واستدل عليه بالحصر في قوله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم شاهدك أو يمينه، وبقصه ابن شبرمة، ويحدث ابن عباس اه^①، میں کہتا ہوں کہ حدیث الباب یعنی قضی یومین و شہاد جو جمہور کا مستدل ہے، اس مسئلہ میں یہ روایت افراد مسلم سے ہے، اور حنفیہ کی دلیل متفق علیہ ہے جیسا کہ ابھی تراجم سے گزرا حضور ﷺ کا ارشاد شاهدک أو یمینہ، اسی طرح امام بخاری نے کتاب الرهن میں باب قائم کیا: باب إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه فاليمين على المدعي واليمين على المدعى عليه، اور پھر اس کے تحت انہوں نے یہ حدیث ابن عباس ذکر کی: إِنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمَدْعَى عَلَيْهِ^②، اس حدیث ابن عباس کو امام بخاری نے کتاب الشهادات میں باب اليمين على المدعى عليه في الأموال والحدود کے ذیل میں بھی ذکر کیا ہے^③۔ والحدیث أخرجه مسلم والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۶۱۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا الدَّرَاوْدِيُّ، عَنْ رِبِيعَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَدِّي فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الشَّافِعِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: قَدْ كَثُرَتْ ذَلِكَ لِسُهَيْلٍ، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي رِبِيعَةُ وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ أَلِي حَدَّثَنِي إِثَّاكَ وَلَا أَحْفَظُهُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: «وَقَدْ كَانَ أَصَابَتْ سُهَيْلًا عِلَّةٌ أَذْهَبَتْ بَعْضَ عَقْلِهِ وَتَسَبَّى بَعْضَ حَدِيثِهِ فَكَانَ سُهَيْلٌ، بَعْدُ يُحَدِّثُهُ عَنْ رِبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ»۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک گواہ کی موجودگی میں قسم دلا کر فیصلہ فرمادیا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ربیع بن سلیمان استاد نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا کہ شافعی نے عبد العزیز در اور دی سے یہ بات نقل کی کہ ربیعہ بن عبد الرحمن ہمیں آپ کے واسطے سے حدیث نقل کی کہ ربیعہ بن عبد الرحمن ہمیں آپ کے واسطے سے حدیث نقل کرتے ہیں کیا یہ بات صحیح ہے؟ سہیل بن ابی صالح نے کہا کہ ربیعہ میرے نزدیک ثقہ راوی ہیں انہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں ان کو یہ حدیث سنا چکا ہوں حالانکہ مجھے یہ بات یاد نہیں کہ میں نے ربیعہ کو یہ حدیث سنائی ہو۔ عبد العزیز در اور دی کہتے ہیں کہ سہیل بن ابی صالح کو ایسی بیماری لگ گئی تھی جس کی وجہ سے ان کی عقل کا کچھ حصہ جاتا رہا اور وہ کچھ حدیثیں بھول گئے۔ چنانچہ سہیل راوی اس حدیث کو ربیعہ کے واسطے سے اپنے آپ سے اور اپنے بعد اپنے والد سے نقل کرتے تھے۔

① الأبواب والتراجم لصحيح البخاري - ج ۱ ص ۱۸۸

② صحيح البخاري - كتاب الرهن - باب إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه فاليمين على المدعى عليه - ج ۲ ص ۲۳۷۹

③ صحيح البخاري - كتاب الشهادات - باب اليمين على المدعى عليه في الأموال والحدود - ج ۲ ص ۲۵۲۴

۳۶۱۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْإِسْكَنْدَرَاوِيُّ، حَدَّثَنَا زَيْدُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ، بِإِسْنَادٍ أَبِي مُصْعَبٍ، وَمَعْنَاهُ قَالَ سُلَيْمَانُ: فَلَقِيتُ شُهَيْلًا فَسَأَلْتُهُ، عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، فَقَالَ: مَا أَعْرِفُهُ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ رَبِيعَةَ أَخْبَرَنِي بِهِ عَنْكَ، قَالَ: فَإِنْ كَانَ رَبِيعَةُ أَخْبَرَكَ عَنِّي فَكَلِّمْتُ بِهِ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِّي.

ترجمہ: ربیعہ ابو مصعب کی سند سے اسی روایت کے ہم معنی نقل کرتے ہیں..... سلیمان بن ہلال نے کہا کہ پھر میں نے سہیل بن ابی صالح سے ملاقات کی اور ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث معلوم نہیں تو میں نے ان سے کہا کہ ربیعہ نے مجھے یہ حدیث آپ کے واسطے سے نقل کی ہے تو سہیل نے جواب دیا کہ اگر ربیعہ نے یہ حدیث تمہیں میرے واسطے سے سنائی ہے تو تم ربیعہ کے واسطے سے مجھ سے یہ حدیث نقل کر سکتے ہو۔

بخاری جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۴۳) سنن أبی داود - الاقضیۃ (۳۶۱۰) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۶۸)

شرح الحدیث: پہلی سند سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ حدیث عبد العزیز (در اور دی کا نام عبد العزیز ہے) کو سہیل سے بواسطہ ربیعہ کے پہنچی تھی اس دوسری سند میں عبد العزیز یہ کہہ رہے ہیں کہ بعد میں میں براہ راست سہیل سے ملا اور ان سے اس روایت کا ذکر کیا اور یہ کہ مجھ کو آپ کی یہ حدیث بواسطہ ربیعہ کے پہنچی ہے (بظاہر مطلب یہ ہے کہ اب میں اس کو براہ راست آپ سے سننا چاہتا ہوں تاکہ علو سند حاصل ہو) تو انہوں نے اس پر یہ کہا کہ مجھ سے ربیعہ نے یہ بات کہی ہے کہ میں نے یہ حدیث ان سے بیان کی تھی لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں نے ان سے بیان کی تھی یا نہیں، اور سہیل نے یہ بات بھی کہی کہ ربیعہ میرے نزدیک ثقہ ہیں لہذا ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث میں نے ان سے بیان کی ہو گو مجھے یاد نہیں، یہ امر آخر ہے۔

فَكَانَ شُهَيْلٌ، بَعْدَ مُحَدَّثَتِهِ عَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ: يَعْنِي عَبْدَ الْعَزِيزِ، اس گفتگو کے بعد سہیل بن ابی صالح کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ وہ اس حدیث کو اس طرح بیان کرتے تھے کہ میں نے یہ حدیث سنی ربیعہ سے اور ربیعہ نے خود مجھ سے، اور پھر آگے جو سند ہے وہ بیان کرتے تھے یعنی سہیل جو کہ فی الواقع استاد ہیں ربیعہ کے اور ربیعہ ان کے شاگرد مگر چونکہ سہیل اس حدیث کو بھول گئے تھے اس لئے انہوں نے اس حدیث کو روایت کرنیکی یہ صورت اختیار کی جو اوپر مذکور ہوئی۔ سہیل بن ابی صالح عن ربیعۃ عن سہیل، لہذا اب یہ حدیث اہل اصول کے نزدیک من حدیث ونسی کے قبیل سے ہو گئی، اس سند کی نظیر ترمذی شریف باب المندیل بعد الوضوء میں گزری ہے: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ جَاهِدٍ عَنِّي، وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ^۱، جریر بھی اس حدیث کو علی بن مجاہد سے بیان کر کے بھول گئے تھے۔

یہاں کتاب میں یہ بھی ہے: عبد العزیز کہتے ہیں کہ دراصل سہیل کو کوئی بیماری لاحق ہو گئی تھی ایسی کہ جس سے ان کا ذہن اور حافظہ کمزور ہو گیا تھا۔ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجہ: قاله المندہری۔

۳۶۱۲ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْبِ الْعَنْبَرِيِّ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي الزُّبَيْبَ، يَقُولُ بَعَثَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا إِلَى بَنِي الْعَنْبَرِ فَأَخَذُوهُمْ بِرُكْبَةٍ مِنْ نَاحِيَةِ الطَّائِفِ فَاسْتَأْذَنُوهُمْ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَكِبْتُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَنَا نَا جُنْدُكَ فَأَخَذُونَا وَقَدْ كُنَّا أَسْلَمْنَا وَخَضَعْنَا أَذَانَ التَّعْمِ، فَلَمَّا قَدِمَ بَلْعَنْبَرٍ، قَالَ لِي نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ لَكُمْ بَيْتَةٌ عَلَى أَتْكُمْ أَسْلَمْتُمْ قَبْلَ أَنْ تُؤْخَذُوا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «مَنْ يَبْتَئِثُ؟» قُلْتُ: سَمُرَةُ الرَّجُلِ مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ وَرَجُلٌ آخَرُ سَمَّاهُ لَهُ فَشَهِدَ الرَّجُلُ، وَأَبِي سَمُرَةَ أَنْ يَشْهَدَ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَدْ أَبَى أَنْ يَشْهَدَ لَكَ، فَتَخَلَّفَ مَعَ شَاهِدِكَ الْآخَرِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، فَاسْتَخْلَفَنِي، فَخَلَفْتُ بِاللَّهِ لَقَدْ أَسْلَمْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَخَضَعْنَا أَذَانَ التَّعْمِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَذْهَبُوا أَفْقًا سَمُوهُمْ أَنْصَافَ الْأَمْوَالِ، وَلَا تَمْسُوا ذَرَارِيَهُمْ لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ ضَلَالَةَ تَمَلِّ مَا زَيَّنَّاكُمْ عَقَالًا» قَالَ الزُّبَيْبُ: فَدَعَانِي أُمِّي، فَقَالَتْ: هَذَا الرَّجُلُ أَخَذَ زِمِّي قَدْ نَصَرْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ لِي: «أَحْبِسْهُ» فَأَخَذْتُ بِتَلْبِيهِ، وَفُتُّتُ مَعَهُ مَكَانًا، ثُمَّ نَظَرُ إِلَيْنَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمِينَ، فَقَالَ: «مَا تُرِيدُ بِأَسِيرِكَ؟» فَأَمْسَلْتُهُ مِنْ يَدِي، فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِلرَّجُلِ: «مُرْ عَلَى هَذَا زِمِّيَّةً أُمِّي الَّتِي أَخَذْتَ مِنْهَا»، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّمَا خَرَجْتُ مِنْ يَدِي، قَالَ: فَاخْتَلَعَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفَ الرَّجُلِ فَأَعْطَانِيهِ، وَقَالَ لِلرَّجُلِ: «أَذْهَبْ فَرِدْهُ أَصْعًا مِنْ طَعَامٍ»، قَالَ: فَرَادَنِي أَصْعًا مِنْ شَعِيرٍ.

ترجمہ شعیب بن عبد اللہ بن زبیب کہتے ہیں کہ میرے دادا زبیب سے میں نے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو عنبر قبیلہ کی جانب ایک لشکر روانہ فرمایا تو اس قبیلہ بنو عنبر والوں کو اس لشکر نے مقام رقبہ میں پکڑ لیا یہ رقبہ مقام طائف کی جانب ہے اور یہ لوگ قبیلہ بنو عنبر والوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو میں سوار ہو کر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اے اللہ کے رسول آپ کے لشکر والوں نے ہمارے قبیلہ والوں کو پکڑ لیا ہے حالانکہ ہم لوگ پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے اور ہم نے اپنے چوپایوں کے کانوں کو کاٹ دیا تھا (اسلام لانے کی یہ علامت تھی) جب قبیلہ بنو عنبر کے لوگ قید ہو کر لائے گئے تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس اس بات پر گواہ موجود ہیں کہ تم لوگ قید ہونے سے پہلے اسلام لا چکے تھے ان دنوں میں؟ تو میں نے کہا: جی ہاں میرے پاس گواہ موجود ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے گواہ کون لوگ ہیں؟ تو میں نے عرض کیا کہ بنی عنبر کے قبیلہ کے ایک صاحب جن کا نام سمرہ ہے اور ایک دوسرے آدمی بھی گواہ ہیں (جس کو راوی بھول گیا) چنانچہ ان دونوں گواہوں کو بلایا گیا، ان دو میں سے دوسرے شخص نے تو گواہی دی اور سمرہ نے گواہی دینے سے انکار کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے زبیب سے فرمایا کہ سمرہ نے تو تمہارے دعویٰ پر گواہی دینے

سے انکار کر دیا لہذا تم اپنے ایک گواہ کے ساتھ قسم کھا سکتے ہو؟ تو میں نے عرض کیا: جی ہاں میں قسم کھا سکتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے قسم لی تو میں نے قسم کھائی کہ اللہ کی قسم ہم لوگ فلاں فلاں دن اسلام لائے تھے اور ہم نے اپنے جانوروں کے کچھ کچھ کان بھی کاٹ دیئے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے یہ سکر ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور ان مجاہدین کے پاس موجود بنو عنبر کے مال غنیمت کو آدھا آدھا تقسیم کر لو اور تم لوگ بنو عنبر قبیلہ کے بچوں کو ہاتھ بھی نہ لگانا اور اگر اللہ پاک مجاہدین کے اس عمال جہاد کے باطل اور ضائع ہونے کو ناپسند نہ فرماتے تو اے قبیلہ بنو عنبر والو ہم تمہارا سارا مال لوٹا دیتے اور اس میں ایک رسی بھی کم نہ کرتے۔ زبیب کہتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھے بلا کر کہا اس شخص نے (صحابہ کے لشکر کے ایک فرد کی طرف اشارہ کر کے) میری جھالروالی چادر لے لی ہے تو زبیب کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو بتلادیا کہ اس شخص نے میری والدہ کی چادر لے لی ہے تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اس شخص کو روک لو تو میں نے اسکو گریباں سے پکڑ لیا اور اسی جگہ پر میں اسکے ساتھ کھڑا ہو گیا جب حضور ﷺ نے ہم دونوں کو کھڑا ہوا دیکھا تو مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو تو میں نے اپنے ہاتھ چھوڑ دیئے تو نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر اس شخص سے کہا کہ تم نے اس شخص کی والدہ کی جو چادر لی تھی وہ اسکو واپس کر دو تو ان صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! یہ چادر تو میری ملکیت میں اب نہیں رہی تو نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کی تلوار لے کر مجھے دیدی اور اس مجاہد شخص سے فرمایا اور جاؤ ان کو اتاج کے کچھ صاع بھی دو تو ان صحابی نے مجھے چند صاع جو ادا کیئے۔

شرح الحدیث: ایک طویل حدیث اور اس کی شرح: عمار بن شعیث کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ شعیث نے بیان کیا کہ میں نے اپنے دادا زبیب عنبری سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ایک لشکر برائے جہاد و قتال قبیلہ بنو العنبر کی طرف بھیجا (جو خود راوی حدیث یعنی زبیب کا قبیلہ تھا) اس لشکر نے بنو العنبر کو قید کر لیا مقام ركبہ کے اس حصہ میں جو طائف کی جانب ہے اور ان سب کو قید کر کے مدینہ منورہ حضور ﷺ کے پاس لے چلے زبیب عنبری کہتے ہیں: فَزَيَّبْتُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی میں اس لشکر سے بچ نکلا اور سوار ہو کر ان سب لوگوں سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا اور آپ کو سلام عرض کیا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، اور میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا بھیجا ہوا لشکر ہمارے پاس پہنچا انہوں نے ہم کو پکڑ لیا یعنی ہمارے سارے قبیلہ کو حالانکہ ہم اسلام لا چکے تھے اور بطور علامت کے اپنے مویشیوں کے تھوڑے تھوڑے کان کاٹ دیئے تھے یعنی اسلام لانے کے وقت۔ (یعنی یہ قبیلہ اگرچہ اسلام لے آیا تھا لیکن نہ تو انہوں نے ہجرت الی المدینہ کی اور نہ ہی اپنے اسلام کی انہوں نے حضور ﷺ کو اطلاع دی) آپ ﷺ نے زبیب عنبری کی یہ بات سن کر خاموش رہے پھر جب کچھ دیر بعد یہ قبیلہ جو مسلمانوں کے ہاتھ میں قید تھا مدینہ حضور ﷺ کے پاس پہنچا اب حضور ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس بینہ اور گواہ ہیں اس بات پر کہ تم اسلام لا چکے تھے قید ہونے سے پہلے، ان

ایام میں؟ زبیب کہتے ہیں میں نے عرض کیا جی، گواہ ہیں آپ نے فرمایا: کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا ایک تو سمرہ نامی شخص ہے اسی قبیلہ کا اور ایک اور شخص کا نام لیا جس کو راوی بھول گیا، چنانچہ ان دونوں شاہدوں کو بلایا گیا، ان دو میں سے سمرہ نے تو شہادت دینے سے انکار کر دیا البتہ دوسرے شخص نے گواہی دی، حضور ﷺ نے زبیب سے فرمایا کہ دیکھو سمرہ نے تو شہادت سے انکار کر دیا، صرف ایک نے گواہی دی، تو کیا تو ایک شاہد کے ساتھ خود قسم کھا سکتا ہے؟ زبیب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کھا سکتا ہوں، چنانچہ میں نے قسم کھائی اس طرح: لَقَدْ أَشْلَمْنَا بِاللَّهِ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَخَصَرْنَا آذَانَ النَّعَمِ، جب اس ایک شخص کی گواہی اور ایک شخص کی قسم پائی گئی تو اب حضور ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ صحابہ سے فرمایا: اچھا جاؤ جو مال بطور غنیمت بنو العنبر کا تمہارے پاس ہے اس کو نصف نصف تقسیم کر لو، یعنی نصف بنو العنبر کو واپس کر دو اور نصف تم خود رکھ لو، اور یہ بھی فرمایا کہ ان کی عورتوں بچوں کو ہاتھ مت لگانا نیز فرمایا: لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ ضَلَالَةَ الْعَمَلِ مَا رَزَقْنَاكُمْ عَقْلًا، کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے عمل کے رائیگاں ہونے کو پسند نہیں فرماتے تو ہم تمہارے مال میں سے ایک رسی کو بھی کم نہ کرتے، یعنی بجائے نصف کرنے کے سارا مال تم کو واپس کر دیتے۔

عمل سے مراد عمل صحابہ یعنی جہاد مطلب یہ ہے کہ چونکہ شرعاً مال غنیمت مجاہدین کا حق ہے تو اب میں سارا ان سے لیکر تم کو واپس کر دوں یہ تو مناسب نہیں، اس صورت میں تو گویا ان کا عمل جہاد ایک لحاظ سے رائیگاں ہو گا، اور اللہ تعالیٰ کسی کے عمل کے رائیگاں ہونے کو پسند نہیں فرماتے اسلئے میں سارا تم کو واپس نہیں کر رہا ہوں (ورنہ جی یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح سارا ہی واپس ہو جائے)۔

مصنف کی غرض اس واقعہ کے اسی حصہ سے حاصل ہو جاتی ہے ویسے آگے مصنف نے اس قصہ کا بقیہ حصہ بھی ذکر کیا ہے جس کو ہم بعد میں بیان کریں گے۔

مصنف گویا یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اس واقعہ میں قضاء یمین و شاہد^① پایا گیا، لیکن حنفیہ تو اس کے قائل نہیں، ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہو گا کہ قضاء یمین و شاہد تو اس وقت ہو تا جب پورا مال واپس کیا جاتا، لہذا یہ استدلال کیسا، بلکہ ہم یہ کہیں گے یہ جو کچھ فیصلہ ہوا یہ بطور اصلاح ذات الین کے ہوا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

بقیہ قصہ یہ ہے: قَالَ الزُّبَيْبُ: فَدَعْنِي أُقْبِي، فَقَالَتْ: هَذَا الرَّجُلُ أَخَذَ زُرِّيَّيْنِ الرَّحْ.

زبیب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس فیصلہ کے بعد میری والدہ نے مجھ کو بلایا اور ایک لشکری کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس نے میری چادر لے رکھی ہے، میں حضور ﷺ کی خدمت میں گیا اور آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دی، آپ ﷺ نے مجھ سے

① من حیث ان زبیب العنبری کان مدعیاً وشہد له شاهد واحد، وانکر الآخر عن الشہادة فاعخذ النبی ﷺ الحلف عن المدعی ببدل شہادة شاهد آخر وقضی له.

فرمایا کہ جس شخص کے پاس وہ چادر ہے تو اس کو روک لے، میں نے اس کا گریبان پکڑ کے اس کو روک لیا، حضور ﷺ نے ہماری طرف دیکھا دونوں کو ایک جگہ اس طرح کھڑا ہوا اور آپ نے دور ہی سے مجھ سے فرمایا کہ تو اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے میں نے یہ سن کر فوراً اس کو چھوڑ دیا پھر آپ ﷺ نے اس شخص سے (یعنی لشکری سے) فرمایا کہ اس کی ماں کی چادر اس کو واپس کر، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ چادر تو میرے ہاتھ سے نکل گئی، جب اس نے یہ کہا تو آپ نے یہ کہا کہ اس شخص کے ہاتھ میں جو تلوار تھی وہ اس سے لیکر مجھے دی (والدہ تک پہنچانے کیلئے چادر کے بدلہ میں) اور آپ ﷺ نے اس لشکری سے یہ بھی فرمایا کہ اس کو یعنی زہیب کو مزید چند صاع غلہ کے بھی دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

۲۲۔ بَابُ الرَّجُلَيْنِ يَدْعِيَانِ شَيْئًا وَلَيْسَتْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ

دو آدمی کسی ایک شے کے دعویدار ہوں اور کسی ایک کے پاس بھی گواہ موجود نہ ہوں
یعنی دو شخص کسی چیز کے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں، ہر ایک کہتا ہے کہ یہ میری ہے ایسی صورت میں کہ بینہ کسی کے پاس نہیں، اس ترجمہ میں ایک اور قید بھی ملحوظ ہے جو مذکور نہیں وہ یہ کہ وہ شئی ان دونوں میں سے کسی کے قبضہ میں نہ ہو بلکہ کسی تیسرے کے قبضہ میں ہو، یا اگر ہو تو پھر دونوں کے ہاتھ میں ہو، ایسی صورت کا حکم عند الفقہاء یہ ہے: حنفیہ وشافعیہ کہتے ہیں کہ برابر برابر وہ شئی دونوں کو دی جائے، اس کی تصنیف کر دی جائے اور امام احمد اس صورت میں قرعہ کے قائل ہیں، قرعہ میں جس شخص کا نام نکلے تو اس سے قسم لیکر وہ ساری شئی اس کو دیدی جائے، اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ هذا الشئ للاعدل من الرجلین، کہ ان دو شخصوں میں سے جو زیادہ عادل ہو اس کو دی جائے۔ (ہكذا المذهب فی حاشیة الشیخ)۔

۳۶۱۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْهَالِ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: «أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَا بَعْضُهُمَا أَوْ دَابَّةً إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ لَوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا».

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ دو افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی اونٹ یا جانور کی ملکیت کا دعویٰ کر رہے تھے اور ان دونوں میں سے کسی کے پاس بھی گواہ نہیں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ جانور ان دونوں کے درمیان برابر تقسیم فرمادیا۔

۳۶۱۴ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ وَمَعْنَاهُ.

ترجمہ: سعید بن ابی عروبہ سے گزشتہ حدیث کی سند سے گزشتہ حدیث کے ہم معنی روایت ہے۔

۳۶۱۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ وَمَعْنَى إِسْنَادِهِ أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَا بَعْضُهُمَا أَعْلَى

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا شَاهِدًا بَيْنَ قَسَمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا يَصْفَيْنِ.

ترجمہ: قتادہ سے اپنی سند کے ہم معنی روایت مروی ہے کہ دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے عہد نبوی ﷺ میں ایک اونٹ کے متعلق ملکیت کا دعویٰ کیا اور ہر ایک نے دو گواہ بھیج دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ اونٹ ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم فرمادیا۔

تصحیح: سنن النسائي - آداب القضاة (۵۴۲/۴) سنن ابی داؤد - الاقضية (۳۶۱/۳) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۳۳۰) مسند احمد - اول مسند الکوفيين (۴۰۲/۴)

شرح الأحادیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا أَوْ دَابَّةً: يَعْنِي كَيْسَ جَانورِ كَيْسَ بَارِے میں دو شخصوں نے حضور ﷺ کے پاس جا کر دعویٰ کیا ہر ایک کہتا تھا کہ یہ میرا ہے اور بینہ کسی کے پاس تھا نہیں، تو آپ ﷺ نے اس کو دونوں کے درمیان مشترک کر دیا، حدیث سے حنفیہ اور شافعیہ کی تائید ہوتی ہے، جو کہ صورت مذکورہ میں تنصیف کے قائل ہیں، والحدیث أخرجه النسائي وابن ماجه. قاله المنذرى۔

۳۶۱۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا فِي مَتَاعٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اسْتَهَمَا عَلَى الْيَمِينِ مَا كَانَ أَحَبَّ ذَلِكَ أَوْ كَرِهَهَا».

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی مجلس میں دو افراد نے ایک سامان کے متعلق جھگڑا کیا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے پاس بھی گواہ نہیں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں قرعہ نکالو کہ کون قسم کھائے گا خواہ قسم کو تم لوگ پسند کرو یا ناپسند کرو۔

تصحیح: صحيح البخاري - الشهادات (۲۵۲۹) سنن ابی داؤد - الاقضية (۳۶۱۶) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۳۲۹) مسند احمد - باقي مسند المكثرين (۵۲۴/۲)

شرح الحديث: اسْتَهَمَا عَلَى الْيَمِينِ مَا كَانَ أَحَبَّ ذَلِكَ أَوْ كَرِهَهَا: یہ حدیث مسئلہ مترجم بہا میں امام احمد کے مذہب کی دلیل ہے جو یوں کہتے ہیں کہ اس صورت میں استہام یعنی قرعہ اندازی کی جائے، اور قرعہ میں جس شخص کا نام نکلے اس سے حلف لیکر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے۔ والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۳۶۱۷ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَسَلَمَةُ بْنُ شَدِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ أَحْمَدُ: قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا كُرِيَ الْاِثْنَانِ الْيَمِينِ، أَوْ اسْتَحَبَّاهَا فَلْيَسْتَهَمَا عَلَيْهِمَا».

قَالَ سَلَمَةُ: قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، وَقَالَ: إِذَا كُرِيَ الْاِثْنَانِ عَلَى الْيَمِينِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب دو فریق قسم کھانے کو ناپسند کریں یا دونوں قسم کھانے کیلئے تیار ہوں تو ان دونوں کو قرعہ ڈالنا چاہیے کہ کون قسم کھائے گا..... معمر نے یہ الفاظ نقل کیے کہ جب دونوں فریق قسم کھانے کو ناپسند کریں۔

۳۶۱۸ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، بِإِسْنَادِ ابْنِ مِنْهَالٍ، مِثْلَهُ قَالَ: فِي رَأْيِهِ، وَلَيْسَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَ هُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَهْمَا عَلَى الْيَمِينِ.

ترجمہ: ابن منہال کی سند سے اسی حدیث کی طرح مروی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک جانور کے متعلق اختلاف ہوا تھا اور دونوں فریق کے پاس گواہ نہیں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں فریقوں کو حکم دیا کہ وہ قرعہ نکال لیں کہ کون سافریق قسم کھائے گا۔

تخریج: صحیح البخاری - الشهادات (۲۵۲۹) سنن ابی داؤد - الاقضیۃ (۳۶۱۷) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۲۹) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۵۲۴/۲)۔

۲۳ - بَابُ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

مدعی علیہ کی قسم کھانے کا بیان

۳۶۱۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ ابْنُ عَبَّاسٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ».

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباسؓ نے مجھے خط لکھا کہ حضور ﷺ نے فیصلہ سنایا کہ مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی۔

تخریج: صحیح البخاری - الرهن (۲۳۷۹) صحیح البخاری - الشهادات (۲۵۲۴) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۲۷۷) صحیح مسلم - الاقضیۃ (۱۷۱۱) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۴۲) سنن النسائی - آداب القضاۃ (۵۴۲۵) سنن ابی داؤد - الاقضیۃ (۳۶۱۹) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۲۱) مسند أحمد - من مسند بی ہاشم (۲۵۳/۱)

شرح الحدیث: یہ مسئلہ اجماعی ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مطلقاً ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک ایک قید کے ساتھ مقید ہے، وہ یہ کہ مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان آپس میں کچھ جوڑ اور یگانگت ہو تب ایسا ہے، اور اگر ان دونوں کے درمیان کسی قسم کا جوڑ اور مناسبت نہ ہو مثلاً ایک شخص بڑا پرہیزگار اور یکسو اور دوسرا شخص بڑا عیاش اور جھگڑالو قسم کا جن کا آپس میں لین دین وغیرہ کا کوئی تعلق نہ ہو ایسا شخص عدالت میں جا کر ایسے شخص پر دعویٰ کرنے لگے تو یہ دعویٰ مسموع نہ ہو گا اور اس کے دعویٰ پر مدعی علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی، یہ قید انہوں نے اس لئے لگائی تاکہ اوباش قسم کے لوگ علماء اور فضلاء کو بلا وجہ پریشان نہ کریں لیکن اس قید

کی کوئی اصل کتاب و سنت میں نہیں ہے (کذا فی البذل وکذا فی حاشیۃ السنن عن الطیبی^①)۔

۲۴۔ باب کیف الیمین

قسم کس طرح کھائی جائے؟

۳۶۲۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَغْنِي لِرَجُلٍ حَلْفُهُ «أَخْلِفَ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، مَا لَهُ عِنْدَكَ شَيْءٌ» يَغْنِي لِمُدَّعِي، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو يَحْيَى: اسْمُهُ زِيَادٌ كُوفِي ثِقَةٌ.

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو قسم کھاتے ہوئے فرمایا یوں کہو میں اس اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس شخص کی تمہارے پاس کوئی شے نہیں ہے۔

شرح: سنن ابی داؤد - الاقصیٰ (۳۶۲۰) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۵۳/۱) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۸۸/۱) شرح الحدیث: یعنی آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جس نے آپ ﷺ کو قسم لینی تھی یعنی مدعی علیہ کہ ان لفظوں کے ساتھ قسم کھائے جو حدیث میں مذکور ہیں۔

بظاہر مصنفؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ ہے کہ قاضی اگر الفاظ قسم میں تغلیظ کی ضرورت سمجھے تو جس قسم کے الفاظ سے وہ چاہے قسم لے سکتا ہے۔ والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۲۵۔ باب إذا كان المدعى عليه ذمياً أم لا

باب جب مدعی علیہ ذمی ہو تو کیا اس سے بھی قسم لی جائیگی؟

۳۶۲۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ الْأَشْعَثِ، قَالَ: كَانَ يَهُودِيٌّ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَاكَ بَيِّنَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ لِلْيَهُودِيِّ: «أَخْلِفْ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا أَخْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَا لِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ {إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ} إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

ترجمہ: اشعثؓ فرماتے ہیں کہ میرے اور ایک یہودی شخص کے درمیان ایک زمین کا معاملہ تھا یہودی نے مجھے وہ زمین

① بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۳۰۷

② جو لوگ مول لیتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا سا مول ان کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کرے گا ان کی طرف قیامت کے دن اور نہ پاک کرے گا ان کو اور ان کے واسطے عذاب ہے دردناک (سورۃ آل عمران: ۷۷)

دینے سے انکار کر دیا تو میں اس یہودی کو حضور ﷺ کے پاس لے آیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس گواہ موجود ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہودی سے فرمایا: تم قسم کھاؤ۔ تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ شخص قسم کھا کر اس طرح میرا سارا مال لے جایگا تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی: **إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا**۔

سنن ابی داؤد - الاقصیٰ (۳۶۲۱) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۳۲۲) مسند احمد - مسند الانصار، رضی اللہ عنہم (۲۱۱/۵)
شرح الحدیث: یعنی مدعی علیہ اگر زنی ہو تو کیا اس سے قسم لی جائے گی؟ جواب یہ ہے لی جائے گی، جیسا کہ حدیث الباب میں ہے، یہ حدیث کتاب الایمان والندوہ میں (برقم ۳۲۴۳) گزر چکی۔

۲۶۔ بَابُ الرَّجُلِ يَحْلِفُ عَلَى عِلْمِهِ فِيمَا غَابَ عَنْهُ

جس معاملہ کا تعلق براہ راست مدعی عالیہ سے نہ ہو تو وہاں پر مدعی علیہ کے علم پر قسم لینا چاہیے۔
ترجمہ الباب کی تشریح: یعنی جس معاملہ کا تعلق براہ راست اپنے سے نہ ہو وہاں پر مدعی علیہ سے حلف اس کے علم پر لینا چاہیے۔ یعنی نفس الامر پر حلف نہ لیا جائے، احتیاط کا تقاضا یہی ہے جیسا کہ حدیث الباب میں ہے۔

۳۶۲۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا الْقُرْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ الْخَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَتْهَا أَبُو هَذَا، وَهِيَ فِي يَدِهِ، قَالَ: «هَلْ لَكَ بَيْتَةٌ؟» قَالَ: لَا وَلَكِنْ أَحْلَفُهُ، وَاللَّهُ مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي اغْتَصَبَتْهَا أَبُو هَذَا فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ يُعْنِي لِلْيَمَنِيِّنَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ: اشعث بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ کندہ اور حضر موت علاقہ کے افراد حضور ﷺ کی خدمت میں یمن کی ایک زمین کے متعلق اپنا اختلاف لے کر حاضر ہوئے تو حضر موت علاقہ والے نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ میری زمین ہے جسکو اسکے والد نے مجھ سے غصب کر لی تھی اور اب یہ زمین اس شخص کی ملکیت میں ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے پاس اسپر گواہ موجود ہیں؟ تو اس نے کہا کہ نہیں لیکن آپ ﷺ اس سے قسم دلا کر پوچھیے کہ خدا کی قسم اسکو معلوم نہیں ہے کہ یہ میری زمین ہے جسکو اسکے والد نے غصب کیا تھا تو قبیلہ کندہ کا شخص قسم کھانے لئے تیار ہو گیا اسکے بعد حدیث کا اگلا حصہ مذکور ہے۔

شرح الحدیث: یہ حدیث بھی کتاب الایمان والندوہ میں (برقم ۳۲۴۴) گزر چکی، اس حدیث میں یہ ہے کہ مدعی نے یہ کہا کہ مدعی علیہ کے پاس جو زمین ہے وہ میری ہے، مدعی علیہ کے باپ نے مجھ سے غصب کی تھی، دیکھیے یہاں غصب کا تعلق

چونکہ براہ راست مدعی علیہ سے نہ تھا بلکہ اس کے باپ سے تھا اس لئے یہاں پر قسم علم پر لی گئی، چنانچہ مدعی علیہ نے قسم میں کہا کہ واللہ میرے علم میں نہیں یہ بات کہ میرے باپ نے مدعی کی یہ زمین غضب کی تھی۔

۳۶۲۳ حَدَّثَنَا هُتَّاءُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سَمَاتٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلِ بْنِ حَجْرٍ الْحَضَرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضَرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كَثَلَةَ، إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: الْحَضَرَمِيُّ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذَا أَغْلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فَقَالَ الْكَثَلِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدَيَّ أَرْضُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضَرَمِيِّ: «أَلَيْكَ بَيْتَةٌ؟» قَالَ لَا، قَالَ: «فَلَيْكَ يَمِينُهُ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ فَاجِرٌ لَيْسَ يُبَالِي مَا حَلَفَ، لَيْسَ يَتَوَسَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ».

ترجمہ: واکل بن حجر حضری فرماتے ہیں کہ حضر موت علاقہ کا ایک شخص اور قبیلہ کندہ کا ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آئے تو حضر موت علاقہ والے نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اس شخص نے میری زمین پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے جو میرے والد کی ملکیت تھی تو قبیلہ کندہ والے نے کہا کہ یہ میری زمین ہے اور میرے قبضہ میں ہے جسمیں میں کھیتی باڑی کرتا ہوں۔ اس زمین میں اس کا کوئی حق نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضر موت والے شخص سے کہا: کیا تمہارے پاس گواہ موجود ہیں؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر یہ قبیلہ کندہ والا شخص قسم کھائے گا تو حضر موت والے شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص فاسق و فاجر ہے اسے کسی شے پر قسم کھانے کی کوئی پروہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی ایسے کام سے بچتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس معاملے میں تو شریعت کا تمہارے لئے بس یہی حکم ہے۔

ترجمہ: صحیح مسلم - الإیمان (۱۳۹) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۴۰) سنن ابی داؤد - الاقصیٰ (۳۶۲۳) مسند احمد - اول مسند الکوفیین (۳۱۷/۴)

۲۷۔ بَابُ كَيْفَ يَحْلِفُ الذِّهْمِيُّ؟

ذمی کو کس طرح قسم دلائی جائے گی؟

۳۶۲۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَائِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ، مِنْ مُزَيْنَةَ وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْنِي لِلْيَهُودِ: «أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ، الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَةَ عَلَى مُوسَى، مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ عَلَى مَنْ رَزَى؟» - وَسَأَلَنِي الْحَدِيثُ فِي قِصَّةِ الرَّجْمِ -

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودی سے فرمایا کہ میں تمہیں اس اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جس ذات نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی..... تم زنا کرنے والے کے متعلق تورات میں کیا حکم پاتے تو؟ اس

کے بعد رجم والا واقعہ مذکور ہے۔

۳۶۲۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَيُسْنَدُهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ لَمَنْ كَانَ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيُعِيهِ، يُحَدِّثُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ.

ترجمہ: زہری سے یہ حدیث ان کی سند سے مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ قبیلہ مزینہ کے ایک ایسے شخص نے جو علم کی تلاش رکھنے والا اور علم کو محفوظ کرنے والا تھا مجھ سے بیان کیا۔

شرح الأحادیث: ترجمۃ الباب اور حدیث ظاہر ہے کہ ذمی سے جو کہ یہود تھا اس کے عقیدہ کے مطابق قسم لی گئی، بِاللّٰهِ، الذی أنزل التوراة علی موسی الحدیث، یہ حدیث کتاب الحدود میں اپنے مقام پر (برقم ۴۸۴۸) آرہی ہے۔

۳۶۲۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ: يَعْزِي لَابْنِ صُورِيَا: «أَذْكُرُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي تَجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، وَأَقْطَعَكُمْ الْبَحْرَ، وَظَلَّلَ عَلَيْكُمْ الْعَمَامَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمْ الْمَنَ، وَالسَّلَاسَى، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمْ التَّورَةَ عَلَى مُوسَى أَنْجِدُونِ فِي كِتَابِكُمُ الرَّجْمَ؟»، قَالَ: ذَكَرْتَنِي بِعَظِيمٍ، وَلَا يَسْعُنِي أَنْ أَكْذِبَكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ: عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صوریہ سے ارشاد فرمایا: میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اس اللہ رب العزت کی جس نے تم کو فرعونوں سے نجات عطا فرمائی اور تمہارے لئے سمندر میں راستے بنائے اور تم یہودیوں کے اوپر بادل کا سایہ کیا اور تم قوم یہود پر من و سلوی اتارا اور اس ذات نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری کیا تم لوگ اپنی کتاب میں رجم کا حکم پاتے ہو؟ تو ابن صوریہ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے بڑی عظیم ذات کا واسطہ دے کر ہمیں نصیحت فرمائی ہے میں آپ ﷺ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا۔

۲۸ - بَابُ الرَّجْلِ يَخْلِفُ عَلَى حَقِّهِ

ایک شخص اپنے حق کو وصول کرنے کے لئے قسم کھا سکتا ہے

۳۶۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، وَمُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ سَيْفٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، فَقَالَ الْمُقْضِي عَلَيْهِ: لَمَّا أَدْبَرَ حُسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ، فَقُلْ حُسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ».

ترجمہ: عوف ابن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ فرمایا تو جس شخص کے

خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے جاتے ہوئے کہا حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اللہ پاک عاجز اور بے بس ہو جانے کو پسند نہیں فرماتے لیکن تمہیں عقل اور سمجھداری سے کام لینا چاہیے جب اسباب اور تدبیروں کو اختیار کرنے کے بعد تم بے اختیار ہو جاؤ تب یوں کہو کہ اللہ پاک میرے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کار ساز ہے۔

سنن ابی داؤد - الاضیاء (۳۶۲۷) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۲۵/۶)

شرح الحدیث یعنی آپ ﷺ نے دو شخصوں کے درمیان کسی قضیہ میں ایک فیصلہ فرمایا جس شخص کے خلاف وہ فیصلہ تھا جب وہ جانے لگا تو کہنے لگا: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہ اچھا ہمارا بھی اللہ مالک ہے بظاہر اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ فیصلہ صحیح نہیں ہوا حق فی الواقع میرا تھا تو اس پر آپ ﷺ نے اس شخص کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا: ارے بھائی اللہ تعالیٰ عجز اور بے بس ہو جانے کو پسند نہیں کرتا، آدمی کو چاہیے کہ اپنی سمجھ سے کام لے اور حصول مقصد کیلئے کوشش کرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھے، ہاں سب تدبیریں جب اختیار کر چکے اور کوئی شکل سمجھ میں نہ آئے تب یہ دعا پڑھے: حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

اس ترجمہ الباب سے مصنف کی کیا غرض ہے ایک عرصہ تک اس میں بندہ غور کرتا رہا، ایک غرض یہ سمجھ میں آئی کہ اگر مدعی بینہ پیش نہ کر سکے تو قاضی کو چاہیے کہ بلا تاخیر مدعی علیہ سے قسم لیکر اس کے حق میں فیصلہ کر دے اگرچہ بعض قرآن و آثار سے صدق مدعی ظاہر ہوتا ہو، لیکن اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، اس حدیث کے مضمون میں غور کرنے سے یہی سمجھ میں آتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۲۹۔ بَابُ فِي الْحَبْسِ فِي الدَّيْنِ وَغَيْرِهِ

کیا کسی کا قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے قید میں ڈالا جاسکتا ہے؟

یعنی مدیون اگر دین کی ادائیگی میں تاخیر کرے باوجود غنی اور قدرت علی قضاء الدین کے تو اس مال منول پر اسکو قید کیا جاسکتا ہے، حدیث الباب اس میں ظاہر ہے۔

۳۶۲۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْبَارِكِ، عَنْ وَبَرِ بْنِ أَبِي ذَلْقَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لِيَ الْوَاجِدُ يُجِلُّ عَرْضَهُ، وَعَقُوبَتُهُ» قَالَ ابْنُ الْبَارِكِ: «يُجِلُّ عَرْضَهُ يُعْلَظُّ لَهُ، وَعَقُوبَتُهُ يُجَبِّسُ لَهُ».

شرح حدیث عمرو بن شرید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اپنے قرض کو ادا کرنے پر قادر ہو اس کا قرضہ ادا کرنے میں مال منول کرنا اسکی آبروریزی اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔ ابن مبارک نے مجل عرضہ کی یہ تشریح فرمائی کہ ایسے شخص کو سخت دست کہا جاسکتا ہے اور عقوقتہ کی یہ تشریح فرمائی کہ اس کو قید میں

والاجاسکا ہے۔

تحیح سنن النسائي - البيوع (٤٦٩٠) سنن أبي داود - الاقضية (٣٦٢٨) سنن ابن ماجه - الاحكام (٢٤٢٧) مسند احمد - اول مسند الكوفيين (٣٨٨/٤)

٣٦٢٩ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا هِرْمَسُ بْنُ حَبِيبٍ، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَارِثَةِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَرِيمٍ لِي، فَقَالَ لِي: «الرَّوْمَةُ»، ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا أَخَا بَنِي تَمِيمٍ مَا تُرِيدُ أَنْ تَفْعَلَ بِأَسِيرِكَ؟»

ترجمہ: دیہات کے ایک شخص ہرماس بن حبیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے مقروض کو لایا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اس مقروض کو پکڑ لو پھر حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے قبیلہ بنو تمیم والے تم اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟

٣٦٣٠ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ رَجُلًا فِي هُفْمَةٍ».

ترجمہ: بھز بن حکیم، عن أبيه، عن جدّه کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو تہمت کی وجہ سے قید فرمایا۔

تحیح جامع الترمذی - الدیات (١٤١٧) سنن النسائي - قطع السارق (٤٨٧٥) سنن النسائي - قطع السارق (٤٨٧٦) سنن أبي داود - الاقضية (٣٦٣٠)

شرح الحدیث: یعنی آپ ﷺ نے ایک شخص کو محض شبہ کی وجہ سے اور اس کے متہم ہونے کے، اس کو قید کیا چند روز کیلئے، اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ قاضی کیلئے شخص متہم کو قید کرنا تحقیق حال اور تفتیش حال کے طور پر جائز ہے، اس جس کا نام جس استظہار ہے کہ جس عقوبت، مثلاً کسی محلہ میں چوری ہو گئی اس محلہ میں بعض لوگ ایسے ہیں جن کے بارے میں چوری کا شک و شبہ ان کے ظاہری حال کے پیش نظر ہے تو یہاں پر قاضی اگر مناسب اور ضرورت سمجھے اتنے اصل چوری کرنے والوں کی تحقیق اور تفتیش ہو ان لوگوں کو چند روز کیلئے نظر بند اگر کر لے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ عین مصلحت ہے۔

٣٦٣١ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، وَمُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ - قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ - حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، - قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ إِنَّ أَخَاهُ أَوْ عَمَّهُ، وَقَالَ مُؤَمَّلٌ -: إِنَّهُ قَامَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُخْطَبُ، فَقَالَ: جِدِّي بِي مَا أُخْذُوا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَلُّوا لَهُ عَنْ جِدِّانِهِ» لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ وَهُوَ يُخْطَبُ.

تخرج سنن أبي داود - الإقضية (٣٦٣١) مسند أحمد - أول مسند البصريين (٤٤٧/٤)

بظاہر معاویہ کے پڑوسیوں کو کسی واقعہ کے پیش آنے پر محض شک و شبہ اور متہم ہونے کی بنا پر قید کیا گیا ہو گا، جن کو قید کیا گیا وہ معاویہ کے پڑوسی تھے، انہوں نے حضور ﷺ سے ان کی طرف سے صفائی پیش کی، اس پر آپ ﷺ نے ان کو چھڑوا دیا۔ یہ جو حدیث کی ہم نے شرح کی ہے اس صورت میں ہم اخذوا فعل مجہول ہو گا اور اگر اس کو معروف کا صیغہ پڑھا جائے ہم اخذوا تو اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے خَلَّ جیداتی ہما اخذوا ای علی ان اؤدی عنہم ما اخذوا، میرے پڑوسیوں کو چھوڑ دیجئے اس طور پر کہ میں ادا کروں گا ان کی طرف سے جو دین اور قرض انہوں نے لے رکھا ہے، یعنی یہ لوگ عدم قضائے دین کی وجہ سے مجبوس تھے ان صحابی نے ان کی طرف سے ادائے دین کی کفالت قبول کر لی اس پر ان کو چھوڑ دیا گیا۔

٣٠ - بَابُ فِي الْوَكَاةِ

وکیل بننے کا بیان

کتاب القضاء چل رہی ہے قضاہ کے لئے دکلاء بھی ہوا کرتے ہیں۔

٣٦٣٢ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ قَالَ: أَمَرْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ لَهُ: إِلَيَّ أَمَرْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ: «إِذَا أَتَيْتَ وَكَيْلِي فَخُذْ مِنْهُ خُمُسَةَ عَشَرَ وَسُقًا، فَإِنْ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةٌ، فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْفُوقِهِ».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے خیبر کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر سلام کیا اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں خیبر کی طرف جانا چاہتا ہوں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میرے وکیل کے پاس پہنچ جاؤ تو اس سے ۱۵ وسق اناج لے لینا اگر میرا وکیل تم سے کوئی نشانی مانگے تو تم اپنا ہاتھ اپنے سینہ کے اوپر حلق پر رکھ دینا۔

مضمون الحدیث: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا ارادہ خیبر جانے کا ہوا میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو سلام عرض کیا اور اپنے سفر کا ارادہ ظاہر کیا تو اس پر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم جب خیبر میں ہمارے فلاں وکیل کے پاس جاؤ تو اس سے پندرہ وسق غلہ یا کھجوریں میرا نام لیکر لے لینا، اگر وہ اس پر کوئی دلیل اور علامت طلب کرے تو اس کے ترؤہ پر اپنا ہاتھ رکھ دینا، یعنی حلق کے نیچے کا حصہ، آپ ﷺ نے اپنے وکیل سے غالباً فرما رکھا ہو گا کہ اگر تجھ سے کوئی شخص میرے نام پر کوئی چیز مانگے تو اگر وہ تیرے طلب دلیل پر اس جگہ ہاتھ رکھ دے تو سمجھنا کہ وہ میری ہی طرف سے ہے۔

۳۱۔ ابواب من القضاء

قضاء کے چند متفرق احکام

۳۶۳۳ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا تَدَارَأْتُمْ فِي طَرِيقٍ فَاجْعَلُوا سَبْعَةَ أَذْوَاعٍ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم لوگ راستہ بنانے میں جھگڑنے لگو تو تم لوگوں کو سات ذراع کے بقدر راستہ بنانا چاہیے۔

تفصیل: صحیح البخاری - المظالم والغصب (۲۳۴۱) صحیح مسلم - المساقاۃ (۱۶۱۳) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۵۵) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۵۶) سنن ابی داؤد - الاقضیۃ (۳۶۳۳) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۳۸) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۲۸/۲)

شرح الحدیث: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی زمین ترکہ وغیرہ میں ملی ہوئی چند بھائیوں کے درمیان یا چند شخصوں کے درمیان مشترک پڑی ہوئی ہو اور اب وہ اس کی بنا اور تعمیر کا ارادہ کر رہے ہیں جس میں دو طرفہ مکان بنانے کا خیال ہے تو اب درمیان میں جو راستہ چھوڑا جائے مکانوں کے درمیان آنے جانے کا وہ کتنا ہونا چاہیے؟ پس اگر وہ سب کسی خاص مقدار پر متفق ہو جائیں تو فیہا اور اگر اختلاف ہو رہا ہے تو پھر اس صورت میں وہ کیا جائے گا جو حدیث الباب میں ہے یعنی سات ذراع کے بقدر چوڑی بنائیں گلی چھوڑ دی جائے۔ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۶۲۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَابْنُ أَبِي خَلْفٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا اسْتَأْذَنْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، أَنْ يَغُورَ خَشْبَةً فِي جَدَارِهِ، فَلَا يَمْنَعُهُ» فَتَكْسُوا، فَقَالَ: «مَا لِي أَتَاهُكُمْ قَدْ أَغْرَضْتُمْ؟ لَأَلْقِيَنَّهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي خَلْفٍ وَهُوَ أَكْمَلُ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے اس بات کی اجازت مانگے کہ اس کی دیوار میں کوئی لکڑی گاڑھے تو اسے اپنے بھائی کو منع نہیں کرنا چاہیے..... یہ حدیث سن کر موجود صحابہؓ اور تابعین نے اپنے سر جھکا دیئے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے ارشاد فرمایا کہ کیا بات ہے تم لوگوں کو میں یہ حدیث سننے سے اعراض کرتا ہوں دیکھ بھائیوں..... خدا کی قسم میں یہ حدیث تمہارے سامنے بیان کرتا رہوں گا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ ابن ابی خلف استاد کے ہیں اور یہ حدیث زیادہ مکمل ہے۔

تحقیق صحیح البخاری - المظالم والغصب (۲۳۳۱) صحیح البخاری - الاثریہ (۵۳۰۴) صحیح مسلم - المساقاۃ (۱۶۰۹) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۵۳) سنن ابی داؤد - الاضیاء (۳۶۲۴) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۳۵) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲/۲۴۰) موطأ مالک - الاضیاء (۱۴۶۲)

شرح الحدیث إِذَا اسْتَأْذَنْ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، أَنْ يَغُورَ خَشْبَةً فِي جَدَارِهِ، فَلَا يَمْنَعُهُ: یعنی جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے اس بات کی اجازت چاہے کہ وہ اس کی دیوار میں کوئی لکڑی گاڑے مثلاً اس کی دیوار پر اپنی چھت کی کڑی رکھے یا ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کی دیوار میں کوئی کیل ٹھو کے تو اس کو چاہیے کہ انکار نہ کرے، امام احمدؒ کے نزدیک یہ بھی تحریم کیلئے ہے اور جمہور کے نزدیک تنزیہ کیلئے ان کے نزدیک یہ حدیث حسن معاشرت پر محمول ہے، آگے روایت میں ہے: فَتَكْسُوا، فَقَالَ: «مَا لِي أَتَاهُكُمْ أَهْأَكْمُ الرَّخِ»۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہؓ یہ حدیث لوگوں کے سامنے بیان فرما رہے تھے تو انہوں نے ذرا سر نیچے کوجھکا لیا بجائے اسکے کہ سر اوپر کواٹھا کر حدیث کا سماع اچھی طرح کرتے، حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کو تاڑ لیا اور ناراض ہو کر فرمانے لگے: کیا بات ہے اس حدیث کے سننے سے اعراض کیوں کر رہے ہو تم چاہے کچھ ہی کرو میں اس حدیث کو تمہارے سامنے بیان کر کے ہی رہوں گا، اور یا یہ مطلب ہے کہ اس کیل کو میں تمہارے سینوں میں گاڑ کر رہوں گا، اور وہ کڑی تمہارے کندھوں پر رکھ کر رہوں گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف سے حاضرین کو مضمون حدیث پر عمل کرنے کی سختی کے ساتھ تاکید و تنبیہ ہے۔

۳۶۲۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ لُؤْلُؤَةَ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ، - قَالَ: غَيْرَ قُتَيْبَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، عَنْ أَبِي صِرْمَةَ - صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ ضَاغَ أَضَرَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ».

ترجمہ ابو صرمہؓ حضور ﷺ کے صحابی نبی اکرم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں جو شخص کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے

گاتو اللہ پاک اسے نقصان پہنچائینگے اور جو شخص کسی کو مشقت میں ڈالے گا تو اللہ پاک اسکو مشقت میں مبتلا فرمادینگے۔

جامع الترمذی - البر والصلة (۱۹۴۰) سنن ابی داود - الاضیاء (۳۶۳۵) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۳۴۲) مسند احمد - مسند المکیین (۴۵۳/۳)

شرح الحدیث: جو شخص دوسروں کو ضرر پہنچائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرر پہنچاتے ہیں اور جو شخص دوسروں کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ اس پر مشقت ڈالتے ہیں۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذری۔

اس حدیث کو باب کے ساتھ کیا مناسبت ہے؟ بظاہر یہ ہے کہ قضاۃ کے پاس قسم قسم کے لوگوں کے مقدمات اور قضایا آتے ہیں ان میں بعض ظالم اور بعض مظلوم ہوتے ہیں تو شاید مصنف اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ ایسے مواقع میں قاضی کو چاہیے کہ موقع محل کے مناسب وعد اور وعید کی حدیثیں خصمین کو سنا دیا کرے، ہو سکتا ہے ان میں سے جو باطل پر ہیں اس کے حق میں یہ وعید موثر ہو جائے اور وہ خود ہی اپنی ناحق خصومت سے باز آجائے جیسا کہ احادیث میں اس کی مثالیں ملتی ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۶۳۶ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَمَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا وَاصِلٌ، مَوْلَى أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ، أَنَّهَا كَانَتْ لَهُ عَصْدٌ مِنْ نَخْلٍ فِي حَائِطٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: وَمَعَ الرَّجُلِ أَهْلُهُ، قَالَ: فَكَانَ سَمُرَةُ يَدْخُلُ إِلَى نَخْلِهِ فَيَتَأَذَّى بِهِ وَيَشْقُ عَلَيْهِ، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يَبْعَهُ فَأَبَى، فَطَلَبَ إِلَيْهِ أَنْ يَأْثُلَهُ فَأَبَى، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَنْتَ مُضَارٌّ» فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لِلْأَنْصَارِ بَنِي: «أَذْهَبَ فَأَقْلَعَ نَخْلَهُ».

ترجمہ: سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ ان کے کچھ پودے ایک انصاری شخص کے باغیچے میں تھے اور وہ انصاری اپنے اہل و عیال کے ساتھ آتے تھے تو جب حضرت سمرہ اپنے کھجوروں کے پودوں کی دیکھ بھال کیلئے اس باغ میں جاتے تو اس انصاری کو ان کے آنے سے تکلیف ہوتی اور وہ مشقت میں پڑ جاتا تو اس انصاری شخص نے حضرت سمرہ سے مطالبہ کیا کہ یہ درخت مجھے بیچ دو تو سمرہ نے بیچنے سے انکار کر دیا پھر اس انصاری نے مطالبہ کیا کہ ان پودوں کے بدلہ میں دوسرے پودے لے لو تو حضرت سمرہ نے اس سے بھی انکار کر دیا تو وہ انصاری صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو حضور ﷺ نے سمرہ سے سفارش کی کہ تم اپنے درخت انکو بیچ دو تو حضرت سمرہ نے منع کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان درختوں کے بدلہ میں دوسرے درخت لے لو تو سمرہ نے اس سے بھی منع کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اس انصاری کو یہ درخت ہدیہ کر دو اور تمہیں دنیا و آخرت میں اس قدر ثواب ملے گا تو حضرت سمرہ نے اس سے بھی انکار کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم بڑے ضرر رساں ہو، اور رسول اللہ ﷺ نے اس انصاری سے فرمایا جاؤ اور اس کے درخت اپنی زمین سے کاٹ ڈالو۔

شرح الحدیث: حضرت سمرہ اپنا واقعہ خود ہی بیان فرما رہے ہیں کہ میں نے کچھ پودے ایک انصاری کے باغ میں لگادیئے تھے،

حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ اس انصاری کے ساتھ باغ میں اس کے اہل و عیال بھی ہوتے تھے، سمرہؓ فرماتے ہیں میں اپنے پودوں کی دیکھ بھال کیلئے اس باغ میں جاتا رہتا تھا، جس کی وجہ سے اس باغ والے کو اذیت اور مشقت ہوتی تھی، سمرہؓ کہتے ہیں کہ اس باغ والے نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں اپنے پودے اس کے ہاتھ فروخت کر دوں، میں نے بیع سے انکار کر دیا، پھر اس نے مجھ سے اس بات کی درخواست کی کہ میں اپنے پودوں کو اس کے باغ سے منتقل کر لوں، میں نے اس سے بھی انکار کر دیا، اس انصاری نے حضور ﷺ سے جا کر میری شکایت کر دی، وہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھ کو بلا کر یکے بعد دیگرے وہی دو باتیں میرے سامنے رکھیں، جو اس انصاری نے رکھی تھیں، میں نے آپ ﷺ سے بھی انکار ہی کر دیا، آپ ﷺ نے تیسری چیز میرے سامنے رکھی کہ اچھا اپنی چیز اس کو ہبہ ہی کر دو، تجھے اس پر اتنا اتنا ثواب ملے گا، میں نے اس سے بھی انکار کر دیا، وہ فرماتے ہیں کہ اس پر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: أَنْتَ مُضَاهٍ کہ تو بڑا ضرر رساں ہے اور آپ ﷺ نے اس انصاری سے فرمایا کہ اس کے پودے اکھاڑ کر باہر پھینک دے۔

حضرت سمرہؓ نے اپنا یہ واقعہ جس میں ان کی ضد اور ہٹ دھرمی پائی جا رہی ہے اس کو وہ خود ہی بیان فرما رہے ہیں گویا اپنا عیب اور کمی خود ہی بیان کر رہے ہیں یہ ان حضرات کے غایت اخلاص اور دیانتداری کی بات ہے تاکہ جو حدیث جس طرح حضور ﷺ سے سنی ہے اس کو بعینہ اسی طرح نقل کیا جائے چاہے وہ اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو، سکت المنذری عن تخریج الحدیث واقتصر علی قولہ: فی سماع الباقر من سمرۃ بن جندب نظر، فقد نقل من مولدہ ووفاء سمرۃ ما یعتقدہ معہ سماعہ منہ، وقیل فیہ ما یمکن معہ السماع منہ واللہ عزوجل أعلم اھ (عون ۱)۔

۳۶۳۷ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلَبِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِي شَرَاحِ الْحَزَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرَحَ الْمَاءَ يَمْزُقَانِي عَلَيْهِ الزُّبَيْرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ: «اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ»، قَالَ: فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ، فَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: «اسْقِ لَمْ أَحْبِسِ الْمَاءَ، حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ» فَقَالَ الزُّبَيْرُ: «فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَحْسِبُ هَذِهِ، الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذَلِكَ» { فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ ۝ } { الْآيَةُ: ۱ }۔

ترجمہ: عبد اللہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت زبیرؓ سے مقام حرا کی نالیوں کے متعلق جھگڑا کیا جن نالیوں سے لوگ اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے تھے تو انصاری شخص نے کہا تم پانی کو چھوڑ دو تاکہ وہ پانی میرے کھیت پر سے گزر جائے تو حضرت زبیرؓ نے ایسا کرنے سے انکار کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ سے ارشاد فرمایا: اے زبیر! تم اپنے

کھیت کو سیراب کر لو پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دینا تو اس بات پر وہ انصاری ناراض ہو گیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول یہ زیر آپ کے بیٹے ہیں اسلئے آپ ان کے حق میں فیصلہ سنا رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انار کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے فرمایا: اے زیر پہلے تم اپنے کھیت کو سیراب کرو تم اس پانی کو اس قدر جمع کر لو کہ پانی کھیت کی ڈول (منڈیر) تک پہنچ جائے۔ حضرت زیر فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ اسی واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُخَرِّمُوا

صحیح البخاری - المساقاة (۲۲۳۱) صحیح مسلم - الفضائل (۲۳۵۷) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۶۳) جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۲۰۲۷) سنن النسائی - آداب القضاة (۵۴۱۶) سنن ابی داؤد - الاقصیة (۳۶۳۷) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۱۵) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۴۸۰)

شرح الحدیث: یہ مشہور حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے عبد اللہ بن زیر اپنے والد کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کو سیراب میرے والد زیر کے ساتھ شراج حرہ یعنی مقام حرہ کے پانی کی نالیوں کے بارے میں جن کے ذریعہ سے لوگ کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں جھگڑا ہوا وہ انصاری شخص میرے والد سے کہتا تھا کہ تم پانی کو چھوڑ دو تا کہ وہ گزر کر میرے کھیت کی طرف چلا آئے، حضرت زیر نے ایسا کرنے سے انکار کیا اسلئے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جس شخص کا کھیت اور زمین اوپر کی جانب ہو یعنی نہر کے متصل، اول حق اس کو سیراب کرنے کا ہے اس کے بعد اس سے نیچے والے کھیت کا اور یہ انصاری شخص حضرت زیر سے اس کے خلاف کرنا چاہتا تھا جب مسئلہ حضور ﷺ تک پہنچا تو آپ ﷺ نے حسب قاعدہ زیر سے یہی فرمایا کہ پہلے تم اپنا کھیت سیراب کر لو اس کے بعد نیچے کی طرف اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑنا اس پر اس انصاری کو ناگواری ہوئی اور کہنے لگا: اَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتَيْكَ (کہ آپ کا یہ فیصلہ اسی بنا پر تو ہے) کہ وہ آپ ﷺ کا پھوپھی زاد بھائی ہے، حضرت زیر بن العوام آپ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے ہیں۔ لم نُسَلِّمْ مِنْ عَمَّاتِهِ الْاِلهٰی عَلٰی الصَّحِيحِ كَذٰلِیْ التَّجْرِیْدِ لِلذَّهْبِ۔ فَتَكُونُ وَجْهٌ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخ، انصاری کے اس قول پر حضور ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے زیر سے فرمایا کہ تم ہی اول پانی دو اور جب تک پانی کھیت کی ڈول تک نہ پہنچے مت چھوڑو یعنی اول آپ ﷺ نے مسامحت اور ایثار کا حکم فرمایا تھا کہ اپنا حق پورا کرنے سے پہلے ہی پانی چھوڑ دینا لیکن آپ ﷺ نے اس انصاری کا طرز عمل دیکھا تو پھر آپ ﷺ نے اس پر زجر اور تنبیہا حضرت زیر کو استیفاء حق کا حکم فرمایا (کہ یہ شخص قابل رعایت نہیں ہے)، بذل الجہود میں لکھا ہے کہ اگر یہ انصاری مسلمان تھا تب تو اس کا یہ قول زلت شیطانی تھا غصہ میں اس کو اس کا احساس ہی نہیں رہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور اگر منافق تھا پھر تو کوئی اشکال کی بات ہی نہیں اور اس پر انصاری کا اطلاق بنا بر اتحاد قبیلہ کے ہو گا ۱۔

۱ چنانچہ حضرت امام بخاری نے اس حدیث پر ترجمہ قائم کیا ہے: تَابَ إِذَا أَشَاءَ الْإِمَامُ بِالْصَّلَاحِ فَأَبَى حَكْمَهُ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْبَعِيْنِ ۱۲۔

۲ بدل المجہود لی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۳۲۳

قال المنذری: وأخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، وأخرجه البخاری ومسلم من حدیث عبد الله بن الزبیر عن أبيه، وأخرجه البخاری والنسائی من حدیث عروة بن الزبیر عن أبيه (اه) (عون ۱).

۳۶۳۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ يَعْنَى ابْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ بْنِ ثَعْلَبَةَ، عَنْ أَبِيهِ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ كُبْرَاءَهُمْ، يَذْكُرُونَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانَ لَهُ سَهْمٌ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَخَاصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَهْزُورٍ يَعْنِي السَّيْلَ الَّذِي يَقْتَسِمُونَ مَاءَهُ: «فَقَضَى بَيْنَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمَاءَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ لَا يَجْبَسُ إِلَّا عَلَى عَلَى الْأَسْفَلِ».

ترجمہ: ثعلبہ بن مالک نے اپنے بڑوں سے سنا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ قریش کے ایک شخص کا بنو قریظہ کی زمین میں کچھ حصہ تھا تو اس قریشی نے حضور ﷺ سے مہزور پانی کی نالی کے متعلق جھگڑا کیا جس نالی کے پانی کو یہ لوگ تقسیم کرتے تھے تو حضور ﷺ نے ان کے درمیان یہ فیصلہ فرمایا کہ جب پانی ٹخنوں تک پہنچ جائے تو اوپر زمین والا شخص پانی کی زمین کا پانی نہ روکے۔

شرح الحدیث: مہزور سنی قریظہ کی ایک وادی کا نام ہے، اور یہاں پر اس سے مراد سیل مہزور ہے جیسا کہ اس کے بعد والی روایت میں ہے یعنی سیل مہزور کے بارے میں ایک قریشی شخص کا جس کی کوئی زمین یا باغ ارض بنو قریظہ میں تھی کسی کے ساتھ آپاشی کے سلسلہ میں اختلاف ہوا تو اس کے بارے میں آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اوپر کے کھیت والا جب پانی اس کے کھیت میں کعبین تک پہنچ جائے اس کے بعد پانی نہ روکے بلکہ آگے چلتا کر دے۔ والحدیث سکت عنہ المنذری (اه) (عون ج ۱۰ ص ۶۸)۔

۳۶۳۹ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَنَةَ، حَدَّثَنَا الْمُعْبِدِيُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي السَّيْلِ الْمَهْزُورِ أَنْ يُمَسَّكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلَ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ».

ترجمہ: عمرو بن شعیب، عن أبيه، عن جدِّه کی سند سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اس مہزور پانی کی نالی کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اس کا پانی کو ٹخنوں تک روکنے کے بعد اوپر زمین والا پانی کی زمین والے کیلئے پانی چھوڑ دے گا۔

سنن ابی داؤد - الاقصیٰ (۳۶۳۹) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۴۸۲)

۳۶۴۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُسْثَمَانَ، حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي طَوَالَةَ، وَعَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: اخْتَصَمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ فِي حَرِيمٍ تَخْلَفُ فِي حَدِيثٍ أَحَدُهُمَا، «فَأَمَرَ بِهَا قَدْ رِيعَتْ، فَوُجِدَتْ سَبْعَةُ أَذْمُغٍ، وَفِي حَدِيثِ الْآخَرِ، فَوُجِدَتْ خُمْسَةُ أَذْمُغٍ فَقَضَى بِذَلِكَ» قَالَ عَبْدُ

العزیز: «فَأَمَرَ بِحَرِيدَةٍ مِنْ حَرِيدِهَا قَدْ رَعَتْ»

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو شخص جھگڑالے کر آئے کھجور کے درخت کی آس پاس زمین (حریم) کے متعلق تو حضور ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کھجور کے اس درخت کو ناپ لیا جائے تو کھجور کا درخت ایک روایت کے مطابق سات ذراع تھا اور دوسری روایت کے مطابق کھجور کا درخت پانچ ذراع لبا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ کھجور کے درخت کی جتنی لمبائی ہے اسی کے بقدر حریم کی مقدار ہوگی۔ عبدالعزیز راوی نے کہا کہ حضور ﷺ نے کھجور کے درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو ناپنے کا حکم فرمایا تو اس شاخ کو ناپ لیا گیا۔

شرح الحدیث: حریم سے مراد آس پاس کی جگہ اور ماحول جیسے کہتے ہیں حریم مصلی جس کا ذکر ابواب الستہ میں گزر چکا اس حدیث میں حریم نخلہ کا ذکر ہے یعنی درخت کے نیچے کی آس پاس کی وہ جگہ جو اس درخت کا حق سمجھی جاتی ہے، مضمون حدیث یہ ہے کہ دو شخص کا حریم نخلہ میں اختلاف ہو اس کی تشریح یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے لئے ایک ارض موات کا احیاء کیا اور اس میں کھجور کے درخت لگائے اس کے برابر میں جو ارض موات تھی کسی دوسرے شخص نے اس کا احیاء کرنا چاہا اب دونوں زمینوں میں فصل کیلئے جگہ چھوڑنے کی ضرورت تھی اب یہ کہ فصل کیلئے کتنی جگہ چھوڑی جائے اس کی مقدار کے بارے میں ان دونوں شخصوں کا آپس میں اختلاف ہوا، اس پر حضور اقدس ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس نخلہ کو ناپ لیا جائے چنانچہ وہ سات ذراع نکلا آپ ﷺ نے جتنا طول نخلہ کا تھا اسی کے بقدر حریم کی مقدار متعین فرمادی، پس اب ہمیشہ کے لئے یہی ضابطہ و قاعدہ ہو گیا کہ دو ارض موات کے درمیان اسی کے مطابق فصل کے لئے جگہ چھوڑی جائے۔

قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: فَأَمَرَ بِحَرِيدَةٍ مِنْ حَرِيدِهَا قَدْ رَعَتْ: یعنی آپ نے یہ فرمایا کہ اس نخلہ کی ایک شاخ بقدر ذراع لیکر اس کے ذریعہ اس نخلہ کو ناپ لیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ والحدیث سکت عنه المنذر ہی اھ (عون ج ۱۰ ص ۷۱)۔

آخِرِ كِتَابِ الْأَقْصِيَّةِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب العلم

علم کے متعلق ذخیرہ احادیث (۸۰)

اس کتاب کی ماقبل سے مناسبت یہ ذہن میں آتی ہے کہ اس سے پہلے کتاب الاقصیۃ کے شروع میں یہ حدیث گزری ہے: الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاثْنَانِ فِي النَّارِ الْحَدِيثُ ^۱، جس میں یہ ہے کہ جو قاضی صاحب حق کے حق کو پہچان کر اسکے موافق فیصلہ کریگا وہ جنت میں جائے گا، اور جو قاضی جہالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا وہ جہنم میں جائے گا، اس حدیث سے علم کی ضرورت و اہمیت کا مستفاد ہونا ظاہر ہے۔

صحیح مسلم میں بھی کتاب العلم اور کتاب میں ہی مذکور ہے، اور ایسے ہی جامع ترمذی میں بھی، ہم نے الحل المفہم میں علم کی حقیقت اور اسکے انواع علوم شرعیہ و غیر شرعیہ، نیز تحصیل علم کا حکم شرعی وہاں ذکر کر دیا ہے اسکی طرف رجوع کیا جائے وہاں ہم نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ بظاہر قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ کتاب العلم کو شروع میں لایا جائے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ اس میں سب سے پہلے کتاب الایمان اور اسکے بعد متلاً کتاب العلم مذکور ہے، اس بارے میں یہ نکتہ وہاں لکھا گیا ہے: یمكن ان يقال: لعل فيه اشارة لطيفة الى ان منتهى علمنا يساوي مبتداه، فان العلم لا نهاية له، لا سيما علم الشريعة فانه بحر لا ينفذ، جیسا کہ بعض اکابر صوفیہ سے منقول ہے کہ جب ان سے تصوف کی انتہاء اور کمال کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہے: ما النهاية؟ فقال: العود الى البداية اور یہی مطلب کسی صوفی کے اس مقولہ کا ہے: ہنوز روز اول است کہ ابھی تو ہماری سم اللہ ہی کا دن ہے (تصوف میں قدم ہی رکھا ہے) حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ نے تراجم بخاری میں کسی جگہ یہ تحریر فرمایا کہ ہر شخص کا جہل اسکے علم سے بڑھا ہوا ہے ^۲، اسلئے کہ فی نفسہ معلومات (وہ امور جن سے علم متعلق ہو سکتا ہے) تو غیر متناہی ہیں اور ہر شخص کی اپنی معلومات متناہی ہیں اہ پس ہر شخص کا علم محدود و متناہی ہو اور اس کا جہل غیر متناہی۔

علم کی حقیقت اور اسکی انواع، اور مختلف نوع سے اسکی تقسیمات اور ایسے ہی علم کے رؤوس ثمانیہ اور علم کا شرف اور فضیلت وغیرہ امور تفصیل کے ساتھ صدیق حسن خان نے اپنی مشہور تصنیف ایجد العلوم میں ذکر کی ہیں اور ایسے ہی کشف الظنون

① سنن ابی داؤد - کتاب الاقصیۃ - باب فی القاضی عبط ۳۵۷۳

② الابواب والتراجم (للشیخ الہند) - ص ۶۱ (مطبع الامان)

میں اور ان سے پہلے طاش کبریٰ زادہ نے مفتاح السعادة ومصباح السيادة^۱ میں کتب منطق میں بھی علم کی تعریف اور تحقیق پر کلام کیا گیا ہے، چنانچہ ایک تعریف یہ کی گئی ہے: الصورة الحاصلة من الشئ عند العقل^۲ اور شرح عقائد نسفیه میں علم کی تعریف اس طرح لکھی ہے: هو صفة يتجلى بها المذکور لمن قامت هي به، یعنی کسی چیز کا علم یہ ہے کہ جب اس چیز کا نام لیا جائے تو فوراً اس چیز کی صورت اور نقشہ ذہن میں آجائے، مثلاً جو شخص زید کو جانتا ہے اور اس سے واقف ہے تو جب اسکے سامنے زید کا نام لیا جائے گا تو فوراً زید کی شکل و صورت کی طرف سننے والے کا ذہن منتقل ہو جائے گا اور اگر وہ زید کو نہیں جانتا ہو گا تو اس وقت کچھ بھی ذہن میں نہیں آئے گا۔

۱۔ باب الحث علی طلب العلم

علم حاصل کرنے کی ترغیب کے بیان میں ۸۵

۳۶۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ رَجَاءَ بْنَ حَيَّوَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيلٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ: إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي، أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ، قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنَحَتَهَا رِضًا لَطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالَمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ، وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، وَالْحَيَّاتَانِ فِي جَوْثِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دِينَهُمْ، وَلَا دِرْهُمَهُمْ وَرَثَهُ الْعِلْمِ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ».

کثیر بن قیس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو الدرداءؓ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور اس نے عرض کیا: اے ابو الدرداء! میں رسول اللہ ﷺ کے شہر سے اس لیے آپ کی خدمت میں آیا ہوں کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں اور کسی دوسری ضرورت کی وجہ سے میں نہیں آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی علم کی طلب میں کوئی راستہ چلے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کو جنت کے راستوں میں پہنچا دیتے ہیں اور فرشتے طالب علم کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اس سے رضامندی کے اظہار میں اور عالم شخص کے لئے آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دعائے مغفرت کرتی ہیں حتیٰ کہ سمندر میں بسنے

۱ مفتاح السعادة ومصباح السيادة فی موضوعات العلوم (احمد بن مصطفیٰ بن خلیل، ابو الحیر، عصام الدین طاشکبری زادہ المتوفی ۹۶۸ھ)

۲ الموسوعة الفقهية - ج ۱۹ ص ۱۸

والی مچھلیاں بھی اسکے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء وراثت میں دینار یا درہم نہیں چھوڑتے بلکہ وہ وراثت میں علم چھوڑتے ہیں تو جس نے اس کو حاصل کیا اس نے بڑی دولت حاصل کر لی۔

۳۶۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: لَقِيتُ شَيْبَةَ بْنَ شَيْبَةَ، فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُوْدَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، يَعْنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ.

ترجمہ: حضرت ابو درداء سے نبی کریم ﷺ سے اسی گزشتہ روایت کے ہم معنی حدیث مروی ہے۔

سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۴۱) سنن الدارمی - المقدمة (۳۴۲)

شرح الأحادیث: مضمون حدیث: کثیر بن قیس کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت ابو الدرداءؓ کے ساتھ بیٹھا تھا تو ایک شخص آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس مدینہ منورہ سے ایک حدیث سننے کیلئے آیا ہوں، جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ اسکو حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں میری اس آمد کا مقصد سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہے تو اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، یقول: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ۔ شرح نے لکھا ہے کہ اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس سائل کو حضرت ابو الدرداءؓ سے یہی حدیث مطلوب تھی جسکو ان سے سنا چاہتے تھے، دوسرا یہ کہ حدیث مطلوب تو اسکے علاوہ تھی جسکو انہوں نے بعد میں سنایا ہو گا لیکن یہ حدیث اسکے اس عمل کی تحسین اور تبشیر کیلئے ذکر فرمائی، کہ جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے راستہ طے کرتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ شانہ اسکو جنت کے راستہ پر چلا رہے ہیں یعنی تحصیل علم کیلئے چلنا یہ انجام کے لحاظ سے جنت کے راستہ پر چلنا ہے اور اسکے بعد والی حدیث کے لفظ یہ ہیں: إِلَّا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقَ الْجَنَّةِ کہ طالب علم کیلئے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ سہل اور آسان فرمادیتے ہیں، اسلئے کہ علم ذریعہ ہے عمل کا اور عمل سبب ہے دخول جنت کا۔

وَأَنَّ الدَّلِيلَ لَتَضَعُ أَجْبَحَتَهَا رَحْمًا يَطْلُبُ الْعِلْمَ: حدیث کے اس جملہ کی تشریح میں بذل میں امام خطابی^① سے تین مطلب لکھے ہیں:

① وضع أجنحه سے مراد تواضع ہے یعنی طالب علم کے سامنے ملائکہ تواضع اور نیاز مندی سے پیش آتے ہیں، کقولہ تعالیٰ: وَاحْفَظْ لَهُمَا جَنَاحَ الدَّلِيلِ۔

② الانفساك عن الطير ان والنزول عنده، یعنی اگر زمین پر طالب علم دین ہو اور اوپر فرشتہ اڑ رہا ہو تو وہ فرشتہ اس طالب علم

① معالم السنن ج ۴ ص ۳۹، دار ابن حزم، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ

② اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر (سورۃ الإسراء ۲۴)

کی وجہ سے اپنا اثر ناموقوف کر کے نیچے اسکے پاس اتر آتا ہے کقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: ما من قوم یذکرون اللہ تعالیٰ الا حفت بهم الملائکۃ وغشیتهم الرحمة^①۔

② اس سے مراد فرشتہ کا طالب علم کے لئے اپنے پروں کو پھیلا دینا ہے اس کو اپنے اوپر سوار کرنے کے لئے تاکہ اس کو منزل مقصود تک پہنچا دے، مراد اعانت ہے اور تیسیر طلب علم میں اہ^②۔

آگے حدیث میں یہ ہے کہ عالم کیلئے آسمان اور زمین والے استغفار کرتے ہیں حتیٰ کہ پانی کے اندر مچھلیاں (گویا یہ استغفار برے متجاوز ہو کر بحر تک پہنچ جاتا ہے)۔

اور یہ کہ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں اسلئے کہ انبیاء کرام کی میراث اور ترکہ درہم اور دینار نہیں ہوتا بلکہ ان کی میراث علم ہوتا ہے (لہذا طلباء و علماء ہی وارثین انبیاء ہوئے)۔

فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَبْطِ وَافِرٍ: یہ جملہ یا تو خبر یہ ہے کہ جس شخص نے علم کو حاصل کیا اس نے بہت بڑی دولت حاصل کر لی اور یا انشائیہ ہے کہ جو شخص علم حاصل کرے اور اس کے درپے ہو تو اس کو خوب اچھی طرح حاصل کرنا چاہئے۔

اس حدیث کے بعد والے طریق میں یہ جملہ بھی مذکور ہے: وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِغْ بِهِ نَسَبُهُ، یعنی جس شخص کو اس کا عمل پیچھے کر دے گا تو اس کو اس کا عالی نسب ہونا آگے نہیں بڑھا سکتا۔

علم کی فضیلت اور برتری: احادیث الباب سے فضیلت علم ظاہر ہے فرشتوں کا طالب علم کیساتھ تواضع سے پیش آنا اس کیلئے جنت کا راستہ ہموار ہونا، انبیاء کا وارث ہونا یقیناً یہ غایت درجہ کا شرف ہے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاشیہ بذل میں علامہ شامی سے نقل کیا ہے: «مَذَاكَرَهُ الْعِلْمُ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ إِحْيَاءِ لَيْلَةٍ»، ولہ الخرج لطلبہ بدون إذن الوالدین لو ملتحمیا^③، اما الامرد فلا، یعنی تھوڑی دیر کا علمی مذاکرہ رات بھر کی عبادت سے افضل ہے نیز طلب علم کے لئے گھر سے نکلنا، بغیر اذن والدین کے بھی جائز ہے بشرط یہ کہ وہ نکلنے والا ذولحیہ ہو، بے ریش لڑکے کے لئے جائز نہیں۔

والحدیث الاول اخرجہ الترمذی وابن ماجہ، والحدیث الثانی اخرجہ مسلم اتم منه واخرجہ الترمذی مختصرا، قالہ المنذری۔

۳۶۴۳ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

① صحیح مسلم - کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار - باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر ۲۷۰۰

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۳۲۸-۳۲۹

③ ولہ الخرج لطلب العلم الشرعی بلا إذن والدینہ لو ملتحمیا۔ مد المحتار علی الدر المختار - ج ۶ ص ۴۰۷-۴۰۸ (دہ الفکر - بیروت الطبعة

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَسْلُكُ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا، إِلَّا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقَ الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کوئی راستہ چلے جس میں وہ علم حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسکے لئے جنت کا راستہ آسان فرمائیں گے اور جو عمل میں پیچھے رہے گا (ستی کرے گا) اس کا نسب اسکو آگے نہیں بڑھا سکتا۔

صحیح: صحیح مسلم - الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار (۲۶۹۹) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۴۳) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۲۲۵) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۵۲/۲) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۲۵/۲) سنن الدارمی - المقدمة (۳۴۴)

۲۔ بَابُ رِوَايَةِ حَدِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ

باب اہل کتاب کی بیان کردہ بات کو نقل کرنے کے بارے میں

یعنی اہل کتاب جو مضمون بیان کریں تو کیا اہل اسلام کیلئے اس کو نقل کرنے اور روایت کرنے کی اجازت ہے۔

۳۶۴۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ قَاتِبٍ الْمُرُوزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَمْلَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ، مِنَ الْيَهُودِ مُزَيَّنًا، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَتَكَلَّمُ هَذِهِ الْجَنَازَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُ أَعْلَمُ»، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: «إِنَّمَا تَتَكَلَّمُ»، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ، وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوهُ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوهُ".

ترجمہ: ابن ابی نملہ انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے پاس ایک یہودی موجود تھا تو ایک جنازہ وہاں سے گزرا وہ یہودی کہنے لگا: اے محمد! کیا یہ جنازہ بات چیت کر سکتا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے۔ تو یہودی کہنے لگا کہ یہ بات چیت کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے (صحابہ کرام سے) فرمایا کہ اہل کتاب جو باتیں تم سے بیان کیا کریں تو نہ تم ان کی تصدیق کیا کرو اور نہ ان کی تکذیب کیا کرو اور یوں کہا کرو کہ ہمارا اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان ہے اسلئے کہ اگر وہ جھوٹ ہے تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی اور اگر وہ سچ ہے تو تم نے اس کو نہیں جھٹلایا۔

سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۴۴) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۳۶/۴)

شرح الحدیث: اس حدیث کے راوی ابو نملہ صحابی ہیں جن کا نام عمار بن معاذ ہے اور ان سے روایت کرنے والے انکے بیٹے

ابن ابی نملہ ہیں جن کا نام نملہ ہے۔

مضمون حدیث یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے سامنے کو ایک جنازہ گزر ایک یہودی نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا یہ جنازہ کلام کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اعلم، اس یہودی نے کہا کہ ہاں بات کرتا ہے ممکن ہے اس نے یہ بات اپنی کتاب توراۃ میں دیکھی ہو، جس بنا پر اس نے یہ کہا، آپ نے یہودی کی اس بات پر سکوت فرمایا اور صحابہ کرامؓ سے آپ نے فرمایا کہ یہ اہل کتاب جو بات تم سے بیان کریں نہ اس میں ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب، بلکہ یوں کہو آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ، تاکہ نہ باطل کی تصدیق ہو سکے اور نہ حق کی تکذیب اس سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کی حدیث روایت نہیں کرنی چاہیے۔

آپ نے کلام جنازہ کے بارے میں فرمایا: اللہ اَعْلَمُ، حالانکہ دوسری احادیث سے قبر میں فرشتوں کے سوال کے جواب میں میت کا کلام کرنا بکثرت وارد ہے اب یا تو یہ کہا جائے کہ یہ حدیث شروع کی ہے جس وقت آپ کو قبر میں ملکیں اور میت کے سوال و جواب کا علم نہیں تھا اور یا یہ کہا جائے کہ اس حدیث میں آپ نے کلام میت کے بارے میں توقف فرمایا اس بنا پر کہ اس حدیث کا تعلق مخصوص اس میت سے تھا نہ کہ مطلق کلام میت سے، افادۃ العلامة السندی۔

دو مختلف بابوں میں تطبیق: اسکے بعد جاننا چاہئے کہ آگے کتاب میں چند ابواب کے بعد اسی سلسلہ کا ایک دوسرا باب آرہا ہے بَابُ الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ جس میں مصنف نے دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں پہلی حدیث یہ ہے حَدَّثَنَا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، اس پر بعض شراح خطابی وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہود سے روایت حدیث کی ممانعت ابتداء اسلام میں تھی احکام اسلامیہ اور قواعد دینیہ کے استقرار سے پہلے، پھر جب احکام اسلامیہ کا استقرار ہو گیا اور صحابہ کرامؓ یہود کی تحریفات و تملیحات سے واقف ہو گئے تو پھر آپ نے صحابہ کو حدیث اہل کتاب کی روایت کی اجازت مرحمت فرمادی کہ اس صورت میں کذب و صدق اور حق و باطل کے درمیان خلط ہونے کا خطرہ نہیں تھا گویا یہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے ابتداء میں کتابت حدیث سے صحابہ کرامؓ کو منع فرمادیا تھا حدیث کے قرآن کے ساتھ التباس اور خلط کے اندیشہ کی وجہ سے، اور پھر بعد میں آپ نے اس نہی کو منسوخ فرما کر کتابت حدیث کی اجازت دیدی تھی جب خلط کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔

اور حضرت امام مالک حَدَّثَنَا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ کے بارے میں فرماتے ہیں: الْمُرَادُ جَوَازُ التَّحْدِيثِ عَنْهُمْ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ حَسَنِ أَمَّا مَا عَلِمَهُ كَذِبُهُ فَلَا^①، یعنی مراد یہ ہے کہ اہل کتاب جو اچھی اچھی باتیں تم سے بیان کریں اس کے نقل کی اجازت ہے لیکن جس بات کا غلط ہونا معلوم ہو ظاہر ہے کہ وہ اس میں داخل نہیں (کذا فی العون عن الفتح) اور حاشیہ بذل^② میں ہے قال

① الْمُرَادُ جَوَازُ التَّحْدِيثِ عَنْهُمْ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ حَسَنِ أَمَّا مَا عَلِمَهُ كَذِبُهُ فَلَا. (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۶ ص ۴۹۸-۴۹۹)

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۳۳۲

القاری فی المرقاة: لا حرج فی نقل الاعاجیب عنہم اھ^۱ وفق الدہ المختار عن ابن حجر: هذا الحديث یقید حل سماع الاعاجیب والغرائب من کل ما لا یتیقن کذبہ لقصد الفرحة لا الحجة اھ خطابی کے نزدیک باب اول کی حدیث منسوخ اور باب دوم کی اس کے لئے ناسخ ہوئی اور امام مالک وغیرہ کے نزدیک اول حدیث کا تعلق مسائل و احکام سے ہے اور ثانی کا تعلق عام مفید باتوں سے یا غرائب سے احکام سے نہیں، دونوں حدیثوں کا محمل الگ الگ ہے لہذا ناسخ منسوخ ماننے کی حاجت نہیں۔

اسرائیلیات کا حکم: تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع کے مقدمہ میں ”اسرائیلیات کا حکم“ کے عنوان کے تحت لکھا ہے: اسرائیلیات ان روایتوں کو کہتے ہیں جو اہل کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں سے ہم تک پہنچی ہیں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ کہ اسرائیلیات کی تین قسمیں ہیں:

① وہ روایات جن کی سچائی قرآن و سنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے مثلاً فرعون کا غرق ہونا اور حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوہ طور پر تشریف لیجانا وغیرہ۔

② وہ روایات جن کا جھوٹ ہونا قرآن و سنت کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے مثلاً اسرائیلی روایات میں یہ مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آخر عمر میں (معاذ اللہ) مرتد ہو گئے اس کی تردید قرآن کریم سے ثابت ہے ارشاد ہے وَمَا كَفَرُ سُلَيْمٰنٌ وَلٰكِنْ الشَّيْطٰنُ كَفَرُوْا^۲ اسی طرح مثلاً اسرائیلی روایت میں مذکور ہے (معاذ اللہ) حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سپہ سالار اور یا کی بیوی سے زنا کیا یا اسے مختلف تدبیروں سے مروا کر اس کی بیوی سے نکاح کر لیا یہ بھی کھلا جھوٹ ہے اور اس قسم کی روایات کو غلط سمجھنا لازم ہے۔

③ وہ روایات جن کے بارے میں قرآن و سنت اور دوسرے شرعی دلائل خاموش ہیں جیسے کہ تورات کے احکام وغیرہ ایسی روایات کے بارے میں آنحضرت کی تعلیم یہ ہے کہ ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے نہ ان کی تصدیق کی جائے نہ ان کی تکذیب البتہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا ایسی روایات کا نقل کرنا بھی جائز ہے یا نہیں؟ حافظ ابن کثیر نے قول فیصل یہ بیان کیا ہے کہ انھیں نقل کرنا جائز تو ہے لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ شرعی اعتبار سے وہ حجت نہیں (مقدمہ تفسیر ابن کثیر)۔^۳

دوسری حدیث اس باب میں جو مصنف نے ذکر کی ہے وہ یہ ہے: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَتَّى يُضَيِّحَ لِعَيْنِي بَعْضَ مَرْتَبَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ فِي مَرَاتِبِهِمْ كَمَا رَأَيْتُ فِي صَحَابِهِ كَرَأَيْتُ مِنْهُمْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي جَلَالَتِهِمْ دِيرَتَهُمْ بَيَانُ فَرَمَاتِهِمْ رَهْتِهِمْ يَهَاں تَكْ كِهْ صَح

① فإنه قد كانت فيهم أعاجيب (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح - ج ۱ ص ۴۰۷)

② اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا (سورة البقرة ۱۰۲)

③ معارف القرآن للعثماني - ج ۱ ص ۵۲-۵۳

ہو جاتی۔

پہلے باب سے غرض مصنف کی اخذ الروایۃ عن اهل الكتاب سے منع کرنا ہے یعنی ان سے روایت نہ لی جائے جیسا کہ اس باب کی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے اور دوسرے باب کی غرض حدیث عن بنی اسرائیل یعنی حکایت عن بنی اسرائیل اور ان کے قصص اور واقعات کا نقل کرنا ہے کہ یہ جائز ہے اور ثابت ہے جیسا کہ اس باب کی حدیث ثانی میں مذکور ہے اور اس باب کی حدیث اول یعنی حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ کو بھی اسی معنی پر محمول کیا جائے یعنی ذکر قصصہم و احوالہم اس صورت میں ان دونوں میں آپس میں کوئی تخالف ہی نہ ہو گا جس کیلئے کسی توجیہ کی ضرورت پیش آئے۔ ہذا ما عندی ان کان صوابا فمن الله تعالى وان کان خطاء فمنی۔

۳۶۴۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ يَعْنِي ابْنَ زَيْدَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَعَلَّمْتُ لَهُ كِتَابَ يَهُودَ، وَقَالَ: «إِنِّي وَاللَّهِ مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابِي» فَعَلَّمْتُهُ، فَلَمْ يَمُزَّ بِإِلَّا نِصْفَ شَهْرٍ حَتَّى حَدَّثْتُهُ، فَكُنْتُ أَكْتُبُ لَهُ إِذَا كُتِبَ وَأَقْرَأُ لَهُ، إِذَا كُتِبَ إِلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تو میں نے آپ ﷺ کے حکم پر یہود کی کتابت سیکھی اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہود قوم کو اپنے لیے کاتب بنانے پر اطمینان نہیں ہے (یعنی یہود سے لکھوانے پر) چنانچہ میں نے ان کی (زبان میں) کتابت سیکھ لی اور آدھا مہینہ ہی گزرا تھا کہ میں اس میں ماہر ہو گیا تو میں آپ ﷺ کیلئے لکھا کرتا تھا جب آپ کو لکھنا ہوتا اور جب آپ ﷺ کے پاس کوئی خط آتا تو میں آپ کو پڑھ کر سناتا تھا۔

تخریج: جامع الترمذی - الاستبذان والآداب (۲۷۱۵) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۴۵)

شرح الحدیث: حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھ کو حکم فرمایا کہ میں یہود کی زبان لکھنا پڑھنا سیکھوں، اور فرمایا کہ مجھے اس پر اطمینان نہیں کہ کوئی یہودی میرا مضمون لکھے، وہ فرماتے ہیں کہ آپ کے حکم کی تعمیل میں میں نے یہود کی زبان نصف ماہ سے بھی کم کے اندر سیکھ لی، اور اس میں مجھ کو خوب اچھی طرح مہارت ہو گئی، چنانچہ اس کے بعد پھر میں ہی آپ کی طرف سے یہود کو لکھا کرتا تھا اور جب ان کا کوئی خط آپ کی طرف سے آتا تو اس کو میں ہی پڑھ کر سناتا۔

فائدہ: مشہور یہ ہے کہ انجیل سریانی زبان میں ہے لہذا انصاری کی زبان بھی وہی ہوئی اور تورات عبرانی ہے لہذا بظاہر یہود کی زبان بھی عبرانی ہوئی، صحیح بخاری کے پہلے باب میں ورقہ بن نوفل کے بارے میں مذکور ہے: وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ^۱، وفي هامش اللامع عن القسطلاني: قيل: إن التوراة عبرانية والإنجيل سرياني، وعن

سفیان ما نزل من السماء وحی إلا بالعربية، وكانت الأنبياء عليهم الصلاة والسلام تترجمه لقومها^① وفيه عن الكرماني: يفهم منه أن الانجيل ليس عبرانيا وهو المشهور^②.

کاتبین وحی صحابہ کی تعیین و اسماء: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت زید بن ثابتؓ حضور ﷺ کے کاتبین میں سے ہیں، مشہور کاتبین وحی چھ حضرات ہیں، ① عثمان بن عفان ② علی بن ابی طالب ③ ابی بن کعب ④ زید بن ثابت ⑤ معاویہ بن ابی سفیان ⑥ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، بہت سے علماء کی آپ کے کاتبین پر مستقل تصانیف ہیں جن کی فہرست کافی طویل ہے^③، جن کی دو قسمیں ہیں کاتبین وحی یعنی قرآن وغیرہ، اسکے بارے میں تو یہی لکھا ہے کہ وہ چھ ہیں، اور قسم ثانی مطلق کاتبین وحی قرآن کریم کے علاوہ، انکی تعداد بعض مصنفین نے اکتیس لکھی ہے (واحد وثلاثون) بعضوں نے اس سے کم زیادہ بھی لکھی ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی وقال: حسن صحيح، وأخرجه البخاری تعلیقاً فی کتاب العلم، قاله المنذری۔

۳۔ باب فی کتاب العلم

علم کی کتاب (لکھنا) کے بیان میں

اور بعض نسخوں میں ہے باب فی کتاب العلم اور بعض میں باب فی کتاب العلم، اس مسئلہ پر اور اس سے متعلق احادیث پر کلام الدہ المنصور کے مقدمہ میں گزر چکا۔

۳۶۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُعَيْثٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَلِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَتَهْتَنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ، وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَوْمَأَ بِأَصْبَعِهِ إِلَى فِئِهِ، فَقَالَ: «أَكْتُبْ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يُخْرِجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ».

سرخینہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ بھی نبی کریم ﷺ سے سنا تھا اس کو لکھ لیا

① إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري ج ۱ ص ۶۵

② الكواكب الدماري في شرح صحيح البخاري ج ۱ ص ۳۸ (دار إحياء التراث العربي طبعه ثانية ۱۴۰۱ھ)

③ قدیم بھی حدیث بھی مثلاً قدیم میں المصباح المضيء فی کتاب النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم إلی ملوک الارض، اور جدید میں کتاب الوجی، لاحمد عبد الرحمن عیسی، کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لمحمد مصطفیٰ الاعظمی

کرتا تھا اسکو یاد کرنے کے ارادے سے تو قریش کے لوگوں نے مجھے منع کیا اور کہنے لگے کہ کیا تم ہر ہر بات کو لکھ لیتے ہو جو سنتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں جو کبھی غصہ اور خوشگوار مزاج میں بھی باتیں کرتے ہیں چنانچہ میں لکھنے سے رک گیا پھر میں نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا تم لکھا کرو اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس (منہ) سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

سنن أبي داود - العلم (۳۶۴۶) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۶۲/۲) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۹۲/۲) سنن الدارمی - المقدمة (۴۸۴)

۳۶۴۷ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا كَعْبُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَلٍ، قَالَ: دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَسَأَلَهُ عَنْ حَدِيثٍ قَامَرَ إِنْشَاءً يَكْتُبُهُ، فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا أَنْ لَا تَكْتُبَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ» فَمَحَاهُ.

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ معاویہؓ کے پاس آئے پس حضرت معاویہؓ نے زید بن ثابتؓ سے ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا اور امیر معاویہؓ نے ایک شخص کو اس حدیث کے لکھنے کا حکم دیا تو زیدؓ نے بتایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم آپ ﷺ کی بات نہ لکھا کریں تو انھوں نے (جو لکھا تھا) وہ مٹا دیا۔

سنن أبي داود - العلم (۳۶۴۷) مسند أحمد - مسند الأنصار، رضي الله عنهم (۱۸۲/۵)

۳۶۴۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي الْمُثَوَّلِ النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: «مَا كُنَّا نَكْتُبُ غَيْرَ التَّشْهِدِ، وَالْقُرْآنِ».

حضرت ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ہم تشہد اور قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھتے تھے۔

۳۶۴۹ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَرْزُوقٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَعْني ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الْخُطْبَةَ الْخُطْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يَقُولُ لَهُ: أَبُو شَاةٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اكْتُبُوا لِي، فَقَالَ: «اَكْتُبُوا الْإِنِّي شَاةٌ».

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ جب مکہ فتح ہوا تو نبی اکرم ﷺ خطبہ دینے کھڑے ہوئے، پس راوی نے نبی اکرم ﷺ کے خطبہ کا ذکر کیا، تو اہل یمن میں سے ابو شاہ نامی ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! مجھے لکھواد دیجیے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ابو شاہ کو لکھ دو۔

بخاری - العلم (۱۱۲) صحیح البخاری - فی اللقطة (۲: ۲۳۰) صحیح البخاری - الدیات (۶۴۸۶) صحیح مسلم - الحج (۱۳۵۵) جامع آثار مزی - العلم (۲۶۶۷) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۴۹) مسند أحمد - باقی مسند الکفرین (۲۳۸/۲)

۳۶۵۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: قُلْتُ لَأَبِي عَمْرٍو مَا يَكْتُبُوكَ، قَالَ: «الخطبة التي سمعها يَوْمَئِذٍ مِنْهُ».

ترجمہ: ولید نے بیان کیا کہ میں نے ابو عمرو سے پوچھا کہ حدیث میں اس نے کیا چیز لکھوائی تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ خطبہ جو ابو شاہ نے اس دن حضور ﷺ سے سنا تھا۔

۴ - بَابُ فِي التَّشْهِيدِ فِي الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور ﷺ پر جھوٹ بولنے پر وعید شدید کا بیان

۳۶۵۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْمُغَنَّى، عَنْ بَيَانَ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: مُسَدَّدٌ أَيْ بَشِيرٌ: عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ عَنْهُ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُ وَجْهٌ وَمَنْزِلَةٌ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زبیرؓ سے عرض کیا کہ آپ کیلئے رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرنے سے جس طرح کہ حضور ﷺ کے دیگر صحابہ کرامؓ سا تھی بیان کرتے ہیں کہ کیا چیز مانع ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ واللہ مجھ کو حضور ﷺ سے قرابت اور منزلت حاصل ہے (اور اسکی بناء پر مجھ کو آپ ﷺ سے بکثرت احادیث سننے کا موقع ملا ہے) لیکن (اسکے باوجود احادیث بیان نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ) میں نے آپ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے کہ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو اس کو جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالینا چاہیے۔

بخاری - العلم (۱۰۷) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۵۱) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۳۶) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱/ ۱۶۵) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱/ ۱۶۷) سنن الدارمی - المقدمة (۲۳۳)

شرح الحدیث: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے والد حضرت زبیرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کیلئے احادیث بیان کرنے سے جس طرح آپ کے اصحاب بیان کرتے ہیں کیا چیز مانع ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ واللہ مجھ کو جو حضور ﷺ سے قرابت اور منزلت حاصل ہے وہ ظاہر^۱ ہے (جس کی بناء پر مجھ کو آپ ﷺ سے بکثرت احادیث سننے کا موقع ملا، اس کے باوجود ترک روایت کا

۱ حضرت زبیر بن العوامؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، ان ہی کے بارے میں کہا گیا تھا شراج حرہ والی حدیث میں ان کا ابن عمتک، کما تقدم۔

منشاء یہ ہے کہ میں نے آپ سے یہ حدیث سنی ہے کہ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو اس کو جہنم میں اپنے ٹھکانہ پر پہنچ جانا چاہیے۔

ایک حدیث میں ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہر شخص کے لئے خواہ وہ مسلم ہو یا کافر دونوں جگہ ٹھکانہ بنا ہوا ہے جہنم میں بھی اور جنت میں بھی تاکہ ایمان لانے کی صورت میں جنت والے ٹھکانہ میں اور ایمان نہ لانے کی صورت میں جہنم والے ٹھکانہ میں اس کو رکھا جائے، وفي الفتح: قَوْلُهُ فَلْيَتَّخِذْ لِنَفْسِهِ مَذْرَأًا فَهُوَ أَمْرٌ بِمَعْنَى الْخَيْرِ أَيْضًا أَوْ بِمَعْنَى التَّهْدِيدِ أَوْ بِمَعْنَى التَّهْكُمِ أَوْ دَعَاءٍ عَلَى فَاعِلٍ ذَلِكَ أَيْ بَوَّأَهُ اللَّهُ ذَلِكَ أَه١ حضرت امام بخاریؒ نے یہ حدیث اور اسی مضمون کی بعض دوسری روایات باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم کے ذیل میں ذکر فرمائی ہیں، بخاری کی حدیث میں مُتَّعِدًا کا لفظ نہیں ہے اور حافظ نے اس پر کلام بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت زبیرؓ کے اس حدیث سے استدلال کرنے میں اس بات کی دلیل ہے کہ کذب کا اطلاق مطلقاً خلاف واقع خبر دینے پر ہے خواہ عمداً ہو یا خطاً اور یہی اصح قول ہے اور خطا کی صورت میں اگرچہ ۲ گناہ نہیں لیکن حضرت زبیرؓ کو اکھاری الحدیث میں خطرہ ہوا اس بات کا کہ کہیں وہ خطا میں واقع نہ ہو جائیں جس کا انکو شعور بھی نہ ہو اور مختصر منذری میں ہے: وأخرجه البخاری والنسائی وابن ماجه، وليس في حديث البخاری والنسائی "متعمداً" والمحموظ في حديث الزبير انه ليس فيه "متعمداً" وقد روى عن الزبير انه قال: والله ما قال "متعمداً" وانتم تقولون "متعمداً" اه امام ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں ابتداء کتاب ہی میں اس طرح کے مضامین اور ابواب قائم کئے ہیں، باب التَّوْبَةِ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ التَّعْلِيلِ فِي تَعْمُدِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۵۔ باب الكلام في كتاب الله بغير علم

باب کتاب اللہ کے بارے میں بغیر علم اپنی رائے سے کچھ (تفسیر) کہنا

۳۶۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقُرَيْشِيُّ الْخُصَرَمِيُّ، حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مِهْرَانَ، أَخُو حَزْمِ الْقَطِيعِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو، عَنْ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَالَ: فِي كِتَابِ اللَّهِ عَرَّ وَجَلَّ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ، فَقَدْ أَخْطَأَ".

ترجمہ: حضرت جندبؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کتاب اللہ میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور

۱ قَوْلُهُ فَلْيَتَّخِذْ لِنَفْسِهِ مَذْرَأًا يُقَالُ تَبَوَّأَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ إِذَا اتَّخَذَهُ سَكَنًا وَهُوَ أَمْرٌ بِمَعْنَى الْخَيْرِ أَيْضًا أَوْ بِمَعْنَى التَّهْدِيدِ أَوْ بِمَعْنَى التَّهْكُمِ أَوْ دَعَاءٍ عَلَى فَاعِلٍ ذَلِكَ أَيْ بَوَّأَهُ اللَّهُ ذَلِكَ أَه١ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۰۱)

۲ قلت عليه انه ادلائم فكيف الوعيد ۱۲۔

صحیح بھی کہا تو بھی اس نے غلطی کی۔

جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۲۹۵۲) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۵۲)

شرح الحدیث: جو شخص کتاب اللہ کی تفسیر اپنی رائے سے کرے تو اگر اس نے وہ تفسیر صحیح بھی کی ہو تب بھی اس نے خطا کی، ہذا یہ کہ مطلب میں دو احتمال ہیں اول یہ کہ اپنی رائے سے کرے بغیر دلیل کے ہوائے نفس کے ماتحت ہو کر اپنی غرض کی موافقت کیلئے دوسرا مطلب یہ کہ محض ظاہر عربیت پر نظر کرتے ہوئے قواعد و نحو اور لغت کو سامنے رکھ کر بغیر اسکے کہ قرآن کریم کے غرائب اور مبہات وغیرہ میں سماع اور منقول کی طرف رجوع کرے ”بجمع البحار“ میں لکھا ہے کہ اس دوسرے معنی لینے کی صورت میں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے اھ^① لہذا پہلے ہی معنی مراد ہوئے اکابر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے، کوکب اور فیض الباری وغیرہ سے کہ جو تفسیر قواعد عربیہ و اصول شرعیہ کو سامنے رکھ کر اپنے اجتہاد سے کی جائے وہ درست اور معتبر ہے بلکہ کتب تفسیر اس نوع کی تفاسیر سے مشحون اور لبریز ہیں اس لئے کہ وہ تفسیریں جو صراحتہ براہ راست حضور ﷺ سے منقول و ماثور ہیں وہ بہت ہی کم اور اقل قلیل ہیں، لہذا تفسیر بالرأی بایں معنی ممنوع نہیں اور اگر ہر آیت کی تفسیر کا منصوص من الشارع ہونا ضروری ہو تا تو پھر حضور ﷺ کی دعاء حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں اللہم ففہم فی الدین وعلّمہ التأویل^② بظاہر غیر مفید ہو جائے گی اس حدیث کی شرح لکھتے ہوئے غور کرنے سے ایک بات ذہن میں آ رہی تھی پھر اسی طرح کی بات معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقدمہ میں اچھے اسلوب میں دیکھنے کو ملی اس کو یہاں نقل کیا جاتا ہے اختصار کے ساتھ۔

ماخذ تفسیر کے بارے میں اس میں تحریر ہے کہ علم تفسیر کی کتابوں کے مراجع اور سرچشمے چھ ہیں:

① قرآن کریم، علم تفسیر کا پہلا ماخذ خود قرآن کریم ہے چنانچہ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ کسی آیت میں کوئی بات مجمل اور تشریح طلب ہوتی ہے تو خود قرآن کریم کی کوئی دوسری آیت اسکے مفہوم کو واضح کر دیتی ہے (پھر اسکو اس مقدمہ میں مثال سے واضح کیا ہے)

② حدیث، اس کی وضاحت اس مقدمہ میں کی گئی ہے، لیکن الدہ المنصود کے مقدمہ میں علم حدیث کی جو تعریف اور غرض بیان کی گئی ہے وہ اس کی وضاحت کے لئے کافی ہے،

③، ④ تیسرا، چوتھا ماخذ صحابہ کرام کے اقوال اور تابعین کے اقوال کو قرار دیا ہے،

⑤ اور پانچویں ماخذ لغت عرب، وہ لکھتے ہیں: قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے تفسیر قرآن کے لئے اس

① مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزیل و لطائف الأخبار للفتنی - ج ۲ ص ۲۶۸

② صحیح البخاری - کتاب الوضوء - باب وضع الماء عند الحلاء ۱۴۳

زبان پر مکمل عبور حاصل کرنا ضروری ہے، قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ ان کے پس منظر میں چونکہ کوئی شان نزول یا کوئی اور فقہی یا کلامی مسئلہ نہیں ہوتا، اس لئے ان کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ یا صحابہ و تابعین کے اقوال منقول نہیں ہوتے، چنانچہ ان کی تفسیر کا ذریعہ صرف لغت عرب ہوتی ہے اور لغت ہی کی بنیاد پر اس کی تشریح کی جاتی ہے، اس کے علاوہ اگر کسی آیت کی تفسیر میں کوئی اختلاف ہو تو مختلف آراء میں محاکمہ کے لئے بھی علم لغت سے کام لیا جاتا ہے،

⑥ چھٹاخذ تدبر اور استنباط، یہ اس کا آخری ماخذ ہے، قرآن کریم کے نکات و اسرار ایک ایسا بحر ناپیدا کنار ہیں جس کی کوئی حد و نہایت نہیں چنانچہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسلامی علوم میں بصیرت عطا فرمائی ہو وہ جتنا جتنا اس میں غور و فکر کرتا ہے اتنے ہی نئے نئے اسرار و نکات سامنے آتے ہیں، چنانچہ مفسرین کرام اپنے اپنے تدبر کے نتائج بھی اپنی تفسیروں میں بیان فرماتے رہے ہیں، لیکن یہ اسرار و نکات اسی وقت قابل قبول ہوتے ہیں جب کہ وہ مذکورہ بالا پانچ ماخذ سے متصادم نہ ہوں، الی آخرہ۔

مَنْ قَالَ: فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ، فَقَدْ أَخْطَأَ: جس نے قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کی پس اگر صحیح بھی کی تب بھی اس نے خطا اور غلطی کی اس کو اپنی طرف سے تفسیر نہیں کرنی چاہئے تھی، شرح کے کلام سے استفادہ ہوتا ہے یہ حدیث اپنے عموم اور ظاہر پر نہیں ہے بلکہ مؤول ہے جس کی وجہ بھی ظاہر ہے کیونکہ خود قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ جو لوگ لغت عرب سے واقف ہیں اور جن کی زبان عربی ہے ان کے لئے قرآن کا سمجھنا آسان ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات کا مقتضی ہے:

حَمْدٌ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ①

اے عرب کو خطاب ہے کہ ہم نے یہ کتاب عربی زبان میں (جو تمہاری مادری زبان ہے) اسی لئے نازل کی تاکہ تم اس کو بلا واسطہ سمجھ سکو،

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ②

قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ③

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ④

لہذا ان آیات کی روشنی میں حدیث بالا کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ قرآن کریم کی جن آیات کا مفہوم سمجھنے کیلئے صرف لغت عرب سے واقفیت اور اس میں مہارت کافی نہیں بلکہ انکے سمجھنے کیلئے مزید علم کی ضرورت ہے، اسباب نزول یا بعض دیگر علوم

① حم ۵۴ قسم ہے اس کتاب واضح کی ۵۴ ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو (سورۃ الزخرف ۱-۳)

② اور ہم نے بیان کی لوگوں کے واسطے اس قرآن میں سب چیز کی مثل تاکہ ہو دھیان کریں (سورۃ الزمر ۲۷)

③ قرآن ہے عربی زبان کا جس میں کجی نہیں تاکہ وہ بچ کر چلیں (سورۃ الزمر ۲۸)

④ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا (سورۃ القمر میں یہ آیت چار مواقع پر ہیں، ۱۷، ۲۲، ۲۲، ۴۰)

شرعیہ سے مناسبت تو وہاں بغیر ان معلومات کے صرف اپنی رائے اور سمجھ سے تفسیر کرنا جرات اور غلطی ہے اگرچہ دورائے صحیح ہی کیوں نہ ہو، حدیث میں بڑا یہ کالفاظ اسی مطلب کی طرف مشیر ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ رائے کے استعمال کی ضرورت نہیں پیش آئے گی جہاں محض لغت دانی سے کام نہ چل سکتا ہو، ایسے ہی مواقع کے لحاظ سے اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اپنی رائے سے مطلب متعین نہ کیا جائے بلکہ نقل کی طرف رجوع کیا جائے اسی طرح علماء فرماتے ہیں جن آیات شریفہ میں وعظا نصیحت کا مضمون ہے اس کو سمجھنا تو ہر عربی دان کیلئے آسان ہے لیکن آیات سے استنباط احکام شرعیہ یہ مشکل کام ہے اس کے لئے متعلقہ علوم سے واقفیت ضروری ہے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

والحدیث اخرجہ الترمذی والنسائی، وقال الترمذی لهذا حدیث غریب، وقد تکلم بعض اهل العلم فی سہیل بن ابی حمزہ قالہ الترمذی۔

۶۔ باب تکریر الحدیث

۴۴ (آپ ﷺ کا) اپنی گفتگو میں ایک بات کو بار بار کہنا

۳۶۵۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ هَاشِمِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سَابِقِ بْنِ نَاجِيَةَ، عَنْ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ رَجُلٍ، حَدَّثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا، أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ»۔
ترجمہ: ابو سلام ایک شخص سے جس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت کی تھی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے۔

شرح الحدیث: إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا، أَعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: یعنی جب آپ ﷺ کوئی بات فرماتے تو اس کو تین بار فرماتے۔ اس سے ہر کلام اور بات مراد نہیں ہے بلکہ بعض وہ باتیں جو زیادہ مہتم بالشان ہوں، تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ میں آجائیں، تکرار کی یہ وجہ کہ وہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے خود بعض روایات میں مصرح ہے، چنانچہ بخاری کی ایک روایت میں ہے كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ^۱ اور ترمذی کی ایک روایت میں حتی تعقل عنه^۲ ہے اور بڈل میں ہے نقلت: وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ التَّكَرُّارُ لِأَجْلِ سَهُولَةِ الْحِفْظِ^۳، بخاری شریف کی اس روایت میں جس کا اوپر حوالہ آیا جس کے راوی

۱ صحیح البخاری - کتاب العلم - باب من أعاد الحديث ثلاثاً لفهم عنه ۹۵

۲ حَتَّى يُقَوَّلَ (جامع الترمذی - کتاب الحدود - باب ما جاء ليعلم لا يحجب عليه الحد ۱۴۲۳)

۳ بڈل المعهود فی حل ابی داود - ج ۱۵ ص ۳۳۹

حضرت انسؓ ہیں^۱ یہ زیادتی ہے وَاِذَا اُنْیَ عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ ثَلَاثًا، وفی روایہ، اَنَّهُ كَانَ اِذَا سَلَّمَ سَلَامًا ثَلَاثًا، آپ کے تین مرتبہ سلام کے بارے میں مختلف توجیہات کی گئی ہیں، ایک یہ کہ اس سے سلام استیذان مراد ہے جس کی حد ثلاثہ جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی حدیث میں مذکور ہے، اور ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ آپ کو یہ خیال ہوا ہو کہ یہ سلام سب نے سنا نہیں، کذا فی الفتح^۲، اور ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ پہلے سلام سے مراد سلام استیذان، پھر دوسرے سلام سے سلام تحیہ، مجلس میں داخل ہونے کے وقت، اور تیسرا سلام عند الرجوع عن المجلس۔

۷۔ بَابُ فِي سَوْرِ الْحَدِيثِ

باب مسلسل اور جلدی جلدی بات کہنا

سَوْرُ الْحَدِيثِ یعنی مسلسل اور جلدی جلدی بات کرنا۔

۳۶۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمُورٍ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: جَلَسَ أَبُو هُرَيْرَةَ، إِلَى جَنْبِ حَجْرَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ تُصَلِّي، فَجَعَلَ يَقُولُ: اَسْمِعِي يَا رَبِّةَ الْحَجْرَةِ، مَرَّتَيْنِ فَلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا، قَالَتْ: اَلَا تَعْجَبُ اِلَى هَذَا، وَحَدِيثُهُ اِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَحَدِّثُ الْحَدِيثَ لَوْ شَاءَ الْعَادُّ اَنْ يُحْصِيَهُ اَخْصَاءُ.

ترجمہ: حضرت عروہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ (ایک مرتبہ) حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے قریب آکر بیٹھ گئے جبکہ وہ اندر نماز پڑھ رہی تھیں تو حضرت ابو ہریرہؓ، اے حجرہ والی (اماں جان) ذرا سنئے! دو مرتبہ کہہ کر (احادیث جلدی جلدی سنا کر) چلے گئے حضرت عائشہؓ نماز سے فارغ ہوئیں تو فرمانے لگیں کہ ان پر تعجب ہے (کیسے جلدی جلدی بات کہہ کر چلے گئے) اگر رسول اللہ ﷺ ہوتے تو اس طرح بات ارشاد فرماتے کہ اگر شمار کرنے والا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

۳۶۵۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمُهَرَّبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: اَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ فَجَلَسَ اِلَى جَانِبِ حَجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُسْمِعُنِي ذَلِكَ وَكُنْتُ اُسْمِعُ، فَقَامَ، قَبْلَ اَنْ اَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ اَدْرَكْتُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ: «اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ مِثْلَ سَرْدِ كُمْ».

۱۔ بخاری میں عن رجل، حَدَّثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے مراد بھی وہی ہیں۔

۲۔ صحیح البخاری - کتاب الاستئذان باب التسليم والاستئذان ثلاثاً ۵۸۹۰

۳۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱ ص ۲۷

ترجمہ حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ زوجہ نبی کریم ﷺ فرماتی ہیں کہ تمہیں حضرت ابو ہریرہ کی بات پر تعجب نہیں ہوتا کہ وہ آئے اور میرے حجرہ کے ایک طرف (قریب) بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث مجھے سنانے لگے حالانکہ میں نماز پڑھ رہی تھی اور میری نماز ختم ہونے سے پہلے اٹھ کر چلے گئے اور اگر میں موقع پاتی تو ان کو یہ بات کہتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح جلدی جلدی بات نہ کرتے تھے۔

تحقیق صحیح البخاری - المناقب (۳۳۷۵) صحیح مسلم - فضائل الصحابة (۲۴۹۳) جامع الترمذی - المناقب (۳۶۳۹) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۵۴) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۵۵) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۱۱۸/۶)

شرح الاحادیث **سرد الحدیث یعنی مسلسل اور جلدی جلدی بات کرنا:** حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے قریب آکر بیٹھے جب کہ وہ اندر نماز پڑھ رہی تھیں، تو ابو ہریرہؓ ایک یادو مرتبہ یہ کہہ کر کہ اماں جی ذرا سنئے ذرا سنئے، بہت سی حدیثیں جلدی جلدی سنا کر چلے گئے، غالباً یہ احادیث کا سنانا استصواب و تصدیق کے لئے ہو گا۔ عروہ فرماتے ہیں کہ جب اماں جی نے اپنی نماز پوری کی تو حضرت ابو ہریرہؓ کے اس استعجال پر اظہار تعجب اور نکیر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور ﷺ کے کلام کا طریقہ تو یہ تھا کہ اتنے اطمینان سے بات فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا آپ ﷺ کے الفاظ کو شمار کرنا چاہے تو شمار کر سکتا تھا۔ اس کے بعد والی روایت کا بھی یہی مضمون ہے۔

والحدیث اخرجه البخاری، ومسلم بنحوہ، قالہ المنذری۔

۸۔ باب التَّوْفِي فِي الْقُتْبَا

باب فتویٰ دینے میں احتیاط کرنے کا بیان

۳۶۵۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ الصَّنَائِجِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنِ الْغُلُوطَاتِ».

ترجمہ حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشکل مسائل کے بارے میں سوال کرنے سے منع فرمایا۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنِ الْغُلُوطَاتِ، اور ایک روایت میں ہے: عَنْ الْأَغْلُوطَاتِ^۱ جس کا واحد اغلوطہ ہے بروزن افعولہ، ماخوذ ہے غلط سے جیسے احموقہ حق سے، جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں تقسیم غنیمت والی روایت (۲۷۲۷) میں گزرا کہ انہوں نے نجدہ حروری کے بارے میں فرمایا تھا: لَوْلَا أَنِّي بِأُحْمَوِقَةً مَا كَذَّبْتُ إِلَيْهِ۔

شرح الحدیث یعنی آپ ﷺ نے نادر اور مشکل مسائل کے بارے میں سوال کرنے سے منع فرمایا ہے جن کو چیتاں کہا

جاتا ہے اور عربی میں احادیث اور الفاظ، اسلئے کہ اس طرح کے سوالات سے مقصود مخاطب کو نیچا دکھانا اور شرمندہ کرنا ہوتا ہے، شرح نے لکھا ہے: وفيه كراهية التعمق والتكلف بما لا حاجة للإنسان إليه من المسألة^①، اور ”بذل“ میں حضرت گنگوہی کی تقریر سے منقول ہے: ولا ضير فيه، إذا كان لتدريس التلامذة^②، یعنی استاذ اگر شاگردوں سے اس طرح کے سوالات کرے ان میں بیداری اور سمجھ پیدا کرنے کے لئے تو کچھ حرج نہیں، جیسا کہ امام بخاریؒ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے مستقل ترجمہ الباب سے ’باب طرح الإمام المسألة على أصحابه ليختبر ما عندهم من العلم‘ اور اس میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث: إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مِثْلُ الْمُسْلِمِ، حَدَّثُونِي مَا هِيَ الْحَدِيثُ، ذکر فرمائی ہے، اس پر حافظ لکھتے ہیں: والنهي الوارد في أبي داؤد محمول على ما لا نفع فيه أو خرج على سبيل التعنت^③۔

اس حدیث کو باب سے مناسبت جس کا مضمون احتیاط فی الفتویٰ ہے اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ اس قسم کے سوالات میں مظنہ ہے عدم احتیاط کا مجیب کی جانب سے۔

۳۶۵۷ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُفْرِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَفْتَى ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَبِي ثَعْبَةَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الطَّلَبِيِّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمَلِكُ بْنُ مَرْوَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَفْتَى بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ» زَادَ سُلَيْمَانُ التَّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ، «وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَ» وَهَذَا الْقَوْلُ سُلَيْمَانُ.

مسلم بن یسار ابو عثمان حضرت ابو ہریرہؓ سے راویت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو فتویٰ دیا جائے اور ابو عثمان طنبدی فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو اسکے استفتاء کا جواب بغیر تحقیق کے دیا گیا ہو تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے کو ہو گا۔ سلیمان مہری نے یہ اضافہ کیا اپنی حدیث میں کہ جس نے اپنے بھائی کو کسی ایسی بات کا مشورہ دیا کہ وہ جانتا بھی ہے کہ اسکے علاوہ دوسری چیز میں خیر ہے تو اس نے اس (بھائی) سے خیانت کی یہ سلیمان کے الفاظ ہیں۔

① وفيه كراهية التعمق والتكلف كما لا حاجة للإنسان إليه من المسألة ووجوب التوقف عما لا علم للمسؤول به. (معالم السنن للخطابي -

ج ۴ ص ۱۸۶)

② بذل المنصور في حل أبي داؤد - ج ۱ ص ۳۴۲

③ فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ۱ ص ۱۴۶

تخریج: سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۵۷) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۵۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۲۱/۲) سنن الدارمی - المقدمة (۱۵۹)

شرح الحدیث مَنْ أَفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ: یعنی جس شخص کو اسکے استفتاء کا جواب بدون تحقیق دیا گیا ہو اور پھر اس مستفتی عامی نے اسی فتویٰ کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کا گناہ مستفتی کو نہ ہو گا بلکہ مفتی کو ہو گا، لیکن اس مفتی سے مراد وہ مفتی جاہل ہے جو علماء کی ہیئت اور صورت میں ہو اور اگر عامی اپنے جیسے کسی عامی ہی سے سوال کر کے اس پر عمل کرے تو اس صورت میں وبال سائل پر ہی ہو گا۔

مفتی کے غلط فتویٰ دینے پر کیا حکم ہے؟ اس پر کسی قدر کلام ابواب التیمم، باب فی المجروح یتیمم میں گزر چکا ہے اس کی طرف رجوع کیجئے۔ والحدیث اخرجه ابن ماجه مختصر اعلی الفصل الاول بنحوه، قاله المنذرى۔

۹۔ باب کراهية منع العلم

باب علم کی بات چھپانے کی ممانعت

۳۶۵۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكْتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللَّهُ بِلْجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کیا جائے (اور وہ اسکو جانتا ہو) اور وہ اسکو چھپائے تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسکے منہ میں آگ کی لگام ڈالیں گے۔

تخریج: جامع الترمذی - العلم (۲۶۴۹) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۵۸) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۶۳/۲)

شرح الحدیث یعنی جس شخص سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جائے جس کو وہ جانتا ہو اور وہ اسکو چھپائے تو بروز قیامت اللہ تعالیٰ اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالیں گے۔ (اعاذنا اللہ منہ)۔

منہ کے اندر لگام کا ہونا کلام کرنے سے مانع ہوتا ہے تو چونکہ یہ شخص بھی مسئلہ بتانے سے رکا تھا اور گویا اس نے اپنے منہ میں لگام لگالی تھی تو اسلئے اللہ تعالیٰ اسکو اس گناہ کے مشابہ ہی سزا دیں گے، قال الخطابی^۱: وخرج هذا على معنى مشاكلة العقوبة الذنب، كقولنا تعالى: الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ^۲۔

اس حدیث میں جس علم کے ستمان سے منع کیا گیا ہے اس سے وہ علم مراد ہے جسکی تعلیم لازم اور ضروری ہے جیسے کوئی کافر

① معالم السنن ج ۴ ص ۱۸۵

② جو لوگ کھاتے ہیں سودہ نہیں اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جسکے حواس کھود دیئے ہوں شیطان کے چھوٹنے کی وجہ سے (سورۃ

اسلام لانے کا ارادہ کرے اور وہ کسی سے دریافت کرے کہ مجھے بتاؤ کہ دین اسلام کیا چیز ہے اسکی کیا حقیقت ہے، یا جیسے کوئی جاہل شخص جس کو نماز کا طریقہ نہیں آتا اور حال یہ کہ نماز کا وقت آگیا اور وہ کسی سے نماز کی کیفیت اور اس کا طریقہ معلوم کرے، تو نحو ذلك من المسائل، اور جو علم مستحبات کے قبیل سے ہو جس کے جاننے کی لوگوں کو کوئی خاص ضرورت نہ ہو وہ علم اس میں داخل نہیں (بذل عن الخطابی) اور حاشیہ بذل^۱ میں ہے: وقیل: المراد به علم الشهادة كذا في المرقاة اه^۲ یعنی ایک شخص کو مدعی کے صادق ہونے کا علم ہے اور اس سے اسکے بارے میں شہادت طلب کی جائے تو وہ انکار کر دے۔ وفيها ايضا وقيل: ان الكو كبا ان لا تكون في الاظهار مفسدة اه۔

کیا حدیث الباب موضوع ہے؟ اس حدیث کے بارے میں حاشیہ بذل میں لکھا ہے: تکلم بعضهم علی الحدیث بانہ

ضعیف بل موضوع، وفي المقاصد الحسنة: حسنه الترمذی، واصله الحاكم اه^۳۔

اس کتاب کے مقدمہ میں بھی اس حدیث کے بارے میں، اور اس کے علاوہ بھی جن احادیث پر ابن الجوزی نے وضع کا حکم لگایا ہے، ذکر کیا گیا ہے اور یہ کہ اس قسم کی ابوداؤد میں نو حدیثیں ہیں، حافظ منذری اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: وخرجه الترمذی وابن ماجه، وقال الترمذی: حدیث حسن، هذا آخر كلامه، وقدر روی عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه من طريق فيها مقال، والطريق التي اخرج به ابوداؤد طريق حسن، فانه رواه عن البتوزكى وقد احتج به البخارى ومسلم، عن حماد بن سلمة وقد احتج به مسلم واستشهد به البخارى عن علي بن الحكم وهو ابو الحكم البناني، قال الامام احمد ليس به بأس، وقال ابو حاتم الرازي لا بأس به صالح الحديث، عن عطاء ابن ابی رباح وقد اتفق الامامان على الاحتجاج به، اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے جن کے اسماء ذکر کئے ہیں وہی کل منها مقال، اور حافظ ابن القیم نے تہذیب السنن^۴ میں اس پر مزید تفصیلی کلام فرمایا ہے فارجع الیہ لو شئت۔

۱۰۔ باب فضل نشر العلم

باب علم کو پھیلانے کی فضیلت کے بارے میں

۳۶۵۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،

۱۔ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۳۴۴

۲۔ وقیل: العلم هنا علم الشهادة (مرقاۃ الفاتیح شرح مشکاة المصابیح - ج ۱ ص ۴۳۸)

۳۔ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۳۴۴

۴۔ تہذیب السنن - ج ۴ ص ۱۷۸۳-۱۷۸۷

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِنْ سَمْعٍ مِنْكُمْ».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم (مجھ سے علم کی بات) سنتے ہو اور بعد میں تم سے سنا جائے گا اور اسکے بعد پھر اس سے سنا جائے گا جو تم سے سنے گا۔

سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۵۹) مسند احمد - من مسند بی ہاشم (۳۲۱/۱)

شرح الحدیث آپ ﷺ فرما رہے ہیں صحابہ کرام سے کہ تم علم کو مجھ سے سنتے ہو اور پھر میرے بعد تم سے سنا جائے گا اور اسکے بعد پھر اس سے سنا جائے گا جو تم سے سنے گا، یعنی صحابہ کرام علم دین کو سنیں گے آپ ﷺ سے اور تابعین سنیں گے صحابہ سے اور تبع تابعین سنیں گے تابعین سے ہلم جرا گویا اس میں تحریر ہے نشر علم پر کہ تم اس علم کو مجھ سے اچھی طرح محفوظ کر لو اور اس کو اپنے بعد والوں تک پہنچاؤ اور وہ اپنے بعد والوں کو پہنچائیں۔

۳۶۶۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، مِنْ وَلَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا، فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حَامِلٍ فُقِّهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلٍ فُقِّهِ لَيْسَ بِفَقِيهِ».

ترجمہ حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے حدیث کو سنا پھر اس کو محفوظ کیا یہاں تک کہ اس کو آگے لوگوں تک پہنچایا اور بہت سے حدیث کے حاصل کرنے والے اس کو ایسے لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ سمجھدار ہیں اور کتنے ہی حامل حدیث ایسے بھی ہیں جو خود سمجھدار نہیں ہیں۔

ترجمہ جامع الترمذی - العلم (۲۶۵۶) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۶۰) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۲۳۰) مسند احمد - مسند الأنصار رضی اللہ عنہم (۱۸۳/۵) سنن الدارمی - المقدمة (۲۲۹)

شرح الحدیث اس حدیث کی شرح وغیرہ اس کتاب کے مقدمہ میں گزر چکی۔

والحدیث اخرجہ الترمذی والنسائی، وقال الترمذی: حدیث حسن، واخرجہ ابن ماجہ من حدیث عباد والدیعی عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالہ المنذری۔

۳۶۶۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ يَعْنَى، ابْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «وَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِهَذَا الرَّجُلِ وَاحِدًا أَحَبُّ لَكَ مِنْ مِائَةِ النَّعْمِ».

ترجمہ ابن سعد نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری کوشش سے اللہ

تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدیں تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

صحیح البخاری - الجہاد والسیار (۲۷۸۳) صحیح البخاری - المناقب (۳۴۹۸) صحیح البخاری - المغازی (۳۹۷۳) صحیح

مسلم - فضائل الصحابة (۲۴۰۶) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۶۱) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۳۳۳/۵)

شرح الحدیث مضمون حدیث واضح ہے کہ اگر کسی شخص کی کوشش سے ایک شخص بھی ہدایت پر آجائے تو وہ اس کیلئے سرخ اونٹوں سے افضل ہے جو کہ عربوں کے نزدیک محبوب چیز تھی، اس سے بھی شر علم کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی مطولانی غزوة خيبر، وقوله هذا العلي رضي الله تعالى عنه، قاله المنذرى۔

۱۱۔ باب الحدیث عن بنی اسرائیل

باب بنی اسرائیل (اہل کتاب) سے روایت نقل کرنا

۳۶۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حَدِّثُوا عَنِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کی بیان کردہ باتیں نقل کرو اور اس میں کوئی گناہ نہیں۔

سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۶۲) مسند احمد - باقی مسند الکفرین (۴۷۴/۲)

۳۶۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَتَّى يُصْبِحَ مَا يَقُومُ إِلَّا إِلَى عَظْمٍ صَلَاقَةٍ».

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں (یہود اہل کتاب) بنی اسرائیل کی باتیں (واقعات) صبح تک بیان فرماتے رہے اور فرض نماز کی ادائیگی کے لئے ہی کھڑے ہوتے تھے۔

سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۶۳) مسند احمد - اول مسند البصریین (۴۳۷/۴)

شرح الأحادیث اس باب پر کلام چند ابواب قبل باب بروایۃ حدیث اہل الکتاب میں گزر چکا۔

۱۲۔ باب فی طلب العلم لغیر اللہ تعالیٰ

باب جو علم دین غیر اللہ کے لئے حاصل کرے اسکے متعلق حکم

۳۶۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ التَّعْمَانِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ أَبِي طَوَالَةَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى

بِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي رِيحَهَا.
ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ایسا علم جس کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے اسکو کسی متاع دنیوی کے حصول کے لئے سیکھے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو کو نہ پاسکے گا۔

سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۶۴) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۲۵۲) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۳۸/۲)

شرح الحدیث یعنی جو شخص ایسا علم جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہو، یعنی علم دین و شریعت۔ اس کو کسی متاع دنیوی کے حصول کے لئے سیکھے تو قیامت کے روز وہ جنت کی خوشبو نہ پاسکے گا۔
 اس حدیث میں ایسے شخص کیلئے علی وجہ المبالغة دخول جنت کی نفی ہے کہ جنت تو کیا اس کی خوشبو بھی اس کو حاصل نہ ہوگی، لیکن اہل سنت کے نزدیک اس قسم کی حدیثیں مؤول ہیں، اور تاویل یہ ہے کہ اس سے دخول اول کی نفی مراد ہے، یعنی بغیر سزا بھگتے جنت میں نہ جاسکے گا، ایک تاویل یہ بھی کی گئی ہے کہ ایسا شخص جو جنت میں داخل ہو لیکن وہاں کی خوشبو اسکو حاصل نہ ہوگی، اور ایک تاویل مسوع من بعض المشائخ یہ ہے کہ نیک لوگوں کو جو جنتی ہوں گے قیامت کے روز محشر میں جنت کی لطیف خوشبو اور مہک محسوس ہوگی، تو اس حدیث میں اس کی نفی ہے۔

مَنْ يَتَّبِعْهُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ: کی قید سے مستفاد ہو رہا ہے کہ یہ وعید علم دین کے بارے میں ہے اگر کوئی شخص دنیوی علوم کو دنیا کمانے کیلئے حاصل کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، دراصل یہ دنیوی علوم جو ہیں حقیقۃً علم ہی نہیں ہیں بلکہ صنعت و حرفت کے قبیل سے ہیں، علم حقیقی تو وہی ہے جس سے معرفت حق حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی اطاعت اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ معلوم ہو۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِمَّا يَخْتِمْ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۖ وَالْحَدِيثُ اخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهٗ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، قَالَ الْمُنْذَرِيُّ۔

۱۳۔ بَابُ فِي الْقَصَصِ

باب وعظ کہنے کے متعلق

۳۶۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، حَدَّثَنِي عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ الْخَوَّاصُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيِّبَانِي، عَنْ عَمْرٍو بْنِ عَبَّادٍ اللَّهِ السَّيِّبَانِي، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يَقْصُلُ إِلَّا أَمِيرٌ، أَوْ مَأْمُورٌ، أَوْ مُخْتَالٌ».

ترجمہ: عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وعظ صرف یا تو امیر بیان کرتا ہے یا جو (اسکی طرف سے) مامور ہو یا جو متکبر ہو۔

ترجمہ: سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۶) - مسند احمد - باقی مسند الانصار (۲۳/۶)

شرح الحدیث علی احسن وجه: قصص یعنی وعظ اور تذکیر اسی سے ہے قاص یعنی واعظ اور مبلغ، اس حدیث میں یہ ہے کہ یہ

عمل قصص یا تو امیر کرتا ہے، یا اس کا ماتحت مامور، اور اگر ان دو کے علاوہ کوئی اور کرے تو وہ تیسرا شخص لختال اور متکبر ہے۔

یہاں پر یہ سوال ہوتا ہے کہ وعظ و نصیحت تو ہر عالم اور مؤمن کر سکتا ہے، اور اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ کام صرف

امیر یا مامور ہی کا ہے، اور کسی کیلئے مناسب نہیں یا جائز نہیں، اسلئے بعض شراح نے تو اسکی یہ تاویل کی ہے کہ یہ خطبہ پر محمول

ہے، مطلق وعظ و نصیحت مراد نہیں ہے اسلئے کہ خطبہ دینا وہ امیر یا اسکے مامور ہی کا منصب ہے، ایک تاویل یہ بھی سمجھ میں آتی

ہے کہ ممکن ہے یہ مراد ہو ان فی حضرة الأمير أو المأمور لا یقصد الاحتال، یعنی جو شخص امیر یا اسکے مامور کی موجودگی میں وعظ

و نصیحت کرے وہ متکبر ہے لہذا امام یا جو شخص امام کی طرف سے مامور ہو اسکی موجودگی میں دوسرے شخص کو نہیں کرنا چاہئے،

اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو سمجھو وہ متکبر ہے، سب سے عمدہ توجیہ وہ ہے جو حضرت اقدس گنگوہی کی تقریر ابو داؤد میں ہے اس

میں اس طرح ہے: القاص المخلص مامور من الله تعالى، قال تعالى: وَذِكْرُ قَانَ الَّذِي كَذَّبَ ثُمَّ تَغْنَمُ الْمُؤْمِنِينَ^۱، یعنی اخلاص کے

ساتھ وعظ اور تقریر کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور ہے جیسا کہ آیات کریمہ میں مذکور ہے، پس او المامور کے عموم

میں شخص مذکور بھی داخل ہو جائے گا، فاللہ در الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۶۶۶

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ بَشِيرٍ الْهَرَبِيِّ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ النَّاجِيِّ،

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ، قَالَ: جَلَسْتُ فِي عَصَابَةِ مِنْ خُصَفَاءِ الْمُهَاجِرِينَ وَإِنْ بَعْضُهُمْ لَيَسْتَدْرِ بِبَعْضٍ مِنَ الْغُرَى، وَقَارِيءٌ يَقْرَأُ

عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ الْقَارِيءُ، فَسَلَّمَ، ثُمَّ

قَالَ: «مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ كَانَ قَارِيءٌ لَنَا يَقْرَأُ عَلَيْنَا، فَكُنَّا نَسْتَمِعُ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ أَمُرْتُ أَنْ أَصِيرَ نَفْسِي مَعَهُمْ» قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطْنَا لِيُعَدِّلَ بِنَفْسِهِ فِينَا، ثُمَّ قَالَ: بَيِّنُوا هَكَذَا، فَتَخَلَّفُوا وَهَزَزْتُ دُجُوهَهُمْ، لَهُ قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَ مِنْهُمْ أَحَدًا غَيْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَبَشِّرُوا يَا مَعْشَرَ صَعَالِكِ الْمُهَاجِرِينَ

بِالنُّورِ الثَّامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ يَنْصُفُ يَوْمَ ذَلِكَ خُمُسُ مِائَةِ سَنَةٍ».

ترجمہ: ابو صدیق الناجی حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں فقراء مہاجرین کی جماعت

میں (ایک مرتبہ) بیٹھا تھا وہ ایک دوسرے سے آڑ لیکر کپڑا پورا نہ ہونے کی وجہ سے اپنے اعضاء کو چھپا رہے تھے ایک پڑھنے والا ہمارے درمیان پڑھ رہا تھا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہو گیا تو آپ ﷺ نے سلام کیا پھر دریافت فرمایا: تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا کہ وہ ہمارا قاری ہمارے آگے قرآن پڑھ رہا تھا اور ہم کتاب اللہ کی تلاوت سن رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ رکھے جن کے ساتھ مجھے اپنے آپ کو ٹھہرانے کا حکم فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ ہمارے درمیان ہی بیٹھ گئے تاکہ ہمارے ساتھ موجود افراد میں سے ایک فرد معلوم ہوں پھر اپنے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ اس طرح ہو جاؤ تو سب نے حلقہ بنا لیا اور سب کے چہرے آپ کے سامنے ہو گئے۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ میرا نہیں خیال کہ آپ ﷺ میرے علاوہ ان میں سے کسی کو پہچانتے ہوں پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے فقراء مہاجرین کی جماعت خوش ہو جاؤ میں تم کو بشارت دیتا ہوں قیامت کے دن نور کامل کی (اور یہ بھی فرمایا کہ) تم لوگ یعنی فقراء مہاجرین جنت میں مالدار لوگوں سے آدھے دن پہلے داخل ہو گے جو پانچ سو برس کا ہو گا۔

سنن أبي داود - العلم (۳۶۶) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۶۳/۳) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۹۶/۳)

شرح الحديث: مضمون حدیث واضح ہے وَإِنْ بَعْضُهُمْ لَيَسْتَكْرِئُ بَعْضُهُمْ یعنی ان حضرات کے پاس پہننے کیلئے کپڑے بھی پورے نہیں تھے جسکی وجہ سے ایک دوسرے کی آڑ میں ہو کر اپنے بدن کو چھپاتے تھے، فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَنَا لِيَدْخُلَ بِنَفْسِهِ فِينَا تو رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے ہمارے ساتھ اپنی برابر کی ظاہر فرمانے کیلئے، یعنی بطور تواضع کے آپ نے ایسا کیا، ثُمَّ قَالَ: بَيِّنْ هَكَذَا، فَتَحَلَّفُوا وَبَرَزَتْ وُجُوهُهُمْ، لَہ، یعنی پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے یہ سمجھایا کہ تم سب حلقہ باندھ کر بیٹھ جاؤ، چنانچہ وہ سب حلقہ کی شکل میں ہو گئے اور سب کے چہرے اور صورتیں آپ کے سامنے ہو گئیں، اَبَشَرُوا يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ بِالنُّورِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الخ آپ ﷺ نے فرمایا: اے فقراء مہاجرین کی جماعت خوش ہو جاؤ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کامل نور کی قیامت کے دن اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ یعنی فقراء مہاجرین جنت میں اَغْنِيَاءُ النَّاسِ سے پانچ سو سال پہلے داخل ہو گے۔

یہ حدیث ترمذی شریف میں مختلف الفاظ سے وارد ہوئی ہے، ففی رواية منه، يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ^① قال الترمذی حسن صحيح، وفي رواية يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ^②، وفي رواية إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ^③، وفي رواية يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُسْلِمِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ

① جامع الترمذی - کتاب الزهد - باب ما جاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم ۲۳۵۳

② المعجم الأوسط - باب الألف - من اسمه أحمد ۸۴

③ سنن ابن ماجه - کتاب الزهد - باب منزلة الفقراء ۴۱۲۳

خریفاً^۱

۳۶۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ يَعْنِي ابْنَ مُطَهَّرٍ أَبُو ظَفَرٍ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَلْفٍ الْعَمِّي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَأْتُوا مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى مِنْ صَلَاةِ الْعَدَاةِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبَّ إِلَيَّ، مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةٌ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَلَا أَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةٌ».

ترجمہ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ذکر کرنے والوں کے ساتھ صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک بیٹھوں یہ بات مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چار غلام اولاد اسماعیل سے آزاد کروں اور یہ کہ میں ذکر کرنے والوں کے ساتھ نماز عصر سے غروب آفتاب تک بیٹھوں یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں چار غلام آزاد کروں۔

شرح الحدیث آپ ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں کہ ذکر کرنے والوں کے ساتھ صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک میں بیٹھوں یہ بات مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چار غلام آزاد کروں اولاد اسماعیل سے، یعنی خالص عرب، اور حدیث کے دوسرے جزء میں بیچنے یہی مضمون عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کے بارے میں ہے۔

ذکر اجتماعی کا ثبوت اور اسکی فضیلت: اس حدیث سے اولاً تو ذکر اجتماعی کا ثبوت ہو رہا ہے، بعد دوسرے خاص ان دو وقتوں کی فضیلت۔

اس حدیث سے استر قاق العرب کا جواز سمجھ میں آتا ہے، مسئلہ اختلافی ہے، حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں، حنفیہ کی طرف سے اس کی توجیہ بعض حضرات نے یہ کی ہے کہ انہ معمول علی المبالغة۔

۳۶۶۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةَ النَّسَاءِ» قَالَ: قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزِلَ، قَالَ: «إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي»، قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا انْتَهَيْتُ إِلَى قَوْلِهِ {فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ} الْآيَةِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا عَيْنَاكَ هُمَلَانِ.

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے سورۃ نساء پڑھ کر سنائو میں نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کو سناؤں حالانکہ خود آپ ﷺ پر تو قرآن نازل ہوا ہے تو آپ ﷺ

① جامع الترمذی - کتاب الزہد - باب ما جاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم ۲۳۵۵

② پھر کیا حال ہو گا جب بلاویں گے ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا (سورۃ النساء ۴۱)

نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے سوا کسی سے قرآن سنوں تو میں نے قرآن کی سورۃ نساء تلاوت کی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید (پھر اس وقت کیا ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ بلائیں گے) اور میں نے سر اٹھایا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

تخریج صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۳۰۶) صحیح البخاری - فضائل القرآن (۴۷۶۲) صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (۸۰۰) جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۳۰۲۴) سنن ابی داؤد - العلم (۳۶۶۸) مسند احمد - مسند الکبیرین من الصحابة (۴۳۳/۱)

شرح الحدیث یہ حدیث مصنف نے باب فی القصص کے اندر ذکر فرمائی ہے ترجمۃ الباب اور حدیث میں ظاہر آتو کچھ مناسبت معلوم نہیں ہوتی مگر یہ کہ یہ کہا جائے کہ قرآن پاک تو وعظ و نصیحت کی سب سے جامع کتاب ہے، پھر اسکی تلاوت اس طور پر کرنا کہ ایک پڑھ کر دوسرے کو سنائے معانی پر غور و خوض کے ساتھ یہ قصص اور تذکیر نہیں تو اور کیا ہے۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری۔

آخر کتاب العلم



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الاشریہ

پینے کی اشیاء کے احکام و مسائل سے متعلق ذخیرہ احادیث

مصنف نے اولاً بیوع اور تجارت و اجارات کو ذکر فرمایا جو کہ سبب کسب میں سے ہیں، فالآن ید کو مالا جلہ الکسب ای الاکل والشرب، چنانچہ کتاب الاشریہ کے بعد کتاب الأطعمة کو لائے ہیں، اطعمہ اور اشربہ ان دونوں میں مصنف نے جو ترتیب اختیار کی ہے یعنی تقدیم الاشریہ علی الأطعمة، جب کہ شرب طعام کے بعد ہوتا ہے، چنانچہ صحیح بخاری و سنن ترمذی میں أبواب الاشریہ أبواب الأطعمة کے بعد ہے، اس میں یہ کہا جائے گا کہ ابتداء آفریش میں یعنی بچہ کی غذا کی ابتداء مشروب ہی سے ہوتی ہے پس مصنف نے بھی اس میں اسی کا لحاظ کرتے ہوئے ایسا کیا۔

۱۔ باب فی تحْرِیمِ الخمر

شراب کی حرمت کے بارے میں

شراب کی حرمت موافقاتِ عمری^۱ میں سے ہے جیسا کہ حدیث الباب میں مذکور ہے، خمر کی تحریم آیات قرآنیہ کے ذریعہ بتدریج ہوئی ہے، اس سلسلہ میں اولاً آیۃ البقرۃ یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا إِثْمٌ کَبِیْرٌ^۲ نازل ہوئی، جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ خمر بڑے گناہ کی چیز ہے لیکن اس میں منافع بھی ہیں، جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی: اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَّنَا فِی الْخَمْرِ بَيِّنَاتٍ شَفَاءٌ کہ اے اللہ شراب کے بارے میں تشفی بخش حکم نازل فرما دیجئے، اس پر کچھ روز بعد سورۃ النساء کی آیت نازل ہوئی: یَا أَيُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ^۳، جس میں صرف نماز کے وقت کے قریب شراب کی حرمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضور ﷺ کی طرف سے نمازوں کے اوقات میں منادی اعلان کرتا تھا: أَلَا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ سُكَرَانَ، اس پر بھی حضرت عمرؓ نے وہی دعاء کی جو پہلے کی تھی، اس پر آیۃ المائدہ

۱ مراد نبوت خلیفۃ الرسول امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ متنوع کمالات اور امتیازی خصوصیات سے متصف تھے، ان میں سے ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پاک کی متعدد آیات اور احکام خداوندی آپؐ کی خواہش اور رائے کی موافقت اور تائید میں نازل ہوئے جنہیں موافقاتِ عمر کہا جاتا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ہماری نظر میں ان موافقات کی تعداد ۱۵۰ تک پہنچتی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۵۰۵)

۲ تمہ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے (سورۃ البقرۃ ۲۱۹)

۳ اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو (سورۃ النساء ۴۳)

نازل ہوئی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ جس کے آخر میں ہے: فَهَلْ أَنتُمْ مُنْتَهُونَ^①، اس آیت میں صاف طور سے خمر کی تحریم کی گئی اور فرمایا گیا کہ تم اس سے باز آنے والے ہو یا نہیں، حضرت عمرؓ نے جب آیت سنی تو بہت خوش ہو کر فرمانے لگے اِنْتَهَيْتَنَا کہ ہاں اے رب ہم اس سے ضرور بچیں گے، یہ سارا مضمون باب کی دوسری حدیث (برقم ۳۶۷۰) میں مذکور ہے، تحریم خمر تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ اسکا نزول ۶ھ میں ہوا اور تلقیح ابن الجوزی میں اسکے بجائے ۳ھ لکھا ہے بعد اُحد (کنز الی ہامش البذل^②)۔

۳۶۶۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو حَتَّى، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ: "نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خُمْسَةِ أَشْيَاءَ: مِنَ الْعَنْبِ، وَالتَّمْرِ، وَالْعَسَلِ، وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ، مَا خَاصَرَ الْعَقْلَ"، وَثَلَاثٌ وَدُرُثٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُقَارِقْنَا حَتَّى يَغْهَدَ الْيَتَا فِيهِنَّ عَهْدًا نُنْتَهِي إِلَيْهِ: «الْجَدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنَ أَبْوَابِ الرِّبَا».

حضرت ابن عمرؓ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شراب کی حرمت جب نازل ہوئی تو شراب عام طور سے پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو اور شراب وہ ہے جو عقل خراب کر دے اور (حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ) تین مسئلے ایسے ہیں کہ میری یہ تمنا تھی کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے جدا ہونے سے پہلے ہم سے ان مسائل کی وضاحت فرمادیتے تاکہ ہم ان پر اچھی طرح عمل پیرا ہو جاتے (وہ تین مسئلے) میراث جد کا مسئلہ، کالہ کا، اور ربا کے مسائل ہیں۔

شرح صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۳۴۳) صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۵۹) صحیح مسلم - التفسیر (۳۰۳۲) جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۷۲) سنن النسائی - الأشربة (۵۵۷۸) سنن أبي داود - الأشربة (۳۶۶۹)

شرح الحدیث: اس حدیث میں دو جزء ہیں، ایک کا تعلق کتاب الأشربة سے ہے جس کو ہم بعد میں بیان کریں گے اور دوسرے جزء کا تعلق کتاب الفرائض اور ربا سے ہے، حضرت عمرؓ فرما رہے ہیں کہ تین مسئلے ایسے ہیں جن کے بارے میں میری تمنا یہ تھی کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان مسائل کی آپ ﷺ وضاحت فرمادیتے اپنی زندگی میں تاکہ ہم ان پر اچھی طرح عمل پیرا ہو جاتے اور پھر ان تین مسائل کی تعیین فرمائی ان تین چیزوں سے: ① میراث جد کا مسئلہ، ② کالہ کا، ③ ربا کا، حافظؒ فرماتے ہیں کہ جد سے مراد اسکی مقدار میراث ہے جس میں صحابہ کرامؓ کا بہت اختلاف رہ چکا ہے، چنانچہ

① لے ایمان والوں یہ جو ہے شراب اور جو اور بت اور پانے سب گندے کام ہیں شیطان کے سوان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیزاریہ شراب اور جوئے کے اور رو کے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے سواب بھی تم باز آکر گے (سورۃ المائدہ ۹۰-۹۱)

② تلقیح لہوم اہل الأثر - ص ۴۴، تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس - ج ۲ ص ۲۶، بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱ ص ۲

کتاب الفرائض (بخاری میں) آرہا ہے حضرت عمرؓ کے بارے میں کہ خود ان سے اس میں مختلف فیصلے منقول ہیں، اور دوسری چیز کلامہ یعنی اس کا مصداق جس میں علماء کا اختلاف ہے: مَنْ لَا وَلَدَ لَهُ وَلَا وَالِدَ لَهُ أَوْ بَنُو الْعَمِّ الْأَبَاعِدُ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ كَمَا فِي الْعَوْنِ، اور ابواب الربا سے مراد بظاہر ربا الفضل ہے اس لئے کہ ربا کی قسم ثانی یعنی ربا الدسیئة اس کی حرمت تو صحابہ کے درمیان متفق علیہ ہے، اور ربا الفضل میں حضرت ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کا اختلاف کتاب البیوع میں گزر چکا، حافظؒ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس بعض ابواب ربا کے بارے میں نص موجود تھا اور بعض کے بارے میں نہ تھا اسی لئے اس کے معلوم ہونے کی تمنا فرما رہے ہیں^①۔

خمر کن کن چیزوں سے بنائی جاتی تھی؟ اور حدیث کا جزء اول یہ ہے کہ جب تحریم خمر کا حکم نازل ہوا تو اس وقت خمر عام طور سے پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی: ① عنب، ② تر، ③ عسل، ④ خطہ، ⑤ شعیر، اس سلسلہ میں روایات حدیث مختلف ہیں، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے: لَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ فِيهَا الْخَمْرَ، وَمَا بِالْمَدِينَةِ شَرَابٌ يُشْرَبُ إِلَّا مِنْ تَمْرٍ^②، اور حضرت انسؓ ہی سے صحیح بخاری میں ہے: قَالَ: حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِينَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ - يَعْنِي بِالْمَدِينَةِ - خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ^③، اور صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ، وَإِنْ فِي الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لَخُمُسَةُ أَشْرِبَةٍ مَا فِيهَا شَرَابٌ الْعَنْبِ^④، اور صحیحین میں حضرت انسؓ سے مروی ہے: قَالَ: كُنْتُ أَشْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأَبِي بَنٍ كَعْبٍ مِنْ قَضِيخٍ زَهُوٍ وَتَمْرٍ فَبَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ قُمْ يَا أُنْسُ فَأَهْرِقْهَا^⑤، وفي لفظ: قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ صَهِيْبٍ: قُلْتُ لِأُنْسٍ: مَا هُوَ؟ قَالَ: بِسْرٍ وَطَبْ (كذا في تهذيب السنن لابن القيم^⑥)

اشربہ کے بارے میں حنفیہ اور جمہور علماء کا اختلاف مدلل و مفصل: اسکے بعد جاننا چاہیے کہ اشربہ مسکرہ کی بہت سی قسمیں ہیں: ① خمر، ② سکر، ③ فضیح، ④ نضج الذبیب، ⑤ ظلاء، ⑥ باذق، ⑦ المستصف، ⑧ المثلث، ⑨ الحلیطان، ⑩ مزر وغیرہ وغیرہ، شیخین (امام ابو حنیفہؒ و ابو یوسفؒ) کے نزدیک ان کے احکام مختلف ہیں جیسا کہ آگے بالتفصیل آرہا ہے، اور باقی ائمہ ثلاثہ اور امام محمدؒ کے نزدیک ان سب کا ایک ہی حکم ہے، ان حضرات کے نزدیک شراب چاہے انگور سے

① فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱: ص ۵۰، عون البیور شرح سنن ابی داؤد - ج ۱: ص ۱۰۵، ہذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶: ص ۴-۵

② صحیح مسلم - کتاب الاشریہ - باب تحریم الخمر، و بیان اٹھا تھون من عصید ۱۹۸۲

③ صحیح البخاری - کتاب الاشریہ - باب الخمر من العنب ۵۲۵۸

④ صحیح البخاری - کتاب التفسیر - سورۃ المائدہ ۴۳۴۰

⑤ صحیح البخاری - کتاب الاشریہ - باب نزل تحریم الخمر و ہی من البسر و التمر ۵۲۶۰

⑥ تہذیب السنن - ج ۴: ص ۱۷۹۰-۱۷۹۲

بنائی جائے خواہ کھجور سے خواہ شہد سے خواہ غلوں سے، مسکر ہونے کے بعد سب پر خمر ہی کا اطلاق ہوتا ہے اور سب کا حکم یکساں ہے کہ ان قسموں میں سے کسی میں سے ایک قطرہ بھی پینا جائز نہیں، بلکہ حرام ہے، خواہ بوجہ قلت مقدار سکر پیدا نہ ہو، حدیث: مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ^① سے استدلال کرتے ہوئے نیز كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ^②، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وغیرہ روایات، اور شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشربة محرمہ کی تین قسمیں اور تین درجات ہیں:

قسم اول: خمر ہے جو ایک خاص قسم کی شراب کا نام ہے یعنی الینبی من ماء العنب اذا اشتد وغلا وقذت بالزبد، یعنی انگور کا شیرہ خام یعنی غیر مطبوخ جب کہ وہ زمانہ گزرنے کی وجہ سے گاڑھا اور غلیظ ہو جائے اور جھاگ مارنے لگے۔

قسم ثانی اور درجہ ثانیہ: اس کا مصداق تین قسم کی شرابیں ہیں: ① عصیر العنب المطبوخ دون المثلث، یعنی انگور کا شیرہ جس کو اتنا پکایا جائے کہ دو مثلث سے کم جل جائے، جس کو طلاء بھی کہتے ہیں^③، ② اور نقیع التمر، ③ اور تیسرے نقیع الزبيب یعنی تمر اور زبيب کی بنید غیر مطبوخ بشرط الاشتداد وقذت الزبد، یعنی جب یہ سڑ کر خراب ہو جائیں اور سکر پیدا ہو جائے۔

قسم ثالث: اس سے مراد وہ بقیہ اشربة وانزہ ہیں جو مختلف غلوں وغیرہ سے بنائی جاتی ہیں: من الخنطة والشعير والذمة ومن العسل، خواہ وہ مطبوخ ہوں یا غیر مطبوخ ایسے ہی مثلث عنبی یعنی انگور کا وہ شیرہ جس کا طح کی وجہ سے دو مثلث حصہ جل جائے اور صرف ایک مثلث باقی رہ جائے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے یہاں شراب کے اندر اصل دو چیزیں ہیں اول عنب اس سے تو خمر حقیقی بنتی ہے دوسرے تمر وزبيب، زبيب اگرچہ حقیقۃً عنب ہی ہے لیکن اس کا حکم عنب سے الگ ہے، حکم کے لحاظ سے وہ تمر کے برابر

① جامع الترمذی - کتاب الأشربة - باب ما جاء ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ۱۸۶۵

② صحیح مسلم - کتاب الأشربة - باب بیان أن کل مسکر خمر وأن کل خمر حرام ۲۰۰۳

③ پس اگر ادنیٰ درجہ کا طح ہے تو اس کو باذن کہتے ہیں اور اگر طح سے نصف جل جائے تو اسکو منصف کہتے ہیں اور اگر نصف سے زائد اور دو مثلث سے کم جلا ہے تو اسکو طلاء کہتے ہیں کما فی الہدایۃ عن الجامع الصغیر، یہ تینوں قسم کے عصیر مطبوخ باذن منصف اور طلاء کا حکم حرمت میں برابر ہے، لیکن طلاء کا اطلاق مثلث پر بھی ہوتا ہے، یعنی وہ عصیر العنب جسکو اتنا پکایا جائے کہ دو مثلث جل جائے یہ طلاء طلال ہے جس کو مثلث عنبی بھی کہتے ہیں، نفی موطا الإمام محمد، رحمہ اللہ تعالیٰ: لَا بَأْسَ بِشَرْبِ الطَّلَاءِ الَّذِي قَدْ ذَهَبَ لُثْغُهُ وَبَقِيَ لُثْغُهُ، وَكُلُّ لَا يُسْكِرُ أَهْدَفِي هَامِشُهُ: قوله: الَّذِي قَدْ ذَهَبَ لُثْغُهُ، قيد به لأن الطلاء الذي ذهب أقل من ثلثيه لا يحل كما قال في "الجامع الصغير": محمد، عن يعقوب، عن أبي حنيفة، قال: الخمر حرام قليلها وكثيرها، والسكر وهو الذي من ماء التمر ونقيع الزبيب، إذا اشتد حرام، والطلاء وهو الذي ذهب أقل من ثلثيه من ماء العنب، وما سوى ذلك من الأشربة فلا بأس به، انتهى. وبه يظهر أن لاتدفع بين كلمات الفقهاء حيث حكم بعضهم على الطلاء بالحرمة، وبعضهم بالخلة، فإن الطلاء يُطلق على أمرين: أحدهما حلال، والآخر حرام، كما حققه الفقيه حسن الشرنبلالي في رسالته "نزهة ذوي النظر لمحاسن الطلاء والتمر" (اهم التعليقات المجدد على موطأ محمد - ج ۳ ص ۱۲۳) طلاء کا ذکر متن میں باب فی الدازی میں بھی آ رہا ہے۔

ہے، اس کے علاوہ دوسرے غلہ جات سے جو شرابیں بنتی ہیں وہ تیسرے درجہ کی ہیں ان کا حکم الگ ہے، نیز عنب جس سے خمر اصل بنتی ہے اس میں بھی اصل یہ ہے کہ وہ مطبوخ نہ ہو آگ پر اس کو نہ رکھا گیا ہو ورنہ طبع کے بعد وہ خمر درجہ اولیٰ سے درجہ ثانیہ میں آ جاتی ہے، اور اس کا حکم بدل جاتا ہے، اب آپ ان مذکورہ بالا اقسام ثلاثہ کا حکم سمجھئے۔ قسم اول یعنی خمر کا حکم یہ ہے کہ اس کا ایک قطرہ بھی پینا حرام ہے، اور اگر پیا تو حد بھی جاری ہوگی خواہ بوجہ قلت کے سر پیدا نہ ہو، اور قسم ثانی یعنی طلاء، نقیع التمر اور نقیع الزبيب اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا پینا مطلقاً حرام ہے لیکن حد اسی وقت جاری ہوگی جب اتنی مقدار پی ہو جس سے سر پیدا ہو گیا ہو، اور قسم ثالث کا حکم یہ ہے کہ اس کی اتنی مقدار جو مفضی الی السكر نہ ہو نیک نیتی یعنی تقویٰ کی نیت سے پینا جائز ہے، اور تہی اور مستی کی نیت سے پینا حرام ہے، لیکن حد اسی وقت جاری ہوگی جب پینے والے پر نشہ چڑھ جائے، اور ائمہ ثلاثہ و امام محمدؒ کے نزدیک تمام اشربة وانبذہ کا حکم وہی ہے جو ہمارے یہاں قسم اول کا حکم ہے^①، اس سے معلوم ہوا کہ عند الجمہور اشربة کے حکم میں تشدد ہے اور حنفیہ کے نزدیک اس کے اندر بعض قسموں کے لحاظ سے گنجائش ہے۔

حنفیہ جملہ اشربة کی تحریم کے کیوں قائل نہیں ہیں؟ اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ حنفیہ نے اس میں احتیاط کا پہلو کیوں نہیں اختیار کیا جیسا کہ جمہور کے مسلک میں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حنفیہ کا مسلک اس سلسلہ میں وقت نظر پر مبنی ہے، اسی لئے کہ خمر کے بارے میں اہل لغت کے دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ عنب کے ساتھ خاص ہے صرف انگور کی شراب کو خمر کہتے ہیں^②، دوسرا قول یہ بھی ہے کہ خمر عام ہے انگوری ہو غیر انگوری اگرچہ صاحب ہدایہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ خمر کے انگور کے ساتھ خاص ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے، وہ فرماتے ہیں: ولنا أنه اسم خاص یأطباہی أهل اللغة فیما ذکرناہ ولہذا اشتهر استعمالہ فیہ وفي غیرہ غیرہ اھ^③، مگر اس پر شیخ ابن الہمام نے نقد کیا ہے، اور خمر کے بارے میں اہل لغت کے دونوں قول لکھے ہیں، نیز آگے کتاب میں باب آرہا ہے باب الحمر بیٹاھی، جس میں مختلف روایتیں مصنف لائے ہیں، ایک روایت (برقم ۳۶۷۸) میں ہے: الحمر من ہاتین الشجرتین الثخلۃ، والعنبۃ، اس روایت سے خمر کا کھجور اور عنب کے ساتھ خاص ہونا مستفاد ہوتا ہے ایک لحاظ سے اس حدیث سے شیخین کے مسلک کی

① وفي هامش البذل: وخلاصة مذهب الحنفية أن الأشربة ثلاثة أقسام. الحمر حرام مطلقاً وله عشرة أحكام. الثاني: الأشربة العصير ① وهو نزعان الباقى والنصف، ونقيع ② التمر وهو السكر، ونقيع ③ الزبيب هذه حرام قليلها وكثيرها لكن حرمتها ظنية، والثالث باقى الأشربة (المتخذة من الحبوب وغيرها) حلال عند الشيخين مالم يسكر، وحرام عند محمد والأئمة الثلاث قليلهما وكثيرها وبه يفتى، ويجد على السكر من كلها على الصحيح بخلاف الحمر فيجد على قطرة منها وأن لم يسكر هذا خلاصة ما فى الكوكب الدرى اھ بتصرف يسير (بذل المجہود - ج ۱۶ ص ۳-۴)۔

② اور امام نوویؒ نے جمہور کا قول اسی کو قرار دیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں: اتفق أصحابنا على تسمية جميع هذه الأنبذة خمرًا لكن قال أكثرهم هو مجاز وأما حقيقة الحمر عصير العنب وقال جماعة منهم هو حقيقة. (المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج ۱۳ ص ۱۶۹)

③ الهداية شرح بداية المبتدى - ج ۷ ص ۲۸۵

تائید ہوتی ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک خمر کے اقسام ثلاثہ میں سے قسم ثانی یہی ہے جو کھجور اور انگور سے بنائی جائے جو حنفیہ کے نزدیک بھی مطلقاً حرام ہے اور عام طور سے احادیث میں مختلف قسموں پر جو خمر کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مقصود بیان لغت اور اطلاق کو بیان کرنا نہیں، بلکہ مقصود بالذات بیان حکم ہے کہ جتنی شراہیں بھی مسکر ہیں وہ بھی خمر کی طرح حرام ہیں، آپ کا مقصد بیان حقائق نہیں بلکہ بیان شرائع ہے، اور دوسرا منشا حنفیہ کا اس تفصیل اور تجزیہ سے یہ بھی ہے کہ اگر شراب کی تمام قسموں کا ہر صورت میں حکم مطلقاً حرمت قرار دیا جائے گا تو اس میں بڑا اشکال پیدا ہو جائے گا، جن صحابہ کرام سے تحریم خمر کے بعد بھی شرب نبیذ ثابت ہے جن کی روایات ”بذل الجہود“ میں مذکور ہیں، چنانچہ اس میں ہے: قال فی البدائع^۱: وأبو حنیفة وأبو یوسف احتجا بحديث رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وآثار الصحابة الكرام - رضي الله عنهم - . أما الحديث فما ذكره الطحاوي في شرح الآثار عن عبد الله بن عمر - رضي الله تعالى عنهما - «أن النبي - عليه الصلاة والسلام - أتى بنبيذ فشمه فقطب وجهه لشدة، ثم دعا جماء فصبه عليه وشرب منه» وأما الآثار فمنها ما روي عن عمر - رضي الله عنه - أنه كان يشرب النبيذ الشديد، ويقول: «إننا لنحذر الجزور وإن العتق منها لآل عمر ولا يقطعه إلا النبيذ الشديد. ومنها ما روي عن سيدنا علي - رضي الله عنه - أنه أضاف قوما فسقا هم فسکر بعضهم فحدة فقال الرجل: «تسقينني ثم تحذني»، فقال علي: «إنما أحذك للمسكر، وغير ذلك من الروایات المذکورہ فی البذل وفي آخره: فإذا ثبت الإحلال من هؤلاء الكبار من الصحابة الكرام - رضي الله تعالى عنهم - فالقول بالتحريم يرجع إلى تفسيقهم. وأنه بدعة ولهذا أورد أبو حنیفة إحلال المثلث من شرائط مذهب السنة والجماعة، فقال فی بیانها: «أن یفضل الشیخین، ویحب الحننین، وأن یرى المسح علی الخفین، وأن لا یحرم نبیذ التمر» لما أن فی القول بتحریمه تفسیق كبار الصحابة - رضي الله تعالى عنهم -، والكف عن تفسیقهم، والإمساک عن الطعن فیهم من شرائط السنة والجماعة. وأما ما ورد من الأخبار ففيها طعن، ثم بها تأویل، ثم قول بموجبها إلى أن قال. وأما التأویل فهو أنها محمول علی الشرب للتلهي توفيقاً بین الدلائل صیانة لها عن التعارض وأما القول بالموجب فهو أن المسکر عندنا حرام، وهو القدح الأخير؛ لأن المسکر ما یحصل به الإسکار. وإنه یحصل بالقدح الأخير، وهو حرام قلیله وکثیره، وهذا قول بموجب الأحادیث إن ثبتت بحمد الله تعالى اه، وفي هامش البذل: قال ابن عابدین: قال الإمام أبو حنیفة لا أفنی بحرمه النبید ولو أعطیت الدنيا لأن فیہ تفسیق بعض الصحابة ولا أشربها ولو أعطیت الدنيا لأنه لا حاجة إلیه، فلله درفتواه وتقواه اه، صاحب بدائع کی طرح بعض روایات اباحت حاشیہ نصب الرایہ میں بھی مذکور ہیں، اس میں یہ بھی ہے کہ

روایات منع جیسے: "کل خمر منسکر، وبما أسکر الفرق منه، فملا الکف منه حرام": هذا كله منسوخ، نسخه شربه الصلب^① يوم حجة الوداع، قالوا: ومن الدليل على ذلك أنه كان ينهى وفد عبد القيس عن شرب المسکر، فوفدوا إليه بعد، فرآهم مصفرة ألوانهم، سيئة حالهم، فسألهم عن قصتهم، فأعلموه أنه كان لهم شراب فيه قوام أبدانهم، فمنعهم من ذلك، فأذن لهم في شربه، وأن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: شهدنا التحريم، وشهدنا التحليل، وغبتم، وأنه كان يشرب الصلب من نبيذ التمر، حتى كثرت الروایات عنه به، وشهرت، وأذيعت، واتبعه عامة التابعين من الكوفيين إلى آخر ما ذكر^②.

مَا أُسْكِرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ مِنْهُ حَرَامٌ^③: اس کو ہمارے علماء نے مؤول قرار دیا ہے، یا تو یہ کہا جائے کہ اس سے وہ شرب مراد ہے جو للتلہی ہوا، یا للتعوی، اور یا اس سے وہ آخری جرم مراد ہے جس سے سر پیدا ہوا ہے کہ اس کا قلیل و کثیر سب حرام ہے، اور یا پھر اس کو شراب کے اقسام ثلاثہ میں سے قسم اول اور ثانی پر محمول کیا جائے، ان دونوں قسموں کے بارے میں ہماری رائے بھی یہی ہے، اور ایک جواب اس میں نسخ کا ہے جو ابھی مذکور ہوا، اور ایک جواب یہ ہے کہ حرمت سے مراد یہ ہے کہ ملا الکف حرام ہے یعنی مفضی الی الحرام ہے کیونکہ جو پینا بغیر نیت تقویٰ کے یعنی تلہی کیلئے ہو گا وہاں پر قلیل کا پینا باعث ہو گا شرب کثیر کا، پس یہ شرب قلیل سبب ہو گا حرام کا اور جو چیز سبب ہو حرام کا وہ خود بھی حرام ہوتی ہے، اور اگر یہ پینا بغیر نیت تقویٰ علی الطاعة ہو گا تو اس صورت میں منجر الی الکثیر نہ ہو گا، کذا فی الکوکب وفیہ: إنما یحتاج إلى أمثال هذه التأویلات لما ثبت من بعض الصحابة شرب أمثالها فعلم بفعله أن النهی لیس مطلقاً عاماً^④ اور ایک توجیہ اوپر عربی عبارت میں القول بالموجب گزری جس کا مطلب یہ ہے فریق ثانی جو دلیل پیش کر رہا ہے ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں اس لئے کہ وہ ہمارے ہی حق میں مفید ہے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ جو مقدار نبیذ کی آدمی کے حق میں مسکر ہو وہ مطلقاً حرام ہے اس کا قلیل بھی کثیر بھی اور جو مقدار مسکر ہی نہیں اس پر حرمت کا حکم بھی لاگو نہ ہو گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس سلسلہ میں امام نسائی بھی حنفیہ سے ناراض ہیں چنانچہ وہ حدیث سعد بن ابی وقاص: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ قَلِيلٍ مَا أُسْكِرَ كَثِيرُهُ^⑤ کے تحت فرماتے ہیں: وفي هذا الحديث دليل على تحريم السكر قليله وكثيره، وليس كما يقول المخادعون

① كذا في الاصل۔

② نصب الراية لأحاديث الهداية - ج ٤ ص ٣٠٣

③ جامع الترمذي - كتاب الاشرية - باب ما جاء ما أسكر كثيره فقليله حرام ١٨٦٥

④ الكوكب الذهبي على جامع الترمذي - ج ٣ ص ٣٣

⑤ سنن النسائي - كتاب الاشرية - باب تحريم كل شراب أسكر كثيره ٥٦٠٩

بتحریمہم آخر الشربۃ۔ دون ما تقدمہا، إذ لا خلاف بین أهل العلم، أن السكر بكلینہ لا یحدث عن الشربۃ الأخیرۃ فقط، دون ما تقدمہا^①، والحديث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری۔

۳۶۷۰۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ مُوسَى الْحَقْلِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قَالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ بَيْنَ لَتَانِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ {يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ^②} الْآيَةُ، قَالَ: فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، قَالَ: اللَّهُمَّ بَيْنَ لَتَانِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي النَّسَاءِ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَى^③} فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ يُنَادِي: «أَلَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سَكْرَانُ»، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ بَيْنَ لَتَانِي الْخَمْرِ بَيِّنَاتًا شِفَاءً، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ^④} قَالَ عُمَرُ: انْتَهَيْتَا.

شرح

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں تشفی بخش حکم نازل فرما دیجیے تو سورۃ بقرہ والی آیت نازل ہوئی یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَهُوَ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے تو حضرت عمرؓ کو بلایا گیا اور انھیں یہ آیت سنائی گئی تو انہوں نے دعا کی اے اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لئے تشفی بخش حکم نازل فرما دیجیے اسکے بعد یہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ نساء میں ہے کہ اے ایمان والو نماز کے قریب مت جاؤ اس حال میں کہ تم نشے میں ہو (شراب پی رکھی ہو) چنانچہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے نمازوں کے اوقات میں منادی اعلان کرتا تھا خبردار کہ کوئی نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جائے تو حضرت عمرؓ کو بلایا گیا اور انھیں یہ آیت سنائی گئی تو انہوں نے دعا کی اے اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں واضح تشفی بخش حکم نازل فرما دیجیے تو یہ آیت نازل ہوئی فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ سو کیا تم باز آؤ گے؟ تو حضرت عمرؓ نے کہا (خوشی سے) (اے رب) ہم ضرور بچیں گے۔

جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۳۰۴۹) سنن النسائی - الاشریہ (۵۵۴۰) سنن ابی داود - الاشریہ (۳۶۷۰)

حج

اس حدیث کا مضمون شروع میں گزر چکا، والحديث أخرجه الترمذی والنسائی، وذكر الترمذی انه

شرح الحديث

مرسل اصح، قاله المنذری۔

① نصب الراية لاحاديث الهداية - ج ۴ ص ۳۰۲-۳۰۳

② تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے (سورۃ البقرہ: ۲۱۹)

③ اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو (سورۃ النساء: ۴۳)

④ اے ایمان والو! یہ جو ہے شراب اور جوار اور بت اور پانے سب گندے کام ہیں شیطان کے سوان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بغیر بدیہ شراب اور جوئے کے اور رو کے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے سوا بھی تم باز آؤ گے (سورۃ المائدہ ۹۰-۹۱)

۳۶۷۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ الشَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "أَنَّ رَجُلًا، مِنَ الْأَنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أَنْ يُحَرَّمَ الْخَمْرُ، فَأَمَّهُمْ عَلِيُّ بْنُ الْمَغْرِبِ فَقَرَأَ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ فَخَلَطَ فِيهَا، فَذَلَّكَ { لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ } ①".

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے ایک انصاری شخص نے انھیں اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو دعوت دی اور ان کو شراب پلائی شراب کے حرام ہونے سے پہلے پھر (نماز کا وقت آیا تو) حضرت علیؓ نے نماز مغرب کی امامت کروائی جس میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ کی تلاوت کی جس میں خلط کر دیا (یعنی اس طرح پڑھا { قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ } لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ② وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے) اس پر (سورۃ نساء کی) آیت نازل ہوئی کہ تم نمازوں کے قریب حالت نشہ میں مت جاؤ یہاں تک کہ تم جاننے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

شرح الحدیث حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص نے ان کی اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی دعوت کی اور ان کو شراب بھی پلائی یعنی تحریم خمر سے پہلے، مغرب کی نماز کا وقت آیا تو حضرت علیؓ نے امامت کی جس میں سورہ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھی جس میں خلط کر دیا، یعنی اس طرح پڑھا: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ② لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ③ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ، جیسا کہ ترمذی ④ کی روایت میں ہے اس پر سورہ نساء کی آیت نازل ہوئی جس سے صرف نمازوں کے اوقات میں تحریم خمر ہوئی۔ الحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

۳۶۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَوْزِي، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ التَّحَوِي، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ: " { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى } وَ { يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ } ⑤ نَسَخَتْهُمَا النَّبِيُّ فِي الْمَائِدَةِ { إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ } ⑥ الْآيَةِ".

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى } اے ایمان والو نماز کے قریب مت جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو اور دوسری آیت { يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ } کہ وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ نفع کی چیزیں بھی ان دونوں آیتوں کو سورۃ مائدہ کی آیت { إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ } شراب اور جو اور بت وغیر شیطانی کام ہیں نے منسوخ کر دیا۔

① اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو (سورۃ النساء: ۴۳)

② تو کہہ اے منکرو میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو (سورۃ الکافرون: ۱-۲)

③ جامع الترمذی - کتاب التفسیر - باب ومن سورۃ النساء ۳۰۲۶

④ تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو (سورۃ البقرہ: ۲۱۹)

۳۶۷۳ - حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ سَاقِي الْقَوْمِ حَيْثُ حُزِمَتْ الْحُمُرُ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ، وَمَا شَرِبْنَا يَوْمَئِذٍ إِلَّا الْقُضْبِيخَ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، فَقَالَ: "إِنَّ الْحُمْرَ قَدْ حُزِمَتْ، وَنَادَى مُنَادِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقُلْنَا: هَذَا مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں شراب کی حرمت نازل ہوئی تو میں حضرت ابو طلحہ کے مکان پر لوگوں کو شراب پلا رہا تھا اور اس وقت ہماری شراب فضیح (نقیع التمر کھجور کی بغیر کی شراب) ہوتی تھی تو ایک شخص ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شراب تو حرام کر دی گئی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے (شراب کی حرمت کا) اعلان کر دیا تو ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ شخص اعلان کرنے والا ہے جو اعلان کر رہا ہے۔

تحقیق صحیح البخاری - المظالم والغصب (۲۳۳۲) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۳۴۱) صحیح البخاری - الاشریہ (۵۲۶۰) صحیح البخاری - أخبار الأحاد (۶۸۲۶) صحیح مسلم - الاشریہ (۱۹۸۰) سنن النسائی - الاشریہ (۵۵۴۱) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۷۳) مسند احمد - باقی مسند المکتوبین (۱۸۱/۳) موطأ مالک - الاشریہ (۱۵۹۹) سنن الدارمی - الاشریہ (۲۰۸۹)

شرح الحدیث یہ حدیث باب کی پہلی حدیث کی شرح میں مع حوالہ کے گزر چکی، اس حدیث میں یہ ہے کہ جس زمانہ میں تحریم خمر کا حکم نازل ہوا اس وقت ہم لوگوں کی عام طور سے جو شراب ہوتی تھی وہ فضیح تھی یعنی نبید البسر، یعنی غیر مطبوخ جو قسم ثانی میں نقیع التمر کے نام سے گزر چکی جو ہمارے یہاں بھی حرام ہے الایہ کہ مطبوخ ہو اس صورت میں جائز ہوگی لا عند الجمہور۔

۲۔ بَابُ الْعَنْبِ يُعَصَّرُ لِلْخَمْرِ

باب انگور کا شیرہ شراب بنانے کے لئے نکالنا

یعنی انگور کا شیرہ نکالنا خمر بنانے کے لئے۔

۳۶۷۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجُرَّاحِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، مَوْلَاهُمَا، وَشَارِبُهَا، وَسَاقِيهَا، وَمُبْتَاعُهَا، وَعَاصِرُهَا، وَمُعْتَصِرُهَا، وَحَامِلُهَا، وَالْمَحْمُولَةُ إِلَيْهِ: «لَعَنَ اللَّهُ الْخَمْرَ،

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی شراب پر اسکے پینے والے پر اور اسکے پلانے والے پر اور اسکے بیچنے والے پر اور اسکے خریدنے والے پر اور اسکے (دوسرے کیلئے) نچوڑنے والے پر اور اسکے نچروانے والے پر (یعنی جس کیلئے نچوڑی جائے) اور اسکے اٹھانے والے پر اور جس کیلئے اٹھائی جائے اس پر۔

شرح الحديث: سنن أبي داود - الأشربة (۳۶۷۴) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۳۸۰) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲۵/۲)

یہ حدیث بروایت انس ترمذی شریف میں بھی ہے کتاب البیوع میں جس میں اس طرح ہے: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر عشرۃ: ① عاصرها، ② ومغتصرتها، ③ وشاربها، ④ وحاملها، ⑤ والمحمولة إلیہ، ⑥ وبائعها، ⑦ وآکل ثمنہا، ⑧ والمشتري لها، ⑨ والمشتراؤه، ⑩ یعنی آپ ﷺ نے شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت فرمائی ہے، عاصر، یعنی انگوروں کو شراب بنانے کیلئے نچوڑنے والا، اور معطر جس کیلئے نچوڑا جا رہا ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ عاصر سے مراد وہ شخص ہے جو دوسرے کیلئے نچوڑے اور معطر سے مراد وہ جو اپنے لئے نچوڑے (من الکوکب) اور اس کے پینے والے پر اور اس کے اٹھانے والے پر اور جس کی طرف اٹھا کر لیجائی جا رہی ہے اس پر، اسکے پلانے والے پر اور اسکے فروخت کرنے والے پر، اور اس کا ثمن کھانے والے پر اور اس کی خریداری پر اور جس کیلئے خریدی جا رہی ہو اس پر یہ ترجمہ ترمذی کی روایت کی ترتیب کے اعتبار سے ہے، اور ابو داؤد کی روایت میں صرف نو مذکور ہیں جس میں ایک خود خمر ہے: لعن اللہ الخمر، علامہ سندئ فرماتے ہیں ہر چیز کی لعنت اس کے اعتبار سے ہوتی ہے لہذا خمر پر لعنت کا مطلب اسکے پینے کی تحریم اور اس پر نجاست کا حکم لگانا ہے اھ۔ والحديث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۔ باب ما جاء فی الخمر مخلل

باب شراب کو سرکہ بنانے کے بارے میں

تخلیل خمر (یعنی شراب کو سرکہ بنانے) کا مسئلہ مختلف فیہ ہے، امام احمدؒ کے نزدیک جائز نہیں ان کے نزدیک تخلیل سے حلال نہیں ہوتی اور حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر شراب رکھی ہوئی خود بخود سرکہ بن جائے تب تو حلال ہے ورنہ نہیں، اور امام مالکؒ کے نزدیک تخلیل یعنی یہ فعل تو ناجائز ہے لیکن تخلیل کے بعد اس کا پینا حلال ہے۔ (عون عن النیل)۔

۳۶۷۵۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ، سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَتْيَانِهِمْ وَرَأْيِهِمْ فِي الْخَمْرِ، قَالَ: «أَهْرِقُهَا» قَالَ: أَفَلَا أَجْعَلُهَا خَلًّا؟ قَالَ: «لَا».

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ بعض تیموں کے حصّہ میراث میں شراب آئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکو بہادو تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا میں اسکو سرکہ نہ بنالوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔

صحیح مسلم - الاشرۃ (۱۹۸۳) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۹۴) سنن ابی داؤد - الاشرۃ (۳۶۷۵) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۱۱۹/۳) سنن الدارمی - الاشرۃ (۲۱۱۵)

شرح الحدیث یعنی آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ بعض یتیم بچوں کے حصہ میں میراث میں شراب آئی ہے تو آپ ﷺ نے اسکو بہادینے کا حکم فرمایا اور سرکہ بنانے کی بھی اجازت نہیں دی، یہ حدیث حنابلہ کے نزدیک تو اپنے ظاہر پر ہے تاویل کی حاجت نہیں اور حنفیہ کے نزدیک ابتداء زمان پر محمول ہے اس لئے کہ وہ لوگ اسکے عادی ہو چکے تھے اور جس چیز کی عادت ہو جاتی ہے اس سے بچنا چونکہ مشکل ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے احتیاطاً اور تنزیہاً تخلیل خمر سے بھی منع فرمایا تاکہ اسکی نفرت دل میں بیٹھ جائے اور دلیل اباحت دوسری روایات ہیں جیسے: نَعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ^۱، اور ایک روایت میں ہے: خَيْرٌ خَلُّكُمْ خَلُّ خَمْرِكُمْ^۲، کما فی حاشیۃ الترمذی۔ والحدیث أخرجه مسلم والترمذی، قاله المنذرى۔

۴۔ باب الخمر یتاھو

باب جن چیزوں سے شراب بنتی ہے ان کا بیان

۳۶۷۶ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنَ الْعَنْبِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ اللَّبَنِ خَمْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا».

ترجمہ حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انگور سے شراب بنتی ہے اور کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے شراب بنتی ہے۔

جامع الترمذی - الاشرۃ (۱۸۷۲) سنن ابی داؤد - الاشرۃ (۳۶۷۶) سنن ابن ماجہ - الاشرۃ (۳۳۷۹)

شرح الحدیث اس حدیث میں ان ہی پانچ اشیاء کا ذکر ہے جن کا کتاب الاشرۃ کی پہلی حدیث میں ذکر ہے کہ ان سب چیزوں سے خمر بنتی ہے، اور اس کے بعد والی روایت میں، ذرہ، یعنی جو ار کا بھی ذکر ہے اور اسی طرح، زہیب کا۔

توجیہ الحدیث علی مسلک الحنفیۃ: حاشیہ بذل میں "الإرشاد الرضی" سے منقول ہے کہ یہ حدیث گو بظاہر حنفیہ کے خلاف ہے لیکن فی الحقیقت اس سے ان کی تائید ہوتی ہے اس لئے کہ لفظ خمر اگر ان تمام اشیاء کو شامل ہوتا

۱۔ المعجم الكبير للطبرانی ۱۷۴۹ (ج ۲ ص ۱۸۴)

۲۔ السنن الكبرى للبيهقي - كتاب الرهن - باب ذكر الخمر الذي ورد في خل الحمر ۱۱۲۰۳ (ج ۶ ص ۶۳)

۳۔ "الإرشاد الرضی" الکوکب الدمی کی طرح حضرت گنگوئیؒ کی وہ تقریر ترمذی ہے، جو ہمارے حضرت شیخ کے پوچھا مولانا رضی الحسنؒ نے منع فرمائی تھی۔

لنیز استعمالاً تو آپ ﷺ کو اس تفسیر کی بایں عنوان احتیاج نہ پیش آتی، اس لئے کہ جب قرآن کریم میں تحریم کا ذکر آچکا تو اس کا عموم ان اشیاء کو بھی شامل ہوتا اور اہل لسان اس کو خود بخود سمجھ جاتے، لہذا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی غرض اس تفسیر سے بیان حکم ہے اھ^۱، اور باب کی تیسری حدیث میں جو (برقم ۳۶۷۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ یہ ہے:

الْحُمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ، وَالْعَبْثَةِ، اسکے بارے میں بذل اور کوکب دونوں میں یہ تحریر ہے کہ اس سے مقصود حصر نہیں اور ہمارے یہاں شروع میں گزر چکا کہ یہ حدیث ایک لحاظ سے حنفیہ کی تائید کرتی ہے، چنانچہ شیخ حاشیہ کوکب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اکثر شراح حدیث تو یہی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے حصر مقصود نہیں لیکن صاحب "نتائج الأفكار" کا میلان حصر کی طرف ہے: فقال بعد البحث: والحق أن المراد بالحكم الذي أريد بيانه بالحدیث هو حرمة قليله وكثيره، وهذا المعنى لا يتحقق في المتخذ من غير تينك الشجرتين، فيصح الحصر المستفاد من ذلك الحديث بلا غبار اھ^۲، میں کہتا ہوں اس لئے کہ حنفیہ کے نزدیک شراب کے اقسام ثلاثہ میں سے جو قسم ثانی ہے اس کا تعلق صرف ان ہی دو سے ہے اور اس کا حکم ہمارے یہاں یہی ہے کہ اس کا قلیل و کثیر حرمت میں برابر ہے، لہذا کہہ سکتے ہیں کہ خود ان احادیث میں تنوع اثر ہے اور اس کے اختلاف اقسام کی طرف اشارہ موجود ہے جس کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے۔ حدیث النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاول أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، و حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى.

۳۶۷۷- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ أَبُو عَسَّانَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى الْقَضَائِلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي حَرِيرَةَ، أَنَّ عَامِرًا، حَدَّثَهُ أَنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ الْحُمْرَ مِنَ الْعَصِيرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالْتَّمْرِ، وَالْخِنْطَةِ، وَالشَّعْبِيرِ، وَالذُّرَّةِ، وَإِنِّي أَنَهَاكُمْ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ».

رحمہ حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شراب انگوروں کے رس سے اور کشمش سے اور کھجور اور گندم اور جو اور جو ار سے بنتی ہے اور میں تم کو ہر نشہ دلانے والی چیز سے روکتا ہوں۔

جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۷۲) سنن أبي داود - الأشربة (۳۶۷۷) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۳۷۹)

۳۶۷۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْحُمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ، وَالْعَبْثَةِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "اسْمُ أَبِي كَثِيرٍ الْعَبْرِيُّ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ

۱ بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۱۲

۲ الكوكب الدرعي على جامع الترمذی - ج ۳ ص ۳۵

الرَّحْمَنِ بْنِ عُقَيْلَةَ السَّحْمِيِّ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَذْيَنَةُ وَالصَّوَابُ عُقَيْلَةُ."

رحمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شراب ان دو درختوں سے بنائی جاتی ہے یعنی کھجور اور انگور۔

صحیح مسلم - الاشریہ (۱۹۸۵) جامع الترمذی - الاشریہ (۱۸۷۵) سنن النسائی - الاشریہ (۵۵۷۲) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۷۸) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۷۹/۲) سنن الدارمی - الاشریہ (۲۰۹۶)

۵۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسْكِرِ

باب نشہ دلانے والی چیزوں کے متعلق حکم

سکر بمعنی مسکرونی بعض النسخ "بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسْكِرِ"

۳۶۷۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ».

رحمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز شراب ہے ہر نشہ آور شے شراب ہے اور جو کوئی اس حال میں مر جائے کہ شراب پیتا تھا اور (علی الدوام پیتا تھا) اس سے توبہ نہیں کی ہو تو وہ آخرت میں (جنت کی) شراب نہ پیئے گا۔

صحیح البخاری - الاشریہ (۵۲۵۳) صحیح مسلم - الاشریہ (۲۰۰۳) جامع الترمذی - الاشریہ (۱۸۶۱) سنن النسائی - الاشریہ (۵۶۷۱) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۷۹) سنن ابن ماجہ - الاشریہ (۳۳۷۳) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۹/۲) موطأ مالک - الاشریہ (۱۵۹۷) سنن الدارمی - الاشریہ (۲۰۹۰)

شرح الحديث: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ: یعنی فی حکم الخمر، جس خمر کا بیان آپ ﷺ اگلے جملہ میں ارشاد فرما رہے ہیں: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ۔ یعنی کوئی کام علی الدوام کرنا، یعنی جو شخص شراب ہمیشہ پیتا رہے گا یعنی پینے سے توبہ نہیں کرے گا تو اسکو آخرت میں جنت میں شراب طہور جو سب جنتیوں کو ملے گی نہیں ملے گی۔ والحديث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی، وحديث النسائی مختصر، قاله المنذرى۔

۳۶۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ الصَّنَعَانِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الثَّعْمَانَ [بْنَ بَشِيرٍ]،

یَقُولُ: عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «كُلُّ مُخْمَرٍ حَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا مَحْشَتٌ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْحَبَالِ». قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْحَبَالِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «صَلِيدُ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْحَبَالِ».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ دینے والی چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو کوئی نشہ آور چیز پیئے گا تو چالیس دن کی نمازیں اسکی ناقص ہو جائیں گی پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول فرماتے ہیں اور جو شخص جو تھی بار شراب پیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو ضرور بہ ضرور طینۃ الحبال سے پلائیں گے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول طینۃ الحبال کیا چیز ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ جہنمیوں کا خون اور پیپ ہے اور جو شخص کسی نابالغ بچے کو شراب پلائے گا (یعنی بچہ جو اسکی حرمت سے واقف نہیں) تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی ضرور طینۃ الحبال سے پلائیں گے۔

تحقیق سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۸۰) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۷۴/۱) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۸۹/۱) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۳۵۰/۱)

شرح الحدیث کُلُّ مُخْمَرٍ حَمْرٌ: تخمیر کے معنی تغطیہ کے ہیں، نشہ چونکہ آدمی کی عقل کو چھپا دیتا ہے اسلئے خمر کو خمر کہتے ہیں۔ وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا مَحْشَتٌ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا: یعنی جو شخص ایک مرتبہ شراب پیتا ہے تو اس کی چالیس دن کی نمازیں ناقص اور بے برکت ہو جاتی ہے، پس اگر وہ بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں، اور جو شخص جو تھی بار شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بالضرور طینۃ الحبال سے پلائیں گے، طینۃ الحبال، کی تفسیر حدیث میں: صَلِيدُ أَهْلِ النَّارِ سے فرمائی ہے، اہل نار کا لہو پیپ، آگے حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی نابالغ بچے کو شراب پلائے گا تو اس پلانے والے کو بھی اللہ تعالیٰ بالضرور طینۃ الحبال سے پلائیں گے۔

۳۶۸۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ أَبِي الْقُرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الشَّكْبَرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

ترجمہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دلائے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

تحقیق جامع الترمذی - الاشریہ (۱۸۶۵) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۸۱) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۴۳/۳)

شرح الحدیث مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ، فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ: یہ حدیث امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اپنے ظاہر اور عموم پر ہے، اور

شیخین کے نزدیک جیسا کہ پہلے بالتفصیل گزر چکا مودول ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجه، قاله المنذری۔

۳۶۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرْجِسِيِّ، حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ، زَادَ: وَالْبَيْتُ نَبِيْدُ الْعَسَلِ، كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرُبُونَهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَا كَانَ أَكْبَثَهُ مَا كَانَ فِيهِمْ مِثْلُهُ يَعْنِي فِي أَهْلِ حَمَصٍ يَعْنِي الْجُرْجِسِيِّ".

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر پینے والی چیز جو نشہ آور ہو حرام ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے یزید الجرجسی کے سامنے یہ حدیث اس طرح پڑھی کہ آپ سے محمد بن حرب نے زبیدی کے واسطے سے اور زبیدی نے زہری کے واسطے سے اس حدیث کو ان کی سند کے ساتھ نقل کیا اور یہ اضافہ کیا کہ بتع یہ شہد کی نبیذ ہوتی ہے اور فرمایا کہ اہل یمن اس کو پیتے ہیں امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے سنا امام احمد بن حنبل سے وہ فرماتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جرجسی راوی کتنے ثقہ، اثبت ہیں اہل حمص میں کوئی ان کے برابر نہیں۔

صحیح البخاری - الوضوء (۲۳۹) صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۶۳) صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۶۴) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۰۱) جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۶۳) سنن النسائی - الأشربة (۵۹۰) سنن ابی داؤد - الأشربة (۳۶۸۲) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۳۸۶) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۳۶/۶) موطا مالک - الأشربة (۱۵۹۵) سنن الدارمی - الأشربة (۲۰۹۷)

شرح الحدیث قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرْجِسِيِّ، حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، اوپر والی حدیث مذکور جس میں الْبَيْتِ مذکور ہے یہ مصنف کو دو طریق سے پہنچی ہے بطریق تحدیث یعنی سماع من لفظ الشیخ اور دوسرے بطریق قراءت علی الشیخ بعض مرتبہ بطریق استفہام کے ہوتی ہے جس طرح یہاں پر ہے: حَدَّثَكُمْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، پہلے طریق میں مصنف کے استاذ قعنبنی ہیں، اور دوسرے میں علی بن یزید، اس دوسرے طریق میں بتع کی تفسیر کی زیادتی ہے، بتع نام ہے نَبِيْدُ الْعَسَلِ کا، نیز یہ کہ اس کو اہل یمن پیتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَا كَانَ أَكْبَثَهُ: امام احمدؒ جرجسی کی توثیق فرما رہے ہیں بطریق تعجب کے کہ دیکھئے وہ کتنے ثقہ اور اثبت ہیں، اہل حمص میں ان کے برابر کوئی اور نہیں، اظہار تعجب کے موقع پر عام طور سے لفظ سبحان اللہ لوگ استعمال کرتے ہیں، کبھی کلمہ توحید بھی استعمال کرتے ہیں جیسا کہ یہاں پر ہے ①۔ والحدیث أخرجه البخاری

① ہمارے یہاں سہارنپور میں محلہ شاہ ولایت میں ایک پرانے حکیم صاحب تھے (حکیم مختار صاحب مرحوم) جو عالم بھی تھے ان کی عادت بھی یہ تھی کہ جب کوئی بات بطور تعجب کے بیان کرتے تو اس کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ کر بیان کرتے بغیر اللہ لنا ولہ۔

ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۶۸۳-

حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ الشَّرِيفِ، حَدَّثَنَا عَبْدُكَ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ دَيْلَمِ بْنِ الْحَمِيرِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا بِأَرْضٍ بَارِدَةٍ نَعَالُجُ فِيهَا عَمَلًا شَدِيدًا، وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هَذَا الْقَمْحِ نَتَّقَوِي بِهِ عَلَى أَعْمَالِنَا وَعَلَى بُزْدِ بِلَادِنَا، قَالَ: «هَلْ يُسْكِرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «فَاجْتَنِبُوهُ» قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ غَيْرَ تَارِكِيهِ، قَالَ: «فَإِنْ لَمْ يَنْزُكُوا فَتَقَاتِلُوهُمْ».

شرح

یلم الحمیری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا پس میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ایسی سرزمین کے رہنے والے ہیں جو سرد ہے وہاں ہم محنت مشقت کا کام کرتے ہیں اور ہم وہاں گیہوں سے شراب بناتے ہیں جس کو پی کر ہم اپنے کاموں میں تقویت حاصل کرتے ہیں اور سردی سے بچتے ہیں آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا اس سے نشہ پیدا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر اس سے پرہیز کرو۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ تو اسکو چھوڑنے والے نہیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ لوگ نہ چھوڑیں تو ان سے قتال کرو۔

سنن أبي داود - الأشربة (۳۶۸۳) - مسند أحمد - مسند الشاميين (۲۳۲/۴)

شرح الحديث

یلم حمیری جیشانی نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم ایسی سرزمین کے رہنے والے ہیں جو سرد ہے، بظاہر مراد یمن ہے اس لئے کہ جیشان یمن ہی کا ایک قبیلہ ہے وہاں ہم محنت مشقت کے کام کرتے ہیں اور ہم وہاں پر گیہوں سے شراب بناتے ہیں جس کو پیتے ہیں تقویت کیلئے اور سردی سے بچنے کیلئے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس سے سکر پیدا ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے پرہیز کرو، میں نے عرض کیا کہ وہ لوگ تو اس کو چھوڑنے والے نہیں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ نہ چھوڑیں تو ان سے قتال کرو۔

۳۶۸۴-

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٍ مِنَ الْعَسَلِ، فَقَالَ: «ذَلِكَ الْبِئْسَ» قُلْتُ: وَيَتَنَبَّدُ مِنَ الشَّعِيرِ وَالذُّهْرِ، فَقَالَ: «ذَلِكَ الْمِزْمُ» لَمْ يَقُلْ: «أَخَذَ قَوْمَكَ أَنْ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

شرح

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے شہد کی شراب کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اسکو تنج کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ لوگ جو اور جو ار کی بھی بنیذ بناتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کا نام مزر ہے پھر آپ نے فرمایا کہ اپنی قوم کے لوگوں کو بتلا دو کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

شرح

صحیح البخاری - المغازی (۴۰۸۷) - صحیح البخاری - الأدب (۵۷۷۳) - صحیح البخاری - الأحکام (۶۷۵۱) - صحیح مسلم - الأشربة (۱۷۳۳) - سنن النسائی - الأشربة (۵۵۹۵) - سنن أبي داود - الأشربة (۳۶۸۴) - سنن ابن ماجه - الأشربة

(۳۳۹۱) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (۴/ ۴۱۰) سنن الدارمي - الأشربة (۲۰۹۸)

شرح الحديث ابو موسیٰ اشعریٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے شراب غسل کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو بیچ کہتے ہیں، میں نے پوچھا کہ لوگ جو اور جوار کی بھی بیخ بناتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی کا نام بزر ہے اور پھر ان سب کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: **كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ**۔

ترجمہ: ضم ذال اور راء مخففہ کے فتح کے ساتھ ہے یعنی جوار ^۱ جو ایک مشہور غلہ ہے باجرہ کی شکل میں لیکن سفید۔ والحديث أخرجه البخاري ومسلم بنحوه من حديث سعيد بن أبي بردة عن أبيه، قاله المنذري۔

۳۶۸۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَمَّى عَنِ الْحُمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَالْعَبِيرَاءِ، وَقَالَ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "قَالَ ابْنُ سَلَامٍ أَبُو عُثَيْبٍ: الْعَبِيرَاءُ: الشُّكْرُكَ تُعْمَلُ مِنَ الذَّرَّةِ، شَرَابٌ يَعْمَلُهُ الْحَبَشَةُ"۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب اور جوئے اور (کوبہ) طبل یعنی ڈھول اور (غبیراء) جوار کی شراب کو ممنوع قرار دیا اور فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

تحیح: سنن أبي داود - الأشربة (۳۶۸۵) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲/ ۱۵۸)

شرح الحديث ميسر یعنی قمار (جوا) اور کوبہ یعنی طبل (ڈھول) اور غبیراء شراب الذرہ جس کو شکر کہ بھی کہتے ہیں، کوبہ کی تفسیر طبل سے خود کتاب میں چند روایات کے بعد آرہی ہے، اور بذل میں لکھا ہے: **الکوبۃ بالضم هی الزداد الطبل** او البريط ^۲ بربط یعنی سارنگی۔

۳۶۸۶ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو الْقَافِي، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُثَيْبَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: «هَمَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفْطِرٍ»۔

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور اور فتور پیدا کرنے والی چیز کو حرام قرار دیا۔

تحیح: سنن أبي داود - الأشربة (۳۶۸۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۶/ ۳۰۹)

شرح الحديث مُفْطِرٌ یعنی فتور پیدا کرنے والی چیز، فتور مقدمہ سکر ہوتا ہے، اعضاء کے اندر سستی، ڈھیلا پن اور عنودگی سی،

① كذا في البذل وهو المشهور "وفي هامش البذل عن المحيط الأعظم" ۲/ ص ۳۸ بضم المعجمة وتشديد الهملة المفتوحة وسكون الشاة

الفوقية وقال اسمه في الهندية "جوار" اه وضبطه في الجمع بضم معجمة وخفت بهاء وقال هاذة عوض عن واو، كذا في الأوجز اه.

② بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۲۲

ہم سے طلاء کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مجھے ابومالک اشعری نے بتلایا کہ انھوں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے بعض لوگ شراب پییں گے اسکا نام بدل کر۔

سنن أبی داود - الأشربة (۳۶۸۸) سنن ابن ماجہ - الفتن (۴۰۲۰) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۳۴۲/۵)

شرح الحدیث مطلب یہ ہے کہ تبدیل اسم سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر حقیقتہً کوئی شراب مسکر ہو تو وہ خمر ہی کے حکم میں ہوگی خواہ اس کا نام کچھ ہی تجویز کر دیا جائے، حقیقت اور سکی کا اعتبار ہوگا، نہ کہ اسم کا۔

طلاء کی تفسیر: اس روایت میں طلاء کا ذکر ہے، یہاں پر شروع بذل الجہود^۱ اور عون المعبود وغیرہ میں اس کی تفسیر ما طبخ من عصیر العنب حتی ذهب ثلثاہ کے ساتھ کی گئی ہے لیکن جس عصیر کا دو ثلث جل گیا ہو وہ حرام نہیں ہے البتہ جس عصیر کا دو ثلث سے کم جلا ہو وہ اشربہ محرمہ میں سے ہے فمقتضی المقام ان یفسر حتی ذهب اقل من ثلثیہ، ویسے اطلاق طلاء کا ان دونوں ہی قسموں پر ہوتا ہے جیسا کہ کتاب الأشربة کے شروع میں حاشیہ میں گزر چکا، فتنبہ۔ والحدیث أخرجه ابن ماجہ اتم من هذا، قالہ المنذری۔

۳۶۸۹- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَيْخٌ، مِنْ أَهْلِ وَاسِطٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ الْخَارِثِيُّ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، وَسُئِلَ، عَنِ الدَّادِيَّ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْشُرَ بَنَ نَاسٍ مِنْ أُمَّتِي الْحُمُرُ يُسْمَوْنَ بِغَيْرِ اسْمِهَا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ الدَّادِيَّ: شَرَابُ الْفَاسِقِينَ».

ترجمہ ابو منصور کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری سے سنا کہ جب ان سے بادہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ شراب پییں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔

۷- بَابُ فِي الْأَدْعِيَةِ

باب شراب جن برتنوں میں تیار کی جاتی ہے ان کے بیان میں

۳۶۹۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا: نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «هَمَّى عَنِ الدُّبَاءِ، وَالْحُمُرِ، وَالْمَزَقَّتِ، وَالتَّقِيرِ».

ترجمہ حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ ﷺ نے دباء (کدو سے بنایا گیا برتن) حنتم (مٹی کی سبز روغنی گھڑا)، مزقت (وہ برتن جس پر تار کول جیسی سیاہ چیز ملی گئی ہو) نقیر (کھجور کے تنے کو کھوکھلا کر کے بنایا گیا برتن) کی ممانعت فرمائی۔

صحیح البخاری - الإيمان (۵۲) صحیح البخاری - العلم (۸۷) صحیح البخاری - مواہبات الصلاة (۵۰۰) صحیح البخاری - الزکاة (۱۳۳۴) صحیح البخاری - فروض الخمس (۲۹۲۸) صحیح البخاری - المناقب (۳۳۱۹) صحیح البخاری - المغازی (۴۱۱۰) صحیح البخاری - الأدب (۵۸۲۲) صحیح البخاری - أخبار الأحاد (۶۸۲۸) صحیح البخاری - التوحید (۷۱۱۷) صحیح مسلم - الإيمان (۱۷) صحیح مسلم - الأشربة (۱۹۹۷) جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۶۸) سنن النسائی - الإيمان وشرائعه (۵۰۳۱) سنن النسائی - الأشربة (۵۵۴۸) سنن ابی داؤد - الأشربة (۳۶۹۰) سنن ابن ماجہ - الأشربة (۳۴۰۲) مسند أحمد - من مسند بی ہاشم (۲۲۸/۱) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۴/۲) موطأ مالک - الأشربة (۱۵۹۱) سنن الدارمی - الأشربة (۲۱۱۱)

شرح الحديث: ابتداء میں تحریم خمر سے قبل جن برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی اس باب میں ان کا بیان ہے، ان برتنوں میں شراب جلدی تیار ہو جاتی تھی۔

مشکیزہ میں نبیذ بنانے کی مصلحت: شروع میں آپ ﷺ نے ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے بھی منع فرمادیا تھا اور ہدایت کی گئی کہ نبیذ اسقیہ یعنی مشکیزوں میں بنائی جائے مشکیزہ بھی ایسا جس کا منہ اوپر سے بندھن سے باندھ دیا جائے، چنانچہ آئندہ روایت میں آرہا ہے: عَلَيْنَكُمْ بِأَسْقِيَةِ الْكُمِّ النَّبِيذَ عَلَى أَفْوَاهِهَا، اس کی مصلحت یہ تھی کہ جو نبیذ مشکیزوں میں بنائی جائے گی خصوصاً جب کہ اوپر سے اس کا منہ بند کر دیا جائے گا تو اس قسم کے مشکیزہ میں نبیذ میں اگر اشتداد اور سکر کے آثار پیدا ہونے شروع ہوں گے تو اس کا فوراً پتہ چل جائیگا، گیس کی وجہ سے وہ مشکیزہ پھولنا شروع ہو جائے گا، اور اس صورت میں آدمی دھوکہ میں پڑنے سے اور شرب مسکر سے بچ جائے گا، بخلاف ان اوعیہ کے جن میں نبیذ بنانے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا تھا ان برتنوں میں اگر نبیذ بنائی جائے گی تو کوئی ظاہری علامت اشتداد اور سکر کی ان میں ظاہر نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے خطرہ ہوتا ہے اس کا کہ مبادا اس نبیذ میں سکر پیدا ہو گیا ہو جس کا احساس بنانے والے کو نہ ہو اور وہ اس کو غیر مسکر سمجھ کر پینا شروع کر دے اصل وجہ اس منع کی یہ ہے جس کا حاصل احتیاط اور عدم اغترار ہے ورنہ اصل مدار حرمت کا برتنوں وغیرہ پر نہیں ہے بلکہ سکر پر ہے، نبیذ چاہے برتن میں بنائی جائے یا مشکیزہ میں اگر اس میں سکر پیدا نہیں ہوا تو حلال ہے اور اگر پیدا ہو گیا تو حرام ہے جیسا کہ بعض روایات میں حضور ﷺ نے اس کی تصریح فرمائی ہے، غرض یہ کہ ابتداء زمان تحریم خمر میں آپ ﷺ نے ان اوعیہ کے استعمال سے بھی منع فرمادیا تھا لیکن پھر جب بعض صحابہ نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے پاس ان کے علاوہ اور برتن نہیں ہیں تو اس پر آپ ﷺ نے ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دیدی، چنانچہ جمہور کے نزدیک ان اوعیہ کے بارے میں جو منع کی روایات ہیں وہ منسوخ ہیں، پھر بھی کسی قدر اختلاف باقی ہے۔

اوعیہ اربعہ کی تشریح: اب آگے آپ ان اوعیہ مذکورہ فی الحدیث کی تفسیر سنئے: الدُّبَاءُ: خشک کدو جس کے اندر سے گودہ نکال لیتے ہیں اور پیالہ کی شکل میں ہو جاتا ہے، الحَنْتَمُ: الحجرۃ الخضراء، مٹی کی سبز روغنی گھڑیا، المُرَقَّت: وہ مٹی کا

برتن جس پر زفت ملا ہوا ہو زفت تار کول جیسی ایک چیز سیاہ رنگ کی جس کو کشتی وغیرہ پر بھی ملتے ہیں تاکہ اس کے اندر پانی نہ داخل ہو، بعض روایات میں مُقَدِّم آتا ہے اور یہ دونوں ہم معنی ہیں، مقیر جس پر قیر ملا گیا ہو جس کو قار بھی کہتے ہیں، زفت اور قار دونوں ایک ہی چیز ہیں، التَّقْدِیر: فعل بمعنی مفعول یعنی منقور کھجور کے تنہ کا ایک ٹکڑا جس کے اندر کا گودا نکال کر اس کو کھوکھلا کر لیا جاتا ہے، جیسے ہمارے یہاں لکڑی کا ادکھل ہوتا ہے دھان کوٹنے کیلئے، بعض روایات میں مزفت کے بعد بجائے نقیر کے مقیر آیا ہے، یہ صحیح نہیں، تکرار ہو جائے گا اس لئے کہ مقیر اور مزفت تو ایک ہی چیز ہے، ان اوعیہ میں نہیں کی علت کیا ہے؟ مزفت میں تیل ملا ہوا ہونے کی وجہ سے چونکہ اس برتن کے مسامات بند ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اس میں اشتداد جلدی پیدا ہو جاتا ہے، دوسرے یہ کہ ان برتنوں کا منہ کھلا ہوا اور چوڑا ہوتا ہے بخلاف مشکیزہ کے جس کا منہ بہت تنگ ہوتا ہے جس میں اشتداد کے وقت اشتقاق ہونے لگتا ہے جس سے آدمی کو پتہ چل جاتا ہے بخلاف ان اوعیہ کے، لیکن یہ نہی شروع میں تھی بعد میں آپ کی طرف سے اجازت ہو گئی تھی جیسا کہ اسی باب میں چند روایات کے بعد (برقم ۳۶۹۸) آرہا ہے: تَهْنِئَتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ، وَأَنَا أَمْرُكُمْ بِهِنَّ الْحَدِيثُ اور اس کے بعد والی روایت (برقم ۳۶۹۹) میں ہے: ثَمَّ أَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ، قَالَتْ: الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا قَالَ: «فَلَا إِذْنَ»، یعنی انصار نے عرض کیا کہ ہمارے لئے ان برتنوں کے علاوہ چارہ کار ہی نہیں ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کچھ حرج نہیں، چنانچہ ائمہ میں سے حنفیہ کے نزدیک یہ نہی منسوخ ہے اور ایسے ہی حنابلہ کے راجح قول میں، اور امام شافعی کے نزدیک کراہت باقی ہے گو تحریم نہیں ہے، اور امام مالک کے نزدیک ان چار میں سے دو میں کراہت ہے، دباء اور مزفت میں، ویسے عام طور سے شرائع جمہور کا مسلک نسخ ہی نقل کرتے ہیں۔ والحديث أخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذرى۔

۳۶۹۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ الْمُغَنِي، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: «حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجُرِّ^①» فَخَرَجْتُ فَرَأَيْتُ قَوْلَهُ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجُرِّ قَدْ خَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجُرِّ، قَالَ: صَدَقَ، «حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيذَ الْجُرِّ» قُلْتُ: مَا الْجُرُّ؟ قَالَ: «كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنْ مَدْيٍ».

سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: روايت سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

① الجر بفتح الجيم وتشديد الراء جمع جرة كتمر جمع تمره وهو بمعنى الجرار الواحدة "جرة" ويدخل فيه جميع أنواع الجرار من الختم وغيرها، وقوله من مذى، بفتح الميم والدال الطين المجتمع الصلب. كذا في النهاية. هذا تصريح أن الجر يدخل فيه جميع أنواع الجرار المتخذة من المذى الذي هو التراب والطين أو من العون. (ج ۱ ص ۱۵۶)

ﷺ نے مکے کی نبیذ کو (اسکی شدت کی وجہ سے) حرام قرار دیا تو میں ان کے اس قول کہ نبی کریم ﷺ نے مکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے کو سن کر گھبرا کر نکلا اور حضرت ابن عباسؓ کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ کیا آپ نے سنا حضرت ابن عمرؓ کیا فرما رہے ہیں انھوں نے پوچھا کہ وہ کیا فرماتے ہیں تو میں نے جواب دیا کہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ انھوں نے سچ کہا رسول اللہ ﷺ نے مکے کی نبیذ کو حرام قرار دیا میں نے عرض کیا کہ (جر) مکے سے کیا مراد ہے فرمایا جو مٹی سے بنایا گیا ہو۔

شرح صحیح مسلم - الاثریۃ (۱۹۹۷) جامع الترمذی - الاثریۃ (۱۸۶۷) سنن النسائی - الاثریۃ (۵۶۱۴) سنن أبي داود - الاثریۃ (۳۶۹۱) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۲۷/۲) سنن الدارمی - الاثریۃ (۲۱۰۹)

شرح الحدیث: یعنی مٹی کی گھڑیا، مگر "بذل" میں ہے: اُی ما ینبذ فی الجزاء (الجزاء جمع الجرعة)، ولعل المراد من الجزاء المدھونة، یعنی روغن گھڑیاہ^۱۔ والحدیث أخرجه مسلم والنسائی، قاله المنذرى۔

۳۶۹۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: وَقَالَ مُسَدَّدٌ: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، - وَهَذَا حَدِيثُ سُلَيْمَانَ - قَالَ: قَدِمَ وَقَدْ عُبِدَ الْقَيْسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ رِبْعَةٍ قَدْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّاهُ مُضَرٌّ، وَلَيْسَ تَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ وَرَاءِنَا، قَالَ: "أَمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ «وَعَقْدُ بَيْعَةٍ وَاحِدَةٍ»، وَقَالَ مُسَدَّدٌ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ «شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا الْخُمْسَ مِمَّا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَرْقَمَةِ وَالْمُقْتَرِ" وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: التَّقْيِيرُ مَكَانَ الْمُقْتَرِ، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: لَمْ يَذْكُرِ الْمَرْقَمَةَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "أَبُو جَمْرَةَ: نَصَرُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الصَّبْحِيِّ".

ترجمہ: ابو حمزہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت ابن عباسؓ سے فرماتے ہیں اور مسدد حضرت ابن عباسؓ سے معنعن نقل کرتے..... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا جو قبیلہ ہے ربیعہ تو ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کفار حائل ہیں اسلئے ہم آپ کے پاس صرف اشہر حرم میں ہی آسکتے ہیں پس آپ ہمیں ایسی چیز کا حکم فرمائیے جس کو ہم خود بھی مضبوطی سے پکڑیں اور اپنی قوم کو بھی اسکی طرف دعوت دیں جن کو ہم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں تم کو چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں جن چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں وہ ایمان باللہ یعنی لا إله إلا الله

محمد رسول اللہ کی گواہی دینا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک کا نشان بنایا اور مسد فرماتے ہیں یہ الفاظ فرمائے اللہ پر ایمان لانا پھر ان کے لئے اس کی وضاحت کی کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور یہ کہ مال غنیمت میں سے خمس کی ادائیگی کرنا اور میں تم کو روکتا ہوں دباؤ اور جنتم اور مروت اور مقبر سے اور ابن عبید فرماتے ہیں مقبر کے بجائے نقیر کا لفظ فرمایا اور مسد فرماتے ہیں کہ نقیر اور مقبر فرمایا اور مروت کا ذکر نہیں کیا امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابو جمرہ، نصر بن عمران الضبعی ہیں۔

شرح صحیح البخاری - الإيمان (۵۳) صحیح البخاری - العلم (۸۷) صحیح البخاری - مواقیب الصلاة (۵۰۰) صحیح البخاری - الزکوٰۃ (۱۳۳۴) صحیح البخاری - فرض الخمس (۲۹۲۸) صحیح البخاری - المناقب (۳۳۱۹) صحیح البخاری - المغازی (۴۱۱۰) صحیح البخاری - الأدب (۵۸۲۲) صحیح البخاری - أخبار الآحاد (۶۸۳۸) صحیح البخاری - التوحید (۷۱۱۷) صحیح مسلم - الإيمان (۱۷) صحیح مسلم - الاشریہ (۱۹۹۷) جامع الترمذی - السیر (۱۵۹۹) جامع الترمذی - الإيمان (۲۶۱۱) سنن النسائی - الإيمان وشرائعه (۵۰۳۱) سنن النسائی - الاشریہ (۵۵۴۸) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۹۲) مسند أحمد - من مسند بی ہاشم (۲۲۸/۱) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۴۸/۲) سنن الدارمی - الاشریہ (۲۱۱۱)

وفد عبد القیس والی حدیث کی شرح ان لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا جو قبیلہ ہے قبیلہ ربیعہ اسکے درمیان اور آپ ﷺ کے درمیان قبیلہ مضر کے کفار حائل ہیں، اس لئے ہم آپ ﷺ کے پاس صرف اشہر حرم میں آسکتے ہیں، کیونکہ اشہر حرم میں کفار کے نزدیک بھی قتال ممنوع تھا، پس آپ ﷺ ہم کو ایسی چیز کا حکم اور ہدایت فرمائیے جس کو ہم خود بھی مضبوطی سے پکڑیں اور اس کی طرف اپنی قوم کو بھی دعوت دیں جس کو ہم اپنے پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں اور چار ہی چیزوں سے منع کرتا ہوں، آگے ان چار کا بیان ہے: ایمان باللہ یعنی شہادۃ أن لا إله إلا الله وأن محمدًا رسول الله، اور دوسرا مامور اقامۃ الصلاة، اور تیسرا ایتاء الزکوٰۃ، اور چوتھا اداء الخمس یہ چار پورے ہو گئے، اس حدیث میں حج اور صوم کا ذکر نہیں، لیکن دوسری روایات میں صوم کا ذکر ہے کما فی البخاری وغیرہ، لیکن حج کا ذکر صحاح کی کسی روایت میں نہیں^۱، یا تو اسلئے کہ وہ اس وقت تک فرض ہی نہ ہوا تھا اس لئے کہ حج کی فرضیت ایک قول کے مطابق^۹ میں ہوئی اور عبد القیس کی وفات^۸ میں ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ حج کی فرضیت^۶ میں ہوئی، تو ہو سکتا ہے کہ ترک ذکر حج کی وجہ کچھ اور ہو مثلاً یہ کہ ان کو کفار مضر کی وجہ سے اس پر قدرت نہ ہو یا یہ کہ اس کی فرضیت علی التراخی ہے، یا یہ کہ آپ ﷺ کا مقصد تمام احکام سے مطلع کرنا نہیں بلکہ بعض احکام سے وغیرہ وغیرہ، لیکن صوم کا ذکر ابوداؤد کے علاوہ دوسری روایات میں ہے تو پھر یہ امور بجائے چار کے پانچ ہو جائیں گے، اس کا ایک جواب جو بیضاوی سے منقول ہے وہ یہ کہ یہاں جتنی چیزیں منقول ہیں وہ سب ایمان باللہ کی تفسیر ہیں لہذا مذکور امر

واحد ہو باقی کو راوی نے اختصاراً یا نسیاً مخذف کر دیا، لیکن حافظ نے اس توجیہ پر یہ اشکال کیا کہ بعض روایات میں شہادۃ ان لا الہ الا اللہ کے بعد وَعَقَّدَ بَعْدَهُ وَاحِدَةً نہ کو رہے جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اسکے بعد جو امور مذکور ہیں وہ شہادت کی تفسیر نہیں بلکہ مستقل ہیں، اسلئے بیضاوی کی توجیہ درست نہیں، لہذا اس کے علاوہ کوئی اور جواب سوچنا چاہیے، ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حضرات چونکہ کفار مضر کے پڑوس میں رہتے تھے اور اہل جہاد و غنائم میں سے تھے تو ان کے حال کی مناسبت کی وجہ سے امر خاص کی آپ ﷺ نے زیادتی فرمادی، یا یہ کہا جائے کہ اداء خمس ایتاء زکاۃ کے عموم میں داخل ہے دونوں کا تعلق مال معین سے ہے، اور ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ وَأَنْ تُؤَدُّوا الْحُمْسَ کا عطف ”الإیمان“ پر نہیں بلکہ اس کا عطف ”أربع“ پر ہے: أي أمرهم بأربع وبإعطاء الخمس یعنی آپ نے ان کو چار چیزوں کا حکم کیا اور اداء خمس کا اہم من القسطلانی ①۔

وَأَهْلَاكُمْ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَزَادَةِ وَالْمَقْيَرِ "وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنٍ: التَّقْيِيرُ مَكَانُ الْمُقْيَرِ: ابْنُ عُبَيْدٍ هِيَ كِي رَوَايَتٍ دَرَسَتْ هِيَ وَرَنَهُ تَكَرَّرَ هُوَ جَاءَ كَا اس لَئِي كَه مَزَفَتِ اَوُر مَقِيرِ دُونُونِ اِيَكِ هِيَن كَمَا تَقَدَّمَ۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو جَمْرَةَ: نَصْرُ بْنُ عَمْرٍوَانِ الصُّبَيْعِيُّ: يَهُ ابُو جَمْرَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ كَه شَاكَرِدُونِ مِيَن هِيَن اَوُر اِيَكِ دوسرے راوی ابو حمزہ ہیں بالجاء المہملۃ والزاۃ المعجمۃ وہ بھی ابن عباس کے شاگردوں میں ہیں ان کا نام (عمران بن ابی عطاء) ہے، تذکرۃ الامام الترمذی فی عدۃ مواضع من جامعہ۔ والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي، قاله المنذري۔

۳۶۹۳ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ نُوحِ بْنِ قَيْسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ فِدَا عَبْدُ الْقَيْسِ: «أَهْلَاكُمْ عَنِ التَّقْيِيرِ وَالْمَقْيَرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمَزَادَةِ الْمَجْبُوبَةِ وَلَكِنْ أَشْرَبَ فِي سِقَائِكَ وَأُزِكَ»۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ عبد القیس کے وفد سے فرمایا کہ میں تم کو نقیر اور مقیر اور حنتم اور دبا اور مزادۃ المجبوبہ (وہ بڑا مشکیزہ جس کا منہ اوپر کی طرف سے کاٹ کر چوڑا کر دیا گیا ہو) سے منع کرتا ہوں لیکن تم اپنے مشکیزوں میں نبیذ بنا کر پیا کرو اور ان مشکیزوں میں جب نبیذ بناؤ تو ان برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو۔

۳۶۹۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قِصَّةِ وَلَدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالُوا: فِيهِمْ نَشْرَبُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَيْكُمْ بِأَسْقِيَةِ الْأَدَمِ الَّتِي يَلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا»۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے قبیلہ عبد القیس کے وفد کے واقعہ میں منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ (اے اللہ کے

نبی! ہم کن برتنوں میں پیا کریں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر لازم ہے ان چرمی مشکیزوں میں پینا جن کے منہ اوپر سے باندھ دیئے گئے ہوں۔

سنن النسائي - الاشریہ (۵۶۲۰) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۹۳) سنن ابن ماجہ - الاشریہ (۳۴۰۱) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۲/۲۴۱) موطأ مالک - الاشریہ (۱۵۹۲)

شرح الحدیث وَالْمَزَادَةُ الْمُجُوبَةُ: وہ بڑا مشکیزہ جس کا منہ اوپر کی طرف سے کاٹ کر چوڑا کر دیا گیا ہو تاکہ اوپر ہی سے پانی نکالا جائے اور اس کیلئے عزلاء نہ ہو یعنی مشکیزہ کے نیچے کی طرف کا منہ ایسے مشکیزہ میں آپ ﷺ نے نبیذ بنانے سے منع فرمایا اس لئے کہ اس کا منہ بند نہ ہونے کی وجہ سے اگر اس میں اشتداد پیدا ہو گا تو اس کا انتفاخ نہیں ہو گا جس سے سر کا پتہ چل جاتا ہے اب یہ کہ کیسے مشکیزہ میں نبیذ بنائی جائے؟ اس کے بارے میں آئندہ روایت میں آرہا ہے: عَلَيْكُمْ بِأَسْقِيَةِ الْأَكْمَرِ الَّتِي يُلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا، یعنی ایسے چرمی مشکیزے جن کے منہ اوپر سے باندھ دیئے جائیں اور اسی کے ہم معنی ہے وہ لفظ جو اس کے بعد والی روایت میں آرہا ہے: وَاشْرَبُوا فِي الْجِلْدِ الْمَوْسَى عَلَيْهِ، یعنی جس مشکیزہ کے منہ پر دکاۓ یعنی بند ہن باندھا گیا نہ ہو، منہ بند ہونے کی صورت میں انتفاخ کی وجہ سے اشتداد کا فوراً پتہ چل جاتا ہے۔

۳۶۹۵ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي الْقَمُوصِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، حَدَّثَنِي - رَجُلٌ، كَانَ مِنَ الْوُقْدِ الْبَلْبِينِ وَقَدُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ يَحْسَبُ عَوْفٌ أَنَّ اسْمَهُ - قَيْسُ بْنُ الثُّعْمَانِ، فَقَالَ: «لَا تَشْرَبُوا فِي نَقِيرٍ، وَلَا مَزْفَتٍ، وَلَا دُبَاءٍ، وَلَا حَنْتَمٍ وَاشْرَبُوا فِي الْجِلْدِ الْمَوْسَى عَلَيْهِ فَإِنْ اشْتَدَّ فَاسْكُرُوهُ بِالْمَاءِ فَإِنْ أَعْيَاكُمْ فَأَهْرِيقُوهُ».

ترجمہ ابو القموص زید بن علی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جو اس وفد عبد القیس میں شامل تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا اس نے مجھے بتایا اور (ابو القموص سے روایت کرنے والے) عوف راوی کے خیال میں اس شخص کا نام قیس بن نعمان تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نقیر اور مزفت اور دباء اور حنتم میں نہ پیا کرو اور بند لگے ہوئے مشکیزے میں پیا کرو اور اگر (اس میں نبیذ بنانے سے) اشتداد پیدا ہو جائے تو اس میں پانی ملا کر اسکی تیزی کو توڑ دو (اور اگر پانی ملانے سے بھی شدت کم نہ ہو) اور وہ تم کو عاجز کر دے تو پھر اسکو پھینک دو۔

سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۹۵) مسند احمد - مسند الشامیین (۴/۲۰۶)

شرح الحدیث فَإِنْ اشْتَدَّ فَاسْكُرُوهُ بِالْمَاءِ فَإِنْ أَعْيَاكُمْ فَأَهْرِيقُوهُ: یعنی اس قسم کے مشکیزہ میں بھی اگر نبیذ بنانے سے اشتداد پیدا ہو جائے تو اس میں پانی ملا کر اس کی تیزی کو توڑ دیا جائے، اور اگر اس میں اتنا زیادہ اشتداد پیدا ہو گیا کہ پانی ملانے سے کم نہ ہو اور تم کو عاجز کر دے تو پھر اس کو پھینک دو۔

حدیث سے مسلک حنفیہ کی تائید: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خمر اور بقیہ اشربہ مسکرہ کے حکم میں فرق

ہے، اسلئے کہ حقیقی خمر پانی ملانے سے نہ پاک ہوتی ہے نہ اس کا پینا جائز ہو سکتا ہے، اسلئے کہ ناپاک چیز پانی ملانے سے پاک نہیں ہوتی، بخلاف دیگر انبذہ مسکرہ کے کہ اگر ان میں اشتداد اور سکر پیدا ہو جائے تو ان کو اصلاح کے بعد پینا جائز ہے، معلوم ہوا ان کی حرمت لعینہا نہیں ہے، اسی وقت ہے جب وہ حد اسکار کو پہنچے، بخلاف خمر کے کہ اس کی حرمت لعینہا ہے (کذا فی البذل^①)۔

حديث ابى هريرة رضى الله تعالى عنه أخرجه مسلم والنسائى، وحديث ابن عباس رضى الله تعالى عنهما أخرجه النسائى مسنداً ومرسلًا، وقد أخرج مسلم فى الصحيح حديث ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالى عنه فى وفد عبد القيس وفيه..... قاله المنذرى-

٣٦٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَدِيمَةَ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَبْتَرٍ التَّهْلُفِيُّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ وَفَدَ عَبْدَ الْقَيْسِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فِيمَ نَشْرَبُ؟ قَالَ: «لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَاءِ، وَلَا فِي الْمَرْقَبَةِ، وَلَا فِي التَّقِيرِ، وَانْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنْ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: «فَضْبُوا عَلَيْهِ الْمَاءَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُمْ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ «أَهْرِيقُوهُ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ، أَوْ حَرَّمَ الْحُمْرَ، وَالْمَيْسِرَ، وَالْكُوبَةَ» قَالَ: «وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ» قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بَدِيمَةَ هِيَ الْكُوبَةُ، قَالَ: «الطَّبْلُ».

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبدالقیس کے وفد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کن برتنوں میں (نبیذ بنایا کریں) پیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نہ تو دبا (کدو سے بنے برتن) میں پیو نہ مزق (تار کول جیسی چیز ملے ہوئے برتن) میں پیو نہ نقیر (کھجور کے تنے کو کھوکھلا کر کے بنائے گئے برتن) میں پیو اور تم تو چمڑے کے برتنوں میں جو منہ بندھے ہوئے ہوں ان میں نبیذ بنایا کرو۔ تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان برتنوں کی نبیذ میں نشہ آجائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں پانی ڈال دو۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر اس طرح بھی شدت کم نہ ہو آپ نے ان سے تیسری یا چوتھی مرتبہ میں فرمایا کہ اس کو بہادو پھر فرمایا کہ اللہ نے مجھ پر حرام کر دیا یا یہ فرمایا کہ شراب اور جو اور طبل (ڈھول) حرام قرار دیدئے گئے اور فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے سفیان کہتے ہیں کہ میں نے علی بن بذیمہ سے کوہہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ طبل (ڈھول) ہوتا ہے۔

تخریج صحیح البخاری - الإيمان (۵۳) صحیح البخاری - العلم (۸۷) صحیح البخاری - مواقیئ الصلاة (۵۰۰) صحیح البخاری
 - الزکاة (۱۳۳۴) صحیح البخاری - فرض الخمس (۲۹۲۸) صحیح البخاری - المناقب (۳۳۱۹) صحیح البخاری - المغازی
 (۴۱۱۰) صحیح البخاری - الأدب (۵۸۲۲) صحیح البخاری - أخبار الآحاد (۶۸۳۸) صحیح البخاری - التوحید (۷۱۱۷)

صحیح مسلم - الإيمان (۱۷) صحیح مسلم - الاشریہ (۱۹۹۷) جامع الترمذی - الاشریہ (۱۸۶۸) سنن النسائی - الإيمان وشرائعه (۵۰۳۱) سنن النسائی - الاشریہ (۵۵۴۸) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۹۶) مسند أحمد - من مسند بنی ہاشم (۲۲۸/۱) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۴۸/۲) سنن الدارمی - الاشریہ (۲۱۱۱)

۳۶۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَمِيعٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عُثَيْمٍ، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ

السَّلَامُ، قَالَ: «هَئَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالتَّقْدِيرِ، وَالْجُعَةِ»

ترجمہ: حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دُبّاء اور حنتم اور تقیر اور جعہ (جو سے بنائی گئی نبی) سے منع فرمایا۔

تحقیق: سنن النسائی - الزینة (۵۱۶۷) سنن النسائی - الاشریہ (۵۶۱۱) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۹۷) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱۳۸/۱)

شرح الحديث: وَالْجُعَةِ: جمعه وہ نبیذ جو شیر سے بنائی جائے۔ أخرجه النسائی، قاله المنذرى۔

۳۶۹۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا مُعَرِّفُ بْنُ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَيِّئْكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ، وَأَنَا أَمُرُكُمْ بِهِنَّ: هَيِّئْكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ قَبْلَ دُحُوها، فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذَكُّرَةً، وَهَيِّئْكُمْ عَنِ الْأَشْرَبَةِ أَنْ تَشْرَبُوا إِلَّا فِي ظُلُوفِ الْأَكْدمِ فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرِ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا، وَهَيِّئْكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَصْاحِي أَنْ تَأْكُلُوهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَكُلُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِهَا فِي أَشْفَارِكُمْ"

ترجمہ: ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو تین چیزوں سے روکا تھا اب میں تم کو ان کا حکم دیتا ہوں میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سو اب تم قبرستان جایا کرو اسلئے کہ ان کی زیارت (موت کو) یاد دلانے والی ہے اور میں نے تم کو بعض برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا کہ صرف چرمی برتنوں میں نبیذ بنا کر پیا کرو تو اب تم سب برتنوں میں نبیذ پیا کرو علاوہ نشہ پیدا کرنے والے برتنوں کے اور میں نے تم کو قربانی کے گوشت سے منع کیا تھا اس بات سے کہ تم اسکو تین دن بعد کھاؤ سو تم (اب) کھاؤ اور اس سے خوب فائدہ اٹھاؤ اپنے اسفار میں۔

تحقیق: صحیح مسلم - الجنائز (۹۷۷) صحیح مسلم - الاضاحی (۱۹۷۷) سنن النسائی - الجنائز (۲۰۳۲) سنن النسائی - الضحایا (۴۴۲۹) سنن النسائی - الاشریہ (۵۶۵۱) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۶۹۸) مسند أحمد - باقی مسند الأنصار (۳۵۰/۵)

شرح الحديث: اس حدیث کا ذکر ابھی قریب میں گزر چکا۔ أخرجه مسلم والنسائی بمعناه، قاله المنذرى۔

۳۶۹۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مَنُصُورٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

قَالَ: كَتَبْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ، قَالَ: قَالَتْ: الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا قَالَ: «فَلَا إِذْنَ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے (بعض) برتنوں کی ممانعت فرمائی تو جابر فرماتے ہیں کہ انصار کہنے لگے کہ وہ تو ہمارے لئے ضروری ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر تو میں منع نہیں کرتا۔

ترجمہ: صحیح البخاری - الاشربة (۵۲۷۰) جامع الترمذی - الاشربة (۱۸۷۰) سنن النسائی - الاشربة (۵۶۵۶) سنن ابی داؤد - الاشربة (۱۶۹۹)

۳۷۰۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ زِيَادِ بْنِ قِيَاظٍ، عَنْ أَبِي عِيَّاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَوْعِيَةَ الدُّبَاءَ، وَالْحُمْتَمَ، وَالْمَرْفَتَ، وَالتَّقِيرَ، فَقَالَ أُغْرَإِي: إِنَّهُ لَا ظُرُوفَ لَنَا فَقَالَ: «اشْرَبُوا مَا حَلَّ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (ممانعت کے سلسلے میں) برتنوں کا ذکر فرمایا یعنی دبّاء، حتم، مرفت اور تقیر کا تو ایک دیہاتی نے عرض کیا کہ ہمارے لئے تو (پھر) کوئی برتن ہی نہیں رہیں گے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (اچھا) جو برتن (نشہ پیدا کرنے والے نہ ہوں اور) حلال ہوں تو پی لو۔

۳۷۰۱ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، بِإِسْنَادِهِ قَالَ: «اجْتَنِبُوا مَا أَسْكَرَ».

ترجمہ: شریک اسی سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس میں نشہ ہو اس سے اجتناب کرو۔

ترجمہ: صحیح البخاری - الاشربة (۵۲۷۱) صحیح مسلم - الاشربة (۲۰۰۰) سنن ابی داؤد - الاشربة (۳۷۰۰)

۳۷۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «كَانَ يُنْبِئُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَجِدْ سِقَاءً لَبِثَ لَهْفًا فِي تَوْبَرٍ مِنْ حِجَارَةٍ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے چمڑے کے مشکیزہ میں نیلہ بنائی جاتی تھی اور جب لوگ مشکیزہ نہ پاتے تو پھر پتھر کے پیالے میں بنائی جاتی۔

ترجمہ: صحیح مسلم - الاشربة (۱۹۹۹) سنن النسائی - الاشربة (۵۶۴۷) سنن ابی داؤد - الاشربة (۳۷۰۲) سنن ابن ماجہ - الاشربة (۳۴۰۰) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۳/۳۰۴) سنن الدارمی - الاشربة (۲۱۰۷)

شرح الحدیث: یعنی آپ ﷺ کیلئے چمڑے کے مشکیزہ میں نیلہ بنائی جاتی تھی، اگر اتفاق سے مشکیزہ نہ ہوا تو پھر پتھر کے پیالہ میں بنائی جاتی تھی، اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ نبی عن الاوعیه منسوخ ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری والترمذی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۸۔ باب فی الخلیطین

۸۸ باب دو چیزوں کو ملا کر (نبیذ) بنانے کے بارے میں ۸۸

یعنی دو چیزوں کو ملا کر جو نبیذ بنائی جائے جیسے زبیب اور تمر، یا بسر اور رطب۔

۳۷۰۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ هُوَ أَنْ يُقْبَلَ الزَّبِيبُ، وَالْقَمْزُ جَمِيعًا، وَهُوَ أَنْ يُقْبَلَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کشش اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور خشک اور تر کھجور ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

۳۷۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَنَابُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّهُ هُوَ

۱۔ ان اقسام کی تعیین میں شروع حدیث سے کچھ اختلاف بھی سمجھ میں آتا ہے، ذیل میں ہم لسان العرب (لأن أول التمر طلع ثم خلال ثم بلع ثم بسر ثم رطب ثم تمر) کا حاصل لکھتے ہیں وہ یہ کہ کھجور کے پھل کے پید ہونے سے اخیر تک اسکے تغیرات کے اعتبار سے الگ الگ جو نام ہیں وہ یہ ہیں، بالکل شروع میں اس کے پھول کو طلع کہتے ہیں جیسے آم کی سب سے ابتدائی حالت کو ہمارے یہاں کہہ کہتے ہیں اس کے بعد جب پھول جڑ جاتا ہے اور پھل پید ہوا تو شروع ہوتا ہے تو اس کو خلال کہتے ہیں، پھر اس کے بعد کھجور کی شکل و صورت بن جانے کے بعد مشغلی سخت ہونے تک اس کو بلع کہتے ہیں، اس کے بعد جب اس پر زھو یعنی رنگ آنے لگے احمر یا صفر اور تو اس کو بسر کہتے ہیں، پھر اس کا پکنا شروع ہونے سے تمام ہونے تک وہ رطب کہلاتی ہے پھر خشک ہونے کے بعد اس کو تمر کہتے ہیں اھ۔

صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۷۹) صحیح مسلم - الأشربة (۱۹۸۶) جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۷۶) سنن النسائی - الأشربة (۵۵۴۴) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۰۳) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۳۹۵) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲۹۴/۳)

شرح الحديث کھجور کی مختلف انواع اور ان کے اسماء: بسر یعنی گدڑی کھجور جس کا کچھ حصہ پک گیا ہو اور

کچھ باقی ہو اور رطب وہ جو پوری پک جائے اور تمر وہ جو رطب بن جانے کے بعد خشک ہو جائے اور ایک ہوتی ہے زھو جس کا

ذکر اگلی حدیث میں آرہا ہے یعنی بسر ملون، وہ بسر جس پر رنگ آنا شروع ہو جائے، اور جو بالکل کچی ہو اس کو بلع کہتے ہیں ۱،

شرب خلیطین عند الجہور ناجائز ہے خواہ مسکر ہو یا نہ ہو، کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، پس اگر وہ غیر مسکر ہے

تو اس کی حرمت صرف من وجہ ہے اور اگر مسکر ہو تو اس کی حرمت من وجہین ہے، اور حنفیہ کے نزدیک اگر مسکر نہیں تو

جائز ہے ورنہ حرام، مصنف نے اس باب میں فریقین کی دلیل ذکر فرمائی ہے، چنانچہ باب کے شروع کی روایات جہور کی

دلیل ہیں اور اخیر کی دو حدیثیں حنفیہ کی مستدل ہیں۔ حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔ وحديث ابى قتادة... ثانی حدیث الباب... أخرجه مسلم والنسائی وابن ماجه

مسنداً، قاله المنذرى۔

۳۷۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَنَابُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّهُ هُوَ

۱۔ ان اقسام کی تعیین میں شروع حدیث سے کچھ اختلاف بھی سمجھ میں آتا ہے، ذیل میں ہم لسان العرب (لأن أول التمر طلع ثم خلال ثم بلع ثم بسر ثم رطب ثم تمر) کا حاصل لکھتے ہیں وہ یہ کہ کھجور کے پھل کے پید ہونے سے اخیر تک اسکے تغیرات کے اعتبار سے الگ الگ جو نام ہیں وہ یہ ہیں، بالکل شروع میں اس کے پھول کو طلع کہتے ہیں جیسے آم کی سب سے ابتدائی حالت کو ہمارے یہاں کہہ کہتے ہیں اس کے بعد جب پھول جڑ جاتا ہے اور پھل پید ہوا تو شروع ہوتا ہے تو اس کو خلال کہتے ہیں، پھر اس کے بعد کھجور کی شکل و صورت بن جانے کے بعد مشغلی سخت ہونے تک اس کو بلع کہتے ہیں، اس کے بعد جب اس پر زھو یعنی رنگ آنے لگے احمر یا صفر اور تو اس کو بسر کہتے ہیں، پھر اس کا پکنا شروع ہونے سے تمام ہونے تک وہ رطب کہلاتی ہے پھر خشک ہونے کے بعد اس کو تمر کہتے ہیں اھ۔

عَنْ خَلِيطِ الزَّبِيبِ، وَالتَّمْرِ، وَعَنْ خَلِيطِ البُسْرِ وَالتَّمْرِ، وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ، وَالرُّطْبِ، وَقَالَ، انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَةٍ قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے والد ابو قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو قتادہ نے منع کیا کشمش اور کھجور کو ملانے سے اور پکی اور پکی کھجور کے ملانے سے اور زھو (جس پر رنگ آنا شروع ہو جائے) اور رطب کے ملانے سے اور فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کھجور کی علیحدہ نبیذ بناؤ اور عبد اللہ بن ابی قتادہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے ابو قتادہ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ سے یہی روایت نقل کی۔

ترجمہ: صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۸۰) صحیح مسلم - الأشربة (۱۹۸۸) سنن النسائي - الأشربة (۵۵۵۱) سنن ابی داؤد - الأشربة (۳۷۰۴) سنن ابن ماجہ - الأشربة (۳۳۹۷) مسند أحمد - باقی مسند الأنصار (۲۹۵/۵) سنن الدارمی - الأشربة (۲۱۱۳)

۳۷۰۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَحَفْصُ بْنُ غُمَرَ التَّمَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ رَجُلٍ، قَالَ حَفْصٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «هُوَ عَنِ الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ، وَالتَّمْرِ وَالتَّمْرِ».

ترجمہ: سلیمان بن حرب اور حفص بن عمر امام ابو داؤد کے دو استاد ایک ہی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حفص راوی اس شخص کو صحابی قرار دیتے ہیں..... یعنی اس شخص نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے بلح اور تمر سے اور کشمش اور تمر (کے ملانے) سے منع فرمایا۔

ترجمہ: سنن النسائي - الأشربة (۵۵۴۷) سنن ابی داؤد - الأشربة (۳۷۰۵) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (۳۱۴/۴)

۳۷۰۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ نَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ، حَدَّثَنِي رَيْطَةُ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُ؟ قَالَتْ: «كَانَ يَنْهَانَا أَنْ نَعْجُمَ التَّوْسَ طَبَخًا، أَوْ نَخْلِطَ الزَّبِيبَ وَالتَّمَرَ».

ترجمہ: کبشہ بنت ابی مریم فرماتی ہیں کہ میں نے ام سلمہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ کس کی ممانعت فرمایا کرتے تھے انھوں نے فرمایا کہ آپ نے ہم کو منع فرمایا کھجور کی گٹھلی کو (نبیذ بناتے وقت) پکانے سے اور کشمش اور کھجور کو ملانے سے۔

ترجمہ: سنن ابی داؤد - الأشربة (۳۷۰۶) مسند أحمد - باقی مسند الأنصار (۲۹۲/۶)

شرح الحدیث: اس حدیث میں دو جزء ہیں، جزء ثانی توخلیط سے متعلق ہے جسکا باب ہی چل رہا ہے، اور جزء اول کے مطلب میں دو احتمال ہیں: ① اول یہ کہ کھجور کی نبیذ کو زیادہ نہ پکایا جائے اگر پکانا مقصود ہو، اسلئے کہ زیادہ پکانے سے نبیذ کے ذائقہ میں تغیر آ جائے گا، گٹھلی کا مزہ اور اس کی تلخی شامل ہو جائے گی، ② اور دوسرا مطلب یہ کہ کھجور کی گٹھلیوں کو نہ پکایا جائے، اس لئے کہ

کھجور کی گٹھلی جانوروں اونٹ اور بکریوں کی غذا ہوتی ہے تو گٹھلیوں کو پکانے سے انکی غذا بیت ختم ہو جائے گی، گٹھلی کا سارا رس نکل جانے کی وجہ سے، ذکر المعنین شیخنا رحمہ اللہ تعالیٰ فی بین سطور کتابہ، عجم کے معنی نضج یعنی پکانے کے ہیں۔

۳۷۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ مُسْعَرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ امْرِئَةِ، مِنْ بَنِي أُسَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْبِذُ لَهُ زَبِيبٌ فَيَلْقَى فِيهِ تَمْرًا وَتَمْرٌ فَيَلْقَى فِيهِ الزَّبِيبُ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ ہے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے کشمش کی نبیز بنائی جاتی تھی پھر اس میں کھجور ڈالی جاتی یا کھجور سے بنائی جاتی پھر اس میں کشمش ڈال دی جاتی۔

شرح الحدیث: اس حدیث میں زبیب اور تمر کی خلیط کا ذکر ہے اور آپ ﷺ کا اس کو نوش فرمانا، اور اس کے بعد والی

حدیث میں بھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: كُنْتُ أَخْذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ، وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ، فَأُلْقِيهِ فِي إِنَاءٍ، فَأَمْرُسُهُ، ثُمَّ أَسْقِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، کہ میں آپ ﷺ کے لئے اس طرح نبیز بناتی کہ ایک مٹھی کھجور کی لیتی اور ایک مٹھی کشمش کی پھر ان کو پانی کے برتن میں ڈال دیتی اور پھر اس کو مل دیتی، اس کے بعد آپ ﷺ کو پلا دیا کرتی تھی۔

۳۷۰۸- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى الْحُسَيْنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْحِمَّانِيُّ، حَدَّثَنِي صَفِيَّةُ بِنْتُ عَطِيَّةَ،

قَالَتْ: دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى عَائِشَةَ، فَسَأَلْنَاهَا عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ، فَقَالَتْ: «كُنْتُ أَخْذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ، وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ، فَأُلْقِيهِ فِي إِنَاءٍ، فَأَمْرُسُهُ، ثُمَّ أَسْقِيهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

ترجمہ: صفیہ بنت عطیہ فرماتی ہیں کہ میں قبیلہ عبد قیس کی عورتوں کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو ہم نے ان سے دریافت کیا کھجور اور کشمش (کو ملا کر نبیز بنانے) کے بارے میں تو وہ فرمانے لگیں میں آپ ﷺ کے لئے اس طرح نبیز بناتی تھی کہ ایک مٹھی کھجور کی لیتی اور ایک مٹھی کشمش کی لیتی پھر ان کو پانی کے برتن میں ڈال دیتی اور پھر اس کو اپنی انگلیوں سے مل دیتی تھی اسکے بعد آپ ﷺ کو یہ نبیز میں پلا دیتی تھی۔

۹- بَابُ فِي نَبِيدِ الْبُسْرِ

باب نبیز بسر کے بارے میں

۳۷۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَعِكْرِمَةَ، أَنَّهُمَا كَانَا

يَكْرَهُانِ الْبُسْرَ وَحَدَّاهُ، وَيَأْخُذَانِ ذَلِكَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَخْشَى أَنْ يَكُونَ الْمَرْءُ الَّذِي لُحِيتُ عَنْهُ عَبْدُ الْقَيْسِ، فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَا الْمَرْءُ؟ قَالَ: «الَّذِي فِي الْحَنْتَمِ وَالْمَرْقَمِ».

ترجمہ: قتادہ حضرت جابر بن زید اور عکرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیز بسر کو اگرچہ وہ تنہا ہی بنائی گئی ہو مگر وہ سمجھتے

تھے اور اس چیز کو انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے سیکھا تھا اور ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ مجھے اندیشہ ہے اس بات کا کہ جس مراء سے وفد عبدالقیس کو منع کیا گیا تھا وہ یہی نہ ہو پھر قتادہ سے روایت کرنے والے راوی کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ سے پوچھا کہ مراء کیا چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مراد وہ نمیزہ ہے جو حنتم اور مزفت میں بنائی جائے۔

شرح الحدیث اس روایت میں یہ ہے کہ جابر بن زید اور عکرمہ بنیذ البسر کو اگرچہ وہ تنہا ہی بنائی گئی ہو مگر وہ سمجھتے تھے اور اس چیز کو لیا تھا انہوں نے ابن عباسؓ سے، اور ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ مجھے اندیشہ ہے اس بات کا کہ جس مراء سے وفد عبدالقیس کو منع کیا گیا تھا وہ یہی نہ ہو یعنی بنیذ البسر و جدہ، پھر آگے روایت میں یہ ہے قتادہ فرماتے ہیں کہ مراء سے مراد وہ نمیزہ ہے جو حنتم یا مزفت میں بنائی جائے ابن عباسؓ کے کلام سے یہ مستفاد ہو رہا ہے کہ وفد عبدالقیس کو مراء سے روکا گیا تھا اور یہ کہ اس کا مصداق بنیذ البسر و جدہ ہے لیکن ہمارے سامنے جو وفد عبدالقیس کی روایات ہیں ان میں تو کہیں مراء کا ذکر ہے نہیں واللہ اعلم بالصواب، اور آگے قتادہ کے کلام میں یہ آرہا ہے کہ مراء کہتے ہیں اس نمیزہ کو جو حنتم اور مزفت میں بنائی جائے، ان دونوں روایتوں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ بسر و جدہ جس کا اس روایت میں ذکر ہے اس سے وہ بنیذ بسر مراد ہے جو حنتم یا مزفت میں بنائی جائے ورنہ بغیر اس کے بسر و جدہ کے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۱۰۔ بَابُ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ

باب نمیزہ بنانے اور اس کو پینے کے طریقہ کے بیان میں

یعنی نمیزہ بنانے اور اس کو پینے کا طریقہ۔

۳۷۱۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا صَمُرَةُ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتَ مَنْ نَحْنُ وَمِنْ أَتَيْنَ نَحْنُ فَمَا لِي مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: «إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ. إِنَّ لَنَا أَعْنَابًا مَا نَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: «زَيِّبُوهَا» قُلْنَا: مَا نَصْنَعُ بِالزَّيْبِ؟ قَالَ: «الْبِدْءُ عَلَى غَدَائِكُمْ وَاشْرَبُوا عَلَى عَشَائِكُمْ وَاشْرَبُوا عَلَى غَدَائِكُمْ، وَابْدُؤُوا فِي الشَّيْءِ، وَلَا تَبْدُؤُوا فِي الْقَلِيلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ خَلًّا».

ترجمہ: عبد اللہ بن دلیلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں ہم کون ہیں؟ اور ہم کہاں سے آپ کی خدمت میں آئے ہیں؟ تو آپ ہمارا دلی اور حمایتی کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے اور اس کا رسول (تمہارا دلی ہے) پھر ہم نے عرض کیا کہ ہمارے پاس انگور (کے باغات) ہیں ہم انگور میں کیا تغیر اور رد و بدل کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو کشمش بنالو ہم نے

عرض کیا کہ پھر کشمش کا کیا کریں آپ نے فرمایا کہ ان کی نبیذ بنا کر صبح کی بنی ہوئی نبیذ شام کے کھانے بعد پی لیا کرو اور رات کی بنی ہوئی نبیذ صبح کے کھانے کے بعد پی لیا کرو اور نبیذ مشکیزوں میں بنانا مشکوں میں نہ بنانا اسلئے کہ (مشکوں میں) جب نبیذ باقی رہ جاتی ہے (دیر تک رکھی رہے) تو وہ سرکہ بن جاتی ہے (یا مطلب ہے کہ شراب بن جاتی ہے)۔

تخلیج سنن النسائي - الأشربة (۵۷۲۵) سنن النسائي - الأشربة (۵۷۳۶) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۱۰) مسند احمد - مسند الشاميين (۲۳۲/۴) سنن الدارمي - الأشربة (۲۱۰۸)

شرح الحديث عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّائِلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: اِنَّ كَعِ الْوَالِدِ كَانَامُ فَيُرْوِزُ بِهِ، دِيلَمِي سَعِ مَرَادُ وَهِيَ هِيَ۔

قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ مَنْ نَحْنُ وَمَنْ أَتَيْنَ نَحْنُ قَالِي مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: «إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ». اس کی شرح میں ”بذل المجہود“ میں لکھا ہے مسند احمد کی روایت کے حوالہ سے کہ فیروز دیلمی جو کہ یمنی ہیں یہ اور ان کی قوم جب اسلام لے آئی تو ان کی قوم نے ایک جماعت بطور وفد کے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجی جس میں یہ فیروز دیلمی بھی شامل تھے، جنہوں نے آکر حضور ﷺ کو اپنی قوم کے اسلام کی خبر دی، جس پر آپ ﷺ نے ان کے اسلام کو قبول فرمایا، اس موقع پر اس وفد نے حضور ﷺ سے وہ عرض کیا جو یہاں کتاب میں مذکور ہے، یعنی یہ کہ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آپ ﷺ کی خدمت میں آئے ہیں اور یہ کہ ہم اسلام لاچکے ہیں، اب ہم آپ ﷺ سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ اب ہمارا ولی یعنی دوست و یار و مددگار کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: اللہ ورسولہ تو اس پر انہوں نے عرض کیا حَسْبُنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ ①۔

فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لَنَا أَعْتَابًا مَا نَصْنَعُ بِهَا؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے یہاں انگور کے باغات ہیں انگوروں کی وہاں فراوانی ہے تو ہم ان انگوروں سے کس کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو زبیب بنالو ہم نے پوچھا کہ پھر زبیب کو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی نبیذ بنا کر صبح کی نبیذ شام کے کھانے کے بعد پی لیا کرو، اور رات کی بنی ہوئی نبیذ صبح کے کھانے کے بعد پی لیا کرو، اور فرمایا آپ ﷺ نے دیکھو! یہ نبیذ مشکیزوں میں بنانا اور مشکوں کے اندر نہ بنانا۔

قَالَ: إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِ وَصَاةٍ خَلَا: اس جملہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ① اول یہ کہ اس کا تعلق امر بالنبیذ فی الشنان سے ہے یعنی اس کی حکمت، وہ یہ کہ جو نبیذ مشکیزہ میں بنائی جاتی ہے اگر اس کو وقت پر نہ استعمال کیا جائے بلکہ مشکیزہ ہی میں رہنے دیا جائے تو وقت گزرنے سے وہ نبیذ خل یعنی سرکہ بن جاتی ہے، اور اس میں کچھ نقصان اور اضاعت نہیں ہے بخلاف اس کے کہ اگر قلعہ میں بنائی جائے گی اور اس میں دیر تک رہ جائے تو اس صورت میں وہ نبیذ شراب بن جائے گی جس میں

اضاعت مال ہے، ② اور احتمال ثانی یہ کہ اس کا تعلق بھی عن النبیذ فی القلل سے ہے کہ نبیذ قلعہ میں نہ بنانا کیونکہ اس صورت میں اگر وہ دیر تک اسی میں پڑی رہی تو وہ سرکہ بن جائے گی جو کہ خلاف مقصود ہے گو حلال ہے، کذا فی البذل نقلًا عن تقریر حضرة الکنگوهی قدس سرہ ①، والحديث أخرجه النسائي قاله المنذرى۔

٣٧١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ
أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كَانَ يُنْبِئُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سِقَاءِ يَوْمَا أَغْلَاهُ، وَلَهُ عَزْلَاءُ يُنْبِئُ
عُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً، وَيُنْبِئُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ عُدْوَةً».

ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے نبیذ ایسے مشکیزہ میں بنائی جاتی تھی جس کے اوپر والے منہ کو بندھن سے باندھ دیا جاتا تھا اور (اسکے نچلے حصہ کے منہ سے نبیذ نکالی جاتی تھی) اسکا نچلا منہ ہوتا تھا جو نبیذ صبح بنائی جاتی تھی آپ اس کو شام میں نوش فرماتے تھے اور جو نبیذ شام میں بنائی جاتی تھی اس کو صبح کے وقت نوش فرماتے تھے۔

مخرج صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۰۵) جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۷۱) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۱۱)

شرح الحدیث بعض مشکیزوں میں دو منہ ہوتے ہیں ایک اوپر کی طرف جس سے اس میں پانی بھرتے ہیں، اور ایک نیچے کی طرف تلی کی جانب اس کو عزلاء کہتے ہیں، جب مشکیزہ مٹکا ہوا ہوتا ہے تو اس میں سے جب نبیذ نکالنی ہوتی ہے تو اسی منہ میں سے نکالتے ہیں، جس کی مصلحت یہ لکھی ہے کہ مشکیزہ میں سکر جو پیدا ہونا شروع ہوتا ہے تو وہ نیچے کی طرف سے ہوتا ہے اس لئے نبیذ جب پیتے ہیں تو وہ نیچے والے منہ سے نکالتے ہیں تاکہ سکر پیدا ہونے کا علم شروع ہی میں ہو جائے پینے سے پہلے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے ایسے مشکیزہ میں نبیذ بنائی جاتی تھی جس کے اوپر والے منہ کو بندھن سے باندھ دیا جاتا تھا اور پینے کے لئے نبیذ عزلاء سے نکالی جاتی تھی جو نبیذ صبح کو بنائی جاتی تھی اس کو آپ ﷺ شام میں استعمال فرماتے تھے اور جو نبیذ شام کے وقت بنائی جاتی ہے اس کو آپ ﷺ صبح کے وقت نوش فرماتے تھے۔

اس کے بعد والی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ صبح والی نبیذ میں سے شام کے وقت پینے کے بعد اگر کچھ بچ جاتی اس کو پھینک دیا جاتا اسی طرح شام والی نبیذ جو صبح کو آپ ﷺ نوش فرماتے تھے اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جاتا، مطلب یہ کہ اس بچی ہوئی نبیذ کو دوسرے وقت استعمال نہ فرماتے تھے سکر کے خوف سے کہ کہیں سکر نہ پیدا ہو گیا ہو، اور اس مشکیزہ کو دونوں وقت فارغ کر کے پانی سے دھو دیا جاتا تھا تا کہ پہلی نبیذ کا کوئی اثر باقی نہ رہ جائے، مقاتل بن حیان کہتے ہیں: کہ میرے باپ حیان نے اپنی بہن عمرہ سے پوچھا کہ کیا اس مشکیزہ کو ایک دن میں دوبار دھویا جاتا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں دو مرتبہ دھویا جاتا تھا۔

۳۷۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ شَيْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ، يُحَدِّثُ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ:

حَدَّثَنِي عَمَّتِي عُمَرَةُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ «تُنْبِذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُذُوَّةً، فَإِذَا كَانَ مِنَ الْعَشِيِّ فَتَعَشَّى شَرِبَ عَلَى عَشَائِهِ، وَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ صَبَّغَتْهُ، أَوْ فَرَّغَتْهُ، ثُمَّ تُنْبِذُ لَهُ بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَعَدَّى فَشَرِبَ عَلَى عَدَائِهِ» قَالَتْ: يُغَسَّلُ السِّقَاءُ عُذُوَّةً وَعَشِيَّةً، فَقَالَ لَهَا أَبِي: مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ قَالَتْ: نَعَمْ.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے صبح کے وقت نبیز بنائی جاتی تھی اور (یہ صبح والی نبیز) شام کو پی جاتی تھی پھر اگر اس میں سے کچھ بچ جاتی تھی تو میں اس کو پھینک دیتی پھر رات کو نبیز تیار کی جاتی اور صبح کو آپ ناشتے میں اس کو نوش فرماتے۔ آپ فرماتی ہیں ہم برتن کو صبح اور شام دھویا کرتے تھے مقابل فرماتے ہیں کہ میرے والد حیان نے عمرہ سے پوچھا کیا دن میں دو مرتبہ اس مشکیزہ کو دھویا جاتا؟ عمرہ فرمانے لگیں: ہاں۔

صحیح مسلم - الاشرۃ (۲۰۰۵) جامع الترمذی - الاشرۃ (۱۸۷۱) سنن ابی داؤد - الاشرۃ (۳۷۱۲)

۳۷۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عُمَرَ يَحْيَى الْبُهْرَانِيُّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كَانَ يُنْبِذُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّيْبُ فَيَشْرِبُهُ الْيَوْمَ وَالْعَدَا وَبَعْدَ الْعَدَا إِلَى مَسَاءِ الْغَالِثَةِ، ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ فَيُسْقَى الْحَدَمَ، أَوْ يُهْرَأُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «مَعْنَى يُسْقَى الْحَدَمَ يُنَادِرُ بِهِ الْقَسَادَ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «أَبُو عُمَرَ: يَحْيَى بْنُ عُبَيْدٍ الْبُهْرَانِيُّ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کیلئے کشمش سے نبیز بنائی جاتی تھی تو آپ اس دن اور اگلے دن اور اس سے اگلے دن تیسری شام تک اسکو نوش فرمایا کرتے تھے پھر اس کو خدام کو پلانے کا حکم فرماتے یا وہ بہا دی جاتی۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں خدام کو پلانے کے حکم کا مطلب اس کو خراب ہونے سے بچانے کیلئے جلدی ختم کرنا ہے۔

صحیح مسلم - الاشرۃ (۲۰۰۴) سنن النسائی - الاشرۃ (۵۷۳۷) سنن ابی داؤد - الاشرۃ (۳۷۱۳) سنن ابن ماجہ - الاشرۃ (۳۳۹۹) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۳۳/۱)

شرح الحدیث: اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے جو نبیز بنائی جاتی تھی اس کو آپ ﷺ جس روز بنائی جاتی تھی اس دن اور پھر اس سے اگلے دن اور اس سے اگلے دن تیسرے دن کی شام تک نوش فرماتے تھے پھر اس کے بعد اگر بچتی تو آپ ﷺ فرمادیتے کہ خدام کو پلا دی جائے یا بہا دیا جائے، یعنی اگر کوئی اور پینے والا نہ ہو۔

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ خداموں کو اس لئے پلانے کا حکم فرماتے تاکہ رکنے کی وجہ سے خراب نہ ہو اس لئے اس کو ابھی استعمال کر لیا جائے خراب ہونے سے پہلے، خراب ہونے سے مراد نشہ پیدا ہو جانا ہے۔

اس روایت پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس سے پہلے متعدد روایات میں یہ آیا ہے کہ آپ ﷺ کے لئے جو نبیز بنائی جاتی تھی تو آپ ﷺ صبح کی نبیز شام کو اور شام کی صبح کو نوش فرماتے تھے اور پھر برتن کو دھو کر رکھ دیا جاتا تھا، اور باب کی اس آخری روایت میں تین روز تک پینا مذکور ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف زمان پر محمول ہے، گزشتہ روایات گرمی کے زمانہ

پر محمول ہیں، اور یہ روایت موسم سرما پر۔ والحديث أخرجه مسلم والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۱۔ بَابُ فِي شَرَابِ الْعَسَلِ

باب شہد پینے کے بارے میں

۳۷۱۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُثَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُحَيْرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَنَوَاصِيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَيُّنُنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرٍ، فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُنَّ، فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُوذَ لَهُ» فَذَلِكَ: {لِمَ نَحْزَمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتُّغِي} إِلَى {إِنْ تَشَاءُ إِلَى اللَّهِ} {لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا} وَإِذَا اسْتَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَرْوَاحِهِ خَدَيْتُمَا {لَقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا»}.

ترجمہ: عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہیں سنا وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ (ایک روز) حضرت زینبؓ (زوجہ رسول ﷺ) کے پاس ٹھہرے اور شہد نوش فرمایا تو میں نے اور حضرت حفصہؓ نے آپس میں یہ طے کیا کہ جس کے پاس بھی حضور ﷺ تشریف لائیں تو وہ آپ سے کہے کہ آپ کے منہ سے تو میں مغفور کی بو محسوس کرتی ہوں چنانچہ پھر ان میں سے کسی کے پاس آپ تشریف لے گئے تو انھوں نے اسی طرح کہا، تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا بلکہ میں نے تو حضرت زینبؓ کے یہاں شہد پیا ہے (اور یہ بھی فرمایا کہ) اچھا آئندہ میں اس کو ہر گز نہ پیوں گا (یعنی قسم کھا کر فرمایا تو آیت) (تحریم) نازل ہوئی اے نبی! آپ کیوں ان چیزوں کو حرام کرتے ہیں جن کو اللہ نے آپ کیلئے حلال فرمایا ہے..... وہ دونوں اللہ کی طرف رجوع کر لیں۔ یہ آیت حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کے بارے میں ہیں اور یہ حصہ وَإِذَا اسْتَرَّ النَّبِيُّ کہ جب نبی ﷺ نے اپنی کسی زوجہ سے راز کی بات کہی (راز کی بات سے مراد آپ ﷺ کا یہ قول ہے) بلکہ میں نے تو شہد پیا ہے۔

۳۷۱۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحُلُوءَ وَالْعَسَلَ». فَذَكَرَ بَعْضُ هَذَا الْخَبَرِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ تُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ.

۱۔ اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان مقرر کر دیا اللہ نے تمہارے لیے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ مالک ہے تمہارا اور وہی ہے سب کچھ جانتا حکمت والا اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پھر جب اس نے خبر کر دی اس کی اور اللہ نے جتنا دی نبی کو وہ بات تو جتنا ہی نبی نے اس میں سے کچھ اور تلامذہ کچھ پھر جب وہ جلتا ہی عورت کو بولی تجھ کو کس نے تلامذہ یہ کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے اگر تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے (سورۃ التحریم: ۱-۴)

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: سَوْدَةُ: بَلْ أَكَلْتُ مَغَافِرًا، قَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا سَقَتْنِي حَفْصَةً» فَقُلْتُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْطُ. ثَبِتَ مِنْ ثَبِتِ النَّحْلِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الْمَغَافِيرُ: مُقْلَةٌ، وَهِيَ صَمْعَةٌ، وَجَرَسَتْ: رَعَتْ، وَالْعُرْطُ: ثَبِتٌ مِنْ ثَبِتِ النَّحْلِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا پھر اس حدیث کا کچھ حصہ ذکر فرمایا (جو گزشتہ حدیث ہے) اور رسول اللہ ﷺ پر یہ بات بہت گراں گزرتی کہ آپ ﷺ کے پاس سے بو آئے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سودہؓ کہنے لگیں کہ آپ ﷺ نے مغایر کھایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے تو شہد پیا ہے جو مجھے حفصہؓ نے پلایا ہے تو میں (حضرت سودہؓ) نے کہا کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ جس کبھی کا وہ شہد ہے اس نے درخت عرفط کا رس چوسا ہو (عرفط) ایک قسم کی گھاس جڑی بوٹی ہے (جسے شہد کی کبھی چوسا کرتی ہے)۔

تخریج: صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۶۲۸) صحیح البخاری - الطلاق (۹۶۶) صحیح البخاری - الأیمان والنذور (۶۳۱۲) صحیح البخاری - الخیل (۶۵۷۱) صحیح مسلم - الطلاق (۱۴۷۴) سنن النسائي - الطلاق (۳۴۲۱) سنن النسائي - الأیمان والنذور (۳۷۹۵) سنن النسائي - عشرة النساء (۳۹۵۸) سنن ابی داؤد - الاثریہ (۳۷۱۴) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۲۲۱/۶)

شرح الاحادیث: یہ تحریم غسل والی مشہور حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضور ﷺ کی گو عادت شریفہ عدل بین الزوجات کی تھی، ہر زوجہ محترمہ کیلئے آپ ﷺ نے باری مقرر فرما رکھی تھی لیکن روزانہ کسی ایک وقت میں خواہ باری کسی کی بھی ہو سلام و ملاقات کے لئے آپ ﷺ جملہ ازواج مطہرات کے پاس کھڑے کھڑے تشریف لے جاتے تھے، آپ کے ازواج میں سے حضرت زینب بنت جحشؓ نے یہ کیا کہ جب آپ ﷺ ان کے یہاں پہنچے تو وہ آپ کو شہد کا شربت پلانے لگیں جس کی ایک مصلحت یہ بھی ہوگی تاکہ ان کے پاس کچھ زائد ٹھہرنا ہو جائے، حضرت عائشہؓ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس کے بارے میں حضرت عائشہؓ خود فرما رہی ہیں کہ میں نے اور حفصہؓ نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی حضور ﷺ تشریف لائیں تو وہ آپ سے یہ کہے کہ اِنِّیْ اُحَدِّثُكَ رَیْحَ مَغَافِرٍ کہ آپ کے منہ سے تو میں مغفور کی بو محسوس کرتی ہوں، چنانچہ پھر ایسا ہی کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ کہ میں نے تو شہد پیا ہے نہ کہ مغایر، لیکن اسکے ساتھ ہی آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا (کیونکہ آپ کو راحہ کریمہ کا تحمل نہ تھا) کہ اچھا آئندہ میں اس کو ہرگز نہ پیوں گا اور یہ بات آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمائی، اس قصہ کی روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ میری اس تحریم کا ذکر کسی سے نہ کرنا، لیکن انہوں نے اس کا ذکر دوسری سے کر دیا اس واقعہ پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحْذِرُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ، اور حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کے بارے میں یہ فرمایا گیا: اِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا کہ تم دونوں کو بھی توبہ کرنی چاہیے کہ تم نے ایک نامناسب کام کیا ہے اور اس کے بعد والی روایت میں ہے: قَالَتْ: سَوْدَةُ: بَلْ أَكَلْتُ مَغَافِرًا، اور

آپ ﷺ کا یہ جواب سَقَنِي حَفْصَةُ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پلانے والی خود حفصہ تھیں۔ جَرَسَتْ تَحْلُهُ الْعَرْفُطُ^۱ یعنی جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں نے مغفیر نہیں پیا بلکہ شہد پیا ہے تو اس پر انہوں نے یہ کہا کہ پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ جس کبھی کا وہ شہد تھا جو آپ ﷺ نے نوش فرمایا اس نے شاید درخت عرفط کا رس چوسا ہو گا اس لئے اس سے پیدا ہونے والے شہد میں اس کا رائج آگیا، گویا میری بات صحیح ہے کہ آپ ﷺ کے منہ سے ریح مغفیر آرہی ہے۔

شہد کی کبھی جس پھول کا رس چوس کر شہد بناتی ہے تو اس شہد میں اسی کی بو آتی ہے، مغفیر مغفور کی جمع ہے، مغفور ایک درخت کے چپ اور گوند کا نام ہے، جس درخت سے وہ نکلتا ہے اس کو عَرْفُط کہتے ہیں یہ درخت خاردار ہوتا ہے اور اس کے گوند میں مٹھاس ہوتی ہے جس کو پانی میں ملا کر بعض لوگ پیتے ہیں لیکن اس میں رائج کریہہ ہوتی ہے، جب آپ ﷺ نے اس کے پینے کی نفی فرمائی تو ان زوجہ صاحبہ نے اس کی یہ توجیہ کی جو اوپر مذکور ہوئی۔

شرب عسل والی حدیث میں اختلاف روایات: ابو داؤد کی اس مذکورہ بالا روایت سے چند باتیں مستفاد ہوئیں اول یہ کہ سورہ تحریم کا شان نزول تحریم عسل کا واقعہ ہے، دوسری بات یہ کہ آپ ﷺ کو شہد پلانے والی زینب بنت جحش ہیں جیسا کہ ابو داؤد کی پہلی روایت میں ہے، اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ شہد پلانے والی حضرت حفصہ تھیں اور اشکال کرنے والی آپ پر حضرت سودہ تھیں، اور پہلی روایت میں یہ ہے کہ اشکال کرنے والی حضرت عائشہ اور حفصہ ان دونوں میں سے کوئی سی ایک تھیں، ابو داؤد کی یہ دونوں مختلف روایتیں اسی طرح صحیح بخاری میں بھی ہیں، ان دونوں حدیثوں کو روایت کرنے والی حضرت عائشہ ہیں، پہلی حدیث بطریق عبید بن عمیر عن عائشہ ہے، اور دوسری بطریق عروہ عن عائشہ ہے۔

اکثر شارح علامہ عینی حافظ ابن حجر علامہ قسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ کا میلان اس طرف ہے کہ پلانے والی حضرت زینب بنت جحش تھیں اس لئے کہ حضرت حفصہ تو خود حزب عائشہ میں سے تھیں بخلاف زینب کے کہ وہ حزب مخالف میں سے ہیں بلکہ اصل مد مقابل وہی ہیں، اور روایت میں اسکی تصریح ہے کہ مجھے اس مسئلہ میں غیرت لاحق ہوئی لہذا اسکا تقاضا یہی ہے کہ پلانے والی حضرت عائشہ کی حزب مخالف سے ہوں، حضرت سہارنپوری نے بھی بذل میں اسی کو ترجیح دی ہے بلکہ دوسری روایت کو غلط قرار دیا ہے، فرماتے ہیں: وهذا غلط من أحد الرواة، وإنما كانت سقته زینب كما ذكره المؤلف في الرواية المتقدمة اه^۲ یہ کلام امر ثانی سے متعلق ہوا۔

آیت کے شان نزول میں تحریم عسل اور تحریم ماریہ کا اختلاف: اور امر اول جو مستفاد من الحدیث ہے یعنی یہ کہ تحریم کا تعلق عسل سے ہے یہ بات بھی مختلف فیہ ہے اس کا مقابل یہ ہے کہ اس تحریم سے مراد تحریم ماریہ

^۱ اسکے بارے میں امام ابو داؤد فرماتے ہیں: ثبت من ثبت النخل یعنی یہ ایک قسم کا گھاس ہے جس کو شہد کی کبھی کھایا کرتی ہے اور پھر اس سے شہد بنایا کرتی ہے۔

^۲ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۴۸

قطیہ ہے، یہ اختلاف بھی مشہور بین المفسرین والمحدثین ہے، لیکن تحریم غسل کی روایات صحیحین کی ہیں، اور تحریم ماریہ والی روایات غیر صحیحین کی، ان دونوں اختلافات پر کلام مختصر مگر جامع ”الابواب والتراجم“ میں مذکور ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے، اس میں یہ بھی ہے: قال ابن کثیر: الصحیح انہ کان فی تحریمہ العسل وقال الخطابی: الا کثر علی ان الآیۃ نزلت فی تحریم ماریہ، الی آخر ما فیہ، تحریم ماریہ کا واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ جب کہ آپ ﷺ بیت حفصہ میں تھے اور حفصہ آپ سے اجازت لے کر کسی ضرورت سے باہر گئی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے حضرت ماریہ کو وہاں بلا کر ان سے صحبت فرمائی، واپسی میں حضرت حفصہ نے جب دیکھا تو اس پر انہوں نے ناگواری کا اظہار کیا، اس پر آپ ﷺ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا جس پر سورہ تحریم کی آیات نازل ہوئیں، جلالین میں اسی قول کو اختیار کیا گیا ہے اور حاشیہ جمل میں اس تحریم ماریہ والے قصہ کو تفصیل سے نقل کیا ہے فارجمع الیہ لوشئت، یہاں پر ایک واقعہ اور ہے یعنی آپ کے ایلاء اور اعتزال عن النساء کا جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ازواج سے ایک ماہ تک علیحدہ رہنے کی قسم کھائی تھی اور پھر اس قسم کو آپ ﷺ نے پورا بھی فرمایا تھا اور یہ مہینہ تنہائی میں اپنے غرفہ میں گزارا تھا، اس کا سبب کیا ہوا تھا حافظ فرماتے ہیں کہ اس میں بھی اسی طرح اختلاف ہے، جس پر مذکورہ بالا تحریم میں اختلاف ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اعتزال کا سبب آپ ﷺ کی ازواج کا نفقہ میں زیادتی کی طلب ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا سبب افشاء راز ہے کہ تحریم غسل یا ماریہ کے بعد آپ ﷺ نے اس تحریم کے اظہار سے منع فرمایا تھا لیکن ان زوجہ نے اس کو بجائے اخفا کے ظاہر کر دیا تھا اس پر آپ ﷺ نے ناراض ہو کر ایک ماہ کے لئے جدائی اختیار فرمائی تھی لیکن جس تحریم کی وجہ سے آپ ﷺ پر عتاب ہوا وہ یہ اعتزال عن النساء نہیں جیسا کہ ترمذی کی روایت سے یہ شبہ ہوتا ہے کما حققہ فی الکوکب الدر فی کتاب التفسیر، فارجمع الیہ لوشئت۔ حدیث الباب الاول أخرجه البخاری ومسلم والنسائی، والثانی أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ مختصراً ومطولاً، قاله المنذری۔

۱۲۔ بَابُ فِي التَّبِيدِ إِذَا غَلَى

باب اس نبی کا حکم جو جوش مارنے لگے

۳۷۱۶۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ، فَتَحَكَّيْتُ فِطْرَهُ يُبَيِّدُ صَنَعَتُهُ فِي دُبَائِلُنَا أَلَيْسَ بِهِ نَزَاذًا هُوَ يَنْشُ، فَقَالَ: «أَصْرِبْ بِهَذَا الْخَائِطِ، فَإِنَّ هَذَا اشْرَابٌ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ جبکہ) مجھے یہ معلوم تھا کہ آپ ﷺ روزہ

سے ہیں تو میں وقت افطار کا انتظار کرتے ہوئے افطار کے وقت آپ ﷺ کے پاس وہ نبیذ لے گیا جو میں نے دباء کے اندر بنایا تھا جس وقت میں یہ شراب لیکر حاضر خدمت ہوا اس وقت وہ شراب جوش مار رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اسکو دیوار پر پھینک مارو کیونکہ یہ ان لوگوں کی شراب ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

تخریج سنن النسائي - الاشرۃ (۵۶۱۰) سنن النسائي - الاشرۃ (۵۷۰۴) سنن ابی داؤد - الاشرۃ (۳۷۱۶) سنن ابن ماجہ - الاشرۃ (۳۴۰۹)

شرح الحديث حضرت ابو ہریرہؓ فرما رہے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کا روزہ تھا تو میں وقت افطار کا انتظار کرتے ہوئے افطار کے وقت آپ ﷺ کے پاس وہ نبیذ لے گیا جس کو میں نے دباء کے اندر بنایا تھا جب میں اس کو آپ ﷺ کی خدمت میں لیکر آیا تو وہ اس وقت جوش مار رہی تھی یعنی فساد اور سکر پیدا ہونے کی وجہ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اضرب بهذا الخائط کہ اس نبیذ کو دیوار پر پھینک مارو، کیونکہ یہ ان لوگوں کی شراب ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ والحديث أخرجه النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۳۔ باب فی الشرب قائمًا

باب کھڑے ہو کر پینے کے متعلق حکم

۳۷۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا».

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ایک آدمی کھڑے ہو کر پانی پیئے۔

تخریج صحيح مسلم - الاشرۃ (۲۰۲۴) جامع الترمذی - الاشرۃ (۱۸۷۹) سنن ابی داؤد - الاشرۃ (۳۷۱۷) سنن ابن ماجہ - الاشرۃ (۳۴۲۴) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۱۱۸/۳) سنن الدارمی - الاشرۃ (۲۱۲۷)

شرح الحديث شرب قائمًا کے بارے میں اختلاف روایات: شرب قائمًا کے بارے میں روایات دونوں قسم کی وارد ہیں، منع کی بھی اور جواز کی بھی، امام بخاریؒ نے تو صحیح بخاری میں شرب قائمًا کا باب باندھ کر صرف حدیث جواز یعنی حدیث علیؓ جو یہاں ابو داؤد میں اس کے بعد آرہی ہے۔ ذکر فرمائی ہے، ابن بطلالؒ کی رائے تو یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا اشارہ اس طرف ہے کہ ان کے نزدیک احادیث منع ثابت نہیں، قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ اور امام بخاریؒ نے احادیث نہی کی تخریج نہیں کی، ہاں امام مسلمؒ نے ان کی تخریج کی ہے چنانچہ مسلم کی ایک روایت میں مرفوعاً عن ابی ہریرہؓ اس طرح ہے: لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا. فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِ. ① حافظؒ فرماتے ہیں کہ علماء کی اس سلسلہ میں آراء

مختلف ہیں: اول ترجیح اور یہ کہ احادیث جواز اثبت واقویٰ بین احادیث نہیں ہے، دوسرا قول یہ کہ احادیث منع منسوخ ہیں احادیث جواز سے بقویۃ عمل الخلفاء الراشدین ومعظم الصحابة والتابعین بالجواز، تیسرا قول جمع بین الروایتین ہے، پس بعض نے کہا کہ قیام سے مراد مشی ہے اور امام طحاویؒ نے فرمایا کہ احادیث نہیں عدم تسمیہ عند الشرب پر محمول ہیں یعنی جو شخص جلدی میں کھڑے کھڑے بغیر بسم اللہ کے پیئے، اور اگر باقاعدہ بسم اللہ پڑھ کر پیتا ہے تو اس طرح کھڑے ہو کر پینے میں کچھ حرج نہیں، اور تیسری رائے اس میں یہ ہے کہ احادیث نہیں کرہت تزیہہ پر محمول ہیں اور احادیث ثبوت بیان جواز پر، وهذا أحسن المسالك وأسلمها، اور ایک قول اس میں یہ بھی ہے کہ احادیث نہیں طب پر محمول ہیں اور شفقت پر کہ ایسا نہ ہو کہ کھڑے ہو کر پینے میں جلد بازی میں گلے میں پھنسا لگ جائے، لہذا اطمینان سے بیٹھ کر پینا چاہیے اہ ملخصاً من الأوجز^①، اور ایک قول اس میں یہ بھی ہے کہ احادیث جواز فضل وضوء یا زمرم پر محمول ہیں اور احادیث نہیں اس کے علاوہ پر۔ والحدیث أخرجه مسلم والترمذی وابن ماجه بنحوه، وحديث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثانی حدیثی الباب أخرجه البخاری والترمذی والنسائی، قاله المنذری۔

۳۷۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ الزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، أَنَّ عَلِيًّا، «دَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ» ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا بَكَرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَفْعَلَ هَذَا، وَقَدْ «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُونِي أَفْعَلُهُ».

ترجمہ: زال بن سبرہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے پانی منگوایا اور کھڑے ہو کر پیا پھر فرمایا کہ ایک شخص لوگوں میں سے اس طرح کرنے کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم لوگوں نے مجھے کرتے دیکھا ہے۔

تخریج: صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۹۲) سنن النسائی - الطہارۃ (۱۳۰) سنن أبی داود - الأشربة (۳۷۱۸) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱/۱۰۱)

۱۴- بَابُ الشَّرَابِ مِنْ فِي السَّقَاءِ

باب برتن (مشکیزہ) کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینا

۳۷۱۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ، وَعَنْ كُوبِ الْجَلَالَةِ وَالْمُجْتَمَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الْجَلَالَةُ: الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذْرَةَ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا اور جلالہ (گندگی کھانے والے جانور) کی سواری سے منع فرمایا اور مجثمہ (وہ جانور جس کو شرعی ذبح پر قدرت ہونے کے باوجود تیر وغیرہ سے نشانہ بنا کر مارا جائے) کے کھانے سے منع فرمایا۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ جلالہ وہ جانور ہے جو پلیدی کھاتا ہے۔

تخریج: صحیح البخاری - الأشربة (۵۳۰۶) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۲۵) سنن النسائی - الضحایا (۴۴۴۸) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۱۹) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۴۲۱) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۲۲۶/۱) سنن الدارمی - الأضاحی (۱۹۷۵) سنن الدارمی - الأشربة (۲۱۱۷)

شرح الحدیث: یعنی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پینے سے، جس کی علماء نے مختلف مصلحتیں لکھی ہیں، مثالیہ کہ ممکن ہے کہ مشکیزہ میں کوئی موذی جانور وغیرہ ہو، یا یہ کہ ایک دم پانی حلق میں پہنچنے سے پھند الگ جائے، یا اپنی چھلک کر پینے والے کے کپڑے تر ہو جائیں، نیز ہمیشہ یا بار بار ایسا کرنے سے مشکیزہ کے اندر اس سے بو پیدا ہو جاتی ہے۔

آگے حدیث میں رکوب جلالہ کی ممانعت ہے، جلالہ وہ جانور ہے جو کھلا پھرنے کی وجہ سے کثرت سے پلیدی کھاتا ہو، حتیٰ کہ اس کے پسینہ میں سے نجاست کی بو آنے لگے۔

آگے حدیث میں ہے: **وَالْمَجْتَمَةُ**۔ مجثمہ کو مصبورہ بھی کہتے ہیں یعنی مجثمہ جانور کے کھانے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا، مجثمہ اس جانور (چرند و پرند) کو کہتے ہیں جس کو شرعی ذبح پر قدرت کے باوجود قید کر کے تیر وغیرہ سے نشانہ بنا کر مارا جائے۔ والحدیث أخرجه البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجه، وليس في حديث البخاری وابن ماجه ذكر الجلالة والمجتمه، قاله المنذرى.

۱۵۔ باب في اختناث الأسقية

باب مشکیزہ کے منہ کو موڑنے کے بارے میں

أسقية جمع ہے سقاء کی یعنی مشکیزہ، اور اختناث سے مراد مشکیزہ کے منہ کو باہر کی طرف موڑ دینا تاکہ اس میں چستی اور سختی کی آجائے تاکہ پھر اس سے منہ لگا کر پانی پی سکیں، یہ ترجمہ بلفظ الحدیث ہے، حدیث کے الفاظ بھی یہی ہیں، اس ترجمہ الباب میں اور اوپر والے میں غرض کے اعتبار سے کوئی فرق نظر نہیں آتا، دونوں باب قریب ہی قریب ہیں۔

۳۷۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ سَمْعَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ اخْتِنَاطِ الْأَسْقِيَةِ».

ترجمہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ کے منہ کو موڑنے سے منع فرمایا۔
 صحیح البخاری - الأشربة (۵۳۰۲) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۲۳) جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۹۰) سنن أبي داود -
 الأشربة (۳۷۲۰) سنن ابن ماجہ - الأشربة (۳۴۱۸) مسند أحمد - باقی مسند امکنبر (۶، ۳۱) سنن الدارمی - الأشربة (۲۱۱۹)

۳۷۲۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ
 عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعَا بِإِدَاةٍ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: «أَخْبِثْ فَمَا إِدَاةٌ شَرِبَ مِنْ فِيهَا».
 ترجمہ ایک انصاری عیسیٰ بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے احد کے دن برتن منگوا اور
 حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس مشکیزہ کا منہ موڑ دو فرمایا اور پھر حضور ﷺ نے اس مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پیا۔
 جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۹۱) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۲۱)

شرح حدیث اس باب کی دوسری حدیث (مذکور) میں اغثننا اسقیہ کا جواز مذکور ہے جس کی مختلف توجیہات ہو سکتی ہیں:
 یہ کہ منع کا تعلق بڑے مشکیزہ سے ہے یا یہ کہ اباحت کا تعلق اخیان پر ہے کہ کبھی کبھار ایسا کر سکتے ہیں اور منع کا تعلق کثرت اور
 عادت پر ہے کہ اسی کی عادت ڈال لی جائے، یا یہ کہ نبی محمول ہے شفقت پر اور ثبوت اباحت اور جواز پر (بذل^۱) و حدیث ابی
 سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه مسلم والترمذی وابن ماجہ، والحديث الثاني أخرجه الترمذی، قاله المنذرى۔

۱۶ - بَابُ فِي الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ

باب پیالہ کے ٹوٹے ہوئے حصے سے پانی پینے کے متعلق حکم

یہی الفاظ حدیث کے بھی ہیں، ثُلْمَةُ الْقَدَحِ پیالہ کی وہ جگہ جہاں سے وہ ٹوٹ رہا ہو، موضع الکسار، اس جگہ منہ لگا کر پینے
 سے منع کی مختلف مصالح ہو سکتی ہیں، مثلاً یہ کہ وہ حصہ غیر نظیف ہوتا ہے اس میں میل جم جانے کی وجہ سے، یا یہ کہ اس
 کے ہونٹوں میں چھب جانے کا اندیشہ ہے۔

۳۷۲۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، أَخْبَرَنِي قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: «كَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ،
 وَأَنْ يُتَفَقَّحَ فِي الشَّرَابِ».

ترجمہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پیالے کے ٹوٹے ہوئے حصے
 سے پانی پینے سے منع اور پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

تخريج: جامع الترمذي - الأشربة (۱۸۸۷) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۲۲) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲۶/۳) موطأ مالك - الجامع (۱۷۱۸) سنن الدارمي - الأشربة (۲۱۲۱)

شرح الحديث: وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ: یعنی پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا، یہ پھونک مارنا چاہے تو کسی تنکہ وغیرہ کو پانی سے دور کرنے کی وجہ سے ہو یا اس کو ٹھنڈا کرنے کی نیت سے، کیونکہ یہ ادب اور نظافت کے خلاف ہے، پھونک کے ساتھ اس میں تھوک گرنے کا امکان ہے، آگے مستقل ایک باب آ رہا ہے بَابُ فِي التَّنْفِخِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنْفِيسِ فِيهِ جن میں یہ حدیث (برقم ۳۷۲۸) مذکور ہے: تَخَوَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْفَخَ فِي الْإِنَاءِ، أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ۔

۱۷ - بَابُ فِي الشُّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

سونا چاندی کے برتن میں پانی پینے کی ممانعت کا بیان

۳۷۲۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَاسِمٍ قَاتِلًا دِهْقَانَ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَرَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَزِمِهِ بِهِ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّئْتُه فَلَمْ يَنْتَهُ، وَإِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَوَّى عَنِ الْحَرِيرِ، وَالذَّبِيحِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقَالَ: «هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ»۔

ترجمہ: ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ جو مدائن میں رہتے تھے (ان کو حضرت عمرؓ نے وہاں کا امیر مقرر فرمایا تھا) (ایک روز) انھوں نے پانی طلب کیا تو ان کے پاس ایک دھقان (یعنی چودھری) چاندی کے پیالے میں پانی لایا تو انہوں نے یہ چاندی کا پیالہ اس چودھری کو دے مارا اور فرمایا کہ میں نے اسکو بلا وجہ نہیں مارا بلکہ میں نے اس کو اس میں پانی لانے سے منع کر دیا تھا مگر یہ باز نہ آیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے باریک اور موٹے ریشم کے پہننے سے اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے اور فرمایا کہ یہ چیزیں دنیا میں صرف ظن (کفار) کیلئے ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

تخريج: صحيح البخاري - الأطعمة (۵۱۱۰) صحيح البخاري - الأشربة (۵۳۰۹) صحيح البخاري - اللباس (۵۴۹۳) صحيح البخاري - اللباس (۵۴۹۹) صحيح مسلم - اللباس والزينة (۲۰۶۷) جامع الترمذي - الأشربة (۱۸۷۸) سنن النسائي - الزينة (۵۳۰۱) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۲۳) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۴۱۴) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۵۹۰) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۳۹۰/۵) سنن الدارمي - الأشربة (۲۱۳۰)

شرح الحديث: یعنی حضرت حذیفہؓ جو کہ مدائن میں رہتے تھے جن کو حضرت عمرؓ نے وہاں کا امیر بنایا تھا ایک روز انہوں نے پانی طلب کیا تو ان کے پاس ایک دھقان یعنی چودھری چاندی کے پیالہ میں پانی لے کر آیا تو انہوں نے اس کو پھینک دیا،

① علامہ یحییٰ نے اس جملہ کا ترجمہ یہی کیا ہے ولفظہ: فَرَمَى الْقِدْحَ بِالشَّرَابِ أَوْ رَمَى الشَّرَابَ بِالْقِدْحِ (عمدة القاری شرح صحيح البخاري - ج ۲۱ ص ۵۹)، اور حضرتؓ نے بذل میں تحریر فرمایا ہے: فَرَمَاهُ أَيْ رَمَى حَذِيفَةَ الدِّهْقَانَ بِهِ أَيْ بِذَلِكَ الْإِنَاءِ یعنی حضرت حذیفہؓ نے وہ پیالہ اس دھقان پر دے مارا، اور حضرت شیخ کے حاشیہ بذل میں ہے: وَيُؤَيِّدُ مَا إِفَادَهُ الشَّيْخُ مَا فِي الْفَتْحِ مِنْ اخْتِلَافِ الرُّوَايَاتِ فِي مَوَاقِفِهِ فِي وَجْهِهِ، وَفِي أُخْرَى مَا يَأْلُو أَنْ يَصِيبَهُ وَجْهَهُ (بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۵۵)۔

اور فرمایا کہ میں نے اس کو ویسے ہی نہیں پھینکا بلکہ میں نے اس کو اس میں لانے سے منع کیا تھا۔

مگر یہ باز نہ آیا حالانکہ حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے بس حریر اور دیباچ سے، یعنی مردوں کو، اور منع فرمایا ہے سونے چاندی کے برتن میں پینے سے، یعنی مطلقاً للرجال والنساء اور فرمایا کہ یہ چیزیں دنیا میں صرف کفار کے لئے ہیں اور تمہارے لئے صرف آخرت میں۔ والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۸۔ باب فی الکزع

باب (بغیر برتن یا چلو کے) حوض یا نہر سے منہ لگا کر پانی پینا

برتن یا چلو کے واسطے کے بغیر براہ راست حوض یا نہر سے منہ لگا کر پانی پینا۔

۳۷۲۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي فُلَيْحٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَيْءٍ، وَإِلَّا كَرَعْنَا» قَالَ: بَلْ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَيْءٍ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ایک صحابی ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے اور وہ اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے پاس آج رات کار کھا ہو اباسی پانی مشکیزے میں موجود ہو (تو لے آؤ) ورنہ ہم اس گول کو منہ لگا کر پانی پی لیں گے تو انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! میرے پاس مشکیزہ میں رکھا ہوا رات کا پانی موجود ہے۔

تحقیق: صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۹۰) سنن ابی داؤد - الأشربة (۳۷۲۴) سنن ابن ماجہ - الأشربة (۳۴۳۲) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۲۸/۳) سنن الدارمی - الأشربة (۲۱۲۳)

شرح الحدیث: ایک مرتبہ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھ ایک صحابی ایک انصاری کے باغ میں پہنچے جو کہ اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس اس رات کار کھا ہو اباسی پانی مشکیزہ میں موجود ہو (تو لے آؤ) ورنہ ہم اس گول کو منہ لگا کر پانی پی لیں گے، انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! میرے پاس رات کا مشکیزہ میں رکھا ہوا پانی موجود ہے۔

اس واقعہ میں اگرچہ کرع کی نوبت نہیں آئی لیکن یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا ارادہ فرمایا، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو مشکیزہ یا صراحی میں رات کار کھا ہوا ٹھنڈا پانی مرغوب تھا۔

کتاب الأشربة کے آخری باب کی آخری حدیث میں (برقم ۳۷۳۵) آ رہا ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسْتَعَذَّبُ لَهُ الْمَاءُ مِنْ بُيُوتِ السُّقْيَا، کہ آپ ﷺ کیلئے بُيُوتِ السُّقْيَا سے جو کہ ایک چشمہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے دو

دن کی مسافت پر واقع ہے شیریں پانی لایا جاتا تھا۔

اس پر ”بذل“ میں لکھا ہے: یہ اس لئے کہ اس زمانہ میں مدینہ کے اکثر پانی مالح اور کھارے ہوتے تھے^①۔

حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ کا ایک معمول: سید الطائفہ حضرت حاجی صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے بارے میں مشہور ہے جس کو ہم نے حضرت شیخ سے بارہا سنا کہ حضرت حاجی صاحب خوب ٹھنڈا پانی نوش فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ٹھنڈا پانی پی کر الحمد للہ دل سے لگتا ہے اور گرم پانی پینے میں یہ بات نہیں ہے، خود ہمارے حضرت شیخ بھی بہت تیز ٹھنڈا پانی پینے کے عادی تھے اور اپنی تائید کے لئے حضرت حاجی صاحب کا یہ مقولہ نقل فرمایا کرتے تھے۔ والحديث أخرجه البخاري وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۹۔ بَابُ فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ

باب پانی پلانے والا خود کب پانی پیے

۳۷۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شَرْبًا».

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو پانی پلانے والا سب سے اخیر میں پانی پیا کرتا ہے۔

تخریج: سنن ابی داؤد۔ الأشربة (۳۷۲۵) مسند احمد۔ اول مسند الکوفیین (۳۵۴/۴) مسند احمد۔ اول مسند الکوفیین (۳۸۲/۴) شرح الحدیث: لوگوں کو پانی پلانے والا اپنے پینے کے اعتبار سے سب سے اخیر میں ہوا کرتا ہے۔

اس حدیث میں ادب اور استحباب کا بیان ہے کہ ہونا ایسا چاہیے بخلاف اس کے کہ پانی پلانے والا اگر اپنے نفس کو مقدم رکھے تو یہ اس کے حرص کی علامت ہوگی کذا فی البذل، نیز اس میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی ساقی اپنے حصہ کے بقدر پانی پہلے ہی لے لے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے، جائز ہے اھ^②۔ والحديث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه مختصراً، قاله المنذرى۔

۳۷۲۶۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَكْنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَاجِيٌّ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَاجِيَّ وَقَالَ: «الْأَيْمَنُ قَالَتِ الْيَمَنُ».

① بطل الجہود فی حل ابی داؤد۔ ج ۱۶ ص ۶۶

② بطل الجہود فی حل ابی داؤد۔ ج ۱۶ ص ۵۷

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پانی ملا ہوا دودھ لایا گیا جبکہ آپ کے دائیں جانب ایک اعرابی اور بائیں جانب حضرت ابو بکرؓ تھے آپ ﷺ نے اٹلا خود نوش فرمایا پھر (بچا ہوا) اعرابی کو دیا اور فرمایا کہ دائیں جانب والے کو دو کہ دائیں جانب والا رانج اور مقدم ہے۔

تحقیق: صحیح البخاری - المساقاة (۲۲۲۵) صحیح البخاری - الهبة وفضلها والتحريض علیها (۲۴۳۲) صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۸۹) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۲۹) جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۹۳) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۲۶) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۴۲۵) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۱۱۰/۳) موطأ مالك - الجامع (۱۷۲۳) سنن الدارمی - الأشربة (۲۱۱۶)

شرح الحديث: آپ ﷺ کی خدمت میں پانی ملا ہوا دودھ (یعنی لسی) لایا گیا جب کہ آپ ﷺ کی دائیں جانب ایک اعرابی اور بائیں جانب صدیق اکبرؓ موجود تھے، آپ ﷺ نے اولاً خود نوش فرمایا، اس کے بعد بچا ہوا اس اعرابی کو عطا فرمایا، اور فرمایا: **الْأَيْمَنُ فَلَا يَمْنَنُ** یعنی دائیں جانب والا رانج اور مقدم ہے بائیں جانب والے پر، اس حدیث کو بظاہر ترجمۃ الباب سے مناسبت نہیں ہے، اور ”بذل“ میں حضرت گنگوہیؒ کی تقریر سے یہ نقل فرمایا ہے کہ مصنف اس حدیث کو اس باب میں بظاہر اسلئے لائے ہیں کہ اوپر والا قاعدہ ”ساقی القوم آخرهم شرباً“ اس صورت میں ہے جبکہ کوئی شخص مشترک چیز کو اپنے ساتھیوں کے درمیان تقسیم کر رہا ہو، وہاں پر اس کو چاہیے کہ اپنے حصہ کی چیز بعد میں لے، اور جہاں جو چیز خالص اپنا حق ہو یا اپنی ملک ہو پہلے سے، یا اس کو ہدیہ کی گئی ہو اس کیلئے یہ نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے اوپر مقدم کرے اھ ❶ **فَللَّهِ دَر الشَّيْخِ** شامل ترمذی میں ایک روایت میں یہ ہے: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت خالد بن الولیدؓ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہؓ کے یہاں گئے وہ ہمارے پاس ایک پیالہ میں دودھ لے کر آئیں جس کو آپ نے نوش فرمایا، میں آپ کی دائیں جانب تھا اور خالدؓ بائیں جانب، تو آپ ﷺ نے بچے ہوئے دودھ کو جب تقسیم کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ حق تو یہ تمہارا ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں اس میں خالدؓ کو ترجیح دے دوں، میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کا سور مبارک ایسی معمولی چیز نہیں جس پر کسی دوسرے کو ترجیح دی جائے، لہذا وہ انہوں نے خود ہی نوش فرمایا۔

اس روایت کے بعد امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور ابن عباسؓ اسی طرح یزید بن الاصم ان تینوں کی خالہ تھیں اھ ❷ گویا اسی وجہ سے یہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہوئے حضرت میمونہؓ کے محرم ہونے کی وجہ سے۔

تنبیہ: اس حدیث انسؓ میں جو آیا ہے: **وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ** یہ حدیث چونکہ بخاری میں بھی ہے اس پر حافظؒ نے فتح

الباری (کتاب المساقاة) میں لکھا ہے کہ ابن التین نے بعض شرح سے نقل کیا ہے کہ اس اعرابی سے مراد حضرت خالد بن الولید ہیں، اس پر یہ اشکال کیا گیا ہے کہ حضرت خالد بن الولید جیسے شخص کو تو اعرابی نہیں کہا جاسکتا حافظ فرماتے ہیں: شاید اس تفسیر کا باعث وہ حدیث ابن عباس ہو جو ترمذی میں ہے قال دخلت انا وخالد بن الولید علی میمونۃ الحدیث (المذکور قریباً) شاید اس قائل نے یہ سمجھا کہ قصہ ایک ہی ہے جو کہ صحیح نہیں اس لئے کہ ترمذی دالی روایت میں جو قصہ مذکور ہے وہ بیت میمونہ کا ہے اور اس حدیث انس کا قصہ یہ دار انس میں پیش آیا الی آخر ما بسط^۱، لہذا ایک کو دوسرے پر محمول کرنا غلط ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۷۲۷- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِي عَصَامٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ: "إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: هُوَ أَهْنَأُ، وَأَمْرَأُ، وَأَبْرَأُ"۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب پانی نوش فرماتے تو تین سانس میں نوش فرماتے اور فرمایا کہ اس طرح پینا زیادہ خوشگوار ہے اور پینے میں ہلکا اور پھندا لگنے وغیرہ ضرر سے پاک ہے۔

شرح الحدیث: سنن أبی داؤد - الأشربة (۳۷۲۷) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۱۱۹/۳) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۱۸۵/۳) یعنی آپ ﷺ کا معمول پینے کی چیز میں یہ تھا کہ آپ ﷺ اس کو تین سانس میں پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ تین بار میں پینا بہت زیادہ خوشگوار، اور پینے میں ہلکا اور پھندا وغیرہ لگنے کے ضرر سے پاک ہے۔

پینے کا ایک ادب تو اس حدیث میں مذکور ہے کہ پانی کم از کم دو یا تین سانس میں پیا جائے ایک سانس میں نہ پیا جائے، کما تقدم فی کتاب الطہارۃ (برقم ۳۱) وَإِذَا شَرِبَ فَلَا يَشْرِبُ تَنَفَّسًا وَاحِدًا، اور دوسرا ادب روایات میں یہ آتا ہے: وَإِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ^۲ کہ پانی پینے کے درمیان جب سانس لے تو برتن کو منہ سے جدا کر لیا جائے، برتن کے اندر سانس نہ لیا جائے۔

اس حدیث کو ترجمۃ الباب کے ساتھ کوئی خصوصی مناسبت تو ہے نہیں، بس یہ ہے کہ یہ بھی مجملہ آداب شرب میں سے ایک ادب ہے۔ والحدیث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

۲۰ - بَابُ فِي التَّفْخُخِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنَفُّسِ فِيهِ

پانی میں پھونک مارتے کے متعلق باب (۲۰)

۳۷۲۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:

۱ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۵ ص ۳۱

۲ صحیح البخاری - کتاب الأشربة - باب النهی عن التنفس فی الإناء ۵۳۰۷

«هُمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ، أَوْ يُتَفَخَّ فِيهِ»

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

تحقیق: جامع الترمذی - الأشربة (۱۸۸۸) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۲۸) سنن ابن ماجه - الأظعمة (۳۲۸۸) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۴۲۸) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۲۲۰/۱) سنن الدارمی - الأشربة (۲۱۳۴)

شرح الحديث: نفخ في الشراب سے نہی کی حدیث قریب میں بھی گزری ہے، یہ احادیث تو واضح ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو مستقل ادب علیحدہ علیحدہ ہیں یعنی ایک تو ایک ہی سانس میں پینے کی ممانعت، دوسرے برتن میں سانس لینے کی ممانعت، لیکن بعض روایات کے الفاظ ذرا مشکل ہیں محتاج تاویل جیسا کہ مثلاً ایک روایت میں ہے جو اکثر کتب صحاح میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُتَنَفَّسُ ثَلَاثًا^۱، اس حدیث سے بھی راوی کا مقصود تعدد تنفس کو بیان کرنا ہے کہ آپ ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے اور پانی پینے کے درمیان سانس لیتے تھے، یہ مطلب نہیں کہ برتن کے اندر سانس لیتے تھے ورنہ دوسری حدیث کے خلاف ہو جائے گا، اس لئے حافظ بمنذری رحمہ اللہ تعالیٰ ان دونوں حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: والجمع بينهما ظاهر۔

۳۷۲۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ، مَنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي فَنَزَلَ عَلَيْهِ فَقَدَّمَهُ إِلَيْهِ طَعَامًا قَدْ كَرَّ حَيْسًا أَتَاهُ بِهِ، ثُمَّ أَتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ فَنَازِلٌ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ، وَأَكَلَ عُمَرُ أَفْجَعَلَ لِقَى النَّوْصَى عَلَى ظَهْرِ أَصْبَعِيهِ السَّبَابَةِ وَالْوَسْطَى، فَلَمَّا قَامَ قَامَ أَبِي فَأَخَذَ بِلِجَامِهِ دَابَّعِهِ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ، وَاعْفُ عَنْهُمْ وَارْحَمْهُمْ».

ترجمہ: عبد اللہ بن بسر جو قبیلہ بنو سلیم سے تعلق رکھتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کے پاس (ان کے گھر) تشریف لائے تو میرے والد آپ ﷺ کے لئے کھانا لیکر آئے پھر (عبد اللہ بن بسر) کہتے ہیں کہ وہ حیس (مالیدہ جو کھجور اور مکھن سے بنتا ہے) لیکر آئے اسکے بعد پینے کیلئے پانی لائے آپ ﷺ نے وہ نوش فرمایا پھر (جو بقیہ تھا) دائیں جانب والے کو دیا اسکے بعد کھجور نوش فرمائی اور آپ کھجور کھاتے وقت اسکی گٹھلی کو اپنی دو انگلیوں سبابہ اور وسطی کی پشت پر رکھتے تھے (یعنی گٹھلی اس برتن میں نہ ڈالتے تھے) پھر جب آپ ﷺ واپسی کے لئے کھڑے ہوئے تو میرے والد نے کھڑے ہو کر آپ کی سواری کی لگام تھام لی اور عرض کیا کہ اللہ سے میرے لئے دعا فرمائیے آپ نے دعا فرمائی: اے

اللہ! ان کو ان کی روزی میں برکت عطاء فرمائیے اور ان کے گناہ معاف فرمائیے اور ان پر رحم فرمائیے۔

صحیح مسلم - الاشرية (۲۰۴۲) جامع الترمذی - الدعوات (۳۵۷۶) سنن أبي داود - الاشرية (۳۷۲۹) مسند احمد - مسند الشاميين (۱۸۸/۴) سنن الدارمي - الاطعمة (۲۰۲۲)

شرح الحديث: عبد اللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ میرے والد کے پاس ہمارے گھر تشریف لائے، میرے والد صاحب آپ ﷺ کے لئے کھانا لے کر آئے عیسٰی یعنی مالیدہ جو کھجور اور پنیر اور مکھن سے بنتا ہے اس کے بعد پینے کیلئے پانی لائے جو آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور بقیہ دائیں جانب والے کو دیا، اس کے بعد کھجور نوش فرمائی آگے روایت میں ہے: فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوْى عَلَى ظَهْرِ أَصْبَعِيهِ السَّبَّابَةِ وَالْوَسْطَى، کہ کھجور کھاتے وقت اس کی گٹھلی کو اپنی دو انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ کی پشت پر رکھتے تھے، یعنی گٹھلی اس برتن میں نہ ڈالتے تھے جس میں کھجوریں رکھی ہوئی تھیں تاکہ گٹھلیاں کھجوروں کے ساتھ خلط نہ ہوں جو کہ خلاف ادب ہے، اب یہ کہ اس کے بعد ان گٹھلیوں کو کیا کرتے تھے؟ تو جواب یہ ہے کہ پھینک دیتے تھے، یعنی اولاً ان کو ہاتھ کی پشت پر رکھا اور پھر پھینک دیا، یعنی آپ ﷺ ان کو کھجور کی پلیٹ میں تو کیا رکھتے ہاتھ کی سیدھی جانب میں بھی ان کو نہیں رکھا جس طرف سے کھاتے ہیں جو کہ غایت نظافت کی بات ہے، کذا فی البذل عن فتح الودود بتوضیح^①۔

اس روایت کے الفاظ کتب حدیث میں مختلف ہیں، ترمذی کی روایت میں ہے (كتاب الدعوات میں) يُلْقِي النَّوْى بِأَصْبَعِيهِ اور مشكاة میں بروایت مسلم يُلْقِي النَّوْى بَيْنَ أَصْبَعِيهِ اور ایک روایت میں فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوْى عَلَى ظَهْرِ أَصْبَعِيهِ، جس طرح یہاں ابو داؤد میں ہے، اسی لئے ان روایات مختلفہ کے پیش نظر الکوکب الدرہی میں اس جملہ کی شرح اس طرح کی ہے: اِیْ كَانَ يَجْمَعُ الْأَصْبَعِينَ فَيَضْحَكُ فِيهِ النَّوَاةُ عَلَى ظَهْرِ هُمَا فَيَفْتَحُ مَا بَيْنَ الْأَصْبَعِينَ حَتَّى يَسْقُطَ النَّوْى مِنْ بَيْنَهُمَا عَلَى الْأَرْضِ^②، یعنی پہلے دو انگلیوں کو ملا کر ان کی پشت پر اس گٹھلی کو رکھ دیتے تھے اور پھر ان دونوں انگلیوں میں فصل کر دیتے تھے جس سے وہ نیچے گر جاتی تھی، اس صورت میں بین الاصبعین اور علی ظہر الاصبعین دونوں باتیں پائی گئیں فللہ درالشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ، حدیث الباب میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ان صحابی کے یہاں کھانا نوش فرمانے کے بعد جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے ان کیلئے یہ دعا فرمائی: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا نَزَقْتَهُمْ، وَاعْفُ عَنْهُمْ وَارْحَمْهُمْ جو کہ بہت مختصر اور جامع دعاء ہے، ہمیں اور آپ کو بھی اس پر عمل کرنا چاہیے کہ جب کسی کے یہاں کھانا کھائیں تو اس کے لئے اس طرح دعاء کریں۔

① بلذ المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۶۰

② الکوکب الدرہی علی جامع الترمذی - ج ۴ ص ۳۷۱

کیا آپ ﷺ کا معمول کھانے کے ساتھ ہی پانی نوش فرمانے کا تھا؟ اس روایت میں: فَقَدَّمَهُ إِلَيْهِ طَعَامًا کے بعد ہے: ثُمَّ أَتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ: اس پر حضرت شیخ حاشیہ بذل میں فرماتے ہیں: هَذَا نَصٌّ فِي شَرْبِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الطَّعَامِ. وَيُخَالَفُهُ مَا قَالِ ابْنُ الْقَيِّمِ: لَمْ يَكُنْ مِنْ هَذِهِ أَنْ يَشْرَبَ عَلَى طَعَامِهِ فِيْفَسَدُهُ اه^① یعنی اس حدیث سے کھانے کے بعد ساتھ ساتھ پانی پینے کا پتہ چل رہا ہے گویا آپ ﷺ کھانے کے بعد ساتھ ہی پانی بھی نوش فرماتے^② تھے، لیکن حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں اس کے خلاف لکھا ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ کا معمول کھانے پر پانی پینے کا نہ تھا اس لئے کہ یہ مضرب ہے، انہوں نے زاد المعاد میں صرف اتنا ہی لکھا ہے لیکن آپ ﷺ کے اس معمول کے ثبوت اور تائید میں کسی حدیث یا روایت کا حوالہ نہیں دیا بلکہ صرف اسکی تائید میں ایک شاعر کا قول لکھا ہے^③۔ اس میں قدیم اطباء کی رائے بھی معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کی رائے اس بارے میں کیا ہے؟ مشہور یہی ہے کہ وہ اس میں تاخیر شرب کے قائل ہیں اور یہ کہ وہ ہضم طعام میں مقید ہے، میرے والد صاحب حکیم محمد ایوب مرحوم و مغفور باقاعدہ طبیب حاذق تھے ان کا معمول تو کھانے کے ساتھ ہی پینے کا تھا اسی طرح ہمارے حضرت شیخ بھی، اس حدیث کو بظاہر ترجمۃ الباب سے کوئی مناسبت نہیں مگر بہت کھینچ تان کر، مثالیوں کیا جائے کہ فَأَتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق پانی نوش فرمایا اور آپ ﷺ کا معمول پینے میں عدم النفع، فی الشراب ہی تھا۔ والحدیث أخرجه مسلم والترمذی والنسائی، قالہ المنذری۔

۲۱۔ بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ اللَّبَنَ

باب دودھ پیتے وقت کیا دعا پڑھے

۳۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَجَاءُوا بِصَبْيَيْنِ مَشْوِيَيْنِ عَلَى ثَمَامَتَيْنِ، فَتَبَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَالِدٌ: إِخَالُكَ تَقْدُمُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ «أَجَلٌ» ثُمَّ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

① الكوكب الدہی علی جامع الترمذی - ج ۴ ص ۳۷۱

② یا کم از کم یہ کہئے کہ اس وقت آپ ﷺ نے ایسا کیا۔

③ وہ لکھتے ہیں: قال الشاعر (زاد المعاد - ج ۴ ص ۲۰۵):

لَا تَكُنْ عِنْدَ أَكْلِ سُحْنٍ وَتَرْدِ
فَلَا أَمَّا الْجَنَبَتِ ذَلِكُ حَقًّا
وَأُحْمَلُ الْحَمَامُ تَشْرَبُ مَاءً
لَمْ تَحْفَ مَا حَبِثَ فِي الْجُوفِ دَاءً

وَسَلَّمَ " إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَإِذَا شَقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزَى مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنُ " قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا الْقَطُّ مُسَدَّدٌ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھا تو حضور ﷺ بھی وہاں تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی تھے پس لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں دو گاوہ لیکر حاضر ہوئے جن کو بھونا گیا تھا دو لکڑیوں پر رکھ کر آپ ﷺ نے (ان کو دیکھ کر اظہار نفرت کے طور پر) تھوکا اس پر حضرت خالد نے عرض کیا کہ شاید آپ کو ان سے کراہیت آتی ہے آپ نے فرمایا: ہاں پھر آپ ﷺ کے سامنے دودھ لایا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانے کی کوئی چیز کھائے تو اسکو چاہیے کہ یہ دعا پڑھا کرے: اے اللہ! ہمیں اس کھانے میں برکت عطا فرمائیے اور ہمیں اس سے بہتر چیز کھلائیے اور جب دودھ پیئے تو یہ دعا پڑھے: اے اللہ! ہمیں اس میں برکت عطا فرمائیے اور ہمارے لئے اس میں اور زیادتی فرمائیے اسلئے کہ کوئی چیز جو کھانے اور پینے کو کافی ہو جائے دودھ کے علاوہ نہیں ہو سکتی۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسد در اوی کے الفاظ ہیں۔

ترجمہ: جامع الترمذی - الدعوات (۳۴۵۵) سنن ابی داؤد - الاشریہ (۳۷۳۰) مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۲۵/۱)

شرح الحدیث: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھا تو حضور ﷺ بھی وہاں تشریف لائے، آپ کے ساتھ خالد بن ولیدؓ بھی تھے پس آپ کے پاس دو صلب یعنی گاوہ، جن کو بھونا گیا تھا دو لکڑیوں پر رکھ کر، لائی گئیں آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر اظہار نفرت کے طور پر تھوکا، اس پر حضرت خالدؓ نے عرض کیا کہ شاید آپ ﷺ کو ان سے کراہیت آتی ہے آپ نے فرمایا: ہاں۔

ایک اشکال وجواب: بذل^۱ میں حضرت گنگوہیؒ کی تقریر سے نقل کیا گیا ہے کہ جب آدمی کے سامنے کوئی کھانے پینے کی قسم کی ایسی چیز آتی ہے جس سے اس کو نفرت ہوتی ہے تو اسکو متلی سی ہونے لگتی ہے جس کی وجہ سے منہ میں پانی آجاتا ہے، جس کو پھر تھوکن پڑتا ہے ایسا ہی یہاں بھی ہوا کہ غیر اختیاری طور پر آپ کے منہ میں کراہت کی وجہ سے پانی سا آگیا، اب ظاہر ہے اس کو ٹھکانا تو طبع سلیم کیلئے گوارہ نہیں ہو سکتا اسکو تھوکا ہی جانے گا، یہ بات نہیں کہ آپ ﷺ نے قصدًا اظہار کراہت کیلئے تھوکا، تاکہ اس حدیث کے خلاف ہو جائے: لَا يَذْمُ مِنْهَا شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَذْمُ ذَوَاقًا وَلَا يَمْنَحُهُ (کما فی الشمائل^۲) کہ آپ ﷺ کھانے پینے کی چیز میں نہ عیب نکالتے تھے نہ اس کی زیادہ تعریف ہی فرماتے تھے اھ اور آگے کتاب الاطعمۃ میں حدیث آرہی ہے: مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ

۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۶۲

۲ الشمائل الحممدیہ للترمذی - باب کیف کان کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفيہ ثلاثۃ أحادیث (ص ۹۷-۹۸)

کَرِهَهُ تَرَكَهُ^۱

منب کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے، ائمہ ثلاث کے نزدیک بلا کر اہت جائز ہے، اور حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے کتاب الاطعمۃ باب فی اکل القصب مستقل باب آرہا ہے۔

آگے حدیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی کوئی کھانے کی چیز کھائے تو اسکو چاہیے کہ یہ پڑھے: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَأَطْعِمْنَا خَيْرَ امْنَةٍ، وَزِدْنَا مِنْهُ، وَارْزُقْنَا مِنْهُ، وَارْزُقْنَا خَيْرَ امْنَةٍ، نہ کہ اسلئے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں سب سے بہتر دودھ ہی ہے کہ وہ طعام و شراب دونوں کا کام کرتا ہے، بذل میں لکھا ہے کہ گویا دودھ اسی حیثیت سے فوقیت رکھتا ہے لحم پر بھی، اگرچہ لحم کے لئے اور خوبیاں ہیں جس کی وجہ سے وہ سید الطعام کہلاتا ہے^۲۔ والحدیث أخرجه الترمذی وقال: حسن، قاله المنذری۔

۲۲۔ باب فی إِبْكَاءِ الْآيَةِ

باب برتنوں کے منہ کو بندھن لگا کر رکھنے کے متعلق

یعنی برتن کے منہ کو ڈھانک کر رکھنا اور مشکیزہ ہو تو اسکے منہ کو بندھن سے باندھ دینا کھانا چھوڑنا خصوصاً رات کے وقت میں۔
۳۷۲۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَغْلِقْ بَابَكَ وَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، وَتَحَوَّرْ إِنَاءَكَ وَلَوْ يَعُودُ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ وَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ، وَأُولَئِكَ سِقَاءُكَ وَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ».

ترجمہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے دروازہ کو بِاسْمِ اللہ پڑھ کر بند کر دالیے کہ شیطان بند دروازہ کو نہیں کھول سکتا اور اپنے چراغ کو بِاسْمِ اللہ پڑھ کر بجھا دیا کرو اور اپنے برتنوں کو بِاسْمِ اللہ پڑھ کر ڈھانپ دیا کرو اگرچہ کسی لکڑی ہی سے ہو اس کو برتن کے عرض پر رکھو واللہ کا نام لیکر اور بِاسْمِ اللہ پڑھ کر اپنے مشکیزہ کا منہ بندھن سے باندھ دیا کرو۔

۳۷۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْحَبَرِ، وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ، قَالَ: «فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَلَا يَحُلُّ وَكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، وَإِنَّ الْفَوْبِيسِقَةَ تُضَرِّمُ عَلَى النَّاسِ بَيْنَهُمْ» أَوْ «بُيُوتُهُمْ».

^۱ سنن ابی داود - کتاب الاطعمۃ - باب فی کراہیۃ ذم الطعام ۳۷۶۳

^۲ بذل المجہود فی حل ابی داود - ج ۱۶ ص ۶۲

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث مروی ہے اور وہ مکمل نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ (بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کرو) اس لیے کہ شیطان بند دروازہ کو نہیں کھول سکتا اور نہ بند ہن کو اور نہ ڈھکے برتن کو کھول سکتا ہے اور بعض مرتبہ چوہیا لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دیتی ہے (اس لیے چراغ بجھانے کا حکم دیا)۔

تفصیل: صحیح البخاری - بدء الخلق (۳۱۰۶) صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۸۳) صحیح البخاری - الاستبذان (۵۹۳۷) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۱۰) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۱۲) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۵۷) سنن أبي داود - الأشربة (۳۷۳۱) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۴۱۰) سنن ابن ماجه - الأدب (۳۷۷۱) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲۹۴/۳) موطأ مالك - الجامع (۱۷۲۷)

شرح الحدیث: حدیث الباب میں ہے کہ رات کو دروازہ بسم اللہ پڑھ کر بند کر دیا کرو، اس لئے کہ شیطان بند دروازہ کو نہیں کھول سکتا، اور ایسے ہی چراغ کو بسم اللہ پڑھ کر بجھا دیا کرو، اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر برتن کو ڈھانپ دیا کرو اگرچہ کسی لکڑی کے ذریعہ سے ہی ہو جس کو تم اس برتن کے اوپر عرض میں رکھو اور ایسے ہی مشکیزہ کا منہ بھی باندھ دیا کرو۔ اسی طرح بعد والی روایت میں آرہا ہے کہ شیطان کو اس بات کی طاقت نہیں دی گئی کہ وہ بند دروازے کو کھول سکے یعنی جس کو بسم اللہ پڑھ کر بند کیا گیا ہو، اور اسی طرح نہ وہ بند ہن کھول سکتا ہے اور نہ ڈھکا ہوا برتن، اور اطفاء مصباح کی حکمت آپ ﷺ نے بیان فرمائی کہ بعض مرتبہ فُؤیسقۃ یعنی چوہی لوگوں کے گھروں میں آگ لگا دیتی ہے یعنی رات میں اگر جلتا ہو چراغ چھوڑ دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ چوہی جلتے چراغ کی بتی کو تیل کے لالچ میں کھینچ کر کسی جگہ لے جائے اور پھر اس سے آگ لگ جائے۔

اس حدیث میں آیا ہے کہ بند دروازہ کو شیطان نہیں کھول سکتا، لیکن سوال یہ ہے کہ اوپر صحن جو کھلا ہے جس کو بند نہیں کیا جا سکتا، وہاں سے تو آسکتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جامع الصغیر میں بروایت احمد یہ زیادتی ہے: فَإِنَّهُمْ لَمْ يُؤْذَنَ لَهُمْ بِالنَّسْوَرِ^۱ کہ شیطین کو دیوار پھاند کر اوپر سے آنے کی اجازت نہیں ہے، اگر آپس تو دروازہ ہی سے آئیں گے۔ حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاول أخرجه البخاری ومسلم والنسائی، وحديث الثانی أخرجه مسلم والترمذی، ابن ماجه، قاله المنذرى۔

اور اسی حدیث جابر کے تیسرے طریق میں یہ زیادتی آرہی ہے کہ اپنے چھوٹے بچوں کو شام کے وقت سنبھال کر رکھو، باہر مت نکلنے دو، اس لئے کہ شام کے وقت میں جنات کا انتشار ہوتا ہے وہ شرارت کرتے ہیں اور اچک لیتے ہیں۔ اس بات کا اہتمام ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا ہے کہ گھر کی بوڑھی عورتیں بچوں کو شام کے وقت باہر نکلنے سے منع کیا کرتی

تھیں۔ اور اسکے بعد والی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا تو ایک شخص بھاگا ہوا گیا اور ایک پیالہ میں نبیذ لیکر آیا، یہ شخص یہ پیالہ کھلا ہوا لے کر آیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «لَا حَمْرُتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا» کہ تو نے اس کو ڈھک کیوں نہ دیا اگرچہ اس پر ایک لکڑی ہی رکھ لیتا۔

والحدیث الثالث سکت علیہ المنذری، وأخرجه البخاری فی مواضع، والترمذی، ومسلم، وابن ماجه قاله الشيخ محمد عوامه، والحدیث الرابع أخرجه البخاری ومسلم بنحوه من حدیث ابی صالح وابی سفیان طلحة بن نافع عن جابر، وأخرجه مسلم ایضاً من حدیث ابی صالح وحده، قاله المنذری۔

۳۷۳۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَفُضَيْلُ بْنُ عَبْدِ الوَهَّابِ السُّكْرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ شَنْظِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، رَفَعَهُ قَالَ: "وَكَفُّوا أَصْبِيَانَكُمْ عِنْدَ الْعِشَاءِ - وَقَالَ مُسَدَّدٌ: عِنْدَ الْمَسَاءِ - فَإِنَّ لِلْجَنِّ انْتِشَارًا وَخُطْفَةً".

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے حدیث مرفوع میں منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے چھوٹے بچوں کو رات کے وقت سنبھال کر اپنے ساتھ رکھو اور مسدّد فرماتے ہیں کہ شام کے وقت اپنے بچوں کا خیال رکھو..... ایسے کہ (اس وقت) جنات کا انتشار ہوتا ہے اور وہ لوگوں کو اچک لیتے ہیں۔

صحیح البخاری - بدء الخلق (۳۱۰۶) صحیح البخاری - الأشربة (۵۳۰۰) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۱۲) سنن ابی داؤد - الأشربة (۳۷۳۳) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۳۸۶/۳)

۳۷۳۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَتَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَسْقَى، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: «لَا تَسْقِيكَ نَبِيذًا؟» قَالَ: «بَلَى» قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَشْتَدُّ فَبَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا حَمْرُتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "قَالَ الْأَضْمَعِيُّ: تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ".

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے تو آپ نے پانی مانگا تو لوگوں میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ کیا ہم آپ کو نبیذ نہ پلائیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص بھاگا ہوا گیا اور ایک پیالہ میں نبیذ لیکر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس برتن کو ڈھک کر کیوں نہ لائے اگرچہ اس پر ایک لکڑی ہی عرض رکھ لیتا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اصمعی فرماتے ہیں کہ برتن کے عرض پر اس لکڑی کو رکھا جائے۔

صحیح البخاری - بدء الخلق (۳۱۰۶) صحیح البخاری - الأشربة (۵۲۸۳) صحیح البخاری - الاستئذان (۵۹۳۷) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۱۰) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۱۲) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۵۷) سنن ابی داؤد - الأشربة (۳۷۳۴) سنن ابن ماجه - الأشربة (۳۴۱۰) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲۹۴/۳) موطأ مالک - الجامع (۱۷۲۷)

۳۷۳۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ، وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسْتَعَذَّبُ لَهُ الْمَاءُ مِنْ بُيُوتِ السَّقِيَا»، قَالَ فُتَيْبَةُ: «هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ يَوْمَان».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لئے سقیا چشمہ کے گھروں سے میٹھا پانی منگوایا جاتا۔ قتیبہ کہتے ہیں کہ وہ (سقیا) ایک چشمہ ہے اسکے اور مدینہ منورہ کے درمیان دو دن (کی مسافت) کا فاصلہ ہے۔

سنن أبی داؤد - الأشربة (۳۷۳۵) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۱۰۸/۶)

اس حدیث کا حوالہ اور مضمون باب فی الکراع میں گزر چکا۔

شرح الحدیث

آخر کتاب الأشربة



وهذا آخر ما اريدت ايراد في هذا الجزء وهو الجزء الخامس من الدر المنضود. وقد شرعت فيه في العشرة الأخيرة من شهر رمضان ١٤٢٣ هـ الذي هو شهر الصبر والغفران الذي انزل فيه القرآن في ^١ المدينة المنورة على صاحبها ألف تحية وسلام. وقد كنت نازلاً في العوالي في بيت حبيب الله قربان على المظاهري، وهو الذي اعانني في جمع المواد والاملاء والتحرير حسب اعانتته في الجزء الرابع فجزاه الله تعالى وسائر من اعانني في هذا التأليف احسن الجزاء وانا ارجو من لطف الله تعالى وكرمه ان يتم هذا الشرح في ستة اجزاء فكانه بقى جزء واحد، وأسأل الله سبحانه وتعالى السداد والتوفيق لما يحب ويرضى وان يكمل هذا الشرح ويجعله خالصاً لوجهه الكريم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم. صلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه أجمعين، آمين.

محمد عاقل عفا الله عنه

① إلاثثة أحاديث من الباب الأخير فالى كتبها بعد الرجوع إلى الهند في سهارنپور.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الأطعمة

کھانے کے آداب کے بیان میں

۱۔ باب ما جاء في إجابة الدعوة

دعوت قبول کرنے کا بیان

۳۷۳۶۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو ویسے (کی دعوت) کیلئے بلایا جائے تو اس کو اس دعوت و لیمہ میں حاضر ہونا چاہیے (قبول کر لینا چاہیے)۔

۳۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُثَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعَمْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُذْغَ».

ترجمہ: عبیدہ اللہ نے نافع، ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح ارشاد فرمایا (پھر) عبید اللہ نے اس روایت میں اضافہ فرمایا کہ اگر وہ شخص روزہ دار نہ ہو تو اس کو کھالینا چاہیے اور اگر وہ روزے سے ہو تو (اس شخص) کیلئے دعا کرنی چاہیے۔

تحقیق: صحیح البخاری - النکاح (۴۸۷۸) صحیح مسلم - النکاح (۱۴۲۹) جامع الترمذی - النکاح (۱۰۹۸) سنن أبي داود - للأطعمة (۳۷۳۶) سنن ابن ماجہ - النکاح (۱۹۱۴) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۲۰/۲) موطأ مالک - النکاح (۱۱۵۹) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۸۲) سنن الدارمی - النکاح (۲۲۰۵)

شرح الأحادیث: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا: اور اسی حدیث کے دوسرے طریق میں ہے فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعَمْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُذْغَ کہ جب تم میں سے کسی کو دعوت و لیمہ میں بلایا جائے تو وہاں جائے، پس اگر روزہ سے نہ ہو تو کھانا کھائے، اور اگر روزہ دار ہے تو دعوت کرنے والے کیلئے دعاء کرے اور چلا آئے، اس صورت میں فَلْيُذْغَ امر کا صیغہ ہو گا دعا یدعو سے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ لفظ فَلْيُذْغَ ہو وَدْعَ يَذْغُ سے، یعنی کھانا چھوڑ دے۔

ہمارے یہاں کتاب الصلاة کے شروع میں گزر چکا کہ ایک روایت میں اس طرح ہے **وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَصِلْ** ^①، نیز ایک روایت میں ہے **فَلْيُجِبْ** اور دوسری روایت میں ان کا صائماً فليقل انی صائماً ان دونوں روایتوں میں بظاہر تعارض ہے اس پر کلام کتاب الصوم میں گزر چکا، اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

ولیمہ سے متعلق تین فائدے: اس حدیث میں دو مسئلے ہیں ایک حکم ولیمہ دوسرے قبول دعوت ولیمہ، تیسری چیز ولیمہ کی تعریف اور دوسری انواع الضیافات اور ان کے اسماء، کتاب النکاح میں باب قلة المهر میں **أُولِمَ وَلَوْ بِشَاةِ الْحَدِيثِ** کے ذیل میں حکم ولیمہ گزر چکا کہ ظاہر یہ اسکے وجوب کے قائل ہیں اور یہی ایک روایت ائمہ ثلاثہ سے ہے لیکن مشہور قول میں ولیمہ عند الائمة الاربعة سنت ہے آگے ایک مستقل باب آرہا ہے باب استعجاب الولیمة، اور اجابت ولیمہ کے بارے میں روایات مختلف ہیں، قیل مستحبة، وقیل واجبة وقیل فرض کفایة ^②۔ اجابت دعوت کے بارے میں مزید اختلاف آئندہ حدیث میں بھی آرہا ہے لیکن وجوب، اجابت دعوت کے اعتبار سے ہے کھانا کھانے کے اعتبار سے نہیں وہ مستحب ہی ہے واجب نہیں، چنانچہ آگے روایت میں آرہا ہے **مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ**، تیسری چیز یعنی ولیمہ کی تعریف، ولیمہ اس کھانے کا نام ہے جو عرس یعنی شادی کے موقع پر تیار کیا جائے، یہ ولیمہ سے مشتق ہے جسکے معنی جمع کے ہیں، یہ کھانا چونکہ زوجین کے اجتماع یعنی رخصتی کے بعد ہوتا ہے اسی لئے اس کو ولیمہ کہتے ہیں ^③، علماء نے لکھا ہے کہ ضیافت کی انواع آٹھ ہیں: ① الولیمة للعرس، ② والحرس بضم الحاء المعجمة، ويقال بالصاد المهملة ایضا للولادة، یعنی بچہ کی پیدائش کے موقع پر جو دعوت کی جائے، ③ والآعداد، بكسر الهمزة والعین المهملة والذال المعجمة للختان، یعنی بچہ کے ختنہ کے موقع پر جو دعوت کی جائے ④ والو کثیرة للبناء، یعنی نئے مکان کی تعمیر کے موقع پر جو دعوت کی جائے، ⑤ والنقیعة لقدم المسافر، مآخوذة من النقع وهو الغبار۔ یعنی وہ دعوت جو آدمی سفر سے بخیر واپسی پر کرتا ہے اپنی طرف سے، یا دوسرے کی طرف سے اس کیلئے کی جائے، آگے اسکا مستقل باب آرہا ہے، ⑥ والعقیقة یوم سابع الولادة۔ ⑦ والوضیمة بفتح الواو وكسر الضاد المعجمة، الطعام عند المصیبة، لیکن یہ نوع ضیافت اسلام میں جائز نہیں، ⑧ والمأدبة، بضم الدال وفتحها،

① سنن ابی داؤد - کتاب الصوم - باب باب فی الضائم بدعی الی ولیمہ ۲۴۶۰

② وترجم البخاری 'باب حق اجابة الولیمة' قال الحافظ یشیر الی وجوب الاجابة، وقد نقل ابن عبد البر ثم عیاض ثم النووی الاتفاق علی القول بوجوب الاجابة لولیمة العرس، وفيه نظر، نعم المشهور من اقوال العلماء الوجوب، وصرح جمهور الشافعية والحنابلة بانها فرض عین، ونص علیہ مالک، وعن بعض الشافعية والحنابلة انها مستحبة، وذكر اللخمی من المالکية انه المذهب، وكلام صاحب الهدایة یقتضی الوجوب مع تصریحه بانها سنة، فكانه اراد انها وجبت بالسنة ولیست فرضاً كما عرفت من قاعدتهم، وعن بعض الشافعية والحنابلة هی فرض کفایة اه من الابواب والتراجم - ج ۵، ص ۲۴۰

③ فی البدل: ويجوز ان یولم بعد النکاح او بعد الرخصة او بعد ان ینبی بها والثالث هو الاول.

مطلق وہ ضیافت جو بغیر کسی خاص سبب کے کی جائے، اسکے بعد حافظ فرماتے ہیں کہ ان مشہور اقسام میں ایک اور قسم باقی رہ گئی یعنی ④ حذاق، بکسر المهملة وتخفيف الذال المعجمة۔ الطعام الذي يتخذ عند حذاق الصبی یعنی وہ کھانا اور دعوت جو بچہ کی حذاقت پر یعنی اس کے سمجھ دار ہونے پر کی جائے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہ دعوت ہے جو بچہ کے ختم قرآن پر کی جائے یا اس کی کسی بھی صناعت کی تکمیل اور کامیابی پر کی جائے اھ من تحفة الأحوذی^①۔

۳۷۳۸ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُصَمَرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عَزْمًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی دعوت کرے تو اس کو قبول کرنا چاہئے، چاہے وہ ولیمہ کی دعوت ہو یا اس جیسی کوئی اور دعوت ہو۔ (ہاں منکرات سے خالی ہو)۔

۳۷۳۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، بِإِسْنَادِ أَيُّوبَ وَمَعْنَاهُ نَافِعٌ فِي أَيُّوبَ كِي سَنَدٌ سَيِّئٌ رَوَيْتُ كِي هُوَ۔

ترجمہ: صحیح البخاری - النکاح (۴۸۷۸) جامع الترمذی - النکاح (۱۰۹۸) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۳۸) سنن ابن ماجہ - النکاح (۱۹۱۴) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۲۰/۲) موطأ مالک - النکاح (۱۱۵۹) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۸۲) سنن الدارمی - النکاح (۲۲۰۵)

۳۷۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو دعوت دی جائے تو اس کو دعوت میں حاضر ہونا چاہئے پھر اگر چاہے تو کھانا کھالے اور اگر چاہے تو ترک کر دے۔

ترجمہ: صحیح مسلم - النکاح (۱۴۳۰) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۴۰) سنن ابن ماجہ - الصیام (۱۷۵۱) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۹۴/۳)

۳۷۴۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا مَرْسُتُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ طَارِقٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُصَمَرٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَائِرًا وَخَرَجَ مُغِيرًا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «أَبَانَ بْنُ طَارِقٍ يَجْهَلُ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی شخص کو دعوت میں بلایا گیا اور اس نے

دعوت قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جو شخص بن بلائے (دعوت میں) گیا تو وہ چور کی مانند (بلا اجازت) داخل ہوا اور لٹیرے کے مانند باہر آیا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ابان بن طارق راوی مجہول ہے۔

۳۷۴۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ تمام کھانوں میں اس ولیمے کا کھانا بدترین ہے جس میں آسودہ حال لوگوں کو تو بلایا جائے مگر مفلسوں کو چھوڑ دیا جائے اور جو شخص دعوت میں (بلاؤے کے باوجود) حاضر نہ ہوا تو تحقیق اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

شرح الاحادیث: **اجابت دعوت کا حکم شرعی:** إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ لَحْوَةً: اس حدیث سے بظاہر مطلق دعوت کی اجابت کا وجوب سمجھ میں آتا ہے، اسی طرح اسکے بعد والی روایت مِّنْ دَعِي فَلَمْ يَجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، لیکن خطاب فرماتے ہیں کہ ان احادیث کو ولیمہ پر ہی محمول کیا جائے، دوسری دعوت کا حال یہ نہیں ہے، ولیمہ کی خصوصیت کی وجہ سے لا امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بها ولمافی إتیان الولیمة من إعلان النکاح^۱ اہ امام نووی نے قاضی عیاض سے ولیمہ کے علاوہ دوسری دعوت کے بارے میں جمہور کا مسلک عدم وجوب نقل کیا ہے، بخلاف اہل ظاہر اور بعض سلف کے کہ ان کے نزدیک ہر دعوت کی اجابت واجب ہے۔ (عون)

حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الاول اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی، وحدیث الثانی اخرجہ مسلم وابن ماجہ وحدیث الثالث اخرجہ مسلم۔ وحدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ مسلم والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔ ابن عمر کی حدیث کے ایک طریق میں یہ بھی ہے وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِهِ دَعْوَةً دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا^۲ سرقہ میں چونکہ اخفاء کے معنی ہیں اور بغیر بلائے جانے والا چونکہ چپکے سے داخل ہوتا ہے اس لئے اسکو سارق کہا گیا، اور داخل ہونے کے بعد جب سب کے ساتھ بیٹھ کر اس نے کھایا تو اب چونکہ اسکا پردہ فاش ہو گیا سب نے اسکو دیکھ لیا، اس لئے اسکو مغیر کہا گیا یعنی غاصب، غارتگر اور لوٹنے والا۔

اسکے بعد حدیث ابو ہریرہؓ میں موقوفاً آرہا ہے جو کہ مسلم کی روایت میں مرفوعاً ہے کہ آپ نے فرمایا بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں صرف اغنیاء کو دعوت دی جائے اور فقراء کو ترک کر دیا جائے۔

والحدیث اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ موقوفاً ایضاً، وخرجہ مسلم من حدیث ثابت بن عیاض بن ابی

① معالم السنن - ج ۴ ص ۲۳۷

② السنن الکبریٰ للبیہقی - کتاب النکاح - باب طعام الفجاءة ۱۲ ۱۳۴

ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسنداً، قالہ المنذری۔

۲۔ باب فی استیجاب الولیعۃ عند النکاح

۵۵ نکاح میں ولیمے کے مستحب ہونے کا بیان (۵۵)

۳۷۴۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: «مَا أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلِمَ عَلَيْهَا أَوْلِمَ بِشَاةٍ».

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ کے سامنے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما کے نکاح کا تذکرہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کا ایسا (شاندار) ولیمہ کیا ہو جیسا کہ حضرت زینت بنت جحشؓ کا ولیمہ کیا آپ ﷺ نے ایک بکری سے ان کا ولیمہ کیا۔

تحقیق: صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۵۱۵) صحیح البخاری - النکاح (۴۸۵۹) صحیح البخاری - الاستئذان (۵۸۸۵) صحیح مسلم - النکاح (۱۴۲۸) سنن ابی داود - الأطعمة (۳۷۴۳) سنن ابن ماجہ - النکاح (۱۹۰۸)

۳۷۴۴ - حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوْلِمَ عَلَى صَفِيَّةَ بَسْوِيقٍ، وَتَمْرٍ».

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت صفیہؓ کا ولیمہ ستواور کھجور سے کیا۔

تحقیق: صحیح البخاری - الصلاة (۳۶۴) صحیح البخاری - البيوع (۲۱۲۰) صحیح البخاری - الجهاد والسير (۲۷۳۶) صحیح البخاری - المغازی (۳۹۸۴) صحیح البخاری - النکاح (۴۷۹۷) صحیح البخاری - الأطعمة (۵۰۷۲) صحیح البخاری - الدعوات (۶۰۰۲) صحیح مسلم - النکاح (۱۳۶۵) جامع الترمذی - النکاح (۱۰۹۵) سنن النسائي - النکاح (۳۳۸۰) سنن ابی داود - الأطعمة (۳۷۴۴) سنن ابن ماجہ - النکاح (۱۹۰۹) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۱۰۲/۳)

شرح الأحادیث: أَوْلِمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلِمَ عَلَيْهَا أَوْلِمَ بِشَاةٍ: یعنی جس قدر اہتمام سے آپؐ نے زینب بنت جحشؓ کا ولیمہ کیا ایسا کسی اور کے نکاح پر نہیں کیا، آگے اس کا بیان ہے کہ انکے ولیمہ میں آپ ﷺ نے بکری ذبح کرائی تھی، اور اس کے بعد والی روایت میں یہ ہے أَوْلِمَ عَلَى صَفِيَّةَ بَسْوِيقٍ، وَتَمْرٍ کہ حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں آپ ﷺ نے لوگوں کی ستواور تمر سے دعوت کی، اس تقابل سے حضرت زینبؓ کے ولیمہ کی فوقیت سمجھ میں آجاتی ہے۔ حدیث الباب الاول اخرجہ البخاری ومسلم والنسائي وابن ماجه بنحوه. والحديث الثاني اخرجہ الترمذی والنسائي وابن ماجه، وقال الترمذی: غریب، قالہ المنذری۔

۳۔ باب فی کَمَ تُسْتَحَبُّ الْوَلِيمَةُ

ولیمہ کی مستحب مدت کا بیان

۳۷۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ - رَجُلٍ أَعْوَرَ مِنْ ثَقِيفٍ كَانَ يُقَالُ لَهُ مَعْرُوفٌ أَيْ يُعْنَى عَلَيْهِ خَيْرٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ اسْمُهُ - زُهَيْرُ بْنُ عُثْمَانَ فَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْوَلِيمَةُ أَوَّلُ يَوْمٍ حَقٌّ، وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ، وَالْيَوْمُ الثَّلَاثُ سُمُّعَةٌ وَرِبَاءٌ» قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ دُعِيَ أَوَّلَ يَوْمٍ فَأَجَابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمُ الثَّانِي فَأَجَابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمُ الثَّلَاثُ فَلَمْ يُجِبْ، وَقَالَ: «أَهْلُ سُمُّعَةٍ وَرِبَاءٍ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عثمان ثقفی بنو ثقیف کے ایک کانے شخص سے روایت بیان کرتے ہیں..... جس کی شان میں قابل تعریف صفات کہی جاتی تھیں اگر اس کا نام زہیر بن عثمان نہیں تو میں نہیں جانتا کہ اس کا نام کیا تھا (یہ عبد اللہ بن عثمان بن عثمان ثقفی کے استاد حسن کا کلام ہے)..... کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ویسے کے پہلے دن کا کھانا حق (بر محل) ہے دوسرے دن کا بھلائی اور نیکی و ثواب کی چیز ہے اور تیسرے دن کا شہرت و ریا کاری ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت سعید بن مسیب کو (ولیمہ کے) پہلے دن دعوت دی گئی تو آپ نے قبول کر لی اور دوسرے دن دعوت دی گئی تو آپ نے قبول کر لی پھر تیسرے دن آپ کو دعوت دی گئی تو آپ نے دعوت قبول نہ کی اور یوں فرمایا کہ یہ اصحاب شہرت کے خواہش مند اور ریاکار لوگ ہیں۔

۳۷۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ دُعِيَ الْيَوْمُ الثَّلَاثُ فَلَمْ يُجِبْ، وَخَصَّصَ الرَّسُولَ.

ترجمہ: قتادہ حضرت سعید بن مسیب سے اس ہی قصہ کو روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پھر تیسرے روز دعوت دی گئی تو قبول نہ کی اور پیامبر کو سنگریزہ (چھوٹا پتھر) مارا۔

تحقیق: سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۴۵) مسند أحمد - أول مسند البصريين (۲۸/۵) سنن الدارمي - الأطعمة (۲۰۶۵)

شرح الأحادیث: یعنی دعوت ولیمہ کتنے دن مستحب ہے؟ حدیث الباب میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: الْوَلِيمَةُ أَوَّلُ يَوْمٍ حَقٌّ، وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ، وَالْيَوْمُ الثَّلَاثُ سُمُّعَةٌ وَرِبَاءٌ کہ ولیمہ پہلے دن حق ہے یعنی ثابت اور سنت مؤکدہ ہے، اور دوسرے دن ایک اچھا کام ہے یعنی صرف مستحب ہے غیر مؤکد، اور تیسرے دن ثابت نہیں بلکہ شہرت طلبی اور ریا کاری ہے۔

آگے روایت میں ہے کہ حضرت سعید بن المسیبؓ کی پہلے دن دعوت ولیمہ کی گئی تو آپ نے اس کو منظور فرمایا اور دوسرے دن بھی منظور کر لیا، اور تیسرے روز جب وہ دعوت کرنے کیلئے آیا تو اسکو منظور نہیں کیا بلکہ قاصد کو کنکری چھینک کر ماری، اور فرمایا: ریاکار ہے۔

دعوت ولیمہ کتنے روز تک کرنا مستحب ہے؟ عند الجمہور جیسا کہ حدیث الباب میں ہے ولیمہ صرف دو دن ہے، اور امام مالکؒ کے نزدیک سات روز تک ہے والیہ میل البخاری، چنانچہ انہوں نے اپنی صحیح میں ترجمہ قائم کیا باب حق أجابة الوليمة والدعوة ومن اولم سبعة ايام ونحوه. ولم يوقت النبي صلى الله عليه وسلم يوما ولا يومين اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ابو داؤد کی اوپر والی حدیث واليَوْمَ الثَّالِثُ مُمَعَّةٌ وَرَبَاءُ کے بارے میں فرمایا ہے: لا يصح اسنادہ، ولا يصح له صحبة، یعنی لزہید الی آخر ما فی الابواب والتراجم ج ۵ ص ۲۴۰ فارجمع البہ لوشئت، نیز اس میں ہے کہ تیسرے دن ولیمہ کی اجابت مکروہ ہے اور دوسرے دن بھی معمولی درجہ کا استحب ہے واجب قطعاً نہیں، اور بعض علماء رویائی وغیرہ کہتے ہیں کہ تیسرے روز ولیمہ کی کراہت جب ہے جب وہی شخص مدعو ہو جسکی دعوت پہلے ہو چکی ہے، اور قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: استحب اصحابنا لاهل السعة كونها اسبوعا. قال وقال بعضهم: محله اذا ادعى في كل يوم من لم يدع قبله ولم يكره عليهم، یعنی مالکیہ کے نزدیک اصحاب وسعت اور مالداروں کیلئے ولیمہ سات روز تک کرنا مستحب ہے اور بعض مالکیہ کے نزدیک سات روز تک استحب اس صورت میں ہے جب کہ ہر دن الگ اور نئے لوگوں کی دعوت کی جائے، تکرار دعوت مستحب نہیں۔ والحدیث اخرجه النسائي مسندا او مرسلا، قاله المنذرى۔

۴۔ باب الإطعام عند القدوم من السفر

سفر سے واپسی پر دعوت کرنے کا بیان

۳۷۴۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُجَارِبِ بْنِ دِقَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، تَحَرَّ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً».

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ایک اونٹ خر فرمایا یا ایک گائے (ذبح کی)۔

تخریج: صحیح البخاری - الجہاد والسیر (۲۹۲۳) سنن ابی داؤد - الاطعمة (۳۷۴۷) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۰۱/۳) شرح الحدیث: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، تَحَرَّ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً: جب آپ ﷺ سفر سے واپسی میں مدینہ منورہ پہنچے (لعلہ من سفر غزوة تبوك كذا في البذل^۱) تو آپ نے ایک اونٹ یا گائے ذبح کرائی، اس دعوت کا نام نقیعة ہے

کما تقدم قريبا في انواع الضيافة - سكت عليه المغيرة، وعزاه المزي الى البخاري وهو فيه (٣٠٨٩) من رواية وكيع، به، قاله عوامة -

٥ - باب ما جاء في الضيافة

مہمان نوازی کے متعلقات کا بیان

۳۷۴۸ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ، الضَّيْفَانَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَتَوَيَّعَ عِنْدَهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مَسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قَالَ: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ» قَالَ: يُكْرِمُهُ وَيُحْفَظُهُ، يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ضَيْفَانَةً.

ترجمہ: ابو شریح کعبیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو اپنے مہمان کی عزت و توقیر کرنی چاہئے، اس کا خصوصی اکرام (جائزہ) کی مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اور جو اسکے بعد ہے وہ صدقہ ہے اور مہمان کیلئے حلال نہیں کہ اسکے پاس اتنا ٹھہرے کہ اس کو پریشانی و تکلیف میں مبتلا کر دے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ حارث ابن مسکین کے سامنے اس روایت کو اس طرح پڑھا گیا اور میں مجلس میں حاضر تھا کہ اشہب نے بیان فرمایا کہ امام مالک سے نبی اکرم ﷺ کے ان الفاظ جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ کے متعلق استفسار کیا گیا تو امام مالک نے فرمایا کہ یعنی اس کا اکرام کرے، اس کو ہدیہ دے اور ایک دن ایک رات تک اس کی دیکھ بال کرے اور تین روز تک مہمان نوازی (کرے)۔

تخریج: صحیح البخاری - الأدب (۵۶۷۳) صحیح البخاری - الرقاق (۶۱۱۱) صحیح مسلم - الإیمان (۴۸) جامع الترمذی - البر والصلة (۱۹۶۷) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۴۸) سنن ابن ماجه - الأدب (۳۶۷۲) مسند أحمد - أول مسند المدینین رضي الله عنهم أجمعین (۳۱/۴) مسند أحمد - من مسند القبائل (۳۸۴/۶) موطأ مالک - الجامع (۱۷۲۸) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۳۵)

شرح الحديث: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ: جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر تو اس کو چاہئے کہ عطا کرے اپنے مہمان کو اس کا جائزہ ایک دن اور ایک رات کا، جائزہ کی تفسیر میں تین قول مشہور ہیں جن میں ایک قول وہ ہے جو آگے دوسری روایت میں آرہا ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ»: حضرت امام مالک نے جائزہ کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ ایک دن ایک رات مہمان کا خوب اچھی طرح خیال رکھا جائے، اس کیلئے کھانے میں حسب استطاعت تکلف کیا جائے، اور باقی تین

دن میں مطلق ضیافت یعنی ماحضر پیش کیا جائے، اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ مہمان کیلئے اس کی واپسی کے وقت ایک دن ایک رات کا کھانا اس کے ساتھ کیا جائے، اور تیسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ مہمان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو قصد کسی کی ملاقات کیلئے جائے، دوسرا وہ جو ضمناً راستہ میں کسی سے ملاقات کیلئے چلا جائے، جب کہ جانا کسی اور جگہ مقصود ہو، مہمان کی اول قسم کیلئے حق ضیافت تین دن ہے اور اس دوسری قسم کا حق ضیافت صرف ایک دن ایک رات ہے (کذا فی ہامش البذل^۱)۔

اس کے بعد حدیث میں یہ ہے کہ مہمان کا حق ضیافت صرف تین دن ہے اس کے بعد اگر وہ ٹھہرے تو میزبان کی طرف صدقہ یعنی تبرع ہے، اور یہ کہ نہیں جائز ہے مہمان کیلئے کہ کسی کے پاس اتنا ٹھہرے جس سے میزبان حرج میں مبتلا ہو جائے، حدیث الباب سے معلوم ہوا کہ مہمان کی ضیافت کرنا ایمان باللہ وبالیوم الآخر کے مقتضیات میں سے ہے جس سے اس کی بڑی اہمیت سمجھ میں آتی ہے اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ ضیافت محاسن شریعت اور مکارم اخلاق سے ہے، اور بعض علماء جیسے لیث بن سعد نے کم از کم ایک رات کی ضیافت کو تو واجب قرار دیا ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۷۴۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَحَمَّادُ بْنُ مُجُوبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا يَسُوهُ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مہمان نوازی تین روز تک ہے اور جو ان ایام کے بعد ہو وہ صدقہ ہے۔

سنن ابی داود - الأطعمة (۳۷۴۹) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۲۸۸/۲)

۳۷۵۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَخَلْفُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مَثُورٍ، عَنْ غَامِرٍ، عَنْ أَبِي كَرِيمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَصْبَحَ يَفْتَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، إِنْ شَاءَ اقْتَضَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

ترجمہ: ابو کریمہؓ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک رات کی مہمان نوازی ہر مسلمان پر حق ہے بس جو شخص کسی مسلمان کے صحن میں (یعنی گھر کے احاطے میں) صبح تک رہے تو مہمان نوازی اس مسلمان پر فرض ہے یہ شخص چاہے تو اس کو وصول کرے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

سنن ابی داود - الأطعمة (۳۷۵۰) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۳۲/۴) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۳۷)

۳۷۵۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو الْجَوْدِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ الْمُقَدِّمِ أَبِي كَرِيمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَصَابَتْ قَوْمًا، فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ تَحْرُومًا، فَإِنَّ نَصْرَهُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ

مُسْلِمٌ، حَتَّى يَأْخُذَ بِقُرْصَى لَيْلَةٍ مِنْ زَمْعِهِ وَمَالِهِ».

ترجمہ: حضرت ابو کریمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی قوم کا مہمان ہو۔ پھر صبح تک مہمان نوازی سے محروم رہا تو ہر مسلمان پر اس کی مدد لازم ہے یہاں تک کہ وہ مہمان اس قوم کی کھیتی اور مال میں سے ایک رات کی مہمانی وصول کر لے۔

فتح: سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۵۱) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۳۲/۴) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۳۷)

شرح الاحادیث: لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: ابو کریمؓ یعنی مقدم بن معد یکربؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہمان کی ایک روز کی ضیافت ہر مسلمان پر واجب ہے، لہذا جو شخص جس شخص کے مکان پر رات گزارے تو اس رات کی ضیافت اس کے ذمہ میں ہو گئی، اگر چاہے تو اپنا حق لے لے، نہ لینا چاہے چھوڑ دے، اگلی روایت کا مضمون بھی یہی ہے بلکہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ مہمان کی نصرت (اس کا حق دلانے میں) ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ میزبان کی کھیتی سے ہو یا اس کے نقد مال سے۔

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث ابتداء اسلام کی ہیں جس وقت ضیافت واجب تھی، جو بعد میں منسوخ ہو گئیں جس کی طرف امام ابو داؤد نے آنے والے باب سے اشارہ کیا ہے، اور دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حالت اضطرار و احتیاج پر محمول ہے، کذا فی البدل^۱۔ لیکن اس صورت ثانیہ میں بعد میں ضمان دینا واجب ہو گا، حاشیہ بذل^۲ میں اس کی متعدد توجیہات مذکور ہیں چنانچہ ایک تاویل یہ کی گئی ہے کہ اس حدیث کا تعلق اہل ذمہ سے ہے یعنی اہل ذمہ سے معاہدہ کے وقت اگر حق ضیافت کا بھی عہد لیا گیا ہو تو ان سے حق ضیافت لیا جائے گا، بعد والی حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے اور ایک قول اس میں یہ بھی ہے کہ یہ حدیث عمال کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب وہ صدقات لینے کے لئے کسی جگہ رات گزاریں تو ان کے لئے حق ضیافت واجب ہے۔ والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۷۵۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ غَامِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ تَبْعُنَا فَتَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَمَا يَقْرُونَنَا، فَمَا تَرَى؟ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمْرُواكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَأَقْبَلُوا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَهَذَا حُجَّةٌ لِلرَّجُلِ يَأْخُذُ الشَّيْءَ إِذَا كَانَ لَهُ حَقٌّ».

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں (دینی امور کیلئے) روانہ

^۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۷۹

^۲ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۷۸

کرتے ہیں تو ہم کسی قوم کے پاس پڑاؤ ڈالتے ہیں لیکن وہ ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے، آپ کی (اس بارے میں) کیا رائے مبارک ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم کسی قبیلے کے پاس پڑاؤ ڈالو بس وہ مہمان کے شایان شان انتظام کر دیں تو اس کو قبول کر لو اور اگر وہ اس طرح نہ کریں تو ان سے ان کے مناسب مہمانی کا حق وصول کر لو۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: اس روایت میں دلیل ہے کہ انسان اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔

تحقیق صحیح البخاری - المظالم والفصب (۲۳۲۹) صحیح البخاری - الأدب (۵۷۸۶) صحیح مسلم - اللقطة (۱۷۲۷) جامع الترمذی - السیر (۱۵۸۹) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۵۲) سنن ابن ماجہ - الأدب (۳۶۷۶) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۴۹/۴)

شرح الحدیث اس حدیث کو اہل ذمہ پر محمول کیا جائے یا اعمال پر، جیسا کہ گزشتہ توجیہات میں گزرا ہے، لیکن حضرت گنگوہیؒ کی تقریر میں یہ ہے کہ حدیث الباب کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ نہ تو ہماری ضیافت ہی کرتے ہیں اور نہ ہمارے ہاتھ کھانے پینے کی چیز فروخت کرتے ہیں، بعض اہل ذمہ عناد ایسا کرتے ہوں گے، تو اس پر آپ نے فرمایا کہ تم اپنا حق ان سے لے لیا کرو یعنی بالقیمت زبردستی لے لیا کرو، اسی طرح کی توجیہ امام ترمذی نے بھی فرمائی ہے۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم وابن ماجہ، واخرجه الترمذی من حدیث ابن لہیعة وقال حسن، قالہ المنذری۔

۶۔ بَابُ نُسُخِ الضَّيْفِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ غَيْرِهِ

دوسرے کے مال سے مہمان کے حق کے منسوخ ہونے کا بیان

۳۱۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَوَّيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ الثَّوْبِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: { لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ } "فَكَانَ الرَّجُلُ يُخْرِجُ أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ، فَدَسَخَ ذَلِكَ الْآيَةُ الَّتِي فِي الثَّوْرِ، قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ { أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بَيْتُكُمْ } إِلَى قَوْلِهِ { أَشْتَاتًا } كَانَ الرَّجُلُ الْغَنِيُّ يَدْعُو الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِهِ إِلَى الطَّعَامِ، قَالَ: إِنِّي لَأَجْتَمِعُ أَنْ أَكُلَ مِنْهُ، وَالتَّجْنُّعُ الْخُرْجُ، وَيَقُولُ: الْمُسْكِينُ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي، فَأُجِلُّ فِي ذَلِكَ أَنْ يَأْكُلُوا بِمَا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَأُجِلُّ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ".

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ {ترجمہ: نہ کھاؤ آپس میں ایک دوسرے کا مال جھوٹ اور فریب سے البتہ آپس کی رضامندی سے تجارت کے طور پر ہو (تو کھا سکتے ہو)}۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمان کسی کے یہاں کھانے کو گناہ شمار کرتے تھے، پھر اس آیت کو سورہ نور کی اس آیت نے منسوخ کر دیا، جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: (ترجمہ) تم لوگوں پر کوئی گناہ نہیں کہ تم کھاؤ (خود) اپنے گھروں میں اپنے والد یا بیٹوں یا بھائیوں یا بہنوں کے گھروں میں یا چچا یا پھوپھی یا ماموں یا خالہ کے گھر میں یا جن گھروں کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا دوست آشنا کے گھر میں..... (شروع زمانے میں) اگر کوئی آسودہ حال (بھی) اپنے ہی گھر والوں کو کھانے کے لئے دعوت دیتا تو وہ (جواب میں) کہہ

دیتا کہ میں اس کھانے کو گناہ جانتا ہوں..... اور تجنح کا معنی گناہ میں پڑنا..... نیز یہ کہتا کہ مفلس مجھ سے زیادہ حق دار ہے اس کھانے کا..... بعد ازیں جس کھانے پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس کا کھانا حلال کر دیا گیا اور اہل کتاب کا کھانا بھی حلال ہو گیا۔

شرح الحدیث: ترجمۃ الباب کی غرض اور اس میں اختلاف نسخ: پہلے باب میں جس حق الضیف کا ذکر تھا

اس باب سے مصنف اس کا منسوخ ہونا بیان فرما رہے ہیں، ابتداء میں جیسا کہ ابھی گزرا حق الضیف واجب تھا، حتیٰ کہ ضیف کو یہ بھی حق تھا کہ بغیر مالک کی رضا کے اپنا حق ضیافت وصول کر لے، بعد میں یہ حکم سورہ نساء کی آیت کریمہ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ^۱ کے ذریعہ سے منسوخ کر دیا گیا، کہ دوسرے کا مال بغیر اجازت کھانا جائز نہیں، حرام ہے، اس آیت کے نزول کے بعد بعض حضرات اپنے اجتہاد سے یہ سمجھے کہ مطلقاً مال غیر کا کھانا ممنوع ہے گو اسکی اجازت سے ہو، یہاں تک کہ بعض حضرات ایک دسترخوان پر مشترک طور پر کھانے سے بھی پرہیز کرنے لگے۔ حالانکہ آیت النساء کا مقصد یہ نہیں تھا، لہذا اس آیت فہمی کو دور کرنے کیلئے سورہ نور کی آیت نازل ہوئی لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا مِن بَيْوتِكُمْ أَوْ بَيْوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بَيْوتِ إِهْوَانِكُمْ إِلَىٰ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا^۲ اس آیت کے نزول سے وہ غلط فہمی دور ہوئی اور مسئلہ واضح ہو گیا کہ آپس میں ساتھ بیٹھ کر کھانے میں کچھ حرج نہیں۔

جو ترجمۃ الباب چل رہا ہے اس میں نسخے مختلف ہیں، ایک نسخہ میں ہے 'باب نسخ الضیف' فی الاکل من مال غیرہ میرے نزدیک یہ نسخہ رائج ہے مذکورہ بالا تقریر اسی ترجمہ پر اچھی طرح منطبق ہوتی ہے، وایضاً لا یرد علیٰ هذا التقرير ایراد الطبری الذکور فی البذل، فتدبر وتشکر، کان الرجل الغنی یدعو الرجل من اہلہ الی الطعام قال انی لا جَنَحَ^۳ ان اکل منہ یعنی آیت النساء کے نازل ہونے کے بعد اکل مال غیر کے بارے میں اتنی احتیاط کرنے لگے کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو کھانے کی دعوت دیتا تو وہ اس سے بھی انکار کر دیتا اور یہ کہتا کہ میں تو اس میں جناح اور حرج سمجھتا ہوں، کسی فقیر مسکین کو کھلا دے تو پھر ان کے اس خیال کے ازالہ کے لئے آیت النور نازل ہوئی، لیس علیکم جناح^۴ أَنْ تَأْكُلُوا مِن بَيْوتِكُمْ۔

① نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے (سورۃ النساء ۲۹)

② اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائی کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی پھوپھی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے نہیں گناہ تم پر کہ کھاؤ آپس میں مل کر یا جدا ہو کر (سورۃ النور ۶۱)

③ یعنی اکل مال غیر کے سلسلہ میں صحابہ جس ضیق میں مبتلا ہو گئے تھے اس کا ازالہ ۱۲۔

④ بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۸۲

⑤ راجع باب ائٹل سے واحد مشکم کا صیغہ ہے جس کی اصل ائٹل ہے مشتق من البجناح ۱۲۔

⑥ نقلها بالمعنی والافعال الآتية لیس علی الاغنی حرج ولا علی الاغنی حرج ولا علی المریض حرج ولا علی انفسکم ان تأکلوا من بیوتکم والآتية کذا فی العون (بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۸۱)

فَأَجَلَ فِي ذَلِكَ أَنْ يَأْكُلُوا بِمَا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ: یعنی اکل مال غیر کی اجازت دی گئی مالک کی اجازت کے بعد بشرط یہ کہ وہ مال غیر ایسا ہو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو یعنی حلال ہو اور ایسے ہی اہل کتاب کا طعام بھی جائز قرار دیا گیا۔

۷۔ بَابُ فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِكِينَ

۷۷ اہل تفاخر کے کھانے کا بیان

۳۷۵۰ - حَدَّثَنَا هَامِدُونَ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءَ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْحَرِثِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، يَقُولُ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: «إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِكِينَ أَنْ يَأْكُلَ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «أَكْثَرُ مَنْ رَوَاهُ عَنْ جَرِيرٍ لَا يَذْكُرُ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ»، وَهَامِدُونَ التَّحَوُّيُّ، ذَكَرَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، أَيْضًا وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، لَهُ يَزِيدُ ابْنُ عَبَّاسٍ.

۷۷ جریر بن حازم، زبیر بن حرث سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عکرمہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ بلاشبہ نبی اکرم ﷺ نے آپس میں فخر و مقابلہ کرنے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ جریر سے روایت کرنے والے (شاگردوں میں سے) اکثر راویوں نے اس سند میں ابن عباس کا تذکرہ نہیں کیا (گویا اکثر راویوں کے بقول یہ عکرمہ سے مرسل روایت ہے) البتہ حماد بن زحوی نے بھی اس سند میں ابن عباس کی زیادتی ذکر کی ہے نیز حماد بن زید نے ابن عباس کو ذکر نہیں کیا۔

شرح الحدیث حدیث الباب میں ہے کہ آپ ﷺ نے مجاہدین یعنی متفاجرین کے طعام سے منع فرمایا کہ اس کو کھایا جائے، یعنی جو دعوت فخر و ریاء کے طور پر کی جائے اس کا کھانا جائز نہیں، اسی کے ہم معنی ایک حدیث کتاب الاضحیہ میں گزری ہے، تھی رسول اللہ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ -

۸۔ بَابُ إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ إِذَا حَضَرَ هَامِكُورُهُ

۷۷ باب اس بیان میں کہ ایک شخص کسی محفل میں مدعو ہو اور وہاں جا کر خلاف شریعت کام ہوتا دیکھے تو اب مہمان کیا کرے؟

۳۷۵۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمُهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ رَجُلًا، أَصَابَ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ: فَاطِمَةُ لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا قَدْ عَوَّكَ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عَصَايِ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ حُصِرَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: لَعَلِّي الْحَقُّ فَأَنْظُرُ مَا رَجَعَهُ فَنَبِّئُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَدَّكَ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْلِيٌّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مَرُوقًا».

ابو عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک شخص داماد نبی ﷺ حضرت علیؑ کا مہمان ہوا تو ان کے لئے کھانا تیار کیا گیا تو حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے ارشاد فرمایا کتنا اچھا ہوتا اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو مدعو کرتے تو آپ ﷺ ہمارے ساتھ کھانا نوش فرماتے پھر انہوں نے آپ ﷺ کو دعوت دی تو نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور اپنا دست مبارک دروازے کی دونوں چوکھٹوں پر رکھا اور گھر کے کونے میں لٹکا پردہ دیکھ کر لوٹ گئے، حضرت فاطمہؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا جائیں ذرا معلوم کریں کس وجہ آپ ﷺ لوٹ گئے تو میں ان کے پیچھے ہو لیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کس چیز نے آپ کو لوٹنے پر مجبور کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے یا کسی نبی کے لئے نقش و نگار والے گھر میں جانا جائز نہیں۔

سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۵۵) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۳۶۰)

شرح الحديث أن رجلاً، أضاف علي بن أبي طالب فصنع له طعاماً فقال: فاطمة لودعونا رسول الله صلى الله عليه وسلم فأكل معنا: یعنی ایک شخص حضرت علیؑ کا مہمان ہوا، انہوں نے اس کے لئے کھانا بنوایا، جب کھانے کا وقت آیا تو حضرت فاطمہؑ فرمانے لگیں کہ اگر اس کھانے پر ابا جان رسول اللہ ﷺ کو بھی بلا لیا جائے تو اچھا ہو، چنانچہ آپ ﷺ کو بلایا گیا، آپ تشریف لائے، جب آپ دروازہ پر پہنچے تو اپنے ہاتھ دروازہ کے دونوں بازو پر رکھ کر ٹھہر گئے، کیونکہ آپ نے دیکھا کہ ایک باریک پردہ گھر کے اندر کسی جانب میں لٹکا ہوا ہے (بظاہر زینت اور خوبصورتی کے لئے) تو آپ لوٹ گئے گھر میں داخل نہیں ہوئے، حضرت فاطمہؑ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ ذرا جا کر دیکھو آپ کیوں لوٹے ہیں، حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے پیچھے گیا اور اس کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا: لیس لي أو لغيري أن تدخل بيتنا مؤذناً کہ نبی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسے گھر میں داخل ہو جس کو سجایا گیا ہو۔

یہ حدیث کسی قدر اختلاف سیاق کیساتھ کتاب اللباس باب فی اتخاذ الستور میں بھی آرہی ہے۔ جس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وَمَا أَنَا وَالذُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا وَالزُّرْقَةُ؟ اور ایک دوسرے طریق میں ہے قَالَ وَكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا، اس حدیث سے ترجمۃ الباب ثابت ہو رہا ہے کہ اگر مدعو داعی کے گھر پر پہنچ کر کوئی ناجائز اور منکر چیز دیکھے تو اس کی تنبیہ کے لئے لوٹ آئے حضرت گنگوہیؒ کی تقریر میں یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اس قرام میں تصاویر ہوں، اور یہ کہ اس کو بے محل لٹکایا گیا ہو دیوار وغیرہ پر جس پر نکیر آئی ہے إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَابَةَ الْحَدِيثُ^۱ والحدیث اخرجہ ابن ماجہ، قالہ المذہبی۔

① سنن أبي داود - کتاب اللباس - باب فی اتخاذ الستور ۶۱۴۹

② سنن أبي داود - کتاب اللباس - باب فی اتخاذ الستور ۶۱۵۰

③ صحیح مسلم - کتاب اللباس والزینة - باب لا تدخل الملائكة بیتنا فیہ کلب ولا صورة ۲۱۰۷

۹۔ بَابُ إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ أَيهُمَا أَحَقُّ

۷۷ بیک وقت دو افراد کی دعوت میں سے کون مقدم ہے؟ ۷۷

۳۷۵۶ - حَدَّثَنَا هَذَا بِنُ الشَّرِي، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالِي، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمَيرِيِّ، عَنْ رَبِيعٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا، فَإِنْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبَهُمَا جَوَارًا، وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبْ الَّذِي سَبَقَ».

ترجمہ: ایک صحابی رسول سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بیک وقت دو افراد دعوت دیں (یہ تفصیل اس وقت ہے دو شخص ایک ساتھ دعوت دیں) تو اس کی دعوت قبول کرو جس کا دروازہ (تم سے) نزدیک تر ہو کیونکہ ان میں سے جس کا دروازہ قریب تر ہو وہ پڑوس کے اعتبار سے قریب ترین ہے اور اگر دونوں میں سے کوئی ایک پہلے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو جو سبقت لے جائے۔

سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۵۶) مسند احمد - بانی مسند الانصار (۸/۵، ۷)

شرح الحدیث یعنی اگر ایک ہی وقت میں دو شخصوں کی طرف سے دعوت آئے تو کس کی منظور کی جائے؟ حدیث الباب میں ہے۔

فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا، فَإِنْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبَهُمَا جَوَارًا، وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبْ الَّذِي سَبَقَ: یعنی جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو وہ زیادہ مستحق ہے اجابت دعوت کا قرب و جوار کی وجہ سے، اور اگر دو شخصوں کی طرف سے دعوت متعاقباً یعنی آگے پیچھے آئے تو جس کی طرف سے پیام پہلے پہنچے وہ زیادہ مستحق ہے۔

۱۰۔ بَابُ إِذَا خَضَعَتِ الصَّلَاةُ وَالْعِشَاءُ

۷۷ شام کے کھانے اور عشاء کی نماز میں کس کو مقدم کیا جائے؟ ۷۷

۳۷۵۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدُ الْمُعَنَّى - قَالَ أَحْمَدُ - حَدَّثَنِي يَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا وَضِعَ عِشَاءُ أَحَدِكُمْ، وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا يَقُومُ حَتَّى يَقُوعَ» زَادَ مُسَدَّدٌ: «وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا وَضِعَ عِشَاؤُهُ، أَوْ خَضَعَتْ عِشَاؤُهُ، لَمْ يَقُمْ حَتَّى يَقُوعَ، وَإِنْ سَمِعَ الْإِقَامَةَ، وَإِنْ سَمِعَ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ».

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے سامنے رات کا کھانا رکھ دیا جائے اور (ساتھ ہی نماز عشاء کی) اقامت بھی ہو جائے تو کھانا کھانے سے فارغ ہونے سے پہلے نہ اٹھو۔ مسد در راوی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ..... حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کے سامنے جب رات کا کھانا رکھ دیا جاتا..... راوی کہتا ہے کہ رات کھانا آجاتا (یعنی وضیع کی جگہ خضوع

فرمایا) تو وہ فراغت سے قبل نہ اٹھتے اگرچہ وہ اقامت کی آواز اور امام کی قراءت کرنے کی آواز بھی سن لیتے۔

تخریج: صحیح البخاری - الأذان (۶۴۲) صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (۵۵۹) جامع الترمذی - الصلاة (۳۵۴) سنن أبی داود - الأطعمة (۳۷۵۷) سنن ابن ماجہ - إقامة الصلاة والسنة فيها (۹۳۴) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۰۳/۲)

شرح الحدیث: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ، بابُ اُیْصَلِّی الرَّجُلُ وَهُوَ خَائِفٌ؟ میں گزر چکی، اسکی طرف رجوع کیا جائے۔ والحدیث اخبرجہ البخاری ومسلم والترمذی، ولیس فی حدیث مسلم فعل ابن عمر قالہ، المنذری۔

۳۷۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ يَعْنَى، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُؤْخَرُ الصَّلَاةُ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهِ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھانے یا کسی اور سبب سے نماز کو موخر نہ کیا جائے۔

شرح الحدیث: اس حدیث کے بارے میں بھی کلام وہاں گزر چکا۔

۳۷۵۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ، حَدَّثَنَا الصَّخَالِيُّ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي فِي زَمَانِ ابْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى جَنْبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: إِنَّا سَمِعْنَا أَنَّهُ يُبَدَأُ بِالْعِشَاءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: «وَيُحْتَلَفُ مَا كَانَ عِشَاءُ هُمْ أَتَرَاهُ كَانَ مِثْلَ عِشَاءِ أَبِيكَ».

ترجمہ: عبد اللہ بن عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن الزبیر کے زمانہ خلافت میں اپنے والد ماجد کی معیت میں ابن عمر کے ساتھ تھا تو ابن زبیر کے فرزند عباد نے کہا کہ: ہم نے سنا ہے کہ رات کا کھانا نماز عشاء پر مقدم رکھا جاتا تھا ابن عمر نے فرمایا: افسوس ہے تم پر پہلوں کا کھانا ہی کیا تھا! کیا تم اس کو اپنے باپ کے گھر کا سا کھانے کی طرح سمجھتے ہو؟

شرح الحدیث: **تقديم طعام على الصلاة سے متعلق ایک دلچسپ قصہ:** ایک شخص حضرت عبد اللہ بن الزبیر کے دور خلافت کی بات نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت عبد اللہ بن عمر کے برابر میں بیٹھا تھا (ایک مجلس میں کھانے کا ذکر ہوا کہ اس کو مقدم کیا جائے یا نماز کو دونوں چیزیں قریب تھیں، کھانا بھی حاضر تھا اور نماز کا وقت بھی) تو عباد بن عبد اللہ بن الزبیر بولے کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ ایسی صورت میں کھانے کو نماز پر مقدم کرنا چاہئے تو اس پر حضرت عبد اللہ بن عمر بولے تیرا ناس ہو ان حضرات کا کھانا (جو تقدیم طعام کے قائل ہیں) تیرے باپ کے کھانے کی طرح تھوڑا ہی تھا یعنی گزشتہ لوگ تو کھانے کے چند لقموں پر اکتفاء کیا کرتے تھے، ایسے حضرات کے لئے حضور ﷺ نے یہ قاعدہ بتایا کہ کھانے کو نماز پر مقدم کر دیا جائے اور جو لوگ ناک تک پیٹ بھر کے کھاتے ہوں ان کے لئے تھوڑا ہی یہ قاعدہ ہے (کیونکہ زیادہ کھانے کی صورت میں کھانے میں وقت زیادہ صرف ہو گا جس سے نماز میں تاخیر ہوگی) اوپر خود حضرت ابن عمر کا یہ معمول گزر چکا کہ وہ

ایسی صورت میں کھانے کو نماز پر مقدم کیا کرتے تھے **وإن سمح الإقامة، وإن سمح قراءة الإمام،** اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ چند لقموں پر اکتفاء فرماتے تھے۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، وقال الترمذی: حدیث حسن، قاله المنذری۔

۱۱۔ بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الطَّعَامِ

کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کا بیان

اسکے بعد دوسرا باب آرہا ہے، **بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الطَّعَامِ** اس میں بظاہر تکرار ہے، اب یا تو یہ کہا جائے کہ یہاں پر نسخے مختلف ہیں، چنانچہ بعض نسخوں میں باب ثانی نہیں ہے لہذا اسی نسخہ کو ترجیح دی جائے، اور یا پھر یہ کہا جائے کہ پہلے باب سے غرض نفی غسل ہے اور ثانی سے مقصود اثبات الغسل ہے جیسا کہ دونوں بابوں کی حدیثوں سے مستفاد ہو رہا ہے، اور حاصل ترجمین یہ ہو گا کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ضروری نہیں کما فی الباب الاول اور دھوئے تو بہتر ہے، کما فی الباب الثانی، ویسے غسل الیدین بعد الطعام کا استحباب تو متفق علیہ ہے، لیکن غسل الید قبل الطعام میں اختلاف ہے جمہور تو اس کو بھی مستحب قرار دیتے ہیں اور بعض علماء جیسے سفیان ثوری اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں، چنانچہ بعض نسخوں میں ہے، **وكان سفیان يكره الوضوء قبل الطعام۔**

۳۷۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقَدِمَهُ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا: «الَأَنْتَ يَكْفِيكَ بَوْضُوءٌ فَقَالَ: «إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا أَقْبَمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ»۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے پس آپ کو کھانا پیش کیا گیا۔ خدام نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے وضو کے لئے پانی پیش خدمت کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے صرف نماز ادا کرنے کے لئے وضو کرنے کا حکم ہوا ہے۔

صحیح مسلم - الحیض (۳۷۴) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۴۷) سنن النسائی - الطہارۃ (۱۳۲) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۶۰) مسند أحمد - من مسند بیہاشم (۲۸۳/۱) سنن الدارمی - الطہارۃ (۷۶۷)

شرح الحدیث یعنی ایک مرتبہ آپ استنجاء سے باہر تشریف لائے اور چونکہ کھانے کا وقت تھا اس لئے کھانا لایا گیا، بعض صحابہ نے عرض کیا کہ کیا وضو کے لئے پانی لایا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کا حکم تو اقامت صلاۃ کے وقت ہے۔ حضرت کنوئیؓ کی تقریر میں ہے کہ پھر بھی محتمل ہے کہ یہاں پر وضوء سے وضوء شرعی مراد ہو اس لئے کہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ آپ کی عادت شریفہ مداومت علی الطہارۃ کی ہے، مگر آپ نے اس وقت وضوء شرعی سے انکار فرمادیا کہ اس کا ہر وقت

ہونا ضروری نہیں ہے، پس اس صورت میں نفی وضوء شرعی کی ہوئی، وضوء لغوی یعنی غسل یدین، اس سے یہاں کوئی تعرض نہیں، نہ نفیانہ اثباتاً، اور یہ بھی احتمال ہے کہ کہنے والے کی مراد وضوء سے وضوء لغوی یعنی غسل یدین ہو، پھر اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وضوء سے مراد وضوء لغوی ہو، اس لئے کہ آپ تو فرما رہے ہیں: **إِنَّمَا أَمْرٌ بِالْوُضُوءِ إِذَا لَمْ يَكُنْ إِلَى الصَّلَاةِ** قیام الی الصلوة کے لئے تو وضوء شرعی ہی درکار ہے نہ کہ وضوء لغوی، سو اس کا جواب یہ ہو گا کہ صحابہ کی مراد تو وضوء سے وضوء لغوی ہی تھی لیکن آپ نے وضوء کو وضوء شرعی پر محمول کرتے ہوئے مسئلہ بیان فرمادیا کہ وضوء شرعی کی ضرورت تو نماز کے لئے ہوتی ہے اور صحابہ کی جو مراد تھی وضوء سے یعنی غسل ید کی یاد دہانی اس کا جواب آپ نے اپنے عمل سے یعنی ترک غسل یدین سے ظاہر فرمادیا (ہذل^۱) والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، وقال الترمذی: حدیث حسن، وحدث سلمان أخرجه الترمذی، قاله الترمذی۔

۱۲۔ بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا بیان

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ زَادَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَرَأْتُ فِي التَّوَارِثِ أَنَّ بَرَكََةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءَ قَبْلَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «بَرَكََةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ، وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ» وَكَانَ سُفْيَانُ يَذْكُرُهُ الْوُضُوءَ قَبْلَ الطَّعَامِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ.

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھونے سے اس میں برکت ہوتی ہے پس میں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ سے ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کھانے سے قبل اور بعد (دونوں وقت) ہاتھ دھونے سے برکت ہوتی ہے۔ اور سفیان کھانے سے قبل وضوء کو پسند نہیں کرتے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے۔

جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۴۶) سنن أبی داؤد - الأطعمة (۳۷۶۱)

۱۳۔ بَابُ فِي طَعَامِ الْفَجَاءَةِ

اچانک (اتفائی) دعوت میں کھانے کا بیان

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ قَالَ: «أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شُعْبٍ مِنَ الْجَبَلِ وَكَانَ قَصَى

حَاجَتُهُ، وَبَيْنَ أَيْدِينَا مُمْرٌ عَلَى نُزْبٍ أَوْ حَقِيقَةٍ، فَادْعُونَا، فَأَكُلْ مَعَنَا وَمَا مَشَّ مَاءً».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ پہاڑ کی ایک گھاٹی سے قضائے حاجت کے بعد تشریف لائے اس وقت ہمارے سامنے ایک ڈھال یا پیالے پر کھجوریں رکھی تھیں ہم نے آپ ﷺ کو دعوت دی تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ (وہ کھجوریں) تناول فرمائیں اور پانی کو ہاتھ نہ لگایا۔

سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۶۲) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۹۷/۳)

شرح الحدیث: نجات کی بادل میں دو تفسیریں کی ہیں، اول یہ کہ اچانک کسی کی دعوت کر دینا اور اس کو کھانے پر بلا لینا بغیر کسی تیاری اور اہتمام کے، اور دوسری تفسیر یہ کہ عین کھانے کے وقت کسی کو مدعو کرنا، یعنی پہلے سے اس کو دعوت کی اطلاع نہ کرنا، جس کو بعض لوگ اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں، اور ایسی صورت میں اس کو منظور نہیں کرتے، حالانکہ حدیث شریف میں ہے حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک پہاڑی کی طرف سے تشریف لارہے تھے قضاء حاجت کے بعد، جب آپ ہمارے سامنے کو گزرے تو ہمارے سامنے کھجوریں رکھی تھیں، ایک ڈھال پر (جو پلیٹ ہی کی طرح ہوتی ہے) ہم نے آپ کو کھجور نوش فرمانے کی دعوت دیدی، آپ نے ہمارے ساتھ بیٹھ کر نوش فرمایا سبحان اللہ! کیا شان تو وضع ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

یہاں پر نجات کے دونوں معنی جو ذکر کئے گئے پائے جارہے ہیں، اس واقعہ سے تواضع اور سادگی اختیار کرنے کا سبق مل رہا ہے۔

۱۴ - بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ ذَرْبِ الطَّعَامِ

کھانے میں عیب جوئی کی ناپسندیدگی کا بیان

۳۷۶۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «مَاعَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَوَكَّاهُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کھانے کی برائی بیان نہ فرمائی اگر کھانا اچھا لگتا تو تناول فرمالیتے اچھا نہ لگتا تو ترک فرما دیتے۔

ترجمہ: صحیح البخاری - الناقب (۳۳۷۰) صحیح البخاری - الأطعمة (۵۰۹۳) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۶۴) جامع الترمذی - البر والصلة (۲۰۳۱) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۶۲) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۵۹) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۴۷۴/۲)

شرح الحدیث: اس باب کا اور اس حدیث کا مضمون اور حوالہ ہمارے یہاں بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ اللَّبَنُ میں گزر چکا، فلا حاجة الى اعادته، والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۱۵۔ باب فی الاجتماع علی الطعام

﴿باب یکجا کھانے کے بیان میں﴾

۳۷۶۴ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي وَحْشِيُّ بْنُ حَزْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبِعُ، قَالَ: «فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرُقُونَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيهِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «إِذَا كُنْتَ فِي وَلِيْمَةٍ فَوَضِعِ الْعِشَاءَ فَلَا تَأْكُلْ حَتَّى يَأْذَنَ لَكَ صَاحِبُ الدَّارِ».

ترجمہ: وحشی بن حرب، اپنے والد، اپنے دادا سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن شکم سیر نہیں ہوتے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شاید تم لوگ علیحدہ علیحدہ کھانا کھاتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنا کھانا یکجا ہو کر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ جب تم لوگوں کی کسی کے ہاں دعوت ہو اور رکھنا سامنے رکھ دیا جائے تو جب تک میزبان اجازت نہ دے کھانا نہ دے کھانا چاہئے۔

سنن ابی داؤد - الاطعمہ (۳۷۶۴) سنن ابن ماجہ - الاطعمہ (۳۲۸۶) مسند احمد - مسند المکین (۵۰۱/۳)

شرح الحدیث: بعض صحابہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن پیٹ نہیں بھرتا، آپ نے فرمایا شاید تم الگ الگ بیٹھ کر کھاتے ہو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں ایسا ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ایک ساتھ بیٹھ کر بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو پھر برکت ہوگی۔ والحدیث اخرجہ ابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۱۶۔ باب التسمیۃ علی الطعام

﴿کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان﴾

۳۷۶۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عِشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: أَذَى كُمْ الْمَبِيتُ، فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَذَى كُمْ الْمَبِيتُ وَالْعِشَاءُ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان (اپنے چیلوں) سے کہتا ہے کہ نہ تو تمہیں یہاں رات

کاٹھکانہ ملے گا اور نہ کھانا اور جب داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان کہتا ہے تمہارے رہنے کا ٹھکانہ ہو گیا اور جب کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھے تو وہ کہتا ہے تمہارے رات کے رہنے کا ٹھکانہ اور رات کے کھانے کا انتظام ہو گیا۔

صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۱۸) سنن ابی داؤد - الاطعمة (۳۷۶۵) سنن ابن ماجہ - الدعاء (۳۸۸۷) مسند احمد - باقی مسند المکرمین (۳۴۶/۳) مسند احمد - باقی مسند المکرمین (۳۸۳/۳)

شرح الحدیث کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا جمہور کے نزدیک سنت ہے، اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک واجب ہے، حدیث الباب کا مضمون یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں ذکر اللہ کے ساتھ داخل ہوتا ہے (بظاہر دخول بیت کی دعا مراد ہے جو حدیث میں وارد ہے^۱) اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے ماتحتوں سے کہتا ہے لَا مِیْتَ لَکُمْ وَلَا عِشَاءَ کہ ابنہ تم اس گھر میں رات گزار سکو گے اور نہ کھانے میں تمہارا حصہ ہو گا، اور اگر بغیر دعا کے گھر میں داخل ہوتا ہے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے کہ تم کو یہاں رات گزارنے کا موقعہ تو مل گیا اور اسکے بعد اگر وہ شخص کھانے پر بھی بسم اللہ نہیں پڑھتا تو وہ کہتا ہے کہ اب تم کو میت اور عشاء دونوں ملیں گے۔ والحدیث اخرجه مسلم والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۷۶۵ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي حَذِيفَةَ، عَنْ حَذِيفَةَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا خَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ يَفْصَحْ أَحَدُنَا بِدَايَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّا خَضَرْنَا مَعَهُ طَعَامًا، فَجَاءَ أَغْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَذَهَبَ لِيَفْصَحَ بِدَايَةِ الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِيَدِهِ، ثُمَّ جَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِيَفْصَحَ بِدَايَةِ الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِيَدِهَا، وَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَجِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَمْ يَذْكُرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذَا الْأَغْرَابِيَّ يَسْتَجِلُّ بِهِ، فَأَخَذْتُ بِبِيَدِهِ، وَجَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ يَسْتَجِلُّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِبِيَدِهَا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ بَدَايَةَ لَفِي بِيَدِي مَعَ أَيُّدِيهِمَا».

ترجمہ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانے کو بیٹھے تو ہم میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے ابتداء فرمانے سے قبل ہاتھ نہ بڑھاتا، ایک مرتبہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ کھانے کو بیٹھے تو ایک بدو اس طرح آیا گویا کہ کسی نے اس کو دکھادیا ہے اور اس نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ تھام لیا پھر ایک لڑکی آئی گویا کسی نے اس کو دکھادیا ہو اور کھانے میں اپنا ہاتھ بڑھانے لگی رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا بلاشبہ شیطان اس کھانے کو حلال کر لیتا ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے وہ اس بدو کو کھانا حلال کرنے کے واسطے لایا تھا کہ میں نے اس کا ہاتھ روک لیا اور وہ اس بچی کو (بھی) کھانے پر قدرت حاصل کرنے کیلئے لایا تھا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔

صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۱۷) سنن ابی داؤد - الاطعمه (۳۷۶۶) مسند احمد - ہالی مسند الانصار (۳۸۳/۵) مسند احمد -

ہالی مسند الانصار (۳۹۸/۵)

شرح الحدیث آگے حضرت حذیفہؓ کی حدیث آرہی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ کھانے میں شرکت کرتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص کھانے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاتا تھا جب تک حضور اقدس ﷺ شروع نہ فرمادیں (یہ ایک مستقل ادب ہوا) آگے ایک دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ چائیک ایک بدوی آیا، تیزی کے ساتھ جیسے کوئی اس کو دھکیل رہا ہو، اور وہ آتے ہی کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا (یعنی بغیر بسم اللہ کے) آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، تھوڑی دیر بعد اسی طرح تیزی کے ساتھ ایک لونڈی دسترخوان پر آئی آکر اس نے بھی کھانے کا ارادہ کیا، آپ ﷺ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا بیشک شیطان اپنے لئے وہ کھانا حلال کرنا چاہتا ہے، یعنی اس میں اپنا حصہ لگانا چاہتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو، اور تحقیق کہ یہ شیطان ہی اس اعرابی کو لایا تھا کھانے میں اپنا حصہ لگانے کے لئے اسی لئے میں نے اس کا ہاتھ پکڑا، اور ایسے ہی اس جا رہے کا بھی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق کہ شیطان کا ہاتھ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ، اس حدیث سے تسمیہ علی الطعام کی جو اہمیت اور فائدہ سمجھ میں آ رہا ہے وہ ظاہر ہے، نیز ایک بات یہ بھی مستفاد ہوتی ہے کہ کسی وسیع دسترخوان پر جس پر چند نفر کھانا کھا رہے ہوں ان میں سے صرف ایک یا دو کا بسم اللہ پڑھنا کافی نہیں بلکہ ہر ایک شریک دسترخوان کو بسم اللہ پڑھنی چاہیے اگر کسی ایک شریک دسترخوان سے بھی بسم اللہ فوت ہو گئی تو شیطان کو شرکت کا موقع مل جاتا ہے، اسلئے کہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ اور وہ صحابہ جو آپ کے ساتھ پہلے سے کھانا نوش فرما رہے تھے ان سب نے بسم اللہ پڑھی تھی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان اور جنات کھانا کھاتے ہیں، جیسا کہ اس پر کلام ابواب الاستیجارہ میں کل عظیم لعل ہذا کثر اسم اللہ علیہ کے ذیل میں گزر چکا۔ الحدیث أخرجه مسلم والنسائی، قالہ المنذری۔

۳۷۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ - أَمْرَأَةٍ، مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا - أُمِّ كَلْثُومٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى، فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَوْ لَعْنَةُ آخِرَةٍ».

ترجمہ عبد اللہ بن عبید روایت کرتے ہیں ایک خاتون سے جن کو ام کلثوم کے نام سے پکارا جاتا تھا وہ روایت کرتی ہیں حضرت عائشہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھا کر اگر ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا بھولی جائے تو یوں کہنا چاہئے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَآخِرُهُ (اللہ کے نام سے کھاتا ہوں ابتداء و انتہاء میں)۔

جامع الترمذی - الاطعمه (۱۸۵۸) سنن ابی داؤد - الاطعمه (۳۷۶۷) سنن ابن ماجہ - الاطعمه (۳۲۶۴) مسند احمد - ہالی مسند

الأنصار (١٤٣/٦) سنن الدارمي - الأظعمة (٢٠٢٠)

شرح الحديث: اسکے بعد حدیث عائشہؓ آرہی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جائے، پھر درمیان میں یاد آئے تو اسکو چاہئے کہ یوں کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ۔ والحديث اخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذرى ٣٧٦٨ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْقُضَلِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يَحْيَى ابْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ، حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَرَّاعِيُّ، عَنْ عَمِّهِ أُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لَقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: «مَا ذَاكَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ».

ترجمہ: امیہ بن مخشی جو کہ صحابی رسول ﷺ ہیں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرماتے اور ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھا رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے کھانے کا ایک لقمہ باقی بچا تھا جب اس نے اس آخری لقمہ کو اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو یوں کہہا بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ (یعنی میں اللہ ہی کے نام سے ابتداء میں انتہاء تک کھاتا ہوں) تو نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے پھر فرمایا شیطان برابر اس کے ساتھ کھاتا رہا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو اس شیطان نے پیٹ کا سب کھایا پیا اگل دیا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ جابر بن صبح، سلیمان بن حرب کے نانا ہیں۔

سنن أبي داود - الأظعمة (٣٧٦٨) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٣٣٦/٤)

شرح الحديث: اس کے بعد امیہ بن مخشیؓ کی حدیث آرہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ تشریف فرماتے آپ کے سامنے ایک شخص کھا رہا تھا جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، وہ اسی طرح کھا رہا تھا، جب اخیر میں اس کا ایک لقمہ رہ گیا اس وقت اس نے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ پڑھا، اس پر حضور ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اس شخص کے ساتھ شیطان مسلسل کھا رہا تھا، جب اس نے اخیر میں بسم اللہ پڑھی تو شیطان نے جو کچھ اپنے پیٹ میں کھایا تھا اس کی قی کر دی۔ یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی وجہ سے جو بے برکتی ہو رہی تھی بسم کے بعد وہ برکت لوٹ آئی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے، اسلئے کہ جب وہ حقیقت کھاتا ہے تو فی الواقع قی بھی کر سکتا ہے۔ والحديث اخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

١٧ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

سہارا لگا کر کھانے کا بیان

٣٧٦٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَحْظَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا أَكُلُ مُتَّكِئًا».

ترجمہ: ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں (تکیہ یا کسی اور چیز کا) سہارا لگا کر نہیں کھاتا۔

تحقیق: صحیح البخاری - الأطعمة (۵۰۸۳) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۳۰) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۶۹) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۶۲) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۳۰۸/۴) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۷۱)

۳۷۷۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَاتِيِّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «مَا لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَكِّئًا قَطُّ، وَلَا يَطَأُ عَقِيْبَهُ رَجُلَانِ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو کبھی سہارا لگا کر کھاتے نہ دیکھا گیا اور نہ اس طرح چلتے (دیکھا) کہ دو آدمی آپ ﷺ کے پیچھے چل رہے ہوں۔

تحقیق: سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۷۰) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۲۴۴)

شرح الحدیث: یعنی آپ ﷺ کو کبھی تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، اور نہ آپ ﷺ کی ایڑی یعنی نشانات قدم کو روندتے تھے دو آدمی، یعنی دو آدمی بھی آپ کے پیچھے پیچھے نہیں چلتے تھے، یعنی آپ کی عادت شریفہ چلنے کے وقت میں اپنے ساتھیوں سے آگے چلنے کی نہ تھی، اما ان ہمشی خلفہم کما جاء او یمضی فیہم، بلکہ یا تو آپ پیچھے چلتے یا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر رجلان میں مشہور یہ ہے کہ بفتح الراء و ضم الیم ہے جیسا کہ ترجمہ میں اختیار کیا گیا ہے دو سرا احتمال کسراء اور سکون جیم کا ہے یعنی قد مین، یعنی لا یمشی خلفہ أحد ذو رجلین (بذل^۱)۔

آکل متکئاً کا مصداق اور تفسیر: آکل متکئاً کی کئی طرح تفسیر کی گئی ہے، ایک یہ کہ اُن یتمکن فی الجلوس للاکل علی ای صفة کان یعنی خوب جم کر بیٹھ کر کھانا چاہئے جیسے بھی ہو، اس طرح بیٹھ کر وہی کھائے گا جس کی خوراک زیادہ ہو، زیادہ کھانے کا عادی ہو، وقیل اُن یمیل علی أحد شقیہ یعنی کسی ایک طرف کو جھک کر کھانا، دائیں طرف یا بائیں طرف کسی چیز پر ٹیک لگا کر، وقیل اُن یعتمد علی یدہ الیسری من الارض، یعنی بائیں ہاتھ سے زمین پر ٹیک لگا کر^۲، اس طرح بیٹھنے پر نکیر بعض روایات میں مطلقاً بھی آئی ہے بغیر کھانے کے، خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ متکئ کے معنی دائیں یا بائیں جانب سہارے سے بیٹھنے کے ہیں حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ متکئ وہ شخص ہے جو گدے اور تکیہ پر بیٹھ کر کھائے^۳، لیکن ابن الجوزی نے اتکاء کے معنی وہی لئے ہیں جس کی تخصیص کا خطابی نے انکار کیا ہے یعنی دائیں یا بائیں جانب ٹیک لگا کر کھانا، اور ملا علی قاری نے مرقاة میں بعض محققین سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد چوزانو گدے پر بیٹھ کر کھانا ہے^۴، اسلئے کہ یہ ہیست وہی

۱ بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۱۰۰

۲ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۹ ص ۵۴۱

۳ معالم السنن - ج ۴ ص ۲۴۳

۴ مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح - ج ۸ ص ۱۰۲

مختص اختیار کرتا ہے جو زیادہ کھانے کا عادی ہو، اور یہ تکبر کی بھی علامت ہے۔

کھانے کے وقت پسندیدہ صفت جلوس: حافظؒ فرماتے ہیں: اولی صفت جلوس میں یہ ہے کہ دو زنانوں ظہور قد میں پر بیٹھ کر کھائے یا دایاں گھٹنا کھڑا کر لے اور بائیں کو بچھالے، اور حضرت نے بذل^۱ میں حضرت اقدس گنگوہی کی تقریر سے نقل فرمایا ہے کہ مقبول و پسندیدہ ہیئت کھانے میں وہ ہے جس میں کھانے کی طرف پوری توجہ پائی جائے (جو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے) اور وہ ہیئت ایسی نہ ہونی چاہئے جس میں زیادہ کھانا کھایا جاتا ہو پیٹ کے فراخ ہو جانے کی وجہ سے (جیسا کہ چوزانوں ہونے کی صورت میں) اور نہ وہ ہیئت متکبرین کی ہو، پس جس ہیئت میں یہ تینوں صفیں پائی جائیں گی وہ سب سے افضل ہوگی اور جس میں صرف دو پائی جائیں یا ایک وہ اس سے کم درجہ ہو گا اور بزیادة، والحديث اخبرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۷۷۱ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُولُ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ «يَأْكُلُ تَمْرًا وَهُوَ مُقْعٍ».

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے (کسی کام سے) بھیجا جب میں لوٹا تو میں نے آپ ﷺ کو اکڑوں بیٹھے ہوئے سہارے کر کھجوریں نوش فرماتے پایا۔ ”مق“ کی صحیح تشریح یہاں سہارا لگا کر بیٹھنا ہے اور یہ ضرورت پر محمول ہے (حاشیہ بذل)۔

صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۴۴) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۷۱) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۸۰/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۰۳/۳) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۶۲)

شرح الحدیث حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھے ایک کام کے لئے بھیجا جب میں آپ کے پاس لوٹ کر آیا تو میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ کھجور نوش فرما رہے تھے کمر کے سہارے سے اکڑوں بیٹھے کر۔

یہ روایت شامل ترمذی میں بھی ہے جس میں اس طرح ہے: وَهُوَ مُقْعٍ مِنَ الْجُوعِ^۲ اسکی شرح میں علامہ مناویؒ فرماتے ہیں: ای متساندا الی ما وراءه من الضعف الحاصل له بسبب الجوع، ففي القاموس: اقعى فی جلوسه تسانداً الی ما وراءه، وليس الاستناد من آداب الاكل لانه فعله للضرورة، وقال القاهری: أي محتبياً مستنداً لما وراءه من الضعف الحاصل له بسبب الجوع^۳

اس حدیث سے آپ کا اکڑوں اور سہارے سے بیٹھ کر کھانا ثابت ہو رہا ہے، اَکُلُ مُتَّكِئًا کے بارے میں آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے لَا أَكُلُ مُتَّكِئًا، اسی لئے تکیہ لگا کر کھانا خلاف سنت اور خلاف ادب ہے، لیکن اس موقع پر آپ تکیہ لگا کر نوش

۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۹۹

۲ الشماثل للترمذی رقم الحدیث ۱۴۲ (مؤسسة الكتب الثقافية، الطبعة الأولى، ۱۴۱۲ھ)

۳ جمع الوسائل فی شرح الشماثل - ج ۱ ص ۱۹۲، مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح - ج ۸ ص ۱۰۲

فرما ہے تھے عذر جوع کی وجہ سے جس کی طرف راوی نے خود اشارہ کیا، اور شرح نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔ والحدیث
اخرجه البخاری و الترمذی و النسائی و ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۸۔ باب ما جاء في الأكل من أعلى الصخرة

برتن کے بالائی حصہ (درمیان) سے کھانے کا بیان

۳۷۷۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَأْكُلُ مِنْ أَعْلَى الصَّخْفَةِ، وَلَكِنْ لِيَأْكُلَ مِنْ أَسْفَلِهَا، فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو پیالے کے درمیان سے نہ کھائے بلکہ کنارے سے کھائے کیونکہ برکت کھانے کے درمیان میں اترتی ہے (تاکہ اس کے اثرات آخر تک سارے کھانے میں رہیں)

تحقیق: جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۰۵) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۷۲) سنن ابن ماجه - الأطعمة (۳۷۷۲) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۴۶)

شرح الحدیث: حدیث الباب میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو پلیٹ کے بالائی حصہ یعنی بیچ سے نہ کھائے بلکہ اس سے نیچے کے حصہ سے یعنی کنارے سے کھائے، آگے آپ ﷺ نے اس کی حکمت ارشاد فرمائی کہ اس لئے برکت وسط پلیٹ پر نازل ہوتی ہے، لہذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ بیچ کا حصہ کھانے سے خالی نہیں ہونا چاہیے تاکہ اس پر برکت نازل ہوتی رہے۔ والحدیث اخرجہ الترمذی و النسائی و ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۷۷۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْجُمُعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَزْقٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسَيْرٍ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَاءُ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، فَلَمَّا أَصْحَوْا وَسَجَدُوا الصُّبْحِ أَتَى بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ - يَعْنِي وَقَدْ ثَرَدَ فِيهَا - فَاتَّقُوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَفَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هَذِهِ الْجِلْسَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّ اللَّهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُوا مِنْ حَوْلِهَا، وَدَعُوا أَمْرَ وَهْهَا، يُبَارِكُ فِيهَا».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ایک کڑہ (بڑا پیالہ، رکابی) تھا جسے چار آدمی ملکر اٹھاتے تھے وہ غراء کے نام سے موسوم تھا، جب اشراق کا وقت ہوا اور لوگوں نے اشراق کی نماز ادا کر لی تو اس کڑہ کو لایا گیا وہ ثرید سے

بھرا ہوا تھا، لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو گئے جب مجمع بڑھا تو نبی اکرم ﷺ گھٹنوں کے بل تشریف فرما ہوئے تو ایک بدو بولا: یہ بھلا کیا (سادہ سی) بیٹھک ہوئی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے منکسر المزاج بندہ بنایا ہے مغرور متکبر نہیں بنایا پھر ارشاد فرمایا: کڑھ کے اطراف میں سے کھاؤ اس کے درمیان سے نہ کھاؤ کیونکہ اس کے درمیانی حصے میں برکت اترتی ہے۔

سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۷۳) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۶۳) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۷۵)

شرح الحدیث: آپ ﷺ اور صحابہؓ ملکر جس برتن میں کھانا تناول فرماتے: یعنی آپ ﷺ اور آپ کے اصحابؓ جس برتن میں کھانا نوش فرمایا کرتے وہ ایک بڑا پیالہ تھا جسکو چار آدمی اٹھا کر لاتے تھے جب کہ اس میں ٹرید بھرا ہو ہوتا تھا، اس پیالہ کا نام غُرَاء تھا، پس جب چاشت کا وقت ہوتا اور صحابہ کرام چاشت کی نماز پڑھ لیتے تو اس پیالہ کو لایا جاتا سب حضرات اس کے چاروں طرف حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے ایک مرتبہ جب کھانے والے زیادہ ہو گئے تو آپ ﷺ سٹ کر اور دو زانو ہو کر بیٹھ گئے (ظاہر ہے کہ یہ بہت ادب اور تواضع کی ہیئت ہے اسی لئے) ایک اعرابی نے کہا کہ یہ بیٹھنے کی کیسی ہیئت ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو شریف الطبع بندہ بنایا ہے، اور مجھ کو متکبر اور سخت مزاج نہیں بنایا ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ اس پیالہ کے چاروں طرف سے کھاؤ، اور اس کا درمیانی حصہ چھوڑے رہو کہ اس پر برکت اترتی ہے۔

شمائل ترمذی میں آپ کے قدح کا بھی ذکر آتا ہے جس پر امام ترمذی نے مستقل باب باندھا ہے جس میں یہ ہے: عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَدَحَ خَشَبٍ غَلِيظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيدٍ الْحَدِيثُ^۱، کہ آپ کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جس میں لوہے کے پترے لگے ہوئے تھے، جس کے بارے میں یہ بھی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سب پینے کی چیزیں اس پیالہ سے نوش فرماتے تھے الماء والتبید والعسل واللبن، اور یہ غُرَاء جس کا ذکر حدیث الباب میں ہے یہ ایک بڑے برتن کا نام ہے جس میں آپ اور سب صحابہ ایک ساتھ ٹرید کھایا کرتے تھے۔ والحدیث اخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۹۔ باب مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَا يُكْفَرُ

ایسے دسترخوان پر شرکت کرنا جہاں پر حرام ماکولات رکھے ہوں

۳۷۷۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَطْعَمَيْنِ: عَنِ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ". قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ جَعْفَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَهُوَ مُنْكَرٌ.

ترجمہ: حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دو قسم کے کھانوں سے منع فرمایا، ایسے دسترخوان پر بیٹھنے سے جس پر شراب ہو اور دوسرے پیٹ کے بل لیٹ کر کھانے سے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ: جعفر نے یہ حدیث زہری سے نہیں سنی اور یہ حدیث منکر ہے۔

۳۷۷۵ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ
ترجمہ: زید بن ابی زرقاء فرماتے ہیں کہ جعفر بیان کرتے ہیں کہ انہیں یہ حدیث زہری سے ایک (مجبول) واسطے کے ساتھ پہنچی ہے (یعنی جعفر بن برقان کا سماع زہری سے ثابت نہیں)۔

سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۷۴) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۳۷۰)

شرح الحدیث: حدیث الباب میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دو طرح کے کھانوں سے منع فرمایا ہے، ایک اس دسترخوان پر جہاں شراب پی جا رہی ہو، اور ایک یہ کہ آدمی اس طرح کھائے کہ وہ پیٹ کے بل لیٹا ہوا ہو۔ والحدیث اخرجه النسائي۔

۲۰ - بَابُ الْأَكْلِ بِالْيَمِينِ

دائیں ہاتھ سے کھانے کا بیان

۳۷۷۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا أَكَلْتَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اس کو چاہئے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پئے تو دائیں ہاتھ سے پینا چاہئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

تحیح: صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۲۰) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۷۹۹) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۷۶) مسند احمد - مسند المکرمین من الصحابة (۸/۲) موطأ مالک - الجامع (۱۷۱۲) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۳۰)

شرح الحدیث: یہ حدیث عند الجمهور اپنی حقیقت پر محمول ہے، قال فی 'النیل' والذی علیہ الجمهور من السلف والخلف من المحدثین وغیرہم ان اکل الشیطان محمول علی ظاہرہ وان للشیطان یدین ورجلین، وفیہم ذکر وانثی وانہ يأکل حقیقة بیده اذالم يدفع، وقیل ان اکلہم علی المجاز والاستعارة، وقیل ان اکلہم شم واسترواح ولا ملجئ الی شئ من ذلك اھ ابواب الاستیفاء میں یہ سارا مضمون تقریباً گزر چکا ہے، یہ جو گزرا کہ یہ حدیث مجاز پر محمول ہے یعنی معنی مجازی یہ ہو سکتے ہیں کہ انہ بامر بذلك ویمرض علیہ، یعنی اکل بالیسار پر شیطان ابھارتا ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی، قالہ المنذری۔

۳۷۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لَوْثٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ أَبِي وَجْزَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَذْنُ بُنَيَّ فَسَمَّ اللَّهُ وَكُلَّ بِمِثْلِكَ، وَكُلَّ بِمَا يَلِيكَ».

ترجمہ: عمرو بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے (مجھ سے) ارشاد فرمایا کہ بیٹے میرے قریب آ جاؤ اور بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔

صحیح البخاری - الأطعمة (۵۰۶۱) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۲۲) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۵۷) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۷۷) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۶۵) مسند أحمد - أول مسند المدینین رضي الله عنهم أجمعين (۲۶/۴) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۱۹) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۴۵)

شرح الحديث: بعض نسخوں میں اس کے بعد یابئی کی زیادتی ہے اس لئے کہ یہ عمر بن ابی سلمہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کے بیٹے ہیں ان کے پہلے خاوند ابو سلمہ سے اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: یابئی۔

اس حدیث میں دو ادب مذکور ہیں، اکل بالیمین، اور پلیٹ کے کنارے سے جو کھانے والے کے قریب ہوتا ہے سے کھانا کھانا۔
تقدم فی باب الاکل من اعلی الصفقة والحديث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه من حديث ابی نعیم، وهب بن کيسان - عن عمر بن ابی سلمة بنحوه واخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه من حديث عروة بن الزبير عن عمر بن ابی سلمة، قاله المنذرى.

۲۱ - بَابُ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ

گوشت کھانے کا بیان

۳۷۷۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ فَإِنَّهُ مِنْ صَنِيعِ الْأَعَاجِمِ، وَاتَّخِذُوا قِرْنَهُ أَهْنًا وَأَمْرًا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا گوشت چھری سے کاٹ کر مت کھاؤ۔ کیونکہ یہ عجمیوں (عجم کے کافروں) کا طریقہ ہے اور بلکہ گوشت کو دانتوں کے کناروں سے نوچ کر کھاؤ۔ کیونکہ اس طرح کھانا زود ہضم اور فرحت بخش ہے۔ (بذل الجہود میں یہ حدیث (باب ماجاء فی الاکل من اعلی الصفقة) اگرچہ عام مروجہ نسخوں میں نہیں ہے)۔

شرح الحديث: لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ: قطع اللحم بالسكين من اختلاف روايات: اس حدیث میں چھری سے گوشت کاٹ کر کھانے سے منع کیا گیا ہے کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے اور فرمایا آپ ﷺ نے کہ گوشت کو دانتوں سے نوچ کر کھایا کرو کہ وہ زیادہ خوشگوار اور لذیذ معلوم ہوتا ہے۔

اس حدیث کا ذکر 'الده المنصود' کے مقدمہ میں آیا ہے کہ یہ ان احادیث میں سے ہے جن پر ابن الجوزی نے وضع کا حکم لگایا ہے، لیکن موضوع کہنا تو مشکل ہے البتہ ضعیف کہہ سکتے ہیں، صحاح ستہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ بجز ابن ماجہ کی بعض احادیث کے کوئی حدیث موضوع نہیں ہے۔

چھری سے گوشت کاٹنے کا ثبوت روایات میں موجود ہے جیسا کہ کتاب الطہارۃ "باب فی ترک الوضوء مامست النار" میں حدیث گزر چکی ہے جس میں ہے 'وَأَخَذَ الشَّفْوَةَ فَجَعَلَ يَحْزُلِي بِهَا مِثْلَهُ وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ هُنَاكَ، ایک توجیہ جو وہاں نہیں گزری یہ ہے کہ منع اس گوشت سے متعلق ہے جو خوب اچھی طرح پکا ہوا ہو وقد تکامل نصفه اسلے کہ وہاں چھری سے کاٹنے کی حاجت ہی نہیں ہے نرم ہونے کی وجہ سے ہاتھ ہی سے کام چل سکتا ہے۔

۳۷۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: كُنْتُ أَكُلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ اللَّحْمَ بِيَدِي مِنَ الْعَظْمِ، فَقَالَ: «أَذِنَ الْعَظْمُ مِنْ فَيْكِ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «عُثْمَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ صَفْوَانَ وَهُوَ مُرْسَلٌ»۔

ترجمہ حضرت صفوان بن امیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور میں گوشت کو (ہاتھ کے ذریعے) ہڈی سے جدا کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ہڈی اٹھا کر منہ سے لگاؤ (اور گوشت کو دانتوں سے نوج کر کھاؤ) ہڈی کو اپنے منہ سے لگا کر (صاف کرو) کہ یہ زود ہضم اور خوشگوار ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ عثمان نے صفوان سے نہیں سنا اور یہ روایت مرسل ہے۔

بخاری جامع الترمذی - الطعمہ (۱۸۳۵) سنن ابی داؤد - الطعمہ (۳۷۷۹) مسند احمد - مسند الکبیر (۴۰۰/۳) مسند احمد - من مسند القبائل (۶۵/۶) سنن الدارمی - الطعمہ (۲۰۷۰)

شرح الحدیث بظاہر مراد صفة الاكل یعنی گوشت کھانے کا طریقہ بیان کرنا ہے، چنانچہ مضمون حدیث یہ ہے صفوان بن امیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا تو میں اس طرح کرتا تھا کہ ہڈی پر سے گوشت اپنے ہاتھ سے اتار کر اسکو کھاتا تھا، آپ نے فرمایا کہ اس طرح نہیں بلکہ اس ہڈی ہی کو منہ کے قریب لیجا کر دانتوں سے نوج کر کھاؤ کہ وہ زیادہ خوشگوار اور لذیذ معلوم ہوتا ہے۔

۳۷۸۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عِيَّاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: «كَانَ أَحَبُّ الْعَرَاقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَاقُ الشَّاةِ»۔

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تمام ہڈیوں میں نبی اکرم ﷺ کو بکری کی وہ ہڈی سب سے زیادہ پسند تھی جس پر گوشت لگا ہو۔

۳۷۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الذَّمْعُ» قَالَ: «وَسَمِعَ فِي الذَّمْعِ وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ سَمُوهُ».

ترجمہ: ابو داود اسی سند سے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو دستی کا گوشت پسند تھا اور آپ ﷺ کو دستی کے گوشت میں ہی زہر دیا گیا تھا آپ ﷺ کا گمان تھا کہ یہودی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کو زہر دیا ہے۔

سنن ابی داود - الأطعمة (۳۷۸۰) - مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۳۹۷/۱)

شرح الأحادیث: غزاق، عرق کی جمع ہے وہ ہڈی جس پر گوشت ہو، یعنی آپ ﷺ کو بکری کا وہ گوشت زیادہ پسند تھا جو ہڈی پر ہوتا ہے بعض لوگ خالص گوشت کی بوٹی پسند کرتے ہیں، اور بعض کو ہڈی دار گوشت پسند ہوتا ہے آپ ﷺ کو بھی یہی پسند تھا۔

پسند تھا۔ الحديث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

اور اس کے بعد والی حدیث میں آرہا ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الذَّمْعُ قَالَ: وَسَمِعَ فِي الذَّمْعِ وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ سَمُوهُ، یعنی آپ کو دست کا گوشت پسند تھا اسی لئے آپ کو زہر دینے والے نے اسی میں زہر دیا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ آپ کو ذراع پسند ہے آپ اسی کو نوش فرمائیں گے۔

آپ کو زہر کسی یہودی نے دیا تھا اس کے بارے میں حدیث کتاب الدیات میں آرہی ہے بَابُ فِيمَنْ سَقَى رَجُلًا سُمًّا أَوْ أَطْعَمَهُ فَمَاتَ أَثَقَاءُ مِنْهُ کے ذیل میں، وہاں اس سلسلہ کی کئی روایات ہیں وہاں یہ بھی آرہا ہے: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذِهِ أَخْبَثُ مَرْحَبٍ الْيَهُودِيَّةِ^۱، یعنی جس یہودیہ نے آپ ﷺ کو زہر دیا تھا وہ مرحب کی بہن تھی، جس کا نام زینب بنت الحارث تھا، وہ ذکر الزہری اٹھا اسلمت ام من البذل^۲ اور ابن الجوزی کی تلقیح ص ۴۵ میں یہ بھی ہے کہ یہ عورت سلام بن مشکم کی بیوی تھی۔ والحديث أخرجه الترمذی، وقد أخرج البخاری ومسلم من حديث ابی زرعۃ بن عمرو بن جریر عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم رفع اليه الذمراع وكانت تعجبه الحديث، قاله المنذرى۔

۲۲ - بَابُ فِي أَكْلِ الدُّبَاءِ

باب کدو کھانے کے بیان میں

دباء کا ذکر اوعیہ نبذ میں بھی گزر چکا ہے یعنی کدو جسکو لو کی بھی کہتے ہیں، بعض ان میں سے مستطیل ہوتے ہیں بعض مستدیر، نبذ بنانے کیلئے تو زیادہ موزوں مستدیر ہی ہے کہ پیالہ کی شکل میں ہوتا ہے، بہر حال، جو نسا بھی ہو یہ باہر سے سبز ہوتا ہے اور

۱ سنن ابی داود - کتاب الدیات - باب فیم من سقی رجلاً سماً أو أطعمه فمات أثقاء منه ۴۵۰۹

۲ بذل المجہود فی حل ابی داود - ج ۱ ص ۲۲

اندر سے سفید نکلتا ہے، اس کا گودا نرم اور لطیف ہوتا ہے، اطباء نے اس کے بہت فوائد لکھے ہیں حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ خصائل نبوی میں لکھتے ہیں: کدو کے فوائد علماء حدیث نے بہت سے لکھے ہیں اور طب کی کتابوں میں بھی بہت سے منافع لکھے ہیں من جملہ انکے یہ بھی ہے کہ عقل کو تیز کرتا ہے دماغ کو قوت دیتا ہے اہ^۱ کدو کی ایک قسم اور ہے جس کا باہر سے رنگ گلابی سا ہوتا ہے اور اندر سے اصفر، جسکو میٹھا کدو کہتے ہیں، جو یہاں^۲ حجاز میں بھی ہوتا ہے لیکن کی کے ساتھ وہ اس سے مراد نہیں اسلئے کہ جو کدو آپ کو محبوب تھا اسکے بارے میں ایک روایت میں یہ آیا ہے: عَنْ جَابِرِ بْنِ طَاهِرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ عِنْدَهُ دُبَّاءَ يُقَطِّعُ فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: تُكْتَبَرُ بِهِ طَعَامُنَا (شمائل) اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس کدو کو گوشت وغیرہ دوسرے سالن میں بھی شامل کر کے پکایا جاتا ہے جس سے سالن میں اضافہ ہو جاتا ہے، یہ بات کدو کی اس دوسری قسم میں نہیں پائی جاتی، اس کو تو مستقل ہی پکایا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۷۸۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: إِنَّ خَيْطًا طَا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطْعَامٍ صَنَعَهُ، قَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ، فَقُرْبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْرًا مِنْ شُعْبٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، قَالَ أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَتَكَبَّرُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِي الصُّحُفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ».

ترجمہ: حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے آپ ﷺ کو اپنے تیار کردہ کھانے کی دعوت دی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں بھی اس دعوت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا گیا تو اس شخص نے آپ ﷺ کو جو کی روٹی اور کدو کا شوربا اور خشک نمکین گوشت پیش کیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو برتن (پلیٹ) کے کناروں سے کدو کے قاشے (ٹکڑے) تلاش کرتے دیکھا۔ پس اس روز سے میں ہمیشہ کدو کو پسند کرتا ہوں۔

شرح: صحیح البخاری - البیوع (۱۹۸۶) صحیح البخاری - الأطعمة (۵۰۶۴) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۴۱) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۴۹) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۸۲) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۳۰۲) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۸۰/۳) موطأ مالک - النکاح (۱۱۶۱) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۵۰)

شرح الحدیث: إِنَّ خَيْطًا طَا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطْعَامٍ صَنَعَهُ: یعنی ایک درزی نے آپ ﷺ کے کھانے کی دعوت کی، حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس دعوت میں آپ کے ساتھ میں بھی گیا، اس داعی نے آپ کے سامنے جو کی روٹی اور شوربا جس کے اندر گوشت اور کدو تھا پیش کیا حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پلیٹ میں سے

۱ شمائل ترمذی مع خصائل نبوی - ص ۱۱۹ (دارالاشاعت طبع اول ذوالحجۃ ۱۴۱۱ھ)

۲ یہ سطور چونکہ دوران قیام حجاز ہی میں لکھی گئیں اس لئے ”یہاں“ لکھا گیا ۱۲۔

۳ الشمائل للترمذی - باب ماجاء فی إدام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفيہ حدیثنا ۱۶۱

کدو کے ٹکڑے تلاش کرتے تھے، فلم ازل احب الدباء بعد یومئذ۔

اس خیاط کے بارے میں ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کا غلام اور مولیٰ تھا۔ والحدیث اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قالہ المنذری۔

۲۳۔ بَابُ فِي أَكْلِ الثَّرِيدِ

ترید کھانے کا بیان

۳۷۸۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ السَّمْعِيُّ، حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ رَجُلٍ، مَنِ أَهْلِي الْبَصْرَةِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّرِيدُ مِنَ الْحَبْرِ، وَالثَّرِيدُ مِنَ الْحَلِيسِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ.

ترید سے تیار شدہ حلویے کا ترید تمام کھانوں میں پسندیدہ تھا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

شرح الحدیث: ترید کھانے کی ایک خاص قسم ہے مشہور ہے کہ روٹی کے ٹکڑے گوشت اور شوربے میں ملا دیئے جاتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ترید کی دو قسمیں ہیں ایک میں صرف گوشت اور روٹی کے ٹکڑے ہوتے ہیں، یہ تو نمکین ترید ہوا، اور ایک ترید وہ ہوتا ہے جو روٹی کے ٹکڑوں کے ساتھ کھجور اور پنیر اور گھی ملا کر بنایا جاتا ہے، یہ گویا میٹھا ترید ہوا، اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ کو یہ دونوں ہی پسند تھے۔

ترید کی احادیث میں بکثرت تعریف آئی ہے، اس میں بڑی خوبیاں ہیں، لذت کے ساتھ غذائیت اور کھانے میں نہایت لطیف اور نرم جس کو چبانا نہیں پڑتا، ہضم بھی بہولت ہوتا ہے، ایک مشہور حدیث میں ہے: فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النَّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ^۱ اس پر حاشیہ خصائل میں لکھا ہے: یعنی کما ان الثريد جامع لقوائد شتى من الغذائية واللذة والقوة، حتى قبل انه يعيد الشيخ الى صباه، كذلك هي تجمع بين فضائل شتى من الفضل والفقه والفصاحة والفتانة وغيرها۔

۲۴۔ بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ التَّقْدِيرِ لِلطَّعَامِ

کھانے کی چیز سے گھن کرنے اور اظہار کراہت کا بیان

۳۷۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا رُحَيْمٌ، حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَّأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا أَخْرَجَ مِنْهُ، فَقَالَ: «لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ ضَامِرٌ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةُ».

قبیضہ بن ہلب اپنے والد ہلب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے اس حال میں کہ آپ ﷺ سے ایک شخص دریافت کر رہا تھا کہ بعض (حلال) کھانوں سے طبعاً مجھے کراہت ہوتی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے جی میں ہرگز نصرانیت والا کوئی خلجان نہ آئے (کہ تم نصاریٰ کی طرح بلا وجہ شکوک اور تشدد میں مبتلا ہو جاؤ، بذل الجہود)۔

جامع الترمذی - السیر (۱۵۶۵) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۸۴) سنن ابن ماجہ - الجہاد (۲۸۳۰) مسند احمد - مسند الأنصار، رضی اللہ عنہم (۲۲۶/۵)

شرح الحديث على اتم وجه یعنی کسی شخص نے آپ سے کسی کھانے کی چیز کے بارے میں کوئی سوال کیا اور یوں کہا کہ بعض کھانے ایسے ہیں جن کے کھانے میں حرج سمجھتا ہوں تو اس پر آپ نے فرمایا کہ کسی حلال کھانے کے بارے میں تجھ کو کوئی خلجان نہ ہونا چاہئے، بلا وجہ شک اور تردد، ورنہ تیرا یہ فعل نصرانیت اور رہبانیت کے مشابہ ہو گا جو اسلام میں ممنوع اور مذموم ہے، رہبانیت یعنی عبادت میں اور تقویٰ میں غلو، اور ترک دنیا، جس کو بعض نصاریٰ نے اختیار کیا تھا وَرَهْبَانِيَّةٌ ابْتَدَعُوَهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ الْآيَةُ^۱ اس حدیث کا ایک مطلب تو یہی ہے جو ہم نے لکھا اور بظاہر مصنف نے بھی اسی معنی کی طرف ترجمہ الباب سے اشارہ کیا، اور دوسرے معنی شارح نے اس حدیث کے یہ لکھے ہیں جو پہلے معنی کی ضد ہیں وہ یہ کہ جس کھانے میں تم کو نصرانیت کی مشابہت اور بوجہ محسوس ہوتی ہو یعنی حلت میں اشکال، اسکے بارے میں خلجان نہیں ہونا چاہئے یعنی یہ تردد کہ اسکو کھائیں یا نہ کھائیں بلکہ بالجزم اسکو نہیں کھانا چاہئے، مضارعت کے معنی مشابہت، پہلے معنی کا حاصل منع عن ترك الاكل ہے، اور دوسرے معنی کا حاصل منع عن الاكل، پہلے معنی کی صورت میں بظاہر تقدیر عبارت یہ ہو گی والا ضارعت فیہ النصرانیة، اور دوسرے معنی کا مقتضی یہ ہے کہ ضارعت فیہ النصرانیة کو صفت مانا جائے ”شی“ کی، لیکن اس طرح کسی شارح نے اس کی تصریح نہیں کی، میری سمجھ میں غور کرنے سے یہی آتا ہے فلیسأل^۲ بعد میں الکو کب الدری میں اس کی تصریح مل

۱ اور ایک ترک کرنا دنیا کا جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی ہم نے نہیں لکھا تھا یہ (سورۃ الحديد ۲۷)

۲ حضرت نے بذل میں معنی اول ہی کو اختیار فرمایا ہے اور لکھا ہے: والجملة الشرطية مستأنفة لبيان سبب النهي، والمعنى لا يدخل في قلبك ضيق وحرج لانك على الحنفية السمحة السهلة، فاذا شككت وشدت على نفسك، بمثل هذا اشابهت فيه الرهبانية، اسکے بعد حضرت گنگوہی کی تقریر سے اس طرح نقل فرمایا: وكتب مولانا محمد يعقوب المرحوم ايمتعل ان تكون الجملة صفة لشئ وان تكون جوابا لشرط محذوف، واما ما كان فالغرض منه النهي عن محرض الطيبات من المأكول لا لغرض صحيح عند الشرع اه (ج ۱۶ ص ۱۱۰) حضرت کی اس تقریر میں حل عبارت اور اسکی ترکیب تو خوب وضاحت سے ہو گئی لیکن ہمارے خیال میں واما ما کان کے بعد جو غرض شکلم لکھی ہے وہ احتمال سے مربوط ہے نہ کہ ہر دو احتمال سے، احتمال ثانی یعنی یہ کہ ضارعت فیہ النصرانیة صحیح

گئی۔ والحديث أخرجه الترمذی وابن ماجه، وقال الترمذی: حسن، قاله المنذرى۔

۲۵۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَاهَا

گندگی کھانے والے جانوروں کا گوشت اور دودھ پینے کی ممانعت کا بیان

۳۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عُفْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُكَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ ابْنِ أَبِي تَجِيحٍ، عَنْ لُجَاجِدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ،

قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ وَالْبَاهَا».

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاست کھانے والے جانوروں کے کھانے اور انکا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔

جامع الترمذی۔ الأطعمة (۱۸۲۴) سنن ابی داؤد۔ الأطعمة (۳۷۸۵)

۳۷۸۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لَبَنِ الْجَلَالَةِ».

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے گندگی کھانے والے جانوروں کے دودھ سے منع فرمایا ہے۔

جامع الترمذی۔ الأطعمة (۱۸۲۵) سنن النسائی۔ الصحاح (۴۴۴۸) سنن ابی داؤد۔ الأطعمة (۳۷۸۶)

۳۷۸۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سَرِيحٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَهْمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِي، عَنْ نَافِعٍ،

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَلَالَةِ فِي الْإِبِلِ: أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا، أَوْ يُشْرَبَ مِنْ آبَائِهَا».

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپاک کھانے والے اونٹ پر سواری کرنے اور ایسی اونٹنی

کا دودھ پینے سے ممانعت فرمائی ہے۔

جامع الترمذی۔ الأطعمة (۱۸۲۴) سنن ابی داؤد۔ الأطعمة (۳۷۸۷)

شرح الاحادیث: جلالہ وہ حیوان ہے جو نجاست کھانے کا عادی ہو کھلا پھرنے کی وجہ سے، اور منع اس صورت میں ہے اسکے

کھانے سے جب کہ نجاست کا اثر اس کے لبن اور لحم میں ظاہر ہونے لگے، اور جب تک ظاہر نہ ہو تو اس کا کھانا جائز ہے، اور

لحم کو شرط مخدوف کا جواب مانا جائے، اس صورت میں تو اس عبارت سے معنی مذکورین میں سے معنی ثانی نکلتے ہیں، فتأمل یہ حدیث چونکہ ترمذی میں بھی ہے اس لئے ہم نے مراجعت کی کو کب دری کی طرف، اس سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر ترکیب کے معنی الگ ہیں، ایک صورت میں معنی یہ ہوں گے اور دوسری صورت میں دوسرے فللہ الحمد، امام ترمذی نے اس حدیث کو کتاب الجہاد میں باب فی طعام المشرکین کے ذیل میں ذکر کیا ہے اور اخیر میں فرمایا ہے والعمل علی هذا عند اهل العلم من الرخصة فی طعام اهل الکتاب اور یہی معنی امام ابو داؤد نے بھی اختیار کئے ہیں جیسا کہ اوپر ہم لکھ چکے ہیں، اور حضرت مکتوبی نے کو کب میں بھی اسی معنی کو ترجیح دی ہے اور اسی معنی کو اساتذہ کی طرف منسوب کیا ہے والذی افادہ الاساندة فی معناه ان الواجب ان لا یحتلج فی قلبک طعام ما لم تعلم حرمة او تظن فان فعلت ذلك ضاعت فیہ التصراعية الی آخره، کو کب ج ۱ ص ۴۱۶۔

ظہور اثر نجاست کے بعد اس کے کھانے کے جواز کی شکل یہ ہے کہ چند روز اس کو باندھ کر رکھا جائے یہاں تک کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے۔

جلالہ کے حکم میں مذاہب ائمہ: اکل جلالہ کے بارے میں مذاہب حاشیہ بذل میں اس طرح لکھے ہیں کہ جمہور کے نزدیک کراہۃ تنزیہی ہے اور بعض شافعیہ کے نزدیک للتحريم وهو قول الحنابلة، اور امام مالک کے نزدیک اس میں کوئی کراہت نہیں ہے کما فی الشرح الکبیر^①، اور خطابی کی 'معالم السنن' میں مذاہب یہ لکھے ہیں: فکرة ذلك أبو حنيفة وأصحابه والشافعي وأحمد وقالوا: لا تؤكل حتى تحبس أياماً، فإذا طاب لحمها فلا بأس بأكله. وقال إسحاق بن راهويه: لا بأس أن يؤكل لحمها بعد أن يغسل غسلًا جيداً وكان الحسن البصري لا يرى بأساً بأكل لحوم الجلالة، وكذلك قال مالك بن أنس اه^②۔

اول احادیث الباب حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ الترمذی وابن ماجہ، وحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ النسائی، قاله المنذرى۔

۲۶۔ باب فی اکل لحوم الخیل

باب گھوڑے کا گوشت کھانے کے بیان میں

لحم خیل کا مسئلہ اختلافی ہے، مصنف نے بھی اس باب میں دونوں طرح کی روایات ذکر کی ہیں، منع اور جواز کی، امام احمد اور شافعی کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے، اور امام ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک مکروہ ہے، اب یہ کہ کراہت ان کے نزدیک تنزیہی ہے یا تحریمی؟ 'بذل' میں لکھا ہے کہ امام صاحب سے اس میں روایات مختلف ہیں، حسن بن زیاد کی روایت میں ان سے تحریم منقول ہے اور ظاہر الروایۃ امام صاحب سے کراہت کی ہے نہ کہ تحریم کی، الی آخر ما بسط فی البذل^③، اور ہذا یہ میں ہے: وَيُكْرَهُ لَحْمُ الْفَرَسِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ. وَقَالَ أَبُو يُونُسَ وَتَحَمُّدٌ وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَهُمُ اللَّهُ: لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ. ثُمَّ قِيلَ: الْكَرَاهَةُ عِنْدَهُ كَرَاهَةُ تَنْزِيهِ. وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ. وَأَمَّا لَبَنُهُ فَقَدْ قِيلَ: لَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِي شُرْبِهِ تَقْلِيلٌ لِلَّهِ

① بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۱۱۰

② فکرة ذلك أبو حنيفة وأصحابه والشافعي وأحمد بن حنبل وقالوا لا تؤكل حتى تحبس أياماً وتعلف علفاً غيرها فإذا طاب لحمها فلا بأس بأكله. وقد روی فی حدیث أن البقر تعلف أربعين يوماً ثم يؤكل لحمها، وكان ابن عمر رضي الله عنه يحبس الدجاجة ثلاثاً ثم يذبح. وقال إسحاق بن راهويه لا بأس أن يؤكل لحمها بعد أن يغسل غسلًا جيداً. وكان الحسن البصري لا يرى بأساً بأكل لحوم الجلالة. وكذلك قال مالك بن أنس اه. (معالم السنن - ج ۴ ص ۲۴۴-۲۴۵)

③ بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۱۱۴

الجہاد ۱

مختصر ایضاً الدلائل، وفي الجوهرۃ: بکرة تحریماً عند ابی حنیفة وعندہما لا بأس به وفي الکوکب واجتماع روایہی التحريم والحلة بر جع الحرمة ولذلك ذهب إلى الحرمة أبو حنیفة ومالك والأوزاعي وغيرهم والله تعالى أعلم اه ۱

بظاہر حضرت نے امام صاحب سے جو حسن بن زیاد کی روایت ہے اس کو اختیار فرمایا، لیکن ظاہر الروایۃ امام ابو حنیفہ سے مطلق کراہت ہے نہ کہ تحریم کما تقدم عن البذل، وكذا المذكور في الهداية كراهة تحريم لا الحرمة، حضرت گنگوہی کی تقریر ترمذی اور ابوداؤد دونوں میں یہ ہے کہ اذن کی روایت جیسا کہ روایت میں اس کی تصریح ہے یوم خیبر کی ہے، اور حضرت خالد کی روایت میں تحریم مذکور ہے ولا شك في انه اسلم بعد خيبر، فلم تكن رواية التحريم الامتأخرة اه من البذل والکوکب۔

۳۷۸۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عُمَرَو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «فَهَئِنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمَيْرِ، وَأَذِنَ لَنَا فِي لُحُومِ الْحَيْلِ».

رحمہما حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گدھے کا گوشت (کھانے) سے منع فرمایا اور گھوڑے کے گوشت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

تحیح صحیح البخاری - المغازی (۳۹۸۲) صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۲۰۱) صحیح مسلم - الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان (۱۹۴۱) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۷۹۳) سنن النسائي - الصيد والذبائح (۴۳۲۷) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۸۸) سنن ابن ماجه - الذبائح (۳۱۹۱) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۲۲/۳) سنن الدارمي - الأصاحي (۱۹۹۳)

۳۷۸۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: دَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْحَيْلَ، وَالْبِغَالَ، وَالْحُمَيْرَ، «فَهَئِنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِغَالِ، وَالْحُمَيْرِ، وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْحَيْلِ».

رحمہما حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ روز خیبر ہم نے گدھے، خچر اور گھوڑے ذبح کئے پس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمادیا اور گھوڑوں کے گوشت سے نہ روکا۔

تحیح صحیح البخاری - المغازی (۳۹۸۲) صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۲۰۱) صحیح مسلم - الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان (۱۹۴۱) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۷۹۳) سنن النسائي - الصيد والذبائح (۴۳۲۷) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۸۹) سنن ابن ماجه - الذبائح (۳۱۹۱) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۲۲/۳) سنن الدارمي - الأصاحي (۱۹۹۳)

۳۷۹۰ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَيْبٍ، وَخَبْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحُمْصِيُّ، قَالَ خَبْوَةُ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هُيَ عَنْ

أَكَلَ لَحْمَ الْخَيْلِ، وَالْبُغَالِ، وَالْحَمِيرِ، زَادَ حَيَوُهُ: «وَكُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «لَا بَأْسَ بِلَحْمِ الْخَيْلِ، وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَهَذَا مَنْسُوخٌ قَدْ أَكَلَ لَحْمَ الْخَيْلِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَفَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَسُوَيْدُ بْنُ غَفْلَةَ، وَعَلْقَمَةُ، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذَبُّحُهَا».

ترجمہ خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خیر اور گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حیوة نے اضافہ کیا اور ہر کچلی والے وحشی درندے کے کھانے سے منع فرمایا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ گھوڑے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں اور اس حدیث پر عمل نہیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ روایت منسوخ ہے، اصحاب رسول ﷺ کی ایک جماعت نے گھوڑے کا گوشت کھایا ان میں حضرت ابن زبیر، فضالہ بن عبید، انس بن مالک، اسماء بنت ابی بکر، سدید بن غفلہ اور علقمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قریشی گھوڑوں کو ذبح کرتے تھے۔

تحیح سنن النسائي - الصيد والذباح (۴۳۳۱) سنن ابی داؤد - الاطعمۃ (۳۷۹۰) سنن ابن ماجہ - الذباح (۳۱۹۸)

شرح الاحادیث مصنف نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں اول حدیث جابر دو طریق سے جس کا مضمون یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر بغال و حمیر کے لحوم سے منع فرمایا اور لحوم خیل کی اجازت دی، اور دوسری حدیث حضرت خالد بن الولیدؓ کی مرفوعاً تھی عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الْخَيْلِ، وَالْبُغَالِ، وَالْحَمِيرِ، وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ، ان دونوں روایتوں سے متعلق کلام اوپر گزر چکا جس میں یہ گزر چکا کہ حضرت خالد بن الولیدؓ کی روایت مؤخر ہے حدیث جابر سے، نیز مبیح اور محرم میں جب تعارض ہو تو محرم کو ترجیح ہوتی ہے، مزید کلام دلائل پر بذل کے اندر دیکھا جائے، حدیث کا آخری جزء ذی ناب سے متعلق ہے جس کا آگے مستقل باب آرہا ہے، حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاول اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی، وحديثه الثاني اخرجہ مسلم بمعناه، وحديث خالد رضي الله تعالى عنه اخرجہ النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى.

۲۷۔ بَابُ فِي أَكْلِ الْأَرْبِ

خرگوش کھانے کا بیان

ارب یعنی خرگوش یہ ائمہ اربعہ کے نزدیک حلال ہے بعض سلف کا اس میں اختلاف منقول ہے۔

۳۷۹۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا حَرَوْرًا فَأَصْدَقْتُ أَرْبَابًا فَشَوَّيْتُهَا، فَبَعَثَ مَعِيَ أَبُو طَلْحَةَ بِعَجْزِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَأَتَيْنَاهُ بِهَا فَقَبِلَهَا».

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک چھریہ چست لڑکا تھا میں نے ایک خرگوش شکار کیا اور اس کو بھون لیا تو ابو طلحہؓ نے اس کا پچھلا حصہ میرے ساتھ خدمت نبوی ﷺ میں بھیجا، میں وہ لیکر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو شرف قبول بخشا۔

تخریج: صحیح البخاری - اہلبہ و فضلہا و التحریض علیہا (۲۴۳۳) صحیح البخاری - الذبائح و الصيد (۵۱۷۱) صحیح مسلم - الصيد و الذبائح و ما یؤکل من الحيوان (۱۹۵۳) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۷۸۹) سنن النسائی - الصيد و الذبائح (۴۳۱۲) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۷۹۱) سنن ابن ماجہ - الصيد (۳۲۴۳) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۱۱۸/۳) سنن الدارمی - الصيد (۲۰۱۳)

مضمون حدیث: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب میں چست اور قوی لڑکا سا تھا تو ایک خرگوش کا شکار کیا پھر اس کو میں نے آگ پر بھونا تو میرے والد ابو طلحہؓ نے اسکی ران حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجی، میں آپ کی خدمت میں اس کو لے کر آیا تو آپ نے اس کو قبول فرمایا۔

۳۷۹۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا سُرُوحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي خَالِدَ بْنَ الْحَوِيرِثِ، يَقُولُ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ بِالصَّفَاحِ قَالَ: لِحَمْدٍ مَكَانٍ بِمَكَّةَ وَإِنَّ رَجُلًا جَاءَ بِأَرْبَبٍ قَدْ صَادَهَا فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو مَا تَقُولُ قَالَ: «قَدْ جِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسٌ فَلَمْ يَأْكُلْهَا، وَلَمْ يَنْهَ عَنْ أَكْلِهَا، وَزَعَمَ أَنَّهَا تَحْيِضُ».

ترجمہ: محمد بن خالد بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد خالد بن الحویرث کو فرماتے ہوئے سنا کہ عبد اللہ بن عمرو صفاح نامی مقام پر تھے..... محمد بن خالد بتاتے کہ (صفاح) مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے..... کہ ایک شخص ایک شکار کردہ خرگوش لیکر آیا اور عرض کیا: اے عبد اللہ بن عمرو! آپ (اس کے بارے میں) کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے خرگوش لایا گیا جب کہ میں شریک مجلس تھا تو آپ ﷺ نے اس کو نوش نہ فرمایا اور نہ اس کے کھانے سے منع فرمایا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو حیض کا خون آتا ہے۔

مضمون حدیث: اسکے بعد والی حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ایک شخص حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کے پاس خرگوش لے کر آیا جس کو اس نے شکار کیا تھا، اور ان سے دریافت کیا کہ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ایک بار حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں یہ لایا گیا تھا تو آپ نے نہ تو اس کو نوش فرمایا تھا اور نہ اس کے کھانے سے منع فرمایا تھا۔

شرح الأحادیث: بذل^۱ میں لکھا ہے کہ حدیث اول اکل اربب کے جواز پر دال ہے کیونکہ آپ نے اس کو قبول فرمایا اور حدیث ثانی باوجود ضعف کے کراہت پر دلالت نہیں کرتی، اس حدیث کے آخر میں یہ جملہ ہے، وَزَعَمَ أَنَّهَا تَحْيِضُ، اس پر حضرت گنگوہی کی تقریر میں یہ تحریر ہے کہ آپ ﷺ نے خرگوش کا یہ خاصہ تحریم یا کراہت کی طرف اشارہ کیلئے نہیں فرمایا

کیونکہ حیض کا بدن سے خارج ہو جانا یہ تو باقی گوشت کیلئے موجب نظافت ہے بلکہ آپ ﷺ کا یہ ذکر فرمانا بطور اظہار تعجب کے ہے کہ اسکو بھی آدمیہ کی طرح حیض آتا ہے اہ امام ترمذی نے حدیث کی تخریج کے بعد فرمایا ہذا حدیث حسن صحیح " وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: لَا يَرَوْنَ بِأَكْلِ الْأَرْثَبِ بَأْسًا، وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَكْلَ الْأَرْثَبِ، وَقَالُوا: إِنَّمَا يُذَمِّيهِ اه^۱، اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان بعض اہل علم کے نزدیک شاید وجہ کراہت یہی ہے یعنی اسکو حیض آتا؟ اب یہ کہ کن کن حیوانات کو حیض آتا ہے اسکے بارے میں حاشیہ بذل میں ہے: تحيض من الحيوانات المرأة والضبع والحفاش والأرنب، ويقال الكلبة أيضا، وقيل الناقة والوزغة أيضا كذا في القسطلاني، واكتفى صاحب حياة الحيوان على الأربعة الأول^۲۔ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ بنحوہ، قالہ المنذری۔

۲۸۔ بَابُ فِي أَكْلِ الثَّصْبِ

گوہ کھانے کا بیان

۳۷۹۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ خَالَتَهُ، أَهْدَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمْنًا، وَأَصْبًا، وَأَقْطًا، «فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ، وَمِنَ الْأَقِطِ، وَتَرَكَ الْأَصْبَ، تَقْدَرًا» وَأَكَلَ عَلَى مَا يُدْرِيهِ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أَكَلَ عَلَى مَا يُدْرِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ میری خالہ (ام حفید) نے رسول اللہ ﷺ کو گھی، گوہ اور پنیر پیش خدمت کیا آپ ﷺ نے گھی اور پنیر میں سے تناول فرمایا اور طبعی ناگواری کے سبب گوہ کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ آپ ﷺ کے دسترخوان پر کھائی گئی اگر وہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

تحقیق: صحیح البخاری - المہبہ وفضلہا والتحریر علیہا (۲۴۳۶) صحیح البخاری - الأطعمة (۵۰۷۴) صحیح البخاری - الاعتصام بالکتاب والسنة (۶۹۲۵) صحیح مسلم - الصيد والذبائح وما یؤکل من الحيوان (۱۹۴۷) سنن النسائی - الصيد والذبائح (۴۳۱۸) سنن أبی داؤد - الأطعمة (۳۷۹۳) مسند أحمد - من مسند بی ہاشم (۲۵۰/۱)

۳۷۹۴ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِصَبْتٍ مَحْنُودٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: بَعْضُ النَّسَوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبَرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكَلَ مِنْهُ، فَقَالُوا: هُوَ صَبٌ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: أَحْرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنَّهُ لَمْ

يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَانَهُ» قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَسْتُهُ، فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ.

ترجمہ: حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہؓ کے گھر میں داخل ہوا تو ایک بھیجی ہوئی گاوہ پیش کی گئی رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھانا چاہا تو حضرت میمونہؓ کے گھر میں موجود کسی عورت نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کو بتا دو اس کے بارے میں جس میں سے آپ تناول فرمانا چاہتے ہیں تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہ گاوہ ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے استفسار کیا کہ کیا یہ حرام ہے یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں حرام نہیں لیکن یہ میری سر زمین میں نہیں پائی جاتی اس سبب سے مجھے اس سے طبعی کراہت ہوتی ہے، حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (ہمت کر کے) اس کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کو کھالیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

تحقیق: صحیح البخاری - الأطعمة (۵۰۷۶) صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۲۱۷) صحیح مسلم - الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان (۱۹۴۶) سنن النسائي - الصيد والذبائح (۴۳۱۶) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۹۴) سنن ابن ماجه - الصيد (۳۲۴۱) مسند أحمد - مسند الشاميين (۸۸/۴) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۳۳۲/۶) موطأ مالك - الجامع (۱۸۰۵) سنن الدارمي - الصيد (۲۰۱۷)

۳۷۹۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي جَيْشٍ فَأَصَبْنَا ضَبَابًا، قَالَ: فَشَوِيتُ مِنْهَا ضَبًّا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَأَخَذَ عُوْدًا فَقَدَّ بِهِ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَالَ «إِنَّ أُمَّتِي مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مَسِيحَتْ دَوَابًّا فِي الْأَرْضِ، وَإِنِّي لَا أَذْهَبُ إِلَى الدَّوَابِّ هِيَ» قَالَ: فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْتَه.

ترجمہ: حضرت ثابت بن ودیعہؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک لشکر تھے تو ہم لوگوں نے چند گاوہ شکار کیں میں ان میں سے ایک گاوہ کو بھون کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس کو پیش خدمت کیا، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک لکڑی لے کر اس کی انگلیاں شمار فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک قوم جانور کی صورت میں مسخ ہو گئی تھی اور بلاشبہ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کونسا جانور ہے؟ حضرت ثابتؓ فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اس میں سے تناول نہ فرمایا اور نہ اس سے روکا۔

تحقیق: سنن النسائي - الصيد والذبائح (۴۳۲۰) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۷۹۵) سنن ابن ماجه - الصيد (۳۲۳۸) مسند أحمد - مسند الشاميين (۲۲۰/۴) سنن الدارمي - الصيد (۲۰۱۶)

۳۷۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ، حَدَّثَهُمْ حَدَّثَنَا ابْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ صَمُصَمِ بْنِ زُرْعَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْخُبَرَاءِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُبَلٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيَّ عَنْ أَكْلِ لَحْمِ النَّسَبِ».

عبد الرحمن بن شبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی ہے۔

شرح الأحادیث: صنب یعنی گوہ مشہور صحرائی جانور ہے گرگٹ کی طرح لیکن اس سے چوڑا اور موٹا ہوتا ہے زمین میں بل بنا کر رہتا ہے، راجھستان، سندھ اور نجد کے صحراء میں بہت ہوتا ہے، اس کا تیل بھی بنایا جاتا ہے جو علاج میں کام آتا ہے یہ جانور بہت قوی اور گرم ہوتا ہے بہت سے لوگ اس کو کھاتے بھی ہیں، اہل نجد کے یہاں خوب کھایا جاتا ہے۔

حنفیہ کے یہاں حلال مع الکراہۃ ہے، نفی الہدایۃ: وَ يُكْرَهُ أَكْلُ الصَّبِغِ وَالْقَبِ وَالشَّلْحَقَاءِ وَالزُّنْبُورِ وَالْحَشَرَاتِ كُلِّهَا أَمَّا الصَّبِغُ فَلَمَّا ذَكَرْنَا، وَأَمَّا الْقَبِ فَلِأَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ هَمَّى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ سَأَلَتْهُ عَنْ أَكْلِهِ. وَهُوَ حُجَّةٌ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي إِبَاحَتِهِ، وَالزُّنْبُورُ مِنَ الْمَوَدِّيَّاتِ. وَالشَّلْحَقَاءُ مِنْ خَبَائِثِ الْحَشَرَاتِ وَلِهَذَا لَا يَجِبُ عَلَى الْمُحَرِّمِ بِقَتْلِهِ شَيْءٌ. وَإِنَّمَا يُكْرَهُ الْحَشَرَاتُ كُلُّهَا اسْتِدْلَالًا بِالْقَبِ لِأَنَّهُ (الصَّبِغُ) مِنْهَا. ①

مصنف نے اس باب میں صنب کے بارے میں متعدد اور مختلف روایات ذکر کی ہیں جن میں بعض میں یہ ہے کہ صنب کا گوشت خود آپ ﷺ نے تو نوش نہیں فرمایا لیکن آپ کے دسترخوان پر کھایا گیا ہے، نیز آپ نے فرمایا کہ یہ حرام تو نہیں ہے لیکن مجھ کو اس سے کراہت طبعی ہے، اور باب کی آخری حدیث میں یہ ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الْقَبِ، بَدَلٌ فِي إِمَامِ نُوَيْسٍ عَنْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنَّ الصَّبِغَ حَلَالٌ لَيْسَ بِمَكْرُوهٍ إِلَّا مَا حَكَى عَنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ مِنْ كَرَاهَتِهِ وَإِلَّا مَا حَكَاهُ الْقَاضِي عَنْ قَوْمِ أَهْلِ مَدِينَةِ مَكَّةَ أَنَّهُمْ قَالُوا هُوَ حَرَامٌ. ② إِلَى آخِرِ مَا فِي الْبَدَلِ ③ مِنْ كَلَامِ النَّوَوِيِّ وَنَقْدِ الْحَافِظِ عَلَيْهِ فِي نَقْلِ الْأَجْمَاعِ ④، وَفِي هَامِشِ الْمَوْطَأِ لِلإمام محمد: اختلف العلماء في أكله، فمنهم من حرّمه حكاية عياض عن قوم، ومنهم من كرهه وهو رأي أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد، ونقله ابن المنذر عن علي، ومنهم من قال بإباحة أكله، وهو قول الجمهور. ⑤ إِلَى آخِرِ مَا قَال.

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی، وحدیث خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ۔

اسکے بعد حضرت ثابت بن ودیعہؓ کی حدیث میں یہ ہے کہ: إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِيخَتْ دَوَابًّا فِي الْأَرْضِ، وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ۔ یعنی آپ نے گوہ کے بارے میں اظہار تردد فرمایا کہ یہ بنی اسرائیل کی اس قوم سے ہے جس کو مسح کر دیا گیا تھا

① الهداية شرح بداية المبتدى - ج ٧ ص ١٣٩

② النہاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج ١٣ ص ٩٣

③ بدل النجود في حل أبي داود - ج ١٦ ص ١٢٠-١٢١

④ نفع الباري شرح صحيح البخاري - ج ٩ ص ٦٦٥

⑤ التعليق المجدد على موطأ محمد - ج ٢ ص ٦٣٦ (دار القلم، دمشق الطبعة الرابعة، ١٤٢٦ هـ)

یا کچھ اور ہے اس پر شرح نے لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ حدیث جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: الممسوخ لا یعیش ثلاثة أيام ولا یعقب^۱ یہ بعد کی ہو، اور حدیث الباب اس سے مقدم ہو۔ والحدیث أخرجه النسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۲۹۔ باب فی أكل لحوم الحبارى

حباری (نامی پرندے) کے گوشت کھانے کا بیان

۳۷۹۷ - حَدَّثَنَا الْقُضْلُ بْنُ سَهْلٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ سَفِينَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: «أَكَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حَبَّارَى».

حضرت سفینہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حباری نامی چڑیا کا گوشت کھایا۔

جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۲۸) سنن أبی داؤد - الأطعمة (۳۷۹۷)

حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ حباری کا گوشت کھایا ہے۔

حباری کس پرند کا نام ہے؟ اس میں مختلف قول ہیں: بعض نے اس کا ترجمہ تعذری کیا ہے، بعض نے بشیر اور بعض نے سرخاب، اور بھی اسکے بعض نام حضرت شیخ نے خصائل نبویؐ میں لکھے ہیں اور بہت سی کتابوں کے حوالہ اسمیں مذکور ہیں، اور متعدد کتب لغت اور طب کو سامنے رکھتے ہوئے لکھا ہے کہ اقرب یہی ہے کہ سرخاب کوئی دوسرا جانور ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا ترجمہ تعذری ہے۔

یہ ایک صحرائی پرند ہے لمبی گردن والا خاکی رنگ جو بہت تیز اڑتا ہے اور تحصیل رزق میں بہت کوشاں رہتا ہے حتیٰ کہ ضرب مثل ہو گیا، چنانچہ کہتے ہیں 'فلان اطلب من الحباری والحدیث أخرجه الترمذی، قاله المنذرى۔

۳۰۔ باب فی أكل حشرات الأرض

باب زمینی کیڑے مکوڑے کھانے کے بیان میں

یعنی صغار دواب الارض، زمین میں رہنے والے چھوٹے چھوٹے جانور جیسے گوہ، کچھوا اور چوہا، یربوع اور دوسرے کیڑے مکوڑے۔

۳۷۹۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا غَالِبُ بْنُ حَجْرَةَ، حَدَّثَنِي مَلْقَامُ بْنُ التَّلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «صَحِبْتُ النَّبِيَّ

۱ أن المسوخ لا يعيش أكثر من ثلاثة أيام ولا يعقب. (عون العبود شرح سنن أبی داؤد - ج ۱۰ ص ۲۶۸)

۲ شمال الترمذی مع خصائل نبوی - ص ۱۱۶-۱۱۷

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَسْمَعْ لِحَشْرَةِ الْأَرْضِ تَحْرِيماً»

ترجمہ: مقام بن تلب روایت کرتے ہیں اپنے والد ماجد سے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی مگر میں نے زمینی کیڑے مکوڑوں کی حرمت کے بارے میں نہیں سنا۔

شرح الحدیث: فَلَمْ أَسْمَعْ لِحَشْرَةِ الْأَرْضِ تَحْرِيماً: مِلْقَامُ بْنُ الثَّلَیْثِ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ رہا ہوں لیکن میں نے آپ ﷺ سے حشرات الارض کے بارے میں تحریم نہیں سنی۔

امام خطابؒ فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ حشرات الارض مباح ہیں لجواز أن یکون غیرہ قد سمعہ^①۔

۳۷۹۹ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ أَبُو ثَوْرٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ مُمَيْلَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسُئِلَ عَنْ أَكْلِ الْقَتْفَدِ، فَقَالَ { قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أَوْحَى إِلَيَّ مُحَرَّمًا^② } الْآيَةَ، قَالَ: قَالَ شَيْخٌ عِنْدَنَا: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ «خَبِيثَةٌ مِنَ الْحَبَائِثِ» فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: «إِنْ كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا فَهُوَ كَمَا قَالَ مَا لَمْ نَذَرَ»۔

ترجمہ: عیسیٰ بن نمیلہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ سے عیسیٰ (دولڈل) کھانے کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أَوْحَى إِلَيَّ مُحَرَّمًا ارادی کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) آپ کے پاس بیٹھا ایک عمر رسیدہ شخص بولا کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ناپاک جانوروں میں سے ایک ہے اس پر ابن عمرؓ نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے تو ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگرچہ ہمیں اس کا علم نہیں۔

سنن ابی داؤد - الاطعمہ (۳۷۹۹) مسند احمد - باقی مسند الکفرین (۳۸۱/۲)

شرح الحدیث: مُمَيْلَةُ فِزَاهِرِي سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عمرؓ کے پاس تھا کہ آپ سے قنفذ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أَوْحَى إِلَيَّ مُحَرَّمًا الْآیۃ تو اس پر ایک شیخ جو وہیں تھے بولے کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے قنفذ کا ذکر آیا تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں یہ فرمایا: خَبِيثَةٌ مِنَ الْحَبَائِثِ، تو اس پر ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اگر آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے تو جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی ہے۔

اسکے بعد یہاں روایت میں یہ جملہ ہے مَا لَمْ نَذَرَ، بذل^③ میں لکھا ہے کہ یہ زیادتی بعض نسخوں میں ہے بعض میں نہیں اور پھر

① معالم السنن - ج ۴ ص ۲۴۷

② تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا اس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے کسی چیز کو حرام کھانے والے پر (سورۃ الانعام ۱۴۵)

③ بدل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۱۲۵

حضرت نے اس جملہ کے معنی یہ لکھے ہیں، عالم ندر صحتہ وثبوتہ پسند قوی اھ لیکن اکثر نسخے اس زیادتی سے خالی ہیں جیسے منذری کا نسخہ اور معالم السنن کا نسخہ، ایسے ہی حیاۃ الحيوان میں ابو داؤد کی روایت نقل کی ہے اس میں بھی یہ لفظ نہیں ہے، پس یہ لفظ اگر یہاں پر صحیح ہے تو ہو سکتا ہے کہ اسکے معنی یہ ہوں وان لم ندر یعنی اگر آپ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے تو پھر وہی صحیح ہے خواہ ہماری سمجھ میں اسکی وجہ نہ آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قنفذ کا مصداق اور اس کا حکم شرعی: قنفذ دو اماموں کے نزدیک حلال ہے اور دو کے نزدیک حرام، شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک حلال ہے، حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک حرام، حیاۃ الحيوان^۱ میں اس طرح ہے: قال الشافعي: يحل أكل القنفذ لأن العرب تستطيبه، وقد أفنى ابن عمر بيا بآحته وقال أبو حنيفة والإمام أحمد: لا يحل لما روى أبو داود وحده أن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما إلى آخر الحديث۔ پھر اسکے بعد انہوں نے شافعیہ کی طرف سے اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: والجواب أن رواه يجهلون، قال البيهقي: ولم يرد إلا من وجه واحد ضعيف لا يجوز الاحتجاج به إلى آخر ما ذكر۔ اسکے بعد جانا چاہیے کہ قنفذ کا ترجمہ بعض نے خار پشت سے کیا ہے، عون المعبود^۲ اور صراح میں اسی طرح ہے، لیکن خار پشت تو ترجمہ سینی کا ہے جیسا کہ ’فرہنگ آصفیہ‘ میں ہے، اور ’منجد‘ میں خار پشت کی شکل بنا کر (جسکی پشت پر واقعی کانٹے ہیں) اسکا نام دلدل لکھا^۳ ہے، اور قنفذ کی شکل و صورت ’منجد‘ میں بالوں والے چوہے کی سی بنائی ہے اور اسی طرح ’القاموس الجدید‘ میں قنفذ کا ترجمہ خار دار چوہے سے کیا ہے اور یہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے، اسلئے کہ خار پشت بڑا جانور ہوتا ہے بلی کے برابر جسکی پشت پر خار یعنی کانٹے ہوتے ہیں (جسکے قلم بھی بنائے جاتے ہیں)، بخلاف قنفذ کے کہ اسکی پشت پر خار نہیں ہوتے بلکہ موٹے موٹے بال ہوتے ہیں جنکو وہ خوف کے وقت اپنی حفاظت کیلئے کھڑا کر لیتا ہے اور گیند کی طرح گول ہو جاتا ہے، لہذا قنفذ کا ترجمہ خار پشت محل نظر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جا حظ^۴ کی تالیف ’کتاب الحيوان‘ ص ۶ ص ۴۶۴ و ص ۳۷۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ قنفذ ایک جنس ہے بعض قنافذ بڑے ہوتے ہیں جن کو دلدل کہا جاتا ہے جن کی پشت پر بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں، انہوں نے سب کے احوال اور خواص الگ الگ لکھے ہیں لہذا خار پشت یہ ترجمہ دلدل کا زیادہ مناسب ہے، ہمیں قنفذ کی تحقیق میں کافی تتبع اور مراجعت کتب کی ضرورت پیش آئی،

۱ حیاۃ الحيوان الکبریٰ ج ۲ ص ۳۶۱

۲ عون المعبود شرح سنن أبي داود ج ۱ ص ۱۹۴

۳ یعنی قنفذ نہیں لکھا۔ قلت وجاء ذكر الدلدل في النسائي في باب ترويح الرائية ولفظه: قال: يا أهل الجاهل. هذا الدلدل الخ ليراجع الفيض السمانی.

۴ الحيوان للجاحظ ج ۴ ص ۱۶۷ ج ۷ ص ۳۳ (دار الجیل سنة النشر ۱۴۱۶ھ)

حشرات الارض کی تفصیل اور ان کا حکم مذہب حنفیہ میں اس کو بذل المجہود^۱ میں ”بدائع الصنائع“ سے نقل کیا ہے جو چاہے اس کو دیکھ لے۔

۳۱۔ بَابُ مَا لَمْ يُذْكَرْ تَحْرِيمُهُ

جن اشیاء کی حرمت کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے

۳۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَبِيحٍ، حَدَّثَنَا الْقُضَيْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ شَرِيكَ الْمَكِّيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرَكُونَ أَشْيَاءَ تَقْدُرُ مَا»، فَبَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ، وَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا { قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا } إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ کچھ اشیاء کھاتے اور کچھ (صرف) طبعی ناپسندیدگی کی وجہ سے ترک کر دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتاب کو نازل فرمایا اور حلال و حرام کو واضح فرمادیا۔ پس جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ حلال بتلائیں وہ حلال اور جس کو حرام بتلائیں وہ حرام ہے اور جس پر خاموشی اختیار فرمائیں تو وہ معاف ہے (اسکے کھالینے پر کوئی مواخذہ نہیں) پھر ابن عباسؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا^۲ ترجمہ: اے محمد! آپ فرمادیجئے کہ میں غافل ہونے والی وحی میں کسی کھانے والے پر کوئی شئی حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بنے والا خون یا خنزیر کا گوشت کیونکہ یہ نجس ہیں نیز وہ جانور جو اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

شرح الحدیث یعنی مشرکین جاہلیت اپنی رائے اور اختیار سے بہت سی چیزوں کو کھاتے تھے اور بہت سی چیزوں کو کراہت طبعی کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے، یعنی حلت و حرمت کا کوئی معیار تو ان کے یہاں تھا ہی نہیں سوائے جی چاہنے کے اور کراہت طبعی کے، پس اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق اور بندوں کی طرف رحمت کے ساتھ متوجہ ہوئے اور حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا جن پر قرآن کریم کو نازل کیا اور بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام قرار دیا، پس اب ہمارے حق میں جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا وہ حلال ہوگی اور جس کو اس نے حرام قرار دیا وہ حرام ہوگی، یعنی تحلیل و تحریم کا مدار قرآن اور وحی پر ہوا، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ، اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے سکوت فرمایا وہ سمجھو کہ حلال اور معاف ہے۔

اس حدیث کا حوالہ ہمارے یہاں کتاب البیوع کے شروع میں باب فی اجتناب الشبهات کے ذیل میں گزر چکا، اور وہاں پر یہ

۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد۔ ج ۱۶ ص ۱۲۶-۱۲۷

۲ تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا اس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے (سورۃ الانعام ۱۴۵)

حدیث گزر چکی اِنَّ الْجَلَالَ بَيِّنٌ، وَاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيِّنُهُمَا اُمُورٌ مُّشْتَبِهَاتٌ، فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ عِزَّةَ وَدِينَهُ^① اور وہاں پر یہ بھی گزر چکا کہ ان دونوں حدیثوں میں سورۃ و ظاہر آتعارض معلوم ہوتا ہے، اور پھر اس کا جواب بھی۔ اس کے بعد ہمارے نسخہ ابن داؤد میں عم خارجہ کی حدیث آرہی ہے جس میں ایک مجنون پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کا ذکر ہے اور اس کے شفا یاب ہونے پر بطور انعام کے سو بکریاں دینے کا، یہ حدیث کتاب البیوع میں ”باب کسب الاطباء“ میں گزر چکی اور آگے کتاب الطب میں ”باب کیف الرقی“ کے ذیل میں بھی آرہی ہے۔

۳۲۔ بَابُ فِي أَكْلِ الصَّبِيعِ

بجو کھانے کا بیان

۳۸۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحُزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنِ الصَّبِيعِ، فَقَالَ: «هُوَ صَيْدٌ وَيُجْعَلُ فِيهِ كَبْشٌ إِذَا صَادَ الْمُحْرِمُ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بجو کے بارے میں استفسار کیا تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ایک قسم کا شکار ہے محرم اگر (حالت احرام میں) اس کا شکار کرے تو اس (شکار کی جزاء) میں ایک دنبہ لازم ہے۔

تحقیق: جامع الترمذی - الحج (۸۵۱) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۷۹۱) سنن النسائي - مناسك الحج (۲۸۳۶) سنن النسائي - الصيد والذبائح (۴۳۲۳) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۸۰۱) سنن ابن ماجه - المناسك (۳۰۸۵) سنن ابن ماجه - الصيد (۳۲۳۶) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲۹۷/۳) سنن الدارمي - المناسك (۱۹۴۱)

شرح الحدیث: یہاں پر تین بحثیں ہیں: ① اول ضبع کا مصداق اور اس کی تحقیق، ② دوسرے ضبع کے حکم میں ائمہ کا اختلاف مع الدلیل ③ اور تیسری بحث یہ کہ اگر محرم اس کا شکار کرے تو کیا واجب ہوتا ہے۔

ضبع کا مصداق اور اس کی تحقیق (بحث اول): ضبع کے ترجمہ میں اختلاف ہے عرف الشذی^① میں لکھا ہے کہ اسکو ہندی میں ہنڈار کہتے ہیں اور فارسی میں گفتار اور وہ جو لکھا ہے مولانا عبدالحی کے والد نے اس کا ترجمہ بجو کے ساتھ یہ سہو ہے، اور حاشیہ بذل^② میں لکھا ہے کہ صاحب محیط نے بھی اس کا ترجمہ ہنڈار سے کیا ہے اھ اسی کو لگڑ بگڑ بھی کہتے ہیں، نور

① سنن أبي داود - كتاب البيوع - باب في اجتناب الشبهات ۳۳۲۹ - ۳۳۳۰

② عرف الشذی شرح سنن الترمذی - ج ۲ ص ۲۴۰

③ بدل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱ ص ۱۲۸

اللغات میں لکھا ہے کہ صحیح لکڑ بھگا ہے اس کو فارسی میں چرخ کہتے ہیں، غیاث اللغات میں بھی گفتار اور ہونڈار کو ایک قرار دیا ہے، اس کی عبارت یہ ہے گفتار بالفتح جانور یست صحرائی درندہ کہ ہندی ہونڈار گویند از لطائف وغیر آں اھ۔ پھر بجو کو عربی میں کیا کہتے ہیں اس کی تحقیق کی جائے، اور بجو کے بارے میں فرہنگ آصفیہ میں لکھا ہے کہ ایک جانور کا نام ہے جو اکثر قبرستان میں رہتا ہے اور مردوں کو نکال کر کھا جاتا ہے، ایسا سخت اور مضبوط ہوتا ہے کہ ہاتھی کے پاؤں کے نیچے بھی نہیں مرتا اھ اور ہنڈار کے بارے میں یہ مشہور نہیں ہے کہ وہ قبرستان میں رہتا ہے اور مردوں کو نکال کر کھاتا ہے، لہذا ہنڈار اور بجو یہ دو الگ الگ جانور ہوئے اور ضعیف کا مصداق ہنڈار ہے بجو نہیں، کافی کتب لغت کے تتبع کے بعد یہ لکھا گیا وقد بقی فیہ ما بقی۔

ضبع کا حکم (بحث ثانی): سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنِ الضَّبُعِ، فَقَالَ: هُوَ صَيْدٌ وَيَجْعَلُ فِيهِ كَبْشٌ إِذَا صَادَهُ الْمُحَرَّمُ: آپ ﷺ سے سوال کیا گیا ضبع کے بارے میں تو آپ نے فرمایا وہ شکار ہے جو حالت احرام میں ممنوع ہے اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر محرم اس کا شکار کرے تو اسکی جزاء کبش ہے اور ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ ابْنِ أَبِي عَمْرٍا قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرٍ: الضَّبُعُ صَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: قُلْتُ: أَكَلُهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَقَالَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «نَعَمْ»: هَذَا أَحَدُ حَدِيثٍ حَسَنٍ صَحِيحٌ^①، ابوداؤد کی روایت تو حلال اکل ضبع میں صریح نہیں لیکن ترمذی کی روایت اس بارے میں صریح ہے، لیکن وہ حضرت جابرؓ کے اجتہاد پر مبنی ہے، آپ ﷺ کے کلام میں اسکی حلت کی تصریح نہیں، آپ نے تو یہ فرمایا کہ وہ شکار ہے، حضرت جابرؓ شکار ہونے سے یہ سمجھے کہ اسکا کھانا حلال ہے اسی بنا پر انہوں نے اسے حلال ہونے کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کر دی، باقی ہم کہتے ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ ضبع سباع ذی ناب میں سے ہے لہذا ضعیف حدیث مشہور تھی عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ مِلٌّ دَاخِلٌ هُوَ فِي دَجَسٍ غَيْرِ حَلَالٍ هُوَ كَمَا، ویسے اسکے علاوہ بھی مجزم اور مبیح کے تعارض کے وقت ترجیح محرم کو ہوا کرتی ہے۔ (بذل^②)

مسئلہ مختلف فیہ ہے امام شافعی و احمد کے نزدیک ضعیف حلال ہے اور حنفیہ اور جمہور کے نزدیک حرام ہے کذا فی البذل عن الشوکانی، اور خطاب کے کلام میں ہے: وَكَرِهَهُ الثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَمَالِكٌ، وَرَوَى ذَلِكَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمَسِيْبِ وَاجْتَوَا بِأَهْلِ سَبْعٍ^③، الی آخر ما ذکر، اور امام ترمذی نے حدیث جابر جو اوپر ترمذی کے حوالہ سے گزری ہے اسکے بعد فرمایا: وَكَذَلِكَ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا، وَلَمْ يَزِدُوا بِأَكْلِ الضَّبُعِ بَأْسًا، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ. وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ فِي كَرَاهِيَةِ أَكْلِ الضَّبُعِ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيٍّ، اور اس کے بعد پھر امام ترمذی نے اس حدیث منع کو ذکر کیا ہے:

① جامع الترمذی - کتاب الأطعمة - باب ما جاء في أكل الضبع ۱۷۹۱

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۱۲۹

③ معالم السنن - ج ۴ ص ۲۴۹

عَنْ أَحِبِّهِ خُزَيْمَةُ بْنُ جَزَاءٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الصَّبْعِ، فَقَالَ: «أَوْ يَأْكُلُ الصَّبْعَ أَحَدٌ؟»^١ وَسَأَلْتُهُ عَنِ الذُّئْبِ؟ فَقَالَ: «أَوْ يَأْكُلُ الذُّئْبُ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ؟»^٢ اس کے بعد امام ترمذی نے اس کی سند پر جو جرح ہے اس کو بیان کیا ہے لیکن حاشیہ کو کب (ج ۳ ص ۱۱) میں التعليق المجد سے نقل کیا ہے: وقد ورد النهي عن أكله في روايات عديدة أخرجها الترمذي وابن أبي شيبة وأحمد وإسحاق وأبو يعلى وغيرهم كما بسطه العيني في "البنية" مع الجواب عما استدلل به المخالفون اهـ^٣

ضبع کے شکار کی صورت میں کیا واجب ہوتا ہے (بحث ثالث): تیسرا مسئلہ اس حدیث میں ضبع کے شکار کرنے میں محرم پر جزاء کا ہے کہ وہ کبش ہے ائمہ ثلاث کا مذہب تو یہی ہے، حنفیہ کے نزدیک جزاء تو واجب ہے لیکن اس میں قیمت کا اعتبار ہے کبش کی تعیین نہیں، یعنی ضبع کی قیمت جو بھی ہو اس کے بقدر جزاء دی جائے، ممکن ہے اس وقت اس کی قیمت کبش ہی کے برابر ہو، اسی لئے اس کو ذکر کر دیا گیا۔ الحدیث اخرجہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ، وقال الترمذی: حسن صحيح، قاله المنذرى.

۳۳۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ السَّبْعِ

در ندوں کا گوشت کھانے کی ممانعت کا بیان

۳۸۰۲۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْحُشِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَيَّيْ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ».

ترجمہ: حضرت ابو ثعلبہ حشّی روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچلیوں والے ہر درندے کا گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی ہے۔

صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۲۰۷) صحیح البخاری - الطب (۵۴۴۴) صحیح مسلم - الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان (۱۹۳۲) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۴۷۷) جامع الترمذی - السیر (۱۵۶۰) سنن النسائی - الصيد والذبائح (۴۳۲۵) سنن أبی داود - الأطعمة (۳۸۰۲) سنن ابن ماجہ - الصيد (۳۲۳۲) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۹۳/۴) موطأ مالك - الصيد (۱۰۷۵) سنن الدارمی - الأضاحی (۱۹۸۰)

شرح الحدیث: یعنی آپ نے منع فرمایا ہر اس کچلی والے جانور کے کھانے سے جو درندوں میں سے ہو، یعنی وہ جانور جو اپنی کچلی سے شکار کرتا ہو اور چیر پھاڑ کرتا ہو، مطلقاً ناب کا ہونا مراد نہیں، جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا کتا وغیرہ جو لوگوں پر حملہ کرتے ہیں اپنے انياب کے ذریعہ، اور من السبع کی قید اس لئے لگائی کہ اونٹ نکل جائے اس لئے کہ اس کے اگرچہ ناب ہوتا ہے لیکن وہ سباع

اور وحوش میں سے نہیں ہے جن کو انسان سے دشمنی ہوتی ہے، اور اس کے بعد والی حدیث جو بروایت ابن عباسؓ ہے اس میں یہ بھی ہے وَعَنْ كُلِّ ذِي ظَلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ، یعنی ہر ایسے پرندے کے کھانے سے آپ نے منع فرمایا جو پنچہ والا ہو یعنی پنچہ سے شکار کرتا ہو اڑتے ہوئے بھی، جیسے باز، شکر، چیل وغیرہ۔ حدیث ابی ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، وحديث ابن عباس رضي الله عنهما أخرجه مسلم قاله الترمذی.

۳۸۰۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كُتِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبْعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي ظَلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والے درندے اور ہر پنچے (سے شکار کرنے) والے پرندے کے کھانے سے ممانعت فرمائی ہے۔

تخریج: صحیح مسلم - الصید والذبائح وما یؤکل من الحيوان (۱۹۳۴) سنن النسائی - الصید والذبائح (۴۳۴۸) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۸۰۳) سنن ابن ماجه - الصید (۳۲۳۴) مسند أحمد - من مسند بني هاشم (۲۴۴/۱) سنن الدارمی - الأضاحی (۱۹۸۲)

۳۸۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحَمَصِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُرْوَةَ التَّغْلِبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ، عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَلَّا يَحِلُّ دُونَ نَابٍ مِنَ السَّبْعِ، وَلَا الْحِمَاءُ الْأَهْلِيَّةُ، وَلَا اللَّقْطَةُ مِنْ مَالٍ مُعَاهَدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا، وَأَيْمَانُ رَجُلٍ ضَافٍ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوكَ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يَقْبِلَهُمْ بِمِثْلِ قَرَاهَا».

ترجمہ: حضرت مقدم بن معد یکربؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار! کچلیوں (سے شکار کرنے) والا کوئی درندہ حلال نہیں اور نہ پالتو گدھا اور نہ کسی ذمی کا گرہو مال مگر اتنا تھوڑا مال کہ جس سے اس کا مالک مستغنی ہو جائے اور جو شخص بھی کسی قوم کے پاس مہمان ہو اور انہوں نے اس کی مہمانی نہ کی تو اس شخص کو حق ہے کہ زبردستی اپنے مہمانی کے بقدر ان سے وصول کر لے۔ (یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا یا ان ذمیوں کیلئے حکم ہے جن سے خاص معاہدہ ہوا تھا)۔

سنن أبي داود - الأطعمة (۳۸۰۴) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۳۲/۴)

شرح الحدیث: اور اس کے بعد والی حدیث جو مقدم بن معد یکربؓ سے ہے اس میں یہ زیادتی ہے: وَلَا الْحِمَاءُ الْأَهْلِيَّةُ، وَلَا اللَّقْطَةُ مِنْ مَالٍ مُعَاهَدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا، حراہلیہ کا باب آگے مستقل آ رہا ہے، معاہدے سے مراد ذمی ہے یعنی ذمی کا لفظ اٹھا کر رکھ لیتا جائز نہیں، جب ذمی کا جائز نہیں تو مسلم کا بطریق اولیٰ جائز نہ ہو گا، ہاں تعریف کے لئے اٹھانا جائز ہے اور پھر اس صورت میں کوئی اس کو طلب کرنے کے لئے نہ آئے تو امر آخر ہے، یہی مطلب ہے إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا کا۔

وَأَيْمَانُ رَجُلٍ ضَافٍ قَوْمًا إلخ: جو شخص کسی قوم کا مہمان بنے اور وہ لوگ اسکی ضیافت نہ کریں تو اس مہمان کیلئے جائز ہے کہ اپنے

حق ضیافت کے بقدر انکے مال میں سے لے لے، اس آخری جملہ کی تاویلات کتاب الاطعمة کے شروع میں باب من الضیافۃ میں گزر چکیں۔ والحدیث ذکرہ الدار قطنی مختصر او اشار الی غرابته، قالہ المنذری۔

۳۸۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَزُوبَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَعْمُورِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي خَلْقٍ مِنَ الطَّيْرِ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ روز خیبر رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے (چیر پھاڑ کرنے والے) درندے اور پتخے (سے شکار کرنے) والے پرندے کے کھانے کی ممانعت فرمائی۔

تخریج: صحیح مسلم - الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان (۱۹۳۴) سنن النسائی - الصيد والذبائح (۴۳۴۸) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۰۵) سنن ابن ماجہ - الصيد (۳۲۳۴) مسند احمد - من مسند ابی ہاشم (۲۴۴/۱) سنن الدارمی - الاضاحی (۱۹۸۲)

۳۸۰۶ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ، عَنْ جَدِّهِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ: "عَزَّوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، فَأَنْتِ الْيَهُودُ فَشَكُّوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى خَطَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهِدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ مُمْرُ الْأَهْلِيَّةِ، وَخَيْلُهَا، وَبِغَالُهَا، وَكُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ، وَكُلُّ ذِي خَلْقٍ مِنَ الطَّيْرِ».

ترجمہ: حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں کہ میں جنگ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھا کہ یہودیہ شکوہ کرتے ہوئے آئے کہ لوگوں نے ان کے بکروں، اونٹوں کے بازوؤں کو (لوٹنے میں) بہت جلدی کی تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ سن لو! ذمیوں کے اموال شرعی حق کے بغیر حلال نہیں اور تم پر بستی کے گدھے، گھوڑے اور خنجر حرام ہیں اور کلیوں والا درندہ اور پتخے والا پرندہ (حرام ہے)۔

تخریج: سنن النسائی - الصيد والذبائح (۴۳۳۱) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۰۶) سنن ابن ماجہ - الذبائح (۳۱۹۸)

شرح الحدیث: حضرت خالد بن الولیدؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں تھا پس آپ کے پاس کچھ یہودی آئے یعنی معاہدہ کے بعد اور انہوں نے آکر آپ سے یہ شکایت کی کہ بعض لوگوں نے ہمارے حظیروں پر جہاں ہمارے اونٹ اور بکریاں بندھتی ہیں آکر ان پر دست درازئی کی، تو اس پر آپ نے وعید فرمائی کہ معاہدین اور ذمیوں کے مال سے اپنے طے شدہ حق کے علاوہ لینا جائز نہیں نیز فرمایا آپ ﷺ نے کہ تم پر حرام اہلیہ اور خیل و بغال اور ہر سبع ذی ناب اور ہر طیر ذی مخلب حرام قرار دیا گیا ہے۔

مال معاہدین کے بارے میں ناحق تصرف اور اس کے بارے میں وعید کی روایات کتاب الخراج باب فی تعشیر اهل الذمة

اذا اختلفوا فی التجارة کے ذیل میں گزری ہیں، یہاں تو یہ روایت ضمناً آگئی، ہذا اس طرف رجوع کیا جائے بڑی سخت وعیدیں ہیں۔ والحديث اخرجه النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۸۰۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ زَيْدِ الصَّنَعَاتِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهَرِّ"، قَالَ: ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَكْلِ الْهَرِّ، وَأَكْلِ ثَمَرِهَا.

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ملی کے کھانے اور اس کی قیمت کے کھانے سے منع فرمایا۔
جامع الترمذی۔ البيوع (۱۲۸۰) سنن أبی داود۔ الأطعمة (۳۸۰۷) سنن ابن ماجه۔ الصيد (۳۲۵۰)

۳۴۔ بَابُ فِي أَكْلِ لَحْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

گھریلو مانوس گدھوں کے گوشت کھانے کا بیان

ہمارا اہلی جمہور علماء ومنہم الاثمة الثلاث کے نزدیک حرام ہے احادیث صحیحہ صریحہ کی وجہ سے، اس میں حضرت ابن عباس کا اختلاف مروی ہے کہ حرام نہیں، اور امام مالک سے تین روایتیں ہیں، مشہور قول انکاریہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے، دوسرا یہ کہ مباح ہے، اور تیسرا قول مثل جمہور کے کہ حرام ہے، کذا قال النووي ۱۔

یہ اختلاف حراہلیہ میں ہے، اور حرم وحشیہ یعنی گور خر وہ بالا جماع ظالم ہے اور حاشیہ بذل میں ہے: تکلم علیہ فی 'حیاء الحيوان' وفيه: قال الجمهور بالحرمه، ومالك بالاباحه، قال ابن العربي: نسخ لحم الحمر مرتين اه جن امور میں تعدد نسخ ہوا ان کا ذکر ہمارے یہاں دو جگہ گزر چکا، باب فی نکاح المتعة اور کتاب الطہارۃ میں باب الوضوء مہامست النار کے ذیل میں، اس باب میں مصنف نے دونوں طرح کی روایات ذکر کی ہیں حلت کی بھی اور حرمت کی بھی گذشتہ باب کی حدیث میں گزر چکا ہے، وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ حُمُرُ الْأَهْلِيَّةِ، وَخَيْلُهَا، وَبِقَالِهَا۔

بغال کے حکم میں اختلاف: امام مالک کا جس طرح اختلاف حراہلی میں ہے اسی طرح بغل میں بھی ہے، چنانچہ بدایۃ المجتہد میں ہے جس کی ہم یہاں پوری ہی عبارت ذکر کرتے ہیں مفید اور جامع ہونے کی وجہ سے: وَأَمَّا الْمَسْأَلَةُ الثَّانِيَّةُ وهي اختلافهم في ذوات الحافر الإنسي: أعني الخيل والبغال والحمير، فإن جمهور العلماء على تحريم لحوم الحمر الإنسية، إلا ما روى عن ابن عباس وعائشة أنهما كانا يبيحانها، وعن مالك أنه كان يكرهها، رواية ثانية مثل قول الجمهور، وكذلك الجمهور على تحريم البغال، وقوم كرهوها ولم يحرموها، وهو مروي عن مالك وأما الخيل فذهب مالك وأبو حنيفة وجماعة

إلى أنها محرمة، وذهب الشافعي وأبو يوسف ومحمد وجماعة إلى إباحتها اه^١ ابن عباس کی رائے اس بارے میں خود متن میں آ رہی ہے اسکے بعد انہوں نے دلائل پر کلام کیا ہے، وفي الهداية ولا يجوز أكل الحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَالْبِغَالِ لما روى خالد بن الوليد رضي الله عنه { أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحُمُرِ } اه وفي هامشه: أخرجه ابن ماجه^٢، بغل چونکہ خیل اور حمار دو مختلف جنسوں کے اختلاط سے پیدا ہوتا ہے اور حمار کی دو قسمیں ہیں اہلی جو کہ حرام ہے اور وحشی جو بالاتفاق حلال ہے اسی لئے بغل کی ان دونوں قسموں کے حکم میں فرق ہے پس قسم اول حرام ہے اور نوع ثانی حلال، چنانچہ حیاة الحیوان میں ہے: يحرم اكل المتولد منها بين الحمائر الاهلي والفرس، لانه متولد بين ما يخل وما يحرم فغلب جانب التحريم، فان تولد بين حمار وحشي وفرس حل اه في الدہ المختار: وَلَا يَحِلُّ دُونَ تَابٍ يَصِيدُ بِنَابِهِ أَوْ يَخْلُبُ يَصِيدُ بِمِخْلَبِهِ مِنْ سَبْعِ بَيَانٍ لَذِي أَوْ طَيْرٍ يَخْلُبُ وَلَا الْحُسْرَاتُ هِيَ صِغَارُ دَوَابِّ الْأَرْضِ وَاحِدُهَا حَشْرَةٌ وَالْحُمُرُ الْأَهْلِيَّةُ وَالْبِغَالُ الَّذِي أُمُّهُ حَمَارَةٌ، فَلَوْ أُمُّهُ بَقَرَةٌ أَكَلَ اتِّفَاقًا وَلَوْ فَرَسًا فَكَأُمُّهُ اه مختصراً^٣۔
یہ کلام ترجمہ الباب پر تھا اب احادیث الباب کو لیجئے۔

۳۸۰۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَسَنِ الْمُصْبِغِيِّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَخْبَرَنِي رَجُلٌ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «هَمَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْحُمُرِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْخَيْلِ». "قَالَ عَمْرُو: فَأَخْبَرْتُ هَذَا الْخَبَرَ أَبَا الشَّعَثَاءِ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْحَكَمُ الْغَفَارِيُّ فِينَا يَقُولُ هَذَا، وَأَبَى ذَلِكَ الْبُخْرِيُّ بْنُ عَبْدِ عَنَاسٍ".

رحمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابو اشعثاء (ابن عباسؓ کے شاگرد رشید) کو بیان کی تو آپ نے فرمایا ہم میں سے حکم الغفاری یہی کہا کرتے تھے (کہ پالتو گدھے حرام ہیں) لیکن علم کے سمندر (ابن عباسؓ) نے پالتو گدھوں کی حرمت کا انکار کیا (گویا ابن عباسؓ جمہور سے متفرد ہو کر ان پالتو گدھوں کے گوشت کو حلال فرماتے تھے۔ شاید ابن عباسؓ کو تحریم لحم حم الاہلیہ کی احادیث نہ پہنچی ہوں، بذل الجہود)۔

تحقیق صحیح البخاری - المغازی (۳۹۸۲) صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۲۰۱) صحیح مسلم - الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان (۱۹۴۱) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۷۹۳) سنن النسائي - الصيد والذبائح (۴۳۲۷) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۸۰۸) سنن ابن ماجه - الذبائح (۳۱۹۱) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۳۲۲/۳) سنن الدارمي - الاضاحي (۱۹۹۳)

۱ ہدایة المجتہد و ہمایة المقتصد لابن رشد - ج ۱ ص ۴۶۹

۲ ہدایة شرح ہدایة البتدی - ج ۷ ص ۱۳۹

۳ الدہ المختار شرح تنویر الأبصار و جامع البحار - ص ۶۴۲، رد المختار علی الدہ المختار - ج ۹ ص ۴۴۱

شرح الحدیث: اس حدیث پر کلام اگلی حدیث کی شرح میں 'حیاء الحیوان' کے حوالہ سے آرہا ہے۔

مسک ابن عباس: أَبَا الشَّعْثَاءِ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْحَكَمُ الْغَفَّارِيُّ فِينَا: آگے یہاں روایت میں یہ ہے ابو الشعثاء کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں، یعنی بصرہ میں حکم غفاری بھی اسی کے قائل ہیں، یعنی تحریم لحوم حر کے، وَأَبَى ذَلِكَ الْبَحْرِيُّ رِيْدُ ابْنِ عَبَّاسٍ لیکن یہ بحر العلم یعنی ابن عباس تحریم حر کا انکار کرتے ہیں۔ والحدیث اخرجہ البخاری من حدیث عمرو بن دینار عن ابی الشعثاء ولس فیہ "عن رجل" قالہ المنذری۔

۳۸۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مُثَوِّبٍ، عَنْ عُثَيْبِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَالِبِ بْنِ أَهْجَرٍ، قَالَ: أَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي شَيْءٌ أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا شَيْءٌ مِنْ مُحْمَرٍ، وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ لَحْمَ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَصَابَتْنَا السَّنَةُ وَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي مَا أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا سَمَانُ الْحُمْرِ، وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ لَحْمَ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَقَالَ: «أُطْعِمُ أَهْلَكَ مِنْ سَمِينِ مُحْمَرٍ، فَإِنَّهَا حَرَّمَ مِثْلَهَا مِنْ أَجْلِ جَوَالِ الْقَرْيَةِ» يَعْنِي الْجَلَالَةَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "عَبْدُ الرَّحْمَنِ: هَذَا هُوَ ابْنُ مَعْقِلٍ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَرَوِي شُعْبَةُ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُثَيْبِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ نَاسٍ مِنْ مَرْزُوقَةَ أَنَّ سَعِيدَ مَرْزُوقَةَ أَهْجَرَ أَوْ ابْنَ أَهْجَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: غالب بن ابجر فرماتے ہیں کہ ہم خشک سالی کا شکار ہوئے تو اپنے گھر والوں کو کھلانے کیلئے میرے مال میں سوائے چند گدھوں کے کچھ نہ تھا اور رسول اللہ ﷺ پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے چکے تھے تو میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم خشک سالی (قحط) کا شکار ہیں اور اپنے اہل و عیال کو کھلانے کیلئے میرے پاس سوائے چند فریبہ گدھوں کے اور کچھ نہیں اور آپ پالتو گدھوں کی حرمت کا اعلان فرما چکے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے اہل و عیال کو اپنے فریبہ گدھوں میں سے کھلاؤ کیونکہ میں نے انہیں بستی میں (گندگی پر) چرنے کی وجہ سے حرام کیا تھا۔

۳۸۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عُثَيْبٍ، عَنْ ابْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ مَرْزُوقَةَ أَحَدُهُمَا عَنْ الْأَخَرِ أَحَدُهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عُثَيْمٍ وَالْآخَرُ غَالِبُ بْنُ الْأَهْجَرِ، قَالَ مِسْعَرٌ: أَرَى غَالِيًا الَّذِي أَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِذَا الْحَدِيثِ.

ترجمہ: ابن معقل مزینہ قبیلہ کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں جن میں سے ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے۔ ایک عبد اللہ بن عمرو بن عویم ہے اور دوسرا غالب بن ابجر۔ مسعر کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ غالب ہی تھے جو رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تھے اور یہ روایت بیان کی۔

غالب بن ابیجر کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ تنگی اور فاقہ میں مبتلا ہو گئے اور میرے پاس کوئی چیز اپنے گھردالوں کو کھلانے کے لئے نہ تھی، سوائے چند حمار کے لیکن حضور ﷺ کی طرف سے لحوم حراہلیہ کی تحریم ہو چکی تھی اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے فاقہ کا حال آپ سے بیان کیا، اور یہی پوری بات جو اوپر آئی، سو آپ نے میری بات سن کر فرمایا: أَطْعِمُ أَهْلَكَ مِنْ سَمِينٍ مُحْمَرٍ، فَإِنَّمَا حَرَّمَ مُمْتَهُا مِنْ أَجْلِ جَوَالِ الْقَرْيَةِ، آپ نے فرمایا کہ اپنے گھردالوں کو اپنے فربہ حمار کھلا دے اس لئے کہ میں نے مطلق حر کی تحریم نہیں کی تھی، بلکہ بستی کے ان حر کی تحریم کی تھی جو جلالہ ہیں۔

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے، قال الحافظ: اسنادہ ضعیف والمتن شاذ مخالف للاحادیث الصحیحة فلا اعتماد علیہ^۱ الی آخر ما فی البذل من الکلام علی الحدیث^۲۔ اور حیاة الحیوان میں ہے: ولنا ما روی جابر وغیرہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم "نهی عن لحوم الحمر الأهلیة وأذن فی لحوم الخیل". متفق علیہ. و حدیث غالب مرواہ أبو داود و اتفق الحفاظ علی تضعیفہ، ولو بلغ ابن عباس أحادیث إلی الصحیحة الصریحة فی تحریمہ لم یصر إلی غیرہ اھ^۳ اس کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ اگر اس حدیث کو ثابت مان لیا جائے تو پھر اس کو حالت اضطرار پر محمول کیا جائے گا، نیز واقعة حال لا عموم لها کے قبیل سے ہے اھ۔

۳۸۱۱- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَعَنِ الْجَلَالَةِ، عَنْ كُوبِهَا وَأَكْلِ لَحْوِهَا".

ترجمہ: عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روز خیبر پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گندگی چرنے والے جانوروں کی سواری اور گوشت کھانے سے ممانعت فرمادی۔

تخریج: سنن النسائي - الضحايا (۴۴۷) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۸۱۱) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۲/۲۱۹)

شرح الحدیث: باب کی آخری حدیث عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ جس میں تحریم لحوم حمر مذکور ہے، اخرجہ النسائي قالہ المنذري۔

۳۵۔ بَابُ فِي أَكْلِ الْجَرَادِ

مذی کھانے کا بیان

۳۸۱۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي يَعْقُوبٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى، وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ:

۱ اسنادہ ضعیف والمتن شاذ مخالف للاحادیث الصحیحة فلا اعتماد علیہا (فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۹ ص ۶۵۶)

۲ بذل النجهود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۱۳۵

۳ حیاة الحیوان الکبری - ج ۱ ص ۳۵۶

«غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتًّا، أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، فَكُنَّا نَأْكُلُهُ مَعَهُ».

ترجمہ: ابو یغفور کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن ابی اوفی سے اور میں نے ان سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا تو اس کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شریک ہوا اور ہم ان کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔

تخریج: صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۱۷۶) صحیح مسلم - الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان (۱۹۵۲) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۲۱) سنن النسائی - الصيد والذبائح (۴۳۵۶) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۱۲) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (۳۵۳/۴) سنن الدارمی - الصيد (۲۰۱۰)

شرح الحدیث: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شریک ہوا ہوں تو ہم لوگ آپ کے ساتھ اس کو یعنی جراد کو کھایا کرتے تھے، حافظ فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ معیت کا تعلق صرف غزوہ سے ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ سفر کے ساتھ اکل جراد سے بھی ہو، اور احتمال ثانی کی تائید ابو نعیم^(۱) کی روایت سے ہوتی ہے جس میں یہ زیادتی ہے: «وَيَأْكُلُهُ مَعًا» (بذل^(۲)) لیکن یہاں کتاب میں اسکے بعد والی روایت میں آرہا ہے کہ آپ نے فرمایا: لَا أَكُلُهُ، وَلَا أُحَرِّمُهُ، الا یہ کہ یوں کہا جائے کہ لَا أَكُلُهُ سے مقصود رغبت کی نفی ہے نہ کہ نفس اکل کی، اور یا یہ کہا جائے کما قال القاهری کہ یہ دوسری روایت سلمان والی اس کی سند میں اختلاف ہے کہ بعض نے اس کو مرسل اذکر کیا ہے جیسا کہ مصنف فرما رہے ہیں قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا حَدِيثُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ»۔ اس حدیث سے جراد کی حلت ثابت ہو رہی ہے مطلقاً، چنانچہ جمہور کا مذہب یہی ہے کہ جراد مطلقاً حلال ہے خواہ اس کی موت ذبح کرنے سے ہوئی ہو یا شکار کرنے سے یا وہ طبعی موت مرے، اس میں امام مالک کا اختلاف ہے ان کا مشہور قول اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اگر کسی عارض اور سبب کی وجہ سے مرتی ہے تب تو حلال ہے اور طبعی موت مری ہو تو حلال نہیں۔ (بذل عن النووی^(۳))

جراد کے حلال ہونے کے علاوہ سمک کی طرح بغیر ذبح کے بھی حلال ہے، جیسا کہ مشہور حدیث ہے أَجَلْتُ لِنَاصِيَتَيْنِ السَّمَكِ وَالْجُرَادِ الْحَدِيث^(۴)، و الحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

۳۸۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَعْرِجِ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ قَان، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ التَّهْدِي، عَنْ سُلْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجُرَادِ، فَقَالَ: «أَكْثَرُ جُودِ اللَّهِ، لَا أَكُلُهُ، وَلَا أُحَرِّمُهُ» قَالَ أَبُو

(۱) تاريخ إصبيان - ج ۱ ص ۲۹۶

(۲) بذل الجهور في حل أبي داؤد - ج ۱ ص ۱۳۷

(۳) النهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج ۱ ص ۱۰۳ - ۱۰۴، بذل الجهور في حل أبي داؤد - ج ۱ ص ۱۳۸

(۴) الله العتار شرح تنوير الأبصار - ص ۶۴۲

داؤد: رَوَاهُ الْمُتَعَمِّرُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

ترجمہ: حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مڈی (کھانے) کے بارے میں استفسار کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بے شمار لشکر ہیں میں نہ تو اس کو کھاتا ہوں (بوجہ طبعی موافقت نہ ہونے کے) اور نہ اس کو حرام قرار دیتا ہوں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ معمر نے ایسے ہی عن ابیہ عن ابی عثمان نبی اکرم ﷺ سے مرسلانہ روایت کی ہے اور سلمان صحابی کا تذکرہ نہیں کیا۔

۳۸۱۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ الْجَدَّارِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فَقَالَ، مِثْلَهُ، فَقَالَ: «أَكْثَرُ جُنْدِ اللَّهِ» قَالَ عَلِيُّ: اسْمُهُ قَائِدٌ، يَعْنِي أَبَا الْعَوَّامِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

ترجمہ: سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے اس ہی طرح ارشاد فرمایا اور فرمایا اکثر جند اللہ..... علی بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ابو العوام کا نام فائدہ ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس سند میں بھی حماد بن سلمہ عن ابی العوام عن ابی عثمان نبی اکرم ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں سلمان صحابی کا تذکرہ نہیں کرتے۔

سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۱۳) سنن ابن ماجہ - الصيد (۳۲۱۹)

شرح الاحادیث: یعنی مڈی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لشکروں میں سے بہت بڑا لشکر ہے، یعنی زمین پر رہنے والے جانوروں میں سے، بظاہر مراد من اکثر جنود اللہ ہے، یہ نہیں کہ سب سے زیادہ یہی ہے، لیکن میں اس کو خود تو کھاتا نہیں اور دوسرے کیلئے حرام بھی نہیں قرار دیتا۔ ذکر انہ ہروی مرسل، و اخرجه ابن ماجه مسنداً، قاله المنذرى۔

۳۶ - بَابُ فِي أَكْلِ الطَّافِيِّ مِنَ السَّمَكِ

پانی کی سطح پر تیرتی مردہ مچھلی کھانے کا بیان

یعنی وہ مچھلی جو پانی میں طبعی موت مر کر اوپر تیرنے لگے۔

۳۸۱۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَلْقَى الْبَحْرُ، أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فُكْلُوهُ، وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا، فَلَا تَأْكُلُوهُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَبُو بَرٍّ، وَحَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَوْفَقُوهُ عَلَى جَابِرٍ وَقَدْ أُسْنِدَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِنْ وَجْهِ ضَعِيفٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس مچھلی کو سمندر خود ساحل پر پھینک دے یا اس پر سے پانی ہٹ جائے اس کو کھالو اور جو مچھلی پانی میں مر کر سطح سمندر پر تیرنے لگے اس کو نہ کھاؤ۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سفیان ثوری، ایوب اور حماد نے ابو زبیر سے حضرت جابر پر موقوف روایت کیا ہے اور اس کے برعکس یہی حدیث ایک ضعیف سند سے ابن ابی الزبیر عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی ﷺ مرفوعاً بھی مروی ہے۔

سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۱۵) سنن ابن ماجہ - الصید (۳۲۴۷)

شرح الحدیث: مَا أَلْقَى الْبَحْرُ، أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فُكِّلُوهُ، وَمَاتَ فِيهِ وَطَقًا، فَلَا تَأْكُلُوهُ: یعنی جس مچھلی کو دریا کی لہر باہر پھینک دے یا مچھلی کے دریا میں ہوتے ہوئے پانی اس سے ہٹ جائے اور پھر وہ خشکی کی وجہ سے مر جائے، اس قسم کی مچھلی کو تو کھالو، اور جو اس میں طبعی موت مر کر اوپر تیرنے لگے اس کو مت کھاؤ۔

طانی کا کھانا حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے، اور باقی ائمہ ثلاثہ اور ظاہریہ کے نزدیک حلال بلا کر اہت ہے، امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف^۱ ہے، مصنف نے بھی اسکی سند میں اختلاف بیان کیا ہے کہ ایک جماعت نے اس حدیث کو ابو الزبیر سے موقوفاً علی جابر روایت کیا ہے، یعنی اس حدیث کا موقوفاً مروی ہونا زیادہ صحیح ہے بہ نسبت مرفوعاً کے، اور مزید کلام فریقین کے دلائل پر بذل^۲ میں ہے جو دیکھنا چاہے دیکھ لے، اور حاشیہ بذل میں ہے نوہوی ذلك أبي الكراهة عن جابر وابن عباس، ولا يضر من أوقفه فإن الموقوف في مثل هذا كالمرفوع كما هو المعروف كما في المرقاة؛ وفي الهداية عن جماعة من الصحابة مثل مذهبنا وذكر الزيلعي الآثار وكذا في الدر المنثور ولخصها في التعليق الممجد، وروى عن أبي بكر رضي الله تعالى عنه الطائي حلال علقه البخاري في صحيحه اه^۳۔ والحدیث اخرجہ ابن ماجہ، قالہ المنذرى۔

① حدیث ضعیف باتفاق ائمة الحدیث لا يجوز الاحتجاج به. (النهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج ۱۳ ص ۸۷)

② بذل المجهود في حل أبي داؤد - ج ۱۶ ص ۱۴۱-۱۴۲

③ بذل المجهود في حل أبي داؤد - ج ۱۶ ص ۱۴۰

۳۷۔ باب فی المضطّرّ إلى المینة

باب اس شخص کے بیان میں جو مردار کھانے پر مجبور ہو

۳۸۱۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ سَمَاعٍ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ رَجُلًا، نَزَلَ الْحَرَّةَ وَمَعَهُ أَهْلُهُ وَوَلَدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ نَاقَةً لِي ضَلَّتْ فَإِنْ وَجَدْتَهَا فَأَمْسِكْهَا فَوَجَدَهَا، فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبَهَا فَمَرَّصَتْ فَقَالَتْ أَمْرَأَتُهُ: الْخَرْهَا فَأَبَى فَنَفَقَتْ فَقَالَتْ: اسْلُخْهَا حَتَّى تُقَدِّدَ شَحْمَهَا، وَنَاحِلَهَا، فَقَالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ «هَلْ عِنْدَكَ غَنَى يُغْنِيكَ؟»، قَالَ: لَا قَالَ: «فَكُلُّوها» قَالَ: فَجَاءَ صَاحِبُهَا فَأَخْبَرَهُ الْخَبْرَ فَقَالَ: هَلَا كُنْتُ نَحْرُهَا قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ.

ترجمہ: حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے اہل و عیال سمیت (مدینہ کے قریب) حرہ نامی جگہ پر پڑاؤ کیا تو ایک اجنبی نے اس اہل و عیال والے شخص سے کہا کہ میری ایک اونٹنی گم ہو گئی ہے اگر تم اس کو پاؤ تو اس کو پکڑ لینا، اس شخص کو وہ اونٹنی مل گئی مگر اس کا مالک نہ مل سکا یہاں تک کہ وہ اونٹنی بیمار ہو گئی اس شخص کی بیوی نے کہا کہ اس اونٹنی کو نحر کر لو تا کہ مر کر مردار نہ بن جائے مگر اس شخص نے انکار کر دیا بس وہ ہلاک ہو گئی تو اس عورت نے کہا کہ اس کی کھال اتار لو تا کہ ہم اس جانور کی چربی اور گوشت کو کھا لیں (چونکہ یہ ہماری اضطراری حالت ہے) اس کے شوہر نے کہا میں جب تک حضور ﷺ سے نہ پوچھ لوں اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا پس وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے یہ مسئلہ معلوم کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی چیز موجود ہے کہ جس کی وجہ سے تم اس مردار کے کھانے سے بچ جاؤ اس نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم (اس اضطراری حالت میں) اس جانور کو کھا سکتے ہو۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ اس اونٹنی کا مالک آگیا تو اس اہل و عیال والے شخص نے پورا قصہ سنا دیا تو اونٹنی کے مالک نے کہا جب تم نے اونٹنی کو اس حالت میں دیکھا تھا تو اس کو نحر کیوں نہیں کیا؟ تو اس اہل و عیال والے شخص نے یہ جواب دیا کہ

۱ مسئلہ مضطر میں مباح سبعہ: حاشیہ بذل میں یہاں پر سات بخش اور مسائل مذکور ہیں، جن کو بعینہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

فیہ سبعۃ أبحاث فی الأوجز: ① الأول: فی حقیقتہ وہی عند الجمهور أن یصل بہ الجوع إلى الهلاك، أو إلى مرض یفضی إلى الهلاك، وفي حکمہ الإکراه. ② الثانی: فی مقدار الأکل وهو سد الریق عندنا وهو المشهور عند الشافعی وأحمد وروایۃ مرجوحة عن مالک والراجح المعتمد عند مالک، وهو غیر المشهور عنہما يجوز له الشبع. ③ والثالث: هل یجب الأکل أو یباح الوجوب؟ أخرج روایتی أحمد وأصح وجهی الشافعی الوجوب، وبہ قال مالک والحنفیۃ، إلا أبا یوسف فقال بالإباحۃ، وهو إحدى روایتی الشافعی وأحمد، ④ والرابع: السفر والحضر سواء عند الجمهور، وروایتی أحمد تختص بالسفر. ⑤ والخامس: لا يجوز للعاصی فی السفر عند الثلاثة خلافاً للحنفیۃ، (فَعندهم الرخصة عامة). ⑥ والسادس: يجوز له النزود منه فی أصبح روایتی أحمد وبہ قال الشافعی ومالک والأخری لأحمد لا يجوز. ⑦ السابع: الحمر کالیتۃ عندنا فی هذه المسئلة ولا يجوز عند الشافعی ومالک اه. (بذل المجہود - ج ۱ ص ۱۴۲-۱۴۳)

مجھے آپ سے شرم و حیا محسوس ہوئی (کہ آپ یہ سمجھیں گے کہ میں نے اس جھوٹے حیلے بہانے سے اونٹنی ذبح کر لی)۔

سنن ابی داؤد - الاطعمه (۳۸۱۶) مسند احمد - اول مسند البصریین (۹۶/۵)

شرح الحدیث: حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک پردیسی آدمی مدینہ منورہ آکر مقام حرہ میں ٹھہرا، اسکے ساتھ اسکے اہل و عیال بھی تھے تو کسی مقامی شخص نے اس سے یہ کہا کہ میری ایک اونٹنی گم ہو گئی ہے اگر وہ تجھ کو ملے تو اسکو پکڑ لینا، چنانچہ اسکو ایک اونٹنی ملی اس نے اس کو پکڑ لیا مگر وہ کہنے والا شخص یعنی مالک کہیں نظر نہیں آیا، اتفاق سے وہ اونٹنی بیمار ہو گئی تو اس پردیسی کی بیوی نے کہا کہ اس کو ذبح کر لو، اس نے نہ مانا یہاں تک کہ وہ اونٹنی مر گئی، پھر اس کی بیوی نے کہا کہ اچھا اب اس کی کھال اتار لو تاکہ ہم اس کا گوشت اور چربی کاٹ لیں اور اس کو کھالیں (کہ ان کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہ تھا) اس شخص نے کہا کہ جب تک میں حضور ﷺ سے معلوم نہ کر لوں ایسا نہیں کر سکتا، چنانچہ اس نے آپ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے پوچھا کہ تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چیز کھانے کی ہے جو تجھ کو اس میت سے مستغنی کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا کہ ایسی کوئی چیز نہیں، اس پر آپ نے اس کو کھانے کی اجازت دیدی، اس کے بعد جب اس اونٹنی کا مالک پہنچا اور اس شخص نے اس سے اونٹنی کا حال بیان کیا، اس پر اس کے مالک نے کہا کہ تو نے مرنے سے پہلے ذبح کیوں نہ کر لیا؟ اس نے کہا کہ مجھے تجھ سے شرم آئی۔

۳۸۱۷ - حَدَّثَنَا هَامِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْقُضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ وَهَبٍ بْنُ عُقْبَةَ الْغَامِرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنِ الْقَجَّاجِ الْغَامِرِيِّ، أَنَّهُ أَمَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا يَحِلُّ لثَامِنِ الْمَيْتَةِ؟ قَالَ «مَا طَعَامُكُمْ» قُلْنَا: نَعْتَبُقُ وَنَصْطَبِخُ. - قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: فَسَرَّكَ لِي عُقْبَةُ، قَدْ حُذِّثَ، وَقَدْ حُذِّثَ - قَالَ: «ذَلِكَ وَأَبَى الْجُوعُ» فَأَحَلَّ لَهُمُ الْمَيْتَةَ عَلَى هَذِهِ الْحَالِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "الْعَبْقِيُّ: مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، وَالصَّبِيُّ: مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ".

ترجمہ: عقبہ بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد وہب بن عقبہ عامری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فحیح عامری صحابی سے یہ حدیث نقل کر رہے تھے کہ فحیح عامری صحابی کہتے ہیں کہ میں حضور پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا میں نے آپ ﷺ سے یہ مسئلہ معلوم کیا کہ کیا ہمارے لئے مردار جانور حلال نہیں ہیں (یہاں استفہام انکاری محذوف ہے) تو آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا (کہ تمہارے کیا حالات ہیں) تمہاری غذا کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم شام کے وقت دودھ کا ایک پیالہ اور صبح کے وقت دودھ کا ایک پیالہ نوش کرتے ہیں۔ ابو داؤد کے استاد ابو نعیم فضل بن دکین فرماتے ہیں کہ میرے شیخ عقبہ نے عقبی کی تفسیر شام کے وقت ایک دودھ کا پیالہ اور نصطیح کی تفسیر صبح کے وقت ایک دودھ کے پیالے سے کی ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری یہ حالت ہے میرے والد کی قسم یہ تو اضطرابی کیفیت والی بھوک ہے اس اضطرابی کیفیت کی وجہ سے حضور ﷺ نے ان لوگوں کے لئے مردار کو حلال فرمایا۔ (بذل المجہود میں اس کے برعکس لکھا ہے لیکن الدر المنصور میں مولانا عاقل صاحب نے ایسا ہی ترجمہ کیا ہے)۔

شرح الحدیث

تخل مجرد اور مزید دونوں سے ہو سکتا ہے، یہ استفہام ہے یعنی اما تخل لنا المیتة؟ اور مزید کی صورت میں یہ مطلب ہو گا کہ کیا آپ میتہ کو ہمارے لئے جائز قرار نہیں دیتے، آپ نے فرمایا کہ تمہاری خوراک کیا ہے، اور تم کو کیا کھانے کو ملتا ہے، قُلْنَا: نَعْتَبُّ وَنَصْطَبُّ، اس نے کہا کہ ہماری خوراک صبح شام کا ایک ایک پیالہ ہے، صَبُوح کہتے ہیں صبح کے کھانے کو اور غُبُوق شام کے کھانے کو، قَالَ: ذَلِكَ وَأَيُّ الْجُوعِ آپ نے فرمایا کہ میرے باپ کی قسم، یہ تو سراسر بھوک ہے، اور پھر آپ نے ان کیلئے اکل میتہ کو حلال قرار دیا۔

اضطراب کے وقت مضطر کیلئے اکل میتہ کی اجازت حنفیہ کے نزدیک (اور یہی قول رائج شافعیہ و حنابلہ کا ہے) بقدر سدر متق ہے، اس میں امام مالک کا اختلاف ہے فانہ اجاز للمضطر الشعب، وهو رواية عن الشافعي واحمد۔

اس حدیث سے بظاہر مالکیہ کی تائید معلوم ہوتی ہے، ہذل^۱ میں حضرت گنگوہی کی تقریر سے نقل کیا ہے کہ شاید مصنف ان دو حدیثوں کو اپنا مذہب ثابت کرنے کیلئے لائے ہیں کہ اضطراب خوف ہلاکت پر موقوف نہیں ہے کیونکہ پہلی روایت سے مطلق اکل کی اجازت ثابت ہو رہی ہے اور ایسے ہی دوسری روایت سے ثابت ہو رہا ہے کہ حل میتہ کا مدار خوف ہلاکت پر نہیں ہے اس لئے کہ ایک پیالہ صبح کو اور ایک پیالہ شام اگر آدمی کو کھانے کے لئے ملتا ہے تو اس صورت میں خوف ہلاکت کہاں؟

لیکن پہلی روایت کا جواب یہ ہے جس میں مطلق اکل مذکور ہے، کہ یہ مطلق آیت کے ذریعہ سے مقید کیا جائے گا جس میں مضطر کے لئے اباحت میتہ مذکور ہے اس لئے کہ آدمی بقدر سدر متق کھانے کے بعد مضطر کہاں رہتا ہے کہ اس کے لئے اکل میتہ حلال ہو، اور روایت ثانیہ کا جواب یہ ہے کہ قدح غدوة و قدح عشیة کا مطلب یہ لیا جائے کہ ایک ایک پیالہ ہر شخص کے لئے مراد نہیں ہے بلکہ پورے گھر والوں کے لئے، اس لئے کہ اگر ایک ایک پیالہ صبح و شام ہر شخص کو ملے تو اس صورت میں حاجت الی الطعام ہی باقی نہیں رہتی، چہ جائیکہ حالت اضطراب۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ذَلِكَ وَأَيُّ الْجُوعِ، یعنی آپ نے باپ کی قسم کھائی، اسی طرح آپ کی قسم کتاب الصلوٰۃ کے شروع میں گزری ہے أَفْلَحَ وَأَيُّهِ إِنْ صَدَقَ، اس کا جواب وہیں گزر چکا، اور وہ جو کتاب الایمان والندوة کی ایک حدیث میں آپ کی یہ قسم گزری ہے لَعَنُوا إِلَهَكَ اس میں تو کوئی اشکال ہی نہیں، اسلئے کہ عمر کی اضافت اس میں الہ کی طرف ہو رہی ہے۔

۳۸۔ باب فی الجمع بین لونین من الطعام

۵۵ ایک وقت کئی اقسام کے کھانے کھانے کے بیان میں ۵۵

یعنی ایک وقت دو قسم کا کھانا کھانا، یعنی اس کا جواز، جیسا کہ حدیث الباب سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۳۸۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَزْمَةَ، أَخْبَرَنَا الْقُضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَدِدْتُ أَنْ عِنْدِي خُبْزَةٌ بَيْضَاءُ مِنْ بُرَّةٍ سَمَرَاءُ مُلَبَّقَةٌ بِسَمْنٍ وَلَكِنْ» فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَأَتَاهُ، فَجَاءَ بِهِ، فَقَالَ: «فِي أَبِي شَيْءٌ كَانَ هَذَا؟» قَالَ: فِي عُنْكَةٍ ضَبْتُ، قَالَ: «ارْفَعَهُ» قَالَ أَيُّوبُ دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ مُتَكَرِّرٌ، قَالَ أَيُّوبُ دَاوُدَ: «وَأَيُّوبُ لَيْسَ هُوَ الشَّخْصُ بَنَانِي».

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ خواہش ہو رہی ہے کہ میرے پاس گندم کے آٹے کی گھی اور دودھ سے تیار کردہ روٹی ہوتی، پس لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور روٹی تیار کر کے (خدمت اقدس میں) اس کو لیکر حاضر ہوا نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا یہ گھی کس برتن میں تھا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ گوہ کے (چمڑے کے) مشینزے میں تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو اٹھا لینے کا حکم فرمایا۔

سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۱۸) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۳۴۱)

شرح الحدیث وَدِدْتُ أَنْ عِنْدِي خُبْزَةٌ بَيْضَاءُ مِنْ بُرَّةٍ سَمَرَاءُ مُلَبَّقَةٌ بِسَمْنٍ وَلَكِنْ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک روز یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ اگر میرے پاس سفید گہوں کی روٹی ہوتی، گھی اور دودھ میں ملی ہوئی (تو کیا اچھا ہوتا) اس پر ایک صحابی کھڑے ہوئے اور اسی قسم کی ایک روٹی لیکر آئے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ جو گھی اس پر لگا ہے کس چیز میں تھا؟ قَالَ: فِي عُنْكَةٍ ضَبْتُ، اس نے جواب دیا کہ گوہ کے چمڑے کے کپے میں، آپ نے یہ سن کر فرمایا: اس روٹی کو میرے سامنے سے اٹھالے، اور اس کو نوش نہیں فرمایا۔

بذل^۱ میں حضرت گنگوہی کی تقریر سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث سے صنب کا عدم جواز سمجھ میں آتا ہے اس لئے کہ اگر وہ حلال ہوتی تو حضور ﷺ اس طعام کے نوش فرمانے سے انکار نہ فرماتے، اور اگر کوئی یہ کہے، شافعیہ کی طرف سے، کہ آپ نے

① حاشیہ بذل (ج ۱ ص ۱۴۶) میں ہے: اسی طرح کا ترجمہ امام بخاری نے بھی قائم کیا ہے، اس پر حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ شاید مصنف نے اشارہ کیا ہے اس حدیث انسؓ کی تضعیف کی طرف جس میں یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک پلٹ لائی گئی جس کے اندر دودھ اور شہد تھا تو اس پر آپ نے فرمایا: أَمْتَانِ فِي إِثْنَاءِ لَا أَكَلَهُ، وَلَا أُخْرِمَهُ، کہ ایک ہی برتن میں دو قسم کے سالن میں اس کو نہیں کھاتا ہوں، اور دوسرے کے لئے حرام نہیں قرار دیتا۔

اخرجه الطبرانی فی المعجم الأوسط (رقم الحدیث ۷۴۰۴) ولیہ ما و الجھول۔

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱ ص ۱۴۶ - ۱۴۷

ایسا شفر طبع کی وجہ سے کیا نہ کہ عدم حل صنب کی وجہ سے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ توجیہ درست نہیں اس لئے کہ جلد صنب کا کوئی اثر بھی میں نہ تھا۔ والحدیث اخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۹۔ بَابُ فِي أَكْلِ الْجُبْنِ

پنیر کھانے کا بیان

اس میں دو لغت ہیں بضم الجیم و سکون الباء، اور دوسرا بضم الجیم والباء و تشدید النون، بروزن غٹل کھانے کی معروف چیز ہے جس کو پنیر کہتے ہیں۔

۳۸۱۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبُلْخِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَتْنُونٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «أَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِي تَبُوكَ، فَدَعَا بِسَكِينٍ، فَسَمَّى وَقَطَعَ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں (خشک) پنیر (کی ٹکیہ) پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے چھری منگوائی اور بسم اللہ پڑھ کر اس کو کاٹا (اور نوش فرمانے لگے)۔

شرح الحدیث: حدیث الباب میں ہے کہ آپ کے پاس جب کہ آپ تبوک میں تھے پنیر کا ٹکڑا لایا گیا، آپ نے چھری منگائی اور اس کو بسم اللہ پڑھ کر قطع کیا۔

۴۰۔ بَابُ فِي الْحُلِّ

باب سر کے بیان میں

۳۸۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُجَابِرِ بْنِ دَعْبَانَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْحُلُّ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا عمدہ سالن ہے سر کہ!

۳۸۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ، وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْحُلُّ».

ترجمہ: اسی طرح طلحہ بن نافعؓ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سر کہ عمدہ ترین سالن ہے۔

الاطعمه (۳۸۲۱) سنن ابن ماجہ - الاطعمه (۳۳۱۷) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۰۱/۳) سنن الدارمی - الاطعمه (۲۰۴۸)

شرح الأحادیث نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ: آپ ﷺ نے سرکہ کی تعریف فرمائی کہ وہ کیسا اچھا سالن ہے اس اعتبار سے کہ اس کے بنانے میں اور حاصل کرنے میں نہ زیادہ مشقت ہے اور نہ زیادہ خرچ ہے لہذا اقرب الی القناعة ہے۔ (بذل ۱)

شرح حدیث میں شراح کا اختلاف: امام خطابی ۲ فرماتے ہیں اس میں مدح ہے کھانے پینے میں اقتصاد اختیار کرنے کی اور نفس کو لذیذ کھانوں سے روکنے کی اس پر امام نووی ۳ نے فرمایا کہ اقتصاد فی المآکل والمشارب کی ترغیب تو دوسری روایات اور قواعد سے ثابت ہے، یہاں پر تو مقصود آپ کافی حد ذاتہ سرکہ کی تعریف ہی کرنا ہے، اور حضرت نے بذل میں یہ فرمایا کہ خطابی کی غرض مدح خل کی نفی نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ اقتصاد کی مدح کے ضمن میں سرکہ کی بھی مدح ہو رہی ہے اھ لیکن ظاہر کلام خطابی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث سے مقصود مدح خل ہے ہی نہیں بلکہ اقتصاد کی ترغیب ہے اسی لئے امام نووی نے اسکا شدت سے انکار کیا۔

بندہ کے نزدیک اس میں امام نووی کی رائے زیادہ بہتر ہے خطابی کی رائے سے، اس لئے کہ یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث اس طرح ہے جو مسلم شریف میں ہے: أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِدْيِ ذَاتِ يَوْمٍ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ فَلَقَا مِنْ حُبْزٍ، فَقَالَ: «مَا مِنْ أَدْمٍ؟» فَقَالُوا: لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍ، قَالَ: «فَإِنَّ الْخَلَّ نِعْمَ الْأَدْمُ»، قَالَ جَابِرٌ: «فَمَا زِلْتُ أَحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». وَقَالَ طَلْحَةُ: مَا زِلْتُ أَحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ جَابِرٍ ۴، اس حدیث سے یہی سمجھ میں آرہا ہے کہ آپ ﷺ کا اصل مقصود مدح خل ہے گو اس کے ضمن میں اقتصاد بھی پایا جا رہا ہے۔ والحدیث أخرجه مسلم والنسائي، قاله المنذرى۔

۴۱ - بَابُ فِي أَكْلِ الثُّومِ

لہسن کھانے کا بیان

۳۸۲۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا، وَلِيَعْتَزِلْ فِي بَيْتِهِ» وَإِنَّهُ أَتَى بَيْدَرَ فِيهِ خَضِرَاتٌ، مِنَ الْبُقُولِ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا، فَسَأَلَ، فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ، فَقَالَ: «قَرِّبُوهَا» إِلَى

۱ بذل المجہد فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۱۴۸

۲ معالم السنن - ج ۴ ص ۲۵۴

۳ النہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج - ج ۱ ص ۷

۴ صحیح مسلم - کتاب الأشربة - باب فضيلة الخل والتأدبه ۲۰۵۲

بَعْضُ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا أَكَلَهَا قَالَ: «كُلْ فَإِيَّيْ أَنَا جِي، مَنْ لَا تَنَا جِي» قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: «يَبْدُو فَسْرَهُ أَنْ يَرْوِي عَنْ أَبِي طَلْحَةَ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے تو اس کو چاہئے کہ ہم (مسلمانوں) کی مجالس سے کنارہ کش رہے یا ارشاد فرمایا کہ ہماری مسجدوں سے علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اور راوی دوسرے واقعہ کو بیان کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت عالی میں ایک طباق پیش کیا گیا جس میں سبزیاں ترکاریاں تھیں تو آپ ﷺ نے اس میں (کچے پن کی) بو محسوس کی پوچھنے پر اس میں جو سبزیاں تھیں عرض کر دی گئیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو ہمارے ساتھی (ابو ایوب انصاری) کو بھیج دو جو ان کے ساتھ گھر میں تھے، جب انہوں نے یہ ماجرا دیکھا تو کھانے سے احتراز کیا تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کھا لو کیونکہ میں تو ان (یعنی فرشتوں) سے سرگوشی کرتا ہوں جن سے تم نہیں کرتے۔ احمد بن صالح بیان فرماتے ہیں کہ ابن وہب نے بدر کی تفسیر طباق (تھال) سے کی ہے۔ (حدیث کا پہلا ٹکڑا غزوہ خیبر کے موقع پر ارشاد فرمایا اور حدیث کا آخری ٹکڑا ابو ایوب انصاری کا واقعہ ابتداء ہجرت مدینہ کا ہے دونوں واقعات میں چھ سال کا وقفہ ہے۔ حاشیہ البذل عن اللامع عن الحافظ)۔

صحیح: صحیح البخاری - الأذان (۸۱۶) صحیح البخاری - الأطعمة (۵۱۳۷) صحیح البخاری - الاعتصام بالكتاب والسنة (۶۹۲۶) صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (۵۶۴) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۰۶) سنن النسائی - المساجد (۷۰۷) سنن ابی داود - الأطعمة (۳۸۲۲) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۳۶۵) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۷۴/۳)

شرح الحدیث: مَنْ أَكَلَ لَوْ مَاءً أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے لہسن یا پیاز کھایا ہو، یعنی کچا، غیر مطبوخ۔ تو وہ ہماری مجلس میں نہ آئے یعنی یہ دو چیزیں کھا کر، اور یا یہ فرمایا کہ ہماری مسجد میں نہ آئے اور اس کو چاہئے کہ اپنے گھر بیٹھے، یعنی جب تک اس کی بو دور نہ ہو جائے جیسا کہ دوسری حدیث میں آ رہا ہے: حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهُ مِنْهُ۔

آگے اس روایت میں یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک طبق لایا گیا جس میں مختلف قسم کی سبزیاں تھیں، آپ کو جب ان کی بو محسوس ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جب آپ کو بتایا گیا کہ اس میں مختلف سبزیاں ہیں تو آپ نے بعض حاضرین سے فرمایا کہ اس کو فلاں صحابی کے پاس بھیج دو جو آپ کے ساتھ تھے (لیکن ان صحابی کو اسکے کھانے میں تامل ہوا آپ کے نہ کھانے کی وجہ سے) پس جب دیکھا آپ نے کہ وہ صحابی اسکے کھانے کو پسند نہیں کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم تو کھا لو اور آپ نے خود نہ کھانے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ، فَإِيَّيْ أَنَا جِي، مَنْ لَا تَنَا جِي، یعنی میرے نہ کھانے کی وجہ تو یہ ہے کہ مجھ سے فرشتے ہم کلام ہوتے رہتے ہیں اور ان کو بوجہ غایت لطافت کے ادنیٰ بو بھی برداشت نہیں۔

اس حدیث میں بعض اصحاب سے مراد حضرت ابویوب انصاریؓ ہیں جیسا کہ صحیح مسلم اور ترمذی کی روایات مفصلہ سے معلوم ہوتا ہے ابتداء ہجرت میں جن کی منزل میں آپ نے قیام فرمایا تھا کذا قال الحافظ فی الفتح، وھکذا فی البذل ①۔

صحابی کا حدیث کو روایۃ بالمعنی کرنا: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ بعض مرتبہ صحابہ آپ کے کلام کی روایت بالمعنی بھی کرتے تھے اس لئے کہ آپ کے الفاظ تو یہ نہیں ہو سکتے قَرَّبُوہَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِہِ ظاہر ہے کہ آپ نے تو فرمایا ہو گا: قَرَّبُوہَا إِلَى فُلَانٍ، ان صحابی کا نام لے کر لیکن یہاں راوی نے روایت میں اس طرح نقل کر دیا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِہِ یہ تعبیر راوی کی اپنی ہے، افادہ الکرمانی ونقلہ عنہ فی العون ②۔

آگے روایت میں ہے کہ راوی نے ”بدر“ کی تفسیر ”طبق“ سے کی بظاہر طبق کو بدر کے ساتھ استدارة میں تشبیہ دیتے ہوئے بدر کہا جاتا ہے حاشیہ بذل (ج ۱۶ ص ۱۵۰) میں حضرت شیخ نے ایک اور بات تحریر فرمائی ہے وہ یہ کہ، فلیعتزل مسجدنا۔ یہ مستقل حدیث ہے یہ غزوہ خیبر میں پیش آئی اور حدیث کا جزء ثانی یعنی وَإِنَّہٗ لَآتِی بِبَدْرٍ فِیہِ خُصْرَاتٌ إِلَى آخِرَہِ یہ ابتدائے ہجرت کا واقعہ ہے جب آپ بیت ابویوب انصاریؓ میں فروکش تھے والحدیث اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی، قالہ المنذری۔

۳۸۲۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو، أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا التَّجِيبِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ، ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الثُّومُ وَالْبَصَلُ، وَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَشَدُّ ذَلِكَ كُلُّهُ الثُّومُ، أَفْتَحَرَّمَهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُوهُ وَمَنْ أَكَلَهُ مِنْكُمْ فَلَا يَقْرَبْ هَذَا الْمَسْجِدَ حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهُ مِنْهُ».

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لہسن و پیاز کا ذکر کیا گیا اور دریافت کیا گیا کہ ان میں سے لہسن زیادہ بدبودار ہے کیا آپ اس کو حرام فرماتے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کھاؤ اور تم میں سے جو شخص یہ کھائے (اور بو محسوس کرے) تو وہ اس کی بو کے ختم ہونے تک مسجد کے قریب نہ آئے۔

صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (۵۶۵) سنن ابی داؤد - الاطعمة (۳۸۲۳) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۱۲/۳)

شرح الحدیث: وَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَشَدُّ ذَلِكَ كُلُّهُ الثُّومُ، أَفْتَحَرَّمَهُ؟ اس پر حاشیہ بذل (ج ۱۶ ص ۱۵۱) میں ہے قال النووی: اختلف اصحابنا هل كانت هذه الاشياء محرمة عليه صلى الله تعالى عليه وآله وسلم؟ الاصح انه مكروه تنزيهاً اهـ اور علامہ عینی فرماتے ہیں کہ ابن حزم کے علاوہ بعض اہل ظاہر کے نزدیک یہ اشیاء حرام ہیں لافضاءها الى ترك الجماعة وهي عندهم فرض الخ۔

① بذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۱۵۰

② عون المعبود شرح سنن ابی داؤد - ج ۱۰ ص ۳۰۲

جماعت کی نماز کے فرض نہ ہونے پر استدلال: اور فتح الباری^۱ میں یہاں لکھا ہے کہ احادیث الباب سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ جماعت کی نماز فرض عین نہیں اس لئے کہ ان اشیاء کا کھانا جائز ہے اور اس کے لوازم میں سے ترک جماعت ہے اور جائز کا لازم جائز ہوتا ہے۔

۳۸۲۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَكْلَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ تَقَلَّ لِحْجَاءَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَقْلَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَمَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبَقْلَةِ الْحَبِيشَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» ثَلَاثًا.

ترجمہ: زید بن حبیش کہتے ہیں غالباً حضرت حدیفہؓ نبی ﷺ سے روایت مرفوعاً ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو شخص قبلہ کی سمت میں تھوکے روز قیامت وہ اس حال میں حاضر ہو گا کہ اس کا تھوک اسکی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ہو گا اور یہ تین بار ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس بدبودار سبزی (لہسن) میں سے کھائے تو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

شرح الحدیث: وَمَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبَقْلَةِ الْحَبِيشَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا ثَلَاثًا: جو شخص قبلہ کی طرف تھوکے تو آئے گا وہ شخص قیامت کے روز اس حال میں کہ اس کا وہ تھوک اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان یعنی پیشانی پر ہو گا اور فرمایا آپ ﷺ نے کہ جو شخص یہ خبیث سبزی کھائے تو ہماری مسجد کے قریب نہ آئے مراد مساجد المسلمین ہے جس میں تمام مسجدیں آگئیں جیسا کہ دوسری روایت میں ہے: فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسَاجِدَ، اور ثَلَاثًا کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی اور فتح الباری (ج ۲ ص ۳۴۴) میں نقل کیا ہے کہ محدث ابن خزیمہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: تَوَقَّيْتُ النَّهْيَ عَنْ إِثْنَانِ الْجَمَاعَةِ لِأَجْلِ الثُّومِ، جس کا تقاضا یہ ہے کہ انہوں نے ثَلَاثًا کے معنی ”ثلاث لیل“ لیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ثَلَاثًا کا تعلق قول سے ہے اِیْ قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثًا، اس لئے کہ علت منع وجود رائجہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان سبزیوں کی بوتلیں دن تک باقی نہیں رہتی، اور بذل (ج ۱ ص ۱۵۲) میں حضرت گنگوہی کی تقریر سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خبیث کا اطلاق ہمیشہ حرام اور نجس پر ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کا اطلاق کبھی غیر نظیف اور مکروہ طبعی پر بھی ہوتا ہے، وبذلك ينحل كثير من الإشكالات، كقوله: ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وكسب الحمام خبيث، وحدث حذيفة أخرجه ابن حزمه كما تقدم عن الفتح قريبا.

۳۸۲۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

① واستدل بأحاديث الباب على أن صلاة الجماعة أن يقال أكل هذه الأمور جائز ومن لوازمه ترك صلاة الجماعة وترك الجماعة في حق أكلها جائز ولازم إلخ. (فتح الباري شرح صحيح البخاري - ج ۲ ص ۳۴۳)

«مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسَاجِدَ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اس درخت (یعنی لہسن) سے کھائے تو وہ ہرگز مساجد کے قریب نہ آئے۔

تخریج: صحیح البخاری - الأذان (۸۱۵) صحیح البخاری - المغازی (۳۹۷۸) صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (۵۶۱) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۲۵) سنن ابن ماجہ - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۰۱۶) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۵۳)

۳۸۲۶- حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ قَرُوخٍ، حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: أَكَلْتُ لُؤْمًا فَأَتَيْتُ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَقِطَتْ بِرُكْعَتِهِ، فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِيحُ الْلُؤْمَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا» أَوْ «رِيحُهَا» فَلَمَّا قُضِيََتِ الصَّلَاةُ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ لَتُعْطِيَنِي بِذَلِكَ، قَالَ: نَأَذُخْكَ بِذَلِكَ فِي كَوْمٍ قَمِيصِي إِلَى صَدْرِي فَإِذَا أَنَا مَعْصُوبٌ الصَّدْرَ، قَالَ: «إِنَّ لَكَ عُذْرًا».

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ میں لہسن کھا کر مسجد نبویؐ میں حاضر ہوا اور میرے پیچھے سے قبل ہی ایک رکعت ہو چکی تھی جب میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے لہسن کی بو محسوس کر لی پس جب حضور ﷺ نے نماز پوری فرمائی تو ارشاد فرمایا جو اس (بدبودار) درخت سے کچھ کھائے تو ہماری مسجد میں نہ آئے جب تک اس لہسن کی بو دور نہ ہو جائے۔ پس جب میں (بقیہ) نماز پوری کر چکا (کیونکہ میری ایک رکعت نکل چکی تھی) تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا عذر بیان کرنے کیلئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنا ہاتھ عطا فرمائیے پس میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ اپنی قمیض کی آستین سے داخل کر کے اپنے سینے پر رکھ دیا تو میرا سینہ کپڑے سے بندھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے میری حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ واقعی تمہارا یہ عذر قابل قبول ہے۔

سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۲۶) مسند احمد - أول مسند الکوفیین (۲۴۹/۴)

شرح الحدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں لہسن کھا کر مسجد میں آیا اس وقت نماز ہو رہی تھی، میں ایک رکعت سے مسبوق ہو گیا تھا، حضور ﷺ کو لہسن کی بو محسوس ہوئی آپ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ جو شخص اس سبزی کو کھائے تو ہمارے قریب نہ آئے جب تک کہ بوندہ زائل ہو جائے میں اپنی نماز پوری کر کے آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! واللہ آپ اپنا ہاتھ مجھ کو دیجئے، پس میں آپ کا ہاتھ اپنی آستین میں سے سینہ پر لے گیا، فَإِذَا أَنَا مَعْصُوبٌ الصَّدْرَ، قَالَ: «إِنَّ لَكَ عُذْرًا»، یعنی آپ نے دیکھا کہ میرا سینہ بندھا ہوا ہے کسی پٹی وغیرہ سے۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک تیرے لئے عذر ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کی تقریر میں ہے کہ انہوں نے سینہ پر کوئی پٹی اور کپڑا باندھ رکھا تھا سینہ کی کسی تکلیف کی وجہ سے جس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ہاں واقعی تمہارے لئے عذر ہے یعنی لہسن کھانے کی وجہ معقول ہے تم نے علاج کھایا ہے، بس آپ نے اتنا ہی فرمایا، اور آپ کا مقصد یہ نہ سمجھا جائے کہ اگر کوئی عذر کی وجہ سے لہسن کھائے تو اس کے لئے مسجد میں آنا جائز ہے، وہ نہیں اپنی جگہ پر قائم ہے^۱، نیز حضرت کی تقریر میں یہ بھی ہے کہ وہ جو بعض شراح نے کہا ہے یہ سینہ کا باندھنا غلبہ جوع کی وجہ سے تھا یہ سمجھ میں نہیں آتا، اس لئے کہ اس صورت میں تو مناسب یہ تھا کہ بطن کو باندھا جائے نہ کہ صدر کو۔

۳۸۲۷- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَيْسَرَةَ يُعْنِي الْعَطَّارُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ، وَقَالَ: «مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» وَقَالَ: «إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ أَكَلِهِمَا فَأَمِئْتُوهُمَا طَبِخًا» قَالَ: يُعْنِي الْبَصْلُ وَالثُّومُ.

ترجمہ: معاویہ بن قرہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان دونوں درختوں کے کھانے سے منع فرمایا نیز ارشاد فرمایا: جو ان کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور ارشاد فرمایا: اگر تم کو کھانا ہی ضروری ہو تو پکا کر اس کی بو ختم کر دو۔ راوی کہتا ہے: ان دو درختوں سے مراد پیاز اور لہسن ہے۔

سنن ابی داود - الاطعمه (۳۸۲۷) مسند احمد - اول مسند الدینین رضی اللہ عنہم اجمعین (۱۹/۴)

شرح الحدیث: اس کے بعد حدیث مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ میں ہے فَأَمِئْتُوهُمَا طَبِخًا، کہ اگر کسی شخص کو ثوم اور بصل کھانا ہی ہو تو اس کو چاہئے کہ اسکی بو کو مار کر کھائے، یعنی تیل وغیرہ میں بھون کر، چنانچہ باب کی آخری حدیث میں آ رہا ہے۔

۳۸۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ أَبُو دَكِيحٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شَرِيكَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَامِ، قَالَ: «هُمَّى عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوعًا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «شَرِيكَ بْنُ حَنْبَلٍ».

ترجمہ: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ کچا لہسن کھانا منع ہے مگر یہ کہ اس کو پکا لیا جائے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور شریک راوی شریک بن حنبل ہیں۔

جامع الترمذی - الاطعمه (۱۸۰۸) سنن ابی داود - الاطعمه (۳۸۲۸)

۳۸۲۹- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَيْمٍ، عَنْ مُوسَى، أَخْبَرَنَا ح وَحَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي زِيَادٍ خِثَابٍ، بَنِي سَلَمَةَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، عَنِ الْبَصْلِ، فَقَالَتْ: «إِنْ أَخَذَ طَعَامَ أَكَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ فِيهِ بَصْلٌ».

ترجمہ: ابو زیاد خیار بن سلمہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پیاز کھانے کے متعلق مسئلہ معلوم کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: حضور ﷺ نے جو آخری کھانا تناول فرمایا اس میں (پکی ہوئی) پیاز ڈالی گئی تھی۔

سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۲۹) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۸۹/۶)

شرح الحدیث: حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیاز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آخری طعام جو حضور ﷺ نے نوش فرمایا اس میں پیاز پڑا ہوا تھا، یعنی مطبوخ۔ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخرجہ النسائی، قالہ المنذری۔

۴۲۔ بَابُ فِي التَّمْرِ

حضور ﷺ کے کجور تناول فرمانے کا بیان

۳۸۳۰۔ حَدَّثَنَا هَامِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ زَيْدِ الْأَعْوَرِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً»، وَقَالَ: «هَذِهِ إِذَا مَ هَذِهِ».

ترجمہ: یوسف بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا پھر اس پر کجور رکھی اور ارشاد فرمایا: یہ کجور اس روٹی کے ٹکڑے کے لئے بطور سالن کے ہے۔

۳۸۳۱۔ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُثْبَةَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ، جِنَاعٌ أَهْلُهُ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں کجور موجود نہ ہو حقیقتاً وہ گھر والے بھوکے (مفلس اور غریب) ہیں۔

ترجمہ: صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۴۶) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۱۵) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۳۱) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۲۷) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۶۰)

شرح الأحادیث: أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً، وَقَالَ: هَذِهِ إِذَا مَ هَذِهِ: یہ حدیث کتاب الایمان والندو، باب الرِّجْلِ يَخْلِفُ أَنْ لَا يَتَأَذَّرَ فِيهِ، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ یوسف بن عبد اللہ بن سلام کیلئے صحبت ثابت ہے، امام بخاری کی رائے تو یہی ہے، لیکن ابو حاتم رازی یہ فرماتے ہیں کہ ان کے لئے صحبت نہیں صرف رویت ہے۔ والحدیث اخرجہ الترمذی، قالہ المنذری۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ، جِنَاعٌ أَهْلُهُ»: جس گھر میں تمر نہ ہو تو وہ گھر والے بھوکے ہیں بذل الجہود^۱ میں ہے کہ آپ کا یہ فرمان مدینہ جیسے شہروں کے اعتبار سے ہے جہاں کجوریں بکثرت ہوتی

ہیں اور ان کو بالاستقلال بھی کھایا جاتا ہے، ہر شہر کے اعتبار سے نہیں، اور کوکب درمی^۱ میں یہ ہے کہ مقصد یہ ہے جس گھر میں تمر ہو اور کوئی چیز کھانے کی غلہ وغیرہ اس میں نہ ہو تو یہ گھر والے بھوکے نہیں ہیں، یعنی حدیث کے لازمی معنی مراد ہیں اور یہ مطلب نہیں کہ جس گھر میں سب طرح کے کھانے کی چیزیں ہوں اور اس میں صرف کھجور نہ ہو تو وہ گھر والے بھوکے کہلائیں گے۔

یہ دونوں افادے الگ الگ ہیں ان میں آپس میں کوئی تداخل نہیں کوکب والی بات بھی مدینہ ہی جیسے شہروں کے اعتبار سے ہے کہ اگر ان کے گھر میں صرف کھجور ہو تو ان کو اپنے آپ کو نادار اور بھوکا نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے، جب گھر میں کھجور ہے تو سب کچھ ہے۔ والحدیث اخبرنا مسلم والترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۴۳۔ باب فی تفتیش التمر المستوس عند الأکل

کھجور کھاتے وقت دیکھ بھال کر اسکی صفائی کا بیان

۳۸۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا سَلَمُ بْنُ قُتَيْبَةَ أَبُو قُتَيْبَةَ، عَنْ هَمَامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ أُمِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ «فَجَعَلَ يُفْتِشُهُ يُخْرِجُ الشُّوسَ مِنْهُ».

انس بن مالک خادم خاص فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس پرانی کھجوریں لائی گئیں آپ ﷺ ان کو صاف کر رہے تھے اور اس میں سے کیڑے (سرسری) نکال رہے تھے۔

۳۸۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالتَّمْرِ فِيهِ دُودٌ قَدْ كَرَّمَعْنَا.

حضرت اسحاق بن عبد اللہ بن ابو طلحہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایسی کھجوریں پیش کی جاتیں جن میں کیڑے ہوتے پھر اسی طرح روایت ذکر کی ہے۔

سنن أبي داود - الأطعمة (۳۸۳۲) سنن ابن ماجه - الأطعمة (۳۸۳۳)

شرح الأحادیث اور بعض نسخوں میں "التمر" کی صفت بھی مذکور ہے "التمر المستوس" یعنی وہ کھجور جس میں سوس یعنی کیڑا پیدا ہو جائے حدیث الباب میں ہے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس پرانی کھجوریں لائی گئیں تو آپ اس کو نوش فرمانے کے وقت اسکے سوس تلاش کر کے نکالتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا پرانی کھجور جس میں سرسری وغیرہ پڑ جائے اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ کھانا چاہیے لیکن ساتھ

میں یہ بھی ہے کہ اسکا کیزا تلاش کر کے پھینک دیا جائے، مع سوس کے اسکو نہ کھایا جائے، اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ دیدان خباثت میں سے ہیں^①۔ وقال تعالیٰ: وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَ^②۔

دو متعارض حدیثوں کا جواب: لیکن طبرانی کی ایک روایت میں مرفوعاً وارد ہے: هُوَ أَنْ يُفْتَشَّ التَّمْرُ عَمَّا بِهِ^③ اس حدیث کا محمل تازہ کھجور ہے کہ اس میں خواہ مخواہ تلاش نہ کیا جائے، اس سے مقصود دفع وسوسہ ہے (اور پہلی سے مقصود دفع سوس تھا) اور حاشیہ بذل میں علامہ دمیری سے حیاۃ الحيوان^④ اس مسئلہ میں مختلف اقوال اور مذاہب جمع کئے ہیں، فارجمع الیہ لو شئت۔ والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۴۴۔ بَابُ الْإِقْرَانِ فِي التَّمْرِ عِنْدَ الْأَكْلِ

یکمشت کئی کھجوریں کھانے کا بیان

۳۸۳۹۔ حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا ابْنُ قُصَيْبٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ: «هِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِقْرَانِ، إِلَّا أَنْ تَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَكَ»۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ساتھ کئی کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا الا یہ کہ تم اپنے رفیق (کی رضامندی) سے اجازت لے لو۔

تخریج: صحیح البخاری - المظالم والغصب (۲۳۲۳) صحیح البخاری - الشركة (۲۳۵۷) صحیح البخاری - الأطعمة (۵۱۳۱) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۴۵) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۱۴) سنن ابی داود - الأطعمة (۳۸۳۴) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۳۳۱) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۷/۲) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۵۹)

شرح الحدیث: یعنی جب چند ساتھی ایک جگہ بیٹھ کر کھجور کھا رہے ہوں تو ادب یہ ہے کہ ایک ایک کھجور اٹھا کر کھائی جائے کوئی شخص ایک ساتھ دو نہ کھائے، الا یہ کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت لے لے۔

شرح نے لکھا ہے کہ ساتھیوں میں سے کسی ایک ساتھی کا دودھا اٹھا کر کھانا یہ حرص اور بے صبری کی خصلت ہے اور کرنے

① دلی ہامش البذل: ولیشکل علیہ ما فی تفسیر البقرہ من تفسیر العزیدی أنه يجوز أكل الدبدان فی التمر تبعا، ولا يجوز أكلها بعد الخروج أصالة اه اور بذل میں حضرت نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر کھجور میں ظن غالب یہ ہو کہ اس میں کیزا ہے تب تو بغیر تفتیش کے اس کا کھانا جائز نہیں اور عدم ظن کی صورت میں کہ صرف وہم ہو تو تفتیش کی حاجت نہیں۔ (بذل المجہود فی حل ابی داود - ج ۱۶ ص ۱۵۸)

② اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں (سورۃ الاعراف ۱۵۷)

③ قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط و فیہ قیس بن الربیع وثقه شعبۃ والنویری وضعفه یحیی القطان وبقیۃ رجالہ ثقات، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد - ج ۵ ص ۵۴)

④ یحرّم أكله بجميع أنواعه، لأنه مستخبث إلا ما تولد من ما کول فعندنا فیہ ثلاثة أوجه: أصحابها جوار أكله معه لا منفردا، والثاني يجب تمييزه ولا لأكل أصلا، والثالث یؤکل معه ومنفردا، وعلى الأصح ظاهر إطلاقهم أنه لا فرق بین أن یسهل تمييزه أو یشتق. (حیاۃ الحيوان الکبری ج ۱ ص ۴۷۶)

والے کے حق میں معیوب چیز ہے وغیرہ وغیرہ مصالح اگر صرف مذکورہ مصلحت کو سامنے رکھا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ استیذان کی قید ہی دراصل اس حرکت سے روکنے کیلئے ہے، کیونکہ استیذان میں خود اپنی بری خصلت کا افشاء ہے جس کو آدمی کہاں پسند کرتا ہے اس حدیث پر شرح نے بہت کچھ لکھا ہے ہم نے اس کی حاجت نہیں سمجھی۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۴۵۔ باب فی الجمع بین لونین فی الأکل

مختلف انواع و اقسام کو ایک کھانے میں جمع کرنے کا بیان

اس طرح کا ترجمہ ابھی قریب میں بھی گزر چکا ہے، لیکن گزشتہ کا تعلق انواع اداام سے تھا اور اس باب کا تعلق نوا کہ سے ہے۔

۳۸۳۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَأْكُلُ الْقَيْثَاءَ بِالرُّطْبِ."

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ککڑی (کھیرا) اور کھجور ساتھ (ملا کر) نوش فرماتے۔
صحیح البخاری - الأطعمة (۵۱۲۴) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۴۳) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۴۴) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۳۵) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۳۲۵) مسند احمد - مسند اهل البيت (۲۰۳/۱) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۵۸)

شرح الحدیث: كَانَ يَأْكُلُ الْقَيْثَاءَ بِالرُّطْبِ: کہ آپ رطب کے ساتھ ککڑی ملا کر نوش فرمایا کرتے تھے۔ حدیث عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجه البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۸۳۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ نُصَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَأْكُلُ الْبَطِيخَ بِالرُّطْبِ فَيَقُولُ: نَكْسِرُ حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هَذَا، وَبَرْدَ هَذَا بِحَرِّ هَذَا."

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خربوزے (تربوز) کو کھجور کے ساتھ تناول فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اس (کھجور) کی گرم تاثیر اس (خربوزے) کی ٹھنڈی تاثیر سے ختم ہو جاتی ہے اور اس (خربوزے) کی ٹھنڈی تاثیر اس (کھجور) کی گرم تاثیر سے زائل ہو جاتی ہے۔ (نکسر میں اختلاف نسخ کے وقت بذل الجہود کے نسخہ کو ترجیح دی ہے)۔

جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۴۳) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۳۶)

شرح الحدیث: اور اس کے بعد والی روایت میں ہے: يَأْكُلُ الْبَطِيخَ بِالرُّطْبِ فَيَقُولُ: نَكْسِرُ حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هَذَا، وَبَرْدَ هَذَا بِحَرِّ هَذَا: شراح کا اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ بطیخ سے کیا مراد ہے؟ آیا بطیخ اخضر یعنی تربوز، یا بطیخ اصفر یعنی خربوزہ، اگر اخضر مراد ہے کما هو المشہور تب تو کوئی اشکال نہیں اور اگر اس سے مراد خربوزہ ہے تو پھر یہ اشکال ہو گا نکسر حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هَذَا کیسے ہے؟ اس لئے کہ خربوزہ بھی حار ہی ہوتا ہے، پھر اس کی مختلف تو جیہیں کی گئی ہیں حضرت گنگوہی کی تقریر میں یہ ہے کہ

برودت سے مراد برودت حسی ہے یعنی ہاتھ لگانے میں ٹھنڈا، اگر خربوزہ کو کاٹنے کے بعد تھوڑی دیر کھلا رکھیں تو وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے، اور بعض شرح جیسے صاحب "مجمع البحار" اور شرح شامی نے یہ توجیہ کی ہے کہ اس سے کچا خربوزہ مراد ہے وہ خاصیت میں ٹھنڈا ہوتا ہے ہاں پک جانے کے بعد اس کی خاصیت بدل جاتی ہے اور گرم ہو جاتا ہے (جیسے آم کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ کچا تو بارد ہوتا ہے اور پکنے کے بعد حار) اور حافظ کی رائے یہ ہے کہ برودت امور اضافیہ میں سے ہے، بطح کی برودت رطب کے اعتبار سے ہے کیونکہ رطب شدید الحرارة ہے ^① اس کے بعد حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ یہ سب اشکال و جواب معروف قول کے اعتبار سے ہیں ورنہ صاحب "محیط اعظم" نے شیخ ابو علی سینا سے نقل کیا ہے کہ خربوزہ بھی بارد ہوتا ہے اھ من ہامش البذل ^② اور شامی کی روایت میں ہے: كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْخَرْبُوزِ وَالرُّطَبِ ^③ خربز تو اصغر یعنی خربوزہ ہی کو کہا جاتا ہے اور یہاں مدینہ منورہ میں اخضر اور اصفر دونوں ہی کی پیداوار ہوتی ہے۔ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ الترمذی والنسائی مختصراً، وقال الترمذی حسن غریب و ذکر انہ ہروی موسلاً و ذکرہ النسائی ایضاً مرسلًا، قالہ المنذری۔

۳۸۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مَزِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَلِيمُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي بَسْرٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ».

ترجمہ: بسر کے دو صاحبزادے (جو کہ سلمیٰ ہیں) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے مکھن اور کھجور پیش خدمت کیا اور آنحضرت ﷺ مکھن اور کھجور پسند فرمایا کرتے تھے۔

تخریج: صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۴۲) جامع الترمذی - الدعوات (۳۵۷۶) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۸۳۷) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۳۴) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۸۸/۴)

شرح الحدیث: اور باب کی آخری حدیث میں ہے: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کے سامنے تمر اور مکھن پیش کیا جو آپ کو پسند تھا، والحدیث اخرجہ ابن ماجہ، و ذکر عن محمد بن عوف انهما (ابنی بسر) عبد الله وعطية، قالہ المنذری۔

۴۶ - بَابُ الْأَكْلِ فِي آيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کا بیان

۳۸۳۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، وَإِسْمَاعِيلُ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ سَيَّانٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «كَانُوا نَغْرُو

① فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۹ ص ۵۷۳

② بدل الجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۱۶۰

③ الشماثل للترمذی باب ما جاء فی فاکهة رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيه أحاديث ۱۹۹

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَحْبِيبُ مِنْ آيَةِ الْمُشْرِكِينَ، وَأَسْقِيَهُمْ فَتَسْتَمْتِعُ بِهَا، فَلَا يَحِبُّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ».

ترجمہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا کرتے تھے تو ہمیں مشرکین کے برتن اور آبخورے (غنیمت میں) ملا کرتے اور ہم ان کو استعمال میں لاتے اور نبی کریم ﷺ اس (استعمال) کی وجہ سے ہم پر کوئی نکیر نہ فرماتے۔

تخریج سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۳۸) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۳۲۷/۳)

شرح الحدیث باب کی پہلی حدیث میں ہے: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے جس میں ہمیں مشرکین کے برتن اور مشکیزے حاصل ہوتے تھے مال غنیمت میں تو ہم ان کو استعمال کر کے ان سے متمتع ہوتے تھے، استعمال کرنے والوں پر کوئی عیب نہ لگاتا تھا یعنی نکیر نہیں کی جاتی تھی۔

خطابیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اباحت مشرکین کے برتنوں کے استعمال کی اس شرط کے ساتھ مقید ہے جو اسکے بعد والی حدیث میں آرہی ہے ^①۔

۳۸۳۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ اللَّهِ مُسْلِمِ بْنِ مَشْكَمٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخَشِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّا لَنُجَاوِرُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبُخُونَ فِي قُدُورِهِمْ الْخَنَزِيرَ وَيَشْرَبُونَ فِي آيَتِهِمُ الْحُمْرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا، وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَامْضُوا بِهَا إِلَى الْمَاءِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا».

ترجمہ حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم اہل کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں وہ اپنی ہانڈیوں میں سور کا گوشت پکایا کرتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں (تو کیا ہم ان کے برتن استعمال کر سکتے ہیں؟) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ان (برتنوں) کے علاوہ دوسرے برتن پاؤ تو ان میں کھاؤ پیو۔ لیکن اگر ان برتنوں کے بجائے کچھ نہ پاؤ تو ان کو پانی سے دھو کر کھا، پی لیا کرو یہ (اس صورت میں جبکہ اس کی نجاست کا غالب گمان ہو)۔

تخریج صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۱۶۱) صحیح مسلم - الصيد والذبائح وما يؤكل من الحيوان (۱۹۳۰) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۷۹۷) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۳۹) سنن ابن ماجہ - الصيد (۳۲۰۷)

شرح الحدیث اور آنے والی حدیث کا مضمون یہ ہے: ابو ثعلبہ خشنیؓ نے آپ سے سوال کیا کہ ہم لوگ سفر میں اہل کتاب کی بستیوں پر گزرتے ہیں جو کہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان برتنوں کے علاوہ اگر دوسرے برتن تم پاؤ تو ان میں کھایا پیو، اور اگر ان کے علاوہ اور برتن نہ ہوں تو پھر مشرکین کے برتنوں کو

دھو کر استعمال کر لیا کرو بذل^۱ میں ہے: اُی اذا غلب الظن بنجاستها یعنی دھونے کا حکم نجاست کے غلبہ ظن کے وقت ہے، خطاب فرماتے ہیں: فاما میاھم وثیابھم فإلھما علی الطھارۃ، کیماہ المسلمین وثیابھم^۲، یعنی مشرکین کے پانی اور کپڑے مسلمانوں کے پانی اور کپڑوں کی طرح پاک ہیں مگر یہ کہ وہ مشرکین ایسے لوگ ہوں جنکے بارے میں معلوم ہو کہ وہ نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتے یا انکی عادت پیشاب وغیرہ کے استعمال کرنے کی ہو (جیسا کہ بعض مشرکین کرتے ہیں) تو ایسی صورت میں انکے کپڑوں کا استعمال جائز نہ ہو گا بغیر پاک کئے الایہ کہ یقینی طور پر معلوم ہو کہ انھیں نجاست نہیں ملے گی۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم فی صحیحھما، مطولا، وأخرجه أيضاً الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری (بتغیر)۔

۷۴ - بَابُ فِي دَوَابِّ الْبَحْرِ

بحری جانوروں کا بیان

۳۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ نَتَلَقَى عِدَّةَ الْقُرَيْشِ، وَزَوَّدَنَا جَرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ نَجِدْ لَهُ غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُنْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً، كَمَا نَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ، فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ، وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعَصِيَّتِنَا الْحَبْطَ ثُمَّ نَبْلُهُ بِالْمَاءِ، فَتَأْكُلُهُ، وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرَفَعَ لَنَا كَهَيْئَةِ الْكَتِيبِ الصَّخْرُ، فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هُوَ آبَةُ تُدْعَى الْعَنْدَرُ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ وَلَا تَحِلُّ لَنَا، ثُمَّ قَالَ: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَدْ اضْطُرُّنَا إِلَيْهِ فَكُلُوا، فَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتَّى سَمِمْنَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «هُوَ رِزْقُ أَخْرَجَهُ اللَّهُ لَكُمْ، فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعَمُونَا مِنْهُ؟» فَأَرْسَلْنَا مِنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَلَ.

ترجمہ: حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح کو ہم پر امیر مقرر کر کے ہمیں ایک قافلہ قریش کی تلاش میں روانہ کیا، اور کھجور کا ایک تھیلا زاد راہ کے طور پر ہمیں دیا، حضور ﷺ کے پاس اس کے سوا کچھ اور نہ تھا، حضرت ابو عبیدہ ہمیں ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے، ہم اس کو بچے کی مانند چوسا کرتے تھے پھر اوپر سے کچھ پانی پی لیا کرتے تو یہ ہمیں صبح سے رات تک کیلئے کافی ہو جاتا اور ہم اپنی لاشیوں سے (درختوں کے) پتے جھاڑ کر انہیں پانی میں بھگو کر کھاتے، نیز فرماتے ہیں کہ ہم ساحل سمندر پر محو سفر تھے کہ ہمیں ریت کے بڑے سے ٹیلے کی مانند کچھ اٹھتا محسوس ہوا، ہم اس کے نزدیک

پہنچے تو وہ ایک (بڑا سمندری) جانور تھا جس کو عنبر کہا جاتا تھا، (پہلے پہل تو) حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا کہ مردار ہے (لہذا) ہمارے لئے حلال نہیں پھر ان کی رائے تبدیل ہو گئی اور فرمایا کہ نہیں، بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے فرستادہ اور (خود) راہ خدا کے مسافر ہیں نیز تم لوگ مجبوری کی حالت کو پہنچ چکے ہو بس کھاؤ (اس میں سے)۔ ہم نے ایک ماہ وہاں پڑاؤ کیا حتیٰ کہ خوب فریبہ ہو گئے جب کہ ہم تین سو (کی تعداد میں) تھے، جب آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ سے یہ قصہ ذکر کیا تو فرمایا کہ وہ رزق تھا جو اللہ نے تمہارے لئے مہیا کیا تھا، کیا تمہارے پاس ہمیں کھلانے کو اس میں سے کچھ گوشت ہے؟ ہم نے (خدمت عالی میں) اس کا گوشت بھیجا تو آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔

صحیح مسلم - الصيد والذباح وما یؤکل من الحيوان (۱۹۳۵) سنن أبي داود - الأطعمة (۳۸۴۰) مسند أحمد - باقی مسند البکترین (۳۱۱/۳)

شرح الحدیث: غزوة سيف البحر کا تذکرہ: وَأَمَرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ نَتَلَقَّى عِيْرًا لِقَرْيَشٍ، وَرَوَدْنَا جَرَاءًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ نَجِدْ لَهُ غَيْرَهُ: اس سریہ کا نام جو اس حدیث میں مذکور ہے سریہ ابو عبیدہؓ ہے کیونکہ یہی اس سریہ کے امیر تھے اور اس کو غزوہ سيف البحر بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کا یہ سفر ساحل البحر پر تھا، چنانچہ صحیح البخاری میں اسی طرح ہے باب غزوة سيف البحر اور پھر اس میں یہ روایت مطولا ذکر فرمائی ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم کو بھیجا تھا عیر قریش کو دیکھنے کے لئے یعنی جو شام سے آ رہا تھا اور چلتے وقت آپ نے ہمیں ایک تھیلہ کھجوروں کا عطا فرمایا، ہمارے پاس اسکے علاوہ کوئی اور توشہ نہ تھا پس ہمارے امیر ابو عبیدہؓ ہمیں دوران سفر ایک ایک کھجور دیتے تھے اور اسکو ہم اس طرح چوستے تھے جس طرح چھوٹا بچہ چوستا ہے، پھر اس پر پانی پی لیا کرتے تھے پس یہ ایک کھجور ہمیں رات تک کیلئے کافی ہوتی تھی (یہاں روایت میں اختصار ہے جیسا کہ بخاری^۱ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، صرف ایک کھجور پر اکتفاء کی نوبت بعد میں آئی تھی) اور ہم اپنی لاثیویوں اور ڈنڈوں سے درختوں کے پتے جھاڑتے تھے اور پھر انکو پانی میں بھگو کر نرم کر کے کھاتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ساحل بحر پر چلے جا رہے تھے تو دریا کے کنارے پر ایک ٹیلہ کی طرح کوئی جسم ہمیں دکھائی دیا ہم اسکے قریب آئے تو وہ ایک دریائی جانور تھا جس کو عنبرہ کہتے ہیں یہ عنبرہ ایک بڑی مچھلی کی قسم ہے جس کا طول پچاس ذراع تک پہنچتا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ عنبرہ جو مشہور خوشبو ہے یہ اسی دابہ کی رجع (منہ کا اگال) ہوتی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: فَإِذَا حَوَتْ مِثْلَ الظَّرْبِ۔ پھر جب قریب آ کر دیکھنے سے معلوم ہو گیا کہ یہ عنبرہ ہے تو ابو عبیدہؓ فرمانے لگے کہ یہ تو میت ہے جو حلال نہیں پھر فرمانے لگے کہ نہیں بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہیں اور اضطرار کی کیفیت ہے، لہذا اسکو کھاؤ۔

فَأَقْمَنَّا عَلَيْهِ شَهْرًا وَتَحَنَّنَ ثَلَاثَ مِائَةٍ حَتَّى سَمِنَّا: پس ہم لوگ وہاں ایک ماہ تک ٹھہرے اور حال یہ کہ ہمارا تین سو افراد کا لشکر تھا ہم اس کو کھا کھا کر فریبہ ہو گئے، بخاری کی ایک روایت میں نِصْفَ شَهْرٍ^۱، اور ایک میں ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً^۲ ہے، اور اس کی ایک روایت میں شَهْرًا بھی ہے، حافظ نے ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً کی روایت کو ترجیح دی ہے اور نِصْفَ شَهْرٍ اور شَهْرًا کی روایت کو الغاء کر دیا اور جر کسر پر محمول کیا ہے^۳، نیز بخاری کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے: ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضَلْعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ، فَكَصِبْنَا ثُمَّ أَمَرَ بِزَاجِلَةٍ، فَرُجِلَتْ، ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا کہ اس مچھلی کی دو پسلیوں کو لے کر کھڑا کیا گیا اور ایک اونٹنی پر ایک لمبے قد کے آدمی کو سوار کر کے اس کے نیچے کو گزرا گیا جو بلا تکلف گزر گیا جس سے اس پسلی کے طول کا حال معلوم ہو گیا حافظ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ واقعہ رجب ۸۰ء کا ہے جس کو انہوں نے ابن سعد سے نقل کیا ہے اسکے بعد حافظ نے اس کے خلاف اپنی تحقیق لکھی کہ یہ واقعہ ۶۰ء یا اس سے پہلے کا ہے صلح حدیبیہ سے پہلے کا، کذا قال فی المغازی^۴ وکتب بعدہ فی کتاب الذبائح والصید باب احل لکم صید البحر کہ یہ واقعہ ۲۰ء کا ہے جس زمانہ میں غزوہ بواط پیش آیا اور وہ ۲۰ء میں ہے^۵۔

فَلَمَّا قَدِمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ قَالَهُ، فَقَالَ: هُوَ رِزْقِي أَخْرَجَهُ اللَّهُ لَكُمْ: یعنی جب ہم اس سفر سے واپس ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو ہم نے اس مچھلی کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے سکر فرمایا کہ یہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق تھا، اگر تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت باقی ہو تو اس میں سے ہمیں بھی کھلانا، چنانچہ ہم نے آپ کے پاس اس میں سے کچھ بھیجا جس کو آپ نے نوش فرمایا۔

اس کے بعد جانا چاہئے کہ یہ عنبرہ میتہ البحر تھا، اور میتہ البحر میں جو ائمہ کا اختلاف ہے وہ کتاب الطہارۃ میں هُوَ الظَّهْوُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ کے ذیل میں گزر چکا۔

تنبیہ: کتب الشیخ فی ہامش البذل^۱: ولا یدھب علیک ان الجاہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیثاً آخر فی ہذا المعنی ونبہ الزیلعی فی نصب الرایۃ^۲ علی ائمہ اقصیان اھ۔ قلت لم یرض بہ الحافظ فی الفتح^۳ ومال الی وحدۃ القصۃ وقال الاصل عدم التعدد، قالہ

① صحیح البخاری - کتاب المغازی - باب غزوۃ سیف البحر ۴۱۰۳

② صحیح البخاری - کتاب الشرکۃ - باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض ۲۳۵۱

③ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۸ ص ۸۰

④ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۸ ص ۷۸

⑤ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۹ ص ۶۲۰

⑥ بذل الجہود فی حل ابی داود - ج ۱۶ ص ۱۶۴

⑦ نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ - ج ۴ ص ۲۰۴

⑧ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۹ ص ۶۲۰

فی کتاب الذبائح والصيد فی باب قول اللہ تعالیٰ واحل لکم صید البحر فارجع الیہ لوشئت التخصیل والحديث اخرجه مسلم والنسائی قالہ المنذری.

۴۸ - باب فی القأرة تقع فی السمن

چوے کا گھی میں گر جانے کا بیان

۳۸۴۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ، أَنَّ قَأْرَةً، وَقَعَتْ، فِي سَمْنٍ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «الْقَوْمَا حَوْهَهَا وَكُلُّوا».

ترجمہ: حضرت ميمونہ سے روایت ہے کہ ایک چوہا (جسے ہوئے گھی) میں گر پڑا، نبی اکرم ﷺ کو اس کی بابت بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس کے ارد گرد کے گھی (سمیت اس) کو پھینک دو اور پھر (باقی ماندہ گھی) کھا لو۔

صحیح البخاری - الوضوء (۲۳۳) صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۲۱۸) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۷۹۸) سنن النسائی - الفرع والعبرة (۴۲۵۸) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۴۱) مسند أحمد - باقی مسند الأنصار (۳۲۹/۶) موطأ مالک - الجامع (۱۸۱۵) سنن الدارمی - الطہارۃ (۷۳۸) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۸۳)

۳۸۴۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، - وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا وَقَعَتِ الْقَأْرَةُ فِي السَّمْنِ فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَالْقَوْهَا، وَمَا حَوْهَا، وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرُبُوهَا» قَالَ: الْحَسَنُ، قَالَ: عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَهُمَا حَدَّثَا بِهِ مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب چوہا گھی میں گر جائے تو اگر گھی جما ہوا ہو تو اس (چوہے) کو ارد گرد کے گھی سمیت پھینک دو اور اگر پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ۔ (یعنی استعمال نہ کرو)۔ (مصنف کے شیخ) حسن فرماتے ہیں کہ عبد الرزاق نے بیان کیا کہ اکثر معمر نے اس حدیث کو زہری، عبید اللہ، ابن عباسؓ اور حضرت ميمونہ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے (مرفوعاً) نقل کیا ہے۔

۳۸۴۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بُودَوَيْهِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے حضرت ميمونہ سے جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ قول بالکل اسی طرح نقل کیا ہے جیسے زہری نے یہ حدیث بواسطہ سعید بن المسیب حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے۔

تخریج صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۲۱۸) سنن النسائی - الفرع والعنبر (۴۲۶۰) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۴۲)

شرح الأحادیث عَنْ مَيْمُونَةَ، أَنَّ فَأْرَةً، وَقَعَتْ، فِي سَمْنٍ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَلْقُوا مَا حَوْلَهَا وَكُلُوا: یعنی آپ ﷺ سے اس گھی کے بارے میں سوال کیا گیا جس میں چوہی گر کر مر گئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھی کا وہ حصہ جو چوہی کے ارد گرد ہے اس کو نکال کر پھینک دو اور باقی کو کھا لو۔

یہ سمن جامد تھا جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے ^①، اور یہ مسئلہ اسی صورت میں ہے جب کہ وہ گھی جامد ہو چنانچہ اس کے بعد والی روایت میں آرہا ہے: فَإِنْ كَانَ جَامِدًا أَلْقَوْهَا، وَمَا حَوْلَهَا، وَإِنْ كَانَ مَائِدًا فَلَا تَقْرُبُوهُ والحديث أخرجه البخاری والترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

۹۴ - بَابُ فِي الدُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ

کھانے میں مکھی گر جانے کا بیان

۳۸۴۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ أَبِي الْمَفْضَلِ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْقَبْرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا وَقَعَ الدُّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَخَذِ كُمُ، فَاْمَقْلُوهُ فَإِنْ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ، وَإِنَّهُ يَنْقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کسی شخص کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو اس میں ڈبو دو کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے تو دوسرے میں شفا پائی جاتی ہے اور (مکھی کی عادت ہے کہ) وہ بچنے کے لئے اس پر کو آگے کرتی ہے جس میں بیماری کے اثرات ہوتے ہیں تو اس مکھی کو پورا ڈبو دو۔

تخریج صحیح البخاری - بدء الخلق (۳۱۴۲) صحیح البخاری - الطب (۵۴۴۵) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۴۴) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۰۵) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲/۲۳۰) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۳۸)

شرح الحديث إِذَا وَقَعَ الدُّبَابُ فِي إِنَاءٍ أَخَذِ كُمُ، فَاْمَقْلُوهُ فَإِنْ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ: یعنی آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کھانے کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسکو اچھی طرح ڈبو دو یعنی ڈبو کر نکالو، اسلئے کہ اسکے پروں میں سے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفاء اور مکھی کی عادت یہ ہے کہ وہ گرتے وقت اپنا بچاؤ کرتی ہے اس پر سے جس میں بیماری ہے پس چاہیے کہ اسے پوری کو ڈبو دے تاکہ وہ دوسرا پر جس میں شفاء ہے اس کے ملنے سے تلافی ہو جائے۔

یہ حدیث جس میں طب کا ایک مسئلہ مذکور ہے طب النبی کے قبیل سے ہوئی، کتاب الطب ابھی قریب میں آنے والی بھی ہے جس میں آپ کی جانب سے بہت سے علاج اور دواؤں کا بیان آرہا ہے۔

① إِنْ كَانَ جَامِدًا أَلْقَوْهَا وَمَا حَوْلَهَا، وَإِنْ كَانَ مَائِدًا فَلَا تَقْرُبُوهُ (سنن النسائی - کتاب الفرع والعنبر - باب الفأرة تقع في السمن ۴۲۶۰)

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے عصر کے بعد کی مجلس میں جس میں چائے بھی پی جاتی تھی جس میں کبھی اتفاقاً مکھی بھی گری جاتی ہے، ایک مرتبہ جب کہ اس موقع پر حضرت جی مولانا انعام الحسنؒ بھی اس مجلس میں موجود تھے، انہوں نے فرمایا کہ فیض الباری میں شاہ صاحب کی رائے یہ لکھی ہے کہ وہ کھانا جس میں مکھی گری ہے اگر حار ہو تو وہ اس حکم میں داخل نہیں فإن الغمس حیث لا یزیدہ إلا شراً^۱، اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ حدیث میں تو مطلقاً ہی آیا ہے، والحديث أخرجه البخاري وابن ماجه بنحوه من حديث عبيد بن حنين عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه، وأخرجه النسائي وابن ماجه من حديث ابی سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، قاله المنذرى.

۵۰۔ بَابُ فِي اللَّقْمَةِ تَسْقُطُ

نوالہ کے ہاتھ سے گر جانے کا بیان

۳۸۴۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، وَقَالَ: «إِذَا سَقَطَتْ لَقْمَةٌ أَحَدُكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ» وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُكَ الصَّخْفَةَ، وَقَالَ: «إِنْ أَحَدُكُمْ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ يَبَارِكُ لَهُ».

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرما چکے تو اپنی تین انگشت مبارک چاٹ لیا کرتے (جو کھانے میں استعمال ہوتی ہیں) نیز ارشاد فرماتے کہ جب تم میں سے کسی کا نوالہ گر جائے تو اس کو صاف کر کے کھا لینا چاہئے اور اس کو شیطان کے لئے نہ چھوڑو اور ہمیں (انگلیوں سے) رکابی صاف کرنے کا حکم فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

تخریج: صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۳۴) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۰۳) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۴۵) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۷۷/۳) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۲۵)

شرح الحدیث: كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ: جب آپ کھانا تناول فرما لیتے تھے تو اخیر میں اپنی تین انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے ابہام، مسبحہ اور وسطی، اس لئے کہ آپ تین ہی انگلیوں سے کھانا تناول فرمایا کرتے تھے جیسا کہ آگے بَابُ فِي الْبُتْدِيلِ میں آ رہا ہے: كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعٍ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا۔ دوسرا ادب اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جب کسی شخص سے کھاتے وقت لقمہ گر جائے یا کھانے کا کوئی ذرہ تو اس کو چاہئے کہ اس سے نکالیا کر دو غیرہ جو کچھ لگا ہے اس کو زائل کرے اور

① أن الغمس إنما هو إذا لم يكن الشيء حاراً، فإنه إذا كان حاراً شديداً، كالشاء، فإن الغمس لا يزيده إلا شراً. (فيض الباري على صحيح البخاري - ج ۶ ص ۷۱)

پھر اس کو کھالے اور اس کو چھوڑے نہیں شیطان کے لئے، اس لئے کہ اس کا یہ چھوڑنا علامت ہے کبر کی اور کبر من عمل الشیطان ہے، آگے تیسرا ادب حدیث میں یہ مذکور ہے کہ کھانے سے فراغ پر پلیٹ کو انگلیوں سے صاف کر لینا چاہئے۔
ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص پلیٹ میں کھا کر اس کو انگلیوں سے صاف کرے تو وہ پلیٹ اس کے لئے استغفار کرتی ہے مَنْ أَكَلَ فِي قِصْعَةٍ ثُمَّ لَحَسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقِصْعَةُ^①۔

نیز فرمایا آپ نے کہ بے شک تم میں سے کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کے لئے کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری۔

۵۱۔ بَابُ فِي الْخَادِمِ بِأَكْلِ مَعَ الْمَوْلَى

خدمت گزار کا آقا کے ساتھ کھانے کا بیان

۳۸۴۶۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا صَنَعَ لِأَخِي كُمْ خَادِمُهُ طَعَامًا ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ خَرَّكَ وَدُخَانَهُ، فَلْيَقْعِدْهُ مَعَهُ لِيَأْكُلَ، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْقُوعًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کا خادم کھانا تیار کر کے لے آئے اور وہ اس کی گرمی اور دھواں برداشت کر چکا ہو تو اس کو اپنے ساتھ بٹھالینا چاہئے تاکہ وہ (اس میں سے) کھالے اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس میں سے ایک دو لقمے اس کے ہاتھ میں دے دینے چاہئے۔

ترجمہ: صحیح مسلم - الامان (۱۶۶۲) جامع الترمذی - الأطعمة (۱۸۵۳) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۴۶) مسند احمد - باقی مسند المکرمین (۲۷۷/۲) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۷۳)

شرح الحدیث: حدیث الباب میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا بنائے اور پھر اس کو لیکر آئے جب کہ اس نے اس کا دھواں اور گرمی برداشت کی ہے تو اس کو چاہئے کہ اس خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے، اور اگر کھانے کی مقدار قلیل ہو تو پھر ایک یا دو لقمے اس کے ہاتھ میں دیدے۔

اور ایک روایت میں ہے فَإِنْ أَبَى فَلْيَأْخُذْ لِقْمَةً فَلْيُطْعِمَهَا إِيَّاهُ^② یعنی مولیٰ سے اگر یہ نہیں ہو سکتا کسی وجہ سے کہ اس کو اپنے ساتھ بٹھائے تو ایک دو لقمے اس کو دیدے، اور یا مطلب یہ کہ خادم ساتھ بیٹھنے سے انکار کرے تو پھر ایسا کرے۔ والحدیث اخرجه مسلم، قاله المنذری۔

① جامع الترمذی - کتاب الأطعمة - باب ما جاء في القمة تسقط ۱۸۰۴

② جامع الترمذی - کتاب الأطعمة - باب ما جاء في الأكل مع المملوك والعیال ۱۸۵۳

۵۲۔ باب فی المندیل

کھانے کے بعد تولیہ سے ہاتھ پونچھنے کا بیان

۳۸۴۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحَنَّ يَدَهُ بِالْمَنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَهَا، أَوْ يُلْعَقَهَا».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھا چکے تو اپنا ہاتھ رومال سے ہرگز صاف نہ کرے حتیٰ کہ اس کو خود چاٹ لے یا کسی دوسرے کو چٹا دے۔

تحقیق: صحیح البخاری - الأطعمة (۵۱۴۰) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۳۱) سنن أبی داود - الأطعمة (۳۸۴۷) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۶۹) مسند أحمد - من مسند بنی ہاشم (۲۲۱/۱) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۲۶)

۳۸۴۸۔ حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعٍ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا».

ترجمہ: حضرت کعب بن مالکؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تین انگشت مبارک (انگوٹھا اور اس کے ساتھ کی دو انگلیاں) سے کھایا کرتے تھے اور ان کو چاٹنے تک دست مبارک نہیں پونچھتے تھے۔

تحقیق: صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۳۲) سنن أبی داود - الأطعمة (۳۸۴۸) مسند أحمد - مسند المکیین (۴۵۴/۳) مسند أحمد - من مسند الثقبائل (۳۸۶/۶) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۳۳)

شرح الأحادیث: حدیث الباب میں یہ ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ کھانے کے بعد اپنے ہاتھ کو مندیل سے صاف نہ کرے جب تک اس کو خود نہ چاٹ لے یا دوسرے کو چٹا نہ دے، اپنے کسی خادم یا شاگرد اور عزیز کو، والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه، وليس في حديثهم ذكر المنديل، واخرج مسلم من حديث ابی الزبير عن جابر رضي الله تعالى عنه "ولا يمسح يده بالمنديل حتى يلحق اصابعه"، قاله المنذرى۔

۵۳۔ باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ

کھانے کے بعد کی دعا کا بیان

۳۸۴۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَفَعَتِ الْمَائِدَةُ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَعْنَى عَنْهُ رَبَّنَا».

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ (کھانا کھانے کے بعد) جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو رسول اللہ ﷺ یوں فرماتے

تھے: اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں وافر پاکیزہ اور بابرکت ہیں یہ ساری تعریفیں اللہ کے حقوق کی بھی ادائیگی نہیں کر سکتیں اور نہ ان تعریفوں کے ذکر کئے بغیر چارہ ہے نہ اس اللہ پاک سے استغناء برتا جاسکتا ہے (کیونکہ ہر انسان اس کا محتاج ہے) اے ہمارے رب!۔

تخریج: صحیح البخاری - الأطعمة (۵۱۴۲) جامع الترمذی - الدعوات (۳۴۵۶) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۴۹) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۸۴) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۲۵۲/۵) سنن الدارمی - الأطعمة (۲۰۲۳)

۳۸۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رِيَّاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ».

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کھانے سے فراغت کے بعد یوں دعا فرماتے: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور تابعدار بنایا۔

تخریج: جامع الترمذی - الدعوات (۳۴۵۷) سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۵۰) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۳۲/۳)

۳۸۵۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُبَلِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ، وَسَقَى، وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا».

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کچھ تناول فرماتے یا مشروب نوش فرماتے تو (شکر ادا کرتے ہوئے) فرماتے: تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا اور اس کو خوشگوار بنایا (بسہولت حلق سے اترنے والا) اور اس (غذا) کے لئے (جسم سے) نکلنے کا راستہ رکھا۔

شرح الاحادیث: حدیث الباب میں ہے کہ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ یہ پڑھتے الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا (وفی نسخة حمدًا کثیرا) طَلَبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرُ مَكْفِيٍّ، وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ رَبَّنَا، بِالنَّصْبِ مَنَادِي هُوْنَ كِي وَجْهٍ سَ يَا بَاجِرٍ، لَفْظُ "اللَّهُ" سَ بَدَلِ هُوْنَ كِي وَجْهٍ سَ - "غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ" اس میں دو احتمال ہیں کہ یہ تینوں طبیب کی طرح حمد کی صفت ہوں، یعنی بندہ کی حمد چاہے کتنی ہی ہونا کافی اور قلیل ہے اور اس کے باوجود قابل ترک بھی نہیں جس سے استغناء برت کر چھوڑ دیا جائے بلکہ ناکافی ہونے کے باوجود کرنی چاہیے، اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی کفایت نہیں کی جاتی بلکہ وہ دوسروں کی کفایت کرتا اور کافی ہے (کما قال تعالیٰ: وَهُوَ يُطْعِمُهُ وَلَا يُطْعَمُ) اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ کسی حال میں اس کی طرف رغبت اور طلب ترک کر دی جائے، اور نہ وہ ایسا ہے کہ کسی

وقت اس سے استغناء برتا جائے، بلکہ ہر آن بندہ اس کی طرف محتاج ہے، والا احتمال الاول اختارہ العلامة السندی فی فتح الودود، والا احتمال الثانی اختارہ الخطابی، وکلاهما مذکوران فی البذل ①۔

والحدیث أخرجه البخاری و الترمذی و النسائی و ابن ماجه، قاله المنذرى۔

اور اس کے بعد والی حدیث میں یہ دعاء مذکور ہے: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا، وَشَقَّائَنَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ، اور تیسری حدیث میں یہ دعاء مذکور ہے: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَ، وَسَقَى، وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا۔

حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه الترمذی و النسائی، و ذكره البخاری فی تاريخه الكبير و ساق اختلاف الرواة فيه، و حدیث ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ أخرجه النسائی، قاله المنذرى۔

٥٤۔ بَابُ فِي غَسْلِ الْيَدِ مِنَ الطَّعَامِ

کھانے سے فراغت کے بعد ہاتھ دھونے کا بیان

٣٨٥٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ نَامَ وَفِي يَدَيْهِ عَمْرٌ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ»۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (کھانا کھانے کے بعد) بغیر ہاتھ دھوئے سو گیا اور اس کے ہاتھ میں کھانے (گوشت) کی بو ہو پھر اس شخص کو کوئی نقصان پہنچ جائے (کسی موزی کیڑے سے) تو اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔

بخاری جامع الترمذی - الأطعمة (١٨٥٩) سنن ابی داؤد - الأطعمة (٣٨٥٢) سنن ابن ماجه - الأطعمة (٣٢٩٧) مسند أحمد - باقی مسند الکثیرین (٢٦٢/٢) سنن الدارمی - الأطعمة (٢٠٦٣)

شرح الحدیث: مَنْ نَامَ وَفِي يَدَيْهِ عَمْرٌ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ: جو شخص کھانا کھا کر بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے اور حال یہ کہ اس کے ہاتھ میں کھانے کی بو اور دسومت ہو اور پھر کوئی چیز اس کو اذیت پہنچائے، مثلاً چوہی اس کی انگلیوں میں دانت مار دے تو اس شخص کو چاہئے کہ اپنے ہی کو ملامت کرے، یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے، اس کے شروع میں یہ زیادتی ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ حَسَّاسٌ لِحَاسٍ فَاخْذِ زَوْدَهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ ②، یعنی شیطان کی حس اور ادراک بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور وہ بہت چٹورا ہے اس سے اپنے آپ کو بچاؤ والحدیث أخرجه ابن ماجه،

واخرجه الترمذی، معلقاً، واخرجه ایضاً من حدیث ابی ہریرۃ من طریقین قالہ المنذری (مختصراً).

۵۵۔ باب ما جاء فی الدعاء لرب الطعام إذا أكل عنده

کھانا کھانے والے کیلئے دعاء کرنے کا بیان ۵۵

۳۸۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ الدَّائِلِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: صَنَعَ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيْهَانِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَعَامًا قَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا فَرَعُوا قَالَ: «أَتَيْدُوا أَخَاكُمْ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا إِثَابُكَ؟ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دَخَلَ بَيْتُهُ فَأَكَلَ طَعَامَهُ، وَشَرِبَ شَرَابَهُ، فَدَعَا لَهُ فَذَلِكَ إِثَابُهُ».

ترجمہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ابو الہیثم نے نبی ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور نبی کریم ﷺ کو اصحاب سمیت دعوت دی جب سب کھانے سے فارغ ہو چکے تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کا عوض چکاو، صحابہؓ نے عرض کیا: عوض کیا ہے اے رسول اللہؐ؟ تو ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب کسی شخص کے گھر میں جا کر اس کا کھانا کھایا جائے اور پانی پیا جائے تو پھر سب اس کے لئے دعا کریں تو یہی اس کا بدلہ ہے۔

شرح الحدیث اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اسکے کھانے کا بدلہ دو، صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ بدلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس کے گھر کھانا کھایا جائے اس کیلئے دعاء کرنا، یہی اسکی اثابت اور بدلہ ہے۔

۳۸۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَجَاءَ بِخَبْزٍ وَزَيْتٍ، فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْطَرْتُ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامُكُمْ الْكَثِيرَاءُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ».

ترجمہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت سعد بن عبادہؓ کے یہاں تشریف لے گئے، آپ ﷺ کو روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا، آپ ﷺ نے تناول فرمایا، پھر یوں دعا دی: روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں نیکو کار تمہارا کھانا کھائیں اور تمہارے لئے فرشتے دعائیں کریں۔

ترجمہ سنن ابی داؤد - الأطعمة (۳۸۵۴) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۱۸/۳) سنن الدارمی - الصوم (۱۷۷۲)

شرح الحدیث باب کی آخری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ حضرت سعد بن عبادہؓ کے یہاں تشریف لے گئے، وہ آپ کے لئے روٹی اور روغن زیتون لے کر آئے، آپ ﷺ نے اس کو نوش فرمایا اور ان کو یہ دعاء دی: أَفْطَرْتُ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامُكُمْ الْكَثِيرَاءُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ۔ دعاء کا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو صائمین کو افطار کرانے کی توفیق

وے، اور ہمیشہ تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور ملائکہ تمہارے لئے رحمت اور استغفار کی دعاء کریں، اس میں ضمنا رزق حلال کی دعاء بھی آگئی اسلئے کہ نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ حلال روزی ہی کھلاتے ہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا لَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا^۱ کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنا کھانا تقیاء کو کھلائے، اس دعاء میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔



بذل المجہود شریف کی جلد رابع کا اختتام

اور پھر اس کے بعد بعض نسخوں میں ”آخر کتاب الاطعمة“ مذکور ہے، اور اسی پر ”بذل المجہود“ کی جلد رابع آکر پوری ہوئی ہے، اور کتاب الطیب سے اس کی جلد خامس کی ابتداء ہو رہی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کِتَابُ الطِّبِّ

اس کتاب کی ماقبل سے مناسبت ظاہر ہے، ماقبل میں اطعمہ اور اشربہ گزرے ہیں اور امراض بسا اوقات کھانے پینے میں بے احتیاطی اور ترک حمیہ سے ہوتے ہیں اس لئے ضرورت پیش آئی طب اور علاج کو بیان کرنے کی۔

طب کی تعریف اور اس کی تقسیم وتنویع: طب ایک مستقل علم ہے جس کی تعریف یہ ہے: ہو علم یعرف بہ أحوال بدن الإنسان من المرض والصحة^①، طب لفظة اضداد میں سے ہے اسکے معنی علاج اور تداوی کے بھی ہیں اور داء یعنی بیماری کے بھی، ایسے ہی بمعنی السحر، مطبوب یعنی مسحور۔

پھر جاننا چاہیے کہ طب کی دو قسمیں ہیں: ① طب القلوب، ② اور طب الابدان (کیونکہ امراض کی دو قسمیں ہیں: روحانی و جسمانی) طب القلوب حضور ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات ہیں یعنی اتباع شریعت، اور طب الابدان کی پھر دو قسمیں ہیں ایک وہ جو حضور ﷺ سے منقول ہے، چنانچہ بعض احادیث میں بعض بیماریاں اور ان کا علاج مذکور ہے اس کا نام الطب النبوی ہے، بعض محدثین کی اس پر مستقل تصنیفات اور کتابیں ہیں جیسے علامہ سیوطیؒ کی کتاب ”المنہج السوی فی الطب النبوی“ اور امام ذہبیؒ کی ”الطب النبوی“ اسی طرح ابو نعیمؒ کی ”الطب النبوی“ وغیرہ۔

اور قسم ثانی وہ جو منقول ہے حکماء اور اصحاب تجارب سے مثلاً حکماء یونان سے جو منقول ہے اس کو طب یونانی کہا کرتے ہیں، اس کے علاوہ دوسرے اطباء سے مثلاً جو حکماء ہند سے منقول ہیں اس کو آیور ویدک کہتے ہیں اور جو حکماء عرب سے منقول ہے اس کو طب عربی کہتے ہیں جیسے حارث ابن کلدہ مشہور طبیب جو حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا جس کا ذکر آگے ایک حدیث میں بھی آ رہا ہے۔

۱۔ بَابُ فِي الرَّجُلِ يَتَدَاوَى

علاج معالجہ کرنے کا بیان

۳۸۵۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ التَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ، فَسَلَّمْتُ ثُمَّ قَعَدْتُ، فَجَاءَ الْأَعْرَابُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَدَاوَى؟ فَقَالَ: «تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً، غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْهَرَمُ».

ترجمہ: حضرت اسامہ بن شریک کا بیان ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صحابہ کرامؓ (غایت ادب اور وقار کی بنا پر) اس طرح تشریف فرما تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں تو میں (بھی) سلام کر کے بیٹھ گیا اسی اثناء میں ادھر ادھر سے چند بدو (دیہاتی) پہنچے اور دریافت کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! کیا ہم علاج کر لیا کریں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ علاج کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کیلئے دوا پیدا فرمائی ہے سوائے ایک بیماری کے اور وہ بڑھاپا ہے۔

تحقیق: جامع الترمذی - الطب (۲۰۳۸) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۵۵) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۳۶) مسند احمد - اول مسند الکوفیین (۲۷۸/۴)

شرح الحدیث: یہ صحابیؓ یہ فرما رہے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ کے اصحاب آپ کی مجلس میں ایسے سکون اور وقار سے بیٹھے تھے صامت و ساکت گویا ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہو، یہ تشبیہ کے طور پر ہے، اگر کسی شخص کے سر پر کوئی پرندہ آکر بیٹھ جائے اور وہ یہ چاہے کہ یہ پرندہ اسی طرح بیٹھا رہے اڑے نہیں تو ظاہر بات ہے اس وقت وہ شخص نہایت سکون سے رہے گا، سر کو حرکت بھی نہ دے گا نہ اوپر اٹھائے گا، یہ صحابیؓ فرما رہے ہیں کہ میں سلام کر کے آپ کی مجلس میں بیٹھ گیا تو میری موجودگی میں مختلف جہات سے بہت سے اعراب آپ کی خدمت میں آئے جنہوں نے آکر آپ سے یہ دریافت کیا: یا رسول اللہ! اَلْتَدَاوٰی؟ فَقَالَ: قَدْ اَوْدَا یعنی کیا ہم اپنا علاج اور دوا کر سکتے ہیں؟ (یہ خلاف توکل تو نہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اجازت ہے کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں کی جس کی دوا نہ رکھی ہو سوائے ایک بیماری کے یعنی بڑھاپا۔

علاج اور تدای کا حکم: اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ بیماری کی دوا اور علاج کرنا مستحب ہے یا صرف مباح، اکثر کی رائے اس میں اباحت کی ہے، اور ایک قول استحب کا بھی ہے، اکثر علماء یہی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا تدای بیان جواز کیلئے تھا اب اگر اسی میں کوئی اتباع کی نیت کر لے تو اجر و ثواب کی امید ہے۔ خطابیؒ فرماتے ہیں: فیہ ان الطب مباح، لا کما قال بعضهم انه مکروہ^۱، اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: کہ اس میں رد ہے ان بعض صوفیہ پر جو یوں کہتے ہیں کہ کسی دلی کی ولایت اس وقت تک کامل ہی نہیں ہو سکتی جب تک وہ نازل ہو نیوالی ہر بلا و مصیبت پر راضی نہ ہو اور یہ کہ اس کیلئے علاج جائز نہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ بات اس حدیث کے خلاف ہے^۲۔

توکل کے مراتب ثلاثہ: اور کوکب دہری^۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض انواع توکل حرام ہیں یعنی جو نص کے مقابلہ میں ہو جیسے زہر کا پینا تو کلا علی اللہ تعالیٰ اور بعض انواع اس کی اعلیٰ ہیں، ترک تدای اسی میں سے ہے اور بعض مراتب اسکے

۱ فی الحدیث اثبات الطب والعلاج وأن التدای مباح غیر مکروہ کما ذهب إلیہ بعض الناس (معالم السنن - ج ۴ ص ۲۱۷)

۲ عمدة القاری شرح صحیح البخاری - ج ۲۱ ص ۲۳۰

۳ الکوکب الدہری علی جامع الترمذی - ج ۳ ص ۷۸-۷۹

تمہارے لئے سود مند ہے۔

سنن ابی داود - الطب (۳۸۵۶) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۴۲) مسند احمد - باقی مسند الانصاف (۳۶۴/۶)

شرح الحدیث: ام المندر رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا نام سلمیٰ بنت قیس ہے آپ کی حالات میں سے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے، حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ تھے جو اس وقت ناقدہ تھے، یعنی بیماری سے اٹھنے کی وجہ سے نقاہت تھی، ہمارے گھر میں کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے، حضور ﷺ کھڑے ہوئے، ان میں سے کھانے کے لئے، علیؓ بھی اسی غرض سے کھڑے ہوئے تو حضور ﷺ ان سے فرمانے لگے تم کو تم کو نقاہت اور کمزوری ہے یہاں تک کہ وہ رک گئے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے جو اور چقدر کی سبزی بھی بنائی تھی جو میں آپ کے پاس لیکر آئی اس پر آپ نے فرمایا، یا علیؓ اَصِيبْ مِنْ هَذَا فَهُوَ أَنْفَعُ لَكَ، کہ تم یہ کھاؤ، تمہارے لئے یہ زیادہ مفید ہے۔

کھجور گرم ہوتی ہے جس سے آپ نے انکو منع کیا اور یہ سبزی ٹھنڈی تھی جو ان کے حق میں مفید تھی اس حدیث سے کھانے پینے کی چیزوں میں احتیاط اور پرہیز کا ثبوت ہو جیسا کہ مصنف نے ترجمہ قائم کیا ہے بذل میں ہے اس حدیث سے علم طب کی فضیلت اور یہ کہ طیب کی بات ماننی چاہئے کا ثبوت ہوا^۱۔ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذہری۔

۳۔ بَابُ فِي الْحِجَامَةِ

بچنے لگوانے کا بیان

۳۸۵۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَّوَيْتُمْ بِهِ خَيْرٌ فَالْحِجَامَةُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارے علاج کے طریقوں میں کوئی چیز بہتر ہے تو وہ بچنے لگا کر فاسد خون نکالنا ہے۔

سنن ابی داود - الطب (۳۸۵۷) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۷۶) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۳۴۲/۲)

شرح الحدیث: إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَّوَيْتُمْ بِهِ خَيْرٌ فَالْحِجَامَةُ: جو علاج اور دوا دارو تم لوگ کرتے ہو ان میں سے اگر کسی میں خیر ہے تو وہ حجامت ہے یعنی بچنے لگوانا۔

بعض شارح (سفاقی) نے اس حدیث پر لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ آپ نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی ہو جب آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کیلئے دوا بھی پیدا فرمائی ہے اہ اس شارح نے اس حدیث کو محمول کیا نفی افادہ پر دوسری اشیاء اور دواؤں میں اور اس سے بہتر بات وہ ہے جو علامہ سند نے لکھی کہ اس سے مقصود آپ کا غیر حجامت سے فائدہ کی نفی نہیں

ہے بلکہ علی وجہ السبائحہ تحقیق حجامت کے فائدہ کو بیان کرنا مقصود ہے۔ والحدیث اخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۸۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي حَسَّانٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْوَالِي، حَدَّثَنَا قَائِدٌ، مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ مَوْلَاهُ، عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدَّتِهِ سَلَمَى خَادِمَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: "مَا كَانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ: اخْتَجِمُ، وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ، إِلَّا قَالَ اخْضِبْهُمَا".

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی خادمہ حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ جب بھی کوئی رسول اللہ ﷺ سے درد سر کا شکوہ کرتا تو آپ ﷺ پچھنے لگوانے کا حکم فرماتے اور پیروں کے درد کی شکایت کرتا تو ان کو مہندی لگانے کا فرماتے۔

سنن ابی داود - الطب (۳۸۵۸) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۰۲) مسند احمد - من مسند القبائل (۶/۴۶۲)

شرح الحدیث: عَنْ جَدَّتِهِ سَلَمَى خَادِمَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خادِم کا اطلاق غلام اور جاریہ دونوں پر ہوتا ہے، اور اس میں تاکا استعمال یعنی "خادمۃ" قلیل ہے، حضرت سلمیٰؓ جو حضور ﷺ کی خادمہ اور باندی ہیں فرماتی ہیں کہ جو شخص بھی آپ ﷺ سے درد سر کی شکایت کرتا تو آپ اس کو حجامت کا حکم فرماتے، اور جو آپ سے پاؤں کی تکلیف بیان کرتا تو اس کو آپ خضاب بالحناء کا مشورہ دیتے، یعنی پاؤں کے تلووں میں مہندی لگانے کا۔

شرح نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں زیادہ تر سر کا درد اور تکلیف غلبہ دم اور اسکے جوش کی وجہ سے ہوتا ہے، اور حجامت ان ہی بیماریوں کا علاج ہے جو غلبہ دم کی وجہ سے ہوں۔ والحدیث اخرجه الترمذی وابن ماجه مختصر افي الحناء، قاله المنذرى۔

۴ - بَابُ فِي مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ

کس جگہ پر پچھنے لگوانے چاہئے

۳۸۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ، وَكَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، - قَالَ: كَثِيرٌ إِنَّهُ حَدَّثَهُ - أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْتَجِمُ عَلَى هَامَتِهِ، وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: «مَنْ أَهْرَأَقَ مِنْ هَذِهِ الدَّمَاءِ، فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوَى بِشَيْءٍ لَشَيْءٍ».

ترجمہ: حضرت ابو کبشہؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ اپنے سر مبارک کی مانگ پر پچھنے لگواتے اور اپنے مونڈھوں کے درمیان پچھنے لگواتے اور ارشاد فرماتے کہ جو شخص (ان دو جگہوں سے زائد) خون نکلوا دے تو اس کو کسی مرض کیلئے کسی دوا کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔ (کسی دوا کا استعمال نہ کرنا نقصان نہیں پہنچائے گا)

سنن ابی داود - الطب (۳۸۵۹) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۸۴)

شرح الحدیث یعنی آپ ﷺ کا معمول احتجام کے بارے میں یہ تھا کہ اکثر اپنے سر کے تالو پر اور اپنے شانوں کے درمیان لگواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص ان خونوں کو بہا دے، یعنی حجامت کے ذریعہ، اور ھَذُو الدَّمَاء کا اشارہ اسی خون کی طرف ہے جو پچھنے کے ذریعہ نکل جاتا ہے تو پھر اس کو کسی بیماری کیلئے کسی اور علاج کی ضرورت نہیں۔

احادیث سے حجامت کی اہمیت کا ثبوت: احادیث میں حجامت کی بہت مدح آئی ہے حتیٰ کہ حدیث المعراج میں آتا ہے کہ آپ کا جس آسمان پر کو بھی گزر ہوا تو وہاں کے فرشتوں نے آپ سے عرض کیا: مُزِ أَمْتُكَ بِالْحِجَامَةِ^۱۔ میں نے اپنے بچپن میں چالیس پچاس سال پہلے دیکھا کہ گرمی کے زمانہ میں دوپہر کے وقت کچھ جنگلی قسم کے آدمی ہاتھ میں تھیلا وغیرہ لئے ہوئے سڑکوں اور گلی کوچوں میں آواز لگاتے ہوئے گھومتے پھرتے تھے اور اپنے خاص لہجہ میں کہتے تھے سینگی پھونکی لگاؤ، جن کی آواز سے بچے ڈرتے بھی تھے جب وہ آتے تھے، مگر اب تو ان کا آنا تقریباً بند ہی ہو گیا، کبھی کبھار کوئی آجاتا ہے، لیکن سنا ہے کہ یہاں حجاز میں مکہ مدینہ میں اب بھی اس کا رواج اور معمول ہے اور معلوم ہوا کہ پہلے تو یہ لوگ حرم کے آس پاس سڑک کے کنارے پر بیٹھے رہتے تھے اپنے آلات لئے ہوئے، لیکن اب یہاں کی حکومت نے اس طرح سڑکوں پر بیٹھنے کے بجائے ان کیلئے مستقل معقول جگہ اور صفائی ستھرائی کو لازم قرار دیدیا ہے جب حدیث میں اتنی تاکید اسکی آئی ہے تو پھر اس کا اہتمام ہونا چاہئے، لیکن اب دنیا میں نئے نئے علاج چل گئے، انگریزی قسم کے لوگ انہیں کرنے لگے۔ والحدیث اخرجہ ابن ماجہ، قالہ المنذہری۔

۳۸۶۰ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ ثَلَاثًا فِي الْأَخْدَعَيْنِ، وَالْكَاهِلِ» قَالَ مُعَمَّرٌ: «اِخْتَجَمْتُ فَذَهَبَ عَقْلِي حَتَّى كُنْتُ أَلْقُنُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي صَلَاتِي، وَكَانَ اخْتَجَمَ عَلَى هَامَتِهِ».

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین جگہ پچھنے لگوائے گردن کی دونوں جانبوں کی رگوں میں اور مونڈھوں کے درمیان، معمر فرماتے ہیں کہ میں نے قصد لگوائے تو میری عقل متاثر ہو گئی حتیٰ کہ مجھے نماز میں سورہ فاتحہ کا لقمہ دیا جاتا تھا (یاد دلانے کیلئے) انہوں نے اپنے سر میں پچھنے لگوائے تھے۔

تحقیق: جامع الترمذی - الطب (۲۰۵۱) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۶۰) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۸۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۱۹/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۹۲/۳)

شرح الحدیث: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَجَمَ ثَلَاثًا فِي الْأَخْدَعَيْنِ، وَالْكَاهِلِ: یعنی آپ ﷺ نے بدن کی تین جگہوں میں پچھنے لگوائے دونوں اخدعین میں جو گردن کی دونوں جانب کی دو رگوں کا نام ہے، اور کاهل یعنی ماہین الکشفین،

یعنی ایک موقع پر آپ نے اس طرح کرایا، اور ان تین کے علاوہ اور بھی بعض بدن کے حصوں پر لگوانا ثابت ہے جیسا کہ کتاب الحج میں اس سلسلہ کی کئی روایتیں گزری ہیں اُحْتَجَمَ وَهُوَ مُخْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ دَاءٍ كَانَ بِهِ، اُحْتَجَمَ وَهُوَ مُخْرِمٌ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ، اور ایک روایت میں یہاں آئندہ باب میں آرہی ہے اُحْتَجَمَ عَلَى وَرِكَيْهِ، مِنْ وَشْيٍ كَانَ بِهِ، پچھنے مجامع العروق ہی پر عام طور سے لگائے جاتے ہیں بدن کے جس حصہ میں جہاں رگیں جمع ہوتی ہیں اس جگہ کو اولاً نشتر لگا کر زخمی کیا جاتا ہے اور پھر سینگ لگا کر حجام سانس کے ذریعہ خون کھینچتا ہے۔

آگے حدیث میں ہے معمر کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ پچھنے لگوائے تو میری عقل جاتی رہی، سورہ فاتحہ پڑھنے میں بھی اٹکنے لگا، اس میں تلقین اور لقمہ دینے کی نوبت آنے لگی، ایک راوی کہتا ہے کہ انہوں نے اپنے سر کے تالو پر پچھنے لگوائے تھے، اب یا تو محل حجامت کی تعیین میں غلطی ہو گئی، یا تشخیص مرض میں جسکی وجہ سے نقصان ہوا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہامہ کے بجائے یافوخ پر لگوا لیا ہو گا یہ دونوں جگہیں قریب قریب ہی ہیں، ہامہ تھوڑا سا مقدم راس کی طرف ہے اور یافوخ کچھ پیچھے۔ والحدیث اخرجہ الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۵۔ بَابُ مَنِ اسْتَحَبَّ الْحِجَامَةَ

کن تاریخوں میں پچھنے لگانا پسندیدہ ہے؟

۳۸۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَمْعِيُّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ اُحْتَجَمَ لِسَبْعِ عَشْرَةَ، وَتِسْعِ عَشْرَةَ، وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ، كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ»۔
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو پچھنے لگوائے تو (یہ عمل) اس کے لئے ہر بیماری سے شفاء کا باعث ہے۔

۳۸۶۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنِي عَمَّتِي كَبْشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرَةَ، وَقَالَ: غَيْرُ مُوسَى كَبْشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ أَبَاهَا، كَانَ يَنْهَى أَهْلَهُ عَنِ الْحِجَامَةِ، يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ، وَيَرْغُمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَّ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ يَوْمُ الدَّمِ، وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَرَقَأُ»۔

ترجمہ: کبشہ بنت ابی بکرہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے والد ابو بکرہؓ اپنے گھر والوں کو منگل کے روز پچھنے لگوانے کو منع فرماتے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کرتے تھے کہ منگل کا دن خون (کے جوش) کا دن ہوتا ہے اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں خون رکتا نہیں۔

۳۸۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَحْتَجَمَ عَلَى وَرَکَہِ، مِنْ وَثْءٍ کَانَ بِہِ»۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ہڈی میں تکلیف کے سبب اپنی سرین پر فصد لگوائے۔

سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۶۳) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۸۵)

یعنی کن تارِ نخوں میں کچھنے لگوانے چاہئیں، حدیث الباب میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مہینہ کی سترہ اور انیس اور اکیس تارِ نخ میں کچھنے لگوائے تو اس میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ مہینہ کے شروع حصہ میں آدمی کا خون جوش پر ہوتا ہے اور اخیر میں بہت ہلکا پڑ جاتا ہے لہذا اور میانی حصہ اس کیلئے زیادہ موزوں ہے، امام بخاریؒ نے بھی کتاب الطب میں حجامت سے متعلق متعدد ابواب قائم کئے ہیں، ایک ترجمہ یہ بھی ہے: "أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ" اور اس میں یہ حدیث مرفوعہ ذکر کی اَحْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ^۱ اور ایک روایت تعلیقاً اَحْتَجَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَيْلًا ذکر کی، بخاری میں تعین اوقات کی کوئی روایت نہیں البتہ سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں روایات ہیں، اور فیض الباری میں ہے: لعلہ یشیر الی حدیث عند ابی داؤد، فیہ تفصیل الأيام للاحتجام اھ^۲ "الابواب والتراجم"

أَحْبَبْتُ عَقَبِي كِبَشَةً يَنْتُ أَيَّ بَكْرَةٍ: ہمارے نسخہ میں اسی طرح ہے "کبشہ" اور بعض نسخوں میں کِبَشَةٌ ہے اور یہی صحیح ہے، اس حدیث میں یہ ہے کہ یوم الشَّامِاء میں کچھنے نہ لگوانے چاہئیں، یہ دونوں یوم الدم ہے، یعنی یہ دن خون کے غلبہ کا ہے جسم کے اندر، اور اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر اس میں حجامت یا فصد کرائی جائے تو پھر خون رکتا نہیں۔ اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے، اور پھر سیوطی نے اس پر ان کا تعقب کیا ہے۔

اَحْتَجَمَ عَلَى وَرَکَہِ، مِنْ وَثْءٍ کَانَ بِہِ: یعنی اپنے ورک پر کچھنے لگوائے چوٹ لگ جانے کی وجہ سے وٹوہ یہ ہے کہ ہڈی پر چوٹ لگے لیکن وہ ٹوٹے نہیں، ہو سکتا ہے یہ مختصر ہو اسی حدیث سے جس میں آپ کے سقوط عن الفرس کا مشہور واقعہ مذکور ہے^۳ حضرت نے بذل میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے^۴۔ والحدیث أخرجه النسائی، قاله المنذری۔

۱ صحیح البخاری - کتاب الطب - باب ای ساعة یحتجم ۵۳۹۶

۲ فیض الباری علی صحیح البخاری - ج ۶ ص ۴۷

۳ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: "اَحْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَحْرٌ مِنْ أَلَمٍ کَانَ بِظَهْرِهِ، أَوْ يَوْمَکَہِ "شَكَ وَشَامُ" (مسند الإمام أحمد بن حنبل مسند الکفرین من الصحابة مسند جابر بن عبد الله رضی الله عنه ۱۴۸۵۷)

۴ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۱۹۲

۵۔ بَابُ فِي قَطْعِ الْعِرْقِ وَمَوْضِعِ الْحَجْمِ

۸۸ رگ کاٹنے اور حجامت کے مقام کا بیان ۸۸

اس ترجمہ میں دو جزء ہیں، ایک موضع الحجامة، لیکن اس کا باب اوپر گزر چکا اسی لئے بعض نسخوں میں ترجمہ کا یہ جزء نہیں ہے، اور دوسرا جز قطع العرق یعنی کسی خاص رگ کا منہ کھول دینا یعنی فصد۔

۳۸۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي شَفِيَّانَ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي طَلِيْبٍ فَقَطَّعَ مِنْهُ عِرْقًا».

ترجمہ: حضرت جابر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب کی طرف ایک طبیب کو بھیجا تو اس نے ان کی ایک رگ کاٹ دی (پچھنے لگانے کی نیت سے)۔

تخریج: صحیح مسلم - السلام (۲۲۰۷) سنن ابی داود - الطب (۳۸۶۴) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۹۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۱۵/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۷۱/۳)

شرح الحدیث: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي طَلِيْبٍ فَقَطَّعَ مِنْهُ عِرْقًا: یعنی آپ نے حضرت ابی بن کعب کے پاس ایک معالج کو بھیجا جس نے ان کے فصد کی، اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے ثم بعد ذلك كواه ليرقا الدم^۱ یعنی فصد کرنے کے بعد سخی یعنی داغ دیا اس رگ کو تاکہ خون بند ہو جائے، والحدیث أخرجه مسلم وابن ماجه بنحوه، قاله المنذرى۔

۶۔ بَابُ فِي الْكَيِّ

۸۹ زخم کو داغنے کا بیان ۸۹

۳۸۶۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: «كَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَيِّ فَكَتَوَيْنَا، فَمَا أَفْلَحْنَا، وَلَا أَلْجَحْنَا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَكَانَ يَسْمَعُ تَسْلِيمَ الْمَلَائِكَةِ فَلَمَّا اكْتَوَى انْقَطَعَ عَنْهُ فَلَمَّا تَرَكَ رَجَعَ إِلَيْهِ».

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زخم کو داغنے سے منع فرمایا، ہم لوگوں نے (ضرورت کے موقع پر) زخم کو داغا لیکن اس (داغنے) نے ہمیں نہ کوئی فائدہ دیا نہ ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب کیا۔

تخریج: جامع الترمذی - الطب (۲۰۴۹) سنن ابی داود - الطب (۳۸۶۵) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۹۰) مسند احمد - اول مسند البصرین

(۴۲۷/۴) مسند احمد - اول مسند البصريين (۴۳۰/۴)

۳۸۶۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَى سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مِنْ رُمَيْتِهِ».

ترجمہ: حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کے تیر کے زخم کی وجہ سے لگے زخم کو داغ۔
 صحیح مسلم - السلام (۲۲۰۸) سنن أبي داود - الطب (۳۸۶۶) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۹۴) مسند احمد - باقي مسند المكثرين (۳۶۳/۳)

شرح الأحادیث: کئی علاج کا ایک خاص طریقہ ہے جس میں لوہے کو گرم کر کے بدن کے جس حصہ میں تکلیف ہوتی ہے وہاں اس سے داغ دیتے ہیں، اسکے بارے میں دونوں طرح کی روایات ہیں منع کی اور جواز کی جیسا کہ خود اس باب کی دو حدیثوں میں ہے، پہلی روایت میں منع اور دوسری روایت میں اس کا ثبوت کہ آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کے تیر لگنے سے جو زخم ہو گیا تھا اس کا علاج باگی کیا۔

جمع بین الروایتین بعض نے تو اس طرح کی ہے کہ ① دراصل یہ علاج کی سخت قسم ہے، یہ سمجھئے کہ آخر العلاج ہے جس میں تعذیب بالنار ہے، اب اگر کسی اور معمولی اور ہلکے علاج سے کام چل سکتا ہو تب تو اسکو اختیار نہیں کرنا چاہئے، اور جہاں کوئی اور دوا مفید ثابت نہ ہوتی ہو وہاں پھر اس کو کر لینا چاہئے اور بعض شراح نے اس طرح کہا ہے کہ ② اگر یہ علاج محض بیماریوں سے بچنے کیلئے اور تحفظ کیلئے ہو تب تو ممنوع ہے اور واقعی ضرورت پیش آنے پر اس کا کرنا جائز ہے، یہ دوسری توجیہ حاشیہ میں عز الدین ابن عبد السلام سے نقل کی ہے۔

باب کی پہلی حدیث میں یہ ہے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم کو علاج باگی سے منع فرمایا تھا، لیکن ہم نے یہ علاج کیا تو اس میں کامیابی نہیں ہوئی، فَمَا أَفْلَحْنَا، وَلَا أَلْجَحْنَا، جمع مؤنث غائب کے صیغہ کے ساتھ ہے اور بعض نسخوں میں فَمَا أَفْلَحْنَا وَلَا أَلْجَحْنَا، جمع متکلم کے صیغہ کے ساتھ ہے پہلی صورت میں ضمیر راجع ہوگی کیات کی طرف کہ ہمارے یہ علاج مفید ثابت نہ ہوئے، اور دوسری صورت میں یہ مطلب کہ ہم لوگ اس علاج میں ناکام رہے۔

بعض نسخوں میں حدیث اول کے بعد ہے: امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ صحابی عمران بن حصین اس علاج سے پہلے تسلیم ملائمہ کو سنا کرتے تھے، جب انہوں نے یہ علاج کیا تو یہ سننا منقطع ہو گیا، پھر جب انہوں نے اس علاج کو ترک کر دیا تو پھر سننے لگے۔ حدیث عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ الترمذی وابن ماجہ، و حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ مسلم وابن ماجہ، قاله النذری.

۷۔ باب فی السعوط

ناک کے ذریعہ دوا لینے کا بیان

سعوط بفتح ال سین اور اسی طرح لدود بفتح اللام، اور ایسے ہی وجور بفتح الواو علاجوں کے نام ہیں، سعوط ناک میں دوا ٹپکانا^①، اور لدود منہ کے کسی ایک جانب میں دوا ٹپکانا اور وجور حلق میں ٹپکانا۔ لدود کا ذکر یہاں ابوداؤد کی روایت میں نہیں ہے، صحاح کی دوسری کتب (بخاری ترمذی) وغیرہ میں ہے۔

۳۸۶۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا وَهْبُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَالٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَعَطَ».

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناک میں دوا ڈالی۔

معلوم ہوا کہ آپ سے سعوط ثابت ہے، آپ نے خود یہ کیا ہے۔

ترجمہ
شرح الحدیث

حضور ﷺ کے مرض مین لدود کا واقعہ: اور لدود کے بارے میں یہ آتا ہے ترمذی کی روایت میں ہے: **إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ السَّعُوطُ وَاللَّدُودُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشْيُ**، فَلَمَّا اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَا أَصْحَابَهُ، فَلَمَّا فَرَّغُوا قَالَ: «لَدُوهُمْ» قَالَ: فَلَدُّوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْعَبَّاسِ^②، یعنی آپ کے گھر والوں نے آپ کے ساتھ لدود کیا حالانکہ آپ نے اس سے منع فرمایا تھا مگر گھر والوں نے یہ سوچتے ہوئے کہ مریض تو دوا کو ناپسند کرتا ہی ہے اسلئے کر دیا نفی حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عند الشیخین لَدَدْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ، فَأَشَاءَ: "أَنْ لَا تَلْدُوْنِي" وَقُلْنَا: كَرَاهِيَّةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ الْحَدِيثِ^③، اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے: **أَنَّهُمْ أَذَابُوا قِسْطًا أَيْ بَزَيَّتْ فَلَدُوهُ بِهِ**^④، یعنی قسط ہندی کو گرم روغن زیتون میں بگھال کر آپ کا لدود کیا یعنی آپ کے حلق میں وہ ٹپکایا گیا، بعض روایات میں ہے کہ یہ لوگ یہ سمجھے تھے کہ آپ کو ذات الجنب کی تکلیف ہے اسلئے انہوں نے یہ علاج کیا تھا، پھر بعد میں یہ ہوا کہ آپ نے سزاء سب کے لدود کرایا سوائے حضرت عباسؓ کے کہ انکے بارے میں آپ نے یہ فرمایا کہ انہ لم یشهد کم کہ وہ لدود کے وقت میں موجود نہ تھے (اگرچہ

① ناک میں دوا ٹپکانے کا طریقہ بھی شرح نے لکھا ہے، ففی هامش الکوکب (ج ۳ ص ۸۴-۸۵) عن الحافظ: بأن يستلق الرجل علی ظهره ويجعل بین یتیمایر نعمہما لیخدر رأسه ویقطر فی أنفه ماء أودهن فیصدأ مفرداً و امر کب لیتمکن ہذا اللک من الوصول إلى دماغه لاستخراج ما فیہ من الداء بالعطاس اہ۔

② جامع الترمذی - کتاب الطب - باب ما جاء فی السعوط وغیرہ ۲۰۴۷

③ صحیح مسلم - کتاب السلام - باب کراهة التداوی باللدود ۲۲۱۳، صحیح بخاری - کتاب الدیمات - باب القصاص بین الرجال والنساء فی

المراحات ۶۴۹۲

④ نفع الباری شرح صحیح البخاری - ج ۸ ص ۱۴۷

لہود کا مشورہ دینے والے وہی تھے) یہاں پر یہ سوال ہوتا ہے کہ آپ کی عادت شریفہ تو اپنی ذات کیلئے انتقام کی نہ تھی، پھر آپ نے انتقام کیوں لیا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ کے امر کی مخالفت کی وجہ سے، اور آپ کا امر وحی سے تھا گویا انہوں نے وحی کی مخالفت کی، پھر اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اہل بیت کی یہ خطا اجتہادی تھی جس پر گرفت نہیں ہوتی، اس کا جواب حضرت اقدس گنگوہی نے یہ دیا ہے کہ ان کیلئے اجتہاد جائز کب تھا، نص کے ہوتے ہوئے اجتہاد جائز نہیں، اس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو بھی اجتہاد جائز نہیں، یہ سوال و جواب حضرت سہارنپوری اور حضرت گنگوہی کے درمیان خط و کتابت کے ذریعہ سے ہوئے جو تذکرۃ الحلیل^۱ میں منقول ہے، کوکب الدرہی^۲ میں بھی تقریباً اسی طرح ہے۔ ترمذی کی مذکورہ بالا روایات میں ”مشیق“ کا بھی ذکر ہے یعنی دواء مسہل سناکی وغیرہ۔ والحدیث اخبرجہ البخاری ومسلم اتم منه، قالہ المنذہری۔

۸۔ باب فی التشریۃ

۴۴ ایک قسم کے جادو کا بیان

۳۸۶۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا عَقِيلُ بْنُ مَعْقِلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ مُنْذِرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّشْرِيقِ فَقَالَ: «هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ»۔ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے نشرہ (منتر پڑھ کر علاج) کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شیطانی عمل ہے۔

سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۶۸) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۹۴/۳)

شرح الحدیث حدیث الباب میں ہے کہ آپ سے نشرہ کے بارے میں سوال کیا گیا فقال: «هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ، بَدَل» میں لکھا ہے کہ یہ رقیہ کی ایک قسم ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سحر ہے، آپ نے اس کو عمل الشیطان فرمایا ہو سکتا ہے وہ اسمائے شیطانیں پر مشتمل ہوتا ہو جس کی وجہ سے منع کیا ہو۔

۹۔ باب فی التزیاق

۴۴ تزیاق (زہر کی پڑیا) کے استعمال کرنے کا بیان

زہر کی دوا کو تزیاق کہتے ہیں، بعض تزیاق مرکب ہوتے ہیں جس میں لحوام افامی یعنی سانپ کے جسم کا درمیانی حصہ سر اور دم کو

① تذکرۃ الحلیل - ص ۸۲-۸۶

② کوکب الدرہی علی جامع الترمذی - ج ۳ ص ۸۵

③ ہذل السجود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۱۹۵

علیحدہ کر کے ڈالا جاتا ہے، اور بھی چیزیں ہوتی ہوں گی، یہ حرام ہے نجس ہونے کی وجہ سے، اور اگر تریاق (زہر کی دوا) پاک چیزوں سے بنائی جائے تو اسکے کھانے پینے میں کچھ حرج نہیں (کن فی البدل) و فیہ، و من أباح فیما فیہ شئی من لحوم الأفاسی مالک لانه یری إباحة لحوم الحیات، ویقتضیہ مذهب الشافعی لإباحة التداوی ببعض المحرمات، قالہ ابن رسلان ①۔

۳۸۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمرِ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا شَرَحْبِيلُ بْنُ يَزِيدَ التَّحَاوِي، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ التَّوْخِي، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَا أَبَالِي مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ تَرِياقًا، أَوْ تَعَلَّقْتُ ثَمِيمَةً، أَوْ قُلْتُ الشَّعْرَ مِنْ قَبْلِ نَفْسِي» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ قَوْمٌ يَعْنِي التَّرِياقَ»

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اگر میں تریاق (زہر کی پڑیا) استعمال کروں یا (زمانہ جاہلیت کے طرز کے مطابق) تعویذ گنڈے لٹکاؤں یا خود ساختہ شعر کہوں تو مجھے نہیں معلوم کہ میں حلال و حرام کی تمیز کے بغیر جو چاہوں کروں (یعنی یہ تین فعل نبی سے صادر نہیں ہو سکتے بلکہ یہ عصمت نبوی کے خلاف ہیں)۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں ان تین چیزوں کی حرمت اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہے ورنہ اہل علم کی ایک جماعت نے تریاق (زہر کی پڑیا) کھانے کو جائز فرمایا ہے۔

سنن أبي داود - الطب (۳۸۶۹) مسند أحمد - مسند الكثرين من الصحابة (۱۶۷/۲)

شرح الحديث مَا أَبَالِي مَا أَتَيْتُ جزائے مقدم ہے آگے اسکی شرط آرہی ہے، آپ فرما رہے ہیں کہ اگر میں تریاق استعمال کروں یا تعلیق تمیمہ یا اپنی جانب سے کوئی شعر کہوں تو اسکا مطلب یہ ہو گا کہ میں جو چاہے کر گزرتا ہوں اور پرواہ نہیں کرتا، یعنی جائز اور ناجائز ہونے کی۔ حاصل یہ کہ میرے لئے یہ کام قطعاً جائز نہیں۔

قال أبو داود: هَذَا كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً: مصنف کہہ رہے ہیں کہ تریاق کا حرام ہونا خاص آپ کیلئے ہے ورنہ بعض علماء نے تریاق کو جائز رکھا ہے، اور یہ بھی محتمل ہے کہ مصنف کے کلام میں هَذَا کا اشارہ أَوْ قُلْتُ الشَّعْرَ مِنْ قَبْلِ نَفْسِي کی طرف ہو، اور وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ قَوْمٌ یہ جملہ ماقبل سے متعلق نہ ہو، بلکہ مستقل تریاق ہی سے متعلق ہو۔ اس حدیث میں تعلیق تمیمہ کا بھی ذکر ہے، تعلیق التمام کا آگے مستقل باب آ رہا ہے۔

۱۰۔ باب فی الادویۃ المکروہۃ

مکروہ دواؤں کے استعمال کا بیان

۳۸۷۰۔ قَالَ: لَمَّا حَدَّثَنَا هَامُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْحَبِيثِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بری (حرام) دوا کے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔

جامع الترمذی - الطب (۲۰۴۵) سنن ابی داود - الطب (۳۸۷۰) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۵۹) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۳۰۵/۲) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۴۴۶/۲) مسند احمد - باقی مسند الکثیرین (۴۷۸/۲)

۳۸۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ: «أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ، فَتَهَاكُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا».

ترجمہ: عبد الرحمن بن عثمان کہتے ہیں کہ ایک طبیب نے جناب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا مینڈک کے دوا میں ڈالے جانے کے متعلق (اس کا شرعی حکم کیا ہے؟) حضور ﷺ نے اس سے منع فرمادیا کہ مینڈک کو مار کر دوا میں ڈالاجائے (یعنی مینڈک کو دوا کے طور پر استعمال کرنا ہی منع ہے)۔

سنن ابی داود - الطب (۳۸۷۱) سنن الدارمی - الاصحاح (۱۹۹۸)

شرح الحدیث: جب قتل ضفدع ممنوع ہو تو تدویٰ بالضفدع بھی ممنوع ہو کیونکہ تدویٰ اس کے قتل ہی پر موقوف ہے یا تو اس لئے منع ہے کہ وہ نجس ہے یا کم مستقذر (گھناؤنی چیز) کذا فی البدل عن فتح الودود ①۔

اس حدیث سے شافعیہ نے استدلال کیا کہ میتہ البحر میں صرف ضفدع حرام ہے، کما تقدم الاختلاف فی ذلك فی کتاب الطہارۃ والحدیث اخرجہ النسائی، قالہ المنذری۔

۳۸۷۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ حَسَا سُمًّا فَسَعَهُ فِي يَدِهِ، يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مَحَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے زہریلا تو وہی زہر قیامت کے دن اس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ میں ہو گا اور وہ شخص دوزخ کی آگ میں اس کو ہمیشہ ہمیشہ پیا کرے گا۔

تخریج: صحیح البخاری - الطب (۵۴۴۲) صحیح مسلم - الإیمان (۱۰۹) جامع الترمذی - الطب (۲۰۴۳) سنن النسائی - الجنائز (۱۹۶۵) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۷۲) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۶۰) مسند أحمد - باقی مسند البکترین (۲۵۴/۲) سنن الدارمی - الطب (۲۳۶۲)

شرح الحدیث: یعنی جو شخص دنیا میں زہر چاٹ کر مرے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ یہ معاملہ ہو گا کہ وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہو گا جس کو وہ اسی طرح چاٹے گا جہنم میں ہمیشہ ہمیش، اگر خلود کو اپنے ظاہر پر رکھیں تب تو یہ حدیث مستحکم پر محمول ہوگی، اور یا پھر خلود سے مراد کبٹ طویل لیا جائے۔

اور ایک جواب وہ ہے جو امام ترمذی نے فرمایا، انہوں نے اس حدیث کو مختلف طرق سے ذکر فرمایا جن میں بعض طرق ایسے بھی ہیں جن میں خَالِدًا الْخُلْدًا کا لفظ نہیں ہے بلکہ صرف یہ ہے: عَذَابٌ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ^۱، امام ترمذی نے اسی طریق کو ترجیح دی اور فرمایا: وَهَذَا أَصَحُّ لِأَنَّ الرِّوَايَاتِ إِنَّمَا تَحْمِيءُ بِأَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ يُعَذَّبُونَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُمْ يُخْلَدُونَ فِيهَا اهـ۔ الحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ اتم منه، قاله المنذری۔

۳۸۷۳ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَمَاعٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ، عَنْ أَبِيهِ ذَكَرَ طَارِقُ بْنُ سُؤَيْدٍ أَوْ سُؤَيْدُ بْنُ طَارِقٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ، فَذَهَابَ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَذَهَابَ، فَقَالَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنَّمَا ذَوَاءُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا، وَلَكِنَّهَا ذَوَاءُ»۔

ترجمہ: طارق بن سوید یا سوید بن طارق نے حضور ﷺ سے شراب کے پینے کے متعلق دریافت فرمایا تو حضور ﷺ نے شراب کے استعمال سے منع فرمایا، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! شراب کے ذریعے بعضے امراض سے شفاء یابی حاصل ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بالکل غلط! بلکہ شراب تو بیماری ہے۔

تخریج: سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۷۳) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۰۰) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۳۱۱/۴) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۲۹۳/۵)

شرح الحدیث: شرح السند: اس حدیث کو علقمہ اپنے باپ واکل بن حجر سے روایت کرتے ہیں، اور واکل طارق بن سوید صحابی سے، شعبہ کہتے ہیں کہ میرے استاد سماک نے عَنْ أَبِيهِ کے بعد طارق بن سوید کو بھی ذکر کیا تھا، لہذا اس حدیث کے راوی طارق بن سوید ہوئے (فہذا رواية الصحابي عن الصحابي) جہاں راوی کو استاذ کے الفاظ اچھی طرح یاد نہیں ہوتے تو وہاں وہ اسی طرح تعبیر کیا کرتا ہے، یہاں پر شعبہ کو یہ تو یاد تھا کہ واکل کے بعد سند میں طارق ہیں لیکن یہ یاد نہ رہا کہ ان سے روایت بصیغہ تحدیث ہے یا اخبار یا عنعنہ، اسی لئے اس طرح کہا، نیز یہاں کسی راوی کو یہ بھی شک ہو رہا ہے کہ صحیح نام طارق بن سوید ہے یا

اس کا عکس سوید بن طارق، لیکن صحیح طارق بن سوید ہی ہے، کما یظهر من کتب الرجال، لیکن کتب حدیث میں یہ سند مختلف ہے ابن ماجہ کی سند میں عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْخَضَرِيِّ، عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْدٍ الْخَضَرِيِّ^① ہے، بیچ میں عَنْ أَبِيهِ کا واسطہ نہیں، لیکن مسلم اور ترمذی^② میں ابوداؤد کی طرح عَنْ أَبِيهِ کا واسطہ مذکور ہے۔

مضمون حدیث یہ ہے کہ حضرت سوید نے حضور ﷺ سے خمر بنانے کے بارے میں اجازت طلب کی، حضور ﷺ نے منع فرمایا، انہوں نے پھر سوال کیا کہ میں تو اس کو دوا کیلئے بنانا چاہتا ہوں، مسلم کی روایت میں اسی طرح ہے: إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، آپ نے فرمایا کہ «إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ، وَلَكِنَّهُ دَاءٌ» وہ دوا نہیں بلکہ داء یعنی بیماری ہے۔

بعض لوگ خمر کو دوا سمجھتے تھے اور ذریعہ شفاء، آپ ﷺ نے اسکی نفی فرمادی، چنانچہ ایک روایت میں ہے: إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءً أُمَّتِي فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْهَا^③۔ والحدیث أخرجه ابن ماجه عن طارق بن سوید من غیر شك، وأخرجه مسلم والترمذی من حدیث وائل بن حجر، قاله المنذری۔

۳۸۷۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍوَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالذَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِلْغُلِّ دَاءً وَدَوَاءً فَتَدَاوُوا وَلَا تَدَاوُوا بِحَرَامٍ»۔

ترجمہ حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مرض اور دوا (دونوں کو ساتھ) اتارا ہے اور ہر مرض کیلئے دوا رکھی ہے پس علاج کیا کرو اور حرام چیزوں سے علاج نہ کرو۔

شرح الحدیث قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالذَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِلْغُلِّ دَاءً وَدَوَاءً فَتَدَاوُوا وَلَا تَدَاوُوا بِحَرَامٍ» اس حدیث کا مضمون کتاب الطب کے شروع میں گزر چکا، کہ بیماری بھی اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اس کیلئے دوا بھی اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائی ہے اور پھر آپ نے آگے فرمایا کہ دوا تو کرو لیکن حرام اور نجس چیز سے۔

اس حدیث کے سیاق سے علاج اور تدوی کی ترغیب مفہوم ہو رہی ہے کہ دوا اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور وہ جو کہتے ہیں کہ دوا تو کل کے خلاف ہے وہ بڑے لوگوں کے حق میں ہو گا جو رضائے تسلیم کے اعلیٰ مقام کو پہنچے ہوئے ہوں۔

① سنن ابن ماجہ - کتاب الطب - باب النہی أن يتداوى بالحمر ۳۵۰۰

② صحیح مسلم - کتاب الأشربة - باب تحریم الدواوی بالحمر ۱۹۸۴، جامع الترمذی - کتاب الطب - باب ماجاء فی کراہیۃ الدواوی بالکمر ۲۰۴۶

③ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱ ص ۳۳۹

۱۱۔ باب فی تمرۃ العجوة

عجوة کھجور کا بیان

۳۸۷۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْسٍ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُودُنِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا عَلَى فُؤَادِي فَقَالَ: «إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْقُودٌ، أَتَيْتَ الْحَارِثَ بْنَ كَلْدَةَ أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَنْطَلِبُ فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ فَلْيَجَاهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيْلَكَ بِهِنَّ».

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک بیماری میں مبتلا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ میری عیادت کرنے تشریف لائے اور اپنا دست مبارک میرے سینے پر (اس طرح) رکھا کہ میں اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کرنے لگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں دل کی تکلیف ہے تم بنو ثقیف کے ایک شخص حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ شخص اس کا علاج معالجہ کرتا ہے اسکو چاہئے کہ وہ مدینہ منورہ کی سات عجوة کھجوریں لے کر ان کو گٹھلیوں سمیت پیس لے پھر اس سے تمہارا درد کرے۔

تخریج: صحیح البخاری - الأظہمة (۵۱۳۰) صحیح البخاری - الطب (۵۴۳۵) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۴۷) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۷۵) مسند احمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱/۱۷۷)

شرح الحدیث: حضرت سعد بن وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہوا، آپ ﷺ میری عیادت کیلئے تشریف لائے، آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا جسکی ٹھنڈک میں نے اپنے قلب میں محسوس کی، آپ ﷺ نے فرمایا إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْقُودٌ کہ تیرے فؤاد یعنی قلب میں تکلیف ہے۔

أَتَيْتَ الْحَارِثَ بْنَ كَلْدَةَ أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَنْطَلِبُ فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ فَلْيَجَاهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيْلَكَ بِهِنَّ۔ پھر آپ نے مشورہ دیا ان کو حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جانے کا، اور فرمایا کہ وہ طبیب ہے علاج کرتا ہے، پھر آپ کے ذہن میں خود ہی ان کا علاج آیا اور آپ ہی نے دواء تجویز فرمائی کہ حارث بن کلدہ کو چاہیے کہ مدینہ کی سات عجوة کھجوریں لے اور پھر گٹھلیوں سمیت ان کو کوٹے ①۔ یعنی گٹھلیوں سمیت ان کو پیس لے اور پھر پانی ملا کر رقیق کر کے اس کو چاہئے کہ ان کے

① حدیث کا لفظ فَلْيَجَاهُنَّ ہے، یہ وجہ سے ہے جسکے معنی کوٹنے کے ہیں، چنانچہ بذل (ج ۱۶ ص ۲۰۳) میں ہے اُی یَرْضَهُنَّ اور عون المعبود (ج ۱ ص ۳۵۸) میں ہے: قَالَ فِي النَّهَايَةِ فَلْيَجَاهُنَّ أَيْ فَلْيَدْقِهِنَّ، اور کتاب النکاح میں گزر چکا ان الصوملہ وجاء، اس کے معنی مرض الخصيتين کے ہیں، اسی طرح یہاں بھی مراد ہے کہ ان گٹھلیوں کو پیس دیا جائے تاکہ ان کا درد کیا جاسکے اور ہاتھ سے ملنا مراد نہیں ہے اسکے لئے دوسرا لفظ آتا ہے مرس جیسا کہ نمیز کے بیان میں گزر چکا، کنت آخذ قبضة من تمر وقبضة من زبيب فالتقيت في اناء فامر سه (ثم اسقيه النبي صلى الله عليه وسلم في سنن ابی داؤد - کتاب الأشربة - باب في الخليلين ۳۷۰۷)

ساتھ تیرا دود کر دے۔

یعنی یہ دواء تو خود آپ ﷺ نے تجویز فرمادی لیکن اس کا بنانا اور تیار کرنا اور پھر اس کا استعمال کرنا اس کام کیلئے اس طبیب کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا۔

اس حدیث کے یہی معنی متعدد شرح نے لکھے ہیں کہ عجمہ کھجور کو مع گھلیوں کے پیس کر پانی ملا کر اس کو حلق میں ٹپکا دیا جائے، بجائے پینے کے لدود کا مشورہ یا تو آپ نے اس لئے دیا کہ مریض کی حالت پینے کی نہ تھی ضعف وغیرہ کی وجہ سے، اور یا یہ کہ اس دواء کے استعمال کا طریقہ ہی یہ ہے۔

۳۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّكَ ذَلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ».

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح نہار منہ سات عجمہ کھجوریں کھائے تو اس کو اس روز نہ زہر نقصان پہنچائے گا اور نہ جادو۔

شرح: صحیح البخاری - الأطعمة (۵۱۳۰) صحیح البخاری - الطب (۵۴۳۵) صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۴۷) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۷۶) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱/۱۷۷)

شرح الحدیث: جو شخص صبح نہار منہ سات دانے عجمہ کھجور کے کھالے تو آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ اس شخص کو اس دن کوئی زہر یا سحر نقصان نہ پہنچ سکے۔ یا تو عجمہ ہی کی خاصیت کی وجہ سے، یا آپ ﷺ کی دعاء کی برکت سے، وقال الخطابی: ذلك بركة دعائه لا بخاصية في التمر (بذل) ^(۱) والحدیث اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی، قاله المنذرى۔

۱۲۔ بَابُ فِي الْعِلَاقِ

انگلیوں سے حلق دبانے کا بیان

۳۸۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحْصِنٍ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْبَنٍ لِي قَدْ أَغْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُدْرَةِ فَقَالَ: "عَلَامَ تَدْعُرْنَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ: يُسْعَطُ مِنَ الْعُدْرَةِ، وَيُلْدُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "يَعْنِي بِالْعُودِ: الْقُسْطُ".

ترجمہ: ام قیس بنت محسنؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی میں نے عذرہ (حلق میں ورم) کی وجہ سے اسکے حلق کو (اندر سے) دبایا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی اولاد کو اس دبانے کے

ساتھ کیوں تکلیف پہنچاتی ہو۔ عود ہندی (قسط ہندی، جڑی بوٹی) استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے ان میں سے ایک ذات الجنب ہے، عذرہ (حلق میں ورم) کے لئے اس کو ناک میں ڈالا جاتا ہے اور ذات الجنب میں منہ میں ٹپکایا جاتا ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ عود (ہندی) سے مراد قسط (ہندی) ہے۔

صحیح البخاری - الطب (۵۳۶۸) صحیح مسلم - السلام (۲۲۱۴) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۷۷) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۶۲) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۶۸) مسند احمد - باقی مسند الانصاری (۳۵۶/۶)

شرح الحدیث عذرہ ایک بیماری ہے کہ چھوٹے بچوں کے حلق میں ورم ہو جاتا ہے، اس کا حل اور علاج اس زمانہ کی عورتیں علاق کے ذریعہ سے کرتی تھیں، جسکے معنی دبا دینے کے ہیں کہ انگلی یا انگوٹھے کو بچہ کے منہ میں داخل کر کے اس سے ورم کو دباتے ہیں وہ جو حلق میں ایک گوشت کا ٹکڑا سا لٹکا رہتا ہے جسکو کو ابولتے ہیں (عربی میں لہا کہتے ہیں) ممکن ہے یہ ورم اسی پر آتا ہو، اس دبانے ہی کی نام علاق ہے جس کو اعلاق اور غمز اور دغر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، وکلہا بمعنی واحد، اور جس بیماری کا یہ علاج ہے یعنی ورم اس کو حدیث میں عذرۃ سے تعبیر کیا ہے، ایسا کرنے سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے وہ روتا ہے اسی لئے حدیث میں اس علاج سے منع کیا گیا ہے، سبحان اللہ! دیکھئے آپ بچوں کے حق میں ان کی ماؤں سے بھی زیادہ شفیق ثابت ہوئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شرف و کرم، اور فرمایا آپ نے عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے، عَلَامَةٌ تَدْعُرْنَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، یعنی اپنی اولاد کے ساتھ یہ طرز عمل یعنی دغر اور علاق کیوں کرتی ہو، عود ہندی کو لازم پکڑو جس کو قسط ہندی بھی کہتے ہیں، اسلئے کہ اس میں سات بیماریوں سے شفاء ہے لیکن طریق استعمال الگ الگ ہے، اگر عذرہ کی بیماری ہے تو اس کا طریقہ علاج و استعمال سحوط ہے، اور اگر ذات الجنب کی بیماری ہو تو اس کا طریقہ استعمال لدود ہے۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۱۳۔ بَابُ فِي الْأَمْرِ بِالْكُحْلِ

سرمد لگانے کا بیان

۳۸۷۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفُّوا فِيهَا مَوَاقِمَكُمْ، وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمْ الْإِثْمِدُ: يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنِيبُ الشَّعْرَ".

ترجمہ: ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سفید لباس زیب تن کیا کرو کہ وہ تمہارا سب سے عمدہ لباس ہے اور اپنے مردوں کو ان (سفید پٹروں) میں ہی کفن دیا کرو، اور اشد تمہارا بہترین سرمہ ہے جو مینائی بڑھاتا ہے اور

(پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔

تحقیق: جامع الترمذی - اللباس (۱۷۵۷)، جامع الترمذی - الطب (۲۰۴۸)، سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۷۸)، سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۹۷)، مسند احمد - من مسند بنی ہاشم (۲۳۱/۱)

شرح الحدیث: إِنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الْإِيمَانُ: يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِثُ الشَّعْرَ: بہترین سرمہ اِثمد یعنی سرمہ اصفہانی ہے (یہی سرمہ جو ہمارے یہاں ملتا ہے) جو نگاہ کو صاف کرتا ہے اور پلک کے بال بڑھاتا ہے۔ والحدیث اخرجہ الترمذی وابن ماجہ لمختصر الیس فیہ ذکر الکحل، قالہ المنذری۔

۱۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَيْنِ

نظر بد لگ جانے کا بیان

۳۸۷۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْعَيْنُ حَقٌّ».

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نظر بد لگنا برحق ہے۔

تحقیق: صحیح البخاری - الطب (۵۴۰۸)، صحیح مسلم - السلام (۲۱۸۷)، سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۷۹)، سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۰۷)، مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۸۹/۲)

شرح الحدیث: الْعَيْنُ حَقٌّ: یعنی نظر کا لگنا، جو لوگوں میں مشہور ہے، یہ برحق ہے غلط بات نہیں، امام نووی فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے عین کا انکار کیا ہے اور یہ کہ اس کا کوئی اثر نہیں اور اس سے کچھ نہیں ہوتا، لیکن یہ قول فاسد ہے اسلئے کہ اول تو یہ بات عقلاً ممکن ہے، دوسرے اسلئے کہ مخبر صادق ﷺ نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے جسکی تکذیب جائز نہیں^۱، آگے لکھتے ہیں کہ عین کی دو قسمیں ہیں عین انسی اور عین جنی (انسانی اور جناتی) کما سیاق فی حدیث سہل نیز جسطرح عین دیکھنے سے لگتی ہے اور نقصان پہنچاتی ہے اسی طرح بغیر دیکھے وصف یعنی کسی کا حال سننے سے بھی لگ جاتی ہے، قال اللہ تعالیٰ: وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ^۲، یعنی من غیر رویت اب یہ کہ آنکھ لگتی کیسے ہے کیا ہوتا ہے اسکے بارے میں بعض علماء نے کہا کہ عین کی آنکھ سے کوئی قوت سمیہ اٹھتی ہے جو معین سے جا کر لگتی ہے جس سے اسکو نقصان پہنچتا ہے، جیسے بعض قسم کے سانپ ہوتے ہیں جن کی خاصیت حدیث میں آتی ہے يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبْلَ^۳ اور مسلک

۱ المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج - ج ۱ ص ۱۷۱

۲ اور منکر تو لگے ہی ہیں کہ پھسلا دیں تجھ کو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں قرآن (سورۃ القلم ۵۱)

۳ سنن ابی داؤد - کتاب الأدب - باب فی قتل الحیات ۵۲۵۲

اہل سنت کا یہ ہے کہ یہ تاثیر ضرر آنکھ کیلئے ذاتی نہیں ہے بلکہ جریا علی العادة ہے یعنی عادیۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ وہ اس تقابل کے وقت میں ضرر پیدا فرمادیتے ہیں، یعنی اصل تو اس میں یہ ہے یعنی عادیۃ اللہ کا جاری ہونا، اور وہ جو بعض سے منقول ہے کہ عاین کی عین سے قوت سمیہ کا اٹھنا اور معین سے جا کر اس کا لگنا یہ بھی امر ممکن ہے (بذل عن ابن رسلان^۱) ایک وجہ اسکی یہ سمجھ میں آتی ہے کہ عاین معین کی کسی خوبی کو اسکا کمال ذاتی خیال کر لیتا ہے بجائے خدا داد تصور کرنے کے اسلئے بعض اوقات اس کا وہ وصف سلب کر لیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ماشاء اللہ تعالیٰ کہنے کی صورت میں ضرر نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۸۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كَانَ يُؤَمِّرُ الْعَائِشُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَوَدِجُ».

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جس شخص کی نظر لگتی اس کو وضوء کرنے کا حکم ہوتا پھر جس کو نظر لگی ہوتی وہ اس کے (استعمال شدہ) پانی سے غسل کرتا۔

شرح الحدیث: نظر کا علاج: حدیث میں نظر بد کے اثر کو زائل کرنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، چنانچہ باب کی دوسری حدیث میں ہے: «كَانَ يُؤَمِّرُ الْعَائِشُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَوَدِجُ»، جس کی نظر لگتی ہے اس کو عاین اور جس کو لگتی ہے اس کو معین کہتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے کما فی الترمذی ومسلم وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَأَغْسِلُوا^۲، یعنی جب عاین سے جس کی نظر لگی ہے، غسل طلب کیا جائے یا غسل طلب کیا جائے تو اس کام کو کر دیا کرے۔

حضرت عائشہ فرما رہی ہیں کہ عاین سے کہا جاتا تھا کہ وضو کرے (اور اس ماء مستعمل کو ایک برتن میں جمع کیا جائے) پھر اس وضو کے پانی یعنی غسل سے معین غسل کرتا تھا، یعنی ایسا کرنے سے نظر کا اثر ختم ہو جاتا تھا ”بذل“ میں اس غسل کا ایک خاص طریقہ نقل کیا ہے ایک واقعہ سے جو مسند احمد^۳ میں ہے سہل بن حنیف کے ایک سفر کا قصہ کہ کسی جگہ انہوں نے غسل کیا، اور یہ بہت زیادہ خوبصورت اور حسین تھے، ایک شخص جن کا نام عامر بن ربیعہ ہے ان کی نظر ان پر اس وقت پڑ گئی، فَقَالَ: مَا زِلْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدٌ لِحُبَابَةِ الْحَدِيثِ، پورا قصہ بذل^۴ میں مذکور ہے، آپ عامر بن ربیعہ پر ناراض ہوئے اور یہ فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو چاہئے جب کسی ایسی چیز کو دیکھے جو اسکو پسند آئے تو اس کو چاہئے کہ یہ دعاء پڑھے، اللھم بارک علیہ، اور ایسے ہی ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ نظر کا نقصان نہیں ہوگا، اور اس مفصل روایت میں اعضائے وضو کے

۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۲۰۷

۲ جامع الترمذی کتاب الطب باب ما جاء أن العين حق والغسل لها ۲۰۶۳

۳ مسند الإمام أحمد بن حنبل - مسند الکبیر - حدیث سہل بن حنیف ۱۵۹۸۰

۴ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۲۰۸ - ۲۰۹

دھونے کے ساتھ داخل ازار کے دھونے کا بھی ذکر ہے جس سے مراد کہا گیا ہے کہ شرمگاہ ہے اور کہا گیا کہ لنگی کا اندرونی حصہ جو جسم^۱ سے متصل ہوتا ہے۔ حدیث ابن ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ البخاری ومسلم واخرجه مسلم من حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتم منه، قالہ المنذری (مختصراً)

۱۵۔ باب فی الغیل

غیلہ کا بیان

جس کو غیلہ بھی کہتے ہیں اسکی تفسیر آگے کتاب میں آرہی ہے، قال مالک الغیلۃ أن یمس الرجل امرأته وہی ترضع^۲۔ یعنی جو عورت دودھ پیتے بچہ والی ہو شوہر کا اس سے صحبت کرنا، کیونکہ وطی کے بعد اگر وہ عورت حاملہ ہو گئی تو حمل سے دودھ فاسد ہو جاتا ہے پس اگر وہی دودھ وہ عورت اس بچہ کو پلاتی ہے تب تو وہ اسکے حق میں مضر ہو گا اور اگر نہیں پلاتی تو وہ بھوکا رہے گا۔

۳۸۸۱۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا، فَإِنَّ الْغَيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيَعْدُو عَنْ قَرْنِهِ»۔

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ اپنی اولاد کو پوشیدہ کام کے سبب ہلاک مت کرو (کیونکہ دودھ پلانے کے ایام میں بیویوں سے صحبت کرنے کا اثر بڑے عرصے تک رہتا ہے کہ اس کام کے کرنے کے بعد جب چھوٹا بچہ اپنی جوانی کو پہنچتا ہے اور گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے تو اس) غیل کے سبب گھڑ سوار گھوڑے سے گر جاتا ہے۔

سنن أبی داود - الطب (۳۸۸۱) سنن ابن ماجہ - النکاح (۲۰۱۲) مسند أحمد - من مسند القبائل (۴۵۳/۶)

شرح الحدیث: یہ حضرت اسماءؓ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو ہلاک نہ کرو فعل مخفی کے ذریعہ اس سے مراد وہی غیل ہے، چنانچہ آگے فرماتے ہیں کہ غیل ایسی مضر چیز ہے کہ وہ گھوڑے سوار کو اسکے گھوڑے سے پچھاڑ دیتی ہے، اگر ادیتی ہے، یعنی بچہ کے اندر غیل کا اثر اسکے بڑے ہونے کے بعد بھی نہیں جاتا، اسکے اثر سے اچانک کوئی خاص کمزوری پیدا ہو جاتی ہوگی جس کی وجہ سے وہ دفعۃً سواری پر سے گر پڑتا ہے، جیسے مرگی کا مریض ہوتا ہے کہ اچانک بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔

اس کے بعد جو دوسری حدیث آرہی ہے، اس کا مضمون اس حدیث اسماء کے خلاف ہے۔

۱۔ اوپر والا قصہ مشکوٰۃ میں شرح السنۃ ج ۲ (ص ۱۶۴) کے حوالہ سے مذکور ہے، وفيه فغسل له عامر وجهه، ویدیه؟ ومرفقيه، وراکبتيه، وأطراف رجليه، ودخله إزاره في قرح، ثم صب عليه الخ التعلیق الصبیح ج ۵ ص ۴۱) میں شرح السنۃ ج ۱۲ ص ۱۶۶) سے نقل کیا ہے: اختلفوا فی داخلۃ الإزار، فذهب بعضهم إلى المذاکیر، وبعضهم إلى الأخفاف والدرک، وقال أبو عبيد: إنما أراد به إزاره، بلي جسده، مما يلي الجانب الأيمن، فهو الذي يغسله مختصراً، اور مظاہر حق میں ہے اور اعضاء ازار کے اندر کے یعنی ستر زان اور کولے۔

۳۸۸۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زُوَيْلٍ، أَخْبَرَنِي عُزْرَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَدِّ أُمِّهِ الْأَسَدِيِّ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَهْجِيَ عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَّرْتُ أَنَّ الرُّومَ، وَفَارِسَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ فَلَا يَصْنَعُونَ أَوْلَادَهُمْ» قَالَ مَالِكٌ: "الْغِيلَةُ: أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تَرْضِعُ".

ترجمہ: جد امہ اسدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا میں نے دودھ پلانے کے ایام میں صحبت کرنے سے ممانعت کرنے کا ارادہ کر لیا تھا پھر مجھے اہل روم و فارس کے بارے میں بتلایا گیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں اور یہ ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا، امام مالک فرماتے ہیں کہ غیلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے ان ایام میں صحبت کرے جب کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔

تحقیق: صحیح مسلم - النکاح (۱۴۴۲) جامع الترمذی - الطب (۲۰۷۶) سنن النسائی - النکاح (۳۳۲۶) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۸۲) سنن ابن ماجہ - النکاح (۲۰۱۱) مسند أحمد - باقی مسند الأنصار (۳۶۱/۶) مسند أحمد - من مسند القبائل (۴۳۴/۶) موطأ مالک - الرضاع (۱۲۹۲) سنن الدارمی - النکاح (۲۲۱۷)

شرح الحدیث: آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا غیل کی ممانعت کا لیکن پھر میرے ذہن میں یہ آیا کہ اہل روم اور فارس تو ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا (اس لئے نبی کا ارادہ ملتوی کر دیا)۔

حدیث اسماء اور حدیث جد امہ میں تعارض اور اس کی توجیہ: یہاں پر یہ دو حدیثیں ہیں ایک حدیث اسماء دوسری حدیث جد امہ، ان دونوں میں دو حیثیت سے اختلاف اور تعارض ہے، اول یہ کہ حدیث اسماء سے معلوم ہوتا ہے غیل کا مضر ہونا اولاد کیلئے، اور حدیث جد امہ سے معلوم ہوتا ہے اسکا غیر مضر ہونا، دوسرے اس حیثیت سے کہ حدیث اسماء میں نبی عن الغیل موجود ہے، اور حدیث جد امہ سے نبی کا منفی ہونا معلوم ہوتا ہے (یعنی یہ کہ آپ نے منع کرنے کا صرف ارادہ فرمایا تھا جسکی نوبت نہیں آئی) ان دونوں میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ حدیث جد امہ مقدم ہے وہ شروع کی ہے جس میں آپ ﷺ نے عربوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ سوچا کہ غیل مضر ہے، پھر جب آپ نے روم و فارس پر نظر ڈالی تو آپ نے اندازہ لگایا کہ مضر نہیں ہے پھر بعد میں آپ کو من جانب اللہ تعالیٰ مطلع کیا گیا ہے کہ ایسا نہیں بلکہ وہ مضر ہی ہے لیکن فی بعض الاحیان اور باعتبار بعض امزجہ و طبائع کے اسلئے آپ ﷺ نے بعد میں اس سے نبی فرمائی تنزیہاً اس تقریر کے پیش نظر یہ دونوں حدیثیں متفق ہو جاتی ہیں (ہذل عن ابن رسلان^۱)۔ حدیث اسماء اخرجه ابن ماجہ، و حدیث جد امہ اخرجه مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۱۶۔ باب فی تعلیق التّمائم

تعوید لکانے کا بیان

تّمائم تمیمہ کی جمع کما قیل: واذا المنیة انشبت اظفارها۔ الفیت کل تمیمہ لا تنفع۔

۳۸۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَزَّارِ، عَنْ ابْنِ أَبِي زَيْنَبٍ أَمْرًا عَبْدَ اللَّهِ، عَنْ زَيْنَبَ، أَمْرًا عَبْدَ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ الرُّقَى، وَالتَّمَائِمَ، وَالتَّيْلَةَ شَرُّكَ» قَالَتْ: قُلْتُ: لِمَ تَقُولُ هَذَا؟ وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ وَكُنْتُ أُخْتَلِفُ إِلَى فُلَانِ الْيَهُودِيِّ يَرْقِيَنِي فَإِذَا رَقَانِي سَكَنْتُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّمَا ذَلِكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبِّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُعَادِرُ سَقَمًا»

ترجمہ: حضرت عبد اللہ (بن مسعود) کی اہلیہ زینب اپنے خاوند سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جھاڑ پھونک، تعوید گنڈے اور تولہ (زوجین میں محبت کرنے کا منتر یا جادو) شرکیہ افعال میں سے ہیں کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ انہوں نے یہ کس وجہ سے کہا، بخدا میری آنکھ شدت تکلیف سے بہتی تھی تو میں فلانے یہودی کے پاس جایا کرتی وہ دم کر دیتا تو وہ ٹھیک ہو جاتی۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ شیطان کا عمل ہے وہ اپنے ہاتھ سے آنکھ کو تکلیف دیتا ہے جب یہودی اس پر دم کرتا ہے تو وہ شیطان رک جاتا ہے، تمہارے لئے نبی اکرم ﷺ کی دعا ہی کافی ہے جو وہ فرمایا کرتے تھے کہ (أَذْهَبِ الْبَأْسَ الرَّجُلُ) اے تمام لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف کو دور فرما دے اور شفا یاب فرما تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفاء کے سوا کوئی (دوسری) شفاء نہیں ایسی شفاء عطا فرما جو کوئی بیماری نہ چھوڑے۔

سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۸۳) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۳۰) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۳۸۱/۱)

شرح الحدیث: رقی رقیہ کی جمع فیض الباری^۱ میں لکھا ہے اور وہاں سے الابواب والتراجم میں نقل کیا گیا ہے کہ جو رقیہ شریعت کے موافق ہو اس کے بارے میں کہتے ہیں دم کرنا اور جو خلاف شریعت ہو اس کا ترجمہ ہے منتر، اور تمیمہ وہ کاغذ کے ٹکڑے پر کچھ لکھا ہو جس کو لپیٹ کر گلے میں ڈالتے ہیں جو ہمارے یہاں تعوید کے نام سے مشہور ہے اور تولہ یہ ایک خاص قسم کا منتر یا سحر ہے زوجین میں محبت پیدا کرنے کے لئے، عمل الحب، حدیث میں ان سب کو شرک فرمایا گیا ہے، یعنی من افعال المشرکین، کیونکہ ان کے یہاں ان چیزوں کا بہت زور تھا، یا اس کو حقیقت پر محمول کیا جائے جب کہ ان چیزوں کو تاثیر کے

اعتقاد کے ساتھ اختیار کیا جائے اور ایک قول یہ ہے کہ شرک سے مراد شرک خفی اور ترک توکل۔

آگے روایت میں یہ ہے کہ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینب جنہوں نے اس حدیث کو ان سے روایت کیا وہ کہتی ہیں کہ جب انہوں نے مجھ کو یہ حدیث سنائی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ یہ بات کیوں کہہ رہے ہیں یعنی ان چیزوں کو ناجائز اور شرک کیوں کہہ رہے ہیں، واللہ ایک مرتبہ میری آنکھ دکھنے آرہی تھی جو ڈیڈ اور پانی بہاتی تھی تکلیف کی وجہ سے، تو میں فلاں یہودی کے پاس جایا کرتی تھی جو اس آنکھ کو جھاڑتا تھا، پس جب وہ مجھ کو جھاڑتا تھا آنکھ میں سکون ہو جاتا تھا اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ شیطان کی حرکت تھی، شیطان تیری آنکھ میں چونکا مارتا تھا اپنی انگلی سے پھر جب وہ یہودی اس کو جھاڑتا تھا (تو وہ شیطان تیرا عقیدہ فاسد کرنے کیلئے) مارنے سے رک جاتا تھا، اور پھر انہوں نے فرمایا کہ اگر تم یہ دعاء پڑھ کر جھاڑ لو تو کافی ہو جائے جو حضور ﷺ سے منقول ہے، اَذْهَبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ، اَشْفِ اَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

رقی اور تمام سے متعلق روایات کا تجزیہ و تشریح: مصنف نے ایک باب تمام اور دو باب رقی سے متعلق قائم کئے ہیں، یہ باب تو تمام کا چل رہا ہے جس کی حدیث میں تمام اور رقی دونوں مذکور ہیں، اسکے بعد باب آرہا ہے باب مَا جَاءَ فِي الرُّقَى اور اس کے بعد پھر ایک اور باب آرہا ہے بَابُ كَيْفِ الرُّقَى، پہلے باب میں مصنف نے دونوں طرح کی روایات ذکر فرمائیں منع اور جواز، منع کی تو اوپر گزر چکی اور باب کی دوسری حدیث میں ہے۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا نَرُقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ نَرُقِي فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ: «اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ تَكُنْ نَشْرُكًا» یعنی عوف بن مالک اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں کثرت سے منتر پڑھا کرتے تھے تو اسلام میں داخل ہونے کے بعد ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ان رقی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ اپنے رقی مجھ پر پیش کرو، یعنی دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا کہ کونسا جائز ہے کونسا ناجائز اور سردست آپ نے قاعدہ کے طور پر یہ بات فرمائی کہ رقیہ کے اندر کچھ مضائقہ نہیں اگر اس میں کچھ شرک کی بات نہ ہو، اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، اور علماء نے بھی تحریر فرمایا ہے کہ رقی دو طرح کے ہیں، رقی الجاہلیہ، اور رقی الاسلامیہ پہلی قسم ممنوع ہے اور دوسری جائز، جن رقی میں استعانت بالاسماء الشیاطین وغیرہ ہو یا جانوروں کے ناخن اور ہڈیاں وغیرہ پرو کر پہنائے جاتے ہو یا اعتقاد تاثیر ان کا شرک ہو نا بد یہی ہے، ایسے ہی رقی کی حدیث میں مذمت اور ممانعت آئی ہے اور جن رقی میں استعانت بالاسماء الحسنیٰ اور آیات قرآنیہ وغیرہ ہوں وہ اسلامی رقی ہیں ان کی تو حدیث میں ترغیب آئی ہے، اسی طرح عم خارجہ اور ابو سعید خدری کی حدیثوں میں رقیہ کی تقسیم حق اور باطل کی تصریح مذکور ہے، فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَّ بِرُقِيَّةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلَتْ بِرُقِيَّةً حَقًّا، چنانچہ دوسرا باب جو مصنف نے قائم کیا ہے بَابُ كَيْفِ الرُّقَى اس کا منشاء یہی ہے کہ جب گزشتہ باب سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ رقی دونوں طرح کے ہوتے ہیں ممنوع اور غیر

ممنوع، جائز اور ناجائز، تو پھر وہ رتی جو جائز ہیں جن کو اختیار کرنا چاہئے وہ کیا ہیں، اس دوسرے باب میں اسی کا بیان ہے جس میں مصنف نے اس سلسلہ کے اذکار مسنونہ اور ادعیہ ماثورہ کو بیان فرمایا ہے۔

تعلیق تمانم کی حیثیت: نیز اسماء حسنی اور ادعیہ ماثورہ اور ایسے ہی آیات قرآنیہ جو مادہ ہے اسلامی رتی کا اس میں بھی اصل ذکر و قراءت ہے یعنی زبان سے پڑھنا ادا کرنا نہ کہ تعلیق، یعنی لکھ کر گلے میں ڈالنا، قاضی یعنی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تعلیق من طریق السنہ نہیں ہے، اصل چیز ذکر و قراءت ہے، الا یہ کہ کوئی شخص پڑھنے پر قادر نہ ہو امی ہو یا چھوٹے بچے کہ ان کے حق میں تعلیق بھی ثابت ہے چنانچہ باب کیف الرتی، میں تیسری حدیث میں یہ ہے جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْقُرْآنِ كَلِمَاتٍ: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يُخْضِرُونِ» وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهُ فَأَعْلَقَهُ عَلَيْهِ، یعنی حضور ﷺ گھر اہٹ سے بچنے کیلئے یہ دعا سکھاتے تھے جو اوپر مذکور ہوئی تو اسکے بارے میں یہ صحابی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایسا کرتے تھے کہ اپنی بڑی اولاد کو تو یہ دعا یاد کراتے تھے اور جو چھوٹے بچے ہوتے تھے انکے گلے میں لکھ کر ڈالتے تھے اس سلسلہ میں ہمارے مشائخ اور اکابر بھی یہی فرماتے تھے کہ اصل تو یہ دعائیں ہیں جو قرآن و حدیث میں آئی ہیں، ان کا پڑھنا اصل ہے، تعویذ وغیرہ کی اسکے سامنے کوئی حیثیت نہیں، الا ضرورت، لہذا ان اذکار اور ادعیہ ماثورہ کے یاد کرنے اور انکے پڑھنے کا اہتمام ہونا چاہئے، حضور ﷺ نے ہر بلا اور مصیبت سے بچنے کیلئے، اور ہر موقع اور محل کے اعتبار سے اسکے مناسب دعائیں تعلیم فرمائی ہیں جن کے اہتمام کرنے میں آدمی کی اپنی فلاح اور بہبود ہے۔

حضرت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات میں ہے تعویذات کے بارے میں کہ جب کوئی طلب کرتا ہے تو میں لکھ تو دیتا ہوں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلم چلاتا ہوں آگے کو لیکن وہ پیچھے کو ہٹتا ہے، یہ ہے غایت درجہ کے ایمان و اعتقاد کی مضبوطی، لیکن مع الاعتدال، یعنی لکھ بھی دیتے ہیں نہ لکھنے پر مصر نہیں لیکن اندر سے دل نہیں مانتا، اصل چیز یہ ہے کہ اتباع سنت اعتدال کے ساتھ ہو، تشدد من طریق السنہ نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ ان تعویذات پر علی الاطلاق کفر و شرک کا حکم لگاتے ہیں واللہ تعالیٰ المستعان، والحديث اخرجه ابن ماجه عن ابن اخت زينب عنها، قاله المنذرى۔

۳۸۸۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مَعُوذٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ،

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا مَرْفُوعَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ، أَوْ حِمَّةٍ»۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نظر بد اور کسی موذی جانور کے ڈسنے (ان دو صورتوں) کے سوا کسی چیز کے لئے جھاڑ پھونک نہیں۔

شرح الحدیث یعنی جھاڑ پھونک نہیں ہوتی مگر نظر بد کے اثر سے بچنے کیلئے، یا کسی زہریلے جانور کے ڈسنے کی وجہ سے مطلب یہ ہے کہ ان دو چیزوں میں زیادہ موثر بجائے علاج اور دوا کے پڑھنا اور دم کرنا ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی، قالہ المنذہری۔

۱۷۔ باب ما جاء فی الرُّقَى

جھاڑ پھونک دم کرنے کا بیان

۳۸۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، وَابْنُ السَّرْحِ، - قَالَ: أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، وَقَالَ: ابْنُ السَّرْحِ - أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ يُونُسَ، قَالَ: ابْنُ صَالِحٍ: مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ - قَالَ: أَحْمَدُ وَهُوَ مَرِيضٌ - فَقَالَ: «اكَشِفِ النَّاسَ رَبِّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ» ثُمَّ أَخَذَ كُرَابًا مِنْ بَطْحَانَ فَجَعَلَهُ فِي قَدَحٍ ثُمَّ نَفَثَ عَلَيْهِ بِمَاءٍ وَصَبَّهْ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «قَالَ ابْنُ السَّرْحِ يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الصَّوَابُ».

ترجمہ: ثابت بن قیسؒ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ثابت بن قیسؒ کے پاس تشریف لائے احمد بن صالحؒ فرماتے ہیں ثابت بن قیسؒ بیمار تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے انسانوں کے پروردگار! ثابت بن قیسؒ سے بیماری کو دور فرما پھر وادی بطنان کی مٹی ایک پیالہ میں لیکر اس میں پانی دم کر کے ڈالا اور وہ ثابت بن قیسؒ پر ڈال دیا۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ ابن السرحؒ فرماتے ہیں کہ یہ راوی یوسف بن محمد ہیں نہ کہ محمد بن یوسف جیسا امام ابو داؤدؒ کے دوسرے استاد احمد بن صالحؒ کی رائے ہے۔ اور امام ابو داؤدؒ کی رائے ہے کہ یہ ہی درست ہے۔

شرح الحدیث: یعنی حضور ﷺ حضرت ثابت بن قیسؒ کے پاس تشریف لے گئے جب کہ وہ مریض تھے تو آپ نے یہ دعاء دی ہے: اَكَشِفِ النَّاسَ رَبِّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ۔ اسکے بعد اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے وادی بطنان کی تھوڑی سی مٹی لی جس کو ایک پیالہ میں ڈالا، اور پھر آپ نے اس مٹی پر پانی ڈالتے ہوئے کچھ پڑھ کر پھونک ماری^۱ اور اس کے بعد اس پڑھے ہوئے پانی اور مٹی کو مریض پر چھڑک دیا۔ والحدیث أخرجه النسائي مسنداً ومرسلاً، قالہ المنذہری۔

۳۸۸۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ نَرْقِي فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ: «اعْرِضُوا عَلَيَّ رِقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكَاً».

ترجمہ: عوف بن مالکؒ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے ہم نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے

رسول! اس جھاڑ پھونک کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر اپنے جھاڑ پھونک کو پیش کرو۔ اگر اس میں کوئی شرکیہ کلمہ نہ ہو تو اس جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں۔

صحیح مسلم - السلام (۲۲۰۰) سنن أبي داود - الطب (۳۸۸۶)

شرح الحدیث اس کے بعد وہی عوف بن مالک اشجعی کی حدیث ہے، اَعْرِضُوا عَلَيَّ مَقَاكُمُ، جسکا حوالہ اوپر آچکا، اخرجه مسلم، قاله المنذرى۔

۳۸۸۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْمُصْبِغِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، عَنْ الشَّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي: «الْأَتَعْلَمِينَ هَذِهِ رُقِيَّةُ التَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمَتِيهَا الْكِتَابَةُ».

ترجمہ شفاء بنت عبد اللہ کہتی ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کی خدمت میں تھی کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور مجھ سے ارشاد فرمایا: جس طرح تم نے حضرت حفصہؓ کو لکھنا سکھایا ہے اسی طرح تم ان کو رُقِیَّةُ التَّمْلَةِ کیوں نہیں سکھادیتیں۔

سنن أبي داود - الطب (۳۸۸۷) مسند أحمد - باقي مسند الانصار (۳۷۲/۶)

شرح الحدیث حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ جن کا نام ملی لکھا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک روز میں حضرت حفصہؓ کے پاس تھی کہ باہر سے حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو یعنی حفصہؓ کو رُقِیَّةُ التَّمْلَةِ کیوں نہیں سکھا دیتی، جس طرح تو نے اسکو لکھنا سکھایا ہے۔

نملہ ایک بیماری ہے کہ آدمی کے پہلو میں پھنسیاں ہو جاتی ہیں اسکا اس زمانہ میں کوئی خاص علاج پڑھائی سے تھا جس کو رُقِیَّةُ التَّمْلَةِ کہتے ہیں، اسکے الفاظ بذل میں یہ لکھے ہیں: العروس تحتفل وتختضب وتکتحل، وكل شئ تفتعل غير أن لا تعصى الرجل^۱۔

عورت کے لئے کتابت سیکھنا کیسا ہے؟ اس حدیث سے مستفاد ہو رہا ہے کہ عورتوں کو کتابت سکھانا جائز ہے اور یہ حدیث لا تعلموھن الكتابة اس صورت میں ہے جب کہ تعلیم کتابت میں کسی فساد کا اندیشہ ہو بذل اور حاشیہ بذل (ج ۱۶ ص ۲۱۷-۲۱۸) میں یہ ہے کہ فتاویٰ حدیثیہ^۲ میں ابن حجر ہیتمی نے اس مسئلہ پر تفصیل سے کلام کیا ہے یعنی تعلیم

۱ بذل المجہد فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۲۱۷

۲ قلت: ليس فيه دلالة على طلب تعليمهن الكتابة، وإما فيه دليل على جواز تعليمهن الكتابة وعن بقول به وإما غاية الأمر فيه أن النهي عنه تنزيها لما تقرر من الفساد المترتبة عليه، والله سبحانه أعلم. (الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي - ص ۸۵)

الکتاب للنساء اور ترجیح انہوں نے عدم اولیت کو دی ہے۔

۳۸۸۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا ثَنِي الْجَدَّانِ الرَّبَابُ قَالَتْ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حَنْفٍ، يَقُولُ: مَرَرْنَا بِسَيْلٍ فَدَخَلْتُ فَأَغْتَسَلْتُ فِيهِ فَخَرَجْتُ مُحْمُومًا فَكُنِيَ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا ثَابِتٍ يَتَعَوَّدُ» قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي وَالزُّنْفَى صَالِحَةٌ فَقَالَ: «لَا رُقِيَّةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حِمَّةٍ أَوْ لَدَغَةٍ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الْحِمَّةُ مِنَ الْحَيَّاتِ وَمَا يَلْسَعُ».

ترجمہ: سہل بن حنیف فرماتے ہیں کہ میں ایک نہر کے پاس سے گزرا پس میں نے اس میں داخل ہو کر غسل کیا، میں باہر نکلا تھا کہ مجھے بخار چڑھ گیا۔ اس واقعہ کی خبر جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو ثابت (سہل بن حنیف) سے کہو کہ اس کے علاج کے لئے دم درود (جھاڑ پھونک) کرے رباب راویہ کہتی ہیں اے میرے آقا (سہل بن حنیف)! کیا جھاڑ پھونک فائدہ مند ہے؟ تو سہل بن حنیف نے فرمایا: نظر بد لگنے کی صورت میں یا بچھو کے ڈسنے کی صورت میں یا سانپ کے کاٹنے کی صورتوں میں جھاڑ پھونک کرنا صحیح ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ الحمرة کا اطلاق سانپ اور ہر ڈنک مارنے والے جانور کے ڈنک مارنے پر ہوتا ہے۔

سنن ابی داود - الطب (۳۸۸۸) مسند احمد - مسند المکین (۴۸۶/۳)

شرح الحدیث: سہل بن حنیف کہتے ہیں ایک مرتبہ میرا گزرا ایک سیل پر ہوا جس میں داخل ہو کر میں نے غسل کیا، جب میں اس سے باہر نکلا تو بخار چڑھا ہوا تھا، یہ بات آپ ﷺ تک پہنچ گئی، آپ نے فرمایا سہل بن حنیف سے کہو کہ وہ اس کیلئے جھاڑ پھونک کرے۔

قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي وَالزُّنْفَى صَالِحَةٌ فَقَالَ: «لَا رُقِيَّةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حِمَّةٍ أَوْ لَدَغَةٍ» رَبَابُ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یعنی سہل سے یاسیدی کیا جھاڑ پھونک جائز ہے؟ تو سہل بن حنیف نے فرمایا: اس کا حاصل یہ ہے، کہ ہاں جائز ہے اس لئے کہ جھاڑ پھونک تو زیادہ تر نظر بد یا زہر کی وجہ سے ہوتی ہے۔

اختلاف نسخ اور نسخه صحیحہ کی تحقیق: سنن ابوداؤد کے تمام نسخوں میں عبارت اسی طرح ہے اسکا وہی مطلب ہے جو لکھا گیا، جس کا تقاضا یہ ہے کہ یاسیدی کا مصداق سہل بن حنیف ہوں، اور متن حدیث لَا رُقِيَّةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حِمَّةٍ یہ سہل بن حنیف ہی کا مقولہ ہو، اس صورت میں یہ حدیث موقوف ہو جائے گی، حالانکہ ایسا نہیں بلکہ یہ حدیث مرفوع ہے، ہم نے مسند احمد کی طرف رجوع کیا اس میں لفظ فَقَالَتْ نہیں ہے بلکہ اس طرح ہے فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا ثَابِتٍ يَتَعَوَّدُ» قُلْتُ: يَا سَيِّدِي وَالزُّنْفَى صَالِحَةٌ؟ قَالَ: «لَا رُقِيَّةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حِمَّةٍ» الحدیث، اس صورت میں فَقُلْتُ کا قائل سہل بن حنیف ہوں گے، اور سیدی کا مصداق حضور ﷺ ہوں گے اور اس صورت میں یہ حدیث مرفوع ہوگی، اور ہونا بھی اس طرح چاہیے، لہذا ابو

داؤد کے نسخہ میں لفظ قَالَتْ صحیح نہیں، یا تو سرے سے یہ لفظ ہو ہی نہ، اور اگر ہو تو قَالَ ہونا چاہیے (من البذل) ^① شیخ محمد عوامہ نے بھی اپنی تعلیق میں حضرت کی رائے کی تصویب کی ہے اور مزید نسائی کی روایت کا بھی حوالہ دیا ہے کہ اس میں بھی لفظ قَالَتْ نہیں ہے، اور صاحب عون المعبود نے فَقُلْتُ کا قائل تو سہل ہی کو قرار دیا، اور ہا سیدی کا مصداق حضور ﷺ کو، لیکن انہوں نے ابو داؤد کی روایت میں جو لفظ قَالَتْ ہے اسکو بھی باقی رکھتے ہوئے فَقُلْتُ سے پہلے قَالَ مقدر مانا ہے ^②، تاکہ فَقُلْتُ کا قائل سہل ہی رہے ورنہ ظاہر عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ فَقُلْتُ کا قائل رباب ہوں، مگر بجائے اس تاویل کے زیادہ بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ ابو داؤد کی روایت میں قَالَتْ من غلط النسخین ہے جس کا قرینہ یہ ہے کہ مسند احمد اور نسائی کی روایت میں لفظ قَالَتْ موجود نہیں۔

آپ ﷺ کے حق میں لفظ سیدنا کا ثبوت: بہت سے حضرات حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ سید کا لفظ بڑھاتے ہوئے تامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سے آپ کے حق میں سید کا استعمال منقول نہیں دیکھئے اس حدیث میں آپ کے حق میں سہل بن حنیفؓ کے کلام میں یاسیدی موجود ہے ^③۔ والحدیث اخرجه النسائی، قالہ المنذری۔

۳۸۸۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَدَنِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ الْعَبَّاسُ: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُقِيمَةُ إِلَّا مَنِ عَيْنٍ، أَوْ حُمَةٍ، أَوْ دَمٍ يَرْقَأُ» لَمْ يَذْكُرِ الْعَبَّاسُ الْعَيْنَ وَهَذَا لَفْظُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ.

ترجمہ: عباس راوی (مصنف کے استاد) حضرت انسؓ سے حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ تین صورتوں میں جھار پھونک کی اجازت ہے۔ ① نگاہ بد لگنے کی صورت میں۔ ② سانپ بچھو کے ڈسنے کی صورت میں۔ ③ نکسیر پھوٹ جانے کی صورت میں۔ عباس (استاد مصنف) نے (پہلی صورت) نگاہ بد لگنے والی صورت کو ذکر نہیں کیا۔ (امام ابو داؤد کے دوسرے استاد) سلیمان بن داؤد نے یہ تین صورتیں ذکر کی ہیں۔

خروج: صحیح مسلم - السلام (۲۱۹۶) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۸۹) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۱۶) مسند احمد - باقی مسند المکثرین

① ہذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۲۱۸

② وہ اس تاویل پر بظاہر اس لئے مجبور ہوئے کہ ان کے ذہن میں یہ ہے کہ لفظ قَالَتْ جس طرح تمام نسخ ابو داؤد میں ہے اسی طرح مسند احمد کی روایت میں بھی ہے، حالانکہ ایسا نہیں، حضرت بذل میں فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے مسند احمد کا نسخہ موجود ہے اس میں لفظ قَالَتْ ہے ہی نہیں، اور مزید برآں شیخ محمد عوامہ نے لکھا اپنی تعلیق میں کہ نسائی کی روایت میں بھی لفظ قَالَتْ نہیں ہے، لہذا بجائے صاحب عون کی تاویل کے یہ کہا جائے کہ اس روایت میں لفظ قَالَتْ درست نہیں۔

③ اس مسئلہ میں حضرت اقدس سہارنپوریؒ کا مدینہ منورہ میں قاضی القضاۃ عبداللہ بن بلید سے ملک عبدالعزیز کی موجودگی میں حرم شریف میں مباحثہ ہوا تھا، حضرت نے روایات سے ثابت فرمایا تھا جس کو ملک نے بھی تسلیم کیا تھا، یہ واقعہ ذکوۃ الخلیل (ص ۲۹۸-۲۹۹) میں مذکور ہے۔

(۱۱۸/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۱۹/۳)

شرح الحدیث باب کی آخری حدیث میں ہے: لَا تُرْقِيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ، أَوْ مَحْمَةٍ، أَوْ دَمٍ يَزْقَأُ، دَمٌ سَ مَرَادُ عَافٍ، نَكْسِيرٌ يَعْنِي نَكْسِيرَ كَلِمَةٍ لَمْ يَكُنْ يَدْرِيهَا، تَوَدُّهُ دَمٌ رَكَّ جَاتَا هُـ۔

۱۸۔ بَابُ كَيْفِ الرُّقَى

جھاڑ پھونک کرنے کے اسلامی طریقے کا بیان

حصول صحت وازالہ مرض کیلئے چند مخصوص دعائیں: اس باب پر کلام شروع میں آچکا، اس باب میں مصنف نے بعض منتخب احادیث جن میں بہت مفید اور جامع دعائیں ہیں اوجاع و امراض کیلئے انکو جمع کر دیا ہے، ان سب کو یاد کرنا چاہئے۔

۳۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لِقَابِ الْأَنْرَقِ بَرَقِيَّةٌ رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَقَالَ: «اللَّهُمَّ رَبِّ النَّاسِ هُذِّبِ النَّاسَ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، اشْفِهِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا»۔

ترجمہ: حضرت انسؓ نے ثابت بنانی سے فرمایا کیا میں تم پر وہ جھاڑ پھونک نہ کروں جو حضور ﷺ کیا کرتے تھے؟ ثابتؓ نے کہا: ضرور۔ تو حضرت انسؓ یہ دعا پڑھی: اللَّهُمَّ رَبِّ النَّاسِ ارحمنا اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف دور کرنے والے، شفاء عطا فرما، آپ ہی شفا بخشنے والے ہیں آپ کے علاوہ کوئی شفا دینے والا نہیں ایسی شفا یا بی عطا فرما کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔

تخریج: صحیح البخاری - الطب (۵۴۱۰) جامع الترمذی - الجنائز (۹۷۳) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۹۰) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۵۱/۳) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۶۷/۳)

شرح الحدیث: اس حدیث میں بیان کردہ دعا اللَّهُمَّ رَبِّ النَّاسِ هُذِّبِ النَّاسَ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، اشْفِهِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ہے۔

۳۸۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُصَيْفَةَ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ، أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّهُ أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُثْمَانُ: وَي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "امْسَحْهُ بِمِمْبِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَقُلْ: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَكُدْرَتِهِ، مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ" قَالَ: «فَفَعَلْتُ ذَلِكَ، فَأَذْهَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ بِي، فَلَمْ أَزَلْ أَهْرِبُ بِهِ أَهْلِي وَعَائِلَتَهُمْ»۔

ترجمہ: حضرت عثمان ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مجھے اس قدر تکلیف تھی کہ اس نے مجھے موت کے قریب کر دیا فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی تکلیف کی جگہ پر سات

مرتبہ دایاں ہاتھ پھیر کر یوں کہو: میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کے واسطے پناہ چاہتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جس کو میں محسوس کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا پس اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کو دور کر دیا جو مجھے تھی تو میں ہمیشہ اپنے اہل و عیال اور دوسروں کو ان کلمات کے پڑھنے کی تاکید کرتا رہتا ہوں۔

تخریج: صحیح مسلم - السلام (۲۰۲۰۲) جامع الترمذی - الطب (۲۰۸۰) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۹۱) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۲۲) مسند احمد - اول مسند الدینین رضی اللہ عنہم اجمعین (۲۱/۴) مسند احمد - مسند الشامیین (۲۱۷/۴) موطأ مالک - الجامع (۱۷۵۴)

شرح الحدیث: اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ اور ترمذی کی روایت میں 'وسلطانه' بھی ہے، مِنْ شَرِّ مَا أُجِدُّ، اس دعاء کے بارے میں حدیث میں یہ ہے کہ بدن کے جس حصہ میں درد اور بیماری ہو اس پر دائیں ہاتھ سے مسح کرتا رہے اور سات بار اس دعاء کو پڑھے۔

۳۸۹۲- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ زِيَادَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ فَصَّالَةَ بْنِ عُثَيْبٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ اشْتَكَى مِنْكُمْ شَيْئًا، أَوْ اشْتَكَاهُ أَخٌ لَهُ، فَلْيَقُلْ رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ، تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، كَمَا رَحِمْتَنِي فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ، اغْفِرْ لَنَا حُبْنًا وَخَطَايَانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ، أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْعِ، فَيَبْرَأَ».

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اگر تم میں سے کسی شخص کو کسی تکلیف کی شکایت ہو یا کسی کا کوئی بھائی کسی تکلیف کا ذکر کرے تو اس کو یوں کہنا چاہئے: "ہمارا پروردگار اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ تیرا نام (ذات) پاکیزہ ہے، آسمان و زمین میں تیرا ہی حکم چلتا ہے پس زمین پر اسی طرح اپنی رحمت نازل فرما جس طرح آسمان میں آپ کی رحمت ہے۔ ہمارے گناہ اور لغزشیں بخش دے، تو پاکیزہ لوگوں کا پروردگار ہے اپنی رحمتوں میں سے رحمت نازل فرما اور اس تکلیف پر اپنی شفا میں سے شفا نازل فرما" تو وہ بیمار شخص صحت یاب ہو جائے گا۔

شرح الحدیث: رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ، تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، كَمَا رَحِمْتَنِي فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ، اغْفِرْ لَنَا حُبْنًا وَخَطَايَانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ، أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْعِ. بدن کے جس حصہ میں درد ہو، اس پر ہاتھ رکھ کر یہ دعاء پڑھی جائے، حدیث میں ہے فَيَبْرَأُ کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

۳۸۹۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْقِرْعِ كَلِمَاتٍ: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ

الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَخْضَرُونَ» وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهُ فَأَعْلَقَهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کو (رات میں نیند وغیرہ میں) ڈر جانے کی صورت میں یہ دعا سکھایا کرتے تھے: ”میں اللہ تعالیٰ کے بے عیب اور نفع مند کلمات کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں اس کی ناراضگی سے اور اس کے (مفسدین) بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ ہماری مجلس میں آجائیں۔“ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اپنی سمجھ دار اولاد کو یہ کلمات سکھادیا کرتے تھے اور جو کم سن بچے ہوتے ان کے گلے میں تعویذ لکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔

جامع الترمذی - الدعوات (۳۵۲۸) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۹۳)

شرح الحدیث: اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَخْضَرُونَ، اس دعا کے بارے میں یہ ہے کہ گھبراہٹ کے وقت میں اس کو پڑھا جائے جیسے بعض مرتبہ بچے اور بڑے بھی رات کے وقت میں سوتے سوتے یا جاگتے ڈر جائیں تو اس کو پڑھا جائے، اور چھوٹا بچہ ہو تو اس کے گلے میں اس دعا کو لکھ کر بطور تعویذ کے ڈال دیا جائے، یہ مضمون شروع میں گزر بھی چکا۔

۳۸۹۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سَوَّيجٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا مَسْكِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ قَالَ: أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ: النَّاسُ أَصِيبُ سَلَمَةً فَأَتَى بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَفَقَتْ فِي ثَلَاثِ نَفَثَاتٍ» فَمَا اسْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ.

ترجمہ: یزید بن ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن الاکوعؓ کی پنڈلی پر ایک زخم کا نشان دیکھا میں نے دریافت کیا، یہ کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا (زخم کا نشان ہے جو) مجھے جنگ خیبر میں لگا تھا لوگ کہتے گئے کہ سلمہ کو گھاؤ لگ گیا مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھ پر تین مرتبہ دم کیا پس آج تک مجھے اس میں تکلیف نہ ہوئی۔

صحیح البخاری - المغازی (۳۹۶۹) سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۹۴) مسند احمد - اول مسند المدینین رضی اللہ عنہم اجمعین (۴۸/۴)

۳۸۹۵ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِلْإِنْسَانِ إِذَا اسْتَكَى يَقُولُ: بِرَبِّهِ ثُمَّ قَالَ بِهِ فِي الثَّرَابِ: «نُزْبَةُ أَرْضُنَا، بِرَبِّقَةٍ بَعْضُنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے تکلیف کی شکایت کرتا تو آپ ﷺ اپنا لعاب مبارک لے کر اسکو مٹی کے ساتھ ملانے کا اشارہ فرماتے اور فرماتے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ ملی ہوئی ہے (تاکہ) ہمارے مریض کو اللہ کے حکم سے شفا نصیب ہو۔

صحیح البخاری - الطب (۵۴۱۳) صحیح البخاری - الطب (۵۴۱۴) صحیح مسلم - السلام (۲۱۹۴) سنن ابی داؤد - الطب

(۳۸۹۵) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۲۱) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۹۳/۶)

شرح الحدیث: حضرت عائشہؓ فرما رہی ہیں کہ جب کسی آدمی کو کوئی شکایت (تکلیف) ہوتی کسی مرض یا زخم وغیرہ کی، تو آپ اس کو یہ طریقہ بتلاتے کہ اپنی شہادت کی انگلی پر اپنے منہ کی رال لگا کر اس کو مٹی پر رکھے، جس سے اس کی انگلی پر مٹی لگ جائے اور پھر اس انگلی کو تکلیف کی جگہ رکھ کر مسح کرتے ہوئے یہ دعا پڑھی جائے، جو اوپر مذکور ہے، اور بخاری کی روایت میں اس دعاء کے شروع میں لفظ ”بسم اللہ“ بھی ہے۔

امام نوویؒ نے اس حدیث کی یہی شرح کی ہے ^۱ جو ہم نے لکھی ہے اور انگلی پر مٹی لگانا غالباً یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یا اللہ تیری قدرت تو بہت بڑی ہے کہ تو نے اتنا عالی شان انسان اس مٹی سے پیدا کیا ہے، پھر تیرے لئے شفاء دینا کیا مشکل ہے۔
تخریج الاحادیث: الحدیث الاول اخرجہ البخاری والترمذی والنسائی، والثانی اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ بنحوہ والثالث اخرجہ النسائی، والرابع اخرجہ الترمذی والنسائی، وقال الترمذی حسن غریب، والخامس اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذری۔

۳۸۹۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ زَكَرِيَّا، قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرٌ، عَنْ خَارِجَةَ بِنِ الصَّلْتِ التَّحِيْمِيَّةِ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ، ثُمَّ أَقْبَلَ رَاجِعًا مِنْ عِنْدِهِ، فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ عِنْدَهُمْ رَجُلٌ لَجُثُونٌ مُوْتَقٌ بِالْحَبِيدِ، فَقَالَ أَهْلُهُ: إِنَّا حَدَّثْنَا أَنَّ صَاحِبَكُمْ هَذَا قَدْ جَاءَ بِغَيْرٍ، فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُدَاوِيهِ؟ فَرَفَعَتْهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَبَرَأَ، فَأَعْطَوْنِي مِائَةَ شَاةٍ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «هَلْ إِلَّا هَذَا؟» وَقَالَ مُسَدَّدٌ: فِي مَوْضِعٍ آخَرَ «هَلْ قُلْتُ غَيْرَ هَذَا؟» قُلْتُ: لَا. قَالَ: «خُذْهَا فَلْعَمْرِي لَمَنْ أَكَلِ بِرُقِيَّةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلَتْ بِرُقِيَّةٌ حَقًّا».

ترجمہ: خارجہ بن الصلت تميمیؓ اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر اسلام قبول کیا اور واپسی کے ارادے سے آپ کے پاس سے رخصت ہوئے تو آپ کا گزر ایک قبیلہ پر ہوا جس کا ایک حوا اس بانہ شخص زنجیروں میں قید تھا اس شخص کے گھروالوں نے کہا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ تمہارے یہ ساتھی خیر و بھلائی (کی باتیں) لائے ہیں تو کیا تم لوگوں کے پاس علاج کے لئے کوئی چیز (دم وغیرہ) ہے؟ میں نے اس پر سورہ فاتحہ کا دم کر دیا وہ صحت یاب ہو گیا تو انہوں نے مجھے سو بکریاں دیں میں ان کو لیکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنا ڈالا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا بس تم نے یہی پڑھا تھا، دوسری جگہ پر مسدد فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ نے فرمایا) کیا تم نے اس کے علاوہ کچھ پڑھا تھا؟ میں نے عرض کیا: نہیں (بس فاتحہ پڑھی تھی) تو ارشاد فرمایا: وہ (سو بکریاں) قبول کر لو میری عمر کی قسم جو شخص ناجائز جھاڑ پھونک کے ذریعے دھندلا کرے (اس کا وبال اس ہی پر ہے) تم نے تو سچا دم (کر کے) کمایا ہے۔

۳۸۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ مَرَّ، قَالَ: فَرَقَاكَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدُوَّةً وَعَشِيَّةً، كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُرَاقَهُ ثُمَّ تَقَلَّ، فَكَأَنَّمَا أَنْشَطَ مِنْ عِقَالٍ، فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُسَدَّدٍ.

ترجمہ: خارجہ بن صلت اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے اس مریض پر سورہ فاتحہ صبح شام تین دن تک پڑھی جب بھی وہ سورہ فاتحہ ختم کرتے تو منہ میں تھوک جمع کر کے اس مریض پر تھوک دیتے وہ ایسا صحت مند ہو گیا جیسا کہ اس کی بیڑیاں کھل گئیں ہوں انہوں نے مجھے کچھ مزدوری دینا چاہی تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد وہی سارا واقعہ ہے جو مسدد (استاد) نے چار احادیث قبل بیان کیا۔

تخریج: سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۹۶) مسند احمد - مسند الانصار رضی اللہ عنہم (۲۱۱/۵)

شرح الأحادیث: اسکے بعد کتاب میں عم خارجہ کی حدیث اور پھر اسکے بعد حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث ذکر کی ہیں، پہلی حدیث کا تعلق رجل مجنون موثق بالحدید سے ہے اور دوسری کا تعلق لدیغ سے جن میں سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا مذکور ہے، اور پھر ان دونوں کا شفاء یاب ہو جانا اور پھر ان دونوں صحابیوں کا اس جھاڑ پھونک پر ان سے معاوضہ لیتا، اور پھر حضور ﷺ کا اس اخذ معاوضہ کی اجازت دینا مذکور ہے، یہ دونوں حدیثیں کتاب الاجارہ میں باب اجرۃ الطیب کے ذیل میں گزر چکی ہیں، اس حدیث میں یہ بھی ہے: فَلَقَعْمَرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقِيَّةً بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلَتْ بِرُقِيَّةً حَقًّا، اس پر ابن رسلان شارح ابی داؤد لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ رقیہ دو قسم پر ہے حق اور باطل، حق وہ ہے جو کتاب و سنت اور ذکر اللہ کے ذریعہ ہو، اور جو اسکے علاوہ کسی اور چیز سے ہو یا کسی ایسی چیز سے ہو جس کے معنی نہ معلوم ہوں تو وہ جائز نہیں لاحتمال ان یکون فیہا کفر (بذل) ①

جھاڑ پھونک اور دم پر جواز اجرت: وقال أيضا: وفي الحديث أعظم دليل على أنه يجوز الأجرة على الرقي والطب، كما قاله الشافعي ومالك وأبو حنيفة وأحمد، وأما الأجرة على تعليم القرآن فأجازها الجمهور بهذا الحديث وبرواية البخاري، إن أحق ما أخذ تم عليه أجرا كتاب الله، وحرمة أبو حنيفة اه قلت: ولكن أجازة متأخروا الحنفية للضرورة (بذل) ② قلت وقد تقدم دليل أبي حنيفة رحمه الله تعالى في كتاب الاجارة من حديث عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه وفيه: إن كنت تحب أن تطوق طوقاً من نار فأقبلها وترجم عليه المصنف "باب اجر المعلم" فتذكر ③

① بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۲۲۵

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۲۲۸-۲۲۹

③ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۵ ص ۸۲-۸۲

حدیث عم خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ النسائی، وحدث ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۸۹۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا، مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِدَعْتُ اللَّيْلَةَ فَلَمْ أُنْمَ حَتَّى أَصْبَحْتُ، قَالَ «مَاذَا؟» قَالَ: عَقَرْتُ قَالَ: «أَمَا إِنَّكَ لَوُفِلْتَ حِينَ أُمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ»

سہیل بن ابوصالح اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص (صحابی) کو کہتے سنا جو قبیلہ اسلم میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! گزشتہ رات مجھے (کسی جانور نے) ڈنک مارا لہذا (تکلیف کی وجہ سے) صبح ہونے تک نہ سوسکا رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کس جانور نے (ڈنک مارا)؟ میں نے عرض کیا: بچھونے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم شام کے وقت یوں کہہ لیتے کہ ”میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعے پناہ چاہتا ہوں اس کی مخلوق کی برائی سے“ تو کوئی چیز تمہیں نقصان نہ دیتی ان شاء اللہ۔

تحیح سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۹۸) مسند احمد - مسند المکین (۴۴۸/۳) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۴۳۰/۵) ۳۸۹۹ - حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَارِقِ بْنِ يَعْنِي ابْنِ خَاشِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُمِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلَدِيغٍ لَدَعْتُهُ عَقَرْتُ، قَالَ: فَقَالَ: «لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يُلْدَعْ» أَوْ «لَمْ يَضُرَّكَ».

سہیل بن ابوریرہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا جس کو بچھونے ڈس لیا تھا، حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ یہ دعا پڑھ لیتا کہ میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے پناہ چاہتا ہوں اس کی ہر مخلوق کی برائی سے تو وہ اس کو نہ ڈستایا (فرمایا کہ) وہ اس کو نقصان نہ پہنچاتا۔

تحیح سنن ابی داؤد - الطب (۳۸۹۹) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۱۸) مسند احمد - باقی مسند المکین (۲۹۰/۲) شرح الأحادیث ابو صالح کہتے ہیں کہ میں نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص سے سنا جو کہتا تھا کہ میں حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھا تھا، ایک صحابی نے آپ ﷺ سے آکر عرض کیا کہ رات میرے ایک زہریلے جانور نے کاٹ لیا جس سے مجھے صبح تک نیند نہیں آئی، آپ نے پوچھا: کیا جانور تھا؟ انہوں نے عرض کیا: بچھو تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار اگر تو شام کے وقت یہ دعا پڑھ لیتا: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو تجھ کو کوئی چیز ضرر نہ پہنچا سکتی تھی۔

اور اسی حدیث کے دوسرے طریق میں ہے «لَمْ يُلْدَغْ» اَوْ «لَمْ يَضْرَعْ» شک راوی کے ساتھ کہ آپ نے یا تو یہ فرمایا کہ وہ زہریلا جانور ڈستا ہی نہیں، اور یا یہ فرمایا کہ ضرر نہ پہنچاتا، اس میں دونوں احتمال ہیں ایک تو یہی کہ وہ ڈستا ہی نہیں دوسرا یہ کہ اگر ڈستا بھی تو ضرر نہ پہنچتا۔ الطريق الاول من هذا الحديث اخرجه مسلم والنسائي مسنداً ومرسلاً، وابن ماجه، قاله المنذرى (مختصراً) والطريق الثاني اخرجه النسائي من طرق، قاله المنذرى (مختصراً)

۳۹۰۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَهْطًا، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوا فِيهَا فَزَلُّوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَيِّدَنَا لَوِغَ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَنَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: نَعَمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَتْرُقِي وَلَكِنْ اسْتَخَفُّنَاكُمْ فَأَيُّنُكُمْ أَنْ تُصَيِّفُونَا، مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى يَجْعَلُوا لِي جُعَلًا، فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ أَمَّ الْكِتَابِ وَيَتَفَلَّحُ حَتَّى بَرَأَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عَقَالٍ، قَالَ: فَأَوْقَاهُمْ جُعَلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالُوا: اقْتَسِمُوا فَقَالَ: الَّذِي رَفَقَ لَا تَفْعَلُوا حَتَّى تَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْتَأْذِنَهُ فَعَدَّوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَيْنَ عِلْمُكُمْ أَنَّهُمْ مَذْبُوحَةٌ، أَحَسَنْتُمْ، اقْتَسِمُوا، وَاضْرِبُوا إِلَى مَعَكُمْ بِسَهْمٍ»

ترجمہ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ کا ایک قافلہ محو سفر تھا پس وہ کسی عرب قبیلے کے قریب پڑا، کیلئے اترے تو ان قبیلے والوں میں سے کسی شخص نے کہا کہ ہمارے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا ہے کیا تمہارے پاس کوئی ایسا علاج ہے جس سے ہمارا ساتھی شفا یاب ہو جائے تو ہماری جماعت کے ایک فرد نے کہا بالکل خدا کی قسم! میں جھاڑ پھونک جانتا ہوں لیکن ہم نے تم سے مہمان نوازی چاہی تھی لیکن تم لوگوں نے مہمان نوازی سے انکار کر دیا میں اس وقت تک جھاڑ پھونک نہ کروں گا جب تک تم میرے لئے کچھ مزدوری مقرر نہ کر دو پس ان لوگوں نے (معاوضہ میں) بکریوں کا ایک ریوڑ (۳۰ بکریاں) مقرر کیں پس وہ ساتھی آئے اور اس پر سورہ فاتحہ پڑھی اور اس پر کچھ پھونکا یہاں تک کہ وہ صحیح ہو گیا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے (جکڑے ہوئے شخص کی) رسیاں کھل گئی ہوں۔ راوی کہتا ہے پس انہوں نے صحابہ کرامؓ کو ان کا وہ حصہ دے دیا جس پر ان سے صلح ہوئی تھی۔ ان ساتھیوں نے کہا اس ریوڑ کو آپس میں تقسیم کر لو، تو جس صحابیؓ نے جھاڑ پھونک کا عمل کیا تھا کہا کہ ابھی تقسیم نہ کرو پہلے ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ معلوم کریں گے پھر اس گلے کو تقسیم کر لینا پس وہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا تو حضور ﷺ نے (بطور تعجب) ارشاد فرمایا تمہیں کیسے پتہ چلا کہ سورہ فاتحہ رقیہ (جھاڑ پھونک) ہے؟ تم لوگوں نے بہت اچھا کیا اس گلے کو آپس میں تقسیم کر لو۔ اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگاؤ۔

خبر صحیح البخاری - الإجازة (۲۱۵۶) صحیح البخاری - فضائل القرآن (۴۷۲۱) صحیح البخاری - الطب (۵۴۰۴) صحیح مسلم - السلام (۲۲۰۱) جامع الترمذی - الطب (۲۰۶۳) سنن ابی داود - الطب (۳۹۰۰) سنن ابن ماجہ - التجارات (۲۱۵۶) مسند أحمد - باقی

مسند الکثرین (۱۰/۳)

۳۹۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح. وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْنَا عَلَى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالُوا: إِنَّا أَنْبَيْتْنَا أَنْكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ، فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رُقِيَّةٍ فَإِنَّ عِنْدَنَا مَعْنُوهَا فِي الْقَيْدِ؟ قَالَ: فَقُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: فَجَاءُوا وَاسْتَعْوَوْهُ فِي الْقَيْدِ، قَالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غَدَوَةً وَعَشِيَّةً، كُلَّمَا خَتَمْتُهَا أَجْمَعَ بُرَاقِي ثُمَّ أَتَقُلُّ فَكَاثَمَا نَشَطَ مِنْ عِقَالٍ، قَالَ: فَأَعْطَوْنِي جُعَلًا، فَقُلْتُ: لَا، حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «كُلُّ فَلَعَمْرِي مَنْ أَكَلَ بِرُقِيَّةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلَتْ بِرُقِيَّةً حَقًّا».

ترجمہ خارجه بن الصلت تمیمی اپنے پیچھے سے نقل کرتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت سے واپس لوٹے پس ہمارا گزر قبائل عرب میں سے ایک قبیلے پر ہوا تو ان قبیلے والوں نے کہا ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم اس شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس سے خیر اور بھلائی حاصل کر کے آئے ہو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا جھاڑ پھونک کا طریقہ ہے کیونکہ ہمارے یہاں ایک دیوانہ شخص بیڑیوں میں بندھا ہوا ہے۔ تو خارجه کے پیچھے فرمایا کہ ہم نے کہا کہ ہاں (عمل ہے)۔ راوی کہتا ہے کہ وہ لوگ بیڑیوں میں کسے ہوئے اس مجنون شخص کو لائے خارجه کے چچا فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر صبح شام تین دن تک سورہ فاتحہ پڑھی میں اپنے منہ میں تھوک جمع کرتا تھا اور مریض پر پھونک دیتا تھا۔ راوی کہتا ہے چنانچہ وہ ایسے صحت مند ہو گیا گویا کہ بیڑیاں کھل گئی ہوں انہوں نے مجھے میری مزدوری (۱۰۰ بکریاں) دیں میں نے کہا ہرگز قبول نہ کروں گا جب تک آپ ﷺ سے نہ پوچھ لوں۔ پس میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کھاؤ (قبول کرو) پس میری جان کی قسم اگر کوئی باطل جھاڑ پھونک کا معاوضہ لیتا ہو (تو اس کا گناہ اس پر ہے) لیکن تم نے تو حق جھاڑ پھونک پر معاوضہ لیا ہے۔

تحذیح سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۰۱) مسند احمد - مسند الانصار رضی اللہ عنہم (۲۱۱/۵)

۳۹۰۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِبَيْدِي وَرَجَاءُ بَرَكَتِهَا».

ترجمہ حضور ﷺ کی اہلیہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب بیمار ہوتے تو آپ اپنے دل میں معوذات (سورہ اخلاص، قلقل، اور الناس) پڑھتے اور پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے اور جب مرض کی شدت ہوتی (اور پھونک مارنے پر قادر نہ رہتے) تو میں آپ ﷺ پر معوذات پڑھ کر آپ ﷺ کے ہاتھوں کو آپ ﷺ کے جسم پر پھیر لیا کرتی تھی برکت کے حصول کے لیے۔

صحیح البخاری - المغازی (۴۱۷۵) صحیح البخاری - فضائل القرآن (۴۷۲۸) صحیح البخاری - الطب (۵۴۰۳) صحیح مسلم - السلام (۲۱۹۲) سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۰۲) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۲۸) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۲۹) مسند أحمد - باقی مسند الأنصار (۱۰۴/۶) موطأ مالك - الجامع (۱۷۵۵)

شرح الحدیث: باب کی آخری حدیث میں ہے: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی طبیعت جب ناساز ہوتی تو آپؐ سزا معوذتین پڑھتے اور پڑھ کر دم کرتے اپنے اوپر (اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنے ہاتھوں پر دم کر کے ان کو اپنے جسم مبارک پر جہاں تک پہنچتے پھیر لیتے) وہ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ کو آخر وقت میں تکلیف شدید ہوئی تو میں ایسا کرتی کہ معوذات پڑھ کر آپؐ کے دست مبارک پر دم کر کے اسی کو آپؐ پر پھیر دیتی، بجائے اپنا ہاتھ پھیرنے کے آپؐ کے دست مبارک کی برکت کے لئے۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۹۔ بَابُ فِي السُّمْنَةِ

فرہبی کا بیان

۳۹۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا ثَوْعُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سَيَّارٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: "أَرَادَتْ أَتْيَ أَنْ تُسَمِّنَنِي لِدُخُولِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَيْءٍ مِمَّا تُرِيدُ حَتَّى أَطْعَمَنِي الْقِثَاءَ بِالرُّطْبِ، فَسَمِنْتُ عَلَيْهِ كَأَحْسَنِ السَّمَنِ".

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری والدہ نے چاہا کہ مجھے کچھ (اعتدال کے ساتھ) موٹا کرنے کی تدبیر کریں کیونکہ حضور ﷺ سے میری رخصتی کا وقت قریب تھا۔ لیکن میری والدہ جو چاہتی تھیں میرے مزاج نے اس کو قبول نہ کیا یہاں تک کہ پھر انہوں نے مجھے لکڑی رطب کھجور کے ساتھ کھلائی تو مجھ میں (اعتدال کے ساتھ) موٹاپا آ گیا۔

شرح الحدیث: سمنہ یعنی فریبہ کرنے والی دوا یا غذا، مضمون حدیث یہ ہے: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری رخصتی سے پہلے میری والدہ نے مجھ کو فریبہ کرنے کی بہت کوشش اور تدابیر کیں مگر میری طبیعت نے کوئی تدبیر قبول نہیں کی پھر اخیر میں انہوں نے مجھ کو لکڑی اور رطب کھلائی، اس علاج کو میری طبیعت نے قبول کیا جس سے میں بہت اچھی فریبہ ہو گئی۔

لڑکی کو نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے اگر وہ کمزور اور پتلی دہلی ہو تو اسکی والدہ کو فکر ہوا کرتی ہے اور اس کیلئے ایسی تدبیریں کرتی ہے جس سے اس میں قوت اور فرہبی سی آجائے، ہمارے اطراف میں یہ بات مشہور سی ہے کہ اس کیلئے دودھ چلبی کھلاتی ہیں۔ والحدیث اخرجه النسائی وابن ماجه، قاله المنذرى (مختصراً)۔

۲۰۔ باب فی الکاهن

کہانت کا بیان

بعض نسخوں میں اس لئے پہلے کتاب الکہانة والتطير ہے۔

۳۹۰۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيمِ الْأَثَرِ، عَنْ أَبِي عَمِيْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ آتَى كَاهِنًا» قَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ «فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ» ثُمَّ اتَّفَقَا «أَوْ آتَى امْرَأَةً» قَالَ مُسَدَّدٌ: «امْرَأَتُهُ خَائِضًا أَوْ آتَى امْرَأَةً» قَالَ مُسَدَّدٌ: «امْرَأَتُهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِنَّا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ».

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کاہن (غیب کی باتیں بتانے کا دعویٰ کرنے والے) کے پاس آیا موسیٰؑ راوی یہ اضافہ کرتے ہیں کہ پھر اس نے اس کاہن کی کہی گئی بات کو حق جانایا کسی عورت سے حالت حیض میں (صحبت کی) مسد فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے صحبت کی، یا عورت سے (مسد فرماتے ہیں اپنی بیوی سے) پیچھے کے راستے صحبت کی تو وہ شخص اس دین سے بری ہو گیا جو محمد ﷺ پر نازل فرمایا گیا تھا۔

جامع الترمذی - الطہارۃ (۱۳۵) سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۰۴) سنن ابن ماجہ - الطہارۃ وسننہا (۶۳۹) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۴۰۸/۲) سنن الدارمی - الطہارۃ (۱۱۳۶)

شرح الحدیث اس حدیث کے تین جزء ہیں کاہن کے پاس جا کر اسکی تصدیق کرنا، اور اپنی بیوی سے حالت حیض میں وطی کرنا اور تیسرے وطی فی الدبر اور ان تینوں کے بارے میں آپ نے بڑی سخت وعید فرمائی کہ ایسے شخص نے قرآن اور وحی کا انکار کر دیا بذل میں ہے وھذا المحمول علی المستحل، او تغلیظ^۱، وطی فی حالة الحيض، یہ مسئلہ کتاب الطہارۃ میں، اور وطی فی الدبر کا کتاب النکاح میں گزر چکا، کو کب دہری^۲ میں لکھا ہے: قوله من اتى كاهنا، الی آخرہ۔ کاہن کے پاس جانے سے مراد جو غیب کی باتیں وہ بتلاتے ہیں اسکی تصدیق کرنا ہے، صرف اسکے پاس جانا مراد نہیں، مثلاً کوئی شخص کسی ضرورت سے اس کے پاس جائے یا اس کی تکذیب اور تکبیت کیلئے جائے، یا اس کے ساتھ استہزاء اور سخریہ کی نیت سے جائے تو یہ اس میں داخل نہیں بلکہ اگر یہ سمجھ کر بھی جائے کہ جنات ان کاہنوں کو خبریں دیتے ہیں اور بعض خبریں ان کی صادق ہوتی ہیں اور بعض کاذب، تب بھی اس وعید میں داخل نہ ہو گا۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۱۔ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۲۳۴

۲۔ الکوکب الدرہی علی جامع الترمذی - ج ۱ ص ۱۷۵

۲۱۔ باب فی النجوم

علم نجوم کا بیان

۳۹۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُسَدَّدُ الْمُعْتَمِدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص نے علم نجوم کی کوئی قسم سیکھی اس شخص نے جادو کا ایک شعبہ سیکھ لیا۔ جتنا (علم نجوم) سیکھے گا اتنا ہی جادو میں بڑھتا جائیگا۔

شرح: سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۰۵) سنن ابن ماجہ - الادب (۳۷۲۶) مسند احمد - من مسند ابی ہاشم (۲۲۷/۱)

شرح الحدیث: جس شخص نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا تو اس نے سحر کا ایک حصہ حاصل کیا، اب وہ علم نجوم کی تحصیل میں جتنی زیادتی کرے گا وہ گویا علم سحر ہی میں زیادتی ہوگی، اور یہ ظاہر ہے کہ تعلیم سحر اور عمل بالسحر دونوں حرام ہیں، پس ایسے ہی تعلیم نجوم بھی حرام ہوا، اس علم نجوم سے مراد جس پر وعید ہے وہ ہے جسکی وجہ سے آدمی حوادث کے علم کا دعویٰ کرتا ہے جو اب تک واقع نہیں ہوئے اور آئندہ ہونے والے ہیں ہواؤں کا چلنا یا بارش کی طلوع اور اشیاء کے زلزلہ میں کمی زیادتی وغیرہ وغیرہ اور جیسا کہ یہ اہل نجوم دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ان چیزوں کو کو اکب کی سیر سے جان جاتے ہیں حالانکہ آئندہ ہونے والے امور کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے اور اس طرح کا علم نجوم جس سے اوقات کا علم ہو جائے، زوال کا نیز جہت قبلہ کا یہ اس میں داخل نہیں (بذل عن ابن مسلمان^۱) والحدیث أخرجه ابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۹۰۶۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحَمْدِ يَبِيتُ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟» قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: "قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي، وَكَافِرٌ: فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنُوءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ".

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام حدیبیہ میں ہمیں (گزشتہ) رات بارش برسنے کے بعد نماز فجر پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارے

پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (برسات کے بعد) میرے بعضے بندے صاحب ایمان ہو گئے اور بعضے کافر۔ پس جس نے تو یہ کہا ہم پر اللہ کے احسان اور رحمت سے مینہ برسی تو وہ شخص مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کے (عمل دخل کا) انکاری ہوا، اور جس نے یوں کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کے (طلوع یا غروب کے) سبب بارش نصیب ہوئی تو وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں پر ایمان لایا۔

تخریج: صحیح البخاری - الأذان (۸۱۰) صحیح البخاری - الجمعة (۹۹۱) صحیح البخاری - المغازی (۳۹۱۶) صحیح البخاری - التوحید (۷۰۶۴) صحیح مسلم - الإيمان (۷۱) سنن النسائي - الاستسقاء (۱۵۲۵) سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۰۶) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۱۶/۴) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۱۷/۴)

شرح الحدیث: حضور ﷺ نے موضع حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی جب کہ رات میں بارش ہو چکی تھی نماز سے فارغ ہو کر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا، پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنِي، وَكَافِرِي، کہ میرے بندوں میں سے بعض نے کفر کے ساتھ صبح کی اور بعض نے ایمان کے ساتھ، جن لوگوں نے بارش برسنے پر یہ کہا: مُطَرِّفًا بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ، تو یہ شخص تو مجھ پر ایمان رکھنے والا ہے اور کوکب کا انکار کرنے والا ہے اور جس شخص نے یہ کہا: مُطَرِّفًا بِنُورِ كَذَاوَةٍ، کہ ہم برسائے گئے فلاں ستارہ کے طلوع اور غروب ہونے کی وجہ سے، تو یہ شخص میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور کوکب پر ایمان لانے والا یہ وعید اس صورت میں ہے جب کوکب کے بارے میں یہی اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ بارش اسی کی وجہ سے ہوئی ہے جیسا کہ بعض جاہل منجمین سمجھتے ہیں، اور اگر اس اعتقاد کے ساتھ نہیں کہا بلکہ خالق مطر اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتا ہے اس کے باوجود یہ کلام دوسروں سے سن کر ان کے دیکھا دیکھی کہہ دیا تو پھر کافر نہ ہو گا صرف خطا ہوگی۔

اس حدیث کی شرح امام نووی نے اس تفصیل کے ساتھ کی ہے: مطرنا بنوء كذا۔ نوء کی جمع انواء اس کا اطلاق نجم (ستارہ) پر بھی ہوتا ہے لیکن اصل لغت کے اعتبار سے یہ نومصدر ہے ناء بنوء نوء ا کا جسکے معنی غروب اور طلوع دونوں آتے ہیں یہ اٹھائیس ستارے ہیں جن کے اٹھائیس ہی مطالع ہیں جن سے وہ سال بھر میں طلوع ہوتے رہتے ہیں علماء ہیئہ کہتے ہیں کہ ان ستاروں میں سے ہر ستارہ ہر تیرہویں شب میں طلوع فجر کے وقت بجانب مغرب ساقط (غروب) ہوتا ہے اور اسی وقت فوراً اس کے بالمقابل مشرق میں دوسرا ستارہ طلوع ہوتا ہے سال بھر میں اسی طرح یکے بعد دیگرے یہ تمام ستارے طلوع ہوتے رہتے ہیں مشرق میں طلوع ہوتا ہے اور دوسرا مغرب میں غروب ہوتا ہے غروب ہونے والوں کو انواء بولا جاتا ہے اور طلوع ہونے والوں کو بوارج کہا جاتا ہے تو جس وقت یہ ستارہ تیرہویں شب میں طلوع ہوتا ہے تو اگر اتفاق سے اس وقت بارش ہوتی ہے تو اس کو اسی ستارے کی طرف منسوب کرتے ہیں بعض نسبت طلوع ہونے والے کی طرف کرتے ہیں اور بعض غروب ہونے والے کی

طرف کرتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم قالہ النووی فی شرح مسلم (تحفة الأحوذی) ^۱۔ والحديث أخرجه البخاري ومسلم والنسائي نحوه، قاله المنذرى۔

۲۲۔ بَابُ فِي الْخَطِّ وَزَجْرِ الطَّيْرِ

علم رمل اور پرندوں سے فال لینے کا بیان

۳۹۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا حَيَّانٌ، قَالَ: غَيْرُ مُسَدَّدٍ، حَيَّانُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا قُطْنُ بْنُ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْعِيَّافَةُ، وَالطَّيْرَةُ، وَالطَّرْقُ مِنَ الْحَيِّتِ» الطَّرْقُ: الزَّجْرُ، وَالْعِيَّافَةُ: الْخُطُّ.

شرح جہا: قطن ابن قبیصہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ علم رمل اور پرندوں سے فال لینا اور کنکر مارتا یہ تینوں چیزیں جبت (شیطانی افعال) میں سے ہیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں حدیث میں الطَّرْقُ کا معنی پرندے کو مارنا تاکہ دائیں یا بائیں اڑے (جس سے اچھی یا بری فال لی جاسکے) اور العیافۃ سے مراد لکیر کھینچنا (علم رمل) ہے۔

سنن ابی داؤد۔ الطب (۳۹۰۷) مسند احمد۔ مسند المکیین (۴۷۷/۳) مسند احمد۔ أول مسند البصریین (۶۰/۵)

شرح الحدیث: یہ تفسیر امام ابو داؤد کی طرف سے ہے کہ طرق سے مراد زجر یعنی زجر الطیر بیٹھے ہوئے پرند کو اڑانا فال لینے کے لئے اور عیافہ سے مراد خط یعنی علم رمل اور اس کے بعد والی روایت میں یہ تفسیر اس کے برعکس آرہی ہے۔ والحديث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۳۹۰۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: قَالَ عَوْفٌ: «الْعِيَّافَةُ زَجْرُ الطَّيْرِ، وَالطَّرْقُ الْخُطُّ يُخْطُ فِي الْأَرْضِ». عَوْفٌ کہتے ہیں: عیافہ کے معنی پرندے کو ڈرا کر اڑانا ہے (بعد فال کیلئے) اور الطر کے معنی زمین میں لکیریں کھینچنا (علم رمل) ہے۔

۳۹۰۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنْ رِجَالُ يَخْطُونَ، قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ، فَمَنْ وَافَقَ خَطُّهُ قَدَّكَ».

شرح جہا: معاویہ بن حکم سلمیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں بعض

لوگ (علم رمل کے طرز پر) لکیریں کھینچتے ہیں (اس کا شرعی حکم کیا ہے؟) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر (دانیال علیہ السلام) علم رمل کیا کرتے تھے پس جس کا علم ان کے علم کے مطابق ہو گا تو وہ شخص درنگی کو پائے گا (لیکن چونکہ معلوم نہیں کہ یہ وہی علم رمل ہے اس لئے اس علم میں لگنا نہیں، گویا حضور ﷺ منع فرما رہے ہیں)۔

صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (۵۳۷) سنن النسائی - السهو (۱۲۱۸) سنن أبي داود - الطب (۳۹۰۹) مسند احمد - مسند المکین (۴۳/۳) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۴۴۷/۵)

شرح الحدیث یہ حدیث کتاب الصلاة میں گزر چکی، والحدیث أخرجه مسلم والنسائی بطوله۔ قاله المنذري.

۲۳ - بَابُ فِي الطَّيْرِ

بد فال شگون لینے کا بیان

۳۹۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَيْسَى بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الطَّيْرَةُ شُرْكٌ، الْبَطِيرَةُ شُرْكٌ، ثَلَاثًا، وَمَا مِثْلُ إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ».

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا فال لینا شرک ہے، شگون لینا شرک ہے۔ ہم میں سے ہر ایک شخص کے (دل میں پیدا ہونے والے وساوس پہلے پہل کھٹکتے ہی ہیں) مگر اللہ تعالیٰ اس کو توکل اور بھروسے کی وجہ سے دور فرمادیتے ہیں۔

جامع الترمذی - السیر (۱۶۱۴) سنن أبي داود - الطب (۳۹۱۰) سنن ابن ماجه - الطب (۳۵۳۸) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۳۸۹/۱) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۴۳۸/۱) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۴۴۰/۱)

شرح الحدیث یعنی آپ نے تین بار ارشاد فرمایا الطیرۃ شُرکٌ کہ بد شگونی شرک ہے، اور پھر آگے فرمایا کہ ہم میں سے کوئی نہیں ہے ایسا جس کو کسی قدر بد فالی کا خیال نہ آتا ہو، ذرا اور سا خیال شروع میں آتا ہی ہے یعنی قبل التامل، لیکن جو مومن ہوتا ہے اس کو چونکہ اللہ تعالیٰ پر توکل ہوتا ہے اس لئے اس کا توکل اسکے اس خیال کو ہٹا دیتا ہے، یعنی وہ اپنی بد شگونی پر چلتا نہیں، وَمَا مِثْلُ خبر عبارت میں مقدر ہے اُمی و ما مِثْلُ اِحدٌ اِلا و یعتز به شئ منہ^۱، اعتراف یعنی پیش آنا والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجه، قاله المنذري۔

۳۹۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ

أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا عَدْوَى، وَلَا طَيْرَةً، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةً» فَقَالَ أَعْرَابِي: مَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظَّبْيَاءُ فَيَخَالُطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؟ قَالَ: «فَمَنْ أَعْدَى الْأَدْلَ» قَالَ مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تُؤِيدُونَ مُرِضٌ عَلَى مُصْبِحٍ» قَالَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا عَدْوَى، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةً؟» قَالَ: لَمْ أُحَدِّثْكُمْوه، قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: «قَدْ حَدَّثْتُ بِهِ وَمَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ نَسِيَ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرُهُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: بیماری کے متعدی ہونے کا عقیدہ رکھنا صحیح نہیں اور نہ ہی ماہ صفر کو منحوس سمجھنے کی کوئی حقیقت ہے اور نہ کسی میت کی ہڈیوں یا سر سے الو پرندہ نکلنے کی کوئی حقیقت ہے ایک اعرابی نے سوال کیا کہ ریگستان میں ہم بعضے اونٹ دیکھتے ہیں وہ ہرن کی طرح خوبصورت جسم کے مالک ہوتے ہیں اب اگر کوئی خارش اونٹ ان کے ساتھ لگ جائے تو وہ سب کو خارش بنا دیتا ہے (اس سے پتہ چلتا ہے کہ بیماری تو متعدی ہو جاتی ہے) حضور ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش بنایا تھا (یعنی اس کی خارش بامر اللہ پیدا ہوئی تھی اسی طرح باقی اونٹوں کو بھی اللہ کے حکم سے ہی خارش ہوتی ہے)۔ معمر اپنے استاد زہری سے نقل کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں کے گھاٹ پر پانی پلانے کیلئے نہیں لے جانا چاہئے تو اس راوی نے حضرت ابو ہریرہؓ پر اعتراض کیا (کہ آپ کی اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بیماری متعدی ہو جاتی ہے) حالانکہ آپ اس سے پہلے حضور ﷺ کا یہ ارشاد سنا چکے ہیں: لَا عَدْوَى، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةً (جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیماری متعدی نہیں ہوتی دونوں حدیثوں میں تعارض ہو گیا) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ (اوپر والی) حدیث میں نے تم سے بیان نہیں کی۔ حالانکہ حضرت ابو ہریرہؓ اوپر والی حدیث بھی بیان کر چکے تھے (زہری کہتے ہیں کہ ابو سلمہ نے فرمایا حالانکہ ابو ہریرہؓ لَا عَدْوَى والی حدیث کو بیان کر چکے تھے۔ میں نے ابو ہریرہؓ کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی حدیث کو بیان کرنے کے بعد بھول گئے ہوں سوائے اس حدیث کے۔

تخریج: صحیح البخاری - الطب (۵۳۸۷) صحیح مسلم - السلام (۲۲۲۰) سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۱۱) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۳۲۷/۲) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۳۹۷/۲) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۴۳۴/۲)

شرح الحدیث: عدوی کے معنی ایک کی بیماری کا دوسرے کو لگ جانا، جیسا کہ بعض امراض کے بارے میں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مرض متعدی ہے ایک کا دوسرے کو لگتا ہے، مثلاً خارش تو آپ فرما رہے ہیں کہ یہ غلط ہے ایسا نہیں اس پر ایک اعرابی نے آپ سے سوال کیا کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ بہت سے اونٹ جو ریگستان میں گھومتے پھرتے ہیں صاف سترے ہرنیوں کی طرح خوبصورت تو اگر ان میں کوئی خارشٹی اونٹ پہنچ جاتا ہے تو وہ سبھی کو خارشٹی کر دیتا ہے، آپ نے اس سائل کے جواب میں فرمایا کہ وہ بعیر جس کے اختلاط سے اس کی خارش دوسروں کو لگی ہے، اس کے کس کی خارش لگی تھی؟ اس کو تو کسی کی نہیں لگی تھی،

خارش کی تو ابتداء اسی سے ہوئی ہے اس پر سائل خاموش ہو گیا۔

قَالَ مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يُؤْمِدَنَّ لِمَرِيضٍ عَلَى مُصْبِحٍ» قَالَ: فَزَاجَعَهُ الرَّجُلُ إلخ۔

وہ حدیث جس کو ابو ہریرہ بیان کرنے کے بعد بھول گئے: امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا جس نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث سنی تھی، لاؤ یومدَنَّ إلخ، جسکا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے اونٹ بیمار ہوں اس کو چاہیے کہ اپنے اونٹوں کو اس شخص کے اونٹوں میں نہ ملائے جسکے اونٹ تندرست ہیں اس شخص نے ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث سننے کے بعد یہ سوال کیا بطور اشکال کے آپ تو مجھ سے پہلے یہ حدیث بیان کر چکے ہیں: لَا عَدْوَى، وَلَا صَفَرٌ، وَلَا هَامَةٌ، مطلب یہ ہے کہ اب جو حدیث آپ مجھ کو سنارہے ہیں یہ آپ کی بیان کردہ گزشتہ حدیث کے خلاف ہے تو اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ یہ حدیث میں نے تم سے نہیں بیان کی یعنی، لَا عَدْوَى، وَلَا صَفَرٌ، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ حدیث ان ہی کی بیان کردہ ہے جیسا کہ اوپر متن میں گزرا اسی لئے آگے امام زہریؒ ابو سلمہ سے نقل کرتے ہیں: وَمَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ لَيْسَ بِحَدِيثٍ قَطُّ غَيْرُهُ، کہ کبھی ابو ہریرہؓ کسی حدیث کو نہیں بھولے بجز اس حدیث کے (لَا عَدْوَى، وَلَا صَفَرٌ)۔

اس حدیث میں تین جزء ہیں پہلا لَا عَدْوَى جس کو ہم بیان کر چکے، دوسرا لَا صَفَرٌ اور تیسرا لَا هَامَةٌ، اس دوسرے اور تیسرے دونوں کی تفسیر اگلی روایات میں آرہی ہے۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم مطولاً ومختصراً، قاله المنذرى۔

دو متعارض حدیثوں میں تطبیق: لَا عَدْوَى کے بارے میں یہ مشہور اشکال ہے کہ یہ اس دوسری حدیث کے خلاف ہے فَرَّ مِنَ الْمَجْدُومِ فَرَّ مِنْكَ مِنَ الْأَسَدِ^①۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرض جذام امراض متعدیہ میں سے ہے، ایک کا دوسرے کو لگتا ہے لہذا اس سے بچنا چاہئے اسکے دو جواب ہیں: اول یہ کہ لَا عَدْوَى سے مقصود مطلق إعداء کی نفی نہیں ہے بلکہ تاثیر کی نفی مقصود ہے یعنی ایک شخص کا مرض دوسرے کو خود بخود نہیں لگ سکتا بغیر اللہ کے اذن اور امر کے وہ جب چاہتے ہیں جب ہی لگتا ہے اور بعض امراض کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی عادت جاری ہے کہ وہ ان کو لگا دیتے ہیں اور جذام بھی ان ہی میں سے ہے لہذا تقدیر الہی سے ڈرتے ہوئے اس سے بچنا چاہئے، اور دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ لَا عَدْوَى والی حدیث تو اپنے عموم پر ہے مطلقاً کوئی بیماری کسی کی دوسرے کو نہیں لگتی اور یہ دوسری حدیث جذام والی یہ سد ذرائع پر محمول ہے یعنی مجذوم سے بھاگنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا جا رہا ہے کہ جذام کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے بلکہ فساد عقیدہ سے بچنے کے لئے کہا جا رہا ہے کہ اس کے قریب مت جاؤ ایسا نہ ہو کہ کوئی بتقدیر الہی جذام میں مبتلا ہو اور وہ یہ سمجھے کہ میں چونکہ مجذوم کے قریب

گیا تھا اس لئے اس کی بیماری لگ گئی۔

یہ تعارض اور جواب کی بحث تم شرح نجہ کے اندر بھی پڑھ چکے ہو، اور ایک جواب اس تعارض کا یہ بھی دیا گیا ہے کماذکرہ المذہبی فی المختصر کہ احتیاط اور احتراز کی روایت لا یؤیدہن اور فز من المجدوم وغیرہ منسوخ ہیں لا عدوی وال حدیث ان کے لئے ناخ ہے۔

۳۹۱۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا عَدْوَى، وَلَا هَامَةَ، وَلَا نَوَّءَ، وَلَا صَفَرَ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیماری کے متعدی ہونے کا نظریہ بھی غلط ہے اور میت کی ہڈیوں اور سر سے الو کے پیدا ہونے کا نظریہ اور ستاروں کے طلوع و غروب کا بارش کے ہونے میں موثر حقیقی سمجھنے کا نظریہ بھی غلط اور ماہ صفر کو منحوس سمجھنا بھی غلط ہے۔

تخریج: صحیح البخاری - الطب (۵۳۸۷) صحیح مسلم - السلفہ (۲۲۲۰) سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۱۲) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۳۲۷/۲) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۳۹۷/۲) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۴۳۴/۲)

۳۹۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ الْبَرْقِيِّ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ، حَدَّثَنَا الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ، وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ، وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا غُولَ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جزیل آسیب (وغیرہ) کے موثر حقیقی ہونے کا نظریہ غلط ہے۔

۳۹۱۴- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَ كُمْ أَشْهَبُ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا عَنْ قَوْلِهِ: «لَا صَفَرَ» قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُعْلُونَ صَفَرَ، يُحْلُونَهُ عَامًا وَيَحْرَمُونَهُ عَامًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا صَفَرَ».

ترجمہ: امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ حارث ابن مسکین کے سامنے حدیث کی قراءت کی جا رہی تھی اور میں اس مجلس میں موجود تھا کہ اشہب نے آپ کو یہ حدیث سنائی کہ امام مالک سے اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان لا صفر کے متعلق پوچھا گیا تو امام مالکؒ نے اس کی یہ شرح فرمائی کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو حلال قرار دے کر ایک سال اس میں قتل و قاتل کو حلال سمجھتے تھے اور کسی سال اس کے اندر قاتل کو حرام سمجھتے تھے تو حضور ﷺ نے لا صفر فرما کر ان کے اس نظریہ کی تردید کی (کہ ماہ صفر میں نسہ نہ کیا جائے)۔

شرح الأجادیث: غول جس کی جمع غیلان آتی ہے جن ہی کی ایک قسم ہے جس کے بارے میں اہل جاہلیت خیال رکھتے تھے کہ اس کیلئے اضلال اور اہلاک میں تاثیر ہے یعنی جنگل میں تنہا آدمی کو راستہ سے ہٹا دینا گم کر دینا اور یہ کہ وہ مختلف صورتوں میں

شرح الحدیث: ہامۃ لغت میں اس پرند کو بھی کہتے ہیں جس کا نام الو ہے، اور ہامہ کے معنی لغت میں کھوپڑی کے بھی آتے ہیں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جس مقتول کا قصاص اور خون بہا نہیں لیا جاتا تو اسکے دفن کئے جانے کے بعد اسکے سر میں سے الو نکل کر آتا ہے (قبر چیر کر) اور شہر میں آکر کسی اونچے مکان کی چھت پر بیٹھ کر رات کے وقت میں چیختا رہتا ہے اور گویا وہ اپنی زبان میں یہ کہتا رہتا ہے: اسقونی اسقونی کہ مجھ کو قاتل کا خون پلاؤ گویا جب تک اس کا قصاص نہیں لیا جائے گا میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا اس جانور کو صدی بھی کہتے ہیں 'مصباح اللغات' میں لکھا ہے کہ الو کی ایک قسم ہے جس کا سر بڑا ہوتا ہے اور وہ اجاز اور تاریک مقامات میں رہا کرتا ہے اس کا نام ہامہ بھی ہے جس طرح ہامہ کے معنی کھوپڑی کے آتے ہیں صدی کے بھی لغوی ایک معنی دماغ کے لکھے ہیں اس کے بعد والی روایت میں آ رہا ہے کہ ابن جریج نے اپنے استاد عطاء سے سوال کیا، قُلْتُ: فَمَا الْهَامَةُ؟ قَالَ: "يَقُولُ النَّاسُ الْهَامَةُ: الَّتِي تَصْرُخُ هَامَةُ النَّاسِ، وَلَيْسَتْ بِهَامَةِ الْإِنْسَانِ، إِنَّمَا هِيَ دَائِبَةٌ"، یعنی لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ الو چیختا ہے جس کا نام ہامہ ہے یہ ہامہ الناس ہے یعنی آدمی کی کھوپڑی ہے (الْهَامَةُ: الَّتِي تَصْرُخُ موصوف صفت سے ملکر مبتداء اور هَامَةُ النَّاسِ اس کی خبر) حالانکہ یہ انسان کی کھوپڑی نہیں ہے یہ تو ایک جانور ہے اور پرندہ ہے۔

پھر آگے اس روایت کے صفر کے بارے میں سوال ہے تو انہوں نے یعنی محمد بن راشد نے جواب دیا کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ بعض اہل جاہلیہ صفر کے مہینہ سے بد شگونی لیتے تھے اور اس کو نامبارک سمجھتے تھے اسلئے حضور ﷺ نے فرمایا: لَا صَفَرَ کہ اسلام میں ایسا نہیں ہے، یہ مہینہ نامبارک نہیں ہے، پھر اسکے بعد محمد بن راشد نے اس کی ایک تفسیر اور نقل کی کہ بعض لوگ صفر کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک پیٹ کی تکلیف کا نام ہے جس کے بارے میں لوگوں کا خیال یہ تھا کہ یہ تکلیف دوسروں کو لگتی ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: لَا صَفَرَ۔

۳۹۱۶ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا عَدُوَّ، وَلَا طَيْرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْقَالُ الصَّاحِ، وَالْقَالُ الصَّاحِ: الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ"۔

ترجمہ: حضرت انس حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ نہ تو بیماری کے متعدی ہونے کا نظریہ صحیح ہے، نہ پرندے سے بد فالی لینے کا نظریہ درست ہے ہاں مجھے نیک فال پسند ہے۔ اور نیک فال یہ ہے کہ انسان کوئی اچھی بات سنے (تو اس سے اچھا مطلب مراد لے)۔

شرح: صحیح البخاری - الطب (۵۴۲۴) صحیح مسلم - السلام (۲۲۲۴) جامع الترمذی - السیر (۱۶۱۵) سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۱۶)

مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۱۱۸/۳)

شرح الحدیث: یعنی اسلام میں بد شگونی تو نہیں ہے ہاں نیک فالی ہے، جیسے گھر سے نکلے اور کوئی ایسا شخص سامنے کو گزرا جس کا نام سہیل ہے تو اس سے سہولت کی فال نکال لینا کہ جس کام کیلئے ہم گھر سے نکلے ہیں اس میں ان شاء اللہ تعالیٰ سہولت رہے گی۔

والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۹۱۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَقَالَ: «أَخَذْنَا قَالِكَ مِنْ فَيْكِ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک صاحب سے کوئی بات سنی وہ بات آپ ﷺ کو اچھی لگی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تمہارے منہ کی کبھی ہوئی بات سے اچھا شگون لیا ہے۔

سنن ابی داود - الطب (۳۹۱۷) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۸۸/۲)

۳۹۱۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: "يَقُولُ النَّاسُ: الصَّفَرُ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ"، قُلْتُ: فَمَا الْهَامَةُ؟ قَالَ: "يَقُولُ النَّاسُ الْهَامَةُ: الَّتِي تَصْرُخُ هَامَةُ النَّاسِ، وَلَيْسَتْ بِهَامَةِ الْإِنْسَانِ، إِنَّمَا هِيَ دَابَّةٌ".

ترجمہ عطاء فرماتے ہیں کہ لوگ لاصفر کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ صفر پیٹ کی ایک بیماری اور تکلیف کا نام ہے (ابن جریج) کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ ہامہ کسے کہتے ہیں؟ تو عطاء نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں یہ الو ہے جو چیختا ہے اس کو ہامہ الناس کہتے ہیں حالانکہ یہ انسان کی کھوپڑی نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک پرندہ ہے۔

۳۹۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمُعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: أَحْمَدُ: الْقَرَشِيُّ، قَالَ: دُكِرَتْ الطَّيْرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَحْسَنُهَا الْقَالُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَنْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ».

ترجمہ عروہ بن عامرؓ سے مروی ہے مصنف کے استاد امام احمد فرماتے ہیں کہ عروہ بن عامر قرشی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں فال لینے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نیک فال اچھا شگون، اچھی بات ہے اور مسلمان کو بد فال اس کے کام اور ارادے سے نہیں روکتی پس اگر کوئی آدمی کوئی ناپسند شے دیکھے تو اس طرح کہے: اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ..... الخ کہ اے اللہ! اچھے مقاصد آپ ہی پورے فرماتے ہیں اور مصائب اور ناگوار چیزوں کو آپ ہی دور فرماتے ہیں۔ آپ کی دستگیری کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت اور نہ نیکی کی قوت ہے۔

شرح الحدیث جنس کا درجہ ہے مطلق فال نکالنے کو کہتے ہیں اچھی ہو یا بری اور فال کا استعمال بطور نوع کے اچھی فال میں ہوتا ہے اس لئے آپ کے سامنے جب طیرہ کا ذکر آیا آپ نے فال حسن کی تحسین فرمائی کہ وہ اچھی چیز ہے اسلام اس کو پسند کرتا ہے بخلاف فال بد کے، اور پھر فرماتے ہیں: وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا کہ آدمی کو اپنی فال بد پر نہیں چلنا چاہئے اور کسی مسلمان کو فال بد کی وجہ سے اپنے کسی کام سے رکنا نہیں چاہئے یعنی اول تو فال بد یعنی ہی نہ چاہئے اور اگر اس کا خیال دل میں آئے بھی بے اختیار تو

پھر وہ اس کام سے مانع نہیں ہونی چاہئے جو پیش نظر ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا: وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُدْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ۔
پھر آگے حدیث میں یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے ناگوار چیز آئے (تو اسکے ضرر سے بچنے کیلئے) یہ پڑھنا چاہئے: اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَنْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ۔

۳۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنْطَلِيزُ مِنْ شَيْءٍ، وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عَنْ اسْمِهِ، فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرَحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِنْ كَرِهَ اسْمُهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنْ اسْمِهَا فَإِنْ أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرَحَ وَرُئِيَ بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِنْ كَرِهَ اسْمُهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ»۔

ترجمہ: حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کسی شے سے بد فالی نہ لیا کرتے تھے اور جب آپ کسی شخص کو عامل بنا کر کسی کام (مہم) کے لئے روانہ فرماتے، اس سے اس کا نام دریافت فرماتے اگر آپ کو اس کا نام پسند آتا تو اس پر آپ خوشی کا اظہار فرماتے اور اس بشارت کا اثر آپ ﷺ کے چہرہ انور پر واضح ہو جاتا، اور اگر ان کا نام ناپسند ہوتا تو آپ کے چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے اثرات ظاہر ہوتے اور جب آپ کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس کا نام اگر آپ کو پسند ہوتا تو اس پر خوشی کا اظہار فرماتے یہ خوشی آپ کے چہرہ انور پر واضح نظر آتی اور اگر بستی کا نام ناپسند ہوتا تو آپ کے چہرہ انور پر ناگواری کے اثرات نظر آتے۔

سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۲۰) مسند احمد - باقی مسند الانصاف (۳۴۸/۵)

شرح الحدیث: یعنی جب آپ کسی عامل کو کسی جگہ بھیجتے تھے تو اسکے روانہ ہونے سے پہلے اس کا نام دریافت فرماتے اگر اس کا نام اچھا نکلتا تو آپ کو اس سے فرحت ہوتی اور اس کی خوشی آپ کے چہرہ سے ظاہر ہوتی (یہ تونیک فال ہوتی) اور اگر آپ کو اس کا نام پسند نہ آتا تو اس کی ناگواری آپ کے چہرہ سے ظاہر ہوتی یہ بظاہر بد فالی ہے لیکن شرح نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ یہ اثر بد فالی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ نیک فالی حاصل نہ ہونے کا یہ اثر ہوتا تھا۔

آگے حدیث میں اسی طرح اس بستی کے بارے میں بھی آرہا ہے جس میں آپ دوران سفر داخل ہوتے اس پر بعض علماء نے لکھا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ اپنی اولاد اور خادموں کیلئے اچھے نام تجویز کرے تاکہ نیک فالی حاصل ہو۔ والحدیث اخرجه النسائی، قاله المنذرى۔

۳۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنِي يَحْيَى، أَنَّ الْخَضْرَمِيَّ بْنَ لَاحِقٍ، حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسْتَبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوَى، وَلَا طَيِّرَةَ، وَإِنْ تَكُنِ الطَّيْرَةُ فِي شَيْءٍ فِى الْقَرْيَةِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْذَاوِرِ»۔

ترجمہ: حضرت سعد بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے نہ ہامہ (الو) کی کوئی حقیقت ہے اور نہ

بیماری کے متعدی ہونے کا نظریہ درست ہے اور نہ شکون لینا درست ہے اگر کسی شے میں بد شکونی ہوتی تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوتی۔

تحجیح سنن ابی داود - الطب (۳۹۲۱) مسند احمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱۸۰/۱)

شرح الحدیث یہ حدیث تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی ہے، آگے حدیث ابن عمرؓ میں بھی یہی آ رہا ہے۔

۳۹۲۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَزَةَ، وَسَلَامٍ، ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مُسْكِينٍ، وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكِ ابْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ «الشُّؤْمِ فِي الْفَرَسِ، وَالْأُتَى» قَالَ: كَمْ مِنْ دَارٍ سَكَنَهَا نَاسٌ فَهَلَكُوا، ثُمَّ سَكَنَهَا آخَرُونَ فَهَلَكُوا، فَهَذَا تَفْسِيرُهُ فِيمَا تَرَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «حَصِيرٌ فِي الْبَيْتِ خَيْرٌ مِنْ أَمْرٍ لَا تَلِدُ».

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے، گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں حارث بن مسکین کے سامنے اس (آئندہ) حدیث کی قراءت کی گئی اور میں موجود تھا (وہ حدیث یہ ہے) ابوالقاسم نے آپ کو حدیث بیان کی کہ امام مالکؒ سے گھوڑے اور گھر میں نحوست ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ کئی گھرایے ہیں کہ لوگ اس میں رہائش پذیر ہو کر ہلاک ہو گئے پھر (ان کی جگہ) دوسرے آکر آباد ہوئے تو وہ (بھی) برباد ہوئے ہمارے گمان میں اس کا یہی مطلب ہے واللہ اعلم۔

تحجیح صحیح البخاری - الجہاد والسنہ (۲۷۰۳) صحیح البخاری - النکاح (۴۸۰۵) صحیح البخاری - الطب (۵۴۲۱) صحیح مسلم - السلام (۲۲۲۵) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۲۴) سنن النسائي - الخيل (۳۵۶۸) سنن ابی داود - الطب (۳۹۲۲) سنن ابن ماجہ - النکاح (۱۹۹۵) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۵۳/۲) موطأ مالک - الجامع (۱۸۱۷)

شرح الحدیث قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَخْبَرَكِ ابْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ «الشُّؤْمِ فِي الْفَرَسِ، وَالْأُتَى» قَالَ: كَمْ مِنْ دَارٍ سَكَنَهَا نَاسٌ فَهَلَكُوا، ثُمَّ سَكَنَهَا آخَرُونَ فَهَلَكُوا، فَهَذَا تَفْسِيرُهُ فِيمَا تَرَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ:

روایات الباب میں دو حیثیت سے تعارض اور دونوں کا جواب: ان دونوں حدیثوں میں اولاً مطلق طیرہ کی نفی کے بعد تین چیزوں کا استثناء کیا گیا ہے۔ فرس، مرآة اور دار، لیکن پہلی حدیث میں استثناء بطور تعلیق کے ہے یعنی وَإِنْ تَكُنِ الطَّيْرَةُ فِي شَيْءٍ، اور دوسری حدیث میں بدون تعلیق کے ہے الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ، بظاہر یہ تعارض ہے اسکا ایک جواب تو یہی دیا گیا ہے کہ جہاں پر تعلیق نہیں ہے وہاں بھی یہ حکم بطور تعلیق ہی کے ہے یعنی اگر بد فالی کسی چیز میں ہوتی تو وہ ان تین چیزوں میں ہوتی مگر چونکہ اسلام میں بد فالی کسی چیز میں بھی نہیں لہذا ان تین میں بھی نہیں اور قرطبی کی رائے یہ ہے کہ تعلیق والی روایت

مقدم ہے اس وقت تک آپ ﷺ کو ان اشیاء ثلاثہ میں تحقیق شوم کا علم نہیں ہوا تھا پھر آپ کو بعد میں جب اسکا علم ہو گیا کہ ان تین میں ہوتا ہے تو پھر آپ ﷺ نے بالجزم فرمادیا: الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةٍ، اور ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان تین الطیرۃ سے مقصود اظہار تردد و شک نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود بھی اثبات ہی ہے علی وجہ السبائح جیسے یوں کہیں اگر میرا دنیا میں کوئی دوست ہے تو وہ زید ہے اسی طرح یہاں اس حدیث میں مقصود یہ ہے کہ ان تین میں طیرہ بالضرور و بالیقین ہے یہ تو جواب ہوا ان دو مختلف روایتوں کا، لیکن دوسرا اختلاف ابھی باقی ہے کہ لا عدوی ولا طیرۃ میں شوم کی علی الاطلاق نفی ہے اور اس حدیث میں ان اشیاء ثلاثہ میں شوم کا اثبات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تین اس عموم نفی سے مستثنیٰ ہیں لیکن اہل جاہلیت کے مسلک کے موافق نہیں کہ ان تین میں تاخیر مافی جائے فی حدیثہا، بلکہ اہل اسلام کے مسلک کے طریق پر کہ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے وہی بعض اشیاء میں نفع اور ضرر کی تاثیر پیدا کرتا ہے تو اسی نے ان تین میں بھی تاثیر ضرر کو پیدا فرمایا اس رائے کو بالتصریح اختیار کرنے والے حضرت امام مالکؒ ہیں جیسا کہ اوپر متن میں گزرا ہے کہ انہوں نے فرمایا دیکھتے نہیں ہو کہ کتنے ہی گھرايسے ہیں کہ ان میں بہت سے آکر ٹھہرے سکونت اختیار کی لیکن ان کا ناس ہو گیا اور اجڑ گئے پھر دوسرے لوگ آکر ان میں رہے ان کا بھی یہی حال ہوا یعنی بعض مکان اس طرح کے ہوتے ہی ہیں^۱۔ لیکن امام مالک کا قول جو یہاں ابوداؤد میں مذکور ہے اور اواخر موطا میں جو باب ہے باب مَا يَتَّقِي مِنَ الشُّؤْمِ کے عنوان سے وہاں انہوں نے یہ اشیاء ثلاثہ والی حدیث تو ذکر کی ہے لیکن ان کی یہ رائے اس جگہ موطا کے موجودہ نسخہ میں نہیں ہے بلکہ یہ غالباً موطا کی جو روایت ابن القاسم سے ہے اس میں ہوگی۔

امام ترمذی نے کتاب الآداب باب مَا يَتَّقِي مِنَ الشُّؤْمِ میں اولاً حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثَةِ الْحَدِيثِ کے بارے میں فرمایا: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وفي تحفة الاحوذی (ج ۸ ص ۱۱۱): واخرجه الشيخان، اس کے بعد ترمذی^۲ میں ہے: وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالذَّائِبَةِ وَالْمُسْكَنِ»، اس پر تحفة الاحوذی (ج ۸ ص ۱۱۲) میں ہے: رواه الشيخان۔ عن ابن عمر، وكذا عن سهل بن سعد اهـ۔

۳۹۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، وَعَبَّاسُ الْعَدْنِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ فَرَوَةَ بْنَ مُسَيْبٍ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَضُ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهَا أَرَضُ أَبِينِ هِيَ أَرَضُ بِرِفْتِنَا، وَمِيرَتِنَا، وَإِنَّا وَبِنَةٌ، أَوْ قَالَ وَبَاؤُهَا شَدِيدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ: «دَعُهَا عَنْكَ، فَإِنَّ مِنَ الْقَرَبِ التَّلَفَ».

۱۔ یہ تو شوم فی الدار ہوا لیکن شوم فی الفرس والبراقہ کو انہوں نے بیان نہیں فرمایا، بعض علماء نے کہا کہ عورت کا شوم یہ ہے کہ وہ بانجھ ہو اس کے اولاد نہ ہوتی ہو، اور یہ کہ شوہر کے سامنے زبان درازی کرے اور شوم الفرس یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے۔

۲۔ جامع الترمذی - کتاب الأدب - باب ما جاء فی الشؤم ۲۸۲۴

۳۔ معلوم ہوا یہ دونوں روایتیں تعلیق والی اور بغیر تعلیق کے صحیحین کی ہیں، لہذا ان میں سے کسی ایک کو ضعیف نہیں کہا جاسکتا اور تطبیق بین الحدیثین کی شکلیں وہی ہیں جو اوپر گزر چکیں۔

ترجمہ: فروہ بن مسیکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک زمین ہے جو ارضِ ابنین کے نام سے موسوم ہے وہ ہمارے کھیتی باڑی اور اناج غلے کی جگہ ہے اور وہ وباؤں کی زد میں رہتی ہے (یا کہا کہ اس کی وبا بڑی شدید ہے تو) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس جگہ کو چھوڑ دو کیونکہ وباؤں میں رہنا ہلاکت (کو دعوت دیتا) ہے۔

سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۲۳) مسند احمد - مسند المکین (۴۵۱/۳)

شرح الحدیث: ایک صحابیؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری زمین ہے جس کا نام ارضِ ابنین ہے وہ ہماری کھیتی اور غلہ کی زمین ہے لیکن وہ جگہ وبائی ہے یعنی بیماریاں اس میں زیادہ رہتی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس زمین کو چھوڑ دے۔

فَإِنَّ مِنَ الْقَرَبِ الثَّلَفَ: قرب یعنی بیماری کا قرب اور اس کے ساتھ خلط ملط ہونا، یعنی بیماری کے قرب میں ہلاکت ہے اس حدیث کو لاعدوی کے خلاف نہ سمجھا جائے بلکہ یہ من باب الطب ہے یعنی آب و ہوا کی ناموافقت۔

۳۹۲۴- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: إِنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٍ فِيهَا عَدُوْنَا، وَكَثِيرٍ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى فَقَلَّ فِيهَا عَدُوْنَا، وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ذَرُوهَا ذَمِيمَةً».

ترجمہ: انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم ایک مکان میں رہا کرتے تھے جہاں ہماری (یعنی کنبے کے افراد کی) تعداد زیادہ اور مال و متاع وافر تھا، ہم ایک دوسرے گھر میں منتقل ہو گئے تو اس میں ہماری (یعنی کنبے کی) تعداد میں کمی آگئی اور مال و متاع بھی کم ہو گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس مکان کو چھوڑ دو وہ بری جگہ (ناموافق) ہے۔

شرح الحدیث: ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ جس گھر میں ہم پہلے رہتے تھے اس میں ہم خوب پھل پھول رہے تھے، ہمارے افراد کی تعداد بھی زیادہ تھی اور اموال میں بھی کثرت تھی اسکے بعد پھر جس گھر میں ہم منتقل ہوئے ہیں تو وہاں آکر ہمارے آدمیوں کی تعداد میں بھی کمی ہو گئی اور اموال میں بھی آپ ﷺ نے فرمایا: ذَرُوهَا ذَمِيمَةً، اسکی توجیہ بھی وہی کی گئی ہے جو اوپر والی حدیث کی۔

۳۹۲۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ قِصَالَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ يَحْدُومٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقِصْعَةِ، وَقَالَ: «كُلُّ نَفْعَةٍ بِاللَّهِ وَتَوَكَّلَا عَلَيْهِ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھ زدہ شخص کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ رکابی میں رکھا اور ارشاد فرمایا: اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔

جامع الترمذی - الأظعمة (۱۸۱۷) سنن ابی داؤد - الطب (۳۹۲۵) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۵۴۲)

مختص

شرح الحدیث: ایک مرتبہ آپ نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کھانے میں شریک فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے کھالے۔

یہاں پر یہ سوال ہوتا ہے کہ توکل کا حکم آپ نے اس مجذوم کو کیوں فرمایا؟ اس لئے کہ اگر اس میں احتیاط کی احتیاج تھی تو آپ کو تھی نہ کہ اس مجذوم کو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو تو یقین تھا کہ اسکے میرے ساتھ کھانے سے مجھ کو کوئی نقصان نہ ہوگا لیکن اس کھانے والے مجذوم کو تردد ہو سکتا تھا کہ کہیں میرے ساتھ کھانے سے آپ کو ضرر لاحق نہ ہو جائے اس لئے آپ نے توکل کی ہدایت اسی کو فرمائی (یعنی میرا فکر نہ کرو) کذا فی هامش البذل عن الکوکب^۱۔ والحدیث اخرجہ الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

آخر کتاب الطب



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب العتق

۱۔ بَابُ فِي الْمَكَاتِبِ يُؤَدِّي بَعْضُ كِتَابَتِهِ فَيُعْجَرُ أَوْ يَمُوتُ

۷۷۸ اس مکاتب کا بیان جس نے اپنا کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو پھر عاجز ہو جائے یا مر جائے (۷۷۸) یہاں سے سنن ابوداؤد کا پیچسواں پارہ شروع ہو رہا ہے خطیب بغدادیؒ کے تجزیہ کے اعتبار سے جنہوں نے اس سنن کو تیس ۳۲ اجزاء میں تقسیم کیا ہے۔

اس کتاب کی کتاب الطب سے مناسبت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ طب میں ازالہ ہے مرض جسمانی کا اور عتق میں ازالہ ہے انسان کی غلامی کا وہ بھی ایک طرح کا عیب اور مرض ہی ہے۔

۳۹۲۶۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْبَةَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمَكَاتِبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مَّكَاتِبِهِمْ رَهْمٌ».

شرح: عمرو بن شعیب کی اپنے والد اور دادا کے واسطے سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مکاتب غلام (ہی شمار) ہوتا ہے جب تک کہ اس پر اس کے بدل کتاب کا ایک درہم بھی باقی ہو۔

خروج: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۰) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۲۶) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۷۸/۲)

شرح الحدیث: مکاتب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی غلام اپنے آقا سے یہ کہے کہ میں اپنی غلامی سے اتنے مال کے عوض میں رہائی چاہتا ہوں جس کو میں کما کما کر بالا قسط ادا کرتا ہوں گا اور اسکی اس بات کو مولیٰ منظور کر لے تو اس حدیث میں یہ ہے کہ مکاتب جب تک اپنا پورا بدل کتابت ادا نہ کرے وہ آزاد نہیں ہوتا حتیٰ کہ اگر ایک درہم بھی باقی رہ جائے تب بھی آزاد نہ ہو گا اور اس پر عبد ہی کے احکام جاری ہوں گے، جمہور علماء ومنہم الاثمة الاربعة کا مسلک یہی ہے اس میں بعض علماء سے اختلاف منقول ہے چنانچہ کتاب الدیات میں ایک حدیث آرہی ہے: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ "قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي دِيَةِ الْمَكَاتِبِ يُقْتَلُ مَا أَدَّى، مِنْ مَّكَاتِبِهِ دِيَةِ الْحُرِّ وَمَا بَقِيَ دِيَةِ الْمَمْلُوكِ" ①، وفي رواية، إِذَا أَصَابَ الْمَكَاتِبُ حَدًّا أَوْ دَرَاهِمًا

میداناً یرث علی قدر ما عتق منه^۱ یہ روایت ترمذی^۲ میں بھی ہے اس حدیث کی بناء پر ابراہیم نخعی اور بعض صحابہ جیسے حضرت علیؓ کی رائے یہ ہے کہ مکاتب بدل کتابت کے ادا کے بقدر آزاد ہوتا رہتا ہے مثلاً اگر اس نے نصف بدل کتابت کا ادا کر دیا تو اس مکاتب کا نصف آزاد ہو جائے گا اور نصف غلام ہی رہے گا اور میراث اور دیت وغیرہ احکام میں اس کا اعتبار کیا جائے گا اور ایک قول اس میں بعض حنابلہ کا ہے کہ مکاتب بدل کتابت کے تین ربع ادا کرنے سے آزاد ہو جاتا ہے لیکن جمہور کا عمل حدیث الباب پر ہے اور یہی حدیث اولیٰ ہے اس دوسری حدیث سے کیونکہ اس حدیث کی امت نے تلقی بالقبول کی ہے اور تقریباً تمام فقہاء کا عمل اسی حدیث پر ہے اور حضرت گنگوہی کی تقریر میں اس حدیث کی ایک توجیہ مذکور ہے جو اسی جگہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ الاول سکت علیہ المذہبی والثانی اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ. قالہ المذہبی۔

۳۹۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْجَرِيرِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ أَوْ قِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ أَوْ أَقْبَلَ فَهُوَ عَبْدٌ، وَأَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةٍ دِينَارٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ دَنَانِيرٍ فَهُوَ عَبْدٌ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «لَيْسَ هُوَ عَبَّاسُ الْجَرِيرِيِّ قَالُوا هُوَ وَهُمْ وَلَكِنَّهُ هُوَ شَيْخٌ آخَرٌ»

ترجمہ: عمرو بن شعیب کی اپنے والد اور دادا کے واسطے سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس غلام نے سو اوقیہ (چاندی) پر مکاتبت کی (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) اور (اس میں سے) دس اوقیہ کے سوا باقی سب ادا کر دیئے (پھر عاجز ہو گیا) تو وہ غلام (ہی شمار) ہو گا اور جس غلام نے ۱۰۰ دینار پر اپنے آقا سے مکاتبت کی اور اپنے آقا کو دس دینار کے علاوہ سب ادا کر دیئے (پھر عاجز ہو گیا) تو وہ بھی غلام ہی رہے گا۔

ترجمہ: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۰) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۲۷) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۷۸/۲)

۳۹۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نُبَيْهَانَ، مَكَّاتِبَ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، تَقُولُ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنْ كَانَ لِأَخِي إِكْنٌ مَكَّاتِبَ، فَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ».

ترجمہ: ام سلمہؓ کے مکاتب نہان کہتے ہیں کہ ام سلمہؓ سے جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا کہ تم عورتوں میں سے اگر کسی کے مکاتب کے پاس اس قدر مال جمع ہو جائے جو بدل کتابت کے بقدر ہو تو اس سیدہ (آقا) کو غلام سے پردہ کر لینا چاہئے۔

ترجمہ: جامع الترمذی - البیوع (۱۲۶۱) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۲۸) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۲۰) مسند احمد - باقی مسند الأنصار

۱ سنن ابی داؤد - کتاب الدیات - باب فی ذبہ المکاتب ۵۸۲

۲ جامع الترمذی - کتاب البیوع - باب ما جاء فی المکاتب إذا کان عندہ ما یؤدی ۱۲۶۰

(۲۸۹/۶) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۳۰۸/۶) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۳۱۱/۶)

شرح الحدیث: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کسی کیلئے کوئی مکاتب ہو اور اس مکاتب کے پاس اتنی رقم موجود ہو جس سے وہ بدل کتابت ادا کر سکے (گو ابھی تک اس نے وہ پوری ادا نہ کی ہو) تو اس سے اس کو پردہ کرنا چاہئے یعنی اگرچہ ابھی وہ آزاد نہیں ہوا لیکن آزاد ہونے کے قریب ہے اسلئے پہلے ہی سے احتیاطاً پردہ شروع کر دے۔

عورت کا غلام اسکا محرم ہے یا نہیں؟ اس حدیث میں ایک حجاب کا مسئلہ ہے وہ یہ کہ عورت کا غلام اسکا محرم ہے یا نہیں اسکو اس سے پردہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا محرم ہے اس سے پردہ نہیں خفیہ کے یہاں محرم نہیں ہے اور امام شافعی و احمد سے دونوں روایتیں ہیں اور امام مالک سے مروی ہے: ان کان وغدا فمحرم و إلا فلا یعنی وہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ غلام سیدھا سادہ بیوقوف سا ہے (چغند) تب تو محرم ہے پردہ کی حاجت نہیں اور اگر سمجھدار اور تیز قسم کا ہے تو پھر اس صورت میں اس سے پردہ ہے، خفیہ کی طرف سے حدیث کی تاویل یہ کی گئی ہے کہ اس حدیث میں احتجاب سے نفس احتجاب مراد نہیں ہے بلکہ احتجاب مفرط اور اہتمام بالحجاب مراد ہے اسلئے کہ عبد سے پردہ تو کیا جاتا ہے لیکن اسکی بار بار آمد و رفت کی وجہ سے پردہ کا اہتمام نہیں ہوتا کالکلام معہ والنظر الی الکفین والوجه کما تحتجب من غیرہ من الا جانب جو محرمیت کے قائل ہیں انکا استدلال: **أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ**^۱ سے ہے ^۲۔ فی قوله تعالى وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ تفسیر مدللہ میں سعید بن المسیب کا قول نقل کیا ہے لا یغرنکم سورۃ النور فی إھما فی الإمام دون الذکور ^۳ یعنی **أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ** سے مراد صرف باندیاں ہیں غلام اس میں داخل نہیں باندیاں چونکہ لڑکوں کی طرح بے پردہ باہر پھرتی ہیں تو انکے بارے میں یہ خیال ہو سکتا ہے کہ شاید ان سے پردہ کا حکم ہو اسلئے تصریح کر دی گئی کہ ان سے پردہ نہیں ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۲۔ بَابُ فِي بَيْعِ الْمَكَاتِبِ إِذَا أُسْحِبَتِ الْكِتَابَةُ

مکاتبت کے فسخ ہو جانے کی صورت میں مکاتب کی خرید و فروخت کا بیان (۵۵)

۳۹۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَتَيْمِيَّةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ

① یا اپنے ہاتھ کے مال کے (سورۃ النور ۳۱)

② طریق استدلال یہ ہے کہ اس آیت شریفہ میں **مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ** یعنی عبید کو آباء و ابناء کے حکم میں رکھا گیا ہے ۱۲۔

③ مدارک التنزیل وحقائق التأویل - ج ۲ ص ۵۰۱ (دار الکلم الطیب الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ)

اللہ عنہا، أَخْبَرْتُهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَصَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكَ، فَإِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكَ كِتَابَتَكَ وَيَكُونَ لَكَ وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ، فَبَدَّلْتُ ذَلِكَ بَرِيرَةَ لِأَهْلِهَا، فَأَبَوْا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكَ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكَ، فَبَدَّلْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ابْتِاعِي فَأَعْتِقِي، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ» ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَا بَالُ أَنْاسٍ يَشْتَرُ طَوْنَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ مَنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنْ شَرَطَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ، شَرَطَ اللَّهُ أَحَقَّ وَأَوْثَقَ».

ترجمہ: عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ بریرہ اپنے بدل کتابت کی معاونت کے سلسلے میں میرے پاس آئیں، انہوں نے اس وقت تک کچھ بھی بدل کتابت ادا نہ کیا تھا، تو حضرت عائشہؓ نے ان سے فرمایا: اپنے آقا کی طرف واپس لوٹ جا (ان سے پوچھو) اگر وہ چاہیں کہ میں اپنی طرف سے تمہارا بدل کتابت ادا کر دوں اور تمہاری ولایت میرے لئے ہو جائے تو میں ایسا کرنے کو تیار ہوں، تو حضرت بریرہ نے اپنے آقاؤں سے حضرت عائشہؓ کی یہ بات ذکر کی تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر وہ یہ چاہتی ہیں کہ ثواب کی نیت سے تمہاری طرف سے بدل کتابت ادا کریں تو کر سکتی ہیں مگر تمہاری ولایت (وراقت) ہمارے لئے ہوگی۔ حضرت عائشہؓ نے سارا واقعہ حضور ﷺ کو کہہ سنایا، حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تم ان (حضرت بریرہ) کو خرید لو اور آزاد کر دو، کیونکہ میراث تو آزاد کرنے والے کیلئے ہوتی ہے، پھر حضور ﷺ (لوگوں کے مجمع میں وعظ کیلئے کھڑے ہوئے) اور ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہیں، جو آدمی ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ کے خلاف ہو تو اس کو وہ (دنیاوی دینی) فائدہ حاصل نہ ہوگا اگرچہ وہ ۱۰۰ دفعہ شرط لگائے، اللہ کی شرط زیادہ حقدار اور زیادہ مضبوط ہے۔

۳۹۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ لَتَسْتَعِينَنِي فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتِبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَدَانٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَدْوِيَّةً، فَأَعْيَيْنِي، فَقَالَتْ: إِنْ أَحْبَبْتَ أَهْلَكَ أَنْ أَعْدَهَا عِدَّةً وَاحِدَةً وَأَعْتِقَكَ وَيَكُونَ لَكَ وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ، فَذَهَبْتُ إِلَى أَهْلِهَا وَسَأَلْتُ الْحَبِيبَ نَحْوَ الْبُزْهَرِيِّ، زَادَنِي كَلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِهِ "مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُولُ أَحَدُهُمْ: أَعْتَقْتُ يَا فُلَانُ وَالْوَلَاءُ لِي، إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ".

ترجمہ: عروہ حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت بریرہؓ ان کے پاس بدل کتابت کی معاونت کے سلسلے میں آئیں اور کہا کہ میں نے اپنے آقاؤں سے (۹) ادویہ چاندی پر بدل کتابت کی ہے، ہر سال ایک ادویہ (چالیس درہم) ادا کرنے ہونگے، آپ اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر تمہارے آقا چاہیں تو یکمشت تمہیں آزاد کر دوں اور تمہاری ولایت (میراث) میرا حق ہوگی تو میں ایسا کرنے کو تیار ہوں، پس بریرہؓ اپنے آقاؤں کے پاس گئیں اس کے آگے ہشام

بن عروہ نے اسی طرح حدیث ذکر کی جس طرح زہری نے نقل کی، اور اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان میں یہ اضافہ کیا لوگوں کو کیا ہو گیا کہ کوئی شخص یوں کہتا ہے کہ اے فلاں! تم غلام کو آزاد کر دو اور اس کی میراث مجھے ملے گی، حالانکہ میراث تو آزاد کرنے والے کو ملا کرتی ہے۔

صحیح صحیح البخاری - الصلاة (۴۴۴) صحیح البخاری - الزکاة (۱۴۲۲) صحیح البخاری - البیوع (۲۰۴۷) صحیح البخاری - العتق (۲۳۹۹) صحیح البخاری - اہبة وفضلها والتحریر علیہا (۲۴۳۹) صحیح البخاری - الشروط (۲۵۶۸) صحیح البخاری - النکاح (۴۸۰۹) صحیح البخاری - الطلاق (۴۹۷۵) صحیح البخاری - کفارات الایمان (۶۳۳۹) صحیح البخاری - الفرائض (۶۳۷۰) صحیح مسلم - العتق (۱۵۰۴) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۵۶) جامع الترمذی - الوصایا (۲۱۲۴) جامع الترمذی - الولاء والہبة (۲۱۲۵) سنن النسائی - الزکاة (۲۶۱۴) سنن النسائی - الطلاق (۳۴۴۷) سنن النسائی - البیوع (۴۶۴۲) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۲۹) سنن ابن ماجہ - الطلاق (۲۰۷۶) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۲۱) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۳۳/۶) موطأ مالک - الطلاق (۱۱۹۲) موطأ مالک - العتق والولاء (۱۵۱۹) موطأ مالک - العتق والولاء (۱۵۲۰) موطأ مالک - العتق والولاء (۱۵۲۱) سنن الدارمی - الطلاق (۲۲۸۹)

شرح الاحادیث مکاتبت بریرہ کی روایات کی تشریح و تطبیق: اس باب میں مصنف نے دو روایتیں ذکر

فرمائی ہیں پہلے حضرت بریرہ کا واقعہ ذکر کیا اسکے بعد حضرت جویریہؓ کا، دونوں میں یہی ہوا کہ مکاتبت کے معاملہ کو فسخ کر کے اسکو خرید اگیا بریرہ کو خریدنے والی حضرت عائشہؓ ہیں جیسا کہ روایات میں مشہور ہے اور جویریہ کو خریدنے والے خود حضور ﷺ ہیں بریرہ کے قصہ میں روایات میں اختلاف ہے وہ یہ کہ ان کا بدل کتابت کیا متعین ہوا تھا بعض روایات میں نو اوقیہ ہے علیٰ تسع اذاقی کما فی حدیث الباب، اور بعض میں خمس اواق آیا ہے نیز حدیث الباب میں ہے: وَلَهُ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، یعنی جب وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں استعانة فی کتابتہا کیلئے تو اسوقت تک انہوں نے کچھ ادا نہیں کیا تھا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ حصہ ادا کر چکی تھیں روایت کے لفظ یہ ہیں: وَقَالَ أَهْلُهَا إِنَّ شَيْئًا أُعْطِيَتْهَا مَا بَقِيَ، یہ سب روایات مختلفہ بخاری میں ہیں اسلئے کہ امام بخاری نے اس قصہ بریرہ کو دسیوں جگہ ذکر فرمایا ہے ان سب اختلافات کی تاویل کی گئی ہے جن کو بذل^۱ میں فتح الباری سے نقل کیا ہے۔

حضرت بریرہؓ بعض انصار کی مملوک باندی تھیں^۲۔ انہوں نے اپنے موالی سے مکاتبت کا معاملہ کر لیا تھا وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں امداد طلب کرنے کے لئے بدل کتابت میں حضرت عائشہؓ نے ان کو یہ مشورہ دیا کہ اپنے موالی سے دریافت کر لو کہ اگر وہ اس بات کو پسند کریں کہ میں اپنے پاس سے پورا بدل کتابت ادا کر دوں اور تم میری طرف سے آزاد ہو جاؤ، اور حسب قاعدہ تمہارا وللاء میرے لئے ہو تو میں ایسا کرنے کو تیار ہوں انہوں نے اپنے موالی سے جا کر معلوم کیا انہوں نے کہا کہ

۱) بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱ ص ۲۶۳

۲) قال الحافظ: وَكَانَتْ بَرِيرَةُ لِنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا وَفَّعَ عَنْهُ أَبِي نَعِيمٍ وَقِيلَ لِنَاسٍ مِنْ بَنِي هِلَالٍ قَالَ هُنَّ عِبْدُ الْيَهُودِ وَبِمَكْنٍ الْجَمْعُ وَكَانَتْ تُحَدِّثُ عَائِشَةَ قَبْلَ أَنْ تَفْتَقَ كَمَا سَبَّأَتْ فِي حَدِيثِ الْإِفْكِ اهـ. (فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۵ ص ۱۸۸)

اگر عائشہؓ حسبہ اللہ تمہاری طرف سے بدل کتابت ادا کریں تو کر دیں لیکن ولاء تیرا ہمارے ہی لئے ہو گا حضرت عائشہؓ نے اس بات کا ذکر حضور ﷺ سے کیا تو آپ نے ان سے فرمایا: اَبْتَاعِي فَأَعْتِقِي، فَإِنَّهُمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، کہ تم بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو اور ولاء حسب قاعدہ آزاد کرنے والے ہی کے لئے ہو گا اور پھر اسکے بعد آپ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا: مَا بَالُ أَتَانِسُ بِشُرْطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ الخ۔ کہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ کتاب اللہ کے خلاف شرطیں لگاتے ہیں جو شخص ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ کے خلاف ہو تو وہ شرط معتبر نہیں چاہے سو بار شرط لگائے یہاں پر بعض روایات میں اس طرح بھی آیا ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا، وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ^۱، کہ ان کی شرط ولاء کو قبول کر لو اس پر یہ اشکال مشہور ہے کہ آپ نے اس شرط فاسد کی اجازت انکو کیسے دیدی؟ پھر اسکی تاویل مختلف طور پر کی گئی ہے بعض شرح نے اس روایت کی تضعیف کی جس میں شرط کی اجازت مذکور ہے لیکن اس جواب کی تردید کر دی گئی کہ اشراط والی روایت ثابت ہے اور اسکے راوی ہشام ثقہ اور حافظ ہیں ایک توجیہ یہ کی گئی کہ ایک روایت میں بجائے اشترطی کے باب افعال سے اشترطی^۲ واقع ہوا ہے اور اشراط کے معنی اظہار کے ہیں یعنی أَظْهَرِي لَهُمْ مُحْكَمَ الْوَلَاءِ^۳ یعنی حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ ولاء کا جو حکم ہے وہ ان سے بیان کر دو ایک توجیہ یہ کی گئی ہے، کما حکاہ الطحاوی^۴، کہ اشترطی لہم میں لام بمعنی علی ہے یعنی انکے خلاف شرط لگاؤ اور ایک توجیہ اسکی یہ کی گئی ہے کہ اشترطی لہم میں امر بطور وعید اور توبیخ کے ہے کما فی قولہ تعالیٰ اَعْمَلُوا مَا يَشْتَرِيكُمْ^۵، حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ شرط بطور قبول کے نہیں تھی بلکہ رد ہی کرنے کیلئے تھی علی وجہ المبالغہ، کہ ایسی مہمل شرط کا کوئی اعتبار نہیں، امام نووی^۶ نے اسی توجیہ کو زیادہ پسند کیا ہے۔ (من البذل لمختصر^۷)۔ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الاول اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، والثانی اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۹۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: وَقَعْتُ جُوزِيرَةَ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ فِي سَهْمٍ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ، أَوْ ابْنِ عَمٍّ لَهُ فَكَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِهَا، وَكَانَتْ أَمْرًا مَلَا حَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ، قَالَتْ: عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

۱ مسند ابی یعلیٰ - مسند عائشہ ۴۳۵ (دار البامون للتراث - دمشق الطبعة الأولى، ۱۴۰۴ھ)

۲ شرح مشکل الآثار للطحاوی - ج ۱۱ ص ۲۱۷

۳ الاستذکار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار - ج ۲۳ ص ۲۰۱ (دار قتیبة - دمشق الطبعة: الأولى، ۱۴۱۴ھ)

۴ شرح مشکل الآثار للطحاوی - ج ۱۱ ص ۲۱۷-۲۱۸

۵ ینکح جو تم کرتے ہو (سورۃ فصلت ۴۰)

۶ المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج - ج ۱ ص ۱۴۰

۷ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱ ص ۲۶۲

فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كِتَابَتِهَا فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ قَرَأَتْهَا كَرِهَتْ مَكَاتَهَا وَعَرَفَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرِسِي مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَنَا جَوِيرِيَةٌ بِنْتُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ وَإِنِّي وَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِي فَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ فِي كِتَابَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَهَلْ لَكَ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟» قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَوْدِي عَنْكَ كِتَابَتَكَ وَأَنْزَوِجُكِ» قَالَتْ: قَدْ فَعَلْتُ، قَالَتْ: فَتَسَامَعُ - تَعْنِي النَّاسَ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَزَوَّجَ جَوِيرِيَةً، فَأَرْسَلُوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ السَّبْيِ، فَأَعْتَقُوهُمْ، وَقَالُوا: أَصْهَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَهَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا، أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا الْحُجَّةُ فِي أَنَّ الْوَلِيَّ هُوَ يُزَوِّجُ نَفْسَهُ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جویریہ بن الحارث بن المصطلق، ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں (بطور باندی کے) آئیں تو حضرت جویریہؓ نے ثابتؓ سے مکاتبہ کا معاملہ کیا اور حضرت جویریہؓ تو بڑی خوبصورت اور ملیح خاتون تھیں، جن پر لوگوں کی نگاہیں جم جاتی تھیں..... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جویریہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے بدل کتابت کی معاونت کے سلسلے میں آئیں، جب یہ دروازے پر کھڑی ہوئیں اور میں نے ان کو دیکھا تو مجھے ان کا یہ کھڑا ہونا ناگوار گزرا اور مجھے یہ خیال ہوا جو ان کا حسن و جمال میں دیکھ رہی ہوں، حضور ﷺ کی نظر اس پر پڑ جائیگی، پھر حضرت جویریہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں جویریہ بن الحارث ہوں اور میرا معاملہ (باندی بننا) آپ پر مخفی نہیں اور میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں باندی بن کر آئی ہوں، اور میں نے ثابتؓ سے کتابت والا معاملہ کیا ہے، میں آپ کے پاس اس لئے آئی ہوں کہ آپ میری مکاتبہ میں میری مدد فرمائیے، جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں اس سے اچھے کام کی طرف رہنمائی نہ کروں؟ تو حضرت جویریہؓ نے عرض کیا: وہ کیا ہے اے اللہ کے رسول؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری طرف سے تمہارا بدل کتابت ادا کر دیتا ہوں اور تم سے شادی کر لیتا ہوں، تو جویریہؓ کہنے لگیں میں اس معاملہ پر تیار ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب لوگوں نے یہ بات سنی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جویریہؓ سے شادی فرمائی تو لوگوں نے اپنے مملوکہ بنو مصطلق کے غلاموں کو آزاد کر دیا اور صحابہ کہنے لگے یہ بنو المصطلق حضور ﷺ کے سسرالی رشتہ دار بن گئے ہیں (حضرت عائشہؓ کہتی ہیں) ہم نے کسی عورت کو حضرت جویریہؓ سے زیادہ بابرکت خاتون نہیں دیکھا کہ ان کی وجہ سے ان کی قوم بنو المصطلق کے سو گھرانے آزاد ہو گئے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا ولی عورت سے اپنا نکاح خود کر سکتا ہے۔

حضرت جویریہؓ اور انکی مکاتب کا قصہ: خلاصہ یہ کہ حضرت جویریہؓ غزوہ بنو المصطلق جس کو غزوہ مرسیع بھی کہتے ہیں کی غنیمت میں ایک صحابی ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی تھیں انہوں نے ان سے مکاتب کا معاملہ کر لیا، تھیں یہ بہت مہربان یہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں اور اپنی صورت حال بیان کی یعنی کتابت کا معاملہ وغیرہ اور بدل کتابت کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ میں تجھ کو اس سے بہتر مشورہ دیتا ہوں اگر تجھ کو منظور ہو، انہوں نے عرض کیا: کیا ہے وہ مشورہ یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تیرا بدل کتابت میں خود ادا کر کے تجھ سے نکاح کر لوں، انہوں نے عرض کیا کہ مجھے منظور ہے۔ چنانچہ پھر ایسا ہی کیا گیا جب صحابہ کرامؓ کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت جویریہؓ سے نکاح فرما لیا تو جن صحابہ کے پاس قبیلہ بنو المصطلق کے قیدی تھے جو ان کو مال غنیمت میں ملے تھے انہوں نے ان سب کو آزاد کر دیا یہ کہہ کر کہ یہ حضور ﷺ کے سرالی لوگ ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے جویریہ جیسی بابرکت کوئی عورت نہیں دیکھی کہ ان کی وجہ سے قبیلہ بنو المصطلق کے تقریباً سو گھرانے آزاد ہو گئے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حُجَّةٌ فِي أَنَّ الْوَلِيَّ هُوَ يُزَوِّجُ نَفْسَهُ: امام ابو داؤد اس قصہ سے اس پر استدلال کر رہے ہیں کہ عورت کا ولی خود اپنا نکاح اس سے کر سکتا ہے یعنی جس طرح دوسرے سے کر سکتا ہے خود اپنے سے بھی کر سکتا ہے اگر وہ اس کی محرم نہ ہو اب یہ کہ حضور ﷺ انکے ولی کیونکر تھے؟ سو وہ یا تو اس اعتبار سے کہ آپ نے ان کو خرید کر آزاد کیا تھا لہذا آپ ولی العتاقہ ہوئے اور یا اس حیثیت سے کہ السُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَ لَهُ^۱ یہ تو تشریح ہوئی امام ابو داؤد کے کلام کی لیکن حنفی یوں کہے گا کہ یہ قصہ دلیل ہے اس بات کی کہ حرہ بالغہ اپنی ولی خود ہے اس لئے وہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔

٣ - بَابُ فِي الْعِتْقِ عَلَى الشَّرْطِ

﴿ شرط لگا کر آزاد کرنے کا بیان ﴾

۳۹۴۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مَسْرُودٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمُهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ، قَالَ: كُنْتُ مَمْلُوكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أَعْتَقَكَ وَأَشْرَطَ عَلَيْكَ أَنْ تَحْدُمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتَ فَقُلْتُ: «إِنْ لَمْ تَشْتَرِ طِيَّ عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ فَأَعْتَقْنِي، وَاشْتَرَطْتَ عَلَيَّ».

ترجمہ: سفینہ کہتے ہیں کہ میں ام سلمہ کا غلام تھا تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں اس شرط پر آزاد کر رہی ہوں کہ تم ساری زندگی حضور ﷺ کی خدمت کرو گے، سفینہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اگر آپ یہ شرط نہ بھی لگائیں تو بھی میں ساری زندگی حضور ﷺ سے جدا نہ ہوں گا، پھر بھی ام سلمہ نے مجھے مذکورہ شرط کے ساتھ آزاد کیا۔

سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۳۲) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۵۲۶)

تفحیح

شرح الحدیث

حضرت سفینہ صحابی کا تذکرہ: سفینہ جن کے نام میں بہت اقوال ہیں: قبیل مہران بن فروخ، وقیل لہجران، وقیل ہومان وقیل ہباح وغیرہ ذلک، ان کو سفینہ کیوں کہتے ہیں؟ ان کا خود کا بیان ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو ہمارے ساتھیوں میں سے جس کو بھی مکان محسوس ہوتا تھا تو وہ اپنے ہاتھ کا سامان میرے اوپر ڈال دیتا تھا، کسی نے تلوار رکھی اور کسی نے ڈھال اور اسی طرح یہاں تک کہ مجھ پر بہت سا سامان ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: أنت سفینة ①۔

ان کے بارے میں یہ قصہ مشہور ہے کہ یہ کسی سفر میں تنہا رہ گئے اور راستہ بھی بھٹک گئے اسی اثناء میں انہوں نے دیکھا کہ ان کی طرف ایک شیر چلا آرہا ہے تو یہ ڈرے اور اس سے کہا کہ میں حضور ﷺ کا غلام اور خادم ہوں اور راستہ بھٹک گیا ہوں یہ سن کر اس شیر کا رویہ ان کے ساتھ بدل گیا اور ان کیساتھ نرمی اور نیاز مندی برتنے لگا اور دم ہلانے لگا جیسا کسی مانوس چیز کو دیکھ کر ہلاتا ہو اور پھر وہ ان کیساتھ ہمہماتا ہوا چلا اور راستہ پر ڈال دیا قصیدہ بردہ کا شعر ہے:

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللَّهِ نُصْرَتُهُ إِنَّ تَلْقَاهُ الْأَسَدُ فِي أَجَامِهِا تَحْمُ

ترجمہ العارف الجابی فی الفارسیہ: ہر کہ اور از رسول اللہ نصرت آمدہ شیر اگر بروے رسد از ترس آید بہم ترجمہ اردو: ہو مدد جس کو رسول سید لولاک کی شیر بھی انکو ملے جنگل میں گر مارے نہ دم

حدیث الباب میں ہے حضرت سفینہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہؓ کا غلام تھا تو انہوں نے مجھ سے یہ فرمایا کہ میں تجھ کو اس شرط پر آزاد کرتی ہوں کہ توجہ تک زندہ رہے حضور ﷺ کی خدمت کرے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا جواب دیا کہ اگر آپ یہ شرط نہیں بھی لگائیں گی تب بھی میں حضور ﷺ سے کبھی جدائی اختیار نہیں کروں گا پھر انہوں نے مجھے اسی شرط پر آزاد کر دیا۔

اس واقعہ میں ایک فقہی مسئلہ بھی ہے وہ یہ کہ اعتاق کے وقت اس طرح کی شرط لگانا شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ اکثر فقہاء کے نزدیک صحیح نہیں، لہذا شرط لایلاقی ملکا، ومنافع الحر لا یملکھا غیرہ إلا فی الإجارة أو فی معناھا ② یعنی یہ شرط ایسی ہے جس کا تعلق اپنی مملوک شئی سے نہیں اس لئے کہ خدمت کا وقوع عتق کے بعد ہو گا اور عتق کے بعد مولیٰ کا کوئی حق باقی نہیں رہتا (سوئی الولاء) اس لئے کہ منافع حر کا مالک خود وہ حر ہے لہذا اسکی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ یہ اصطلاحی شرط نہیں تھی بلکہ اس سے مراد وعدہ ہے یعنی ان سے یہ وعدہ لیا گیا، اور ایفاء وعدہ لازم نہیں شرعاً تبرع ہے۔ والحدیث أخرجه النسائی، وابن ماجہ، قالہ

① تہذیب الکمال فی اسماء الرجال - ج ۱ ص ۲۰۵ (مؤسسة الرسالة - بیروت الطبعة الأولى ۱۴۰۰ھ)

② معالم السنن - ج ۴ ص ۶۷

۴۔ باب فیمن أعتق نصیباً له من مملوک

ایک شخص غلام میں اپنا کچھ حصہ آزاد کرے

باب اول ویاب ثانی دونوں کی تشریح اور مذاہب ائمہ: اور اس کے بعد ^۱ والا باب اس طرح ہے 'باب فی من أعتق نصیباً من مملوک بینہ و بین آخر' لہذا پہلا باب عبد غیر مشترک سے متعلق ہے اور دوسرا عبد مشترک سے یعنی کوئی شخص اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کرے مثلاً نصف اور پورا آزاد نہ کرے جیسا کہ باب اول میں مذکور ہے یا احد الشریکین عبد مشترک میں سے اپنا حصہ آزاد کرے جیسا کہ باب ثانی کا مضمون ہے مطلب یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں اس غلام کا کیا انجام ہو گا پورا ہی آزاد ہو جائے گا یا صرف نصف آزاد ہو گا اور اگر پورا آزاد ہو گا تو شریک آخر کے لئے آزاد کرنے والے پر ضمان واجب ہو گا یا نہیں۔

جاننا چاہیے کہ یہاں پر دو چیزیں ہیں: اعتاق اور اس پر مرتب ہونے والی شی عتق، امام صاحب اور صاحبین کا اس پر اتفاق ہے کہ عتق متجزی نہیں غلام ہر صورت میں پورا ہی آزاد ہو گا لیکن اعتاق میں اختلاف ہے امام صاحب کے نزدیک وہ متجزی ہے مطلقاً (خواہ آزاد کرنے والا موسر ہو یا معسر) اور صاحبین کے نزدیک اعتاق بھی متجزی نہیں جس طرح عتق متجزی نہیں لہذا صاحبین کے نزدیک اپنے غلام کا نصف آزاد کرنا یا احد الشریکین کا اپنے حصہ کو آزاد کرنا پورے ہی غلام کو آزاد کرنا ہے لہذا دونوں صورتوں میں پورا غلام آزاد ہو گا اور امام صاحب کے نزدیک آزاد تو پورا ہی ہو گا دونوں صورتوں میں لیکن نصف تو آزاد کرنے والے کی جانب سے آزاد ہو گا اور نصف باقی اس کی طرف سے آزاد نہ ہو گا بلکہ خود آزاد ہو گا بالسرایہ یعنی معتق کے اختیار کے بغیر عتق نصف باقی میں خود بخود سرایت کر جائے گا۔

امام صاحب اور صاحبین کے درمیان اس کلی اختلاف کے سمجھنے کے بعد پہلے باب والے مسئلہ سے متعلق امام صاحب کا مسلک سمجھئے، وہ اعتاق نصف کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ اب اس معتق کو دو اختیار ہیں، اعتاق اور استعفاء یعنی اگر وہ چاہے نصف آخر کو بھی اپنی ہی طرف سے آزاد کر دے اور یا غلام سے نصف قیمت کی سعایہ کرالے، اور صاحبین کے نزدیک چونکہ اعتاق متجزی نہیں ہوتا اس لئے اعتاق البعض اعتاق الكل ہی ہے گویا اس نے خود ہی پورا غلام آزاد کر دیا اور بس قصہ ختم۔

اب دوسرے باب سے متعلق سمجھئے احد الشریکین جس نے اپنا حصہ آزاد کیا ہے اس کو دیکھا جائے گا کہ وہ موسر ہے یا معسر اگر

^۱ نسخۃ ہدیل میں حدیث ۳۹۳۳ کے بعد حدیث ابو ہریرہ سے پہلے 'باب فی من أعتق نصیباً من مملوک بینہ و بین آخر' قائم کیا گیا ہے، جبکہ نسخہ

محققہ محمد نجفی الدین عبد الحمید میں یہ باب نہیں ہے۔ ابواب کی شرح نسخہ بذل کے مطابق کی گئی ہے۔ (مرتب)

موسر ہے تو امام صاحب کے نزدیک شریک آخر کے لئے تین اختیار ہوں گے، ضمان، اعتاق، استسعاء یعنی شریک آخر معتق سے چاہے ضمان لے لے اور چاہے تو وہ اپنا حصہ بھی ^①۔ خود آزاد کر دے اور چاہے غلام سے سعایت کر لے اور اگر آزاد کرنے والا شریک معسر اور نادار ہے تو اس صورت میں شریک آخر کو صرف دو اختیار ہوں گے، اعتاق اور استسعاء ضمان کا اختیار حاصل نہ ہو گا اس کے اعسار کی وجہ سے۔

اور صاحبین اس مسئلہ میں یہ فرماتے ہیں کہ اگر آزاد کرنے والا موسر ہے تو شریک آخر کیلئے ضمان کا استحقاق ہے اور اگر وہ معسر ہے تو اس صورت میں شریک آخر کیلئے صرف حق سعایت ہے یعنی ایک صورت میں صرف ضمان اور ایک صورت میں صرف سعایت۔

یہ تفصیل تو ہوئی مذہب حنفیہ میں اور باقی ائمہ ثلاثہ کا مسلک یہ ہے کہ ان کے نزدیک اعتاق اور عتق دونوں اعسار کی صورت میں متجزی ہیں اور یسار کی صورت میں غیر متجزی، لہذا پہلے باب والے مسئلہ میں جو رائے صاحبین کی ہے وہی ائمہ ثلاثہ کی ہے یعنی نصف کے آزاد کرنے سے پورا ہی غلام آزاد ہو جائے گا۔ (لعدم جواز التجزی حیثئذ ^② عندہم)۔

اور باب ثانی والے مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یسار معتق کی صورت میں شریک ثانی کے لئے صرف ایک اختیار ہے یعنی ضمان اور اعسار کی صورت میں یہ ہے کہ عتق منہ ماعتق، یعنی نصف آزاد ہو گا اور نصف غلام ہی رہے گا۔

اس تفصیل سے معلوم ^③ ہوا کہ ائمہ ثلاثہ استسعاء کے قائل نہیں، اور یہ کہ ان کے نزدیک عتق بھی متجزی ہے اسی لئے ان کے نزدیک اعسار معتق کی صورت میں سعایت نہیں بلکہ عتق متجزی ہو جائے گا، نصف غلام آزاد نصف غیر آزاد۔

نیز یہ بات بھی سامنے آگئی کہ باب اول یعنی عبد مشترک والے مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ اور صاحبین آپس میں متفق ہیں اور باب ثانی والے مسئلہ میں یسار معتق کی صورت میں تو ائمہ ثلاثہ اور صاحبین متفق ہیں اور اعسار والی صورت میں مختلف۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بالصواب۔

① یعنی اس اعتاق کو جو ہو چکا اپنی طرف سے سمجھ لے ۱۲۔

② کیونکہ یہ مسئلہ یسار کی صورت میں داخل ہے اس لئے کہ آزاد کرنے والا شخص پورے غلام کا مالک ہے اس لحاظ سے وہ موسر ہوا۔

③ خلاصہ مذاہب: خلاصہ مذاہب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کا بعض حصہ آزاد کرے تو امام صاحب کے نزدیک اس کیلئے باقی میں دو اختیار ہیں اما الاعتاق او الاستسعاء اور عند الخمسة یعنی صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اعتاق البعض هو اعتاق الكل، اور اگر عبد مشترک ہو اور احد الشریکین اپنا حصہ آزاد کریں تو شریک آخر کو امام صاحب کے نزدیک یسار معتق کی صورت میں تین اختیار ہیں الضمان الاعتاق الاستسعاء، اور اعسار کی صورت میں صرف دو اختیار ہوں گے اعتاق اور استسعاء ویسقط الضمان، اور صاحبین کے نزدیک یسار معتق کی صورت میں شریک آخر کے لئے صرف ضمان، اور اعسار کی صورت میں صرف سعایت، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یسار کی صورت میں ضمان اور اعسار کی صورت میں کچھ نہیں بلکہ عتق منہ ماعتق، نصف غلام آزاد رہے گا اور نصف رقیق۔

۳۹۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْعَلَاءِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْمَعْنَى، أَخْبَرَنَا هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي السَّلَاحِ، قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ: عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ قَدْ كَرَّ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «لَيْسَ لِلَّهِ شَرِيكَ» زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ «فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ».

ترجمہ ابو الولید ابو السلیح (راوی) کے بعد عن ابیہ کی سند سے نقل کر رہے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے غلام میں سے کچھ آزاد کیا (اور بقیہ حصہ غلام ہی رہا) تو حضور ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا گیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ محمد بن کثیر راوی نے اس حدیث میں اضافہ کیا حضور ﷺ نے اس غلام کے اندر پوری آزادی کو نافذ فرمایا۔

تحقیق سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۳۳) مسند احمد - اول مسند البصریین (۷۵/۵) مسند احمد - اول مسند البصریین (۷۵/۵)

شرح الحدیث یعنی ایک شخص نے اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دیا جس کا ذکر آپ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے لہذا وہ شرک کو پسند نہیں فرماتے اور آپ نے اس عتق کو پورے میں نافذ فرمادیا، یہ حدیث بظاہر ائمہ ثلاث اور صاحبین کے موافق ہے کہ اعتاق البعض اعتاق الكل ہے امام صاحب کی طرف سے یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ مقصود ترغیب ہے کہ پورے ہی کو اللہ کیلئے آزاد کر دینا چاہئے، تاکہ غیر اللہ کی شرکت اس میں باقی نہ رہے۔ والحدیث اخرجه النسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۹۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّصْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ هَبِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ «فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ، وَغَرَّمَهُ بَقِيَّةَ ثَمَمِهِ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے ایک مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو حضور ﷺ نے اس (غلام کے کچھ حصے کی) آزادی کو نافذ فرمایا اور اس آزاد کرنے والے کو غلام کی باقی ماندہ حصے کی قیمت کا ضامن بنا دیا۔

۳۹۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُلَاقٍ، حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخِرِ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ» وَهَذَا الْقَوْلُ ابْنُ سُوَيْدٍ.

ترجمہ حضرت قتادہ اپنی سند سے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان مشترک غلام کو آزاد کرے تو اس آزاد کرنے والے کے ذمہ غلام کے باقی حصے کو بھی آزاد کرنا ہے، یہ استاد ابن سويد کے الفاظ ہیں۔

۳۹۳۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُلَاقٍ، حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ عَتَقَ مِنْ مَالِهِ

إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ» وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْمُثَنَّى، النَّصْرَبِيُّ أَنَّهُ هَذَا الْقَطْعُ ابْنُ سُوَيْدٍ.

ترجمہ: قتادہ اپنی سند سے نقل کرتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے پس اگر یہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو پورا کا پورا غلام اس آزاد کرنے والے کے مال ہی میں سے آزاد ہو جائے گا، مصنف کے استاذ ابن ثنی نے اس حدیث میں نصر بن انس (راوی) کو ذکر نہ کیا، یہ الفاظ (میرے استاد) ابن سويد کے ہیں۔

تحقیق: صحیح البخاری - الشریک (۲۳۶۰) صحیح البخاری - العتق (۲۳۹۰) صحیح مسلم - العتق (۱۵۰۲) صحیح مسلم - الايمان (۱۵۰۳) جامع الترمذی - الاحکام (۱۳۴۸) سنن أبي داود - العتق (۳۹۳۴) سنن ابن ماجه - الاحکام (۲۵۲۷) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۲۵۵/۲)

شرح الاحادیث: فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَتَقَهُ، وَغَرَمَهُ بِقِيَّةٍ شَمِيَةٍ: یہ باب ثانی کی پہلی حدیث ہے اس کا تعلق عبد مشترک سے ہے مضمون حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ احد الشریکین نے غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا آپ ﷺ نے اس عتق کو پورے غلام میں نافذ فرمایا اور آزاد کرنے والے کو نصف باقی کا ضامن بنایا۔

ظاہر ہے کہ ضمان یسار معتق ہی کی صورت میں ہو سکتا ہے اور اس صورت میں صاحبین اور ائمہ ثلاث دونوں کے نزدیک صرف وجوب ضمان ہے جو کہ حدیث میں مذکور ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس صورت میں شریک آخر کو دو اختیار اور ہیں ضمان کے علاوہ اعتاق اور سعایت، کما تقدم، سعایت کا مسئلہ جو کہ مختلف فیہ ہے حنفیہ اسکے قائل ہیں اور ائمہ ثلاث مگر اس کا آگے مستقل باب آرہا ہے یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی حدیث سے مسئلہ کی پوری تفصیل معلوم ہو جائے دوسری احادیث میں ضمان کے ساتھ سعایت کا بھی ذکر آرہا ہے جس کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے۔ والحدیث اخبرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه بنحوه، قاله المنذرى۔

۵۔ بَابُ مَنْ ذَكَرَ السَّعَايَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

اس حدیث میں آزاد کردہ غلام سے کوانے کا بیان

ترجمہ الباب کی غرض و تشریح: پہلے باب میں حضرت ابو ہریرہؓ کی جو حدیث گزری ہے اسکے اس طریق میں سعایت کا ذکر نہیں تھا۔ چونکہ اسی حدیث کے بعض طرق میں سعایت کا ذکر ہے، اور مسئلہ بھی فی نفسہ بین الائمہ مختلف فیہ ہے اسی لئے اسکی اہمیت کے پیش نظر مصنف نے مستقل یہ ترجمہ قائم کیا۔

۳۹۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَنَابُ بْنُ عَطَاءٍ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنِ النَّصْرَبِيِّ أَنَّهُ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ هَبْلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلَّا اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرُ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے غلام میں کچھ حصہ آزاد کر دے اگر یہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو اس کو پورے غلام کو آزاد کرنا چاہئے (ورنہ) اگر یہ آزاد کرنے والا مالدار نہیں تو غلام اس معق کے علاوہ دوسرے آقا کے حصے میں کمائی کر کے اس کو اپنی قیمت کے بقدر ادا کرنے کا لیکن اس غلام پر مشقت نہیں ڈالی جائے گی۔

حج صحیح البخاری - الشركة (۲۳۶۰) صحیح البخاری - العتق (۲۳۹۰) صحیح مسلم - العتق (۱۵۰۲) صحیح مسلم - الامان (۱۵۰۳) جامع الترمذی - الاحکام (۱۳۴۸) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۳۷) سنن ابن ماجہ - الاحکام (۲۵۲۷) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۲۵۵/۲)

۳۹۳۸ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، وَهَذَا لِقَوْلِهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ هَبِيبٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ، أَوْ شَقِيقًا لَهُ فِي مَمْلُوكَةٍ فَخَلَّاهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ ثَوْبُ الْعَبْدِ قِيمَةً عَدَلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ لَصَاحِبِهِ فِي قِيَمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا «فَاسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ» وَهَذَا الْقَطْعُ عَلِيٍّ.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے پس اگر یہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو اس آزاد کرنے والے پر غلام کو دوسرے شریک کی غلامی سے خلاصی دلانا لازم ہے اور اگر اس آزاد کرنے والے کے پاس مال نہ ہو (یعنی غریب ہو) تو منصفانہ طریقے پر غلام کی قیمت لگائی جائے گی پھر یہ غلام دوسرے شریک کیلئے اپنے حصے کے بقدر قیمت کما کر دوسرے آقا کو پیش کرے گا، لیکن اس غلام پر مشقت نہیں ڈالی جائے گی۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: میرے دونوں استادوں کی حدیثوں میں یہ الفاظ ہیں کہ فَاسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ، یعنی اس غلام کی قیمت لگانے کا ذکر صرف محمد بن بشر راوی نے کیا ہے۔

۳۹۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، لَمْ يَذْكُرِ السَّعَايَةَ، وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، وَمُوسَى بْنُ خَلْفٍ، جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ، بِإِسْنَادِ يَزِيدِ بْنِ زُرَيْعٍ وَمَعْنَاهُ وَذَكَرَ فِيهِ السَّعَايَةَ.

ترجمہ محمد بن بشار سعید بن ابی عروبہ سے اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں یہ تقریباً پہلی حدیث کے ہم معنی ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: دوسرے راوی روح بن عبادہ نے سعید بن ابی عروبہ سے جو روایت ذکر کی اس میں سعایہ کا ذکر نہیں، لیکن جریر بن حازم، موسیٰ بن خلف سب نے حضرت قتادہ سے یزید بن زریع کی سند سے یہ حدیث نقل کی اور اس میں دونوں راویوں نے سعایہ کا ذکر کیا ہے (خلاصہ یہ کہ سعید بن ابی عروبہ کی روایت میں صرف روح راوی کی سند میں سعایہ کا

ذکر نہیں، اس کے علاوہ دیگر سارے راوی اس حدیث میں سعایہ کا ذکر فرماتے ہیں۔

صحیح البخاری - الشریک (۲۳۶۰) صحیح البخاری - العتق (۲۳۹۰) صحیح مسلم - العتق (۱۵۰۲) صحیح مسلم - الأیمان (۱۵۰۳) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۴۸) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۳۸) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۲۷) مسند أحمد - باقی مسند الکثیرین (۲۵۵/۲)

شرح الأحادیث حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنِ النَّصْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ هَمْبَلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ الْح: اس حدیث کا مضمون بھی وہی ہے جو پہلے گزر لیکن پہلے طریق میں صرف ضمان مذکور تھا اور اس میں یہ ہے کہ اگر آزاد کرنے والا شریک مالدار ہو تو اس سے ضمان لیا جائے اور اگر معسر ہے تو اس صورت میں عبد سے سعایت کرائی جائے۔

اس سے پہلے باب کی حدیث میں قتادہ سے روایت کرنے والے ہمام تھے اور اس طریق میں ان سے روایت کرنے والے ابان ہیں۔

غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ: کا مطلب یہ ہے کہ عبد سے سعایت کرانے کی صورت میں اس پر مشقت نہ ڈالی جائے بسہولت کما کر وہ ادا کر دے گا۔

فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ فُؤِمَ الْعَبْدُ قِيمَةً عَدْلٍ: یعنی اگر معتق کے پاس مال نہ ہو تو عبد کی کسی عادل آدمی سے قیمت لگوا کر عبد سے سعایت کرائی جائے۔ الحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۶۔ بَابُ فِيمَنْ رَوَى أَنَّهُ لَا يُسْتَسْعَى

اس حدیث میں آزاد کردہ غلام سے نہ کموانے کا بیان ہے

اختلاف نسخ اور نسخه صحیحہ کی تعیین: اس ترجمہ الباب کے بارے میں نسخے مختلف ہیں لیکن یہ جو ہمارے نسخہ میں ہے اسکو اگر اختیار کیا جائے تو ترجمہ سابقہ اور یہ دونوں ایک ہو جائیں گے حالانکہ ترجمہ سابقہ سے مقصود ذکر سعایت ہے اور اس ترجمہ کی غرض جمہور کے مسلک کے مطابق عدم ذکر سعایت ہے چنانچہ حدیث الباب میں سعایت مذکور نہیں لہذا اس میں

① اس روایت کے الفاظ یہ ہیں، مَنْ أَعْتَقَ شَقِيقًا فِي مَلُوكِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعْقِبَهُ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلَّا اسْتَشْعَى الْعَبْدُ، ظاہر الفاظ حدیث کا مقتضی یہ ہے کہ یہ حدیث عبد غیر مشترک کے بارے میں ہے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ جس شخص نے اپنے غلام کا بعض حصہ آزاد کر دیا تو اس کو چاہیے کہ کل ہی کو آزاد کر دے اگر اس میں اس کی گنجائش ہو اور وہ مالدار ہو (یہ حکم بطور ترغیب کے ہے کثیر ثواب کے لئے) اور اگر گنجائش نہ ہو عبد سے باقی حصہ کی اپنے لئے سعایت کرائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو عبد مشترک پر محمول کیا جائے جیسا کہ اس کے بعد والی روایت میں ہے تو اس صورت میں فعلیہ ابن یوسف کلمہ کا مطلب یہ ہو گا کہ باقی حصہ کا شریک آخر کو ضمان دیکر اپنی طرف سے اس کو آزاد کرادے، حضرت نے بذل میں اس کو اسی پر محمول فرمایا ہے، قائل۔

دوسرا نسخہ جو حاشیہ پر مذکور ہے 'باب فیمن روى أنه لا یستسعی' یہ صحیح ہے^①۔

۳۹۴۰ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاً لَهٗ فِي مَمْلُوكٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ قِيمَةُ الْعَدْلِ فَأَعْطِيَ شُرَكَاءُكَ حَصَصَهُمْ وَأَعْتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غلام میں اپنے حصہ کے بقدر آزاد کر دیا تو اس پر منصفانہ قیمت کا فیصلہ کیا جائے گا اور ہر حصہ دار کو اس کے حصہ کے بقدر ادا کیا جائے گا اور اس (آزاد کرنے والے شریک کی طرف) سے غلام آزاد ہو جائے گا ورنہ (اگر آزاد کرنے والا شخص مالدار نہ ہو) تو اس کا وہی حصہ آزاد (شمار) ہو گا جو آزاد کیا جا چکا۔

۳۹۴۱ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ: وَكَانَ نَافِعٌ مِمَّا قَالَ: «فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ» وَرَبِّمَا لَمْ يَقُلْهُ.

ترجمہ: ایوب اور نافع کے واسطے سے ابن عمرؓ سے اس ہی معنی کی حدیث نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، ایوب کہتے ہیں کہ کبھی نافع (یہ جملہ) فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ کہا کرتے تھے اور کبھی نہیں کہا کرتے تھے۔

۳۹۴۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَيُّوبُ: فَلَا أَذْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَيْءٌ قَالَ نَافِعٌ «وَإِلَّا عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ».

ترجمہ: ایوب، نافع، ابن عمرؓ کے واسطے سے یہی حدیث نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، ایوب (روایت کے آخر میں) فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ جملہ (عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ) حدیث کا حصہ ہے یا نافع کی اپنے آپ کہی گئی بات ہے (یعنی مراد یہ جملہ ہے) وَإِلَّا عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ۔

تخریج: صحیح البخاری - الشریک (۲۳۵۹) صحیح البخاری - العتق (۲۳۸۶) صحیح مسلم - الایمان (۱۵۰۱) جامع الترمذی - الأحکام (۱۴۴۶) سنن النسائی - البیوع (۴۶۹۸) سنن النسائی - البیوع (۴۶۹۹) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۴۰) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۲۸) مسند احمد - مسند العشرة البشیرین بالجہۃ (۵۷/۱) مسند احمد - مسند الکثیرین من الصحابة (۱۵/۲) موطأ مالک - العتق والولاء (۱۵۰۴)

شرح الأحادیث: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاً لَهٗ فِي مَمْلُوكٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ قِيمَةُ الْعَدْلِ فَأَعْطِيَ شُرَكَاءُكَ حَصَصَهُمْ وَأَعْتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ: پہلے باب کی حدیث جس میں ذکر رعایت ہے وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت تھی، اور اس باب میں جتنی بھی روایات ہیں سب ابن عمرؓ کی ہیں متعدد طرق سے، مضمون

① نسخہ ہذل میں اس مقام پر عنوان باب "فی من روى إن لم یکن له مال یستسعی" ہے، جبکہ شارح نے نسخہ محققہ محمد محبی الدین عبد الحمید کے قائم کردہ عنوان کی تائید فرمائی ہے۔ (مرتب)

حدیث یہ ہے: جس شریک نے غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو اس غلام کی قیمت لگوائی جائے گی اور دوسرے شرکاء کو ان کا حصہ اس معتق کے ذمہ دینا ہوگا (یعنی فی صورت الیسار ضمان واجب ہوگا) والا ای وان لم یعط یعنی اگر وہ معتق شرکاء کو ان کا حصہ نہ دے سکے، بان کان معسر أفقد اعتق منه ما اعتق۔ تو اس صورت میں (سعایت نہ ہوگی) بلکہ عتق متجزی ہو جائے گا بعض حصہ غلام کا آزاد ہوگا بعض نہیں، یعنی بقیہ شرکاء کے حصہ کے بقدر غلام آزاد نہ ہوگا۔

حدیث الباب کا حنفیہ کی طرف سے جواب: یہ حدیث ائمہ ثلاث کی دلیل ہے اور گزشتہ باب کی حدیث کے خلاف ہے جس میں یہ تھا کہ اعسار معتق کی صورت میں عبد سے سعایت کرائی جائے گی، اس حدیث کا جواب خود روایات الباب کو دیکھنے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کا ثبوت ضعیف ہے کیونکہ اس لفظ کے بارے میں رواۃ کا اختلاف ہو رہا ہے بعض نے اس کو ذکر کیا بعض نے نہیں چنانچہ اگلی روایت میں ہے: «وَكَانَ نَافِعٌ يُبَايِعُ قَالَ: «فَقَدْ عَتَقْتُ مِنْهُ مَا عَتَقْتُ» وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْهُ، اور اسکے بعد والی روایت میں ہے: قَالَ أَيُّوبُ: فَلَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَيْءٍ قَالَهُ نَافِعٌ۔ روایتیں تو پہلے باب کی بھی اور اسکی بھی تخریج کے لحاظ سے ہم پہلے ہیں کہ سب صحیحین میں موجود ہیں لیکن اسکے باوجود صحیحین کی روایات میں اگر تعارض پایا جائے تو طریق ترجیح تو وہاں بھی اختیار کیا جائے گا دفع تعارض کیلئے حنفیہ نے استسعاء والی روایت کو ترجیح دی اور جمہور نے عدم استسعاء کی روایت کو۔

امام بخاریؒ نے استسعاء کا باب قائم کر کے اسکو ثابت مانا ہے، چنانچہ الأبواب والتراجم میں ہے، نقلًا عن الحافظ، قوله تابعه حجاج بن حجاج كانه اشار بهذا الى الرد على من زعم ان الاستسعاء في هذا الحديث غير محفوظ الى آخر ما ذكره^①۔

۳۹۴۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَعْتَقَ شَرْكَاءَ مِنْ مَمْلُوكٍ لَهُ فَعَلَيْهِ عَتَقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ نَصِيبَهُ»۔

ترجمہ: ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے (مشترک) غلام میں سے کوئی حصہ آزاد کر دیا تو اس پر اس غلام کو آزاد کرنا لازم ہے اگر اس شخص کے پاس اس غلام (کے باقی ماندہ حصے) کی قیمت کے بقدر مال موجود ہو اور اگر اس آزاد کرنے والے شخص کے پاس مال نہ ہو تو اس کے اپنے حصہ کے بقدر آزاد ہوگا (اور باقی غلام ہی رہے گا)۔

۳۹۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسَى،

ترجمہ: یحییٰ بن سعد، نافع، ابن عمرؓ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے ابراہیم بن موسیٰ کی حدیث کے ہم معنی حدیث نقل

کرتے ہیں۔

۳۹۴۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَصْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَّةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ «وَالْأَفْقَدُ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ» انْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى «وَأَعْتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ» عَلَى مَعْنَاهُ.

ترجمہ: جویریہ نے نافع ابن عمرؓ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ سے حدیث مالک کے ہم معنی حدیث ذکر کی ہے لیکن جویریہ نے «وَالْأَفْقَدُ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ» ذکر نہیں کیا اور ان کی حدیث «وَأَعْتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ» تک تمام ہو گئی۔

تحقیق: صحیح البخاری - الشریک (۲۳۵۹) صحیح البخاری - العتق (۲۳۸۶) صحیح مسلم - الأیمان (۱۵۰۱) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۴۶) سنن النسائی - البیوع (۴۶۹۸) سنن النسائی - البیوع (۴۶۹۹) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۴۳) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۲۸) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۵۷/۱) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۵/۲) موطأ مالک - العتق والولاء (۱۵۰۴)

۳۹۴۶ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شَرْكَائَهُ فِي عَبْدٍ، عَتَقَ مِنْهُ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ».

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے (مشترک) غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو باقی حصہ بھی اس ہی شخص کے مال سے آزاد ہوگا، بشرطیکہ اس شخص کے پاس غلام کی قیمت کے بقدر مال ہو۔

تحقیق: صحیح البخاری - الشریک (۲۳۵۹) صحیح البخاری - العتق (۲۳۸۶) صحیح مسلم - الأیمان (۱۵۰۱) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۴۶) سنن النسائی - البیوع (۴۶۹۸) سنن النسائی - البیوع (۴۶۹۹) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۴۶) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۲۸) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۵۷/۱) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۵/۲) موطأ مالک - العتق والولاء (۱۵۰۴)

۳۹۴۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ، فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا يُقَوِّمُ عَلَيْهِ قِيَمَةً لَا وَكُسَ، وَلَا شَطَطَ ثُمَّ يُعْتَقُ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے جو مرفوعاً نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جب ایک غلام دو مالکان کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک شخص اپنا حصہ آزاد کر دے تو اگر وہ آزاد کرنے والا شخص آسودہ حال (غنی) ہو تو اس پر غلام کی (بقیہ) قیمت لازم کی جائے گی کوئی کمی بیشی نہ ہوگی پھر وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

تحقیق: صحیح البخاری - الشریک (۲۳۵۹) صحیح البخاری - العتق (۲۳۸۶) صحیح مسلم - الأیمان (۱۵۰۱) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۴۶) سنن النسائی - البیوع (۴۶۹۸) سنن النسائی - البیوع (۴۶۹۹) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۴۷) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۲۸) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۵۷/۱) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۵/۲) موطأ مالک - العتق والولاء (۱۵۰۴)

۳۹۴۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ الْعَدَنِيِّ، عَنِ ابْنِ التَّلْبِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ «فَلَمْ يُضْمَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» قَالَ أَحْمَدُ: «إِنَّمَا هُوَ بِالنَّاءِ بَعْغِي

التَّلْبُ وَكَانَ شُعْبَةُ أَلْفَعُ لَمْ يُبَيِّنِ التَّاءَ مِنَ التَّاءِ»

ترجمہ: ابن التلب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے (عہد نبوی میں) ایک مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو کسی شی کا ضامن نہ کیا۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ ان (راوی) کا نام تاء دو نقطوں کے ساتھ تلب ہے (نہ کہ تاء سے تلب) اور شعبہ تو تلب (الفاظ کے صحیح تکلم پر قادر نہ) تھے وہ تاء اور تاء میں فرق نہ کر پاتے تھے۔

شرح الحدیث: سند کے اندر جو راوی آئے ہیں ابن التلب اس کے بارے میں امام احمد فرما رہے ہیں کہ یہ نام ابن التلب تاء کے ساتھ ہے یعنی دو نقطوں والی، اور شعبہ راوی حدیث اشخ تھے یعنی تو تلب تاء اور تاء میں فرق نہیں کر پاتے تھے اشخ اسی شخص کو کہتے ہیں جو بعض حروف کو صحیح ادا نہ کر سکے، حضرت امام احمد کی تنبیہ کا تقاضا یہ ہے کہ اصل سند میں جو اوپر مذکور ہے ابن التلب تاء کے ساتھ ہو بجائے تاء کے، اور ایک نسخہ میں ہے بھی تاء (مثلاً) کے ساتھ، ورنہ اگر اصل سند میں ابن التلب بالتاء (المنشاة) ہو جیسا کہ ہمارے نسخہ میں ہے تو اس صورت میں تنبیہ کی حاجت ہی نہیں رہتی۔

۷۔ بَابُ فِيمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ

اس شخص کا بیان جو اپنے ایسے رشتہ دار شخص کو خریدے جو اس کا محرم بھی ہو

۳۹۴۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوسَى: فِي مَوْضِعٍ آخَرَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ فِيمَا يُحْسِبُ حَمَّادُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ فَهُوَ حُرٌّ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُزْجَانِيُّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، وَعَاصِمٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَلَمْ يُجَدِّثْ ذَلِكَ الْحَدِيثُ إِلَّا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَقَدْ شَكَّ فِيهِ».

ترجمہ: حضرت سمرہ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص اپنے ایسے رشتہ دار کا مالک بن جائے جو محرم بھی ہو تو وہ رشتہ دار خود بخود آزاد ہو جائے گا۔

تخریج: جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۶۵) سنن ابی داود - العتق (۳۹۴۹) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۲۴) مسند احمد - أول مسند البصریین (۱۵/۵) مسند احمد - أول مسند البصریین (۱۸/۵) مسند احمد - أول مسند البصریین (۲۰/۵)

شرح الحدیث: مسئلہ الباب میں مذاہب ائمہ: یعنی جو شخص کسی ایسے غلام کو خریدے جو اس کا رشتہ دار بھی ہو اور محرم بھی ہو تو وہ خود بخود آزاد ہو جاتا ہے، یہ اسلام کا قانون ہے گویا ایک ذی رحم محرم دوسرے کا غلام نہیں ہو سکتا، حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک یہی ہے امام شافعی کے نزدیک یہ حکم صرف اصول اور فروع سے متعلق ہے گویا ان کے نزدیک یہ عام مخصوص

منه البعض ہے اسی طرح امام مالک کے نزدیک بھی یہ عام نہیں ہے ان کے نزدیک اس کا مصداق ولد اور والدین اور اخوہ ہیں۔
یہ حدیث حنفیہ اور حنابلہ کی دلیل ہوئی، شافعیہ اور مالکیہ کی دلیل کے لئے مطولات کی طرف رجوع کیا جائے^①۔ والحدیث
اخرجه الترمذی والنسائی وابن، قاله المنذرى۔

۳۹۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَجِمٍ فَهُوَ حُرٌّ»۔

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جو کسی رشتہ دار کا مالک ہو جو محرم بھی ہو تو وہ رشتہ دار غلام خود بخود آزاد ہو جائے گا۔
۳۹۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَجِمٍ فَهُوَ حُرٌّ»۔

ترجمہ: حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے رشتہ دار کا مالک ہو تو وہ رشتہ دار غلام آزاد ہو جائے گا۔
۳۹۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَالْحَسَنِ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَعِيدٌ أَحْفَظُ مِنْ حَمَّادٍ۔

جابر بن زید اور حسن سے قتادہ نے اسی طرح کا قول نقل کیا ہے۔

۸ - بَابُ فِي عَتَقِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ

ام ولد کو آزاد کرنے کا بیان

۳۹۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ خَطَّابِ بْنِ صَالِحٍ، مَوْلَى الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ مَعْقِلٍ، - امْرَأَةٍ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ - قَالَتْ: قَدِمَ بِي عَمِّي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَاعَنِي مِنَ الْحَبَابِ بْنِ عَمْرِو أَخِي أَبِي الْيَسْرِ بْنِ عَمْرِو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَبَابِ، ثُمَّ هَلَكَ، فَقَالَتْ أُمُّ أُنْثَى: الْآنَ وَاللَّهِ تُبَاعِينَ فِي دِينِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ، قَدِمَ بِي عَمِّي الْمُدَيْنَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَاعَنِي مِنَ الْحَبَابِ بْنِ عَمْرِو أَخِي أَبِي الْيَسْرِ بْنِ عَمْرِو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَبَابِ،

① اس مسئلہ میں امام بخاری کی رائے: امام بخاری نے اس مسئلہ کو اس طرح بیان کیا ہے 'باب اذا اسراخو الرجل او عمه هل يفادي اذا كان مشركاً قال الحافظ قيل إنه اشار بهذه الترجمة الى تضعيف الحديث الوارد فيمن ملك ذارحم فهو حر وهو حديث اخرجه اصحاب السنن، واستكره ابن المديني، ورجح الترمذی ارساله، وقال البخاری لا يصح، وجرى الحاكم وابن حزم وابن القطان على ظاهر الاسناد فصحوه، وقد اخذ بعمومه الحنفية والثوري والا وراعي والليث وقال داود لا يعتق احد على احد، وذهب الشافعي الى انه لا يعتق على المرأة الا اصوله وفروعه، لا لهذا الدليل بل لادلة اخرى وهو مذهب مالك وزاد الاخوة حتى من الام - الى آخر ما بسط في هامش اللامع (من الأبواب والترجمه - ج ۴ ص ۳۷)

فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: الْآنَ وَاللَّهِ ثُبَاعِينَ فِي دَنِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ وَلِيَ الْحَبَابِ؟» قِيلَ: أَخُوهُ أَبُو الْيَسْرِ بْنُ عَمْرِو، فَبَعَثَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: «أَعِثُّوْهَا، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَقِيقٍ قَدِمَ عَلَيَّ فَأُتُونِي أَعُوْضُكُمْ مِنْهَا» قَالَتْ: فَأَعْتَقُونِي، وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيقٌ فَعَوَّضَهُمْ مِنْهُ غُلَامًا.

ترجمہ سلامہ بنت معقل خارجہ قیس عیلان قبیلہ کی خاتون فرماتی ہیں میرے چچا زمانہ جاہلیت میں مجھے لائے اور ابو الیسر بن عمرو کے بھائی حباب بن عمرو کو مجھے فروخت کر دیا اور اس حباب سے میرے یہاں عبدالرحمن بن حباب کی ولادت ہوئی، پھر حباب مر گیا تو اس حباب (میرے آقا) کی بیوی نے کہا کہ خدا کی قسم تو اپنے آقا حباب کے قرضہ کے بدلے میں فروخت ہو گی (حالانکہ میں ام ولد بن چکی تھی جس کی خرید و فروخت ناجائز ہے) سلامہ کہتی ہیں کہ پس میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں قبیلہ قیس عیلان کی عورت ہوں میرے چچا زمانہ جاہلیت میں مجھے مدینہ طیبہ لیکر آئے تھے اور مجھے ابو الیسر بن عمرو کے بھائی حباب بن عمرو کے ہاتھوں فروخت کیا چنانچہ حباب سے میرے یہاں عبدالرحمن بن حباب کی شکل میں اولاد ہوئی اب مجھ سے حباب کی بیوی کہہ رہی ہے کہ تم حباب کے قرضے کے بدلے میں فروخت کی جاؤ گی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حباب بن عمرو کا ولی کون ہے؟ تو آپ کو بتلایا گیا کہ اس کا بھائی ابو الیسر بن عمرو ہے، حضور ﷺ نے اس کو بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ اس سلامہ عورت کو آزاد کر دو، جب تمہیں خبر ملے کہ میرے پاس غنیمت وغیرہ سے غلام آئے ہیں تو تم میرے پاس آجانا میں اس عورت کے بدلے میں تمہیں غلام دوں گا۔ سلامہ کہتی ہیں پس انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اس کے بعد حضور ﷺ کے پاس غنیمت کے غلام آئے تو حضور ﷺ نے ان کو میرے بدلے ایک غلام عطا فرمایا۔

سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۵۳) مسند احمد - باقی مسند الانصاف (۳۶۰/۶)

شرح الحدیث سلامہ بنت معقل جو کہ خارجہ قیس عیلان کے قبیلہ کی ایک خاتون ہیں وہ کہتی ہیں کہ مجھ کو میرا چچا زمانہ جاہلیت میں لے آیا اور لا کر حباب بن عمرو کے ہاتھ مجھ کو فروخت کر دیا (ممکن ہے اہل جاہلیت کی یہ بھی عادت ہو وہ غلام ایسا کر دیا کرتے ہوں) وہ آگے کہتی ہیں کہ میرے بطن سے حباب کے ایک لڑکا پیدا ہوا عبدالرحمن بن الحبیب (اب یہ یعنی سلامہ بنت معقل ام الولد ہو گئیں حبیب کی) اس کے بعد یہ ہوا کہ حباب ہلاک ہو گیا تو اس کی بیوی نے سلامہ سے یہ کہا کہ واللہ! اب تو اپنے مولیٰ حباب کے دین میں فروخت کی جائے گی سلامہ نے یہ ساری بات جا کر حضور ﷺ سے عرض کی اس پر آپ نے دریافت کیا کہ حباب کا ولی کون ہے؟ کہا گیا کہ اس کا بھائی ابو الیسر ہے آپ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ سلامہ کو آزاد کر دو، پھر جب تم سنو کہ میرے پاس غلام آئے ہیں بیت المال میں تو میرے پاس آنا میں سلامہ کے عوض میں تم کو غلام دوں گا سلامہ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان کے بعد انہوں نے مجھ کو آزاد کر دیا اور پھر آپ کے پاس جب غلام آئے تو میرے عوض میں آپ نے ان کو ایک غلام دیا۔

یہ غلام دینا حقیقتہً اس ام ولد کا عوض نہیں تھا بلکہ ان لوگوں کی دلدادگی کے لئے تھا۔

مسئلۃ الباب میں اختلاف علماء: ام الولد کی بیع ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں اس میں داؤد ظاہری اور بعض صحابہ جیسے حضرت علیؑ کا اختلاف ہے خطابیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف بعض صحابہ کا شروع میں تھا بعد میں سب کا اتفاق ہو گیا عدم جواز بیع پر، نیز قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ام ولد آزاد ہونی چاہئے اسلئے کہ امہات اور ان کی اولاد دونوں کا حکم متفق ہوتا ہے حریت اور رق میں اور یہاں پر ام ولد کا جو بیٹا ہے اسکے سید سے وہ بالاتفاق حر ہے لہذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ اسکی ماں بھی حر ہونی چاہیے، (بذل ۱)

۳۹۵۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، عَنْ قَتَيْبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «بِعْنَا أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ ثَمَانًا قَانَتْهُنَّ».

حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ عہد نبویؐ اور عہد صدیقی میں ہم نے ام ولد کی بیع کی ہے، پھر حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے ہمیں ممانعت فرمادی، پس ہم لوگ رک گئے۔

سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۵۴) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۱۷)

حضرت جابرؓ فرما رہے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے زمانہ میں اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں ام ولد کی بیع کی ہے پھر جب حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے اس سے ہم کو منع کیا پس ہم رک گئے۔

اس حدیث کے بارے میں یہ توجیہ کی گئی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نوبت آپ کے زمانہ میں بہت کم پیش آئی ہو جس کا آپ کو علم نہ ہو سکا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض صحابہ نے آپ کے شروع زمانہ میں یہ بیع کی ہو پھر اس کے بعد آخر عمر میں آپ نے اس سے منع فرمادیا ہو جس کا علم صدیق اکبرؓ کو نہ ہو سکا ہو ایک تو اس وجہ سے کہ ان کی مدت خلافت ہی کم ہے دوسرے یہ کہ وہ دوسرے اہم امور دین میں مشغول رہے، پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ کے شروع زمانہ میں بھی لوگ کرتے رہے۔ جس کی ان کو خبر نہ ہو سکی، پھر جب ان کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے اس سے منع فرمادیا۔

۹۔ بَابُ فِي بَيْعِ الْمَذْبُورِ

مدبر کو فروخت کرنے کا بیان

۳۹۵۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ ذُبُرٍ مِنْهُ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، «فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعِ سَبْعِ مِائَةٍ أَوْ بِتِسْعِ مِائَةٍ».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں ایک شخص نے اپنی موت کے بعد ایک غلام آزاد کرنے کی وصیت کی حالانکہ اس غلام کے علاوہ اسکے پاس کوئی غلام نہ تھا، تو حضور ﷺ نے اس غلام کو بیچنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ غلام ۷۰۰ یا ۹۰۰ درہم میں فروخت ہوا۔

۳۹۵۶ - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرِ، أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا إِذَا وَقَالَ: يَغْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنْتَ أَعْتَقُ بِعَمَلِهِ، وَاللَّهُ أَعْتَقَ عَنْهُ».

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ سے یہی حدیث مروی ہے لیکن اس سند میں مزید اضافہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم (وہ شخص جس نے غلام آزاد کرنے کی وصیت کی اس سے خطاب کیا) اس کے دشمن کے دوسروں سے زیادہ حق دار ہو اور اللہ پاک کو اس کی ضرورت نہیں۔

تحقیق: صحیح البخاری - البيوع (۲۰۳۴) صحیح البخاری - في الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس (۲۲۷۴) صحیح البخاری - الخصومات (۲۲۸۴) صحیح البخاری - العتق (۲۳۹۷) صحیح البخاری - كفارات الأيمان (۶۳۳۸) صحیح مسلم - الأيمان (۹۹۷) جامع الترمذی - البيوع (۱۲۱۹) سنن النسائي - البيوع (۴۶۵۲) سنن النسائي - آداب القضاة (۵۴۱۸) سنن أبي داود - العتق (۳۹۵۵) سنن ابن ماجه - الأحكام (۲۵۱۲) سنن الدارمي - البيوع (۲۵۷۳)

۳۹۵۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا، مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ: لَهُ أَبُو مَذْكَوْرٍ، أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ عَنْ ذُبُرٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَنْ يَشْتَرِيهِ» فَاشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النَّخَامِ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى عِيَالِهِ، فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى ذِي قَرَابَتِهِ» أَوْ قَالَ: «عَلَى ذِي رَحْمَةٍ، فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَهَآ هُنَا وَهَآ هُنَا».

ترجمہ: حضرت جابر فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص..... جس کو ابو مذکور کہا جاتا تھا..... نے اپنی موت کے بعد ایک غلام جس کا نام یعقوب تھا اس کو آزاد کرنے کی وصیت کی حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا تو حضور ﷺ نے اس کو بلوایا اور ارشاد فرمایا کون آدمی اس غلام کو خریدے گا؟ پس نعیم بن عبد اللہ بن نخام نے اس غلام کو آٹھ سو (۸۰۰) درہم کے بدلے میں خریدا، پس آپ ﷺ نے وہ آٹھ سو (۸۰۰) درہم اس (ابو مذکور) شخص کے حوالے کئے پھر ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی فقیر مفلس ہو تو اس کو سب سے پہلے اپنے اوپر خرچ کرنا چاہئے پھر جو اپنے سے زائد بچے رہے تو اپنے اہل و عیال پر اور پھر جو بچے وہ اپنے رشتہ داروں پر یا فرمایا اپنے ذی رحم پر اور اگر پھر بھی بچ رہے تو ادھر ادھر دیگر خیر کے مصارف میں خرچ کر سکتا ہے۔

تخریج: صحیح البخاری - البیوع (۲۰۳۴) صحیح البخاری - فی الاستقراض وأداء الديون والمجور والتفليس (۲۲۷۴) صحیح البخاری - المصومات (۲۲۸۴) صحیح البخاری - العتق (۲۳۹۷) صحیح البخاری - کفارات الأيمان (۶۳۳۸) صحیح مسلم - الأيمان (۹۹۷) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۱۹) سنن النسائي - البیوع (۴۶۵۲) سنن النسائي - آداب القضاة (۵۴۱۸) سنن أبي داود - العتق (۳۹۵۷) سنن ابن ماجه - الأحکام (۲۵۱۲) سنن الدارمی - البیوع (۲۵۷۳)

شرح الأحادیث: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (جس کا نام ابو مذکور تھا) اپنا غلام آزاد کیا اپنے پیچھے، یعنی مرنے کے بعد (یعنی یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) اور حال یہ کہ اس مولیٰ کے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی اور مال تھا نہیں، حضور ﷺ نے اس غلام کو فروخت کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ اس کو سات سو یا نو سو درہم میں فروخت کیا گیا، اور اس کے بعد دلی روایت میں جو مفصل ہے یہ زیادتی ہے **فَدَا عَابِدَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَنْ يَشْتَرِيهِ» فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النَّحَّاسِ**^۱ بِسَعَمَانٍ مِائَةِ دِرْهَمٍ، یعنی آپ نے اس غلام کو خود فروخت کیا جس کو نعیم بن عبد اللہ بن النحام نے آٹھ سو درہم میں خریدا اور وہ ثمن آپ نے اس شخص کے حوالہ کر دیا اور فرمایا آپ نے جب تم میں سے کوئی شخص نادار قسم کا ہو تو اس کو انفاق کی ابتداء اپنے نفس سے کرنی چاہئے اور اسکے بعد جو بچے وہ عیال پر، اور اگر اور کچھ بچے تو دوسرے اہل قرابت پر اور اگر اور کچھ بچے تو پھر اس کو ادھر ادھر جہاں چاہے خرچ کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس مدبر کی بیع اس کے مولیٰ کے حیات میں ہوئی ہے، اور یہی صحیح ہے، اور ترمذی کی روایت جس میں اس کے خلاف ہے، اور یہ ہے کہ وہ شخص مدبر بنانے کے بعد مر گیا تھا اور یہ بیع موت مولیٰ کے بعد ہوئی وہم ہے۔

الكلام على الحديث من حيث الفقه وذكر مذاهب الأئمة: اسکے بعد سمجھئے کہ بیع مدبر کا مسئلہ مختلف فیہ ہے، امام شافعی و احمد کے نزدیک اس کی بیع مطلقاً جائز ہے اور حنفیہ کے نزدیک مدبر مطلق کی بیع تو ناجائز ہے اور مدبر مقید کی جائز ہے، اور امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ اگر مدبر کا مولیٰ تدبیر سے پہلے مدیون ہو تو پھر ایسے مدبر کی بیع جائز ہے، مدبر مقید کا مطلب یہ ہے کہ مولیٰ اپنے غلام سے یوں کہے کہ اگر میں فلاں بیماری میں مرتا ہوں یا اتنی مدت کے اندر اندر مرتا ہوں تو تو آزاد ہے، ایسے مدبر کی بیع ہمارے یہاں جائز ہے۔ حنفیہ کے نزدیک تدبیر مطلق کا حکم یہ ہے کہ اس کی وجہ سے غلام حیات مولیٰ میں تو صرف مستحق العتق ہوتا ہے اسی لئے اس کی بیع جائز نہیں اور موت مولیٰ کے بعد سے اس عتق کا نفاذ ہوتا ہے، یعنی اس کی حقیقت پائی جاتی ہے، اور تدبیر مقید میں حیات مولیٰ میں مستحق العتق نہیں ہوتا، کیونکہ معلوم ہی نہیں کہ وہ اس مرض میں مرے گا یا نہیں مرے گا، لہذا یہ شرط محتمل الوجود والعدم ہوئی لہذا یہ تعلیق (تدبیر) فی الحال سبب نہ ہوگی حریت کا، ہاں اگر وہ مولیٰ اس مرض میں مر گیا جس کی قید لگائی تھی تو اب چونکہ سبب حریت کا تحقق ہو گیا اس لئے وہ مدبر آزاد ہو جائے گا، لیکن ثلث مال

سے آزاد ہو گا جس طرح وصیت میں ہوتا ہے اور اگر مولیٰ اس مرض کے علاوہ کسی اور مرض میں مرا تو اس صورت میں حریت نہیں پائی جائے گی، انتقاء شرط کی وجہ سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تدبیر کی وجہ سے خواہ وہ مطلق ہو یا مقید عبد کو حق حریت حاصل ہی نہیں ہوتا اسی لئے ان کے نزدیک اس کی بیع جائز ہے، حنفیہ کی دلیل حضرت ابن عمرؓ کی یہ حدیث مرفوع ہے: **الْمُدَبَّرُ لَا يَبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَهُوَ حُرٌّ مِنَ الثَّلَاثِ الْمَالَ أَخْرَجَهُ الدَّارِقُطَنِيُّ**^۱، اور بھی متعدد صحابہؓ سے یہ حدیث مروی ہے جنکی اسانید پر دارقطنیؒ نے کلام بھی کیا ہے، مروی عن عمرو و عثمان وزید بن ثابت و عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم مثل مذهب الحنفیۃ و هو قول جماعة من التابعین مثل شریح و مسروق و سعید بن المسیب و جماعة ذکر اسماء هم صاحب البدائع، حتی قال ابو حنیفۃ لولا قول هؤلاء الاجلۃ لقللت بیوازی بیع المدبر لما دل علیہ من النظر، کذا فی البدائع (ملخصاً من البذل) اسکے بعد بذل میں علامہ زیلعی سے اس حدیث کے دو جواب نقل کئے ہیں ایک یہ کہ ہم اس کو مدبر مقید پر محمول کرتے ہیں اور اسکی بیع ہمارے نزدیک بھی جائز ہے اور دوسرا جواب کہ اس حدیث میں بیع سے مراد بیع الرقبہ نہیں بلکہ بیع الخدمت ہے یعنی اس غلام کو خدمت کیلئے اجارہ پر دینا جیسا کہ دارقطنی کی ایک روایت میں اسکی تصریح ہے جس کے آخر میں ہے **قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ شَهِدْتُ الْحَدِيثَ مِنْ جَابِرٍ إِنَّمَا أُذِنَ فِي بَيْعِ خَدْمَتِهِ**^۲، الی آخر ما فی البذل^۳۔ والحديث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه بنحو مختصر أو مطولاً، قاله المنذرى۔

۱۰۔ بَابُ فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ لَمْ يَتْلُغْهُمُ الثَّلَاثُ

۳۹۵۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَصِينٍ، أَنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبِدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا»، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ: فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَأَرْبَقَ أَرْبَعَةً۔

مرحومہ عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی وفات کے وقت ۶ غلام آزاد کئے اور اسکے پاس اسکے علاوہ کوئی اور مال بھی نہ تھا تو اس واقعہ کی خبر حضور ﷺ کو پہنچی، آپ ﷺ نے اس شخص کو بڑی سخت بات (یا تو اس سخت بات سے

۱۔ سنن الدارقطنی - کتاب الکاتب ۴۲۶۴

۲۔ سنن الدارقطنی - ج ۵ ص ۲۴۴

۳۔ سنن الدارقطنی - کتاب الکاتب ۴۲۵۸

۴۔ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۲۸۸-۲۹۰

مراد نسائی کی حدیث کے وہ الفاظ ہیں جو حضور ﷺ نے فرمایا میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابو داؤد کی اگلی روایت میں جو آ رہا ہے یہ شخص مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا اگر میں اسکے دفن سے پہلے آجاتا (وعید) فرمائی پھر ان ۶ غلاموں کو بلایا اور ان کو ۳ حصوں میں تقسیم کیا پھر ان تین فریقوں میں قرعہ ڈلوایا (پس جن کا قرعہ نکلا) ان دو غلاموں کو آزاد فرمایا اور باقی چاروں کو غلامی پر باقی رکھا۔

۳۹۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، بِإِسْنَادٍ وَهَّاءٍ وَلَمْ يَقُلْ: فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا.

ترجمہ: ابو قلابہ سے اسی سند کے ساتھ اسی کے ہم معنی حدیث موجود ہے مگر اس روایت میں فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا کے الفاظ نہیں ہیں۔

۳۹۶۰ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ الطَّحَّانُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مَعْنَاهُ وَقَالَ: يَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَوْ شَهِدْتُهِ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ».

ترجمہ: ابو قلابہ ابو زید سے نقل کرتے ہیں کہ ایک انصاری صاحب نے اس طرح اپنے غلام آزاد کئے، پچھلی حدیث کے ہم معنی حدیث ذکر فرمائی (اور اس میں اضافہ ہے) کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس کے دفنانے سے پہلے آجاتا تو وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہوتا۔

تحقیق: صحیح مسلم - الأیمان (۱۶۶۸) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۶۴) سنن النسائی - الجنائز (۱۹۵۸) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۵۸) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۴۵) مسند أحمد - أول مستند البصريين (۴/۲۶۷)

شرح الاحادیث: حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے مرض الموت میں چھ غلام آزاد کئے جو اس کا کل مال تھے، اسکے علاوہ اسکے پاس اور کچھ نہ تھا، جب حضور ﷺ کے پاس یہ مسئلہ پہنچا تو آپ نے اس شخص کے بارے میں بہت سخت بات فرمائی (وعید جو کہ اگلی روایت میں مذکور ہے وَهُوَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ شَهِدْتُهِ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ) پھر آپ نے ان سب غلاموں کو بلایا اور ان کو دو دو کر کے تین جگہ کیا اس کے بعد قرعہ اندازی کی، قرعہ میں جن دو کا نام نکلا ان کو آزاد کر دیا اور باقی چار کو غلام رکھا، کیونکہ مرض الموت میں آدمی اپنے مال کے صرف ثلث میں تصرف کر سکتا ہے۔

حدیث الباب میں فقہاء کی رائے: اسی کے قائل ہیں ائمہ ثلاث کہ ایسی صورت میں ایسا ہی کیا جائے، اور حنفیہ کے نزدیک ان چھ میں سے ہر غلام کا ایک ثلث آزاد ہو گا مالک کی طرف سے اور دو ثلث غلام کی قیمت میں سعاۃ کرائی جائے گی ہر غلام سے، حنفیہ کے نزدیک جیسا کہ مشہور ہے قرعہ حجت ملزمہ نہیں ہے، اور اس کا حجت ہونا منسوخ ہو چکا ہے ہنسی

القمار، اور جمہور جو قرعہ کی حجت کے قائل ہیں ان کا عمل اسی حدیث پر ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۳۹۶۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ، وَأَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ رَجُلًا، أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبِدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ: فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ، وَأَرْبَقَى أَرْبَعَةً".

ترجمہ: عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت چھ غلام آزاد کئے اور اس شخص کے پاس ان غلاموں کے علاوہ کوئی مال نہ تھا پس حضور ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی آپ ﷺ نے ان غلاموں میں قرعہ ڈلوایا پھر دو غلاموں کو آزاد فرمانے کا حکم فرمایا اور باقی چار کو غلامی پر باقی رکھا۔

تحقیق: صحیح مسلم - الأیمان (۱۶۶۸) جامع الترمذی - الأحکام (۱۳۶۴) سنن النسائی - الجنائز (۱۹۵۸) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۶۱) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۳۴۵) مسند أحمد - أول مسند البصريين (۴۲۶/۴)

۱۱ - بَابُ فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ

۳۹۶۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ لُحَيْعَةَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا، وَلَهُ مَالٌ فَعَمِلَ الْعَبْدُ لَهُ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَهُ السَّيِّدُ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جو شخص ایک غلام آزاد کرے اور آزادی کے وقت اس غلام کے پاس مال بھی ہو تو یہ مال غلام کا ہو گا مگر یہ کہ آقا شرط لگا لے (کہ اس کا مال میں لوں گا)۔

تحقیق: سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۶۲) سنن ابن ماجہ - الأحکام (۲۵۲۹) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۹/۲) شرح الحدیث: یعنی جس شخص نے اپنا غلام آزاد کیا اس حال میں کہ اس غلام کے پاس کچھ مال تھا تو یہ مال اس عبد ہی کا ہو گا، الا یہ کہ مولیٰ اعتاق کے وقت شرط لگائے۔

مسئله الباب میں انہ کی رائے: امام مالک کا مسلک یہی ہے اور جمہور کے نزدیک مطلقاً سید ہی کے لئے ہو گا، یعنی بدون شرط کے بھی جمہور اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمان علی وجہ النذب والاستحباب ہے یعنی بہتر ہے کہ اسی کے پاس رہنے دو، اور دوسرا جواب اس کا یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث اس طرح محفوظ نہیں ہے بلکہ اصل حدیث بیع سے متعلق ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ تقدم في باب البيوع: وكذا هو في الصحيحين من باع عبد اوله مال فعمل للبائع الا ان يشترط

المتباع، وهذا الجواب اختاره الحافظ ابن القيم: "وبسط الكلام فيه، واما الحديث بلفظ 'من اعتق عبداً وله مال، فلم يذکره هكذا إلا المصنف والنسائي كما قال ابن القيم' ①

۱۲۔ باب فی عتق ولید الزنا

زنا سے حاصل ہونے والی اولاد کو آزاد کرنے کا بیان

۳۹۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَلَدُ الزَّانَا شَرُُّْ الثَّلَاثَةِ» وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «لَئِنْ أُمِّتُ بِسُوطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ وَلَدُ زَيْنَةٍ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا زنا (کرنے سے پیدا ہونے والا) بچہ تینوں افراد (زانی، زانیہ اور تیسرا خود ولد الزنا، لیکن ولد الزنا کا تو زنا میں کوئی دخل نہیں ہے اس لئے یہ کہا جائیگا کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ وہ سب سے بدتر ہے یعنی باعتبار اصل اور نسب کے کہ یہ غیر ثابت النسب ہے اور وہ دواگرچہ عاصی اور نافرمان ہیں لیکن ثابت النسب تو ہیں، اور یہ یہ کہا جائے کہ آپ کا یہ فرمان کسی مخصوص ولد الزنا کے بارے میں ہے نہ کہ مطلقاً، چنانچہ مستدرک ① میں ایک روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ کو یہ بات پہنچی کہ ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں وَلَدُ الزَّانَا شَرُُّْ الثَّلَاثَةِ تو اس پر انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص جو کہ منافقین میں سے تھا اور حضور ﷺ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا، آپ ﷺ نے صحابہ کے سامنے اس کی شکایت فرمائی تو اس پر کسی نے عرض کیا کہ یا رسول! صرف یہی نہیں بلکہ وہ ولد الزنا بھی ہے تو اس پر آپ نے فرمایا هُوَ شَرُُّْ الثَّلَاثَةِ، پھر اسکے بعد حضرت عائشہؓ نے اپنی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائی، وَاللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ وَلَا تَزُورُوا زَیْرَةَ زَوْجِكُمْ اُخْرٰی یعنی ولد الزنا پر جو شر الثلانیہ ہونے کا حکم آپ نے لگایا ہے وہ ولد الزنا ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے نفاق اور ایذا رسول کی وجہ سے۔ اور ایک جواب اس کا یہ ہے کہ اس روایت میں تصحیف واقع ہوئی ہے اصل لفظ حدیث کے یہ نہیں،

① تہذیب السنن - ج ۴ ص ۱۹۱۳

② المستدرک علی الصحیحین للحاکم - ج ۲ ص ۲۳۴

③ اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجہ دوسرے کا (سورۃ الزمر ۷)

بلکہ اس طرح ہے: **هُوَ شَرُّ الثَّلَاثَةِ** یعنی کسی زانی کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسا ہے، ابن عمر فرماتے ہیں ولد الزنا کے بارے میں: **هُوَ خَيْرُ الثَّلَاثَةِ** (خطابی^۱) کیونکہ معصیت زنا میں اس کو کوئی دخل نہیں اور ایک توجیہ حضرت گنگوہی کی تقریر میں ہے کہ ممکن ہے ولد الزنا سے مراد وہ شخص ہو جس سے بکثرت زنا کا صدور ہوتا ہو نصار کا نہ ولد للزنا، حضرت نے جو توجیہ فرمائی ہے وہ امام طحاوی سے منقول ہے جیسا کہ حاشیہ بذل میں ہے۔ قال الطحاوی: **ولد الزنا الملازم للزنا** کما یقال **ابن السبیل للملازم** لها، **’ولد اللیل’ الذی لایہاب السرقة**^۲۔ (بذل الجہود - ج ۱ ص ۲۹۶)

اور اسی حدیث میں آگے ہے، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ واللہ یہ بات کہ میں کسی سوار کو جو جہاد میں جا رہا ہے اس کو کوڑا دیکر فائدہ پہنچاؤں یہ مجھ کو زیادہ پسند ہے کہ میں ایک ایسا غلام آزاد کروں جو ولد الزنا ہو اس سے معلوم ہوا کہ ولد الزنا کے اعتاق کا ثواب بہت کم ہے، مصنف عبد الرزاق میں اس بارے میں مختلف روایتیں مذکور ہیں حضرت عمر کا ایک اثر تو اسی روایت کے ہم معنی مروی ہے، ولفظہ: **أن عمر بن الخطاب کان یقول: لأن أحمل علی نعلین فی سبیل اللہ أحب إلی من أن أعتق ولد الزنا**^۳، لیکن حضرت عمر ہی سے ایک دوسرا اثر اس میں یہ مروی ہے: **أنہ قال فی أولاد الزنا أعتقوہم وأحسنوا إلیہم**^۴، اور اسی طرح اثر عائشہ کہ کسی نے ان سے اولاد الزنا کے اعتاق کے بارے میں سوال کیا فقالت **أعتقوہم وأحسنوا إلیہم**^۵ ولد زنیہ کے مقابل کو ولدِ رشدہ کہتے ہیں۔ والحديث أخرجه النسائي۔

۱۳۔ باب فی ثواب العتق

غلّام آزاد کرنے کے ثواب کا بیان

۳۹۶۴۔ **حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عُبَيْلَةَ، عَنِ الْعَرِيفِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: أَتَيْنَا وَائِلَةَ بَنَ الْأَسْقَعِ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا، لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ، وَلَا نَقْصَانٌ، فَغَضِبَ وَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَقْرَأُ أَوْ مُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِي بَيْتِهِ فَيَزِيدُ، وَيَنْقُصُ، قُلْنَا: إِنَّمَا أَرَدْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَوْجَبَ - يَعْنِي النَّارَ - بِالْقَتْلِ، فَقَالَ: «أَعْتَقُوا عَنْهُ يُعْتِقَ اللَّهُ بِكُلِّ عَصْوٍ مِنْهُ غُصْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ».**

① کان ابن عمر رضي الله عنه إذا قيل ولد الزنا شر الثلاثة قال بل هو خير الثلاثة. (معالم السنن - ج ۴ ص ۸۰)

② المعجم الكبير للطبرانی (ج ۱ ص ۲۸۵) میں یہ روایت نظر سے گزری: **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَلَدُ الزَّانَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ إِذَا عَمِلَ بِعَمَلِ أَبِيهِ»**۔ یعنی ولد الزنا شر الثلثاء اس وقت میں ہے جبکہ وہ بھی وہی حرکت کرے جو اس کے والدین نے کی ہے، اس صورت میں حدیث پر کوئی اشکال ہی نہیں ہو گا۔ ۱۲ منہ

③ مصنف عبد الرزاق - باب شر الثلاثة ۱۳۹۴۳

④ مصنف عبد الرزاق - باب عتاقة ولد الزنا ۱۳۹۵۱

⑤ مصنف عبد الرزاق - باب عتاقة ولد الزنا ۱۳۹۴۵

ترجمہ: غریف بن دبلی کہتے ہیں کہ ہم واثلہ بن الاسقع کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے ان سے درخواست کی کہ ہمیں ایسی حدیث سنائیں جس میں کسی بیشی نہ ہو اس پر آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا تم میں سے ایک شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور وہ قرآن اس کے گھر میں اس کے سامنے رکھا ہوا ہوتا ہے، پھر بھی وہ اس میں کی بیشی کر جاتا ہے (تو تم لوگوں سے تو قرآن سامنے رکھ کر بھی غلطی ہو سکتی ہے اور میں ایک حرف بھی حدیث مبارک میں کی بیشی نہ کروں میرے لئے اتنی سخت شرط کیوں؟) ہم نے عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہمیں آپ ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے حضور ﷺ سے سنی ہو (آپ اپنی رائے اور اجتہاد سے کام نہ لیجئے) اس پر واثلہ فرمانے لگے ایک مرتبہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں تھے ہمارے ایک ساتھی کا قضیہ تھا جس نے ایک مسلمان کو قتل کر کے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی تھی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا (اس کا کفارہ یہ ہے کہ) اس شخص (قاتل) کی طرف سے ایک غلام آزاد کرو اللہ پاک اس غلام کے ہر عضو کے بدلے قاتل کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرمائیں گے۔

سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۶۴) مسند احمد - مسند الکبیر (۴۹۰/۳)

شرح الحدیث: غریف بن دبلی کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضرت واثلہ بن الاسقع کے پاس آئے اور ہم نے ان سے درخواست کی کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنو بالکل صحیح جس میں کسی زیادتی نہ ہو، تو ان کو یہ بات سن کر غصہ آگیا اور فرمایا کہ تمہارا خود کا تو یہ حال ہے کہ قرآن شریف پڑھ رہے ہو، وہ تمہارے سامنے رکھا ہے پھر بھی تم اس میں کی زیادتی کرتے ہو۔ یعنی کوئی آیت آگے پیچھے ہو جاتی ہے یا چھوٹ جاتی ہے، ہم نے انکا (غصہ ٹھنڈا کرنے کیلئے کہا) کہ ہماری مراد یہ ہے کہ وہ حدیث ایسی ہو جو آپ نے براہ راست حضور ﷺ سے سنی ہو تو اس پر انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ ایک مرتبہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اپنے ایک ساتھی کے بارے میں جس نے ناحق قتل کر کے اپنے لئے جہنم کو واجب کر لیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی جانب سے ایک غلام آزاد کرو جس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ قاتل کے ہر ایک عضو کو اس آزاد کردہ غلام کے اعضاء کے صلہ میں جہنم سے آزاد فرمادیں گے۔

حضرت نے بذل میں اس پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہاں پر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ کا یہ ارشاد جس میں اعتاق کی فضیلت مذکور ہے یہ موجب قتل کے ادا کے بعد تھا (یعنی دیت وغیرہ کے ادا کرنے کے بعد) ورنہ ظاہر ہے کہ محض اعتاق رقبہ سے ولی متول کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے، اور یا اس حدیث کو محمول کیا جائے اس پر کہ اس شخص نے خود کشی کی تھی اس کے حق میں آپ نے یہ حدیث فرمائی تھی ^①۔

حدود زاجرات ہیں نہ کہ کفارات: اور پھر آگے فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اقامۃ حد تکفیر جنایت

کیلئے کافی نہیں، ورنہ اعتناق رقبہ کی کیا حاجت تھی اہ مسئلہ اختلافی مشہور ہے کہ حدود کفارات ہیں یا صرف زاجرات حنفیہ کے نزدیک زاجرات ہیں۔ وھذا الحدیث یؤیدھم، والحدیث اخرجہ النسائی، قالہ المنذری۔

۱۴۔ باب آئی الرقاب افضل

باب اس بیان میں کہ کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟

۳۹۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مُعَدَّانِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَمَعَرِيِّ، عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ، قَالَ: حَاصِرُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَصْرِ الطَّائِفِ - قَالَ مُعَاذُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ بِقَصْرِ الطَّائِفِ يَخْصِنُ الطَّائِفُ كُلَّ ذَلِكَ - فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ بَلَغَ بِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَهُ دَرَجَةٌ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ وَقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ وَقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ابو نجیح سلمیٰ کی روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں طائف کے قلعے کا محاصرہ کیا، معاذ (شیخ المصنف) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب سے قصر طائف اور کبھی حصن طائف دونوں ہی الفاظ سنے (کہتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے راہ خدا میں ایک تیر (دشمن تک) پھینکا تو اس کیلئے ایک درجہ ہے اور پوری حدیث ذکر کی (نیز فرماتے ہیں کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جس کسی مسلمان شخص نے کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس (آزاد ہونے والے) شخص کی ہر ہڈی کے بدلے میں اس (آزاد کرنے والے) شخص کی ہر ہڈی کو جہنم سے آزاد فرمادے گا اور جس کسی مسلمان عورت نے کسی مسلمان کنیز کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس (آزاد کرنے والی) کنیز کی ہر ہڈی کے بدلے اس (آزاد کرنے والی) عورت کی ہر ہڈی کو روز قیامت جہنم سے آزاد فرمادیں گے۔

جامع الترمذی - فضائل الجہاد (۱۶۳۸) سنن النسائی - الجہاد (۳۱۴۳) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۶۵) مسند أحمد - أول مسند الکوفیین (۳۸۴/۴)

شرح الحدیث: ابو نجیح سلمیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ قصر طائف کا محاصرہ کیا (اسکے بعد معاذ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ ہشام سے دونوں لفظ سنے ہیں قصر الطائف بھی اور "حصن الطائف" بھی یعنی کبھی یہ اور کبھی وہ) ابو نجیح فرماتے ہیں کہ اس محاصرہ کے وقت ہم نے حضور ﷺ سے یہ دو حدیثیں سنیں، ایک یہ کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص جہاد میں ایک تیر بھی چلائے گا اس کیلئے جنت میں ایک درجہ ہو گا۔ وساق الحدیث: مصنف کا یہ مقولہ اس بات پر دال

ہے کہ اس کے بعد حدیث میں کچھ اور بھی تھا جس کو اختصاراً انہوں نے حذف کر دیا، اس محذوف کو حضرت نے بذل میں نسائی کے حوالہ سے لکھا ہے: فقال له عبد الرحمن بن النحام: ما الذي جاء يا رسول الله؟ قال: أما إنها ليست بعتبة أمك، ما بين الدنيا جنتين مائة عام^①، اور دوسری حدیث جو ہے وہ اعتاق رقبہ کی فضیلت کے بارے میں ہے جس کا مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۳۹۶۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ يُحْدَةَ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شُرْحَبِيلِ بْنِ السَّمْطِ، أَنَّهُ قَالَ: لِعُمَيْرِ بْنِ عَبْسَةَ حَدَّثَنَا حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤَمِّتَةً كَانَتْ فِدَاءَهُ مِنَ النَّارِ».

شرح حبیل بن السط نے عمرو بن عبسہ سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث بیان کر دیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بذات خود سنی ہو تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے مسلمان گردن (غلام یا کنیز) آزاد کی تو یہ اس کیلئے آگ (یعنی جہنم سے) ندریہ بن جائے گا۔

۳۹۶۷ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرْحَبِيلِ بْنِ السَّمْطِ، أَنَّهُ قَالَ: لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ، أَوْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ حَدَّثَنَا حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَى مُعَاذٍ إِلَى قَوْلِهِ «وَأَيُّمَا امْرِئٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً» زَادَ «وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ، إِلَّا كَانَتْمَا فِدَاكَ مِنَ النَّارِ، يُجْزِي مَكَانَ كُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْ عِظَامِهِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «سَالِمٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ شُرْحَبِيلَ مَاتَ شُرْحَبِيلُ بِصُوقَيْنِ».

شرح حبیل بن السط نے کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب سے گزارش کی کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث بیان کریں جو آپ نے بذات خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو آپ نے حدیث معاذ کے ہم معنی حدیث ذکر کی یہاں تک کہ فرمایا کہ جس کسی شخص نے کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا اور جس کسی عورت نے کسی مسلمان کنیز کو آزاد کیا اور یوں اضافہ فرمایا کہ اور جس شخص نے دو مسلمان کنیزیں آزاد کیں تو وہ اس کیلئے جہنم میں آزادی کا ذریعہ بن جائیں گی، ان دونوں کنیزوں کی ایک ایک ہڈی کے بدلے اس (آزاد کرنے والے) کی ایک ایک ہڈی اس کے قائم مقام ہو جائیگی۔

تخریج سنن النسائي - الجهاد (۳۱۴۲) سنن النسائي - الجهاد (۳۱۴۵) سنن أبي داود - العتق (۳۹۶۶) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۱۳/۴) شرح الأحاديث: یعنی جو شخص مرد کسی مسلم غلام کو آزاد کرے، اور ایسے ہی جو عورت کسی مسلمان ایک باندی کو آزاد کرے، اور اسکے بعد ہے، اور جو مرد دو مسلمان باندیوں کو آزاد کرے۔ یعنی ان سب کی جزاء آزاد کرنے والے کیلئے جہنم سے خلاصی ہے۔

اعتاق امة افضل ہے یا اعتاق عبد؟ اس مجموعہ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ جہنم سے خلاصی کے لئے کسی مرد کا ایک غلام کو آزاد کرنا، اور کسی عورت کا ایک باندی کو آزاد کرنا کافی ہے، اور جو مرد دو^۱ باندیوں کو آزاد کرے اس کا حکم بھی یہی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اعتاق امتین قائم مقام اعتاق عبد واحد کے ہے۔ لہذا غلام کو آزاد کرنے کی فضیلت باندی کو آزاد کرنے سے دو گنی ہے، اور بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ باندی کو آزاد کرنا زیادہ افضل ہے بہ نسبت غلام کے آزاد کرنے کے، اور اس کی دلیل انہوں نے یہ بیان کی کہ باندی کی حریت مستلزم ہوتی ہے اس سے پیدا ہونے والی اولاد کی حریت کو خواہ اس کی شادی حر سے ہوئی ہو یا عبد سے، پھر مرد کا حر ہونا وہ ہر حال میں اولاد کی حریت کو مستلزم نہیں بلکہ صرف ایک صورت میں یعنی جس صورت میں کہ اس کے نکاح میں حرہ ہو، لیکن محض اتنی سی بات اس صریح حدیث کے معارضہ کیلئے کافی نہیں، ذیضا عتق الانثی رہما أفضی فی الغالب إلی ضیاعها لعدم قدرتها علی التکسب بخلاف الذکر^۲۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذری۔

۱۵۔ باب فی فضل العتق فی الصبحۃ

صحیح یابی میں غلام آزاد کرنے کی فضیلت کا بیان (۳۶۸)

۳۹۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ الطَّائِي، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ، كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ».

ترجمہ حضرت ابو الدرداء بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص موت کے وقت غلام آزاد کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو خود شکم سیر ہونے کے بعد (بچا ہوا کھانا) ہدیہ کرے۔

شرح جامع الترمذی - الوصایا (۲۱۲۳) سنن النسائی - الوصایا (۳۶۱۴) سنن ابی داؤد - العتق (۳۹۶۸) مسند احمد - مسند الأنصار، رضي الله عنهم (۱۹۷/۵) مسند احمد - من مسند القبائل (۴۴۸/۶) سنن الدارمی - الوصایا (۳۲۲۶).

شرح الحدیث: اسی طرح بذل میں نسائی کی یہ روایت نقل کی ہے: مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ أَوْ يَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهِ مَثَلُ الَّذِي يُهْدِي بَعْدَ مَا يَشْبِعُ^۱ یعنی مرنے کے وقت غلام کو آزاد کرنا یا مال صدقہ کرنا یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنا پیٹ بھر نیچے بعد کھانا صدقہ کرے زیادہ ثواب اور فضیلت اس صورت میں ہے جب اپنی حاجت کو مؤخر کر کے دوسرے کو ترجیح دی جائے اور اپنی حاجت ہوتی ہے صحت کے زمانہ میں، جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے جو کتاب الزکاة میں گزر چکی ان تنفق وانت صحيح

① تحفة الأحوذی - کتاب النذور والایمان عن رسول الله - باب ما جاء فی فضل من أعتق (ج ۵ ص ۱۵۲)

② سنن النسائی - کتاب الوصایا - باب الکراهیة فی تأخیر الوصیة ۳۶۱۴، بذل المجهود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۰۲

شعیب نخس الفقیر، قال تعالیٰ: وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ^①، والحديث أخرجه الترمذی والنسائی، وقال الترمذی: حسن صحيح، قاله المنذرى۔

آخر کتاب العتاق



① اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہوا پئے اوپر فاقہ (سورۃ الحشر ۹)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الحروف والقراءات

حجۃ نبی کریم ﷺ سے منقول قرأتوں کے بیان میں ۶۰۰

اس کتاب کو ماقبل سے کیا مناسبت ہے، طلبہ سے کہنے کی بات ہے بطور لطیفہ، کہ اس سے پہلے کتاب العتق گزری ہے اور شروع ہونے والی کتاب کا تعلق قرآن سے ہے، تو جس طرح عتق میں خلاصی ہوتی ہے غلامی سے اسی طرح قرآن میں خلاصی ہے نار سے، یا یہ کہئے کہ عتق تو مسماتِ طب سے ہے، لہذا اب مناسبت، طب اور اس میں دیکھنی ہے، وہ یہ کہ طب کے اندر شفاء ہے اجسام کی اور قرآن میں شفاء ہے قلوب کی۔

کتاب الحروف میں مصنف کا لطیف طرز استدلال: مصنف کی غرض اس کتاب سے جن الفاظ اور آیات قرآن میں اختلاف منقول ہے اسکو بیان کرنا ہے، مصنف نے عنوان میں قرأت کے ساتھ حروف کو بھی ذکر کیا، ممکن ہے اس میں اشارہ ہو اس حدیث مشہور کی طرف **أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْزَفٍ**^۱ اس حدیث کی شرح کتاب الصلوٰۃ^۲ کے اخیر میں گزر گئی، اس کے بعد جاننا چاہیے کہ مصنف نے اس کتاب میں دقتِ نظر سے کام لیا ہے چنانچہ اصل مقصد تو مصنف کا اختلاف قرأت ہی کو بیان کرنا ہے لیکن کہیں تو آیات قرآنیہ ہی کو ذکر فرمایا ہے اور اس میں صرف ایک قراءت ذکر کی ہے، ایک قرأت کا ذکر نادرالت کرتا ہے اس بات پر کہ کوئی اور بھی قراءت ہے جس کا پتہ قرآن یا دوسری روایات سے ہو جاتا ہے اور کہیں ایسا بھی کیا ہے کہ لفظ قرآن کو ذکر ہی نہیں کیا صرف روایت ذکر کی ہے لیکن اس روایت میں کوئی لفظ ایسا ہوتا ہے جو قرآن میں بھی وارد ہے اور اس میں اختلاف قراءت ہے، جیسا کہ اس کتاب کی روایات پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا، فللہ تعالیٰ درالمصنف، یہی مضمون حضرت نے ”بذل الجہود“ میں حضرت گنگوہی کی تقریر سے نقل فرمایا ہے وکتاب مولانا محمد یحییٰ المرحوم: ثم لا يذهب عليك أن غرض المصنف في هذا الباب إيراد ما ثبت بالرواية في لفظة معينة، وكان فيها اختلاف فكل ما

① علامہ سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں: ورد حديث نزل القرآن على سبعة أحرف من رواية جمع من الصحابة أبي بن كعب وأنس وحذيفة بن اليمان وزيد بن أرقم وسمرة بن جندب وسليمان بن صرد وابن عباس وابن مسعود وعبد الرحمن بن عوف وعثمان بن عفان وعمر بن الخطاب وعمر بن أبي سلمة وعمر بن العاص ومعاذ بن جبل وهشام بن حكيم وأبي بكر وأبي جهل وأبي سعيد الخدري وأبي طلحة الأنصاري وأبي هريرة وأبي أيوب. یہ سب اکیس صحابی ہیں اور ابو عبیدہ نے انکے متواتر ہونے پر زور دیا ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن (مترجم) - ج ۱ ص ۱۲۰)

② سنن ابی داؤد - کتاب الصلوٰۃ - باب أنزل القرآن على سبعة أحرف ۱۴۷۵

اورادہ لہنا علی وجہ یکون فیہ وجہ آخر غیر ما ذکرہ ام^①۔

۳۹۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَرَأَ: { وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى }^②".

ترجمہ: حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (امر کے صیغہ کے ساتھ) تلاوت فرمائی۔

تصحیح: صحیح مسلم - الحج (۱۲۱۸) جامع الترمذی - الحج (۸۵۶) جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۲۹۶۷) سنن النسائی - مناسک الحج (۲۹۳۹) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۶۹) سنن ابن ماجہ - المناسک (۲۹۶۰) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۳۲۱/۳) سنن الدارمی - المناسک (۱۸۵۰)

شرح الحدیث: "اتخذوا" میں دو قراءتیں ہیں بکسر الخاء علی صیغۃ الامر، اور یہی اکثر کی قراءت ہے اور اس میں نافع اور ابن عامر کی قراءت "واتخذوا" ہے خاء کے فتح کے ساتھ یعنی ماضی کا صیغہ^③۔ والحدیث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ وقال الترمذی: حسن صحیح، قالہ المنذری۔

۳۹۷۰ - حَدَّثَنَا هُوَسِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا، قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَرْحَمُ اللَّهُ فُلَانًا كَانَتْ مِنْ آيَةِ أَذْكَرَ نَبِيَّهَا اللَّيْلَةُ كُنْتُ قَدْ أَسْقَطْتُهَا».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص قیام اللیل میں با آواز بلند قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (اس شخص کا نام لے کر) ارشاد فرمایا کہ اللہ فلاں شخص پر رحم فرمائے کتنی ہی آیات اس شخص نے گزشتہ شب مجھے یاد دلایں جن کو میں بھول گیا تھا۔

شرح الحدیث: اکثر نسخوں میں یہاں پر اسی طرح ہے کائن من آية اور ایک نسخہ میں کائی ہے یہ حدیث کتاب الصلوة میں گزر چکی اور وہاں اس جگہ کا حوالہ بھی ہم دے چکے ہیں اور وہاں ہم نے یہ تشریح بھی کر دی کہ کتاب الحروف والقراءات میں یہ حدیث کیوں آرہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مصنف اس حدیث کو لا کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ کائن مذکور

① ہذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۰۵

② اور بناء بر ابرہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ (سورۃ البقرۃ ۱۲۵)

③ ہذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۰۳

ہے اور یہی لفظ قرآن میں بھی ایک جگہ آیا ہے فی قولہ تعالیٰ: وَكَاتِبَيْنِ مِّنْ ذُنُبٍ فُتِلَ مَعَهُ رَيْبُؤْنَ كُفِيؤْنَ^۱ تو مصنف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس لفظ میں اختلاف قرآن ہے کائن من نبی اور کائی من نبی چونکہ یہ لفظ حدیث میں آیا تھا اس لئے مصنف نے جس جگہ قرآن میں یہ لفظ آیا ہے اس میں اختلاف قراءت کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ والحدیث اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی، وقد تقدم فی کتاب الصلاة، قاله المنذرى۔

۳۹۷۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ، حَدَّثَنَا مِقْسَمٌ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: "نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ} فِي قَطِيفَةٍ حُمْرَاءَ، فَقَدَّتْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ {وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ} إِلَى آخِرِ الْآيَةِ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «يَغُلُّ مَفْتُوحَةٌ الْيَاءُ».

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت {وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ} ایک سرخ رنگ کی چادر کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ جنگ بدر کے دن کھو گئی تھی، بعضے لوگ کہنے لگے کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے لے لی ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ (ترجمہ: نبی کے شایان شان نہیں کہ مال غنیمت میں خیانت فرمائے)۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یغل کی یاء مفتوحہ ہے۔

شرح الحدیث: یہاں پر مقصود بالذکر لفظ یغل ہے اس میں دوسری قراءت یغَلّ مجہول کے صیغہ کے ساتھ ہے اسی یوجد قالوا الحدیث اخرجہ الترمذی، قاله المنذرى۔

۳۹۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَخْلِ وَالْهَرَمِ».

ترجمہ: حضرت انس بن مالک حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے کہ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَخْلِ وَالْهَرَمِ (اے اللہ میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں بخل اور بڑھاپے سے)۔

تخریج: صحیح البخاری - الجہاد والسیر (۲۶۶۸) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۴۳۰) صحیح البخاری - الدعوات (۶۰۰۲) صحیح مسلم - الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار (۲۷۰۶) جامع الترمذی - الدعوات (۳۴۸۴) سنن النسائی - الاستعاذة (۵۴۴۸) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۷۲) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۱۱۳/۳)

① اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب (سورۃ آل عمران ۱۴۶)

② اور نبی کا کام نہیں کہ کچھ چھپا رکھے (سورۃ آل عمران ۱۶۱)

شرح الحدیث: بخل کا لفظ قرآن پاک میں کئی جگہ آیا ہے **وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ**^۱، تو اشارہ کرنا ہے اختلاف قراءت کی طرف ان سب جگہوں میں بخل بفتح الباء والخاء اور بخل بالضم والکون۔ والحدیث اخرجہ البخاری ومسلم والنسائی بطولہ، قالہ النذری۔

۳۹۷۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ بْنِ صَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ: كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُتَنَفِقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَبَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ يَغْنِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَحْسِبَنَّ» وَلَمْ يَقُلْ لَا تَحْسِبَنَّ.

ترجمہ: لقیط بن صبرہ کہتے ہیں کہ بنی المتنفق کا وفد بن کر آیا یوں کہا کہ بنی المتنفق کے وفد میں شامل ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بعد انہوں نے پورا واقعہ بیان کیا (یہ واقعہ کتاب الوضوء میں باب الاستنثار کے تحت گزر چکا ہے) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لقیط بن صبرہ کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے ان کو اپنے گھر میں نہیں پایا ہماری وہاں ملاقات اماں عائشہؓ سے ہوئی جنہوں نے ہمارے مہمانی کا انتظام کیا اور گوشت اور کھجوریں کھانے کے بعد حضور ﷺ تشریف لے آئے اور آتے ہی پہلا سوال یہ فرمایا کہ تمہارا کچھ اکرام بھی ہوا ہے کہ نہیں؟ ہم نے عرض کیا: بالکل! ہم فارغ ہو چکے ہیں، اسی دوران ایک چرواہا اپنی بکریاں چراہگاہ کی طرف لے کر جا رہا تھا، حضور ﷺ نے اس سے پوچھا: اے چرواہے! تیرے ریوڑ میں کون سے بچے کا اضافہ ہوا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ ایک بکری نے (مادہ) بچی کو جنم دیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: اس کے بدلے ایک بکری ہمارے لئے ذبح کر دو پھر آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ مہمان یہ سمجھیں کہ شاید ہماری خاطر ذبح کیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے تمہاری وجہ سے اس بکری کو ذبح کیا ہے، اصل قصہ یہ ہے کہ ہماری سو بکریاں ہیں، ہم اس میں اضافہ نہیں چاہتے، جب کوئی بکری بچہ جنتی ہے ہم اس کی جگہ ایک بکری ذبح کر لیتے ہیں، اس حدیث میں راوی علی یقین کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ نے یا یقیناً لا تحسبن انا من اُجِّلکَ دَبَحْنَاهَا میں لا تحسبن سین کے زیر کے ساتھ فرمایا تھا نہ کہ زیر کے ساتھ، حالانکہ ضابطہ میں زیر کے ساتھ ہونا چاہئے، (باب فی الاستنثار) پھر لقیط فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے لا تحسبن سین کے زیر کے ساتھ ارشاد فرمایا سین کے زیر کے ساتھ ارشاد نہیں فرمایا۔

تحقیق: سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۷۳) مسند احمد - مسند الشامیین (۲۱۱/۴) سنن الدارمی - الطہارۃ (۷۰۵) **شرح الحدیث:** یہ حدیث ابواب الوضوء میں باب الاستنثار^۲ میں گزر چکی، مصنف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ لفظ "لا تحسبن"

۱ اور سکھاتے ہیں لوگوں کو بخل (سورۃ النساء ۳۷)، (سورۃ الحدید ۲۴)

۲ سنن ابی داؤد - کتاب الطہارۃ - باب فی الاستنثار ۱۴۲

قرآن کریم میں بھی آیا ہے: لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۖ ﴿۱﴾ اس میں اختلاف قراءت بیان کرنا چاہ رہے ہیں کہ سین کے کسرہ اور فتح دونوں طرح منقول ہے۔ والحدیث اخرجہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذہری۔

۳۹۷۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "لِحَقِّ الْمُسْلِمُونَ رَجُلًا فِي غَنِيمَةٍ لَهُ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَتَقْتُلُوهُ، وَأَخَذُوا تِلْكَ الْغَنِيمَةَ فَنَزَلَتْ {وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا} تِلْكَ الْغَنِيمَةُ".

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اپنی بکریاں چرا رہا تھا مسلمانوں نے اس شخص کو پایا تو اس شخص نے مسلمانوں کو سلام کیا تو لوگوں نے اس کو قتل کر دیا (مسلمان یہ سمجھے کہ یہ شخص اپنی جان بچانے کیلئے ہمیں سلام کر رہا ہے) اور اس کے ریورز کو حاصل کر لیا، پس یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا، لوگوں جو تمہیں سلام کرے اس کو مت کہو کہ تم مسلمان نہیں تم لوگ دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو (مراد بکریوں کا ریورز ہے)۔

شرح الحدیث: فَنَزَلَتْ {وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا}، اس میں دو قراءتیں ہیں، 'السلام' اور 'السلم' نافع اور ابن عمر اور حمزہ نے اس کو 'السلم' بغیر الف کے اور دوسرے قراء نے 'السلام' الف کے ساتھ پڑھا ہے، اور ایک قراءت اس میں سلم اور ایک 'سلم' بھی منقول ہے (بذل ۱۶)۔

۳۹۷۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ وَهُوَ أَشْبَعُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَارِجَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ {غَيْرَ أُولَى الضَّرِّ} وَلَمْ يَقُلْ سَعِيدٌ كَانَ يَقْرَأُ.

خارجہ بن زید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اس آیت مبارکہ غَيْرَ أُولَى الضَّرِّ کو (غَيْرَ کے) راء کے زبر کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ سعید ابن منصور استاد نے کان يَقْرَأُ کے الفاظ ذکر نہیں کئے (گویا سعید بن منصور کی روایت میں عن ابیہ عن النبی ﷺ غَيْرَ أُولَى الضَّرِّ کے الفاظ ہوں گے)۔

شرح الحدیث: كَانَ يَقْرَأُ {غَيْرَ أُولَى الضَّرِّ}، اس میں لفظ غَيْرَ میں راء کا ضمہ اور فتح دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

۳۹۷۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ

۱ اور تونہ سمجھ ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے (سورۃ آل عمران ۱۶۹)

۲ اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں تم چاہتے ہو اسباب دنیا کی زندگی کا (سورۃ النساء ۹۴)

۳ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۲۰۸

۴ جن کو کوئی عذر نہیں (سورۃ النساء ۹۵)

ابو علی بن یزید، عن الزهري، عن أنس بن مالك، قال: "قرأ أها رسول الله صلى الله عليه وسلم: (وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ)".
ترجمہ: انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے آیت مبارک العین بالعين میں (العين کے) (نون کے) پیش کے ساتھ تلاوت فرمائی (پوری آیت اس طرح ہے وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ^۱) اس آیت کو صرف امام کسائی نے العین سے لیکر آخر تک پیش کے ساتھ پڑھا ہے۔ باقی سارے ائمہ قرأت نے اس کو زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔

جامع الترمذی - القراءات (۲۹۲۹) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۷۶)

شرح الحديث وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ، "العین" کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ والحديث أخرجه الترمذی، قاله المنذرى۔

۳۹۷۷ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي عَلِيٍّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَرَأَ: (وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ)".

ترجمہ: انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے آیت مبارک وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ کی تلاوت فرمائی (اس میں النفس پر زبر اور العین پر پیش پڑھا)۔

جامع الترمذی - القراءات (۲۹۲۹) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۷۷)

۳۹۷۸ - حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا قُصَيْبُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ الْعَوْفِيِّ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ: {اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ^۲} فَقَالَ: (مِنْ ضَعْفٍ) «قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيَّ، فَأَعَدَّ عَلَيَّ كَمَا أَخَذْتُ عَلَيْكَ».

ترجمہ: عطیہ بن سعد العوفی کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ کے حلقہ تلامذہ میں بیٹھ کر اس آیت کی تلاوت اس طرح کی اللہ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ (ضاد کے زبر کے ساتھ) تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ یہ لفظ ضعف (ضاد کے پیش کے ساتھ) ہے۔ (پھر اپنا واقعہ بیان کیا) میں نے بھی حضور ﷺ کی خدمت میں اس لفظ کی قرأت (ضاد کے زبر کے ساتھ ضعف پڑھا تھا) جس طرح تم نے میرے سامنے ضعف ض کے زبر کے ساتھ تلاوت کی آپ ﷺ نے میری اسی طرح پکڑ فرمائی جس طرح میں نے تمہاری پکڑ کی ہے۔

جامع الترمذی - القراءات (۲۹۳۶) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۷۸)

۱ اور لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ (سورۃ المائدہ ۴۵)

۲ اللہ ہے جس نے بنایا تم کو کمزوری سے (سورۃ الروم ۵۴)

شرح الحدیث: عطیہ عوفی کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے یہ آیت پڑھی ضعیف کے فتح کے ساتھ، تو انہوں نے اسکی اصلاح کی ضعیف یعنی ضم ضاء کے ساتھ، اور فرمایا انہوں نے کہ میں نے بھی حضور ﷺ کے سامنے اسی طرح پڑھا تھا تو حضور ﷺ نے بھی میری اسی طرح گرفت کی تھی، اس کی مزید تحقیق بذل میں دیکھی جائے^①۔

۳۹۷۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقَطْعِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: «عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ضَعِيفٍ».

ابوسعیدؓ حضور ﷺ سے آیت مہار کہ میں من ضعف (ضاد کے پیش کے ساتھ) نقل کرتے ہیں۔

۳۹۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَسْلَمَ الْمُفَرِّجِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى، قَالَ: قَالَ أَبُو بَرْزَةَ كَعْبٌ: {بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفَرَّحُوا} "قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «بِالتَّاء».

عبدالرحمن بن ابزی کہتے ہیں کہ ابی بن کعبؓ نے قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفَرَّحُوا تلاوت فرمائی (فَلْتَفَرَّحُوا میں دوسری فاء سے پہلے لفظ تاء تلاوت فرمائی)۔

۳۹۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْأَجْلَحِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَرَأَ: (بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفَرَّحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ).

عبدالرحمن بن ابزی ابی بن کعبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس طرح تلاوت فرمائی قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفَرَّحُوا^۱ ہُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ، اس قرأت میں فَلْتَفَرَّحُوا میں دوسری فاء سے قبل تا اور يَجْمَعُونَ بھی تاء کے ساتھ ہے اور یہ دونوں لفظ مشہور قرأتوں میں یاء کے ساتھ ہیں۔

شرح الاحادیث: یہاں پر دونوں لفظوں میں اختلاف قرأت ہے فَلْيَفَرَّحُوا قرأت متواترہ ہے "یاء" کے ساتھ، اور فَلْتَفَرَّحُوا قرأت غیر متواترہ ہے مشہورہ یا شاذہ، اسی طرح يَجْمَعُونَ میں دونوں قرأتیں ہیں، ابن عامر کی قرأت میں يَجْمَعُونَ، تاء کے ساتھ اور باقی کی قرأت يَجْمَعُونَ یاء کے ساتھ (بذل^۲)۔

۳۹۸۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَقْرَأُ (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ)».

① بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۱۰

② کہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے سوائے ان کو خوش ہونا چاہیے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں (سورۃ یونس ۵۸)

③ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۱۱-۳۱۲

ترجمہ: اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کو اس طرح تلاوت کرتے ہوئے سنا اِنَّہ عمل غیو صالح، جبکہ ہماری قرأت میں اِنَّہ عمل غیو صالح ہے۔

سنن أبي داود - الحروف والقراءات (۳۹۸۲) مسند أحمد - من مسند القبائل (۴۵۹/۶)

شرح الحديث: یعنی سورہ ہود میں یَنُوحُ اِنَّہ لَیْسَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّہ عَمَلُ غَیو صَالِحٌ^۱ یعنی عَمَلٌ بَصِیغٌ ماضی، اور غیر صالح منصوب بنا بر مفعولیت، اور دوسری قرأت اس میں عَمَلٌ رَفَعَ لَامَ مَعَ التَّوْنِ، اور غیو کی راء مرفوع پہلی صورت میں اِنَّہ کی ضمیر ابن کی طرف راجع ہوگی، اور دوسری صورت میں سوال کی طرف راجع ہوگی کہ تمہارا اپنے بیٹے کیلئے نجات کا سوال کرنا عمل غیر صالح ہے۔
”بذل“ میں لکھا ہے پہلی قراءت کے بارے میں: وَهَذِهِ قِرَاءَةُ الْكِسَائِيِّ فَقَطْ. وَهِيَ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ. رَوَى عَنْ عَائِشَةَ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ، وَقَرَأَ الْبَاقُونَ بِفَتْحِ الْمِيمِ^۲، دوسری قراءت باقی قراء کی ہے۔ والحديث أخرجه الترمذي، قاله المنذري۔

۳۹۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ { اِنَّہ عَمَلُ غَیو صَالِحٌ } ؟ فَقَالَتْ: «قَرَأَهَا (اِنَّہ عَمَلُ غَیو صَالِحٌ)» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا هَارُونُ النَّحْوِيُّ، وَمُوسَى بْنُ خَلْفٍ، عَنْ ثَابِتٍ، كَمَا قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ.

ترجمہ: شہر بن حوشب فرماتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ اس آیت اِنَّہ عمل غیو صالح کو کس طرح پڑھا کرتے تھے تو حضرت ام سلمہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے اس طرح تلاوت فرمائی اِنَّہ عَمَلُ غَیو صَالِحٌ۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ہارون نحوی، موسیٰ بن خلف نے اس روایت کو ثابت سے اسی طرح نقل کیا ہے جس طرح عبد العزیز نے نقل کیا ہے (گویا ثابت کے تینوں شاگرد اس کو عمل عین کے زبر، میم کے زیر اور لام کے فتح کے اور غیر کے زبر کے ساتھ پڑھنے پر متفق ہیں)۔

جامع الترمذي - القراءات (۲۹۳۱) سنن أبي داود - الحروف والقراءات (۳۹۸۳)

شرح الحديث: یہ دوسری روایت ام سلمہ سے مروی ہے اور پہلی اسماء بنت یزید سے تھی، اور دونوں سے روایت کرنے والے شہر بن حوشب ہی ہیں، لیکن پہلے طریق میں روایت حماد عن ثابت عن شہر ہے اور دوسری میں عبد العزیز عن ثابت ہے۔

قال ابو داود کی تشریح: مصنف فرماتے ہیں کہ اکثر رواۃ نے اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح عبد العزیز نے یعنی سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ اِنَّہ، دونوں روایتوں کے سیاق میں بھی فرق ہے اور راویہ حدیث صحابیہ کے نام میں بھی فرق ہے ایک جگہ اسماء

۱ فرمایا اے نوح وہ نہیں تیرے گھروالوں میں اس کے کام ہیں خراب (سورہ ہود ۴۶)

۲ بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۳۱۲

بنت یزید ہے اور دوسری جگہ اس کے بجائے "ام سلمہ" ہے امام ترمذی نے بھی دونوں سیاق کے ساتھ روایت کو ذکر کیا ہے، ان کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اکثر رواۃ نے اس حدیث کو بلفظ "ام سلمہ" ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: هَذَا حَدِيثٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَاتِي، نَحْوَ هَذَا (یعنی عن شہر بن حوشب عن ام سلمة) وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ أَيُّضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ، پھر اس کے بعد امام ترمذی نے اپنے استاذ عبد بن حمید سے نقل کیا کہ یہ اسماء بنت یزید ام سلمہ انصاریہ ہے اور یہ کہ دونوں حدیثیں میرے نزدیک ایک ہی ہیں اھ^۱ یعنی جس روایت میں ام سلمہ ہے اس سے مراد ام المؤمنین نہیں ہیں بلکہ ام سلمہ انصاریہ مراد ہیں جن کا نام اسماء بنت یزید ہے، ایک روایت میں نام مذکور ہے اور ایک میں کنیت، لیکن یہ رائے امام ترمذی کے استاذ عبد بن حمید کی ہے امام ترمذی نے اس میں اپنی کوئی رائے ظاہر نہیں فرمائی لیکن امام ابو داؤد کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ رواۃ کا اختلاف ہے اور ترجیح انہوں نے ام سلمہ کو دی ہے بناء بر کثرة رواۃ، اور حضرت نے بھی بذل المجہود^۲ میں ام سلمہ کے نام کیساتھ ام المؤمنین لکھا ہے گویا ماتن اور شارح دونوں کی رائے میں یہ دو نام الگ الگ ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۹۸۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ حَمْزَةَ الزَّيْلَاتِي، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهِ وَقَالَ: "رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى لَوْ صَدِرَ لِرَأْيٍ مِنْ صَاحِبِهِ الْعَجَبِ، وَلَكِنَّهُ قَالَ { إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَحِّبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي } " طَوَّلَهَا حَمْزَةً.

ترجمہ: ابی بن کعب فرماتے ہیں جب حضور ﷺ دعا فرماتے تو پہلے اپنی ذات کیلئے دعا فرماتے، چنانچہ (ایک دن اس طرح) دعا فرمائی اللہ ہم پر اور موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے اگر موسیٰ علیہ السلام (کشتی والے واقعہ میں جب ان کا خضر علیہ السلام کا ساتھ تھا) صبر فرماتے تو اپنے ساتھی (خضر علیہ السلام) سے بڑے عجیب خوارق عادت کاموں کا مشاہدہ کرتے لیکن انہوں نے خود فرما دیا اسکے بعد اگر میں نے کوئی بات پوچھی تو آپ اور مجھ میں جدائی ہو جائے گی، آپ کو تو پہلے ہی میری طرف سے عذر پہنچ چکا ہے۔ اس آیت میں قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي میں حمزہ زیات کے نون کی تشدید کے ساتھ کھینچ کر پڑھا ہے (یہ ہی مشہور قرأت ہے جب کہ دوسری بعض قرأتوں میں بغیر تشدید کے من لدنی ہے)۔

شرح: صحیح البخاری - العلم (۱۲۲) صحیح البخاری - أحادیث الأنبياء (۳۲۲۰) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۴۴۸) صحیح مسلم - الفضائل (۲۳۸۰) جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۳۱۴۹) جامع الترمذی - الدعوات (۳۳۸۵) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۸۴)

۱ جامع الترمذی - کتاب القراءات - باب ومن سورۃ ہود ۲۹۳۱

۲ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۱۳

۳ کہا اگر تجھ سے پوچھیں کوئی چیز اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ نہ رکھو تو اتار چکا میری طرف سے (سورۃ الکہف ۷۶)

شرح الحدیث: عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا بَدَأَ بِتَفْسِيهِ: حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی (کہ اگر دوسرے کے لئے دعا کرنا مقصود ہوتا) تو اس دعا کی ابتداء اپنے سے فرماتے تھے (جیسا کہ اگلی حدیث سے ظاہر ہو رہا ہے وہ یہ کہ) آپ نے فرمایا ہم پر اور موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے، یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے بار بار سوال نہ فرماتے تو نہ جانے ان سے کیا کیا عجیب باتیں دیکھنے میں آتیں۔

وَلَكِنَّهُ قَالَ { إِنْ سَأَلْتِكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَحِّبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنَ لَّدُنِّيْ } طَوَّلَهَا حَمْزَةً: طول اس کا تعلق 'لدنی' سے ہے اور طَوَّلَ بمعنی شَدَّدَ ثَقُلَ، جیسا کہ بعد والی روایت میں آرہا ہے، اور اسی طرح ترمذی کی روایت میں ہے اسی حدیث میں اَنَّهُ قَرَأَ: { قَدْ بَلَغْتَ مِنَ لَّدُنِّيْ عَذْرًا } مُثَقَّلَةً^①، اور اس میں دوسری قرأت "مِن لَّدُنِّي" ہے تخفیف نون کے ساتھ، حضرت نے بذل الجہود میں اس کی شرح اسی طرح کی ہے، اور یہ احقر عرض کرتا ہے کہ "فلا تصاحبني" میں قرأت "فلا تصاحبني" بھی ہے، چنانچہ بذل میں ہے قال ابن رسلان: قرأ عيسى ويعقوب فلا تصاحبني مضارع صحب^②، پس ہو سکتا ہے کہ طَوَّلَهَا حَمْزَةً سے یہی مراد ہو بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ یہی زیادہ ظاہر ہے کیونکہ اگر اس کا تعلق لَدُنِّي سے ہوتا تو پھر آیت کو پیچھے سے ذکر کرنے کی کیا حاجت تھی، البتہ اسکے بعد جو روایت آرہی ہے جسکے لفظ یہ ہیں اَنَّهُ: "قَرَأَهَا { قَدْ بَلَغْتَ مِنَ لَّدُنِّي } وَثَقَّلَهَا"، اس کا تعلق لَدُنِّي سے بھی ہے اسلئے کہ تشقیل ہی کے معنی تشدید کے ہیں، اور تطویل کے زیادہ مناسب معنی الف کی زیادتی کے ہیں جو فلا تصاحبني ہی میں پائے جاتے ہیں، فتأمل، والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

تبیین: ترمذی کی روایت { قَدْ بَلَغْتَ مِنَ لَّدُنِّي عَذْرًا } مُثَقَّلَةً کے نیچے بین السطور لکھا ہے: یعنی بضم ذال خواندہ، وایں بہ نسبت سکون مشغل است اھ گویا منثقلہ کا تعلق عَذْرًا سے قرار دیا، لیکن یہ تو اس پر موقوف ہے کہ عَذْرًا میں ایک قراءت ضم ذال کی بھی ہو عَذْرًا۔

۳۹۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعُدْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجَارِيدَةِ الْعَبْدِيُّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي قَبِيلٍ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ: "قَرَأَهَا { قَدْ بَلَغْتَ مِنَ لَّدُنِّي } وَثَقَّلَهَا"۔

ترجمہ: ابی بن کعبؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس آیت کو اس طرح تلاوت فرمایا قَدْ بَلَغْتَ مِنَ لَّدُنِّي اور اس لفظ کو تشدید کے ساتھ سخت کر کے تلاوت فرمایا۔

صحیح البخاری - احادیث الانبیاء (۳۲۲۰) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۴۴۸) جامع الترمذی - القراءات (۲۹۳۳) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۸۵)

۳۹۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْمِصْبِصِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ، عَنْ مِصْدَعِ أَبِي يَحْيَى، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: أَقْرَأَنِي أَبِي بَنُ كَعْبٍ كَمَا أَقْرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "{ فِي عَيْنِ حَمِيَّةٍ }" الْحَقِيقَةُ.

ترجمہ: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ابی بن کعبؓ نے اس طرح پڑھایا جس طرح ان کو جناب رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا تھا فی عین حمیۃ تخفیف کے ساتھ۔ (اس لفظ میں دوسری قرأت حامیۃ کی ہے، ہماری قرأت یہی حمیۃ والی ہے)۔

جامع الترمذی - القراءات (۲۹۳۴) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۸۶)

شرح الحدیث: اور چند احادیث کے بعد ابو ذر کی حدیث میں یہ آ رہا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب کہ سورج غروب ہونے والا تھا آپ نے مجھ سے پوچھا «هَلْ تَذَرِي آتِينَ تَعْرُبُ هَذِهِ؟» قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ «فَأَتَاهَا تَعْرُبُ فِي عَيْنِ حَامِيَةٍ» اس سے معلوم ہوا کہ اس لفظ میں دو قراءت ہیں، حَامِيَةٍ بمعنی حارہ، اور حَمِيَّة بمعنی الطین الاسود، سیاہ گارہ اور مٹی۔ والحدیث اخرجہ الترمذی، قالہ المنذری، وحديث ابی ذر اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی اتم منه، قالہ المنذری.

۳۹۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْقُضَيْلِ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هَارُونُ، أَخْبَرَنَا أَبَانُ بْنُ تَغْلِبٍ، عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ عِلِّيِّينَ لَيُشْرِفُ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقْبِضُ الْجَنَّةَ لَوَجْهِهِ كَأَنَّمَا كَوَّكَبٌ دُرِّيٌّ" قَالَ: وَهَكَذَا جَاءَ الْحَدِيثُ دُرِّيٌّ مَرْفُوعَةً الدَّالَ لَا تُهْمَزُ - وَإِنَّ أَبَانَ بَكْرًا وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ وَأَنْعَمًا.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اصحاب علیین (جو کہ جنت میں ایک درجہ ہے) میں سے ایک شخص (اپنے سے کم درجے والے) اہل جنت کو جھانکے گا تو اس کے چہرے (کی روشنی اور نور) سے جنت ایسے روشن ہو جائے گی گویا کہ وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے، امام ابو داؤد فرماتے ہیں حدیث پاک میں دری دال کے پیش کے ساتھ بغیر ہمزہ کے وارد ہوا ہے۔ (الزَّجَاجَةُ كَأَنَّمَا كَوَّكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ) الح کی طرف اشارہ ہے۔ اور ابو بکر و عمر بھی انہی (اصحاب علیین) میں ہیں بلکہ (درجے میں) ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔

① ایک دلدل کی ندی میں (سورۃ الکھف ۸۶)

② وہ شیشہ ہے جیسے ایک تارہ چمکتا ہو الخ (سورۃ النور ۳۵)

جامع الترمذی - المناقب (۳۶۵۸) سنن أبي داود - الحروف والقراءات (۳۹۸۷) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۹۶)

شرح الحدیث مضمون حدیث یہ ہے کہ جو جنتی علیین میں ہوں گے یعنی جنت کے اوپر والے درجہ میں تو جب ان میں سے کوئی شخص نیچے والے جنتی کی طرف جھانک کر دیکھے گا تو اس اوپر والے جنتی کے چہرہ کی چمک سے نیچے والی جنت روشن ہو جائے گی، اور وہ اوپر والے جنتیوں کے چہرے نیچے والوں کو ایسے معلوم ہوں گے جیسے چمکتے ہوئے ستارے ہوتے ہیں، اور پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں ابو بکر و عمر ان ہی میں سے ہوں گے یعنی اوپر والوں میں سے اور اس سے بھی بڑھ کر۔

امام ابو داؤد فرما رہے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ دُرّیّ ضم دال کے ساتھ ہے بغیر ہمزہ کے، اور دوسری قرأت اس میں جس کی طرف مصنف اشارہ کرنا چاہ رہے ہیں وہ درّیّ کسر دال اور ہمزہ کیساتھ جو ماخوذ ہے دہرّ سے جسکے معنی دفع کرنے کے ہیں۔ اور پہلی صورت میں یہ نسبت ہوگی دُرّ کی طرف جس کے معنی موتی کے ہیں۔ والحدیث اخرجہ الترمذی وابن ماجہ، وقال الترمذی حسن، وليس في حديثهما تقييد الكلمة، قاله المنذرى۔

۳۹۸۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ التَّخَعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَبْرَةَ التَّخَعِيُّ، عَنْ فَرَوَةَ بْنِ مُسَيْبٍ الْغَطَفِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبِرْنَا عَنْ سَبَأٍ مَا هُوَ أَرْضٌ أَمْ أُمَّةٌ؟ فَقَالَ: «لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلَا أُمَّةً، وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشْرَةَ مِنَ الْعَرَبِ فَتَيَّامَنَ سِتَّةً وَتَشَاءُ أَرْبَعَةً» قَالَ عُثْمَانُ الْغَطَفِيُّ، مَكَانَ الْغَطَفِيِّ، وَقَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ التَّخَعِيُّ.

ترجمہ فروہ بن مسک الغطفی کہتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر انہوں نے پورا واقعہ بیان کیا۔ (۱۰) واقعہ ترمذی میں اس طرح ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری قوم میں جو لوگ دین اسلام سے پیٹھ پھیر دیں گے کیا ان سے قتال کر سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی جب میں آپ ﷺ کی مجلس سے باہر آیا تو آپ ﷺ نے میرے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ میں جاچکا ہوں، تو پھر آپ ﷺ نے میرے پیچھے ایک قاصد بھجوایا چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی قوم کو پہلے دعوت اسلام دو جو مسلمان ہوں ان کا اسلام قبول کرو اور جو مسلمان نہ ہوں تو جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ میں تمہیں بتلاؤں اور راوی کہتا ہے کہ قوم سب کے متعلق آیت نازل ہوئی تو جماعت میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں سب کے متعلق بیان فرمائیے کہ وہ کیا چیز ہے یہ کسی زمین کا نام ہے یا عورت کا نام ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ تو یہ سب کسی زمین کا نام ہے نہ کسی عورت کا، بلکہ وہ ایک عربی شخص تھا جس کے یہاں دس بیٹے پیدا ہوئے، چنانچہ اس کی اولاد میں سے چھ بیٹے یمن جا کر آباد ہو گئے اور چار بیٹے ملک شام چلے گئے۔ (استاذ مصنف) عثمان بن ابی شیبہ نے غطفی کے بجائے راوی کا نام الغطفانی فرمایا ہے، اور حدیثی الحسن کے بجائے حدیثا حسن بن الحکم النخعی فرمایا ہے۔

شرح الحدیث: ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! سب کے بارے میں ہمیں بتلائیے کہ وہ کیا ہے کسی جگہ اور زمین کا نام ہے یا کسی عورت کا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ کسی زمین کا نام ہے نہ کسی عورت کا، بلکہ وہ ایک عرب شخص کا جس کے دس لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ جس میں ت چھ یمن چلے گئے تھے وہاں جا کر آباد ہو گئے تھے، اور چار ملک شام، مصنف نے اس روایت کو مختصر ا ذکر کیا ہے اور اختصار کی طرف اشارہ اپنے قول **فَذَكَرَ الْحَدِيثَ** سے کر دیا ہے، روایت مفصلہ ترمذی^۱ میں ہے جس کے اخیر میں ہے **قَالَ: وَأُنْزِلَ فِي سَبَا مَا أُنْزِلَ أَوَّلَ سَبَا** کے بارے میں سورہ سبأ میں یہ آیت مذکور ہے **لَقَدْ كَانَ لِسَبَا فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ**^۲، لفظ سبأ میں قرأت مختلف ہے **لِسَبَا** (توین ہمزہ کے ساتھ)، **لِسَبَا** (بلا توین)، اور **لِسَبَا** (سکون ہمزہ کے ساتھ)۔ والحدیث اخرجہ الترمذی، وقال غریب، قالہ المنذری۔

۳۹۸۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ الْهَذَلِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **إِسْمَاعِيلُ**، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَايَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ الْوُحْيِيِّ قَالَ: "فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى {حَتَّى إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ}"^۳۔

ترجمہ: احمد بن عبادہ اور مصنف کے کئی اساتذہ حضرت عکرمہ کی سند سے حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حدیث نقل کرتے ہیں جب کہ مصنف کے دوسرے استاد اسماعیل عن أبي هُرَيْرَةَ رَوَايَةً حدیث نقل کرتے ہیں، چنانچہ انہوں نے حدیث وحی ذکر کی اس میں یہ الفاظ ہیں کہ اس وحی کا تذکرہ اللہ پاک کے اس فرمان **حَتَّى إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ** میں موجود ہے۔

تخریج: صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۴۲۴) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۵۲۲) صحیح البخاری - التوحید (۷۰۴۳) جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۳۲۲۳) سنن أبی داود - الحروف والقراءات (۳۹۸۹) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۱۹۴)

شرح الحدیث: قَالَ: فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى {حَتَّى إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ} یعنی تفریع باب تفعیل سے ماضی مجہول کا صیغہ، دوسری قراءت اس میں فزِع ہے تخفیف کے ساتھ مجرد سے۔ والحدیث اخرجہ البخاری والترمذی وابن ماجہ بتمامہ، قالہ المنذری۔

۳۹۹۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ، يَذْكُرُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: "قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {بَلَى قَدْ جَاءَتْكَ آيَتِي

۱ جامع الترمذی - کتاب تفسیر القرآن - باب ومن سورۃ سبأ ۳۲۲۲

۲ تحقیق قوم سبأ کو تھی ان کی بستی میں نشانی (سورۃ سبأ ۱۵)

۳ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہو جائے ان کے دل سے (سورۃ سبأ ۲۳)

فَكَذَّبَتْ بِهَا وَاسْتَكْبَرَتْ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿١﴾ { قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا مُرْسَلٌ لَمْ يُدْرِكْ أُمَّ سَلَمَةَ».

ترجمہ: ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ اس آیت کو اس طرح قرأت فرماتے ہیں: بلی قد جاءك ابائى فكذبت بها واستكبرت وكننت من الكافرين۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: یہ حدیث ربیع راوی سے مرسل مروی ہے کیونکہ ربیع نے ام سلمہؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

شرح الحدیث: چاروں جگہ مؤنث کے صیغہ کے ساتھ نفس کو خطاب کرتے ہوئے جو کہ مؤنث سماعی ہے اور دوسری قراءت اس میں وہی ہے جو ہماری تمہاری قراءت ہے یعنی مخاطب مذکر کے صیغہ کے ساتھ۔

۳۹۹۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى التَّخَوِيُّ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا {فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ} ﴿١﴾"۔
ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور پاک ﷺ کو یہ آیت اس طرح تلاوت کرتے ہوئے سنا فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ (فَرَوْحٌ میں راء کے پیش کے ساتھ، فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ کی طرف اشارہ ہے)۔

جامع الترمذی - القراءات (۲۹۳۸) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۹۱)

شرح الحدیث: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ، یہ قراءت غیر متواترہ ہے یعنی ضم راء کے ساتھ اور قراءت متواترہ فتح راء کے ساتھ ہے فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ۔

۳۹۹۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ - قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ: لَمْ أَهْمُهُ جِدًّا - عَنْ صَفْوَانَ - قَالَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: ابْنُ يَعْلَى - عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: "سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْرَأُ: {وَنَادُوا يَمْلِكُ} ﴿١﴾" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «يَعْنِي بِلَا تَرْخِيمٍ»۔

ترجمہ: احمد بن حنبل، احمد بن عبدہ، سفیان، عن عمرو عن عطاء - قال ابن حنبل: لم أهتمه جديداً - عن صفوان - قال ابن عبد الله: ابن يعلى - عن أبيه، قال: "سمعت النبي صلى الله عليه وسلم على المنبر يقرأ: {وَنَادُوا يَمْلِكُ} ﴿١﴾" قال أبو داود: «يعني بلا ترخيم»۔
ترجمہ: احمد بن حنبل، احمد بن عبدہ، سفیان، عن عمرو عن عطاء کی سند سے ذکر کرتے ہیں امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ مجھے عن عمرو کے بعد صحیح طور پر سمجھ میں نہیں آیا اس لئے میں نے یعنی کا اضافہ کر دیا صفوان (راوی) سے مروی ہے (ابو داؤد کے پہلے استاذ امام احمد نے صفوان کا نام لے کر حدیث نقل کی ہے) لیکن ابن عبدہ (دوسرے استاد) نے صفوان کا نام لینے کے بجائے انکی کنیت ابن یعلیٰ نقل کی ہے۔ صفوان اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو منبر پر تلاوت کرتے سنا وَنَادُوا يَمْلِكُ۔

① کیوں نہیں پہنچ سکے تھے تیرے پاس میرے حکم، پھر تو نے ان کو جھٹلایا اور غرور کیا اور تو تھا مکروں میں (سورۃ الزمر ۵۹)

② تو راحت ہے اور روزی ہے (سورۃ الواقعة ۸۹)

③ اور پکاریں گے اے مالک (سورۃ الزخرف ۷۷)

ترجمہ صحیح البخاری - بدء الخلق (۳۰۵۸) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۵۴۲) صحیح مسلم - الجمعة (۸۷۱) جامع الترمذی - الجمعة (۵۰۸) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۹۲)

شرح الحدیث اس کے بعد یہ ہے لِيَقْضَ عَلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَكِثُونَ، سورہ زخرف میں یا مملکت میں دو قراءتیں اور ہیں ترخیم کے ساتھ یا مال بضم اللام اور یا مال بکسر اللام۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جہنمی سارے مل کر جہنم کے دار و غد مالک سے درخواست کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہماری سفارش کر دو کہ وہ ہم کو موت ہی دیدے تو وہاں سے جواب ملے گا إِنَّكُمْ مَكِثُونَ کہ تم کو یہیں رہنا ہے ترمذی کی روایت میں ہے کہ یہ جواب ان کو ایک ہزار سال کے انتظار کے بعد ملے گا انا اللہ تعالیٰ منہا۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، قالہ المنذری۔

۳۹۹۳ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» إِيَّيْنَا الرَّزَائِقُ دُو الْقُوَّةِ الْمَيِّتِينَ.

ترجمہ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے یہ آیت اس طرح پڑھائی إِيَّيْنَا الرَّزَائِقُ دُو الْقُوَّةِ الْمَيِّتِينَ۔
ترجمہ جامع الترمذی - القراءات (۲۹۴۰) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۹۳)

شرح الحدیث إِيَّيْنَا الرَّزَائِقُ دُو الْقُوَّةِ الْمَيِّتِينَ یہ قرأت غیر متواترہ ہے، اور قرأت متواترہ ان اللہ هُوَ الرَّزَائِقُ دُو الْقُوَّةِ الْمَيِّتِينَ ہے۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، وقال الترمذی: حسن صحیح، قالہ المنذری۔

۳۹۹۴ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَانَ يَقْرَأُهَا { فَهَلْ مِنْ مَّدَكِرٍ }^۱ يَغْنِي مُثَقَّلًا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «مُضْمُومَةُ الْمَيْمِ مَفْتُوحَةُ الدَّالِ مَكْسُورَةُ الْكَافِ».

ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حضور ﷺ اس آیت کو اس طرح تلاوت فرماتے فَهَلْ مِنْ مَّدَكِرٍ (دال کے ساتھ) یہی ہماری مشہور قرأت ہے پوری آیت اس طرح ہے وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلَّذِ كِرَ فَهَلْ مِنْ مَّدَكِرٍ^۲، امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ لفظ میم کے پیش، دال کے زیر اور کاف کے زیر کے ساتھ ہے۔

ترجمہ صحیح البخاری - أحاديث الأنبياء (۳۱۶۳) صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۵۸۸) صحیح مسلم - صلاة المسافرين وقصرها (۸۲۳) جامع الترمذی - القراءات (۲۹۳۷) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۹۴) مسند احمد - مسند المكثرين من الصحابة (۳۹۵/۱)

۱ اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط (سورۃ الذاریات ۵۸)

۲ فَهَلْ مِنْ مَّدَكِرٍ پھر کوئی ہے سوچنے والا (سورۃ القمر ۱۷)

۳ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا (سورۃ القمر ۱۷)

شرح الحديث: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَانَ يَقْرَأُهَا {قَهْلٌ مِنْ مَذْكُورٍ} اور دوسری قراءت اس میں (مَذْكُور) ہے ذال مجہد ہے، اور مَذْكُور اصل میں مَذْكُور تھا اولاً تاء کو ذال سے بدلایا لیتا تھا پھر ذال کو ذال سے بدل کر ادغام کر دیا گیا^①۔ والحديث أخرجه الترمذي والنسائي، قاله المنذرى۔

۳۹۹۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدُّمَارِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ {يَحْسِبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ}②۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو اس طرح قرأت کرتے ہوئے دیکھا یَحْسِبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ، گویا حضرت جابرؓ نے یَحْسِبُ سین کے زیر کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہو گا۔ نیز یَحْسِب سے پہلے بعض نسخوں میں ہمزہ استفہام کا اضافہ بھی ہے۔ جبکہ ہماری مشہور قرأت میں ہم سورۃ الہمزہ کی اس آیت کو یَحْسِبُ سین کے زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

شرح الحديث: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ {يَحْسِبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ} اس میں نسخے مختلف ہیں بعض میں اسی طرح ہے ہمزہ استفہام کے ساتھ اور بعض میں "یَحْسِب" بغیر ہمزہ کے، اور یہی نسخہ صحیح ہے اس لئے کہ اس آیت میں "یَحْسِب" ہمزہ کے ساتھ کسی کی قراءۃ نہیں ہے بلکہ اس میں اختلاف قراءت صرف کسر سین اور فتح سین کا ہے۔

۳۹۹۶ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غَمَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَمَّنْ أَقْرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقُهُ أَحَدٌ} قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «بَعْضُهُمْ أَدْخَلَ بَيْنَ خَالِدٍ وَأَبِي قَلَابَةَ رَجُلًا»۔

ترجمہ: ابو قلابہ ان صحابی سے نقل کرتے ہیں جن کو حضور ﷺ نے قرآن پڑھایا فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقُهُ أَحَدٌ۔ (یہاں پر لا یعذب کی ذال پر زبر اور لا یوثق کی ثاء کے اوپر بھی زبر ہے، جبکہ ہماری مشہور قرأت میں ذال اور ثاء کے نیچے زیر ہے فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقُهُ أَحَدٌ)③۔

سنن أبي داود - الحروف والقراءات (۳۹۹۶) مسند أحمد - أول مسند البصريين (۷۲/۵)

شرح الحديث: فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقُهُ أَحَدٌ، یعنی دونوں جگہ فعل مجہول اور دوسری قراءت اس میں لا یعذب اور لا یوثق صیغہ معروف کے ساتھ ہے۔

۳۹۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، قَالَ: أُنْبِئُنِي مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

① ہنزل المجهود في حل أبي داود - ج ۱ ص ۳۲۲

② خیال کرتا ہے کہ اس کا مال سدا کو رہے گا اس کے ساتھ (سورۃ الہمزہ ۳)

③ پھر اس دن عذاب نہ دے اس کا سا کوئی اور نہ باندھ کر رکھے اس کا سا باندھنا کوئی (سورۃ الفجر ۲۵-۲۶)

وَسَلَّمَ، أَوْ مَنْ أَكْرَأَهُ مَنْ "أَكْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ { فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ } " قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «قَرَأَ عَاصِمٌ، وَالْأَعْمَشُ، وَطَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ، وَأَبُو جَعْفَرٍ بَزِيدُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، وَشَيْبَةُ بْنُ نَصَّاحٍ، وَقَالِيعُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ الدَّارِيُّ، وَأَبُو عَمْرٍو بْنُ الْعَلَاءِ، وَحَمْرَةُ الزُّبَاثِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ، وَقَتَادَةُ، وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَجَاهِدٌ، وَمُحَمَّدُ الْأَعْرَجُ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُؤْتَى إِلَّا الْحَدِيثُ الْمَرْفُوعُ، فَإِنَّهُ يُعَذِّبُ بِالْقُتْحِ».

ترجمہ ابو قتادہ کہتے ہیں جن صحابی کو حضور ﷺ نے قرآن پڑھایا انہوں نے مجھے بتلایا یا یوں کہتے ہیں کہ جن صحابی کو حضور ﷺ نے قرآن پڑھایا ان صحابی نے جن کو قرآن سکھایا وہ نقل کرتے ہیں فیومئذ لا یعذب عذابہ (ذال کے زبر کے ساتھ)۔

سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۳۹۹۷) مسند احمد - اول مسند البصریین (۷۲/۵)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَلِ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ الطَّائِنِ، عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا ذَكَرَ فِيهِ جَبْرِيلُ وَمِيكَالُ فَقَالَ: «جَبْرِائِيلُ وَمِيكَالُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «قَالَ خَلْفٌ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً لَمْ أَرَفِ الْقَلَمَ عَنْ كِتَابَةِ الْحُرُوفِ مَا أَعْيَانِي شَيْءٌ مَا أَعْيَانِي جَبْرِائِيلُ وَمِيكَالُ».

ترجمہ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک حدیث ذکر فرمائی جس میں جبرائیل اور میکائیل دونوں فرشتوں کا تذکرہ تھا، آپ ﷺ نے ان الفاظ کو اس طرح تکلم فرمایا، جبرائیل و میکائیل قرآن کریم میں مشہور قرات کے مطابق قل من کا عدد الجبریل وارد ہوا ہے۔

شرح الحدیث حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا ذَكَرَ فِيهِ جَبْرِائِيلُ وَمِيكَالُ فَقَالَ: «جَبْرِائِيلُ وَمِيكَالُ» ان دونوں لفظوں میں جبرائیل و میکائیل ابو داؤد کے نسخوں میں بہت اختلاف ہے، بذیل میں ابن رسلان سے یہ نقل کیا ہے کہ مجھے کوئی نقل اس بارے میں نہیں ملی کہ حضور ﷺ کا تلفظ ان دونوں لفظوں میں کیا تھا اور اہل عرب نے ان دو لفظوں میں بہت تصرف اور تغیر کیا ہے اپنی عادت کے مطابق جو کہ اسماء عجیبہ میں تغیر کی ہے یہاں تک کہ ان دو لفظوں میں تیرہ لغت ہو گئے ہیں لیکن اصل اس میں چونکہ لغت قریش ہے اسلئے کہ آپ ﷺ قریشی ہیں تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ لفظ جبریل و میکائیل ہو بکسر الجیم والراء بروزن قنديل، فاتها لغة الحجاز وهي قراءة ابن عباس ورواهي عمرو ونافع وحفص، وقال حسان رضي الله عنه:

وَجَبْرِائِيلُ رَسُولُ اللَّهِ فِينَا... وَمُروح القدس ليس له كفاء ①

اور میکائیل کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ وہ میکال ہے بالقصر مع حذف الهمزة ہروزن مفعال اھ (بذل) ^(۱) ابو داؤد کے بعض نسخوں میں ہے کہ خلف کہتے ہیں کہ چالیس سال سے میں کتابت حروف میں مشغول ہوں کبھی کسی لفظ کی کتابت نے مجھے عاجز نہیں کیا جیسا کہ مجھ کو جبرائیل و میکائیل نے عاجز کیا۔ ان تیرہ لغتوں میں بارہ تو حرف لام کے ساتھ ہیں اور تیر ہواں لغت بجائے لام کے نون کے ساتھ ”جبرائیل“۔

۳۹۹۹- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْوَزَةَ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ يَعْنِي بْنِ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ: ذَكَرَ كَيْفَ قَرَأَهُ جِبْرَائِيلُ وَمِيكَائِيلُ عِنْدَ الْأَعْمَشِ، فَحَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعْدِ الطَّائِي، عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَاحِبَ الصُّورِ فَقَالَ: «عَنْ يَمِينِهِ جِبْرَائِيلُ، وَعَنْ يَسَارِهِ وَمِيكَائِيلُ».

ترجمہ محمد بن حازم کہتے ہیں اعمش کی مجلس میں جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام ان دونوں لفظوں کی صحیح قرأت کس طرح ہو: مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ^(۲)، اس کا ذکر چل نکلا اعمش، اعمش نے ابو سعید خدری سے حدیث نقل کی کہ حضور ﷺ نے صور (پھونکنے) والے فرشتے (اسرائیل علیہ السلام) کا تذکرہ کیا تو فرمایا دائیں جانب جبرائیل علیہ السلام اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام ہیں۔ (گویا اس نسخہ کے مطابق بھی ان کا تکریم جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے ساتھ ہے)۔

۴۰۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: مَعْمَرٌ وَهُوَ بِمَادَنَ ذَكَرَ ابْنُ الْمُسَيْبِ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، يَقْرَأُونَ {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ}، وَأَوَّلُ مَنْ قَرَأَهَا (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) مَرْوَانُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ، وَالزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ».

ترجمہ معمر کہتے ہیں کہ زہری نے کبھی یہ روایت سعید بن مسیب سے نقل کی ہے (تو گویا روایت سعید بن مسیب کی مراسل میں ہے اور جب زہری یہ روایت بغیر سعید بن مسیب کے ذکر کرتے ہیں تو یہ مراسل زہری میں ہوگی) حضور ﷺ اور ابو بکر و عمر و عثمان اس طرح تلاوت کرتے تھے مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ، مروان وہ پہلا شخص ہے جس نے مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ (بغیر الف کے) پڑھا ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل سند کے ساتھ زیادہ صحیح مروی ہے، بمقابلہ زہری عن انس اور زہری عن سالم عن ابیہ (گویا امام زہری سے یہ حدیث جو مسند انس میں مروی ہے یا مسند عبد اللہ بن عمر میں مروی ہے یہ دونوں سندیں ضعیف ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث زہری سے مرسل مروی ہے)۔

شرح الحدیث یعنی یہ سب حضرات تو ”مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ“ الف کے ساتھ پڑھتے تھے اور سب سے پہلے جس شخص نے مَلِكِ

^(۱) بدل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۲۶

^(۲) جو کوئی ہر دے دشمن اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا (سورۃ البقرہ ۹۸)

بغیر الف کے پڑھا وہ مروان ہے۔

اس پر ”بذل“ میں حضرت گنگوہی کی تقریر سے نقل کیا ہے کہ اس سے مطلق قراءت کی نفی مراد نہیں، قرآنہ توبہ قدیم ہے اور متواتر ہے یہاں مراد یہ ہے کہ جماعت کی نماز میں اس طرح سب سے پہلے مروان ہی نے پڑھا^۱۔ والحدیث اخرجه الترمذی تعلیقاً، قالہ النذری۔

۴۰۰۱ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّهَا ذَكَرَتْ أَوْ كَلِمَةً غَيْرَهَا "قِرَاءَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ الْقِرَاءَةُ الْقَدِيمَةُ {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ}».

ترجمہ ام سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ..... راوی کہتا ہے کہ یہاں پر لفظ ذکر کرتے ہیں یا اسکی جگہ کوئی کلمہ (مثلاً وصفت) حضور ﷺ کی سورہ فاتحہ کی قرات اس طرح ہوتی تھی بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ حضور ﷺ ہر آیت پر ٹھہرا کرتے تھے۔

جامع الترمذی - القراءات (۲۹۲۷) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۴۰۰۱)

حدیث حضرت ام سلمہؓ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سورہ فاتحہ کی قراءت کے وقت ہر آیت پر وقف فرماتے تھے۔

یہ روایت جامع ترمذی میں دو طریق سے مروی ہے: ① عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، ② اور دوسرا طریق اس طرح ہے: لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، امام ترمذی فرماتے ہیں: وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ ③ دونوں کی روایت میں فرق یہ ہے کہ لیث کی روایت میں آپ کی قراءت کی تشریح ہر آیت پر وقف کے ساتھ نہیں ہے، اور ابن جریج کی روایت میں اس کی کیفیت مذکور ہے، ابن جریج کی روایت منقطع اور لیث کی روایت متصل ہے لہذا اسی کو ترجیح ہوگی، اس کی مزید تفصیل ”الدر المنضود“ جلد ثانی کے اخیر میں گزر چکی اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

۴۰۰۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْمُغَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُثَيْبَةَ، عَنْ إِدْرِيسَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى جِهَابٍ، وَالشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا فَقَالَ: «هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ هَذِهِ؟» قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَلِأَنَّهَا تَغْرُبُ فِي

① بذل المجهود في حل أبي داؤد - ج ۱۶ ص ۳۲۸

② جامع الترمذی - کتاب القراءات - باب في فاتحة الكتاب ۲۹۲۷

عین حامیۃ».

ترجمہ: ابو ذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا سورج غروب ہو رہا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ و رسول زیادہ جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سورج عین حامیۃ (گرم چشمے) میں جا کر غروب ہوتا ہے۔ (مصنف کا مقصد سورۃ الکہف آیت ۸۶ حَتَّىٰ اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا) اس آیت میں ہماری قرأت میں عین حَمِئَةٍ ہے جب کہ یہاں پر حضور پاک ﷺ نے عین حامیۃ تلاوت فرمائی ہے، یہ ہماری قرأت کے علاوہ دوسری قرأت ہے۔

۴۰۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ، أَنَّ مَوْلَى ابْنِ الْأَسْقَعِ، رَجُلٌ صِدْقٍ أَخْبَرَهُ عَنْ ابْنِ الْأَسْقَعِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُمْ فِي صُقَّةٍ أَلْفَا حَجْرَيْنِ فَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ: أَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَكْبَرُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ} ①.

ترجمہ: ابن الاسقع کے آزاد کردہ غلام نے جو کہ ایک نیک شخص ہے ابن الاسقع سے نقل کیا (ابن الاسقع اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی ہیں جن کا نام واثلہ ہے) کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم مہاجروں کے صفہ (مشہور چبوترے) پر بیٹھے تھے تو آپ ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ قرآن کریم کی سب سے عظیم الشان آیت کون سی ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ۔ (اس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے الْحَيُّ کے بعد الْقَيُّومُ تلاوت فرمائی نہ کہ الْقِيَامُ یا الْقِيَمُ جو غیر متواتر قرأتیں ہیں، ابن رسلان)۔

شرح الحدیث: اس حدیث کو مصنف یہاں اس لئے لائے کہ الْقَيُّومُ میں قراءتیں مختلف ہیں، چنانچہ بزل میں ہے: وَبِهِ قَرَأَتَانِ غَيْرِ مُتَوَاتِرَتَيْنِ، وَهُوَ: الْقِيَامُ وَالْقِيَمُ۔ قَالَ الْبَيْضاوِيُّ: وَقَرِئَ الْقِيَامُ وَالْقِيَمُ ②۔

۴۰۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ الْمِنْقَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قَرَأَ {هَيْتَ لَكَ} فَقَالَ: شَقِيقٌ: إِنَّا نَقْرُؤُهَا (هَيْتُ لَكَ) يُعْنِي فَقَالَ: ابْنُ مَسْعُودٍ «أَقْرَأُهَا كَمَا عَلِمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ».

ترجمہ: ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے وَرَأَوْنَاهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَعَلَقَتْ الْأَبْوَابُ وَقَالَتُ

① اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا نہیں پکڑ سکتی اس کو اودگھ اور نہ نیند (سورۃ البقرہ ۲۵۵)

② بزل المجہد لی حل ابی داؤد- ج ۱۶ ص ۳۳۱

ہِیْت لَکَ^۱ میں ہِیْت لَکَ کا کلمہ اس طرح تلاوت فرمایا ہِیْت لَکَ (ہاء کا زبر یا سکون، تاء کا زبر جو کہ ہماری قرأت ہے) شقیق راوی کہتے ہیں کہ ہم اس کو ہِیْت لَکَ (ہاء کے زیر، سکون ہمزہ اور تاء کے پیش کے ساتھ) پڑھتے ہیں، ابن مسعود نے فرمایا جس طرح مجھے یہ قرأت سکھائی گئی ہے اسی طرح مجھے یہ پڑھنا پسند ہے۔

صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۱۵) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۴۰۰۴)

شرح الحدیث بعض نسخوں میں اسی طرح ہے لفظ ”یعنی“ کی زیادتی کے ساتھ، بظاہر یہ لفظ زائد اور بے محل ہے، اگر اس کو صحیح مانا جائے تو پھر یہ کہا جائے گا کہ راوی کو حضرت عبد اللہ بن مسعود کے بعینہ الفاظ محفوظ نہیں تھے اسی لئے اس نے یہ لفظ بڑھا دیا۔

یہ لفظ ”ہیت“ سورہ یوسف میں ہے: وَقَالَتْ هَيْت لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ الْآيَةَ، اس میں پانچ قراءات معروف ہیں: ① هَيْتَ، ② هَيْتَ، ③ هَيْتَ، یہ تینوں یاء بعد الہاء کے ساتھ ہیں، ④ هَيْتَ، ⑤ هَيْتَ، بالہمزہ بعد الہاء بذل میں غیث النفع فی القراءات السبع سے نقل کیا ہے: وللعرب فیہا لغات اجودھا فتح الہاء والتاء وہی قرأۃ العامة وقال الطبری: وہی قرأۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم^۲، اور یہ اسماء افعال میں سے ہے جیسے ”روید“ و ”صہ“ اسکے معنی ”ہلم“ کے ہیں (بذل)، اور حضرت شیخ کے الابواب والتراجم ج ۵ ص ۶۷ میں ہے: وقد بسط القسطلانی الکلام فی قراءات لفظ ”ہیت“ فذکر تسع قراءات اربعۃ منہا شاذۃ وخمسۃ معروفۃ، وقال صاحب الجمل بعد ذکر اختلاف القراءات فی هذا اللفظ: فالقراءات السبعۃ سبعۃ وهذه کلہا لغات فی هذه الکلمۃ وہی فی کلہا اسم فعل بمعنی ہلم ای اقبل وتعال اھ۔ والحدیث اخرجه البخاری بنحوہ، قالہ المنذری۔

۴۰۰۵ - حَدَّثَنَا هَنَادٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنَّ أُنَاسًا يَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ {وَقَالَتْ هَيْت لَكَ} فَقَالَ: "إِنِّي أَقْرَأُ كَمَا عَلَّمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ {وَقَالَتْ هَيْت لَكَ}."

ترجمہ شقیق راوی کہتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود سے کہا گیا کہ بعض لوگ اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہیں ہِیْت لَکَ (ہاء کے زیر، یاء کے سکون اور تاء کے پیش کے ساتھ) تو ابن مسعود نے فرمایا جس طرح مجھے سکھایا گیا ہے اس طرح پڑھنا مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اور پھر پڑھا: قَالَتْ هَيْت لَكَ (ہاء کا زبر، یاء کا سکون، تاء کا زبر جو ہماری قرأت ہے)۔

صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۱۵) سنن ابی داؤد - الحروف والقراءات (۴۰۰۵)

۴۰۰۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمُهْرِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

① پھلایا اس کو اس کی عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیے دروازے اور بولی شابی کر (سورہ یوسف ۲۳)

② بذل المجهود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۳۲

"قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: (ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا أَحِطَّةٌ تُغْفَرُ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ)".

ترجمہ: ابوسعید خدریؒ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ پاک نے بنی اسرائیل سے ارشاد فرمایا (یہ حدیث قدسی ہے) ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا أَحِطَّةٌ تُغْفَرُ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ (تاء کے پیش کے ساتھ حضور ﷺ نے اس کو تلاوت فرمایا یہ بھی ایک قرأت ہے جب کہ ہماری قرأت میں یہاں نون کے ساتھ تُغْفَرُ لَكُمْ^① ہے)۔

۴۰۰۷ - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَلْدَلٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمِثْلَهُ

ترجمہ: ہشام بن سعد اپنی اسناد سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔

شرح الحدیث: اس لفظ میں تینوں قرأتیں ہیں، تُغْفَرُ، يُغْفَرُ (بذل) والاولیٰ قرأت ابن عامر والغائیة قرأت نافع، والثالثة للباقرین^②۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی من حدیث ہمام بن منبہ عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قالہ الترمذی۔

۴۰۰۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَقَرَأَ عَلَيْنَا {سُورَةُ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا}^③" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «يَعْنِي تَخْفِيفَهُ حَتَّى آتَى عَلَى هَذِهِ الْآيَاتِ»۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے ہم پر اس وحی کی تلاوت فرمائی: سُورَةُ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ فرضا کی راء پر تشدید نہیں ہے (یہ سورت النور کی پہلی آیت ہے اور ہماری قرأت میں اسی طرح بغیر تشدید کے ہے) اس کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے بعد والی آیات تلاوت فرمائیں۔

شرح الحدیث: یعنی فَرَضْنَاهَا میں راء کی تخفیف کے ساتھ، اور اس کا مقابل تشدید راء ہے، بذل میں ہے: قرأ ابن کثیر و ابو عمرو "وَفَرَضْنَاهَا" بتشديد الراء، والباقرین بتخفيفها^④۔

قراءات سبعہ کے ائمہ اور ان کے مشہور راویوں کا مختصر تعارف: ذہن میں آیا کہ اب اخیر میں مقام کی مناسبت سے قراءات سبعہ مشہورہ متواترہ کے ائمہ کے اسماء گرامی ذکر کر دیئے جائیں، علماء قرأت نے ان ائمہ کے رواۃ میں سے دور راویوں کو بھی ذکر کیا ہے۔ ① امام نافع مدنی، یہ نافع بن عبد الرحمن لیشی ہیں ان کے راوی عیسیٰ بن مینا مدنی ہیں

① داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے جاؤ بخش دے تو معاف کر دیں گے ہم تمہارے قصور (سورة البقرة ۵۸)

② بذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۳۳

③ یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی (سورة النور ۱)

④ بذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۳۴

جن کا لقب قالون ہے، اور دوسرے راوی ابو سعید عثمان بن سعید مصری قرشی ہیں، جن کا لقب ورش ہے، ② امام ابن کثیر کی ان کا نام ابو معبد عبد اللہ بن کثیر کنانی فارسی الاصل جن کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی، ان کے ایک راوی ابو الحسن احمد بن محمد مخزومی ولاء کی ہیں، اور دوسرے راوی ابو عمر محمد بن عبد الرحمن مخزومی جن کا لقب قنبل ہے، ③ امام ابو عمرو بصری ان کے ایک راوی ابو عمر حفص بن عمر ازدی دوری ضریر ہیں اور دوسرے راوی ابو شعیب صالح بن زیاد رقی ہیں، ④ امام ابن عامر شامی عبد اللہ بن عامر بکصبی امام جامع دمشق ہیں، ان کے ایک راوی ابو الولید ہشام بن عمار خطیب جامع دمشق، اور دوسرے راوی ابو عمرو عبد اللہ بن احمد فہری قرشی امام جامع دمشق ہیں، ⑤ امام عاصم کوفی ابو بکر عاصم بن ابو النجود اسدی ولاء کوفی آپ کے ایک راوی ابو بکر شعبۃ ابن عیاش حناط اور دوسرے راوی ابو عمر حفص بن سلیمان ہیں، حفص کے بارے میں لکھا ہے کہ اگرچہ قراءات سبعہ بلکہ عشرہ متواترہ ہیں اور سبعہ کے خلاف تو کبھی کسی نے ایک حرف بھی نہیں کہا بلکہ خرین اور بصرہ کی قراءات خالص قرشی ہونے کی وجہ سے ایک خاص امتیاز بھی ہے مگر یہ قبولیت خدا داد ہے کہ صدیوں سے مکاتب و مدارس میں صرف روایت حفص پڑھائی جاتی ہے اور روئے زمین پر ایک ہزار حفاظ میں سے تقریباً نو سو ننانوے آدمیوں کو صرف یہی روایت یاد ہے اور ایسا شاید کوئی نہ ہو جس نے یہ روایت نہ پڑھی ہو ⑥ فضل اللہ یٰ تیبہ من یشاء ⑦ امام حمزہ کوفی ابو عمارہ حمزہ بن حبیب الزیات ان کے ایک راوی ابو محمد خلف ابن ہشام اور دوسرے راوی ابو عیسیٰ خلاد بن خالد صیرفی کوفی ہیں، ⑧ امام ابو الحسن علی بن حمزہ الکسائی نحوی کوفی یہ حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی کے خالہ زاد بھائی تھے، ان کے ایک راوی ابو الحارث لیث بن خالد نحوی اور دوسرے راوی ابو عمر حفص ابن عمر ہیں اور یہ وہی ہیں جو امام ابو عمرو بصری کے بھی راوی ہیں۔ (ماخوذ شرح سبعہ قراءات مؤلفہ قاری محی الاسلام پانی پتی)۔

آخر کتاب الحروف، بفضل اللہ الرؤف



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کِتَابُ الْحَمَّامِ

غسل خانے کے آداب کے بیان میں ۶۷۰

اس کتاب کی ماقبل سے مناسبت: یہ کتاب مقدمہ اور تمہید ہے آئندہ جو کتاب اللباس آرہی ہے اس کیلئے، اسلئے کہ لباس اور کپڑے صاف ستھرے آدمی بدلتا ہے دخول حمام اور غسل کے بعد، لہذا کتاب اللباس اور کتاب الحروف میں مناسبت دیکھنی ہے، سو وہ ظاہر ہے اسلئے کہ حروف اور الفاظ معانی کیلئے بمنزلہ لباس کے ہیں، فلما فرغ المصنف من احد قسمی اللباس شرع فی الآخر۔

۴۰۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِي عُدْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُنْ عَنْ دُخُولِ الْحَمَّامَاتِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوها فِي الْمَيَازِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ نے (مردوں عورتوں) کو حمام (مشرک نہانے کی جگہ) میں جانے سے منع فرمایا (ایک تو وہاں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے دوسرے ستر پوشی کا اہتمام نہیں ہوتا)۔ پھر حضور ﷺ نے مردوں کو ایسے غسل خانوں میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جبکہ اپنے ستر کو ڈھانپ کر جائیں۔

جامع الترمذی - الأدب (۲۸۰۲) سنن أبی داؤد - الحمام (۴۰۰۹) سنن ابن ماجہ - الأدب (۳۷۴۹)

۴۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، جَمِيعًا عَنْ مُصَوِّبٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، قَالَ: دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: مَنْ أَنْتُنَّ قُلْنَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ قَالَتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُوفَةِ الَّتِي تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ: نَعَمْ قَالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَمْرٍ أَفْضَلُ نِسَائِهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتْكَتْ، مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "هَذَا حَدِيثٌ جَرِيدٌ وَهُوَ أَكْثَرُ، وَلَمْ يَذْكُرْ جَرِيرٌ أَبَا الْمَلِيحِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ."

ترجمہ: ابوا الملیح سے مروی ہے اہل شام کی کچھ عورتیں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں، حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا: تمہارا تعلق کس علاقے سے ہے؟ انہوں نے کہا: ہم ملک شام سے تعلق رکھتی ہیں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: شاید تمہارا تعلق اس شہر سے ہے جہاں عورتیں نہانے کیلئے حمامات استعمال کرتی ہیں، انہوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عائشہؓ نے ارشاد

فرمایا: میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ پر اپنے کپڑے اتارے تو وہ اپنے اس ستر کو ختم کر دیتی ہے جو اللہ پاک اور اس عورت کے درمیان ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: یہ جریر کی حدیث کے الفاظ ہیں، اور یہ حدیث مکمل ہے۔ جریر نے ابوالحلیج کو ذکر نہیں کیا۔

جامع الترمذی - الأدب (۲۸۰۳) سنن ابی داؤد - الحمامہ (۴۰۱۰) سنن ابن ماجہ - الأدب (۳۷۵۰) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۱۲۳/۶) سنن الدارمی - الاستئذان (۲۶۵۱)

شرح الأحادیث: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَيَّ عَنْ دُخُولِ الْحَمَّامَاتِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فِي الْمُبَايَرَاةِ»۔ یہ روایت مختصر ہے، اسکے بعد والی روایت مفصل ہے، روایتیں دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں، روایت مفصلہ میں ہے، وَدَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: يَمْنَنُ أَنْتَنَ قُلْنَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ قَالَتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُوفَةِ أَلَيْ تَدْخُلْنَ نِسَاءَهُمَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ: نَعَمْ ائِخْ۔

مضمون حدیث: یعنی ایک مرتبہ کچھ شامی عورتیں حضرت عائشہ کے پاس آئیں تو انہوں نے پوچھا کہ تم کہاں کی ہو، انہوں نے کہا ہم اہل شام سے ہیں، حضرت عائشہ نے فرمایا شاید تم شام کے اس علاقہ کی ہو جہاں کی عورتیں حمامات میں داخل ہوتی ہیں، یعنی غسل کیلئے۔ انہوں نے کہا کہ جی صحیح ہے، اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی عورت جو اپنے گھر کے علاوہ دوسری جگہ اپنے کپڑے اتارے مگر یہ کہ وہ اس ستر اور پردہ کو چاک کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اس کے درمیان قائم فرمایا ہے یعنی انسان اور معاصی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے جو پردہ اور رکاوٹ قائم کی ہے اس کو وہ توڑتی ہے یعنی حکم کی خلاف ورزی کرتی ہے۔

اور باب کی پہلی روایت کا مضمون یہ ہے کہ شروع میں آپ نے دخول حمام سے مطلقاً منع فرمایا تھا اس کے بعد صرف رجال کے لئے پردہ اور لنگی کے ساتھ داخل ہونے کی آپ نے اجازت دی۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے حق میں نہیں منسوخ ہے لیکن عورتوں کے حق میں باقی ہے بعض بڑے شہروں میں حمامات کے انتظامات ہوتے ہیں جس کا عرب میں دستور نہ تھا اسی لئے آگے حدیث ابن عمرؓ میں آ رہا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: إِنَّهَا سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ وَتَسْجُدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ، فَلَا يَدْخُلُوهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِالْأَذْرِ، وَامْتَنَعُوهَا النِّسَاءُ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نَفْسًا یعنی آپ نے فرمایا کہ مسلمان ارض عجم کو فتح کریں گے اور وہاں ایسے مکانات اور عمارتیں پائیں گے جن کو حمامات کہا جاتا ہے، اس میں مرد بغیر ازار کے ہر گز داخل نہ ہوں، اور عورتوں کو وہاں جانے سے منع کرو الا یہ کہ وہ مریض ہو یا حیض و نفاس والی ہو۔

ان حمامات میں دخول سے اسلئے منع کیا گیا ہے کہ وہاں کشف عورت اور بے پردگی ہوتی ہے، نیز مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا

ہے۔ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخرجہما الترمذی وابن ماجہ، وحديث عبد الله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما اخرجہ ابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۴۰۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّهَا سَفْتَحٌ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ وَتَسْجُدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَامَاتُ، فَلَا يَدْخُلُهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِالْأُذُنِ، وَامْتَنَعُوا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نَفْسَاءً».

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب تمہیں عجم کی زمین پر فتح و قبضہ حاصل ہو گا اور تم اس میں ایسی جگہیں دیکھو گے جن کو حمامات کہا جاتا ہے۔ وہاں پر مرد بغیر شلوار پہنے ہرگز داخل نہ ہوں اور عورتوں کو وہاں جانے سے منع کر دو، مگر جو بیمار یا نفاس والی عورت ہو (تو شدید عذر کی صورت میں اس کیلئے ان حمامات میں جانے کی اجازت ہے، بشرط یہ کہ ستر عورت اور مردوں سے اختلاط والی صورت نہ ہو)۔

سنن ابی داؤد - الحما (۴۰۱۱) سنن ابن ماجہ - الادب (۳۷۴۸)

۱۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّعَرِّيِ

برہنہ ہونے کی ممانعت کا بیان

۴۰۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَقِيلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ الْعُزْزَمِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَارِ بِلَا إِزَارٍ، فَصَعَدَ الْمِنْبَرُ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبِيبِي سَيِّدِي يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالشُّرْفَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَبْذِرْ».

ترجمہ: حضرت یعلیٰؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کھلے میدان میں (برہنہ) نہاتے دیکھا تو آپ ﷺ منبر پر چڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش بیان کی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (خود) حیادار اور پردہ پوشی کرنے والا ہے اور (اپنے بندوں کی جانب سے بھی) شرم اور ستر پوشی کو پسند فرماتا ہے، پس جب تم میں سے کوئی نہانے کا ارادہ کرے تو ستر پوشی کا اہتمام کرے۔

۴۰۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ، حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْأَوَّلُ أَثَمٌ.

ترجمہ: عبدالرحمن بن جرہد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں یہ جرہد اصحاب صفہ سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے اور میری ران برہنہ تھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں اس بات کی خبر نہیں کہ ران ستر (میں داخل) ہے۔

سنن ابی داؤد - الحما (۴۰۱۴) سنن الدارمی - الاستئذان (۲۶۵۰)

شرح الحدیث: ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے ان کے نزدیک فخذ حد عورت میں داخل ہے اس میں ظاہر یہ کا اختلاف ہے ان کے نزدیک عورت کا مصداق صرف سو آتین ہیں قبل اور دبر، یہ مسئلہ یعنی حد العورة میں اختلاف العلماء جلد ثانی باب جماع اثواب ما یصلی فیہ میں گذر چکا، وہاں یہ بھی گذرا ہے کہ امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ فخذین حد عورت میں داخل نہیں۔ جرہد کی اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا: حدیث حسن ما اُثری استاذہ یثقیل^۱، اور اسکی سند میں اختلاف واضطراب بھی ہے جو بذل^۲ میں مذکور ہے، اور صحیح بخاری میں ہے امام بخاری فرماتے ہیں حدیث انس اسند و حدیث جرہد احوط حدیث انس سے مراد یہ ہے حسر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن فخذہ^۳ ابن رسلان فرماتے ہیں: ومعنی قوله 'انس' ای احسن اسناداً، ومعنی قوله 'احوط' اقرب الی التقوی، والجواب عن حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه محمول علی انه انکشف فخذہ بغیر اختیارہ وعلمہ وقصدہ، وانما انکشف من اسراع الدابة ونحوه، فلا یستلزم ذلك ان لا تكون الفخذ عورة (من البذل)^۴۔

۴۰۱۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرْتُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ صُمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَكْشِفُ فَخْذَكَ، وَلَا تَنْتَظِرُ إِلَى فَخْذِ خِيٍّ، وَلَا مَيْتٍ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ فِيهِ نَكَارَةٌ.

ترجمہ: حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اپنی ران کو برہنہ نہ کرو اور نہ کسی زندہ یا مردہ شخص کی ران کی طرف دیکھو۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کچھ نکارت ہے۔

سنن ابی داؤد - الحما (۴۰۱۵) سنن ابن ماجہ - ماجاء فی الجنائز (۱۴۶۰) مسند احمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۱/۴۶۱)

شرح الحدیث: نکارۃ کی بظاہر وجہ یہ ہے کہ اس کی سند میں حبیب اور عاصم کے درمیان انقطاع ہے، ان کا ان سے سماع ثابت

۱ جامع الترمذی - کتاب الأدب - باب ماجاء أن الفخذ عورة ۲۷۹۵

۲ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۴۰

۳ صحیح البخاری - کتاب الصلاة - باب ما یذکر فی الفخذ ۳۶۴

۴ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۴۰

نہیں اگرچہ رجال اسناد ثقہ ہیں، بذل میں ابن رسلان سے یہ جواب نقل کیا ہے: وقد زال الانقطاع بواسطۃ الحسن بن ذکوان کما قال ابو حاتم۔ او عمرو بن خالد کما ذکرہ البزار، وقد اخرج لهما البخاری فی الصحيح ولم یبق فیہ نکارۃ ولا قدح اھ^۱۔ والحديث اخرجہ ابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۲۔ باب ما جاء فی التعری

اتفاقی (بلا ارادہ) برہنہ ہونے کا بیان

۴۰۱۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنِ الْمُسَوِّبِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيلًا، فَبَيْنَا أَمْشِي نَسْقُطُ عَنِّي ثَوْبِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً».

ترجمہ حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ میں ایک بھاری پتھر اٹھا کر جا رہا تھا کہ (اتفاقی) میرا تہبند گر گیا یعنی نیچے کا کپڑا گر گیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم اپنا کپڑا اٹھا کر باندھ لو اور برہنہ ہو کر نہ چلو۔

صحیح مسلم - الحیض (۳۴۱) سنن ابی داؤد - الحمام (۴۰۱۶)

شرح الحدیث یہاں پر تعری سے مراد وہ برہنگی ہے جو بلا ارادہ ہو جیسا کہ حدیث الباب سے معلوم ہو رہا ہے جس کا مضمون یہ ہے: مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک بھاری پتھر اٹھا کر لیجا رہا تھا اتفاقاً میری لنگی کھل گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کپڑا درست کر خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً، والحديث اخرجہ مسلم قالہ المنذری۔

۴۰۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا أَبِي ح، وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، نَحْوَهُ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ «أَحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: «إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرِيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرِيَنَّهَا».

۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۴۱

۲ یہاں پر اختلاف نسخ ہے، شیخ عوامہ اس اختلاف کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ثقیلاً أمشي: هكذا في ص. ح. س. وبينهما ضبة في ح. وعلی حاشیة س: فبینا أنا، وهو كذلك في ك. ع. (کتاب السنن - ج ۴ ص ۳۸۴)

۳ اتیان عورت سے مراد ہے عورت کے ساتھ عورت کا معاملہ کرنا، وهو السوء حدیث کی شرح یہ ہے کہ سائل نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ بدن کا جو حصہ عرفاً و شعراً عورت کہلاتا ہے اور جس کا کشف موجب حیاء و عار سمجھا جاتا ہے کیا اس کا کچھ حصہ ایسا بھی ہے جس کا ترک ستر جائز ہو؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اپنی پوری عورت کا ستر کر ہر ایک سے سوائے اپنی بیوی اور مملوکہ باندی کے۔ معلوم ہوا کہ بدن کا جتنا حصہ حد عورت میں داخل ہے اس کا کوئی بھی حصہ حکم عورت یعنی ستر سے مستثنی نہیں ہے، بلکہ سبھی کا ستر ضروری ہے بجز ان دو کے جن کا استثناء حدیث میں مذکور ہے، (بیوی اور باندی)، مزید غور کے بعد حدیث شریف کی تشریح کی گئی، لہ الحمد والمنة۔

قَالَ: فُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: «اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ».

بہز بن حکیم اپنے والد اور دادا کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنی ستر میں سے کون سا حصہ پوشیدہ رکھیں اور کون سا حصہ ظاہر کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی ستر کو پوشیدہ رکھو سوائے اپنی بیوی اور کنیزوں کے (راوی) فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور جب بعضے لوگ ایک دوسرے کے (رشتہ دار یا ہم جنس کے) ساتھ ہوں (تو کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم سے ممکن ہو سکے کہ کوئی تمہارا ستر نہ دیکھے تو ہرگز کسی کو نہ دکھاؤ، فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ! اگر ہم میں کوئی شخص تنہا ہو (تو کیا کرے؟) ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے مقابلے میں زیادہ حق دار ہے کہ ان سے شرم و حیا کی جائے۔

جامع الترمذی - الأدب (۲۷۹۴) سنن أبي داود - الحمام (۴۰۱۷) سنن ابن ماجه - النکاح (۱۹۲۰)

شرح الحديث عورات جمع ہے عورت کی، بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے، جس کو ہماری زبان میں ستر کہتے ہیں تو ان صحابی نے آپ سے یہ سوال کیا کہ پورے ہی ستر کو چھپانا ضروری ہے یا بعض کو چھوڑ بھی سکتے ہیں، آپ نے فرمایا اپنے پورے ہی ستر کو چھپاؤ سب سے سوائے بیوی اور باندی کے۔ والحدیث اخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۴۰۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُدَيْلٍ، عَنِ الصَّخَالِيِّ بْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عُرْيَةِ^۱ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عُرْيَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي ثَوْبٍ».

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کا ستر دیکھے اور نہ ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں (یا لحاف میں) بغیر حائل کے لیٹے اور نہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں (برہنہ) لیٹے۔

جامع الترمذی - الأدب (۲۷۹۳) سنن أبي داود - الحمام (۴۰۱۸)

شرح الحديث کہ ایک مرد دوسرے مرد کا کھلا ستر نہ دیکھے اور اسی طرح عورت، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ پہلے جملہ میں نظر کا حکم مذکور تھا اور اس میں مس کا یعنی ایک کپڑے میں دو مرد برہنہ پاس پاس نہ لیٹیں جس سے بدن سے بدن مس ہوتا ہے، اور ایسے ہی دو عورتیں ایک کپڑا اوڑھ کر اس طرح نہ لیٹیں، اسلئے کہ جب ستر کو دیکھنا جائز نہیں تو اس کا مس بطریق اولیٰ ناجائز ہے اور یہ مس البدن بالبدن، اگر بدن کے اس حصہ سے ہے جو ستر میں داخل ہے تو مکروہ تحریمی ہے، اور اگر

اس حصہ میں ہے جو غیر ستر ہے تو مکروہ تنزیہی ہے، عدم خوف فتنہ کی صورت میں ورنہ دونوں میں مکروہ تحریمی ہے (بذل^۱)
ابواب المساجد کے اخیر میں مَزُوا أَوْلَادُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ میں گزر چکا ہے وَفَرَّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ اسکی شرح
بھی دیکھ لی جائے مقام کے مناسب ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۱۹-۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، ح وَحَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ، مِنَ الطُّفَاوَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا
يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ، وَلَا امْرَأَةٌ إِلَى امْرَأَةٍ، إِلَّا وَلَدًا أَوْ دَلًا» قَالَ: وَذَكَرَ الْقَائِلَةُ فَتَنَسِيئُهَا.

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص برہنہ حالت میں دوسرے
مرد کے ساتھ نہ لیٹے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے۔ راوی فرماتے ہیں کہ نبی
اکرم ﷺ نے ایک تیسرا (استثناء) بھی ذکر فرمایا تھا جو میں بھول گیا۔

شرح الحدیث اوپر والی حدیث کی شرح دیکھئے، اور بعض نسخ میں اس سے پہلے ہے۔

آخر کتاب الحمام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب اللباس

پوشاک کا بیان

۴۰۲۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ إِنَّمَا قَمِيصًا، أَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَشَأْلَكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ» قَالَ أَبُو نَضْرَةَ: "فَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبَسَ أَحَدُهُمْ ثَوْبًا جَدِيدًا قِيلَ لَهُ: ثُبِّلِي وَيُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى".

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب کوئی نئی پوشاک استعمال فرماتے تو اس کا نام لیتے مثلاً قمیص یا عمامہ پھر اس کا نام لیکر یہ دعا فرماتے: اے اللہ! آپ کی تعریف ہے آپ ہی نے یہ کپڑا مجھے پہنایا میں آپ سے اس کپڑے کی بھلائی کا طلبگار ہوں اور کپڑا جس مقصد کے لئے بنایا گیا اس میں بھی بھلائی کا طلبگار ہوں (یعنی یہ کپڑا اللہ کی طاعات اور عبادت کرنے میں استعمال ہو) اور اے اللہ! میں اس کپڑے کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور یہ کپڑا جس مقصد کے لئے بنایا اس کی برائی سے آپ کی پناہ پکڑتا ہوں (یعنی کپڑے پہن کر فخر و تکبر کر کے اللہ کے نافرمان بننے سے پناہ مانگتا ہوں)۔ ابو نضرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابہؓ میں سے جب کوئی نیا کپڑا استعمال کرتا تو اس کو لوگ یوں دعا دیتے کہ اللہ کرے تم اس کپڑے کو پہن کر پرانا کر دو اور اللہ پاک اس کپڑے کے بدلے دوسرے اس سے اچھے کپڑے تمہیں عطا فرمائیں۔

۴۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ لَحْوَ.

ترجمہ: مسدد استاد نے بھی اسی طرح اپنی سند سے حضرت ابو سعیدؓ کی حدیث نقل کی ہے۔

شرح الأحادیث: یعنی جب آپ ﷺ ثوب جدید زیب تن فرماتے تو قمیص یا عمامہ جو بھی کچھ ہو اس کا نام لیکر یہ دعا پڑھا کرتے تھے، اور ابو نضرہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا آپس میں یہ معمول تھا کہ جب ان میں سے کوئی نیا کپڑا پہنتا تو اس کو یہ دعا دی جاتی: ثُبِّلِي وَيُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى اللہ کرے تو اس کپڑے کو پہن کر پرانا کرے اور پھر اس کے عوض اللہ تعالیٰ دوسرا عطا کرے۔

اخرجه الترمذی والنسائی المسند منه، قاله المنذرى۔

۴۰۲۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا سَعِيدٍ، وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: عَنْ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَالثَّقَفِيُّ سَمَاعُهُمَا وَاحِدٌ».

مسلم بن ابراہیم نے بھی اسی طرح اس حدیث کے ہم معنی حدیث نقل کی ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں عبد الوہاب ثقفی نے اس حدیث میں ابو سعید کا ذکر نہیں کیا اسی طرح حماد بن سلمہ نے عن الجریر عن ابی العلاء عن النبی ﷺ مرسل حدیث نقل کی ہے۔

جامع الترمذی - اللباس (۱۷۶۷) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۲۰)

۴۰۲۳ - حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْقُرَجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ، عُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ» قَالَ: وَمَنْ لَيْسَ ثَوْبًا فَقَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي، وَلَا قُوَّةَ عُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ».

سہل بن معاذ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَلْخَسَ إِلَيَّ الشَّيْءَ، وَاللَّهُ يَكْفِيكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ۔ اس دعا کے پڑھنے سے اللہ پاک اس شخص کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں اور یہ بھی ارشاد فرمایا: جو شخص کپڑے پہن کر یہ دعا کرے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ، وَاللَّهُ يَكْفِيكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ۔ اس دعا کے پڑھنے سے اللہ پاک اس کے بھی اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیں گے۔

سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۲۳) سنن الدارمی - الاستئذان (۲۶۹۰)

یہ دودعا میں جو مذکور ہیں جن میں سے ایک کھانے کے بعد کی ہے اور دوسری کپڑا پہننے کے وقت کی، ان دونوں کے بارے میں آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے یہ بات تو مشہور ہے کہ اس نوع کی روایات میں گناہوں سے مراد صغائر ہیں یہاں بھی یہی کہا جائے گا دوسری بات یہاں پر بذل میں یہ لکھی ہے کہ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ^۱ میں بھی ہے مگر ان میں وَمَا تَأَخَّرَ کا لفظ نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ گزشتہ گناہوں کی معافی کا تو وعدہ ہے آئندہ کے بارے میں نہیں اور دوسری بات یہ لکھی ہے کہ اگر مان لیا جائے وَمَا تَأَخَّرَ کی زیادتی کو

تو پھر اس کا مطلب کیا ہے اس میں ایک قول تو یہ ہے کہ وہ گناہ باوجود وقوع کے معاف کر دیئے جائیں گے دوسرا مطلب یہ کہ وہ آئندہ گناہوں سے محفوظ ہو جائے گا کہ آئندہ اس سے گناہ کا وقوع ہی نہ ہوگا، یہ دونوں احتمال شراح نے اہل بدر کے بارے میں جو حدیث میں آیا ہے اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ^۱ وہاں پر لکھے ہیں لہذا یہاں بھی یہی دونوں احتمال ہو سکتے ہیں۔ (بذل توضیح^۲)۔

حدیث میں نواب عظیم: اس حدیث سے جس میں گناہوں سے اتنی زبردست معافی کی بشارت ہے ایک نہایت مختصر سے عمل پر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا امت محمدیہ پر بے کراں ہونا معلوم ہو رہا ہے اس میں حضور ﷺ ہی کی شان محبوبیت کو دخل ہوگا جس کی امت کو قدر دانی کرنی اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ الموفق۔

۱۔ بَابُ فِيمَا يُدْنَى لِمَنْ لَيْسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

۴۸۸ نئے کپڑے پہننے والے کو کیا دعا دی جائے؟

۴۰۲۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْجَرَّاحِ الْأَدَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِكِسْوَةٍ فِيهَا حَبِصَةٌ صَغِيرَةٌ فَقَالَ: «مَنْ تَرَوْنَ أَحَقَّ بِهَذِهِ؟» فَسَكَتَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: «إِنِّي بِأُمِّ خَالِدٍ» فَأُتِيَ بِهَا، فَأَلْبَسَهَا إِيَّاهَا، ثُمَّ قَالَ: «أَبْلِي وَأَخْلَقِي» مَرَّتَيْنِ، وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عِلْمٍ فِي الْحَبِصَةِ أَحْمَرَ أَوْ أَصْفَرَ وَيَقُولُ «سَنَاءَ سَنَاءَ يَا أُمَّ خَالِدٍ» وَسَنَاءَ فِي كَلَامِ الْحَبِصَةِ الْحَسَنُ.

ترجمہ: ام خالد کہتی ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے جس میں ایک چھوٹی اوڑھنی بھی تھی حضور ﷺ نے (صحابہ سے) دریافت فرمایا کہ تمہارے خیال میں اس اوڑھنی (دوپٹے) کی زیادہ حقدار کون ہے؟ پھر خود ہی فرمایا ام خالد کو بلاؤ پس ان کو حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آپ ﷺ نے ان کو یہ اوڑھنی اوڑھائی۔ پھر دعا دی کہ اسکو پہن پہن کر پرانا کرو، دو مرتبہ یہ دعا دی۔ راوی کہتا ہے کہ اس دوپٹے میں کچھ نقش و نگار سرخ رنگ کے اور کچھ نیل بوئے زرد رنگ کے بنے ہوئے تھے تو آپ ﷺ اسکو دیکھ کر بچی سے کہتے اچھے نقش و نگار ہیں اے ام خالد! راوی کہتا ہے آپ نے سَنَاءَ فرمایا جو حبشیوں کی زبان میں بمعنی خوبصورت کے استعمال ہوتا ہے۔

تخریج: صحیح البخاری - الجہاد والسیّد (۲۹۰۶) صحیح البخاری - المناقب (۳۶۶) صحیح البخاری - اللباس (۵۴۸۵) صحیح البخاری - الأدب (۵۶۴۷) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۲۴) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۳۶۵/۶)

شرح الحدیث: پہلے باب میں وہ دعائیں مذکور تھیں جو خود کپڑا پہننے والے کو پڑھنی چاہئے اور اس باب میں وہ دعا جو دوسرے

۱ سنن ابی داؤد - کتاب الجہاد - باب فی حکم الجاسوس إذا کان مسلماً ۲۶۵۰

۲ بذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۵۰

کے لئے پڑھی جائے جب وہ نیا کپڑا پہنے جس کا ذکر پہلے میں بھی آچکا تھیں **وَيُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى** اور حدیث الباب کا مضمون یہ ہے کہ آپ کے پاس ایک مرتبہ کہیں سے بہت سے کپڑے آئے جن میں ایک اوڑھنی بھی تھی آپ اسکو دیکھ کر فرمانے لگے کہ اس کی زیادہ مستحق کون ہے پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ ام خالد کو بلا کر لاؤ، اس کو لایا گیا آپ نے وہ اس کو اڑھادی اور یہ دعاء دی **أَبْلِي وَأَخْلَقِي** اس کو آپ نے دو مرتبہ پڑھا اس اوڑھنی میں کچھ پھول اور نقش و نگار بھی تھے سرخ اور زرد رنگ تو آپ ان کو دیکھ کر اس بچی کو سنا کر فرمانے لگے **سَنَاءَ سَنَاءَ يَا أُمَّ خَالِدٍ** ^۱ یعنی اے ام خالد دیکھ یہ پھول کیسے اچھے ہیں آگے راوی کہتا ہے کہ ”سَنَاءَ“ کے معنی لغت حبشہ میں حَسَن کے ہیں۔

آپ ﷺ کا بعض عجمی الفاظ کا تکلم کرنا: اس حدیث سے حضور ﷺ کا تکلم بلسان العجم فی بعض الاوقات ثابت ہوا، حضرت امام بخاریؒ نے تو اس موضوع پر کتاب الجہاد میں مستقل باب قائم کیا باب من تکلم بالفارسیة والرطانة اور پھر احادیث الباب سے اس قسم کے تین لفظ ثابت کئے ایک لفظ **سُور** اور دوسرا لفظ **سَنَاءَ سَنَاءَ** اور تیسرا لفظ **کِخْ کِخْ** ^۲ اور حضرت شیخ نے الابواب والتراجم ج ۴ ص ۱۲۶ میں اس سلسلہ کے بعض دوسرے الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں جیسے ابن ماجہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا تھا: **اشکمت دردا** ^۳ جس پر انہوں نے فرمایا: نعم اور ابن ماجہ کے حاشیہ میں ہے کہ صاحب قاموس نے باب تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالفارسیة (کتاب سفر السعادة میں) میں لکھا ہے کہ العنب دودو والتمریک اور ایسے ہی یا سلمان شکمت دردا یہ ثابت نہیں، حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ بعض فارسی الفاظ ابو الیث سمرقندی کی بستان العارفين میں بھی ذکر کئے ہیں، اور مقاصد حسنہ میں العنب دودو، والتمریک ^۴ کے بارے میں یہ ہے کہ یہ حدیث مشہور بین الأعاجم، ولا أصل له، والحديث أخرجه البخاری، قاله المنذری۔

۲۔ باب مَا جَاءَ فِي الْقَمِيصِ

قمیص پہننے کا بیان

۴۰۲۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْقَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ الْحَنْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: «كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصِ».

۱ اس میں چار لغت ہیں، سَنَاءَ سَنَاءَ، سَنَاءَ سَنَاءَ، سَنَاءَ سَنَاءَ (بذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۵۰-۳۵۱)

۲ صحیح البخاری - کتاب الجہاد - باب من تکلم بالفارسیة والرطانة ۲۹۰۵-۲۹۰۷

۳ سنن ابن ماجہ - کتاب الطب - باب الصلاة شفاء ۳۴۵۸

۴ المقاصد الحسنة حرف العين الهملة ۷۱۸ - ص ۲۹۲

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو کپڑوں میں سب سے زیادہ قمیص پسند تھی۔

جامع الترمذی - اللباس (۱۷۶۲) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۲۵) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۷۵)

شرح الحدیث: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ: کہ آپ ﷺ کو کپڑوں میں قمیص زیادہ پسند تھا۔

قمیص کے زیادہ پسند ہونے کی وجہ: زیادہ پسند ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس کے اندر اعضاء اور بدن کا ستر زیادہ ہے بہ نسبت اس کے مقابل کے یعنی ازار اور رداء، نیز اس وجہ سے بھی کہ اس کے پہننے میں سہولت اور آرام زیادہ ہے اس لئے کہ ازار کو باندھنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور چادر میں امساک کی یعنی اس کو سنبھالنا پڑتا ہے بخلاف قمیص کے اور نیز اس وجہ سے بھی کہ وہ قطن کا بنا ہوا ہوتا ہے، چنانچہ قاموس میں ہے: وَلَا يَكُونُ إِلَّا مِنَ الْقُطْنِ، وَأَمَّا الصُّوْثُ فَلَا، بخلاف چادر کے کہ وہ ادنیٰ اور سوتی سب طرح کی ہوتی ہے^۱۔ و الحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، قاله الترمذی۔

۴۰۲۶ - حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي دُوَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُهْمِلَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: «لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَمِيصٍ».

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی کپڑا قمیص سے زیادہ پسند نہ تھا۔

جامع الترمذی - اللباس (۱۷۶۲) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۲۶) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۷۵)

۴۰۲۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ، قَالَتْ: «كَانَتْ يَدُ كُمٍ قَمِيصٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ».

ترجمہ: اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ حضور ﷺ کی قمیص کی آستین گلوں تک تھی۔

جامع الترمذی - اللباس (۱۷۶۵) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۲۷)

آستین کہاں تک ہونی چاہیے: یعنی آپ ﷺ کے قمیص کی آستین پہنچے تک تھی، اور

ترمذی کی روایت کے لفظ یہ ہیں كَانَ كُمُ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ، یہ زیادہ واضح ہے بہ نسبت ابو داؤد کے لفظ کے ”ید کم قمیص“ اس میں ”ید“ کی اضافت ”کم“ کی طرف محتاج تاویل ہے بایں طور کہ کہا جائے کہ اضافت بیانہ ہے اور سیوطی ”مرفاة الصعود“ میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس قمیص کا بیان ہے جس کو آپ سفر میں پہنتے تھے، اور وہ قمیص جس کو آپ حضر میں پہنتے تھے اس کی آستین اصابع تک ہوتی تھی کما فی حدیث رواہ البیہقی فی شعب الایمان: اور حضرت نے بذل میں اس کو نقل کرنے کے بعد یہ فرمایا ہے کہ ممکن ہے یوں کہا جائے کہ حدیث الباب اولویت پر محمول ہے اور حدیث

بیہقی بیان جواز پر^۱، لیکن آگے شامی سے اس کے خلاف آرہا ہے اور عون المعبود میں علامہ جزری سے نقل کیا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ قمیص کی آستین رخ سے متجاوز نہ ہو اور غیر قمیص یعنی جبہ وغیرہ اس کے بارے میں علماء یہ فرماتے ہیں: السنة فيه أن لا يتجاوز مؤدس الأصابع، اسکے بعد صاحب تحفہ نے ان روایات مختلفہ میں مختلف وجوہ جمع ذکر کی ہیں^۲، وفی هامش البذل وبسط اختلاف الروایات فی ذلك القامی فی شرح عون الشماثل، و ذکر الشامی (ج ۵ ص ۲۴۷) فی کتاب اللباس سنیة الکمین إلى الأصابع فتأمل^۳۔ والحديث أخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذری۔

۳۔ باب ما جاء فی الأقبیة

۸۸۔ جبوں (عبائیں) کے پہننے کا بیان ۸۸

اَقْبِيَّةُ جمع ہے قبا کی اس میں دو لغت ہیں قباء (بالماء) اور قبا (بالقصر) یعنی چوغہ۔

۴۰۲۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَيزيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ مَوْهَبٍ الْمُعَنَّى، أَنَّ اللَّيْثَ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْبٍ، أَنَّ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بَنِيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّا نَطْلُقُ مَعَهُ، قَالَ: ادْخُلْ فَاذْعُ لِي، قَالَ: فَذَعَوْتُهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فَقَالَ: «خَبَأْتُ هَذَا لَكَ» قَالَ: فَنَظَرُ إِلَيْهِ، زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ: مَخْرَمَةُ، ثُمَّ اتَّفَقَا، قَالَ: رَضِيَ مَخْرَمَةُ قَالَ: قُتَيْبَةُ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، لَمْ يُسَمِّهِ.

۸۸۔ مسو بن مخرمہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بہت سے جبے (عبائیں) تقسیم فرمائیں اور میرے والد مخرمہ کو کچھ عطانہ فرمایا مخرمہ نے کہا: اے بیٹے! مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلو تو میں اپنے والد کے ساتھ گیا پھر والد صاحب نے مجھ سے کہا گھر کے اندر جاؤ حضور ﷺ کو بلا کر لاؤ۔ مسو کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو بلایا آپ ﷺ میرے والد مخرمہ سے ملاقات کیلئے باہر تشریف لائے آپ ﷺ ایک چوغہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے لئے یہ چوغہ چھپا کر رکھا تھا پھر میرے والد مخرمہ نے وہ چوغہ دیکھا (یعنی اسکو چھو کر اندازہ کیا کہ کتنا اچھا ہے) قتیبہ اور ابن وہب دونوں استاد متفق ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مخرمہ! اب تو خوش ہو گئے۔ قتیبہ نے عن ابن ابی ملیکہ ذکر کیا اور ان کا نام ذکر نہ کیا (اسکے برعکس یزید بن خالد نے ابی ملیکہ کا نام عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ذکر کیا ہے)۔

۱۔ بذل المعهود فی حل ابی داؤد۔ ج ۱۶ ص ۳۵۳

۲۔ تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی۔ ج ۵ ص ۴۵۹۔ ۴۶۰

۳۔ بذل المعهود فی حل ابی داؤد۔ ج ۱۶ ص ۳۵۳

شرح صحیح البخاری - الہبة وفضلها والتحریر علیہا (۲۴۵۹) صحیح البخاری - الشهادات (۲۵۱۴) صحیح البخاری - فرض الخمس (۲۹۵۹) صحیح البخاری - اللباس (۵۴۶۴) صحیح البخاری - الأدب (۵۷۸۱) صحیح مسلم - الزکاة (۱۰۵۸) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۱۸) سنن النسائی - الزینة (۵۳۲۴) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۲۸)

شرح الحدیث: مسور بن خرمہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور اقدس ﷺ نے چوغے تقسیم فرمائے جس میں میرے والد خرمہ رہ گئے ان کو نہ مل سکا، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لیکر چلو، (بذل میں لکھا ہے کہ وہ ناپینا ہو گئے تھے) مسور کہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ گیا دروازہ پر پہنچ کر انہوں نے مجھ سے فرمایا (کیونکہ یہ کم عمر تھے) کہ تو اندر جا کر حضور ﷺ کو بلا کر لا، مسور کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کو بلا کر لایا تو آپ ﷺ اپنے ساتھ ایک قبائیکر باہر تشریف لائے، اور میرے والد سے فرمایا یَا خَبَاتُ هَذَا الْکُفَّہِ کہ یہ میں نے تیرے لئے چھپا کر رکھا تھا، خرمہ نے جب اس کو ہاتھ میں لیکر چھو تو آپ نے فرمایا: رَضِیَ تَحَرُّمًا کہ خوش ہو گئے یا نہیں، ممکن ہے یہ استفہام ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ خبر ہو۔ یا یہ قول خرمہ کا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ اب تو میں خوش ہو گیا۔

یہ روایت بخاری میں ذرا تفصیل سے ہے اور مختلف الفاظ سے متعدد جگہ ابواب الخمس میں اس طرح ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُھْدِیَتْ لَہٗ اَقْبِیَّةٌ مِّنْ دِیْبَاجٍ مَّزَّزَتْہُ بِالدَّھَبِ فَفَقَسَمَہَا فِی ثَآلِثِ مِنْ اَصْحَابِہٖ ①۔

اور پھر آگے وہی ہے جو یہاں ابوداؤد کی روایت میں ہے، اور اس کے آخر میں ہے وَكَانَ فِی خُلُقِہٖ شِدَّةٌ، راوی نے جو آخری بات ان کے بارے میں کہی، مزاج کی تیزی، یہ اشارہ ہے اسی طرف کہ ان کا اپنے حق اور حصہ کو وصول کرنے کیلئے عجلت کرنا اور اپنے چھوٹے بچہ کو ساتھ لیکر حضور ﷺ کے دولت کدہ پر جانا، یعنی اس کا منشاء یہ تھا، ایسے ہی اُسد الغابۃ میں ان کے ترجمہ میں لکھا ہے وَكَانَ فِی لِسَانِہٖ فِظَاطَةٌ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَّقِی لِسَانَہٗ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسور بن خرمہ صحابی ابن الصحابی ہیں، اور مسور صغار صحابہ میں سے ہیں جیسے محمود بن الربیع، سائب بن یزید وغیرہم، والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قالہ المنذری۔

۴۔ بَابٌ فِی لُبْسِ الشُّہْرَةِ

دکھاوے کیلئے کپڑا پہننے کا بیان ۵۵

۲۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیْسَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیْسَى، عَنْ شَرِیْکٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي

① یہ کسی اور شارح نے نہیں لکھا باہر حضرت نے یہ یا بنی اطلاق بنائے مستنبط فرمایا کہ ہمیں لے چلو، البتہ ان کے ترجمہ میں یہ ملتا ہے ”وَعَمِلَ فِی آخِرِ عَمْرَہٗ“ اور ان کا آخر عمر بہت مدت کے بعد ہوا اس لئے کہ ان کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی۔

② صحیح البخاری - کتاب الخمس - باب قسمة الإمام ما یقدم علیہ ویعفا لمن لم یحضرہ أو غاب عنہ ۲۹۵۹

③ اُسد الغابۃ فی معرفة الصحابة - ج ۵ ص ۱۲۰ (دار الکتب العلمیۃ بیروت)

رُزْعَةَ، عَنِ الْمُهَاجِرِ الشَّامِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، - قَالَ فِي حَدِيثِ شَرِيكَ: يَرْفَعُهُ - قَالَ: «مَنْ لَبَسَ ثُوبَ شَهْرَةِ أَلْبَسَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُوبًا مِثْلَهُ» زَادَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ «لَمْ تُلْهَبْ فِيهِ النَّاسُ».

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے محمد بن عیسیٰ مصنف کے استاد کہتے ہیں کہ شریک کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ ابن عمرؓ مرفوعاً نقل کر رہے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی نام و نمود کیلئے کپڑے پہنتا ہے روز قیامت اللہ پاک اس کو اسی طرح کا جوڑا پہنائیں گے ابو عوانہ کی روایت میں محمد بن عیسیٰ نے یہ اضافہ کیا پھر اس کپڑے میں آگ لگادی جائے گی۔

۴۰۳۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: ثُوبٌ مَذْلُوقٌ

ترجمہ: مسدد ابو عوانہ سے نقل کرتے ہیں (کہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ پاک روز قیامت اس نام و نمود والے شخص کو) ذلت والے کپڑے پہنائیں گے۔

تخریج: سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۲۹) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۰۶) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۰۷) مسند احمد - مسند المکرمین من الصحابة (۹۲/۲) **شرح الأحادیث:** یعنی جو شخص شہرت کے لئے کپڑا پہنے یا تو عمدہ بطور تفاخر کے یا بہت سادہ اظہار زہد کے لئے، تو اللہ تعالیٰ اس کو بروز قیامت ایسا ہی کپڑا پہنائیں گے، اور پھر اس کپڑے میں آگ لگادی جائے گی، ہوالحدیث اخرجه النسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۴۰۳۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتٍ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي مُزَيْبٍ الْجُرَشِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» **ترجمہ:** ابن عمرؓ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جو کسی اچھی یا بری جماعت کی مشابہت اختیار کر لے گا تو اس کا شمار بھی اس ہی میں سے ہو گا۔

شرح الحدیث: یعنی جو شخص جس قسم کے لوگوں کی مشابہت اختیار کرے گا لباس وغیرہ امور میں خواہ وہ جن کی مشابہت اختیار کر رہا ہے کفار و فاسق میں سے ہوں، یا صلحاء اور ابرار میں سے ہوں، پس اس شخص کا شمار ان ہی میں ہو گا باعتبار اثم اور خیر دونوں کے، یعنی عند اللہ تعالیٰ۔

اس سے معلوم ہوا کہ صلحاء کے لباس اختیار کرنے میں بھی فائدہ اور خیر ہے بشرطیکہ اتباع کی نیت سے ہو، شہرت اور لوگوں کو دھوکہ میں رکھنا مقصود نہ ہو، جیسا کہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے مقابلہ میں جو ساحر آئے تھے وہ اسی جیسے لباس میں آئے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا، تو اس مشابہت ہی کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت^۱

۱ اسکے بارے میں ایک اور نکتہ بھی لکھتے ہیں وہ یہ کہ وہ ساحر چونکہ اپنے فن کے ماہر تھے وہ سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے وہ سحر کے قبیل سے نہیں ہے اسلئے کہ اس میں قلب ماییت ہو گیا تھا اور ساحر کے سحر سے قلب ماییت نہیں ہوتا بلکہ صرف ظاہری صورت بدلتی ہے۔ واللہ بھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

سے نوازدیا تھا۔

لباس کے اختیار کرنے میں ضابطہ: لباس کیسا پہننا چاہئے اس کا قاعدہ ہم نے اپنے بعض اساتذہ سے یہ سنا ہے کہ جس لباس کی مدح یا مذمت حدیث شریف میں منصوص ہے اس میں تو اس کا اعتبار ہو گا اسکے علاوہ میں یہ ہے کہ جس زمانہ کے صلحاء کا جو لباس ہو اس کو اختیار کرنا چاہئے، وذلك لانه قال الله تعالى وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ^۱۔

۵۔ بَابُ فِي لُبْسِ الصُّوفِ وَالشَّعْرِ

اولی کپڑے اور صوفی کپڑے پہننے کا بیان

صوف یعنی اون اور بھیڑ وغیرہ کے بال، اور شعر بکری وغیرہ کے بال۔

۴۰۳۲ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، وَحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مَرْخُلٌ مِنْ شَعْرِ أَسْوَدَ»، وَقَالَ حُسَيْنٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے آپ ﷺ ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس میں کجاوے کے مانند نقش و نگار تھے۔ (مصباح اللغات ص ۲۸۴)۔ اور یہ چادر سیاہ بالوں سے بنی ہوئی تھی۔ مصنف کے استاد حسین بن علی اس روایت میں ابن ابی زائدہ کے بجائے یحییٰ بن زکریا راوی کو ذکر کرتے ہیں۔

شرح صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۸۱) صحیح مسلم - فضائل الصحابة (۲۴۲۴) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۱۳) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۳۲) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۱۶۲/۶)

شرح الحدیث: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز آپ ﷺ گھر سے نکلے جب کہ آپ ﷺ ایسی چادر میں ملبوس تھے جس میں رحال اہل کی تصاویر تھیں اور وہ چادر سیاہ بالوں کی تھی، یعنی سیاہ کبیل۔

اور اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ یہ تصاویر غیر ذی روح کی تھیں اس حدیث سے آپ ﷺ کے سیاہ کبیل اوڑھنے کا ثبوت ہوا، ویسے آپ ﷺ سے دوسرے الوان کے کپڑے پہننا بھی ثابت ہے جیسا کہ آگے روایات میں آرہا ہے سیاہ کبیل کی کوئی تخصیص نہیں ہے لیکن عوام میں اس لفظ کی شہرت ہے آپ کے بارے میں ”کالی کملی والے“ سو ہو سکتا ہے اس کا کوئی خاص سبب ہو اور کسی خاص وقت میں آپ سیاہ کبیل میں ہوں سوچنے سے میرا ذہن اس واقعہ کی طرف گیا جس کو آیت مباہلہ کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے، یعنی یہ آیت قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ

تَبْتَهِّلُ فَتَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَذِبَيْنِ ①۔

آپ ﷺ کے ارادہ مباہلہ پر ایک پادری کا تاثر: ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي» ② اس آیت پر آپ نے نصاریٰ نجران کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ فرمایا اور آپ ﷺ اپنے گھر سے نکلے جب کہ آپ کے اوپر سیاہ کبیل تھا وَعَلَيْهِ مِزْطٌ مُزَخَّلٌ مِنْ شَعْرِ أَسْوَدٍ اور اس وقت آپ ﷺ نے حضرت حسینؑ کو اپنی گود میں لیا اور حضرت حسنؑ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کے پیچھے حضرت فاطمہؑ تھیں اور ان کے پیچھے حضرت علیؑ، نجران کے ایک پادری نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے اپنے لوگوں سے خطاب کر کے کہا: إني لأرى وجوها لو سألو الله أن يزيل جلالاً من مكانه لأزاله بها، فلا تباهلوا فتهلكوا ولا يبق على وجه الأرض نصراني إلى يوم القيامة ③ یعنی میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کسی پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹانے کیلئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور ہٹا دیں گے، لہذا تم اس نبی کے ساتھ مباہلہ نہ کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر قیامت تک کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا، چنانچہ اس کے بعد ان لوگوں کی رائے مباہلہ کی نہ رہی یہ مفصل واقعہ ہے آگے تک تو اس خاص موقع پر آپ ﷺ کالی کالی میں تھے۔ والحديث أخرجه مسلم والترمذي، قاله المنذري۔

٤٠٣٢ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ عَقِيلِ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ لُقْمَانَ بْنِ غَامِرٍ، عَنْ عُثْبَةَ بْنِ عَبْدِ السَّلَمِيِّ، قَالَ: «اسْتَكْسَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَسَانِي خَيْشَتَيْنِ» فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَكْسَى أَصْحَابِي.

ترجمہ: عتبہ بن عبد السلمی کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے پوشاک طلب کی تو آپ ﷺ نے مجھے گھٹیا کتان کے دو کپڑے عطا فرمائے (باوجود گھٹیا ہونے کے چونکہ فقر و فاقہ کا عالم تھا) میں ان کپڑوں کو پہن کر اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں میں خوش پوشاک محسوس کرتا تھا۔

سنن أبي داود - اللباس (٤٠٣٢) سنن أبي داود - اللباس (٤٠٣٢)

شرح الحدیث: عتبہ بن عبد سلمیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے پہننے کے لئے کپڑا طلب کیا تو آپ نے مجھے معمولی کتان کے دو کپڑے پہنا دیئے تو ان کو پہننے کے بعد میں اپنے آپ کو دیکھتا تھا کہ میں اپنے ساتھیوں میں سب سے اچھے

① تو تو کہہ دے آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر التجاء کریں ہم سب اور لعنت کریں اللہ کی ان پر کہ جو جھوٹے ہیں۔ (سورۃ آل عمران ۶۱)

② جامع الترمذی - کتاب تفسیر القرآن - باب ومن سورۃ آل عمران ۲۹۹۹

③ التفسیر الکبیر للرازی - ج ۸ ص ۸۵ (طبع بالمطبعة البهية المصرية ۱۳۵۷ھ)

لباس والا ہوں کیونکہ اوروں کے پاس ایسے بھی نہ تھے اس سے اس زمانہ کی ناداری اور احتیاج کی حالت کی طرف اشارہ ہے۔

۴۰۳۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ لِي أَبِي يَابُجَيْ «لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَصَابَتْنا السَّمَاءُ، حَسِبْتُ أَنْ رِيحَنَا رِيحَ الظَّأْنِ».

ترجمہ: حضرت ابو بردہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ میرے بیٹے! اگر تم ہم کو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں دیکھتے اور بارش ہوئی ہو تو تم یہ سمجھتے (خیال کر سکتے) کہ ہم لوگوں میں سے بکریوں اور بھیڑوں کی بو آرہی ہے۔

تخریج: جامع الترمذی - صفة القيامة والرقائق والبرع (۲۴۷۹) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۳۳) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۶۲) مسند احمد - اول مسند الکوفیین (۴۰۷/۴)

شرح الحدیث: حَسِبْتُ أَنْ رِيحَنَا رِيحَ الظَّأْنِ: حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اگر تو ہم کو حضور ﷺ کے زمانہ میں دیکھتا کہ جب ہمارے کپڑے بارش میں تر ہو جاتے تھے (تو اس وقت میں ہمارے کپڑوں میں سے جو بو آتی تھی) تو اس کو بھیڑ کی بو سمجھتا۔

بھیڑ کی اون تو بہت عمدہ ہو سکتی ہے اگر اس کو آج کل کی طرح مشینوں سے تیار کی جائے چنانچہ پشمینہ جو خاص قسم کی اون ہوتی ہے اس کی چادر کئی کئی ہزار میں آتی ہے مگر اس زمانہ میں اون بہت گھٹیا اور معمولی درجہ کی ہوتی تھی، لوگ خود ہی اپنے گھروں میں اس کو دھو کر اس کا کپڑا بن لیتے تھے۔ والحدیث اخرجه الترمذی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۴۰۳۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَادَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ مَلِكَ ذِي يَزَنَ «أَهْدَى إِلَي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً أَخَذَهَا بِثَلَاثَةِ وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا، أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا».

ترجمہ: انس بن مالک کہتے ہیں ذی یزن بادشاہ نے حضور ﷺ کو ایک جوڑا ہدیہ کیا جو اس نے ۳۳ اونٹ اور ۳۳ اونٹنیاں دے کر خرید اٹھا تو حضور ﷺ نے (اتنا منگاہیہ بھی) قبول فرمایا۔

تخریج: سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۳۴) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۲۲۱/۳) سنن الدارمی - السیر (۲۴۹۴)

شرح الحدیث: آپ کا غیر مسلموں کا ہدیہ قبول فرمانا: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ حمیر کا بادشاہ جس کا نام ذی یزن تھا اس نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک جوڑا ہدیہ بھیجا جس کو اس نے تینتیس ۳۳ اونٹ یا اونٹنیوں کے بدلہ میں خرید اٹھا تو آپ نے اس کو قبول فرمایا تھا اور اس کے بعد والی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بھی ایک جوڑا ہمیں سے زائد اونٹنیوں کے بدلہ میں خرید کر ذی یزن کے پاس ہدیہ بھیجا۔

کتاب الخراج کے اواخر میں ایک باب گزرا ہے باب فی الامامہ یقبل ہدایا المشرکین جس کے آخر میں ایک حدیث یہ گزری

ہے، مُبِیْثٌ عَنْ زَيْدِ الْمُشَرِّكِينَ وَهَذَا عَلَى سَنَنِ أَبِي دَاوُدَ (۴۰۳۵)۔
 شت۔

۴۰۳۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اشْتَرَى حُلَّةً بِيضَةً وَعَشْرِينَ قَلُوصًا، فَأَهْدَاهَا إِلَى ذِي يَزَنَ»۔

ترجمہ: اسحاق بن عبد اللہ بن حارث فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جوڑا بیس سے کچھ زیادہ اونٹنیوں کے بدلے میں خرید اپھر وہ ذی یزن بادشاہ کو ہدیہ بھیج دیا۔

۶۔ باب لباس الغلیظ

۴۰۳۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ الْمُعَنَّى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزْرًا غَلِيظًا يَتَايَضَعُ بِالْيَمَنِ وَكَسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَبِّغُونَهَا الْمَلَبَدَةَ فَأَقْسَمَتْ بِاللَّهِ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ»۔

ترجمہ: ابو بردہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ ہمارے سامنے یمن کا تیار شدہ موٹا سا تہبند اور لمبہ نامی ایک چادر لیکر آئیں اور اللہ کی قسم کھا کر فرمانے لگیں کہ ان دو کپڑوں میں رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا۔

ترجمہ: صحیح البخاری - فرض الخمس (۲۹۴۱) صحیح البخاری - اللباس (۵۴۸۰) صحیح مسلم - اللباس والزینہ (۲۰۸۰) جامع

الترمذی - اللباس (۱۷۳۳) سنن ابی داود - اللباس (۴۰۳۶) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۵۱) مسند احمد - باقی مسند الأنصار (۳۲/۶)

شرح الحدیث: حضرت ابو بردہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت عائشہؓ کے یہاں گیا (تو ممکن ہے انہوں نے حضور ﷺ کے کسی ملبوس کی زیارت کی خواہش کی ہو) تو وہ ہمارے دکھانے کو ایک موٹی سی لنگی جس قسم کی یمن میں بنی جاتی ہے وہ نکال کر لائیں اور ایک چادر جس کو لوگ لمبہ کہتے ہیں، اور پھر وہ قسم کھا کر فرمانے لگیں کہ حضور ﷺ کی وفات ان دو کپڑوں میں ہوئی ہے۔

ملبّدہ کی ایک تفسیر مرقعہ سے کی گئی ہے یعنی پیوند کار، اور دوسری تفسیر غلیظ سے کی گئی ہے یعنی موٹے کپڑے کی گٹھیا سی (گدڑیا) یا ہو سکتا ہے اس کا موٹا ہونا اسی وجہ سے ہو کہ اس میں پیوند اور جوڑ لگے ہوئے تھے۔ الحدیث اخبرجہ البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۴۰۳۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ الْكَلْبِيُّ، حَدَّثَنَا عُصْرُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ الْقَاسِمِ السَّيَمِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو ذُمَيْلٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْتَ الْحَرَّةَ رَأَيْتُ أَتَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَتَيْتَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَلَيْسَتْ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ - قَالَ أَبُو ذُمَيْلٍ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَجُلًا جَمِيلًا جَوِيدًا - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَتَيْتُهُمْ فَقَالُوا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا هَذِهِ الْحَلَّةُ قَالَ: مَا تَعْبِيُونَ عَلَيَّ «لَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الْحُلَلِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «اسْمُ أَبِي ذُمَيْلٍ سَمَاطُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحَقْفِيُّ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب خوارج نے حضرت علیؓ کے خلاف بغاوت کی تو میں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اس جماعت کے پاس جاؤ (اور شبہات دور کرنے کی کوشش کرو) تو میں نے یمن کے جوڑوں میں سے ایک سب سے خوبصورت جوڑا زیب تن کیا ابوزمیل (راوی) کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ ایک خوبصورت وجیہ شخص تھے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا تو کہنے لگے اے ابن عباسؓ خوش آمدید! یہ کیا ہی (خوبصورت) جوڑا ہے (گویا کہ عمدہ لباس پر طنز کیا) تو ابن عباسؓ نے فرمانے لگے کہ مجھ پر کیا اعتراض کرتے ہو میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو بہت عمدہ جوڑا زیب تن کئے دیکھا ہے۔

شرح الحدیث: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب ان خوارج نے حضرت علیؓ پر خروج یعنی ان سے بغاوت اور ان پر چڑھائی کی تو میں حضرت علیؓ کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے یہ فرمایا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ یعنی ان کو سمجھانے اور شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی تیاری کیلئے بہترین جوڑا پہنا یمن کے جوڑوں میں سے راوی کہتا ہے (ان کا شاگرد) کہ ابن عباسؓ بڑے خوبصورت اور بڑے حسن النظر یعنی نگاہوں میں چچنے والے تھے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ کو خوش آمدید اور مرحبا کہا اور ساتھ ہی یہ بھی اشکال کیا مَا هَذِهِ الْحَلَّةُ؟ یعنی یہ ایسا قیمتی لباس کیوں پہنا ہے، مطلب یہ تھا کہ خلاف سنت کام کیا انہوں نے فرمایا مجھ پر کیا عیب لگاتے ہو بیشک میں نے حضور ﷺ کے جسم اطہر پر بہتر سے بہتر جوڑے دیکھے ہیں۔

آپ ﷺ کے لباس عمدہ سے عمدہ اور گتھیا دونوں ثابت ہیں: آپ ﷺ سے سب طرح کا لباس پہننا ثابت ہے عمدہ سے عمدہ بھی اور گتھیا بھی، اب یا تو یہ کہا جائے کہ عمدہ لباس پہننا بیان جواز کے لئے تھا یا بدیہ کرنے والے کی تطہیب خاطر کیلئے یا وفود اور مہمانوں کی آمد کے موقع پر جیسا کہ کتاب الصلاة میں باب اللبس للجمعة میں روایت گزری ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے جب حله سیراء کو فروخت ہوتا ہوا دیکھا تو انہوں نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَيْسَتْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاللَّوْذُ إِذَا قَدْ مُوَاغَلَيْتَ الْحَدِيثَ ①، ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا ابْتَغِ هَذِهِ تَجْعَلَ بِهَا لِلْعَبْدِ

وَلِلْوَلَدِ^۱ اور یا یہ کہ عدم اہتمام کی وجہ سے یعنی نہ عمدہ کا اہتمام تھانہ گھٹیا کا وقت پر جیسا میسر ہو ابلا تکلف زیب تن فرمالیا۔

۷۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَزِّ

۸۵۸ ریشم پہننے کا بیان

خز کی تفسیر میں کسی قدر اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ خز وہ کپڑا ہے جو ابریشم اور اون سے بنا گیا ہو یعنی خالص حریر نہ ہو ابریشم تو اصل حریر ہے خالص اس کا نہ ہو اور ابن العربی فرماتے ہیں کہ خز وہ کپڑا ہے جس کا سدای یا حمہ کوئی سا ایک حریر ہو اور دوسرا غیر حریر اور بعض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اطلاق خالص حریر پر بھی ہوتا ہے اور ایک قول اس لفظ کی اصل کے بارے میں یہ ہے کہ خز حُزْز۔ بوزن عمر سے ماخوذ ہے، حُزْز کہتے ہیں نر خر گوش کو (ذکر الارنب) اور خز اس کی اون کو دھونی غایۃ اللین مثل الابریسہ اب ان سب کا خلاصہ تین قول ہوئے جو ① حریر اور غیر حریر دونوں سے بنا گیا ہو، ② خالص حریر، ③ جو کپڑا اور الارنب سے بنا گیا ہو۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ خز کے بارے میں روایات حدیث بھی مختلف ہیں، بعض سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس باب کی حدیث اول میں اور بعض سے حرمت جیسا کہ اسی باب کی حدیث ثانی سے معلوم ہو رہا ہے۔

۴۰۳۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْطَلِطِيُّ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَبْخَارِي عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ خَزٌّ سَوْدَاءُ، فَقَالَ: «كَسَانِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» هَذَا الْقَطْعُ عُثْمَانُ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِهِ.

ترجمہ: سعد بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے بخارا میں ایک شخص کو سفید خچر پر سوار دیکھا جو کہ خز کا سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھا تو اس شخص نے بتایا کہ یہ عمامہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پہنایا تھا۔

جامع الترمذی - تفسیر القرآن (۳۳۲۱) سنن أبي داود - اللباس (۴۰۳۸)

شرح الحدیث: باب کی پہلی حدیث کا مضمون یہ ہے سعد بن عثمان کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں، رَأَيْتُ رَجُلًا يَبْخَارِي عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ خَزٌّ سَوْدَاءُ الخ۔ کہ میں نے بخارا میں ایک شخص کو دیکھا جو سفید خچر پر سوار تھا جس کے سر پر سیاہ رنگ کا خز عمامہ تھا اس شخص نے یہ کہا کہ یہ عمامہ مجھ کو حضور اقدس ﷺ کا عطیہ ہے۔

۴۰۳۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ، وَاللَّهُ يَمِينُ أَخْرَى مَا كَذَّبَنِي، أَنَّهُ

سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحَزَّ، وَالْحَرِيرَ» وَذَكَرَ كَلَامًا، قَالَ: «يُمَسَّحُ مِنْهُمْ أَحَدُونَ قَرْدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَعِشْرُونَ نَفْسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَكْثَرُ لَبَسُوا الْحَزَّ مِنْهُمْ أَنْسٌ، وَالْبُرَاءُ بْنُ عَارِبٍ».

ترجمہ: ابو عامر یا ابومالک کی روایت ہے (راوی کہتے ہیں کہ) میں پکی (مضبوط) قسم کھاتا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے جھوٹی بات نہ کہی، بلاشبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یقیناً ضرور بالضرور میری امت کے چند گروہ خنزور ریشم (کے استعمال) کو حلال کریں گے اور نبی اکرم ﷺ نے مزید اور باتیں ارشاد فرمائیں پھر ارشاد فرمایا ان میں سے باقی لوگوں کو روز قیامت تک بندر اور خنزیر کی صورتوں میں مسح کر دیا جائے گا۔

شرح الحدیث: دوسری حدیث ابو عامر صحابی کی ہے جس میں یہ ہے: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحَزَّ^①، وَالْحَرِيرَ» وَذَكَرَ كَلَامًا، قَالَ: «يُمَسَّحُ مِنْهُمْ أَحَدُونَ قَرْدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہوں گے جو خنزور حریر کو حلال قرار دیں گے (یعنی عملایا عملاً واعتقاداً دونوں) ان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں سے بعض کی صورتیں مسح کر دی جائیں گی قرودہ اور خنازیر کی شکل میں ہمیشہ کے لئے۔

اس دوسری حدیث میں سند کے اندر ایک لفظ آیا ہے: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ، وَاللَّهُ يَمِينُ الْآخِرَى مَا كَذَّبَنِي اس طرح وہاں کہتے ہیں جہاں مبالغہ فی القسم مقصود ہو ففی الحاشیۃ: ای یمین بلغت فی أقصى درجات التوثق اھ اس کا ترجمہ یہ سمجھئے: مکرر قسم کھا کر کہتا ہوں۔

اس امت میں مسح کا ثبوت: اس حدیث یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اس امت میں اخیر زمانہ میں مسح واقع ہو گا اس پر کلام کسی قدر ہمارے یہاں مبادرت علی الامام والی حدیث میں گزر چکا، ان بحول اللہ صورتہ صورتہ ہمارے ذیل میں۔ ان دو حدیثوں میں اختلاف ظاہر ہے کہ ایک سے لبس خنز کا جواز اور دوسری سے حرمت ثابت ہو رہی ہے ابو داؤد کے بعض نسخوں میں ہے: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَعِشْرُونَ نَفْسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلُّ أَوْ أَكْثَرُ لَبَسُوا الْحَزَّ مِنْهُمْ أَنْسٌ، وَالْبُرَاءُ بْنُ عَارِبٍ».

لباس خنز کے بارے میں متعارض روایات میں تطبیق: اسکے بعد آپ سمجھئے کہ منع اور جواز کی ان دو مختلف حدیثوں میں تطبیق مختلف طور سے کی گئی ہے:

① صحیح یہی ہے کہ یہ لفظ حاء مجمہ اور زای مجمہ کے ساتھ ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب میں ہے، اور بعض نے اس کو حاء مہملہ اور راء مہملہ کے ساتھ ضبط کیا ہے یعنی حروا صله جرح وهو الفرج، ہریدانہ یكثر فيهم الزنا في الفرج (بذل)۔

① منع کا تعلق حریر مضمت یعنی خالص حریر سے ہے اور جواز والی روایت غیر مصمت یعنی مخلوط پر محمول ہے کیونکہ خنز کا اطلاق جیسا کہ پہلے گزر چکا دونوں پر ہوتا ہے۔

② نہیں محمول ہے اس کپڑے پر کہ جس کا لحمہ حریر اور سدئی غیر حریر ہو، اور جواز اس کے عکس پر یعنی جس کا سدئی حریر ہو اور لحمہ غیر حریر ہو۔

③ اگر مراد خز سے ابریشم اور حریر ہے تب تو وہ حرام ہے اور اگر اس سے مراد وبر الارنب ہے تب وہ جائز ہے (بمقتطاع من البذل) کپڑے کے اندر دو طرح کے دھاگے ہوتے ہیں پہلے طولا جس کو سدئی یعنی تانا کہتے ہیں اور دوسرا لحمہ جو عرضا ہوتا ہے یعنی بانا۔

وهو الاصل وعليه مدار الحرمة، چنانچہ ایک باب کے بعد آ رہا ہے بَابُ الرُّخَصَةِ فِي الْعَلَمِ وَخَيْطِ الْحَرِيرِ جس میں یہ حدیث آرہی ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: إِنَّمَا «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ الْمُضْمَتِ مِنَ الْحَرِيرِ، فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيرِ، وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ بِهِ»، الحديث الاول اخرجہ الترمذی والنسائی، والثاني اخرجہ البخاری تعليقا، قاله الترمذی.

۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ

۸۸۸ ریشم کے پہننے کا بیان

لبس حریر کے مختلف اسباب اور صورتیں اور انکا حکم: حنفیہ کا مسلک اس میں یہ ہے کہ مردوں کیلئے حریر خالص حرام ہے، اور ایسے ہی جس کا لحمہ یعنی بانا حریر ہو اور تانا غیر حریر ہو وہ بھی حرام ہے، البتہ اگر اس کا عکس ہے تو وہ جائز ہے، اور شافعیہ کا مذہب جیسا کہ ان کی کتاب متن ابی شجاع (متن ابی شجاع المسمى الفایة والتقريب ص ۱۴) میں مذکور ہے۔ واذاکان بعض الثوب إبریسمًا وبعضه قطنًا أو کتانًا جاز لبسه ما لم یکن الإبریسم غالبًا ۱۔

دوسرا مسئلہ ہے لبس الحریر لاجل الحرب کا، سو صاحبین کے نزدیک حرب میں حریر خالص جائز ہے، امام صاحب کے نزدیک خالص جائز نہیں، البتہ مخلوط جائز ہے یعنی جس کا تانا یا بانا حریر ہو اور دوسرا غیر حریر۔

ایک مسئلہ یہاں پر اور ہے یعنی لبس الحریر لعذر، کسی عذر مثلاً خارش وغیرہ کی وجہ سے لبس حریر اس کا باب آگے مستقل آ رہا ہے۔ ایک مسئلہ یہاں پر اور ہے یعنی افتراش الحریر للرجال جو ”بذل المجہود“ میں باب فی الحریر النساء کے ذیل میں مذکور ہے اور

① وفي الابواب والتراجم ج ۶ ج ۷۶ وهذا التفصيل ای التفريق بين السدي واللحمة عندنا الحنفية. واما الجمهور، فالعبرة عندهم للغلبة. قال المؤلف: فاما المنسوج من الحریر وغيره كثوب منسوج من قطن وابرېسم او قطن وكتان فالحكم للاغلب منها لان الاول مستهلك فيه. وفيه ايضاً: واما اذا استويا ففي تحريمهما باحتراز جهان، وهذا مذهب الشافعي اه مختصراً.

ہمارے یہاں الدر المنصور جلد ثانی باب إذا كانوا ثلاثاً كيف يقومون میں حدیث انس: قُتِمَتْ إِلَى خَصِيرِ النَّاقِ السَّوَدِّ مِنْ طُولِ مَالِيسٍ^۱ کی شرح میں گزر چکا۔

۴۰۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَابِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَأَى حُلَّةَ سَيِّدَاءٍ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ يُبَاغُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلِلَّوْفِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلْقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ»، ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَّةً فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ: عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ ثَلُثْتُ فِي حُلَّةٍ عَطَارِدَ مَا ثَلُثْتُ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي لَمْ أَكْسُهَا لَتَلْبَسَهَا» فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَحْمَالَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے مسجد کے دروازہ پر ایک دھاری دار ریشمی جوڑا فروخت ہوتے دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! کاش آپ یہ جوڑا خرید لیتے تو جمعہ کے روز (نماز جمعہ کیلئے) اور سفیروں (سے ملاقات) کیلئے اس جوڑے کو زیب تن فرمالیا کریں جب وہ آپ سے ملاقات کیلئے آئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس ان جوڑوں میں سے چند ایک جوڑے پیش کئے گئے تو انہوں نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمر بن خطاب کو بھی عنایت فرمایا، حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! آپ مجھے یہ پہناتے ہیں حالانکہ آپ نے (مسجد کے دروازے پر فروخت ہونے والے) عطار دتائی شخص کے جوڑے کے بارے میں فرمایا (اتنی سخت وعید ارشاد فرمائی تھی) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے وہ تمہیں پہنے کیلئے تھوڑا ہی دیا ہے تو حضرت عمرؓ نے مکہ میں مقیم اپنے ایک مشرک بھائی کو وہ جوڑا دے دیا۔

شرح الحدیث: یہ حدیث اور اس پر کلام کتاب الصلاة باب اللبس للجمعة میں گزر چکا، خارج الیہ لو شئت۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی، قاله المنذرى۔

۴۰۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَارِثِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: «حُلَّةٌ اسْتَبْرَقِي» وَقَالَ: فِيهِ ثُمَّ أُرْسِلَ إِلَيْهِ بِجَبَّةٍ دِينَاجٍ وَقَالَ: «تَبِيعُهَا وَتُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے یہی واقعہ مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ استبرق کا جوڑا تھا (ریشم کی قسم ہے) اور اس میں یہ بھی فرمایا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ریشم کی عبا بھیجی اور ارشاد فرمایا کہ اس کو فروخت کر کے اپنی

ضرورت میں خرچ کر لو۔

تخریج صحیح البخاری - الجمعة (۸۴۶) صحیح البخاری - البیوع (۱۹۹۸) صحیح البخاری - الہبة وفضلها والتحریر علیہا (۲۴۷۰) صحیح البخاری - الجہاد والسیر (۲۸۸۹) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۰۳) صحیح البخاری - الأدب (۵۶۳۶) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۶۸) سنن النسائي - الجمعة (۱۳۸۲) سنن النسائي - صلاة العیدین (۱۵۶۰) سنن النسائي - الزینة (۵۲۹۵) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۴۰) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۹۱) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۲۰/۲) موطأ مالک - الجامع (۱۷۰۵)

۴۰۴۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ التَّهْدِي، قَالَ: كَتَبَ عُقْمَرُ إِلَى عُثْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَمَى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَا كَانَ هَكَذَا، وَهَكَذَا الْأُصْبُعَيْنِ وَثَلَاثَةُ وَأَرْبَعَةٌ».

ترجمہ ابو عثمان نہدی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے عقبہ بن فرقہ کو لکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے ریشم (کے پہنے) سے ممانعت فرمائی ہے مگر جو کی اتنی مقدار ہو..... دو اور تین یا چار انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا۔

تخریج صحیح البخاری - اللباس (۵۴۹۰) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۶۹) سنن النسائي - الزینة (۵۳۱۳) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۴۲) مسند أحمد - مسند العشرة البشرين بالجنة (۴۳/۱)

شرح الحدیث اس حدیث سے مردوں کیلئے حریر کا بقدر چار انگشت کے جواز معلوم ہو رہا ہے، اس چار انگشت سے مراد یہ ہے کہ سنجاف^۱ یعنی اطراف ثوب میں جیسے گریبان اور کف اور آگے پیچھے چاک کے سرے میں جائز ہے، چنانچہ بخاری میں ہے اس حدیث کے بعد فیما علمنا، أَنَّهُ يُغْنِي الْأَعْلَامَ^۲، اور باب الرخصة فی العلم وخیط الحریر کا آگے مستقل باب آرہا ہے اس میں حنفیہ اور شافعیہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ چار انگشت کے بقدر جائز ہے جیسا کہ ابو داؤد کی اس روایت میں تصریح ہے، مگر اس میں اشکال یہ ہے کہ صحیحین کی روایت کے الفاظ تو یہ ہیں: هَمَى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامِ، اور دوسری روایت میں ہے بِأُصْبُعَيْهِ الْمُسَبَّحَةِ وَالْوُسْطَى^۳، جس سے بظاہر مقدار جواز صرف دو انگشت معلوم ہو رہی ہے، بولم يتعرض له فی البذل، فتأمل^۴ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائي وابن ماجه بنحوه، قاله المنذرى۔

۴۰۴۳ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَهْدَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سَيِّئَةً فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا، فَأَتَيْتُهُ فَرَأَيْتُ الْقَضْبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَرْسَلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا، وَأَمَرَنِي فَأَطْرَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي».

① سنجاف بالفتح، فارسی میں، سنجاف یکسر اول، حاشیہ گوٹ جو کپڑوں کے کنارے زیبائش کے لئے لگاتے ہیں۔ (نور اللغات)

② صحیح البخاری - کتاب اللباس - باب لبس الحریر وافتراشه للرجال وقد مر ما يجوز منه ۵۴۹۰

③ صحیح البخاری - کتاب اللباس - باب لبس الحریر وافتراشه للرجال وقد مر ما يجوز منه ۵۴۹۲

④ ویکن ان یتقال: گوٹ کپڑے کے دونوں طرف ہوتی ہے کتاب کی روایت میں مجموع طریق مذکور ہے اور صحیحین کی روایت میں ایک جانب مراد ہے

ترجمہ: حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دھاری دار ریشمی جوڑا ہدیہ پیش کیا گیا آپ ﷺ نے وہ مجھے بھجوا دیا میں وہ پہن کر حاضر خدمت ہوا میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر غصہ کے آثار پائے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ تمہیں پہننے کے لئے نہیں بھیجا تھا پس میں نے آپ ﷺ کے حکم پر وہ جوڑا اپنی رشتہ دار خواتین میں تقسیم کر دیا۔

تخریج: صحیح البخاری - الہبة وفضلها والتحريض علیها (۲۴۷۲) صحیح البخاری - النفقات (۵۰۵۱) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۰۲) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۷۱) جامع الترمذی - الصلاة (۲۶۴) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۵) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۰۸) سنن النسائي - التطبیق (۱۰۴۰) سنن النسائي - الزینة (۵۱۶۶) سنن أبی داؤد - اللباس (۴۰۴۳) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۹۶) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة موطا مالک - النداء للصلاة (۱۷۷)

۹۔ بَابُ مَنْ كَرِهَهُ

ریشم کے مکروہ ہونے کا بیان

اس باب سے مصنف کی غرض بظاہر یہ ہے کہ گزشتہ باب کی حدیث سے مردوں کے حق میں تین چار انگشت کے بقدر حریر کا جواز ثابت ہو رہا ہے اس کے بالمقابل مصنف اس باب میں بعض ایسی روایات لائے ہیں جن سے چار انگشت کے بقدر کا بھی جواز معلوم نہیں ہو رہا ہے لیکن اس نہی کو کراہت تنزیہیہ پر محمول کیا جائے گا۔

۴۰۴۴۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَيَّ عَنْ لُبْسِ الْقَسِيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْمُعْصَفَرِ، وَعَنْ تَخْتُمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الزُّكُوعِ».

ترجمہ: حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑے کے پہننے اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کے پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قرأت کرنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

شرح الحدیث: یہاں پر مقصود بالذکر مصنف کو حدیث کا جزء اول ہے، قسّی، منسوب ہے قس کی طرف جو مصر میں ایک جگہ کا نام ہے اس کپڑے میں حریر کی آمیزش ہوتی ہے اور ایک قول اس میں یہ ہے کہ قس اصل میں قز تھا زای کو سین سے بدل دیا، اور قز کہتے ہیں ابریشم کو، لبس معصفر میں اختلاف ہے، حنفیہ حنابلہ کے نزدیک مکروہ ہے امام شافعی کے نزدیک مباح ہے (الا البیہقی فانہ رجع الکراہۃ) اور امام مالک سے مروی ہے معصفر مقدم کی کراہت یعنی شدید، اور تختم ذہب کی نہی ائمہ اربعہ کے درمیان متفق علیہ ہے اس میں بعض سلف کا اختلاف ہو چکا ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ مطولاً ومختصراً، قاله المنذرى۔

۴۰۴۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِعْنِ الْمُزَوَّيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْتَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا قَالَ: عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

ترجمہ: حضرت علیؑ سے حضور ﷺ کا فرمان اسی طرح نقل ہے اس دوسری حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ رکوع اور سجدے میں حضور ﷺ نے قرآن کی تلاوت سے منع فرمایا۔

۴۰۴۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا زَادَ وَلَا أَقُولُ «هَذَا كُمْ».

ترجمہ: موسیٰ بن اسماعیل (مصنف کے استاد) اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ راوی صراحتہ کہہ رہا کہ حضور ﷺ نے ہذا کُم نہیں فرمایا بلکہ ہذا کی ارشاد فرمایا۔

تخریج: صحیح مسلم - الصلاة (۴۸۰) صحیح مسلم - اللباس والزينة (۲۰۷۸) جامع الترمذی - الصلاة (۲۶۴) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۵) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۰۸) سنن النسائی - التطبيق (۱۰۴۰) سنن النسائی - الزينة (۵۱۶۵) سنن ابی داود - اللباس (۴۰۴۴) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۰۲) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۸۰/۱) موطأ مالك - النداء للصلاة (۱۷۷)

۴۰۴۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ مَلِكَ الرُّومِ، أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقَّةً مِنْ سُندُسٍ، فَلَبِسَهَا، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدَيْهِ تَذَبُّبَانِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى جَعْفَرٍ فَلَبِسَهَا، ثُمَّ جَاءَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي لَمْ أُعْطِ كَهَا لَتَلْبِسَهَا» قَالَ: فَمَا أَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: «أَرْسِلْ بِهَا إِلَى أَخِيكَ النَّجَاشِيِّ».

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بادشاہ روم نے حضور ﷺ کو ایک لمبی آستین والی پوشتین باریک ریشمی کپڑے سے تیار شدہ ہدیہ کی تو حضور ﷺ نے اس کو زیب تن فرمایا (اس وقت تک ریشمی کپڑے کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی) (راوی کہتے تھے) گویا میں آپ ﷺ کے ہاتھوں کی آستین کو ہلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ لباس حضرت جعفرؓ کو عطا فرمایا تو حضرت جعفرؓ اس لباس کو زیب تن فرما کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے (اے جعفر) یہ تمہیں اس لئے نہیں دیا تھا کہ تم اس کو خود پہن لو۔ تو جعفر نے عرض کیا: پھر میں اس جوڑے کا کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جوڑا اپنے نجاشی بھائی کو بھیج دو۔

سنن ابی داود - اللباس (۴۰۴۷) مسند أحمد - باقی مسند المبکرین (۲۵۱/۳)

تخریج: شرح الحدیث: روم کے بادشاہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک پوشتین جس کے کف وغیرہ حریر کے تھے بطور ہدیہ کے بھیجائے کہتے ہیں باریک حریر کو۔ من ہندس کا مطلب ہے اسی مکففة من سندس ورنہ پوشتین تو حریر کی نہیں ہوتی، راوی

کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس پوشتین کو زیب تن فرمایا گویا کہ میں اس کی آستینوں کو اس وقت دیکھ رہا ہوں حرکت کرتے ہوئے پوشتین کی آستین ذرا دراز ہوتی ہیں پھر آپ ﷺ نے ایک مرتبہ اس کو پہن کر حضرت جعفرؓ کے پاس بھیج دیا انہوں نے اس کو خود پہن لیا اور پہن کر جب آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو یہ اس لئے نہیں دی تھی کہ خود پہنو پھر آپ ﷺ کے فرمانے پر انہوں نے اس کو نجاشی شاہ حبشہؓ کو بھیج دیا اس سے معلوم ہوا کہ اس کا پہننا جائز نہ تھا بلکہ اس لئے کہ وہ شاہانہ لباس تھا زہد کے خلاف۔

۴۰۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ لُحْصَيْنٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا أُرَكِّبُ الْأَرْجُوانَ، وَلَا أَلْبَسُ الْمُعْصَفَرِ، وَلَا أَلْبَسُ الْقَمِيصَ الْمَكْفَفَ بِالْحَرِيرِ» قَالَ: وَأَوْمَأَ الْحُسَيْنُ إِلَى جَيْبِ قَمِيصِهِ، قَالَ: وَقَالَ «أَلَا وَطَيْبُ الرِّجَالِ يَرِيحُ لَا لَوْنُ لَهُ، أَلَا وَطَيْبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا يَرِيحُ لَهُ» قَالَ سَعِيدٌ: أُرَاهُ قَالَ: إِنَّمَا حَمَلُوا قَوْلَهُ فِي طَيْبِ النِّسَاءِ عَلَى أَنَّهُ إِذَا خَرَجَتْ فَأَمَّا إِذَا كَانَتْ عِنْدَ رُؤُوسِهَا فَلْيَطَّيَّبْ بِمَا شَاءَتْ.

شرح عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں گھوڑے کی زین پر بچھائی جانے والی سرخ ریشمی گدی پر بیٹھ کر سواری نہیں کرتا اور نہ میں زرد رنگ کا جوڑا پہنتا ہوں اور نہ میں وہ قمیص استعمال کرتا ہوں جس کے دامن اور آستین وغیرہ پر ریشم کی کڑھائی لگی ہو۔ قنادہ فرماتے ہیں کہ حسن نے اپنی قمیص کے گریبان کی طرف اشارہ کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ گریبان پر ریشم کی کڑھائی والے کپڑے منع ہیں عمران فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جو رنگدار نہ ہو صرف اس میں خوشبو ہو اور عورتوں کی خوشبو رنگدار ہوتی ہے لیکن اس میں مہک نہیں ہوتی سعید (راوی) کہتے ہیں محدثین نے عورتوں کی خوشبوں کے متعلق اس فرمان نبویؐ کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب عورت شوہر کے گھر سے نکلتی ہے ایسی خوشبو استعمال کرے۔ اور جب شوہر کے گھر میں ہو تو ہر طرح کی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔

تخریج جامع الترمذی - الأدب (۲۷۸۸) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۴۸) مسند احمد - اول مسند البصریین (۴/۴۲۷)

شرح الحديث: لَا أُرَكِّبُ الْأَرْجُوانَ، وَلَا أَلْبَسُ الْمُعْصَفَرِ، وَلَا أَلْبَسُ الْقَمِيصَ الْمَكْفَفَ بِالْحَرِيرِ: ارجوان ایک پھولدار درخت بھی ہوتا ہے اور سرخ رنگ کو بھی کہتے ہیں ایسے ہی سرخ کپڑے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے یہاں پر اس سے مراد المشیة الحمراء ہے جس کا ذکر روایات میں بکثرت آتا ہے یعنی سرخ گدی جس کو زین کے اوپر بچھاتے ہیں (سرخ زین پوش) آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں اس پر سوار نہیں ہوتا یا تو سرخ رنگ کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ اکثر ریشمی ہوتی ہے اور قمیص کف بالحریہ کا نہ پہننا یہ تنزیہاً تھا اور نہ وہ جائز ہے بشرطیکہ چار انگشت سے زائد نہ ہو، باقی حدیث کا مطلب ظاہر ہے۔

۴۰۴۹۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ، أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَصَّالَةَ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقُتَيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْحَصَنِ يَعْنِي الْهَيْثَمَ بْنَ شَفِيٍّ، قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبِي يُكْنَى أَبَا عَامِرٍ رَجُلٌ مِنَ الْمُتَعَاذِرِ لِلصَّلَاةِ بِالْبِلْبَاءِ

وَكَانَ قَاصَهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْأَرْدَنِ يُقَالُ: لَهُ أَبُو رِيحَانَةَ مِنَ الصَّخَايَةِ قَالَ أَبُو الْحَصِينِ: فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى التَّسْجُدِ ثُمَّ رَدَّ يَدَهُ
فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلَنِي هَلْ أَدْرَكْتُ قَصَصَ أَبِي رِيحَانَةَ قُلْتُ: لَا قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ عَشْرِ، عَنْ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّثْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةَ الرَّجُلِ الرَّجُلِ بِغَيْرِ شَعَابٍ، وَعَنْ مُكَامَعَةَ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شَعَابٍ،
وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا، مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَتَكِبَتِهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، وَعَنْ الثُّهْبِيِّ، وَهُوَ كُوبُ
الثُّمُورِ، وَلِئُوسِ الْحَاتِمِ، إِلَّا لِدَيِّ سُلْطَانٍ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الَّذِي تَقَرَّرَ بِهِ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُ الْحَاتِمِ».

شرح: ابی الحصین یعنی ہیشم بن شفی کہتے ہیں کہ میں اور میرے ایک ساتھی جسکی کنیت ابو عامر ہے اور اسکا تعلق معافر
قبیلے سے ہے ہم نے ایلیا (بیت المقدس کو کہتے ہیں) ^(۱) میں نماز پڑھنے کے ارادے سے سفر کیا وہاں پر قبیلہ ازد کا ایک شخص
جسکی کنیت ابو ریحانہ تھی واعظ اور مقرر تھے اور یہ ابو ریحانہ صحابی تھے ابو الحصین راوی کہتے ہیں کہ میرا ساتھی مجھ سے پہلے
مسجد پہنچ گیا اور میں بعد میں آیا پس میں اپنے ساتھی کے پہلو میں بیٹھ گیا تو میرے ساتھی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے ابو
ریحانہ صحابی کا وعظ سنا تھا میں نے کہا نہیں تو میرے ساتھی نے کہا کہ میں نے ابو ریحانہ سے حضور ﷺ کی یہ حدیث سنی کی
آپ نے دس چیزوں سے منع فرمایا: ^(۱) دانتوں کو باریک کروانے سے ^(۲) بدن کے کسی حصے پر گودوانے سے ^(۳) (سریا
ڈاڑھی کے) سفید بال اکھڑنے سے ^(۴) دو مردوں کا ایک چادر میں برہنہ لینے سے ^(۵) دو عورتوں کا چادر میں برہنہ لینے سے
^(۶) عجمیوں کی طرح کوئی آدمی قمیص کے اندر ریشمی بنیان پہنے ^(۷) عجمیوں کی طرح کندھے پر ریشمی چادر ڈالے
^(۸) دوسرے کا مال لوٹ مار کر کھانے سے ^(۹) چیتے کی کھال پر سواری کرنے سے ^(۱۰) انگوٹھی پہننے سے الایہ کہ کوئی شخص کسی
علاقے کا ذمہ دار ہو تو وہ انگوٹھی پہن سکتا ہے۔

سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۴۹) سنن الدارمی - الاستئذان (۲۶۴۸)

شرح الحدیث: ابو الحصین کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرا ایک ساتھی جس کی کنیت ابو عامر ہے گھر سے نکلے تاکہ بیت
المقدس میں جا کر نماز پڑھیں، اور وہاں کا قاص یعنی واعظ اور مقرر قبیلہ ازد کا ایک شخص تھا جس کی کنیت ابو ریحانہ تھی جو کہ
صحابہ میں سے تھا، ابو حصین کہتے ہیں کہ بیت المقدس پہنچنے میں میرا ساتھی مجھ پر سبقت لے گیا، (اور یہ کسی وجہ سے پیچھے رہ
گئے اس وقت تک ان کا بیان ختم ہو چکا تھا) پھر میں پہنچا اور اپنے ساتھی کے برابر میں بیٹھ گیا، میرے ساتھی نے مجھ سے پوچھا
کہ تم نے ابو ریحانہ کا وعظ سنا تھا؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا کہ میں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سنی ہے: ہُوَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرِ، عَنْ الْوَشْرِ، وَالْوَشْمِ، وَالنَّثْفِ، وَعَنْ مُكَامَعَةَ الرَّجُلِ الرَّجُلِ بِغَيْرِ شَعَابٍ، وَعَنْ
مُكَامَعَةَ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شَعَابٍ، وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا، مِثْلَ الْأَعَاجِمِ، أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَتَكِبَتِهِ حَرِيرًا مِثْلَ

الاعاجم، وعن الثعبي، وركوب الثعوب، واللبوس الحاتم، إلا لذي سلطان.

یعنی آپ ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا: ① وشر سے یعنی ترقیق الاسنان، دانتوں کو کسی آلہ سے باریک کرنا، جو بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ بڑی عمر کے ہو جانے کے بعد اپنے دانتوں کے اطراف کو باریک کرتی ہیں تاکہ وہ نو عمر اور کم عمر معلوم ہوں، باریک کرنے والی کو واشرہ، اور جس کے باریک کئے جائیں اس کو مشورہ کہتے ہیں اور، ② وشم سے جس کو گوندنا کہتے ہیں، بدن کے کسی حصہ پر کسی باریک سلائی وغیرہ سے نشانات اور پھول بنا کر اس میں نیل یا سرمہ وغیرہ بھر دیتی ہیں، اور ③ سف سے یعنی سفید بال کو اکھاڑ دینا سیاڑاڑھی سے، اور ④ یہ کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے پاس بغیر شعار اور لنگی کے لیٹے، اور اگر دونوں اپنے اپنے کپڑوں میں مستور ہوں اور پھر ایک مشترک چادر اوڑھ کر لیٹ جائیں تو اس کا تو جواز ہے اگر خوف فتنہ نہ ہو، اور ⑤ ایسا ہی عورت کے بارے میں بھی فرمایا، ⑥ اور یہ کہ کوئی شخص عجیبوں کی طرح کپڑوں کے نیچے کوئی ریشمی کپڑا پہنے جیسے بنیان وغیرہ، ⑦ یا یہ کہ اپنے کاندھے پر ریشم کا رد مال ڈال کر چلے، اور ⑧ دوسرے کے مال کو بغیر اجازت لینے سے، اور ⑨ چھتے وغیرہ کی کھال پر سوار ہونے سے رکوب النور یعنی رکوب جلود النور، نمور جمع نمر چیتا، یعنی شیر چیتے کی کھال زین پر بچھا کر اس پر سوار ہونا لاندہ من زی الجبابرة، یہ متکبرین کی شان ہے اور ⑩ انگوٹھی پہننے سے عام آدمی کے لئے مگر کسی عہدہ دار کے لئے، جیسے مفتی وقاضی جن کو مہر لگانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

جلود نمور پر سوار ہونے کی ممانعت کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں یا تو زینت وخیلاء، اور حضرت امام شافعی کے نزدیک منع کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کے نزدیک ان جانوروں کے بال ناپاک ہوتے ہیں اور دباغت سے پاک بھی نہیں ہوتے، بخلاف الخفیه فان عندهم شعر الميتة وعظمها طاهر۔ لبس خاتم کے ابواب آگے مستقل آرہے ہیں۔ والحدیث أخرجه النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

٤٠٥٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا زَوْجٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «لُحْيِي عَنْ مَيَاثِرِ الْأَرْجَوَانِ».

ترجمہ: حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ انہوں نے اونٹ کے کجاوے پر سرخ ریشمی گدی کو استعمال کرنے سے منع فرمایا۔

تصحیح: جامع الترمذی - الأدب (۲۸۰۸) سنن النسائي - الزينة (۵۱۶۵) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۵۰) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۸۰/۱)

شرح الحدیث: میاثرہ میثرہ کی جمع اور ار جوان سرخ رنگ اس کو اردو میں ار گوانی رنگ بولتے ہیں یعنی زین کے اوپر بچھانے کی سرخ گدی، اور منع یا تو اسراف کی وجہ سے ہے یا حریر کی وجہ سے، نیز رنگ کو بھی اس میں دخل ہے کہ وہ سرخ ہوتی ہے، چنانچہ اگلی روایت میں ہے المیثرۃ الحمراء۔

۴۰۵۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «هَذَا نَبِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الدَّهَبِ، وَعَنْ لُبَيْسِ الْقَسْبِيِّ، وَالْمَيْشَرَةِ الْحَمْرَاءِ».

ترجمہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے سے، ریشمی لباس پہننے سے اور سرخ گدی زین پر بچھانے سے منع فرمایا۔

تحقیق صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۷۸) جامع الترمذی - الصلاة (۲۶۴) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۵) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۰۸) سنن النسائي - التطبيق (۱۰۴۰) سنن النسائي - الزينة (۵۱۶۵) سنن أبي داود - اللباس (۴۰۵۱) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۴۲) مسند أحمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۸۰/۱) موطأ مالك - النداء للصلاة (۱۷۷)

۴۰۵۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَّى فِي حَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: «أَذْهَبُوا بِحَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَهْلَتْ بِي أَنْفَاقِي صَلَاتِي، وَأَتُوبُ بِأَنْبِجَانِيَّتِي» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «أَبُو جَهْمٍ بْنُ حَذِيفَةَ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ بْنِ كَعْبٍ بْنِ غَانِمٍ».

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایسی کالی اونی ریشمی چادر میں نماز ادا فرمائی جس پر نیل بوئے (نقش و نگار) بنے ہوئے تھے تو دورانِ صلوٰۃ آپ ﷺ کی نظر مبارک ان نقش و نگار پر پڑ گئی تو آپ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا: میری یہ چادر ابو جہم کو دیدو (ابو جہم نے ہی آپ کو یہ چادر ہدیہ کی تھی) کیونکہ اس نے ابھی مجھے نماز میں غافل کر دیا اور میری سادھی چادر (جس پر نقش و نگار نہیں تھے) مجھے دیدو۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: ابو جہم بن حذیفہ کا (جنہوں نے حضور ﷺ کو یہ چادر ہدیہ کی تھی) بنی عدی بن کعب سے تعلق ہے۔

۴۰۵۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ تَحْوَةً وَالْأَوَّلُ أَشْبَعُ. **تحقیق** صحیح البخاری - الصلاة (۳۶۶) صحیح البخاری - الأذان (۷۱۹) صحیح البخاری - اللباس (۵۴۷۹) صحیح مسلم - المساجد ومواضع الصلاة (۵۵۶) سنن النسائي - القبلة (۷۷۱) سنن أبي داود - اللباس (۴۰۵۲) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۵۵۰) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۳۷/۶) موطأ مالك - النداء للصلاة (۲۲۰)

شرح الحدیث یہ حدیث کتاب الصلاة میں باب النظر فی الصلاة میں گزر چکی۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى.

۱۰۔ باب الرخصة في العلم وخبيط الحرير

۴۰۵۴۔ کپڑے میں ریشمی دھاگے اور ریشمی نقش و نگار کے جائز ہونے کا بیان

۴۰۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ زَيْادٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَبُو عَمَرَ، مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي السُّوقِ اشْتَرَى ثَوْبًا شَامِيًّا، فَرَأَى فِيهِ خَبِيطًا أَحْمَرَ فَرَدَّهُ، فَأَتَيْتُ أَسْمَاءَ فَقَدْ كُتِبَ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: يَا جَارِيَّةُ نَأْوِلِيْنِي جُبَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَأَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَيِّلِيسَةَ مَكْفُوفَةَ الْجَيْبِ، وَالْكُمَيْنِ، وَالْفَرْجَيْنِ بِالذِّيْبِاجِ».

ابو عمر و اسماء بنت ابی بکر کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کو بازار میں دیکھا کہ انہوں نے ایک شامی کپڑا خریدا پھر دیکھا تو اس میں ریشمی سرخ دھاریاں بنی ہوئی تھیں تو انہوں نے بیچنے والے کو یہ کپڑا واپس کر دیا۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ میں حضرت اسماءؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ابن عمرؓ کا یہ واقعہ ذکر کیا تو حضرت اسماءؓ نے اپنی باندی سے کہا کہ اے باندی مجھے حضور ﷺ کا جبہ لادینا تو وہ باندی حضور ﷺ کا ایسا جبہ لے کر آئی جو موٹی چادر کا تھا اور اس کے گریبان اور دونوں آستین اور آگے پیچھے کی دونوں چاک میں ریشم لگی ہوئی تھی (یہ سب ریشم چار انگل کی مقدار سے کم تھی)۔

سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۵۴) - مسند احمد - باقی مسند الانصاف (۳۴۸/۶)

شرح الحدیث: یعنی ایک مرتبہ حضرت ابن عمرؓ نے بازار سے ایک شامی کپڑا خریدا جب اس کے اندر سرخ دھاگے دیکھے یعنی ریشم کے تو اس کو انہوں نے واپس کر دیا، ابو عمر کہتے ہیں (راوی حدیث جو حضرت اسماءؓ کے مولیٰ تھے) کہ میں حضرت اسماءؓ کے پاس گیا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے ایک لونڈی سے کہا کہ وہ جو اندر حضور اقدس ﷺ کا جبہ رکھا ہے وہ لے کر آ۔ فَأَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَيِّلِيسَةَ مَكْفُوفَةَ الْجَيْبِ، وَالْكُمَيْنِ، وَالْفَرْجَيْنِ بِالذِّيْبِاجِ تو وہ ایک ایسا اونٹنی جبہ نکال کر لائیں جس کے گریبان اور کف اور آگے پیچھے دونوں چاک کے سرے میں ریشم کی گوٹ تھی۔

طیلیسہ جمع ہے طیلستان کی الکساء الغلیظ، موٹی اونٹنی چادر جیب یعنی گریبان فرجین ثننیہ ہے فرج کا جس کا ترجمہ ہم نے چاک کیا ہے جو بعض جُبوں میں تھوڑا تھوڑا آگے اور پیچھے نیچے کی جانب ہوتا ہے یعنی بعض جبے تو وہ ہوتے ہیں جو آگے سے سارے ہی کھلے ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو آگے سے سارے کھلے نہیں ہوتے بلکہ کچھ حصہ نیچے سے کھلا ہوتا ہے بعض مغربی جبے ایسے ہی ہوتے ہیں، اور دیباچ کہتے ہیں دبیز اور موٹے قسم کے حریر کو، یہ سمجھئے کہ جسے کُتُوب کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کپڑے میں ریشمی دھاری یا اس کے حواشی پر ریشم لگا ہوا ہو تو وہ مردوں کیلئے جائز ہے کما فی ترجمۃ الباب۔

ممکن ہے حضرت ابن عمرؓ کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو اسی لئے حضرت اسماءؓ نے ان کو بتلانے کے لئے یہ جبہ منگایا۔ والحدیث اخرجه

مسلم والنسائی وابن ماجہ نحوہ مختصراً، قالہ المنذری.

۴۰۵۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ ثَقِيلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِتَمَّا «نَحْنُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيرِ، فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيرِ، وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

ترجمہ: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خالص ریشمی کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا البتہ وہ کپڑا جس پر ریشم کے نقش و نگار بنے ہوں یا جس کا تانہ ریشم کا ہو اس کو پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

سنن ابی داود - اللباس (۴۰۵۵) - مسند احمد - من مسند ابی ہاشم (۳۱۳/۱)

شرح الحدیث: یہ حدیث اور اس کی شرح باب ماجاء فی الخز میں گزر چکی، یہ حدیث حنفیہ کے مسلک کے موافق ہے۔

۱۱ - بَابُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِعَدْرِ

کسی عذریہ یا بیماری کے سبب ریشم پہننے کا بیان

۴۰۵۶ - حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَدْرِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَلِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا».

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمن بن عوفؓ اور زبیر بن عوامؓ کو دوران سفر ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دی کیونکہ ان دونوں حضرات کو خارش ہو گئی تھی۔

صحیح البخاری - الجہاد والسير (۲۷۶۲) - صحیح البخاری - اللباس (۵۵۰۱) - صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۰۷۶) - جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۲) - سنن النسائی - الزینۃ (۵۳۱۰) - سنن ابی داود - اللباس (۴۰۵۶) - سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۹۲) - مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۱۲۲/۳)

شرح الحدیث والفقہ: مردوں کیلئے لبس حریر کسی عذر کی وجہ سے خارش یا جوں وغیرہ پڑ جانے کی وجہ سے، کیونکہ حریر میں جوں نہیں پیدا ہوتی یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، بیوز عند الشافعی صرح بہ النووی، وہو اصح روایتی احمد، ویکرہ عند مالک وعن الحنفیۃ روایتان۔

مضمون حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ کیلئے ایک سفر میں قمیص حریر کی اجازت دی خارش کی وجہ سے جو ان دونوں کے ہو گئی تھی۔ یہ حدیث صحیحین میں بھی ہے اس میں ایک جگہ تو لِحِکَّةٍ کَانَتْ بِهِمَا ہی ہے، اور ایک روایت میں بجائے حِکَّةٍ کے قُمْلٌ ہے، اَهُمَا شَكُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْنِي الْقُمْلَ۔ اس پر فتح الباری میں لکھا ہے: وجمع الداودي باحتمال أن يكون إحدى العلتين بأحد الرجلين، یعنی ہو سکتا ہے

کہ ان دو میں سے ایک کا عذر حکم ہو اور دوسرے کا قتل، اس پر حافظ فرماتے ہیں قلت ويمكن الجمع بأن الحكمة حصلت من القمل فنسبت العلة تارة إلى السبب وتارة إلى سبب السبب اه^۱ امام بخاریؒ نے یہ حدیث دو جگہ ذکر فرمائی ہے کتاب الجہاد جہاں ترجمہ قائم کیا گیا باب الحریر فی الحرب اور دوسرے کتاب اللباس وہاں ترجمہ قائم کیا ما یروخص للرجال من الحریر للحکمة، مسئلۃ الباب میں اختلاف ائمہ اور اسکی تفصیل الابواب والتراجم میں مذکور ہے اس کی طرف جو چاہے رجوع کرے۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، وذكر السفر عند مسلم وحده، قاله المنذرى۔

۱۲۔ باب فی الحریر للنساء

عورتوں کیلئے ریشم کی اباحت کا بیان ۸۵

۵۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي أَلَفٍ أَلْفَحَ الْهَمْدَانِي، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَيْرٍ يَغْنِي الْغَافِقِي، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ، وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي».

رحمۃ عبد اللہ بن زریر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ریشم اٹھا کر اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور سونا اٹھا کر بائیں ہاتھ میں پھر ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

سنن النسائي - الزينة (۵۱۴۴) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۵۷) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۵۹۵)۔

شرح الحدیث امام بخاریؒ نے بھی یہ ترجمہ قائم کیا ہے لیکن اس میں کوئی مرفوع حدیث ایسی ذکر نہیں کی جو اس مسئلہ میں نساء سے متعلق ہو نفیاً یا اثباتاً، اس پر حافظ فرماتے ہیں: كَأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُ الْحَدِيثَانِ الْمَشْهُورَانِ فِي تَخْصِصِ النَّهْيِ بِالرِّجَالِ صَرِيحًا فَكَتَفَى بِمَا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ^۲، پھر اس کے بعد حافظ نے ایک حدیث حضرت علیؓ کی جو یہاں ابوداؤد میں مذکور ہے اور دوسری حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی ذکر کی، الابواب والتراجم میں ہے: قلت ولفظه عند الترمذی: عن ابی موسیٰ الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قال حریر لباس الحریر والذهب علی ذکور امتی واحل لاناثمہم، ثم قال الترمذی: وفي الباب عن عمرو علی۔ الی آخر ما ذکر۔ جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کا مسلک یہی ہے جو ان احادیث سے ثابت ہو رہا ہے، البتہ اس میں بعض صحابہ جیسے عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ سے اختلاف مروی ہے، چنانچہ حافظ فرماتے ہیں 'باب الحریر للنساء' لعلہ افرده بالذکر لوجود الخلاف فيه في السلف كما تقدمت الإشارة اليه في باب لبس الحریر اه من الابواب

① فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۶ ص ۱۰۱

② فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱۰ ص ۲۹۶

والتراجم، حضرت ابن عمرؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ ان دونوں کی روایت عدم جواز کی نسائی میں مذکور ہے جن پر انہوں نے باب قائم کیا ہے التَّشَدِيدُ فِي لِبْسِ الْحَرِيرِ الخ اور حدیث یہ ہے حَدَّثَنَا خَلِيفَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَا تُلْبِسُوا نِسَاءَكُمْ الْحَرِيرَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لَبَسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ»^۱، اور دوسری روایت ابن عمرؓ کی کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے لبس حریر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ عائشہؓ سے سوال کرو، راوی کہتا ہے (عمران بن حطان راوی ہے) کہ پھر میں نے عائشہؓ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ عبد اللہ بن عمرؓ سے سوال کرو، پھر میں نے ابن عمرؓ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا حَدَّثَنِي أَبُو حَفْصٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا، فَلَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ^۲، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان حضرات کا اپنا اجتہاد واستنباط ہے جمہور کا استدلال احادیث مرفوعہ سے ہے، ممکن ہے ان کو یہ احادیث نہ پہنچی ہوں۔ والحديث أخرجه النسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۴۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَكَثِيرُ بْنُ عُثَيْدٍ الْحِمَصِيُّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيعَةُ، عَنِ الزُّبَيْرِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ "رَأَى عَلَى أُمِّ كَلثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُرْدًا سِيْرَاءً قَالَ: وَالسِّيْرَاءُ الْمُصْلَعُ بِالْقَرِ". حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے صاحبزادی رسول اللہ ﷺ ام کلثومؓ کو دھاری دار ریشمی چادر پہنے دیکھا۔ راوی فرماتے ہیں سیراء سے مراد وہ ریشم ہے جس میں نقش و نگار اور لکیریں ہوں۔

تخریج صحیح البخاری - اللباس (۵۰۰۴) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۵۸) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۹۸)
شرح الحدیث: بُرْدًا سِيْرَاءً قَالَ: وَالسِّيْرَاءُ الْمُصْلَعُ بِالْقَرِ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ پر ایک ایسی چادر دیکھی جس میں حریر کی چوڑی چوڑی دھاریاں تھیں۔
مُصْلَعٌ، صِلْعٌ سے ہے یعنی پسی، یعنی پسی جیسی چوڑی دھاریاں، قز کی تحقیق پہلے گزر چکی ولفظ البخاری بُرْدَ حَرِيرٍ سِيْرَاءً^۳، والحدیث أخرجه البخاری والنسائي وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۴۰۵۹۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ يَعْنِي الزُّبَيْرِيَّ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «كُنَّا نَزِعُهُ عَنِ الْعُلَمَاءِ، وَنُزِعُهُ عَلَى الْجَوَارِي» قَالَ مِسْعَرٌ: «فَسَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ دِينَارٍ عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ»۔

۱ السنن الصغرى للنسائي - كتاب الزينة - باب التشديد في لبس الحرير الخ ۵۳۰۵

۲ السنن الصغرى للنسائي - كتاب الزينة - باب التشديد في لبس الحرير الخ ۵۳۰۶

۳ صحيح البخاري - كتاب اللباس - باب الحرير للنساء ۵۵۰۴

ترجمہ: عبد الملک بن میسرہ، عمرو بن دینار کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اس (ریشم) کو بچوں سے اتروالیا کرتے تھے اور بچیوں پر اس کو چھوڑ دیا کرتے تھے (اترواتے نہ تھے) مسعر کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے اس حدیث کو جاننے سے انکار کر دیا۔

شرح الحدیث: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں (اگر کسی بچے کے جسم پر ہم لباس حریر دیکھتے تو) ہم اسکو اتار دیتے تھے اور لونڈیوں پر دیکھتے تو چھوڑ دیتے تھے۔

معلوم ہوا کہ بچہ کو حریر پہنانا ولی کیلئے جائز نہیں، حنفیہ کا مذہب یہی ہے، اور امام شافعی کی اس میں دو روایتیں ہیں عدم جواز، اور دوسری روایت جواز، ابی سبیح سنین روایت اولیٰ کو اختیار کیا شیخ ابواسحاق شیرازی نے، اور علامہ رافعی نے روایت ثانیہ کو ترجیح دی۔ (بذل^۱)

قَالَ مَسْعَرٌ: فَسَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ: یعنی یہ حدیث مسعر کو عمرو بن دینار سے بواسطہ عبد الملک کے پہنچی تھی، مسعر کہتے ہیں کہ بعد میں میں نے جب اس کو براہ راست عمرو بن دینار سے دریافت کیا تو انہوں نے اس روایت سے لاعلمی ظاہر کی، قَالَ الْمُنْذَرِيُّ: فَلَعَلَّهُ نَسِيَهُ، وَقَالَ ابْنُ رَسْلَانَ وَهَذَا غَيْرُ قَادِحٍ فِي الرِّوَايَةِ: لان الراوى ثقة فلا يسقط رواية اهـ^۲۔

۱۳۔ باب فی لبس الجبّة

منقش چادر پہننے کا بیان

۴۰۶۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ الْأَرْدِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْنَا لِأَنْسِ بْنِ مَالِكٍ: "أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَعْجَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟" قَالَ: الْجُبَّةُ.

ترجمہ: قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالکؓ سے دریافت کیا کہ کون سا لباس نبی اکرم ﷺ کو محبوب تھا؟ (راوی نے کہا کہ) کونسا لباس آپ ﷺ کا پسندیدہ تھا؟ تو حضرت انسؓ نے ارشاد فرمایا: جبّة (یہ یمن کی دھاری دار چادر ہے جو کہ مزین ہوتی ہے)۔

تخریج: صحیح البخاری - اللباس (۵۴۷۵) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۷۹) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۸۷) سنن النسائی - الزینة (۵۳۱۵) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۶۰) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۱۳۴/۳)

شرح الحدیث: جبّہ یعنی بردیمانی، یعنی چادر جو کتان یا قطن کی ہوتی ہے، سمیت جبّہ لاہا محبّہ، اُی مزینہ، والتحبیر التزیین

۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۸۴

۲ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۸۴

والتحسين (ہذل) ^(۱) اور تحفة الأوحدي میں ہے کہ جرہ برو دیمین کی ایک قسم ہے جس میں سرخ دھاریاں ہوتی ہیں اور کبھی سبز یا نیلی، یہ عربوں کے نزدیک اشرف الثياب ہے کیونکہ یہ سوت سے بنی جاتی ہے اور یا اس لئے کہ سبز رنگ ہوتی ہے جو کہ اہل جنت کا لباس ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے: كَانَ أَحَبَّ الْأَلْوَانِ إِلَيْهِ الْخَضَرَةُ عَلَى مَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَابْنُ الشَّيْخِ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الطَّبَقَاتِ قَالَ الْقُرْطُبِيُّ: سُمِّيَتْ خَضِرَةً لِأَنَّهَا تُخَيَّرُ أَبِي نُزَيْنٍ وَالتَّحْيِيدُ التَّحْسِينُ ^(۲) اور بعضوں نے وجہ محبت یہ لکھی ہے کہ اس میں سادگی ہے زیادہ زینت نہیں، نیز یہ کہ ایسا کپڑا میل خور ہوتا ہے جلدی میلا نہیں ہوتا اھ قال العارف الجابی:

طُ بَرُورِو اُور سِر اُزِرُو یمانی کہ روئے تست صبح زند گانی

والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

۱۴۔ بَابُ فِي الْبَيَاضِ

سفید لباس کا بیان

۴۰۶۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفُّوا فِيهَا مَوْتَكُمْ، وَإِنْ خَيْرَ أَكْحَالِكُمْ الْإِحْمَدُ: يَجْلُو الْبَصَرُ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرُ".

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے لباس میں سے سفید لباس پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہے اور سفید کپڑوں میں ہی اپنے مردوں کو کفن دیا کرو اور تمہارے سرموں میں بہترین سرمہ اٹھ ہے جو نظر کو روشن کرتا ہے (پلکوں) کے بالوں کو اگاتا ہے۔

شرح سنن أبي داود - اللباس (۴۰۶۱) سنن ابن ماجہ - ماجاء في الجنائز (۴۷۲) مسند احمد - من مسند بني هاشم (۲۴۷/۱)

شرح الحدیث حضرت ابن عباسؓ کی حدیث مرفوع ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو کہ وہ بہترین کپڑے ہیں، اور اسی میں اپنے اموات کو کفنایا کرو۔ آگے حدیث میں کھل اٹھ کا ذکر ہے جس کی روایت پہلے بھی گزر چکی۔ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجه مختصراً، قاله المنذرى۔

۱ ہذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۳۸۵

۲ تحفة الأوحدي بشرح جامع الترمذی - ج ۵ ص ۴۸۷

۱۵۔ بَابُ فِي غَسْلِ الثَّوْبِ وَفِي الْخُلُقَانِ

بوسیدہ کپڑے کا بیان اور کپڑے دھونے کا بیان

خُلُقَانِ جمع ہے خُلُق بفتح خاء کی مثل ذکر، و ذکران، پرانا کپڑا۔

۴۰۶۲۔ حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا مُسْكِينٌ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنَا عُفْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، نَحْوَهُ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّى، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى رَجُلًا شَعْرُهُ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فَقَالَ: «أَمَا كَانَ هَذَا مَائِي سَكِينٌ بِهِ شَعْرُهُ، وَرَأَى رَجُلًا آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ، فَقَالَ أَمَا كَانَ هَذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک شخص کو پرانگندہ حال دیکھا اسکے بال بکھرے ہوئے تھے تو ارشاد فرمایا کہ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے بال درست کر لے اور ایک دوسرے شخص کو دیکھا کہ اس نے میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے تو ارشاد فرمایا کیا اس کو اپنے کپڑے دھونے کے لئے کوئی چیز مہیا نہیں ہے۔

شرح الحدیث: سنن النسائي - الزينة (۵۲۳۶) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۶۲) مسند احمد - باقی مسند المكثرین (۳۵۷/۳)

باب کی پہلی حدیث میں ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے پاس حضور ﷺ تشریف لائے وہ آپ ﷺ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جس کے بال منتشر اور پرانگندہ تھے تو آپ نے فرمایا: «أَمَا كَانَ هَذَا مَائِي سَكِينٌ بِهِ شَعْرُهُ» کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس سے اپنے بالوں کی اصلاح کرے یعنی تریل، تدھین وغیرہ، وہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح آپ ﷺ نے ایک اور شخص کو دیکھا جس کے بدن پر میلے کپڑے تھے، وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ اس کو بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے اپنے کپڑوں کو دھو کر صاف کرے؟

اس حدیث میں بدن اور کپڑوں کی تنظیف کی ترغیب ہے کہ آدمی کو صاف ستھرا رہنا چاہئے، عمدہ اور قیمتی لباس تو اور چیز ہے وہ تو سادگی کے خلاف ہے، لیکن نظافت امر مطلوب ہے، باقی مطلوب ہونے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ آدمی کے بدن پر کپڑے میلے ہی نہیں ہوں، اور وہ ان ہی کی صفائی کے اہتمام میں لگا رہے، اعتمدال ہر چیز میں ضروری ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی ایک حکایت زہد اور سادگی کے بارے میں: ایک روایت یاد آئی جو ترمذی بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَدَانِي الْحَوْضِ میں جس کا مضمون یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے ابو سلام حبشی کو حوض کوثر کے بارے میں حدیث سننے کیلئے بلایا کہ انہوں نے سنا تھا کہ وہ حوض کے بارے میں ایک حدیث بیان کیا کرتے ہیں، انہوں نے دریافت کرنے

پر وہ حدیث سنائی جس میں حوض کوثر کا بیان ہے اور اس کے آخر میں یہ ہے: «أَوَّلُ النَّاسِ وَرُودًا عَلَيْهِ لُقَمَاءُ الْمُهَاجِرِينَ، الشُّعَثُ مَرُوضًا، الدُّنُسُ ثِيَابًا الَّذِينَ لَا يَتَكَبَّرُونَ الْمُتَنَعِمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السُّدَّةِ» قَالَ عُمرُ: «لِكَيْ تَنَكَّحَ الْمُتَنَعِمَاتِ، وَتُفْتَحَ لِي السُّدَّةُ، وَتَنَكَّحَ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا حَرَمَ أَيْ لَا أُغْسِلَ رَأْسِي حَتَّى يَشَعَثَ، وَلَا أُغْسِلَ ثَوْبِي الَّذِي يَلْبَسُ جَسَدِي حَتَّى يَتَسَيَّخَ» جس کا ترجمہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس حوض پر آنے والے قیامت کے دن فقراء مہاجرین ہوں گے جو (دنیا میں) پر اگندہ بالوں والے تھے، اور میلے کپڑوں والے، جو ناز پروردہ عورتوں سے شادیاں نہیں کرتے تھے اور نہ ان کی دنیوی حیثیت ایسی تھی کہ جن کیلئے دروازے کھولے جائیں، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے یہ حدیث سن کر اپنا جائزہ لیا اور فرمانے لگے کہ میرا حال تو ایسا نہیں ہے، میں نے تو ناز پروردہ سے شادی کی ہے اور میرے لئے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں، اور خلیفہ عبد الملک کی بیٹی فاطمہ سے میں نے نکاح کیا ہے، اب میں عہد کرتا ہوں کہ اپنا سر نہیں دھوؤں گا جب تک وہ پر اگندہ نہ ہو جائیں، اور اپنے بدن کے کپڑے نہ دھوؤں گا جب تک کہ وہ میلے نہ ہو جائیں^۱، حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے حالات اور ان کی سیرت قابل مطالعہ ہے، قدیم علماء کی ان کی سیرت پر تصنیفات بھی ہیں جن کے اردو تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں^۲، ان کی شروع میں جب یہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے بڑی امیرانہ شاہانہ زندگی تھی، خود ان کی ذاتی آمدنی بہت بڑی تھی، کتاب الخراج میں اس کا ذکر گزر چکا ہے لیکن خلافت کے بعد ان کے حالات میں بڑی تیزی سے انقلاب آیا جس کا اندازہ اسی مذکورہ روایت سے بھی ہو سکتا ہے۔

ویسے لباس کے بارے میں ہمارے اکابر نور اللہ مرقدہم کا ذوق مختلف رہا ہے، حضرت اقدس گنگوہیؒ نہایت صاف شفاف اور لطیف لباس پہنتے تھے، اسی طرح ان کے بعد ان کے خلیفہ حضرت اقدس سہارنپوریؒ اور ایسے ہی حضرت مولانا تھانویؒ جس کی تفصیل ان کی سوانحات سے معلوم ہوگی، اور قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نور اللہ مرقدہ کے یہاں بہت زیادہ سادگی تھی اور ایسے ہی ہمارے حضرت شیخ کے والد مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کا حال تھا والحدیث اخرجہ النسائی، قالہ المنذری۔

۴۰۶۳ - حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ دُونِ، فَقَالَ: «أَلَيْكَ مَالٌ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟» قَالَ: قَدْ آتَانِي اللَّهُ مِنَ الْإِبِلِ، وَالْغَنَمِ، وَالْحَيْلِ، وَالرَّقِيقِ، قَالَ: «فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيُرْ أَثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ، وَكَرَامَتِهِ».

۱ جامع الترمذی - کتاب صفة القيامة والرقائق والورع - باب ما جاء في صفة أواني الخوض ۲۴۴۴

۲ اس سلسلہ کی ایک نادر تالیف الإمام الفقیہ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الحکمؒ کی ہے، اس کا اردو ترجمہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے سیرۃ عمر بن عبد العزیزؓ کے نام سے کیا ہے جو مکتبہ لدھیانوی کراچی سے شائع ہوا ہے۔

شرح: ابوالاحوص اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے پاس پرانے کپڑوں میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا تم صاحب حیثیت شخص ہو؟ تو میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس کونسی انواع کے مال ہیں؟ تو میں نے عرض کیا کہ اللہ نے مجھے ہر طرح کا مال اونٹ، بکرے، گھوڑے، غلام عطا فرمایا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ نے تمہیں صاحب ثروت بنایا ہے تو اللہ پاک کے انعامات اور اس کی عطاؤں کا اثر تم پر ظاہر بھی ہونا چاہئے۔

ترجمہ: سنن النسائي - الزينة (۵۲۲۳) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۶۳) مسند احمد - مسند المکین (۴۷۳/۳) مسند احمد - مسند الشاميين (۱۳۷/۴) مسند احمد - مسند الشاميين (۱۳۷/۴)

شرح الحديث: ایک صحابی مالک بن نضله فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا پرانے اور گھٹیا سے کپڑوں میں، تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب قسم کا مال عطا فرمایا ہے اونٹ، بکری، گھوڑے، غلام، تو آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے تجھ کو مال عطا کیا ہے، فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيَذْكُرْ نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكَ، وَكَرَّمْتَهُ، تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور کرامت کا اثر تجھ پر دکھائی دے، معلوم ہوا مالدار آدمی کو تحدیث بالنعمة کے طور پر حسب حیثیت عمدہ لباس پہننا چاہئے۔ والحديث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۱۶۔ بَابُ فِي الْمَصْبُوغِ بِالْصُّفْرِ

زر درنگ میں رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا بیان

اور بعض نسخوں میں ”فِي الْمَصْبُوغِ بِالْصُّفْرِ“ ہے اور ہنا بھی چاہیے جیسا کہ حدیث الباب میں ہے، مصنف نے یہاں چار باب قائم کئے ہیں: ① پہلا لباس اصفریر، ② دوسرا لباس اخضریر، ③ اور تیسرا لباس احمریر، ④ اور چوتھا لباس اسودیر، اور ان چاروں کے استعمال کا حضور ﷺ سے ثبوت ہے، لیکن احمر کے بارے میں روایات میں اختلاف ہے، اس میں بعض روایات ثبوت کی ہیں اور بعض منع کی، اسی لئے مصنف نے بھی اس پر دو باب باندھے۔

۴۰۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَعْنَى ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَسْلَمَةَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَصْبُغُ لِحْيَتَهُ بِالْصُّفْرِ حَتَّى تَمْتَلِي ثِيَابَهُ مِنَ الصُّفْرِ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْبُغُ بِالْصُّفْرِ فَقَالَ إِيَّيَّ «رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْهَا، وَقَدْ كَانَ يَصْبُغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتَّى عَمَامَتُهُ».

شرح: زید بن اسلم کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ اپنی داڑھی کو زرد رنگ سے اس قدر رنگتے کہ آپ کے کپڑے بھی اس رنگ سے بھر جاتے تھے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ یہ زرد رنگ کیوں لگاتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول

اللہ ﷺ کو زرد رنگ سے اپنے کپڑے رنگتے ہوئے دیکھا ہے اور حضور ﷺ کو اس زرد رنگ سے زیادہ کوئی رنگ پسند نہ تھا اور آپ ﷺ اس رنگ سے اپنے تمام کپڑے یہاں تک عمامہ بھی رنگ لیتے تھے۔

صحیح البخاری - الوضوء (۱۶۴) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۱۳) صحیح مسلم - الحج (۱۱۸۷) سنن النسائي - الزينة (۵۰۸۵) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۶۴) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۲۶) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۸/۲) موطأ مالك - الحج (۷۴۱)

یعنی حضرت ابن عمرؓ اپنی دائرہی میں خضاب اصفر کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کے کپڑے بھی اس رنگ میں بھر جاتے تھے، جب ان سے اسکے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو اپنے کپڑوں کو اس رنگ میں رنگتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ ﷺ کو یہ رنگ بہت پسند تھا، اور آپ ﷺ اسی رنگ میں اپنے تمام کپڑے رنگواتے تھے یہاں تک کہ اپنے عمامہ کو بھی۔

جو لون خالص اصفر ہوتا ہے جیسے سرسوں کے پھول اس کو ہمارے یہاں بسنتی رنگ کہتے ہیں اور جو زرد رنگ مائل بہ سرخی ہو اس کو گیر و کہتے ہیں جس کو عربی میں مغراء کہتے ہیں آگے حدیث میں آرہا ہے، اور جو کپڑا اس رنگ میں رنگا ہوا ہو اس کو گیر و اور مونث ہو تو گیر و، یہ صوفیانہ اور مردانہ رنگ ہے اور خالص اصفر وہ زنانہ رنگ ہے یہ یہاں مراد نہیں، بذل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر گیر و الباس غیر وں کا شعار نہ ہو تو پھر اس کا استعمال جائز ہے خاص طور سے عمامہ کے بارے میں حضرت نے یہ لکھا ہے^۱، ہندوستان میں بعض مذہبی ہندو سادھو قسم کے ایسے ہوتے ہیں جن کا سارا لباس اوپر سے نیچے تک گیر و ہوتا ہے، حضرت کا اشارہ اسی طرف ہے۔

متن میں جو آیا ہے: وَقَدْ كَانَ يَصْبِغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حضرت نے بذل میں کان کی ضمیر حضور اقدس ﷺ کی طرف مانی ہے، اور پھر اس کے بعد لکھا ہے: وَقَالَ عَلَى الْقَاهِرَةِ فِي الْمَرْقَاةِ: وَقَدْ كَانَ، أُمِّي ابْنُ عَمْرٍ، فَأَرْجِعِ الضَّمِيرَ إِلَى ابْنِ عَمْرٍ، وَهَذَا أَيْضًا مُحْتَمَلٌ، اسی طرح تَرْأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبِغُ بِهَا کے بارے میں منذری فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد خضاب لمحیہ بالصفرة ہے اور بعض دوسروں نے کہا کہ اس سے مراد صفرة ثياب ہے، لباس اصفر پہننا (بذل)^۲ والحدیث أخرجه النسائي، قاله المنذري۔

۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۸۸

۲ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۸۹

۱۷۔ باب فی الخضرة

سبز رنگ کا بیان

۴۰۶۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَعْنَى ابْنُ إِثَارٍ، حَدَّثَنَا إِثَارٌ، عَنْ أَبِي رَمَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نُحَوسٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ».

ترجمہ: ابو رمثہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے جسم مبارک پر دو سبز چادریں دیکھیں (جن کو آپ اوڑھے ہوئے تھے)۔

فتح جامع الترمذی - الأدب (۲۸۱۲) سنن النسائی - صلاة العیدین (۱۵۷۲) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۶۵)

شرح الحدیث: ابو رمثہ^۱ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں گیا تو آپ پر دو سبز چادریں دیکھیں۔ بظاہر چادر اور ازار مراد ہے، قال ابن رسلان وهو من لباس أهل الجنة ومن أنفع الألوان للأبصار^۲، نگاہ کے حق میں بہت مفید ہے۔ والحدیث اخرجه الترمذی والنسائی، قاله المنذرى۔

۱۸۔ باب فی الحمرة

سرخ رنگ کا بیان

ابن احرمر میں مذاہب ائمہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مرد کیلئے لباس احمر بلا کراہت مباح ہے اور حنفیہ کے اقوال اسکے اندر مختلف ہیں بعض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے مکروہ تحریمی اور بعض کے بلکہ اکثر کے کلام سے مکروہ تنزیہی وغیرہ وغیرہ، حتیٰ کہ ایک قول استحباب کا بھی ہے شامی میں اسکی پوری تفصیل ہے، علامہ شامی کا میلان زائد سے زائد کراہت تنزیہی کی طرف معلوم ہوتا ہے، اور سید الطائفہ حضرت اقدس گنگوہیؒ کی تقریر ترمذی الکو کب الدہی کی عبارت یہ ہے: والمذهب فی لبس الحمرة والصفرة ان المزعفر والمعصر ممنوع عنه الرجال مطلقاً والحمرة والصفرة غیر ذلك، فالتقوى علی جواهما مطلقاً لكن التقوى غیر ذلك والله تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب، یعنی مردوں کے حق میں مزعفر اور معصر تو مطلقاً ناجائز ہے اور حمرة اور صفرة دوسری چیز ہے ان کے بارے میں فتویٰ جواز کا ہے گو تقویٰ اس کے خلاف ہے اہ اس کا حاصل یہی ہوا کہ احمر و اصفر دونوں مردوں کے حق میں خلاف اولیٰ ہیں لون اصفر کے بارے میں کچھ تفصیل باب فی المصبوغ میں گزر گئی۔

۱ ابو رمثہ اور ان کے باپ کے نام میں اختلاف ہے فقیل رضاعة بن بشری، وقیل حبیب بن وہب۔

۲ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۹۰

اسکے بعد جاننا چاہیے کہ مصنف نے حرۃ کے بارے میں دو باب قائم کئے ہیں پہلے باب میں منع اور تشدید کی متعدد روایات ذکر کی ہیں، اور اسکے بعد باب الرخصة میں جواز کی روایات لائے ہیں، لیکن منع کی اکثر روایات پر محدثین نے کلام کیا ہے، کما یظهر بالرجوع الی الشروح۔

۴۰۶۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَارِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رِبْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعَصْفَرِ، فَقَالَ: «مَا هَذِهِ الرِّبْطَةُ عَلَيْكَ؟» فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ، فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ لَكُورًا لَهُمْ، فَقَدْ ثَنَيْتُهَا فِيهِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْقُبَا، فَقَالَ: «يَا عَبْدَ اللَّهِ، مَا فَعَلْتَ الرِّبْطَةُ؟» فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «أَلَا كَسَوْنَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ، فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ».

ترجمہ: عَمْرِو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک پہاڑی راستے سے اترے آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا مجھ پر ایک چادر ہے جو زرد رنگ میں رنگی ہوئی ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اپنے اوپر کیسی چادر اوڑھے ہوئے ہو؟ تو مجھے آپ ﷺ کی ناپسندیدگی کا علم ہوا پس میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا وہ تنور کے نیچے آگ جلا رہے تھے تو میں نے اس چادر کو اس تنور میں پھینک دیا پھر میں اگلی صبح حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبد اللہ! چادر کا کیا بنا؟ تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اہل خانہ میں سے کسی خاتون کو کیوں نہ پہنا دیا عورتوں کو اس زرد رنگ کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

تحجیح سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۶۶) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۰۳) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۹۶/۲)

شرح الحدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایک پہاڑی راستے سے اترے، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رِبْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعَصْفَرِ، یعنی آپ ﷺ نے میری طرف جو التفات فرمایا تو مجھ پر ایک ایسی چادر دیکھی جو عصفَر کے رنگ میں ہلکی سی رنگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اظہار کراہت فرمایا، میں اپنے گھر آیا جہاں تنور جل رہا تھا میں نے وہ اس کے اندر جھونک دی پھر جب میں آپ ﷺ کی مجلس میں اگلے روز حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے اس چادر کے بارے میں دریافت فرمایا، میں نے عرض کر دیا جو کچھ کیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مستورات میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دیا، اس میں کیا حرج تھا۔

اس حدیث کا تعلق مطلقاً حرم سے نہیں بلکہ معصفر سے ہے جو جمہور کے نزدیک بھی ممنوع ہے، صرف امام شافعی کے نزدیک مباح ہے، اور امام مالک نے مقدم اور غیر مقدم کی تفریق کی ہے اول مکروہ اور دوسرا غیر مکروہ، حالانکہ یہ غیر مقدم ہی تھا۔

۴۰۶۷ - حَدَّثَنَا عَمْرِو بْنُ عُثْمَانَ الْجُمُعِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: قَالَ هِشَامُ بْنُ الْغَارِ: "الْمُضَرَّجَةُ: الَّتِي لَيْسَتْ

بِمُشَبَّعَةٍ وَلَا الْمُؤَرَّدَةَ

ترجمہ: ہشام ابن الغاز کہتا ہے کہ الْمُضَرَّجَةُ سے مراد وہ چادر ہے جو نہ تو انتہائی شدید سرخ رنگ میں رنگی ہوئی ہو اور نہ بہت ہلکی سی لالی اپنے اندر لئے ہوئے ہو (بلکہ ان دونوں کے درمیان لال رنگ ہو)۔

شرح الحدیث: قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ الْغَازِ: "الْمُضَرَّجَةُ: الَّتِي لَيْسَتْ بِمُشَبَّعَةٍ وَلَا الْمُؤَرَّدَةَ" ہشام راوی مضرجہ کی تفسیر بیان کر رہا ہے کہ جو زیادہ گہرا نہ ہو اور نہ زیادہ ہلکا ہو مُشَبَّعَةُ یعنی تیز اور گہرا اور مُؤَرَّدَةُ، بمعنی حرۃ خفیفہ مثل الورود یعنی گلابی، دونوں کی نفی کی جا رہی ہے کہ نہ ایسا ہو اور نہ ایسا بلکہ دونوں کے درمیان جس کو مضرجہ کہتے ہیں، والحدیث اخرجہ ابن ماجہ، قالہ المنذری۔

اس حدیث کو مصنف نے مختلف طرق سے ذکر کیا ہے اور الفاظ بھی سب روایات کے آپس میں مختلف ہیں لہذا اس حدیث کو استدلال میں پیش کرنا مشکل ہے۔

۴۰۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ شُرَيْبِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ شُفْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو عَلِيٍّ الْكَلْبِيُّ: «أُرَاهُ وَعَلَيْ ثَوْبٌ مَصْبُوعٌ بِمَعْصَرٍ مُؤَرَّدٍ»، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» فَأَنْطَلَقْتُ فَأَحْرَقْتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ؟» فَقُلْتُ: أَحْرَقْتُهُ، قَالَ: «أَفَلَا كَسَوْتَهُ بَعْضَ أَهْلِكَ؟» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ثَوْرٌ، عَنْ خَالِدٍ، فَقَالَ: مُؤَرَّدٌ، وَطَاوُسٌ قَالَ: مَعْصَرٌ.

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں حضور ﷺ نے مجھے دیکھا، ابو علی لؤلؤی نے مجھے دیکھا، ابو علی لؤلؤی امام ابو داؤد کے شاگرد فرماتے ہیں کہ میرے استاد ابو داؤد نے اس جملے کے بعد یوں فرمایا: اور میرے اوپر گلابی زردی مائل قسم کا کپڑا تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: یہ کس رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہو؟ تو میں آپ ﷺ کی مجلس سے واپس گیا اور میں نے ان کپڑوں کو جلادیا تو حضور ﷺ نے (دوسری مجلس میں) ارشاد فرمایا: تم نے اپنے اس کپڑے کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جلادیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہل خانہ میں سے کسی خاتون کو پہنادیا ہوتا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ (چونکہ اس حدیث میں گلابی اور زرد دونوں رنگ والے کپڑے کا ذکر تھا) تو راوی نے خالد سے گلابی رنگ کا کپڑا اور طاوُس نے زرد رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے کا ذکر کیا ہے (تو گویا اوپر والی روایت میں ان دونوں الفاظ کو جمع کر دیا گیا)۔

تخریج: سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۶۸) - مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۶۴/۲)

۴۰۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَزَّابَةَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «رَأَى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم»۔

ترجمہ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا جس نے دوسرخ چادریں اپنے جسم پر ڈالی ہوئی تھیں پس اس شخص نے حضور ﷺ کو سلام کیا تو حضور ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔

جامع الترمذی - الأدب (۲۸۰۷) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۶۹)

شرح الحدیث یہ حدیث سنداً ضعیف ہے، ابو یحییٰ القاتات کے بارے میں منذری نے لکھا ہے: "لا یحتج بحديثه" والحدیث أخرجه الترمذی، قاله المنذری۔

۴۰۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ يَعْنَى ابْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ، مِنْ بَنِي حَارِثَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِجْلَيْهِمَا وَعَلَى إِبِلَيْهِمَا أَكْسِيَةً فِيهَا خُيُوطٌ عَهْنٌ مُجَمَّرٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أَرَى هَذِهِ الْحُمُرَةُ قَدْ عَلَتْكُمْ»، فَقُمْنَا سِرَاعًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَقَرَّ بَعْضُ إِبِلِنَا، فَأَخَذْنَا الْأَكْسِيَةَ فَذَرَعْنَاهَا عَنْهَا.

ترجمہ رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر (غزوہ احد وغیرہ) میں نکلے حضور ﷺ نے ہمارے کجاووں اور اونٹوں پر سرخ دھاری دار اونی چادریں دیکھیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں یہ سرخی تمہارے اوپر غالب آرہی ہے تو ہم حضور ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ہمارے بعض اونٹ ہماری اس تیزی کی وجہ سے بدکنے لگے پس ہم نے اپنی ان سواریوں پر سے چادریں اتار ڈالیں۔

سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۷۰) مسند احمد - مسند الکیمین (۴۶۳/۳)

شرح الحدیث حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے تو آپ ﷺ نے ہمارے کجاووں پر اور اونٹوں کے اوپر ایسی چادریں دیکھیں جن میں سرخ اون کی دھاریاں تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب آرہی ہے، ہم یہ سنتے ہی فوراً اپنے اونٹوں کی طرف دوڑے جس کی وجہ سے ہمارے اونٹ بھی بدکنے لگے تو ہم نے ان پر سے وہ چادریں اتار دیں۔

۴۰۷۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْوَيْهِ الطَّائِفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي أَبِي - قَالَ ابْنُ عُثْوَيْهِ الطَّائِفِيُّ: وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ - قَالَ: حَدَّثَنِي هَمَّصٌ يُعْنَى ابْنُ زُرْعَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ الْأَنْبَجِ السَّلِيجِيِّ، أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أُسْدٍ، قَالَتْ: «كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ زَيْنَبَ امْرَأَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَصْبُغُ ثِيَابَنَا لَهَا بِمَعْرَةَ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى الْمَعْرَةَ رَجَعَ، فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ زَيْنَبُ عَلِمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَ مَا فَعَلْتُ، فَأَخَذْتُ فَعَسَلْتُ ثِيَابَهَا، وَوَارَتْ كُلَّ مَحْمُورَةٍ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ رَجَعَ فَأَظْلَعَ، فَلَمَّا لَمْ يَرَ شَيْئًا دَخَلَ».

ترجمہ: بنو اسد کی ایک عورت کہتی ہے کہ میں ایک دن حضور ﷺ کی اہلیہ حضرت زینبؓ کے پاس تھی اور ہم مغرہ (سرخ مٹی) سے ان کے کپڑے رنگ رہے تھے اس دوران حضور ﷺ اچانک تشریف لے آئے تو آپ نے سرخ مٹی سے رنگتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ جب حضرت زینبؓ نے حضور ﷺ کا واپس تشریف لے جانا دیکھا تو ان کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اس رنگتے کو ناپسند فرمایا تو حضرت زینبؓ نے اپنے کپڑوں کو دھو ڈالا اور ساری سرخی چھپ گئی (ختم ہو گئی) پھر حضور ﷺ واپس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے جھانک کر دیکھا تو اب لال رنگ کی کوئی چیز نظر نہ آئی تو گھر میں داخل ہو گئے۔

شرح الحدیث: ایک خاتون قبیلہ بنو اسد کی کہتی ہیں کہ میں ایک روز ام المؤمنین حضرت زینبؓ کے پاس تھی اور ہم ان کے کپڑے رنگ رہے تھے مغرہ سے یعنی گیر و (سرخ مٹی) سے اچانک حضور ﷺ تشریف لے آئے، جب آپ ﷺ نے ہمیں رنگتا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ لوٹ گئے، جب حضرت زینبؓ نے یہ صورت حال دیکھی تو ان سب کپڑوں کو پانی میں دھو ڈالا جس سے ساری سرخی ان کی چھپ گئی پھر کچھ دیر بعد حضور ﷺ لوٹ کر تشریف لائے تو جھانک کر دیکھا، جب اس رنگ کو نہ دیکھا تو اندر داخل ہو گئے۔

حدیث پر اشکال اور اسکی توجیہ: عورتوں کیلئے سرخ لباس بالاتفاق جائز ہے اور اس حدیث سے بظاہر اس کی کرہت معلوم ہو رہی ہے، تو اس کے بارے میں حضرت گنگوہیؒ کی تقریر میں یہ ہے کہ یہ حضرت زینبؓ کا اپنا استنباط ہے کہ آپ ﷺ کا لوٹنا اس وجہ سے تھا، ہو سکتا ہے آپ ﷺ کا لوٹنا کسی اور حاجت کی وجہ سے ہو اور یہ گھر والے یہ سمجھے کہ آپ ﷺ کا لوٹنا اس رنگ کی وجہ سے ہے، ابن رسلان نے اس حدیث کی ایک دوسری توجیہ کی ہے اور حافظ منذری نے اس کی سند پر کلام کیا ہے، (بذل^۱) یہ حضرت نے جو حدیث کی توجیہ فرمائی یہی راجح معلوم ہوتی ہے، اور حدیث میں اس کی نظیر بھی ہے، چنانچہ آگے باب فی تطویل الجمعة میں آرہا ہے حضرت وائل بن حجرؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آیا جب کہ میرے بال لمبے تھے، آپ ﷺ نے مجھ کو دیکھ کر فرمایا اَبَا بَابٍ دُبَابٍ^۲ یعنی آپ ﷺ نے اظہار کرہت فرمائی، میں لوٹ گیا اور جا کر بال کو کاٹ دیا، اگلے روز میں جب آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مراد نہیں تھے، یعنی تم غلط سمجھے میں نے وہ لفظ تمہارے بارے میں نہیں کہا تھا، باقی یہ زیادہ بہتر ہے، یعنی زیادہ لمبے بالوں کو کاٹ کر چھوٹا کر دینا۔ اس پر حضرت نے بذل میں لکھا ہے: توفي الحدیث دلیل علی أن بعض الصحابة (فی بعض الاحیان)

① بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۳۹۶-۳۹۷

② سنن ابی داؤد - کتاب الترجل - باب فی تطویل الجمعة ۴۱۹۰

قد یغلط فی ذہم مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اھ ①۔

۱۹۔ باب فی الرخصة فی ذلك

سرخ رنگ کی اجازت کا بیان

۴۰۷۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ التَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، وَرَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حُمْرَاءَ، لَمْ أَرِ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ».

ترجمہ: براء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بال کانوں کی لوت تک پہنچ رہے ہوتے تھے اور میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑا زیب تن فرماتے ہوئے دیکھا اور میں نے اس سرخ جوڑے میں آپ ﷺ سے زیادہ حسین ترین کسی کو نہیں دیکھا۔

شرح الحدیث: حضرت براء فرماتے ہیں، کہ آپ ﷺ کے بال یعنی پنٹھے تھے جو بعض مرتبہ کانوں کی لوت تک پہنچتے تھے، اور دیکھا میں نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑے میں، اور کبھی میں نے کوئی چیز آپ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھی۔

یہ حدیث لبس احمر میں جمہور کی دلیل ہے اور حنفیہ کے نزدیک بیان جواز پر محمول ہے، اور ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ حلہ حمراء سے مراد یہ نہیں کہ وہ خالص سرخ تھا بلکہ یہ کہ اس پر سرخ دھاریاں تھیں کما تقدم فی تفسیر الحدیث۔ والحدیث اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی بمعناہ، قالہ المنذری۔

۴۰۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هَلَالِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْنَى يُخْطَبُ عَلَى بَغْلَةٍ، وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرٌ، وَعَلَيْ رَاحِي اللَّهِ عَنْهُ أَمَامَةٌ يُعَدُّ عَنْهُ».

ترجمہ: ہلال بن عامر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو منیٰ میں دیکھا (یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے) کہ آپ ﷺ خچر پر خطبہ دے رہے تھے اور آپ ﷺ ایک سرخ چادر اوڑھے ہوئے تھے اور حضرت علیؑ آپ ﷺ کے سامنے کھڑے آپ ﷺ کی بات (باوازا بلند) لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔

شرح الحدیث: یعنی آپ ﷺ منیٰ میں ایک خچری پر سوار خطبہ دے رہے تھے جب کہ آپ ﷺ کے اوپر سرخ چادر تھی، اور حضرت علیؑ آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے آپ ﷺ کی ترجمانی کر رہے تھے یعنی بلند آواز سے آپ ﷺ کی بات دوسروں تک پہنچا رہے تھے۔

۲۰۔ باب فی السَّوَادِ

سیاہ رنگ کا بیان

۴۰۷۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "صَنَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةً سَوْدَاءَ، فَلَبِسَهَا، فَلَمَّا عَرَفَ فِيهَا وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ، فَقَذَفَهَا - قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: - وَكَانَ تَعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ".

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے لئے ایک سیاہ چادر سیاہ رنگ میں رنگی تو آپ نے اس کو زیب تن فرمایا پھر گرمی کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو گئے تھے تو اس میں آپ ﷺ کو اون کی بو محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کو اتار دیا۔ راوی کہتا ہے: آپ ﷺ خوشبو پسند فرماتے تھے۔

شرح: سنن أبي داود - اللباس (۴۰۷۴) مسند احمد - باقی مسند الانصاف (۱۳۲/۶)

شرح الحدیث: یعنی لباس اسود، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کے لئے چادر سیاہ رنگ میں رنگی جس کو آپ ﷺ نے اوڑھا، پس جب آپ ﷺ کو اس میں پسینہ آیا تو آپ ﷺ کو اون کی بو محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کو اتار دیا۔ راوی کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو خوشبو پسند تھی۔

بذل میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے سیاہ لباس کا جواز ثابت ہوا جو متفق علیہ ہے، آپ ﷺ سے سیاہ لباس چادر اور عمامہ دونوں کا استعمال ثابت ہے^۱۔ والحدیث، اخرجہ النسائی مسنداً ومرسلاً، قالہ المنذرى۔

۲۱۔ باب فی الھَدَبِ

کپڑے کے جھال کا بیان

اس کو (الھدب) صرف ایک ضمہ اور ضمتین دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، قاعدہ ہے کہ ہر ذی ضمتین میں ثانی کو تخفیفاً ساکن پڑھنا جائز ہے، ہدبہ کا ترجمہ جھال سے کرتے ہیں، چادر اور رومال کے کناروں پر جو دھاگے سے ہوتے ہیں، دراصل وہ صرف تانا ہوتا ہے بغیر بانا کے اور کبھی اس میں گرھیں بھی لگا دیتے ہیں۔

۴۰۷۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدَةَ أَبِي جَدَاشٍ، عَنْ أَبِي مَرْثَمَةَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلِيمٍ، قَالَ: «أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لِحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ، وَقَدْ وَقَعَ هَدْبُهَا عَلَى قَدَعِيهِ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اکڑوں بیٹھے ہوئے ایک چادر اپنی ٹانگوں پر ڈالے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی چادر کے جھالر آپ ﷺ کے قدم مبارک پر گر رہے تھے۔

سنن أبي داود - اللباس (۴۰۷۵) مسند احمد - اول مسند البصريين (۶۳/۵)

شرح الحديث: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں آیا جب کہ آپ ﷺ ایک چادر سے گوٹ مار کر بیٹھے ہوئے تھے، اور آپ ﷺ کی چادر کے جھالر آپ ﷺ کے قدموں پر پڑے ہوئے تھے، جب وہ باندھ کر بیٹھنا یہ کبھی تو رد مال اور کپڑے کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی دونوں ہاتھوں سے حلقہ بنا کر۔

۲۲۔ بَابُ فِي الْعَمَائِمِ

عمامہ باندھنے کا بیان

۴۰۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلِبِيُّ، وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ غَامَةَ الْفَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءٌ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

صحیح مسلم - الحج (۱۳۵۸) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۳۵) سنن النسائی - مناسک الحج (۲۸۶۹) سنن النسائی - الزینة (۵۳۴۴) سنن أبي داود - اللباس (۴۰۷۶) سنن ابن ماجه - الجهاد (۲۸۲۲) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۵۸۵) مسند احمد - باقي مسند المكثرين (۳۶۳/۳) سنن الدارمي - المناسک (۱۹۳۹)

شرح الحديث: حدیث الباب میں ہے کہ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں فتح کے لئے داخل ہو رہے تھے تو اس وقت آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

وَدَخَلَ غَامَةَ الْفَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءٌ: اس پر اشکال یہ ہے کہ دو سہری روایت میں آتا ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ، وَعَلَى رَأْسِهِ مَغْفَرٌ^۱، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں، ہو سکتا ہے آپ ﷺ نے عمامہ باندھا ہو مغفر کے اوپر یا اس کے نیچے، نیز اس حدیث پر ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے بعض علماء نے سیاہ لباس کے جواز پر استدلال کیا ہے اگرچہ بیاض افضل ہے۔ لحدیث 'أَنْ خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيْضُ' الی آخر ما ذکر^۲۔ اور اسی طرح کی بات

① مسند الإمام أحمد بن حنبل - مسند المكثرين من الصحابة - مسند أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه ۱۳۴۳۶

② البشوا من ثيابكم البياض، فَأَمَّا مَنْ خَيْرُ ثِيَابِكُمْ (تَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَمُوسَى بْنُ مَاجَةَ) مِرْقَاةُ الْفَاتِحِ شرح مشكاة المصابيح - ج ۴ ص ۱۰۸

علامہ باجوریؒ نے لکھی ہے کہ اس روز آپ ﷺ کے سیاہ عمامہ کے اختیار کرنے میں ابیض پر جو کہ ممدوح ہے بہت سی مصاح ہیں ایک یہ کہ اس سے اشارہ ہے آپ ﷺ کی سوء دۃ یعنی سیادت کی طرف اور اسلام اور اہل اسلام کی بلندی کی طرف اور اس طرف کہ دین محمدی میں کوئی تغیر تبدیل نہ ہو گا اس لئے کہ سیاہ رنگ تبدیل و تغیر سے بہت بعید ہوتا ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۴۰۷۷ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُسَاوِيرِ الثَّوْرَانِي، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَذْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سُودَاءُ قَدْ أُرْخِيَ طَرَفَاهَا بَيْنَ كَيْفَيْهِ».

ترجمہ: جعفر بن عمرو بن حرث اپنے والد عمرو بن حرث سے نقل کرتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو منبر پر (خطبہ دیتے ہوئے) دیکھا اور آپ ﷺ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے، آپ ﷺ اس عمامہ کا شملہ اپنے کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔

تحیح: صحیح مسلم - الحج (۱۳۵۹) سنن النسائی - الزینة (۵۳۴۳) سنن أبي داود - اللباس (۴۰۷۷) سنن ابن ماجه - إقامة الصلاة والسنة فيها (۱۱۰۴) سنن ابن ماجه - الجهاد (۲۸۲۱) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۵۸۴) مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (۳۰۷/۴)

۴۰۷۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْعَسْقَلَانِيُّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَرْكَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مَرْكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَرَعهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " قَالَ مَرْكَانَةُ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «فَرَّقُوا مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الشُّرَكِيِّينَ، الْعِمَامَةُ عَلَى الْقَلَانِسِ».

ترجمہ: ابو جعفر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رکانہ نے حضور ﷺ سے کشتی کی (یہ مشہور پہلوان تھے) تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو پچھاڑ دیا (ہرا دیا)۔ رکانہ راوی کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان امتیازی شان یہ ہے کہ ہم ٹوپی پہن کر عمامہ باندھتے ہیں (کیونکہ مشرکین بغیر ٹوپی کے ننگے سر عمامہ باندھتے تھے)۔

تحیح: جامع الترمذی - اللباس (۱۷۸۴) سنن أبي داود - اللباس (۴۰۷۸)

شرح الحدیث: آپ ﷺ کے ساتھ مصارعة رکانہ کا واقعہ: اس حدیث کے راوی رکانہ ہیں یعنی رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف اس حدیث میں ان کی مصارعت کا ذکر ہے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ، اور یہی سلسلہ نسب اس رکانہ کا بھی ہے جن کا ذکر کتاب الطلاق میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاث یا طلاق بتہ دی تھی، تہذیب الکمال للعمری میں تصریح ہے کہ یہ دونوں قصے ایک ہی شخص کی طرف منسوب ہیں اور یہ وہی رکانہ ہیں^۱۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ رکانہ جو مشہور پہلوان تھے انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کشتی کی لیکن آپ ﷺ نے ان کو بچھا دیا، مر اسیل ابو داؤد میں ہے کہ ایک بار اسکے پچھڑ جانے کے بعد اس نے دوبارہ کشتی کی اور پھر تیسری مرتبہ بھی کی، تینوں بار آپ ﷺ نے اسکو بچھا دیا، اور ہر مرتبہ میں آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری لی جس کا معاہدہ ہوا تھا، اس واقعہ کے بعد اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اے محمد (ﷺ) اس سے پہلے کبھی کسی شخص نے میرے پہلو کو زمین سے نہیں لگایا تھا اور آپ ﷺ بھی ایسے نہیں ہیں جو مجھے بچھاڑ سکتے یعنی آپ ﷺ کے ساتھ کوئی اور طاقت معلوم ہوتی ہے، اور پھر اسکے بعد وہ اسلام لے آیا اور آپ ﷺ نے اسکے لئے دعاء فرمائی اور بعض روایات میں ہے کہ اس نے یہ کہا کہ تمہیں تمہارے رب نے اس وقت عزت بخشی ہے اور مجھ کو میرے رب لات وعزی نے ذلیل کیا اور وہ میرے اس وقت کام نہ آئے، ہبک الذی اعزک وخذلنی اللات والعزی، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے اسکی تینوں بکریاں لے لیں تو وہ پچھتا کر کہنے لگا کہ میں اب ان بکریوں کے بارے میں اپنے گھر والوں کو کیا جواب دوں گا، ایک بکری کے بارے میں تو کہہ دوں گا کہ اسکو بھیڑیے نے کھالیا اور ایک کے بارے میں اس نے کچھ اور بہانہ بیان کیا، (غالباً یہ کہ وہ لنگڑی ہو گئی) اور کہنے لگا کہ تیسرے کے بارے میں کیا جواب دوں گا، آپ ﷺ نے یہ سن کر اس سے فرمایا کہ ہم تجھ پر دو مصیبتیں نہیں جمع کریں گے، کہ تجھ کو بچھاڑیں بھی اور تجھ سے تاوان بھی لیں، اور پھر آپ ﷺ نے وہ بکریاں اسکو واپس فرمادیں۔

اس حدیث الباب کے آخر میں یہ ہے رکانہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سنایہ فرماتے ہوئے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق عمام علی القلائس سے ہے ٹوپوں پر عمامے یعنی مسلمان ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھتے ہیں بخلاف مشرکین کے کہ وہ بغیر ٹوپی اوڑھے عمامہ باندھتے ہیں^①، ملا علی قاری نے مرقاة^② میں اس مطلب کو طیبی اور ابن الملک وغیرہ شراح کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض شراح نے اسکا مطلب یہ بیان کیا کہ مشرکین صرف ٹوپی پر اکتفاء کرتے ہیں اور مسلمین ٹوپی کے اوپر عمامہ بھی باندھتے ہیں^③۔

آپ ﷺ سے نویں اور عمامہ دونوں کے معمول کا ثبوت ہے: نیز عون المعبود میں حافظ ابن القیم سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ سے تینوں طرح ثابت ہے صرف ٹوپی صرف عمامہ، اور ٹوپی کے اوپر عمامہ۔ وفي الجامع الصغیر بروایة الطبرانی عن ابن عباس قال کان یلبس قلنسوة بیضاء اھ^④۔

① ہذل المجہود فی حل ابی داود - ج ۱۶ ص ۴۰۳

② مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح - ج ۸ ص ۲۱۵

③ عون المعبود شرح سنن ابی داود - ج ۱۱ ص ۱۲۹

④ عون المعبود شرح سنن ابی داود - ج ۱۱ ص ۱۲۹

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سفید ٹوپی اوڑھتے تھے حضرت امام بخاریؒ نے کتاب اللباس میں باب العمامہ کا ترجمہ قائم کیا لیکن لبس عمامہ کی کوئی روایت نہیں ذکر کی بلکہ کتاب الحج کی روایت لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ^۱ پر اکتفاء فرمایا، حافظؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کے نزدیک ان کی شرط کے مطابق چونکہ عمامہ کے بارے میں کوئی حدیث نہ تھی اس لئے ایسا کیا پھر اس کے بعد حافظ نے مسلم کی روایت ذکر کی عمرو بن حریث کی حدیث قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَمْرَجَتْ طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ^۲، کذا فی الابواب والتراجم، نیز اس میں یہ بھی ہے کہ علامہ سخاویؒ نے المقاصد الحسنہ^۳ میں فضیلت عمامہ کے بارے میں متعدد روایات ذکر کی ہیں مثلاً الْعِمَامَةُ تَجَنُّبُ الْعَرَبِ اور ایسے ہی عَلَيْنَا سِمَا الْمَلَائِكَةِ فَأَمْرُهَا خَلْفَ ظَهْرِكُمْ وغيرہ، نیز اس میں ہے کہ صَلَاةُ بِعِمَامَةٍ تُعَدُّ بِخَمْسٍ وَعَشْرِينَ، اور ایسے ہی، کعتان بعمامة أفضل من سبعين بغيرها یہ ثابت نہیں ہے الی آخر ما فی الابواب والتراجم۔

عمامہ کے ثبوت والوان وغیرہ میں علماء کی مستقل تالیفات^۴ : عمامہ کے موضوع پر متاخرین علماء میں سے ایک بڑے جید عالم محمد بن جعفر الکتانی المتوفی ۳۴۵ھ کی ایک مستقل تالیف ہے ”الدعامة لمعرفة احكام سنة العمامة“ جو عمامہ سے متعلق جملہ فروع اور جزئیات و صفات پر مشتمل ہے، انہوں نے اپنی اس کتاب کے شروع میں جن مصنفین نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں ان کے نام بھی لکھے ہیں، محدثانہ انداز میں انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے، جو قابل مطالعہ ہے۔

① صحیح البخاری - کتاب اللباس - باب العمامہ ۵۴۶۹

② فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱۰ ص ۲۷۳

③ المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة - ص ۲۹۱

④ اردو زبان میں اس سلسلے کی ایک مفید کتاب مولانا روح اللہ نقشبندی مدظلہ العالی نے ”عمامہ کے فضائل اور مسائل“ کے نام سے تحریر فرمائی ہے، جسے دارالاشاعت کراچی نے شائع کیا ہے۔

⑤ عمامہ بیضاء کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ اب تک مجھے کسی حدیث میں اس کی تصریح تو نہیں ملی لیکن شرح کے کلام سے اور حضور ﷺ کی عادت شریفہ یعنی بیاض کو غیر بیاض پر ترجیح سے ظاہر ایسی معلوم ہوتا ہے کہ غالب احوال میں آپ نے سفید ہی عمامہ استعمال فرمایا ہے اور غالباً عدم تصریح بیاض کا یہی منشاء بھی ہے کہ وہ تو آپ کا معمول اکثری تھا ہی اس کو کیا ذکر کیا جائے کیونکہ اہتمام اس چیز کے ذکر کا کیا جاتا ہے جس میں کچھ ندرت ہو اور خلاف عادت ہو، بخلاف اس چیز کے جو معمول اکثری اور مطابق عادت ہو، عام طور سے اس کے ذکر کی احتیاج نہیں سمجھی جاتی لان ذلك من باب الاخبار بما هو معلوم (عیان الراۃ بیاض) اس کتاب میں عمامہ سودا پر اور اس کی روایات پر مستقل فصل ہے اسی طرح ایک فصل عمامہ حر قانیہ پر قائم کی ہے جیسا کہ نسائی کی ایک روایت میں عمرو بن حریث کی روایت میں ہے رأیت علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمامة حر قانیة، اور ایک روایت میں ہے عمامة سوداء حر قانیة، اور ایک فصل میں عمامہ قطریہ قطریہ کو ذکر کیا ہے جیسا کہ ابو داؤد میں گذر چکا، حضرت انسؓ کی حدیث میں رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم يتوضأ وعليه عمامة قطرية الحديث، اور ایک مستقل فصل عمامہ صفر کے بارے میں قائم کی ہے جس میں ابن عمرؓ کی وہ روایت ذکر کی ہے جس میں یہ گذر چکا کن یصبغ بالصفرۃ ثیابہ صحی

اس کتاب میں انہوں نے الوان عمامہ پر بھی بہت سی نقول جمع کی ہیں، اور یہ کہ کس کس طرح کا عمامہ آپ ﷺ سے پہننا ثابت ہے اور انہوں نے ہر ہر لون سے متعلق الگ الگ فصلیں قائم کی ہیں۔ والحدیث اخرجہ الترمذی، قالہ المنذہری۔

۱۷۹: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ، الْقَطَفَانِيُّ، حَدَّثَنَا شَلَيْحَةُ بْنُ خَزَرِئُوذٍ، حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، يَقُولُ: «عَمَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي».

ترجمہ: عبد الرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرا عمامہ باندھا تو اس کا ایک شملہ میرے آگے کی جانب اور دوسرا شملہ پیچھے کی جانب لٹکا دیا۔

شرح الحدیث: **عمامہ میں شملہ کی بحث:** حضرت عبد الرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے میرے سر پر عمامہ باندھا تو اس کا ایک سرا میرے آگے کی جانب اور ایک پیچھے کی جانب لٹکا دیا گویا اسکے دو شملے تھے ایک سینہ پر اور ایک کمر پر، (بذل) اور عون المعبود^۱ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے پس اولیٰ یہ ہے کہ عمامہ کا سرا جس کو علامتہ عذنبہ اور دُبابہ بھی کہتے ہیں کہ صرف ایک بین الکتفین ہونا چاہئے جیسا کہ عمرو بن حریش کی روایت میں ہے یعنی صحیح مسلم کی روایت جو اوپر مذکور ہوئی، اسی طرح جامع ترمذی میں ابن عمر سے مروی ہے کَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَمَّمَ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ^۲، اور ابن عمر کے شاگرد نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے، اور امام نووی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ عمامہ کا استعمال شملہ اور بغیر شملہ کے دونوں طرح درست ہے اور منع کی روایت ترک شملہ سے ثابت نہیں^۳۔

اور خصائل میں شملہ کے بارے میں یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ اس کے بارے میں مختلف رہی ہے، شملہ چھوڑنے کا معمول اکثر تھا حتیٰ کہ بعض علماء نے یہاں تک لکھ دیا کہ بغیر شملہ کے باندھنا ثابت ہی نہیں، لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ گاہے بغیر شملہ چھوڑے بھی عمامہ باندھ لیتے تھے، اور شملہ چھوڑنے میں بھی مختلف معمول رہا ہے کبھی آگے دائیں جانب، کبھی پیچھے دونوں مونڈھوں کے درمیان، کبھی عمامہ کے دونوں سرے شملہ کے طریقہ پر چھوڑ لیتے تھے، علامہ مناوی نے لکھا

لَمْ يَكُنْ يَلْبَسُ عِمَامَةً، اور ایک فصل عمامہ خضراء کے بارے میں قائم کر کے بطور سوال و جواب کے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ سے عمامہ خضراء کا پہننا ثابت نہیں بلکہ بعض اشراف اور آٹھویں صدی ہجری کے سلاطین کی ایجاد ہے، انہوں نے سادات کے لئے تجویز کیا تھا سادات اور غیر سادات میں امتیاز کے لئے، نیز جنگ جنین کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ اس دن ملا کہ کا خاص لباس سبز عمامہ تھے۔

۱ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۴۰۳ و عون المعبود شرح سنن ابی داؤد - ج ۱۱ ص ۱۳۰

۲ جامع الترمذی - کتاب اللباس - باب فی سدل العمامۃ بین الکتفین ۱۷۳۶

۳ المجموع شرح المہذب - ج ۴ ص ۳۳۹ (مکتبۃ الإرشاد جدة)

ہے کہ ثابت اگرچہ سب صورتیں ہیں لیکن ان میں افضل اور زیادہ صحیح دونوں مونڈھوں کے درمیان پچھلی جانب ہے۔

آپ ﷺ کے عمامہ کا طول کتنا تھا؟ آپ ﷺ کے عمامہ کی پیمائش کے بارے میں حضرت شیخ خصال نبوی میں لکھتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے عمامہ کی مقدار مشہور روایات میں نہیں ہے طبرانی کی ایک روایت میں سات ذراع آئی ہے، بیجوری نے ابن حجرؒ سے اس حدیث کا بے اصل ہونا نقل کیا ہے، علامہ جزریؒ کہتے ہیں کہ میں نے سیر کی کتابوں کو خاص طور سے تلاش کیا مگر حضور ﷺ کے عمامہ کی مقدار مجھے نہیں ملی، البتہ امام نوویؒ سے یہ نقل کیا جاتا ہے کہ آپ کے دو عمامہ تھے ایک چھوٹا چھ ہاتھ کا منادویؒ کے قول کے موافق، اور سات ہاتھ کا۔ ملا علی قاریؒ کے قول کے موافق اور ایک بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا، صاحب مدخلؒ نے حضور اکرم ﷺ کے عمامہ کی مقدار فقط سات ہی ہاتھ بتائی ہے، دوسرا نہیں بتایا، عمامہ کا باندھنا سنت مسترہ ہے نبی اکرم ﷺ سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے: عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے، إلی آخرہ^①۔ اور الابواب والتراجم میں ہے نقلًا عن الحافظ وعن ابی الملیح بن اسامة عن ابیہ رفعہ: اغتصوا بزوادوا جُلْمًا، اخرجہ الطبرانی والترمذی فی العلل المفرد وضعفہ البخاری وقد صححه الحاکم فلم یصب، إلی آخر ما ذکر۔

۲۳۔ بَابُ فِي لِبْسَةِ السَّمَاءِ

سماء (ایک خاص قسم کی ہیئت) بنانے کی ممانعت

۴۰۸۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ، أَنْ يَخْتَبِيَ الرَّجُلُ مُفْضِيًا بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَيَلْبَسُ ثَوْبَهُ، وَأَخَذَ جَانِبَيْهِ خَارِجًا، وَيُلْقِي ثَوْبَهُ عَلَى عَاتِقِهِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے دو طرح کپڑے کی ہیئت بنانے سے منع فرمایا: ① ایک آدمی احتباء کرے اس طریقے پر کہ سامنے سے اس کی شرمگاہ آسمان کی طرف کھلی ہو۔ ② ایک آدمی چادر اس طرح اوڑھے کہ اس کا ایک طرف ڈھکا ہوا نہ ہو بایں طور کہ وہ کپڑے کا ایک کنارہ کاندھے پر ڈالا ہوا ہو۔

تخریج: سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۸۰) مسند احمد - باقی مسند المکتوبین (۳۸۰/۲)

شرح الحدیث: یعنی آپ ﷺ نے دو قسم کے پہناوے سے منع فرمایا ہے ایک یہ کہ آدمی احتباء کرے اس طرح کہ اس کی شرمگاہ سامنے کی طرف سے کھلی رہے۔ اور یہ اس وقت میں ہو گا جب بغیر ازار کے صرف ایک چادر میں احتباء کرے، چنانچہ دوسری روایت میں ہے: عَنْ الْأَخْبَتَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، اور دوسرے یہ کہ اپنی چادر کو اس طرح اوڑھے کہ اس کی ایک جانب

کھل جائے، یعنی جس جانب سے کپڑا اٹھا کر کاندھے پر ڈالا ہے، یہی مضمون دوسری حدیث میں بھی آرہا ہے فرق ترتیب کا ہے، پہلے حدیث میں احتباء کا ذکر مقدم ہے اور القاء علی عاتقہ کا جس کو صمء کہتے ہیں مؤخر ہے، اور دوسری حدیث میں ترتیب اس کے برعکس ہے، لبسة الصماء کی ایک تفسیر تو یہی ہے جو خود اس حدیث میں مذکور ہے اور صمء کی دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ چادر کو پورے بدن پر اس طرح لپیٹ لے کہ ہاتھ پاؤں سب اس کے اندر رہ جائیں اور ہاتھوں کا باہر نکلتا مشکل ہو جائے، یہ ماخوذ ہے الصخرة الصماء سے یعنی ٹھوس پتھر، اس طرح کہ لباس میں خوف سقوط رہتا ہے اور ایسے ہی کسی موذی جانور کو دفع کرنا بھی مشکل ہوتا ہے، استعمال الصماء اور استعمال اليهود کا ذکر کتاب الصلاة میں بھی گزر چکا۔

۴۰۸۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الصَّمَاءِ، وَعَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صماء کی ہیئت اختیار کرنے سے منع فرمایا اور ایک چادر میں احتباء (حبوة بنانے سے) منع فرمایا (بائیں طور کہ اس کا ستر کھل جائے)۔

صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۹۹) جامع الترمذی - الادب (۲۷۶۷) سنن النسائی - الزینة (۵۳۴۲) سنن أبي داود - اللباس (۴۰۸۱) مسند أحمد - باقی مستند المکتوبین (۲۹۳/۳) موطأ مالک - الجامع (۱۷۱۱)

۲۴ - بَابُ فِي حَلِّ الْأَزْمَارِ

۴۰۸۲ - بَابُ فِي حَلِّ الْأَزْمَارِ

ازارہ کی جمع ہے گریبان وغیرہ کی گھنڈی۔

۴۰۸۲ - حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - قَالَ ابْنُ ثَقَيْلٍ: ابْنُ قُشَيْرٍ أَبُو مَهْلٍ الْجَعْفِيُّ - حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ، حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: «أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، فَبَايَعْتَاهُ، وَإِنْ قَمِيصُهُ لَمُطْلَقُ الْأَزْمَارِ» قَالَ: «فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدَيَّ فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ، فَمَسِسْتُ الْحَائِمَةَ» قَالَ عُرْوَةُ: «فَمَا تَرَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ قَطُّ. إِلَّا مُطْلَقِي أَزْمَارٍ هَمَا فِي شِتَاءٍ وَلَا حَرٍّ، وَلَا يُزَيَّرُ تَرَانِ أَزْمَارٍ هُمَا أَبَدًا».

ترجمہ: معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ میرے والد قرہؓ نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں قبیلہ مزینہ کی جماعت کے ساتھ حاضر ہوا۔ پس ہم نے آپ ﷺ کی قمیص کے ہاتھ پر بیعت کی آپ ﷺ کی قمیص مبارک کے بٹن (گھنڈیاں) کھلے ہوئے تھے تو میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی قمیص کے گریبان میں ڈال کر خاتم نبوت کو چھوا۔ عروہ کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ (قرہ کے صاحبزادے) اور ان کے بیٹے کو ہمیشہ دیکھا کہ ان کی قمیص کی گھنڈیا (بٹن) کھلے ہوئے تھے سردی ہو

کہ گرمی اور وہ کبھی بھی سینے کی گھنڈیاں (بٹن) نہیں لگاتے تھے۔

سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۸۲) مسند احمد - اول مسند الدینین رضی اللہ عنہم اجمعین (۱۹/۴)

شرح الحدیث معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد قرہ بن ایاس نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہم نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ ﷺ کے قیص کی گھنڈیاں اس وقت کھلی ہوئی تھیں، میں نے آپ ﷺ کے گریبان میں ہاتھ داخل کر کے مہر نبوت کو چھوا، اس پر عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد معاویہ کو اور ان کے بیٹے (ایاس بن معاویہ) کو ہمیشہ اس حال میں دیکھا کہ ان کے قیص کی گھنڈیاں کھلی ہوئی ہوتی تھیں، گرمی کا موسم ہو یا سردی کا۔

اس حدیث میں معاویہ اور ان کے بیٹے کا حال تو مذکور ہے اس لئے کہ عروہ نے ان ہی دو کو دیکھا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ خصلت معاویہ نے اپنے والد قرہ بن ایاس صحابی سے حاصل کی ہے جنہوں نے حضور اقدس ﷺ کو اس حال میں دیکھا تھا۔ اس حدیث میں صحابہ اور تابعین کے اتباع سنت کا نمونہ پایا جاتا ہے اور اس پر بڑی پختگی کے ساتھ قائم رہنا، جعلنا اللہ تعالیٰ من اهل الاتباع وجنبنا الابتداء (بذل) اور حضرت گنگوہی کی تقریر میں یہ ہے کہ اگرچہ یہ طریقہ گریبان کھولنے کا خصوصاً نماز کی حالت میں خلاف اولیٰ ہے لیکن ان دونوں نے جو کچھ کیا وہ آپ ﷺ کے ساتھ تعلق اور محبت کی بنا پر کیا اسلئے یہ ان کے حق میں ہمیں توقع یہ ہے کہ مکروہ نہ ہو گا ①۔ والحدیث اخرجه الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۲۵۔ بَابُ فِي التَّقَنُّعِ

سر ڈھانپنے کا بیان

۴۰۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سَفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظُّهَيْرَةِ، قَالَ قَائِلٌ لَّيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ».

ترجمہ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم اپنے گھر میں دوپہر کے وقت بیٹھے تھے کہ ایک کہنے والے شخص نے ہمارے والد ابو بکر سے کہا کہ حضور ﷺ سر ڈھانپے ہوئے تشریف لارہے ہیں حالانکہ یہ ایک ایسا وقت تھا کہ آپ ﷺ اس وقت میں عموماً تشریف نہیں لاتے تھے۔ پس حضور ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ اجازت ملنے پر گھر میں داخل ہوئے۔

شرح صحیح البخاری - اللباس (۵۴۷۰) صحیح البخاری - الأدب (۵۷۲۹) سنن ابي داؤد - اللباس (۴۰۸۳)

شرح الحدیث

قصہ ہجرت کا ابتدائی حصہ: یہ واقعہ جو اس حدیث میں مذکور ہے قبل ہجرت مکہ مکرمہ کا ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم سب اپنے گھر میں عین دوپہر کے وقت میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک کہنے والے نے آکر والد صاحب (ابو بکر صدیقؓ) سے کہا کہ دیکھئے یہ حضور ﷺ تشریف لارہے ہیں سر پر کپڑا رکھے ہوئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس وقت میں آپ ﷺ کی تشریف آوری خلاف معمول تھی، یعنی عین دوپہر کے وقت میں، جب حضور ﷺ دروازہ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے استیذان کیا، اجازت پر آپ ﷺ اندر تشریف لے آئے۔ یہ طویل حدیث ہے قصہ ہجرت سے متعلق جو بخاری میں مذکور ہے، امام بخاری نے اس کو کتاب المناقب کے اخیر میں کتاب المغازی سے پہلے ذکر فرمایا ہے۔ بخاری کی روایت میں اس طرح ہے: **فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدَاءُ لَهٗ أَيُّ ذَا قُمِي وَاللَّهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّحَابَةُ يَا بَنِي أُنْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَخُذْ يَا بَنِي أُنْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَى رَاحِلَتِي هَاتَيْنِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَمَنِ الْحَدِيثُ ①۔** یعنی جب صدیق اکبرؓ سے کہا گیا کہ حضور ﷺ تشریف لارہے ہیں تو وہ فرمانے لگے آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں واللہ آپ ﷺ کو اس وقت خلاف معمول کوئی بڑی چیز لیکر آئی ہے، اندر تشریف لانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ غیر متعلق شخص کو یہاں سے الگ کر دو، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان یہاں تو سب آپ ﷺ ہی کے گھر والے ہیں کوئی اجنبی نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا (اچھا مجھے یہ کہنا ہے) کہ مجھے مکہ سے خروج کی اجازت ہو گئی ہے اس پر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ آپ ﷺ پر قربان ہو مجھ کو ساتھ رکھے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ضرور، پھر انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا باپ آپ ﷺ پر قربان ہو میری ان دو سواریوں میں سے ایک آپ ﷺ لے لیجئے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مگر قیمتاً، اس کے بعد بخاری میں طویل حدیث میں ہجرت کا پورا واقعہ مذکور ہے۔

تفہیم اور اسکی تحقیق و مواقع استعمال: مصنف نے اس حدیث پر التَّفَقُّع کا ترجمہ قائم کیا ہے جیسا کہ حدیث الباب میں ہے کہ آپ ﷺ اس وقت میں جو کہ دوپہر کا وقت تھا صدیق اکبرؓ کے مکان پر متقنعا تشریف لائے، اس پر بذل میں لکھا ہے: **أَيُّ مَغْطِيَا رَأْسِهِ إِمَّا حِفْظًا عَنْ حَرِّ الشَّمْسِ أَوْ احْتِفَاءً مِنَ الْكُفَّارِ،** یعنی آپ کا اپنے سر مبارک پر

کپڑا رکھنا یا تو دھوپ سے بچنے کیلئے تھا یا کفار سے چھپنے کیلئے^①۔ حضرت امام بخاری نے بھی کتاب اللباس میں باب العمائم کے بعد باب التقعن بھی قائم فرمایا ہے، اس پر حافظ لکھتے ہیں: وَهُوَ تَغْطِيَةُ الرَّأْسِ وَأَكْثَرُ الْوُجُوهِ بِرَدَائِ أَوْ غَيْرِ^②۔ یعنی سر اور چہرہ کا اکثر حصہ ڈھانکنا کسی چادر یا رومال سے، اور امام ترمذی نے بھی شمائل میں باب باندھا باب ما جاء في تقعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اور پھر اس کے تحت انہوں نے حضرت انسؓ کی یہ حدیث ذکر کی: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَانَ ثَوْبَهُ ثَوْبَ رِيَاءٍ^③۔ آپ ﷺ بکثرت قناع استعمال کرتے تھے یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا وہ کپڑا (قناع) تیلی کا کپڑا ہے اور اسی قسم کی حدیث امام بخاری نے بھی باب التقعن میں ذکر فرمائی ہے: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عَصَابَةٌ دُسْمَاءُ^④۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر پر چکناسا رومال تھا، لیکن امام ابو داؤد نے باب التقعن ترجمہ قائم کر کے بجائے شمائل والی حدیث کے حدیث الحجرة کو ذکر فرمایا اور ظاہر ہے کہ حدیث الحجرة میں جو تقعن مذکور ہے وہ اسکے علاوہ ہے جو امام بخاری نے کتاب اللباس اور امام ترمذی نے شمائل میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ دونوں حدیثوں میں غور کرنے سے سمجھ میں آ رہا ہے، حضرت سہارنپوریؒ نے بذل میں تقعن کی جو شرح اور مصلحت بیان فرمائی ہے حدیث الحجرة والے تقعن کے وہی مناسب ہے^⑤۔ جس میں سر اور اکثر چہرہ کا تغطیہ ہوتا ہے جیسا کہ حافظ کے کلام سے تقعن کی تفسیر میں ہم لکھ چکے ہیں، اور حدیث شمائل کا تقعن وہ اور چیز ہے یعنی عمامہ کے نیچے کوئی رومال اس غرض سے رکھنا تاکہ تیل کی چکناسٹ سے عمامہ خراب نہ ہو یہاں تقعن سے بظاہر صرف تغطیۃ الرأس مراد ہے چہرہ سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ ہذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ والحديث اخرجه البخاري بنحوه في الحديث الطويل في الحجرة، قاله المنذري۔

① بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۶ ص ۴۰۸

② فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱۰ ص ۲۷۴

③ الشمائل المحمدية - للترمذی - ص ۵۶ (دار الكتب العلمية الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ)

④ صحیح البخاری - کتاب اللباس - باب التقعن

⑤ ہمارے بعض مشائخ بھی اس طرح کا تقعن کرتے تھے میں نے سنا ہے کہ حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب کیمیل پوری مظاہر علوم کے صدر مدرس جو کہ حضرت تھانوی کے اجل خلفاء میں تھے جن کا معمول حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب کی بعد العصر کی مجلس میں مدرسہ سے حضرت شیخ کے مکان پر جب تشریف لاتے تھے تو راستہ میں اپنے سر اور چہرہ پر تولیہ رکھ کر تشریف لاتے تھے اس میں ایک مصلحت یہ بھی ہوتی ہے کہ راستہ میں بے عمل کسی چیز پر نظر نہ پڑے اور یہ جو آجکل رومال اوڑھنے کا طریقہ جاری ہے خصوصاً عربوں میں کہ سر پر رومال کا القاء بغیر ضم طرفین کے کر لیتے ہیں یہ حدیث والا تقعن نہیں ہے بلکہ یہ سدل کی ایک نوع ہے اور سدل کا حدیث میں مستقل ذکر آتا ہے جسکی فقہاء اور شراح حدیث نے مختلف صورتیں بیان کی ہیں اب یہ کہ اسکی نوع ممنوع میں داخل ہے یا نہیں، یہ امر آخر اور غور طلب ہے۔

۲۶۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ

پا نیچے لٹکانے کا بیان

اسبال ازار کو حدیث میں جر ازار سے بھی تعبیر کیا گیا ہے یعنی کپڑا خواہ وہ ازار ہو یا قمیص اس کو اتنا دراز کرنا اور لٹکانا جس سے ستر کعبین ہو جائے، حدیث میں اسکی ممانعت آئی ہے چنانچہ حدیث الباب میں ہے۔ وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِذَا لَكَ الْإِزَارُ، اور باب کی دوسری روایت میں ہے مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِطْلَاءً لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ علماء نے لکھا ہے کہ اسبال ازار اگر تکبراً ہے تو حرام ہے اور اگر لا علمی یا بے توجہی کی وجہ سے ہے تو مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر بلا مقصد عذراً ہے تو مباح ہے جیسا کہ صدیق اکبرؓ کے بارے میں حدیث میں مذکور ہے جسکی وجہ شرح نے یہ لکھی ہے کہ صدیق اکبرؓ تحیف الجسم تھے انکا ازار اپنی جگہ پر ٹھہرتا نہیں تھا نیچے کو سرک جاتا تھا، اور ہم نے اپنے مشائخ سے سنا کہ حضرت علیؓ کا ازار بھی نیچے کو سرک جاتا تھا جسکا منشا یہ تھا کہ وہ بطین تھے پیٹ آگے کو نکلا ہوا تھا۔

۴۰۸۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي غَفَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو ثَمِيمَةَ الْهَجِيمِيُّ - وَأَبُو ثَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ جُلَاجٍ - عَنْ أَبِي جُرَيْجٍ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يُصَدِّرُ النَّاسَ عَنْ رَأْيِهِ، لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَّرَ عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَرَّتَيْنِ. قَالَ: "لَا تَقُلْ: عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ" قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: «أَنَا رَسُولُ اللَّهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ حُمْرٌ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ غَامٌ سَنَةً فَدَعَوْتَهُ، أَنْتَبَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ فَقَرَاءَ - أَوْ فَلَاةٍ - فَصَلَّيْتَ رَأِحْلَكَ فَدَعَوْتَهُ، رَدَّهَا عَلَيْكَ»، قَالَ: قُلْتُ: اْعْهَدْ إِلَيَّ، قَالَ: «لَا تَسْتَبِثُ أَحَدًا» قَالَ: فَمَا سَبَبَتْ بَعْدَهُ حُرًّا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيرًا، وَلَا شَاةً، قَالَ: «وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهَكَ إِنْ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِذَا لَكَ الْإِزَارُ، فَإِنَّهَا مِنَ التَّخِيلَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ التَّخِيلَةَ، وَإِنْ أَمَرْتُ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ، فَلَا تُعَيِّرُهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّهَا وَبَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ».

ابو جری جابر بن سلیم کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ ان کی بات قبول کر کے (مان کر) ان کے پاس سے لوٹتے ہیں اور وہ کوئی بات نہیں فرماتے لیکن لوگ ان کے فرمان اور احکام کو ضرور تسلیم کرتے ہیں تو میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں تو میں حاضر خدمت ہوا اور میں نے حاضر ہو کر عرض کیا: عَلَيْكَ السَّلَامُ یا رسول اللہ دو مرتبہ اس طرح کہا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عَلَيْكَ السَّلَامُ مت کہو کیونکہ عَلَيْكَ السَّلَامُ مردے کیلئے تحفہ ہے (مردے کے حق میں دعا کا طریقہ ہے) بلکہ تم السَّلَامُ عَلَيْكَ کہو میں نے دریافت کیا: کیا آپ اللہ

کے پیغمبر ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بالکل میں اس اللہ کا فرستادہ ہوں کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تم اس سے مانگو تو وہ تکلیف کو دور کر دے اور وہ ایسا اللہ ہے کہ اگر تمہیں قحط سالی (خشک سالی) پہنچے اور تم اس سے دعا مانگو تو وہ تمہارے لئے زمین میں پیداوار اگا دے اور وہ ایسا اللہ ہے کہ اگر تم کسی ویران زمین میں ہو یا فرمایا تم کسی بنجر زمین میں ہو اور تمہاری سواری وہاں پر گم ہو جائے اور تم اس اللہ سے مانگو تو اللہ پاک وہ سواری تم پر لوٹا دیگا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر گز کسی کو گالی مت دینا راوی کہتا ہے میں نے اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے نہ کسی آزاد نہ غلام کو نہ اونٹ کو نہ بکری کو کوئی گالی دی (دوسری وصیت یہ کہ) کسی نیکی کو معمولی نہ جاننا اگرچہ اتنی چھوٹی سی بات ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ بات کرو (اس نیکی کو بھی چھوٹا نہ سمجھنا کیونکہ اس نیکی کا ثواب روز قیامت تک پہاڑوں کے بقدر ہو سکتا ہے)۔ یہ بھی نیکی میں داخل ہے (تیسری وصیت یہ کہ) اپنی شلوار کو آدمی پنڈلی تک رکھو اگر ایسا نہ کر سکو تو شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھو اور ٹخنوں پر شلوار لٹکانے سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ پاک تکبر کو پسند نہیں فرماتا اور اگر کوئی آدمی تمہیں برا بھلا کہے اور ایسی چیز سے تمہیں عار دلائے جو وہ تمہارے اندر جانتا ہے تو تم اس کو ایسے گناہ یا برے کام سے عار مت دلاؤ جو تمہیں اسکے متعلق معلوم ہے۔ کیونکہ اسکے گالم گلوچ اور عار دلانے کا وبال اسی پر پڑے گا۔

جامع الترمذی - الاستئذان والآداب (۲۷۲۱) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۸۴)

حَدَّثَنَا التَّغْلِبِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ جَانِبَيْ إِزَارِي يَسْتَرْحِي، إِي لَاتَعَاهِدْ ذَلِكَ مِنْهُ، قَالَ: «لَسْتُ بِمَنْ يَفْعَلُهُ خِيَلًا».

سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جو آدمی اپنے کپڑے کو تکبر کے ساتھ ٹخنوں کے نیچے لٹکائے پھرے اللہ پاک روز قیامت اس پر نظر رحمت نہیں فرمائیں گے تو اس پر حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میری تہبند کا ایک کنارہ بسا اوقات لٹک جاتا ہے لیکن میں اس کا بہت خیال رکھتا ہوں کہ یہ ٹخنوں پر نہ لٹک جائے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو متکبرانہ شان سے پانچوں کو لٹکائے۔

صحیح البخاری - المناقب (۳۴۶۵) صحیح البخاری - اللباس (۵۴۴۶) صحیح البخاری - الأدب (۵۷۱۵) صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۰۸۵) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۳۰) سنن النسائی - الزینۃ (۵۳۲۷) سنن النسائی - الزینۃ (۵۳۲۸) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۸۵) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۶۹) مسند أحمد - مسند الکثرین من الضحابة (۵/۲) موطأ مالک - الجامع (۱۶۹۶) موطأ مالک - الجامع (۱۶۹۸)

شرح الأخادیت حضرت جابر بن سلیمؓ فرماتے ہیں (یہ جب مدینہ میں پہلی بار تشریف لائے تو وہاں کا جو منظر دیکھا حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب کا اس کو بیان کر رہے ہیں) کہ میں نے یہاں ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ لوگ ان کی رائے کو لیکر لوٹتے ہیں یعنی آپ کی مجلس میں جو کچھ سنتے ہیں اس کو قبول کر کے آتے ہیں۔ تو میں نے پوچھا لوگوں سے کہ یہ کون صاحب

ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں میں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور سلام عرض کیا اور کہا: عَلَیْكَ السَّلَامُ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اس طرح مت کہو یہ طریقہ سلام کا (زمانہ جاہلیت میں) میت کے حق میں تھا بلکہ السَّلَامُ عَلَیْكَ کہو میں نے پوچھا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں اس اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ اگر تجھ کو کوئی ضرر پہنچے اور تو اس سے دعاء کرے تو اس کو وہ دور کر دے اور وہ ایسا ہے کہ اگر تجھ کو قحط سالی پہنچے اور تو اس سے دعا کرے تو وہ تیرے لئے گھاس وغیرہ اگا دے (یعنی بارش برسا کر) اور وہ اللہ ایسا ہے کہ اگر تو کسی جنگل بیابان میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے پھر تو اس سے دعاء کرے تو وہ اس کو تیری طرف لوٹا دے^۱۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے، آپ نے فرمایا کہ کسی کو ہر گز گالی مت دینا، وہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد پھر میں نے کسی کو گالی نہیں دی برا نہیں کہانہ کسی آزاد کو اور نہ کسی غلام کو، نہ انسان کو نہ جانور کو۔ اونٹ، بکری وغیرہ۔ اور فرمایا آپ نے کسی نیکی کو ہر گز حقیر نہ سمجھنا اور تو کسی سے مسکرا کر بات کرے یہ بھی نیکی ہے، (لہذا اسکو بھی معمولی چیز نہ سمجھنا) اور اپنی لنگی کو نصف ساق تک اٹھا، اور اگر یہ منظور نہ ہو تو صرف کعبین تک^۲ اور اپنے آپ کو اسبال ازار سے بچا کہ یہ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے یا یہ مطلب کہ یہ بھی تکبر کی ایک قسم ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتا۔

وَإِنْ أَمَرُوا شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا تَعْلَمُ فِيكَ، فَلَا تُعَيِّرْهُمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالَ ذَلِكَ عَلَيْنَا: اور اگر کوئی شخص تجھ کو گالی دے اور تجھ کو عار دلائے اس چیز سے جو وہ تیرے اندر جانتا ہے تو تو اس کو عار مت دلا اس عیب کے ساتھ جس کو تو اس کے اندر جانتا ہے اس لئے کہ اس کے عار دلانے کا وبال اس پر ہی پڑے گا، یہ آخری نصیحت بڑی جامع ہے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، اس میں دوسرے شخص کے واقعی عیب پر عار دلانے سے منع کیا گیا ہے چہ جائیکہ کسی شخص کو ایسے عیب کے ساتھ عار دلایا جائے جو اس کے اندر نہ ہو جیسا کہ لوگ مخالفت اور دشمنی میں کرنے لگ جاتے ہیں۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی لمختصراً، وقال الترمذی حسن صحيح، قاله المنذرى۔ وحديث ابن عمر رضى الله تعالى عنهما أخرجه البخارى والنسائی، قاله المنذرى۔

۴۰۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ،

۱ قال العلماء لاستجابته الدعاء شروط لا بد منها، فمنها أن يكون الداعي عالماً بأن لا قادر على حاجته إلا الله تعالى وحده، وإن الوسائط في قبضته ومسخرة بتسخره، وأن يدعو باضطراب وانقطاع فإن الله تعالى لا يقبل الدعاء من قلب غافل، (بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۱ ص ۴۰۹ - ۴۱۰)

۲ یعنی کعبین حد اور غایت ہے ازار کے لئے جس میں یہ غایت داخل نہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے أخرجه النسائی وضححه الحاكم ايضاً من رواية حذيفة رضى الله تعالى عنه بلفظ الأزار، إلى انصاف السائقين فإن ابیت فأسفل فإن ابیت فمن وراء السائقين ولا حق للكعبين في الأزار.

فَقَالَ: «اَذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، لَمْ سَكَتَ عَنْهُ، قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک صاحب ٹخنوں کے نیچے پانچے لٹکائے نماز پڑھ رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ وضو کر کے آؤ وہ صاحب گئے اور وضو کر کے آئے پھر حضور ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا دوبارہ جاؤ اور پھر وضو کر کے آؤ آپ کی مجلس میں ایک صاحب موجود تھے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کو وضو کرنے کو کیوں فرمایا؟ اور پھر آپ ﷺ نے نماز لوٹانے کا بھی نہیں فرمایا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص ٹخنوں سے نیچے پانچے لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ پاک ایسے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے جو پانچے لٹکا کر نماز پڑھے۔

شرح الحدیث: یہ حدیث کتاب الصلوة میں گزر چکی۔

۴۰۸۷ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خُرَشَةَ بْنِ الْحَرْثِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَأَعَادَهَا ثَلَاثًا، قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَقَالَ: «الْمُسْبِلُ، وَالْمَتَّانُ، وَالْمُتَّقِيقُ سِلْعَتَهُ بِالْخَلِيفِ الْكَاذِبِ - أَوْ الْقَاجِرِ -».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ تین اشخاص ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ پاک نہ تو ان سے بات فرمائیں گے نہ نظر رحمت فرمائیں گے نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ وہ نقصان اور گھائے میں پڑے ہیں حضور ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ لوگ تو نقصان اور خسارے میں ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ① وہ جو ٹخنوں سے نیچے پانچے لٹکاتا ہے ② احسان کر کے احسان جتلاتا ہے۔ ③ جھوٹی قسم کھا کر اپنے سامان کو بیچنے کی تدبیر کرنے والا (راوی کہتے ہیں) یا پھر (کاذب کی جگہ) فاجر فرمایا۔

شرح الحدیث: اس حدیث میں بھی اسباب ازار پر وعید ہے، والحدیث اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری.

۴۰۸۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خُرَشَةَ بْنِ الْحَرْثِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا، "وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ"، قَالَ الْمَتَانُ: الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَةً.

ترجمہ حضرت ابو ذرؓ حضور ﷺ سے اسی طرح حدیث نقل کرتے ہیں (امام ابو داؤد فرماتے ہیں) پہلی حدیث جس کو حفص بن عمر نے نقل کیا ہے وہ زیادہ مکمل ہے مسدد کی حدیث سے۔ ابو زرہؓ راوی نے فرمایا کہ منان وہ شخص ہے جو ہر چیز پر

احسان جتکائی۔

صحیح مسلم - الإيمان (۱۰۶) جامع الترمذی - البیوع (۱۲۱۱) سنن النسائي - الزکاة (۲۵۶۳) سنن النسائي - البیوع (۴۴۵۸) سنن النسائي - الزینة (۵۳۳۳) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۸۷) سنن ابن ماجه - التجارات (۲۲۰۸) مسند أحمد - مسند الأنصار رضي الله عنهم (۱۴۸/۵) سنن الدارمی - البیوع (۲۶۰۵)

۴۰۸۹ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرِو، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرِ التَّغْلِبِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: كَانَ يَدِمُهُ شِقُّ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْحُظْلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا، قَلَمًا يَجَالِسُ النَّاسَ، إِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ، فَإِذَا فَرَغَ، فَلَا يَمَامَا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ حَتَّى يَأْتِيَ أَهْلَهُ، فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: لَوْ رَأَيْتُنَا حِينَ التَّقِيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوَّ فَحَمَلْنَا لَنَا قُطْعَنَ، فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْعَلَامَةُ الْغَفَارِيُّ، كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِهِ؟ قَالَ: مَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ آخَرُ، فَقَالَ: مَا أَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا، فَتَنَازَعَا حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ لَا بَأْسَ أَنْ يُوجَرَ، وَيُحْمَدَ» فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سَرَّ بِذَلِكَ، وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَيَقُولُ: أَنْتَ سَمِعْتَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَمَا زَالَ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَكُولُ: لَيْتَنِي كُنْتُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْمُتَّقِيُّ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَهُ بِالْصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا» ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَعَمْ الرَّجُلُ حُرِيمٌ الْأَسَدِيُّ، لَوْ لَا طُولُ جُمُعَتِهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ»، فَبَلَغَ ذَلِكَ حُرِيمًا فَعَجَلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمُعَتَهُ إِلَى أُرُنْيِهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَابِ سَاقَيْهِ، ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلَى إِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا بَعْضَكُمْ، وَأَصْلِحُوا بَعْضَكُمْ، حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ، وَلَا الْفَقْشَ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ قَالَ: أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: «حَتَّى تَكُونُوا كَالشَّامَةِ فِي النَّاسِ».

ترجمہ: قیس بن بشر کہتے ہیں کہ میرے والد بشر بن قیس جو ابو الدرداء کے حلقہ بگوش لوگوں میں سے تھے نے فرمایا کہ دمشق میں حضور ﷺ کے صحابی تھے جن کو ابن الحظلیۃ کہا جاتا تھا وہ گوشہ نشین شخص تھے لوگوں کے ساتھ میل جول کم رکھتے تھے بس نماز میں اپنے آپ کو مشغول رکھتے تھے جب نماز سے فارغ ہوتے تو تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہو جاتے یا اپنی خانگی ضروریات کو پورا کرنے چلے جاتے ایک دن یہ صحابی ہمارے پاس سے گزرے ہم ابو الدرداء کی مجلس میں تھے

ابو الدرداء نے ان سے فرمایا کہ کوئی چھوٹی سی نصیحت کا کلمہ ہمیں فرماتے جانیے جو ہمارے لیے سودمند ہو اور آپ کا نقصان بھی نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ایک سریہ (جماعت) جہاد کیلئے روانہ فرمایا جب سریہ جہاد سے واپس لوٹ آیا تو ان سریہ والوں میں ایک صاحب جناب رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے اور اس آنے والے شخص نے اپنے پہلو میں بیٹھے صحابی سے کہا (یہ صحابی اپنے معرکہ کے واقعات سنا رہے تھے) جب ہماری دشمن سے مڈ بھڑ ہوئی تو وہ واقعہ قابل دید تھا کہ ہمارے قلائے ساتھی نے نیزہ (اسلحہ) اٹھا کر دشمن کو مارا اور مارتے وقت کہا کہ قبیلہ غفار کے نوجوان کی طرف سے یہ تحفہ قبول ہو۔ ذرا یہ بتاؤ کہ اس نے یہ جملہ جو کہا تھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تو اس صحابی نے جواب دیا میرے خیال میں اس غفاری نوجوان نے اپنے اس جملے سے اپنا ثواب ختم کر دیا (کیونکہ یہ تو ایک طرح سے فخریہ کلمہ ہے)۔ اسی مجلس میں بیٹھے دوسرے صحابی نے یہ بات سنی انہوں نے فرمایا میرے خیال میں اتنی بات کہنے میں کوئی حرج نہیں اب یہ دونوں جھگڑنے لگے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اس جملے کو سنا تو فرمایا سبحان اللہ اس میں کیا حرج ہے کہ آدمی کو ثواب بھی ملے اور اس کی تعریف بھی کی جائے (راوی کہتا ہے) میں نے ابو الدرداء کو یہ واقعہ سن کر خوش ہوتے ہوئے دیکھا اور وہ ان صحابی کی طرف سراٹھاتے اور بار بار یہ ہی سوال کرتے کہ واقعی آپ نے حضور ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے تو وہ جواب دیتے جی ہاں اور ابو الدرداء مسلسل یہ ہی دریافت فرماتے یہاں تک کہ میں سوچنے لگا کہ ابو الدرداء ان صحابی ابْنِ الحُظَلِیَّة کے گھٹنوں پر بیٹھ جائیں گے (بشر راوی کہتے ہیں کہ) ابْنِ الحُظَلِیَّة ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے تو ابو الدرداء نے اسی طرح فرمایا کہ ایک چھوٹے سے جملے کی نصیحت کیجئے کہ جو ہمارے لئے فائدہ مند ہو اور آپ کے وقت کا نقصان نہ ہو تو صحابی ابْنِ الحُظَلِیَّة نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ جو شخص (جہاد اور امور خیر میں) گھوڑے پر خرچ کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنے ہاتھ صدقہ دینے کے لئے کھولے رکھتا ہے اور اپنی مٹھی کبھی بند نہیں کرتا۔ (راوی کہتا ہے) پھر ایک تیسرے دن ان صحابی کا دوبارہ ہمارے پاس سے گزر ہوا تو ابو الدرداء نے (اسی طرح) ان سے فرمایا کہ ایک چھوٹے سے جملے میں نصیحت کیجئے جو ہمارے لئے فائدہ مند ہو اور آپ کیلئے نقصان دہ نہ ہو تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خیرم (ابن القاتک) الاسدی کتنے ہی اچھے شخص ہیں اگر ان کے بال زیادہ لمبے نہ ہوتے اور ٹخنوں تک پانچے نہ لٹکاتے یہ جملہ خیرم (صحابی) کو پہنچا تو انہوں نے جلدی سے چھری لی اور اس سے اپنے گیسو کاٹ ڈالے یہاں تک کہ بال کانوں تک رہ گئے اور لبینی شلوار کو اتنا اوپر کیا کہ شلوار آدمی پنڈلی تک رہ گئی (راوی کہتا ہے) پھر ابْنِ الحُظَلِیَّة ایک دن (چوتھی دفعہ) ہمارے پاس سے گزرے تو (اسی طرح) ان سے ابو الدرداء نے عرض کیا کہ ایک مختصر جملہ ارشاد فرمائیے جو ہمارے لئے فائدہ مند ہو اور آپ کے لئے نقصان دہ نہ ہو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (جب آپ ﷺ کسی غزوہ سے واپس تشریف لارہے تھے) تم اپنے بھائیوں (عزیزوں) کے پاس واپس جا رہے ہو لہذا اپنی سواریوں کے کجاوے درست کر لو اور اپنا لباس (حلیہ) درست کر لو یہاں

تک کہ تم لوگوں میں ایسے ممتاز ہو جاؤ جیسے جسم میں تل کا نشان۔ اللہ پاک فحش گوئی کرنے والے شخص کو پسند نہیں فرماتے اور نہ اس شخص کو جو قصداً (بتکلف) فحش کلام یا بری ہیئت اختیار کر لے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں ابو نعیم نے ہشام سے اسی طرح نقل کیا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کوگوں میں ایسے ممتاز ہو جاؤ جیسے کہ جسم میں تل کا نشان۔

سنن أبي داود - اللباس (۴۰۸۹) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۸۰/۴) مسند أحمد - مسند الشاميين (۱۸۰/۴)

شرح الحدیث یہ ایک طویل حدیث ہے جو متعدد احادیث پر مشتمل ہے جس کا مضمون یہ ہے: قیس بن بشر کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد یعنی بشر بن قیس نے بیان کیا میرے والد حضرت ابو الدرداءؓ کے جلسے تھے یعنی ان کے پاس ان کا زیادہ آنا جانا تھا میرے والد فرماتے ہیں کہ دمشق کے اندر ایک صحابی تھے جن کو ابْنُ الْمُظَلَّيَّةِ کہا جاتا ہے جو بہت یکسو تھے لوگوں سے بہت کم ملتے جلتے تھے ان کا مشغلہ نماز تھا اور نماز سے فارغ ہو کر تسبیح و تکبیر میں مشغول ہو جاتے اور پھر اپنے گھر آ جاتے میرے والد فرماتے ہیں کہ یہ صحابی ہمارے پاس کو گزرے جب کہ ہم ابو الدرداءؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب وہ گزر رہے تھے تو حضرت ابو الدرداءؓ نے ان سے عرض کیا کَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ (اجی ایسی بھی کیا بات ہے) کوئی جملہ ارشاد فرما دو کھڑے کھڑے جس سے ہمیں فائدہ ہو جائے گا اور آپ کا اس میں کچھ نقصان نہ ہو گا تو اس پر انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے ایک سریہ روانہ فرمایا تو جب وہ سریہ لوٹ کر آیا مدینہ میں تو اس سریہ والوں میں سے ایک شخص آیا اور حضور ﷺ کی مجلس میں آکر بیٹھ گیا تو اس آنے والے نے ایک اس شخص سے جو پہلے سے مجلس میں بیٹھا تھا اور اس کے برابر ہی میں تھا کہا کہ ایسا ہوا کہ جب ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے دشمن پر حملہ کیا یہ حملہ کرنے والا قبیلہ غفار کا تھا تو حملہ کرتے وقت وہ کہنے لگا خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْعَلَامَةُ الْغَفَارِيَّةُ کہ لے یہ انعام لیتا جا میری طرف سے تو بھی کیا یاد رکھے گا کہ میں غلام غفاری ہوں تو اس کے بارے میں اس خادم نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے اس نے جو یہ بات کہی اس کے بارے میں تو اس نے جواب دیا کہ میرے خیال میں تو اس کا سارا ثواب باطل ہو گیا یعنی اس فخریہ جملہ کی وجہ سے وہاں مجلس ہی کے ایک دوسرے شخص نے یہ بات سنی تو اس نے کہا کہ میرے خیال میں تو ایسا کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں اس بارے میں ان دونوں میں تنازع ہونے لگا آپ ﷺ نے بھی ان کی اس بات کو سن لیا تو اس پر آپ نے فرمایا، سُبْحَانَ اللَّهِ لَا بَأْسَ أَنْ يُوْجَرَ، وَيُحْمَدَ کہ اسمیں کچھ حرج نہیں کہ اس کو اس کے عمل کا اجر بھی ملے اور اس کی تعریف بھی کی جائے (اس لئے کہ حرب کے اندر کافر کے سامنے اپنی بڑائی ظاہر کرنا نہ صرف جائز بلکہ مطلوب اور مستحسن ہے کما و مہدی الحدیث راوی کہتا ہے، فَذَلِكَ أَبَا الدَّرْدَاءِ سَرَّ بِذَلِكَ کہ حضرت ابو الدرداءؓ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد سن کر بہت مسرور ہوئے پوری حدیث تو انہوں نے سر جھکا کر سنی تھی لیکن سننے کے بعد اظہار مسرت و تعجب کرتے ہوئے ان صحابی کی طرف جنہوں نے یہ حدیث بیان کی تھی سر اٹھاتے گئے اور ان کی طرف آگے کو بڑھتے گئے اور بار بار یہ کہتے رہے کہ کیا تم نے واقعی یہ بات حضور

ﷺ سے سنی ہے کیا واقعی تم نے یہ بات حضور ﷺ سے سنی ہے راوی کہتا ہے کہ وہ ان کی طرف اتنا بڑھتے گئے جس سے میں یہ سمجھنے لگا کہ اب کھڑے ہو جائیں گے (ایک حدیث تو یہ ہوئی کہ راوی کہتا ہے کہ پھر ایک اور دن وہ صحابی یعنی ابن الحنفلیہ ہمارے پاس کو گزر رہے تھے اس بار بھی حضرت ابو الدرداء نے ان سے فرمایا کَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ اس پر انہوں نے ایک اور حدیث سنائی کہ ہم سے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ خیل جہاد پر خرچ کرنے والا۔ مثل اس شخص کے ہے جو اپنے ہاتھ کو صدقہ کرنے کیلئے پھیلاتا ہی رہتا ہے اور کبھی سکیڑتا نہیں (یہ دوسری حدیث ہوئی) آگے راوی کہتا ہے کہ اسی طرح ایک اور دن وہ ہمارے پاس کو گزر رہے تھے پھر حضرت ابو الدرداء نے ان سے یہی درخواست کی کَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ اس پر انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے خرم اسدی کے بارے میں یہ فرمایا کہ نِعْمَ الرَّجُلُ خَرِيمُ الْأَسَدِيِّ، لَوْلَا طُلُوعُ جَمْعَتِهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ، کہ خرم اسدی کیسا اچھا آدمی ہے اگر اسکے پنٹھے زیادہ دراز نہ ہوتے اور وہ اسبال ازار نہ کرتا یعنی پھر تو اسکی خوبی کا کہنا ہی کیا یہ بات خرم کو بھی پہنچ گئی تو انہوں نے حدیث سنتے ہی قینچی ہاتھ میں لے کر اپنے پنٹھے کاٹ دیئے کانوں تک اور اپنا ازار کر لیا نصف ساق تک (یہ تیسری حدیث ہوئی کہ راوی کہتا ہے کہ پھر ایک دن اور وہ ہمارے پاس کو گزر رہے تھے۔ تو حضرت ابو الدرداء نے اپنا وہی جملہ دہرایا کَلِمَةٌ تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، اس پر انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ سفر سے واپسی میں مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو آپ نے اپنے سب ہمراہیوں سے فرمایا۔ اِنَّكُمْ قَادِرُونَ عَلَى اِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا اِرْخَالَكُمْ، وَأَصْلِحُوا اِلْيَاسَكُمْ، حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْقَحْشَ، وَلَا التَّقَشُّشَ، کہ اب تم اپنے عزیزوں اور بھائیوں کے پاس پہنچ رہے ہو تو اپنی سواریوں کے کجاوے درست کر لو اور اپنا لباس اور کپڑے بھی درست کر لو اور ایسے ممتاز ہو جاؤ گویا کہ تم لوگوں میں ایسے لگو جیسے بدن میں خال (تل) ہوتا ہے یعنی بالکل صاف ستھرے اور نمایاں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آدمی کی حالت کے بگاڑ کو پسند نہیں کرتا خواہ وہ بگاڑ طبعی ہو یا وقتی اور عارضی اس حدیث سے یہ مستفاد ہو کہ استقبال کرنیوالوں کی رعایت و اعزاز میں آدمی کو اپنی ہیئت درست کر لینی چاہیے۔

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ جب علی گڑھ کے سفر سے اپنی آنکھ کا آپریشن کرا کر لوٹ رہے تھے آنکھ پر سبز پٹی بندھی ہوئی تھی تو جب گاڑی مکان پر پہنچی تو گاڑی سے اترنے سے پہلے آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ آنکھ پر سے پٹی اتار دے کیونکہ پٹی کی وجہ سے چہرے کی ہیئت خراب سی معلوم ہوتی ہے اور حالانکہ لوگ استقبال کے لئے منتظر کھڑے ہیں تاکہ دوستوں سے اچھی حالت میں سامنا ہو۔

شامل ترمذی کی حدیث میں ہے کہ آپ ہر موقع اور محل کے مناسب اس کی تیاری فرمایا کرتے تھے لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهُ عَنَاءٌ

دوستوں سے اچھی اور مناسب حالت میں ملاقات کرنا اس میں صرف اپنے نفس کا احترام و عزت نہیں ہے بلکہ مخاطب کی بھی اس میں رعایت ہے^①، یہ ہیں تعلیم نبوی میں معاشرہ کی باریکیاں۔

۲۷۔ باب مَا جَاءَ فِي الْكِبَرِ

تکبر اور بڑائی کا بیان

۴۰۹۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَحَدَّثَنَا هَنَّادٌ يُعْنِي ابْنَ الشَّرِيفِ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ الْمُعَنَّى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ مُوسَى: عَنْ سَلْمَانَ الْأَعْرَجِ، وَقَالَ هَنَّادٌ: عَنْ الْأَعْرَجِ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - قَالَ هَنَّادٌ: - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: «الْكِبَرِيَاءُ بِرَدَائِي، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ».

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ہنادراوی کہتے ہیں کی حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے جس شخص نے ان دونوں میں سے کسی ایک چیز کو مجھ سے چھیننا چاہا میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔

صحیح مسلم - البدو الصلوة والآداب (۲۶۲۰) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۹۰) سنن ابن ماجہ - الزہد (۴۱۷۴) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۲/۴۸۸)

شرح الحدیث: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے یعنی یہ دونوں چیزیں میری مخصوص صفت ہیں تو جو شخص مجھ سے جھگڑتا ہے ان دو میں سے کسی ایک کے بارے میں تو میں اس کو جہنم میں پھینک دیتا ہوں، جھگڑنے سے مراد ان دو صفتوں کو اختیار اور استعمال کرنا ہے اور جو شخص دوسرے کی چیز استعمال کرتا ہے تو گویا وہ اس کے ساتھ جھگڑنے پر آمادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ تکبر بڑا سخت گناہ اور شرک کی لائن کی چیز ہے جس کا خمیازہ جھگڑنا ہی پڑے گا، یعنی اگر اس سے تائب نہ ہوا اور اگر سچے دل سے توبہ کر لی تو شرک کی طرح یہ بھی معاف ہو جاتا ہے اور توبہ کا دروازہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر وقت کھلا ہوا ہے اس کی طرف رغبت کرنی چاہئے اور کسی وقت بھی عاصی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔

ایک مرتبہ اپنے حضرت شیخؒ سے بھی سنا تھا اوپر فضا کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میدان میں تکبر کی گنجائش نہیں، حیوانی گناہوں کی تو کوئی زیادہ اہمیت نہیں لیکن یہ جاہی گناہ شیطانی گناہ ہے یہ بہت سخت چیز ہے۔ والحدیث

اخرجه ابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۴۹۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ يَحْيَى بْنُ عَمِيْنٍ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرَدَلٍ مِنْ كِبَرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرَدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْقُسْمَلِيُّ، عَنْ الْأَعْمَشِ، مِثْلَهُ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے دل میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا وہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ قسمی نے اعمش سے اسی طرح روایت کی ہے۔

تحقیق: صحیح مسلم - الإیمان (۹۱) جامع الترمذی - البر والصلة (۱۹۸) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۹۱) سنن ابن ماجہ - المقدمة (۵۹) سنن ابن ماجہ - الزهد (۴۱۷۳) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۳۹۹/۱)

شرح الحدیث: حدیث کے ان دونوں جملوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک منطقی طالب علم یہ نتیجہ ۱ نکالے گا کہ جس شخص کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر کبر بھی ہو گا اس قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ ہو گا بلکہ وہ ایمان سے خالی ہو گا بڑی سخت و عید ہے کبر کے بارے میں، مگر اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو اس طرح کی روایات مآؤل ہوتی ہے کہ دخول اولیٰ کی نفی ہے یعنی سزا پانے کے بعد جنت میں جائے گا یا یہ کہ دخول جنت کے وقت اسکے قلب میں کبر باقی نہیں رہے گا اور کبر کو ساتھ لے کر جنت میں نہیں جاسکتا کما قال اللہ تعالیٰ: وَتَرَعْنَا مَا فِي صُؤْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اور ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ کبر سے مراد ہے استکبار عن الإیمان۔ والحدیث اخرجہ مسلم و الترمذی و ابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۴۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَانَ رَجُلًا جَمِيلًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَجُلٌ حَبِيبٌ إِلَى الْجَمَالِ، وَأَعْطَيْتُ مِنْهُ مَا تَوَدَّى، حَتَّى مَا أُحِبُّ أَنْ يَفُوقَنِي أَحَدٌ، إِمَّا قَالِي: بِشَرِّكَ نَعْلِي، وَإِمَّا قَالَ: بِشَيْءٍ نَعْلِي، أَفَمِنْ الْكِبَرِ ذَلِكَ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ الْكِبَرُ مَنْ يَظُنُّ الْحَقَّ، وَغَمَطَ النَّاسَ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جو کہ بڑا حسین و جمیل تھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے خوبصورتی پسند ہے اور مجھے اس (خوبصورتی) میں سے جو حصہ ملا ہے وہ آپ ﷺ کے سامنے

۱ اس لئے کہ جملہ اولیٰ کا مقتضی یہ ہے کہ جس شخص کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر کبر ہو وہ جہنم میں جائے، اور جملہ ثانیہ میں اس کی تصریح ہے کہ جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو گا وہ جہنم میں نہ جائے گا۔ فالنتیجہ الی ذکرناھا ظاہرۃ۔

۲ اور نکالیں گے ہم جو کچھ ان کے دلوں میں فحش تھی (سورۃ الاعراف ۴۳)

ہے۔ یہاں تک کہ مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ کوئی شخص مجھ پر برتری لے جائے میری چپل کے تسمے کے برابر بھی..... راوی کہتا ہے کہ اس نے بِشْرَ الْثَعْلَبِيِّ کہا یا بِشْرَ ثَعْلَبِی کہا..... تو کیا یہ تکبر میں سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں تکبر تو حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

شرح الحدیث

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بہت حسین و جمیل شخص آیا اور اس نے آکر آپ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ایک ایسا شخص ہوں جس کو حسن و جمال بہت مرغوب اور پسند ہے اور مجھ کو یہ چیز عطا بھی کی گئی ہے جیسا کہ آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں یہاں تک کہ میرا حال حسن پسندی میں یہاں تک پہنچ گیا کہ مجھ کو یہ بات پسند نہیں کہ کوئی شخص بھی حسن میں مجھ پر فوقیت لے جائے ذرا سی چیز میں بھی مثلاً جوتے کا تسمہ بھی یعنی مجھ کو یہ بات بھی پسند نہیں کہ کسی شخص کے جوتے کا تسمہ بھی میرے جوتے کے تسمے سے خوبصورت ہو چ جائیکہ اس سے بڑی چیز میں اپنا سارا یہ حال بیان کر کے اس نے آپ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ یہ تکبر تو نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کوئی تکبر نہیں، وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ، وَغَمَطَ النَّاسَ، بلکہ متکبر وہ شخص ہے جو حق کا انکار کرے یعنی اپنی بات کی سچ میں وضوح حق کے بعد بھی اس کو تسلیم نہ کرے اور اپنی رائے پر اڑا رہے (اور اس کے ساتھ ساتھ) لوگوں کو حقیر سمجھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچھا کھانا اور عمدہ لباس پہننا یہ کبر کی حقیقت میں داخل نہیں، یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ زیادہ عالیشان لباس پہننے سے کبر پیدا ہو سکتا ہے سو یہ امر آخر ہے۔

۲۸ - بَابُ فِي قَدْرِ مَوْضِعِ الْإِزَارِ

تہبند کس جگہ تک لٹکایا جاسکتا ہے

۴۰۹۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِزَارِ، فَقَالَ: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطَتْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِزَارَةُ الْمُسْلِمِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، وَلَا حَرَجَ - أَوْ لَا جُنَاحَ - فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا كَانَ أَشْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ، مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرَ اللَّهُ يُنْظَرُ اللَّهُ إِلَيْهِ».

ترجمہ

علاء بن عبد الرحمن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے تہبند کے بارے میں استفسار کیا تو آپؓ نے ارشاد فرمایا: باخبر آدمی کے پاس آئے ہو، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان (مرد) کا تہبند آدمی پنڈلی تک ہونا چاہیے اور کوئی حرج نہیں جب کہ آدمی پنڈلی سے لیکر ٹخنوں (سے اوپر) تک ہو..... یا تو راوی نے لا حَرَجَ کہا یا لا جُنَاحَ (کوئی گناہ نہیں) کہا..... (تہبند کا) جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو گا وہ آگ میں ہو گا۔ جس شخص نے تکبر کی بناء پر اپنا تہبند لٹکایا یا اللہ جل شانہ روز قیامت اس پر نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔

شرح الحدیث سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۹۳) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۷۰) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۵/۳) موطأ مالک - الجامع (۱۶۹۹)

یعنی مسلمان کے ازار کی صفت نصف ساق تک ہے یعنی اولیٰ یہ ہے اور پھر نصف ساق سے آگے کعبین تک کی

مجبائش ہے اور جو اس سے نیچے ہے وہ مستحق نار ہے۔ والحدیث اخرجہ النسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۴۰۹۴ - حَدَّثَنَا هُتَاؤُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجَعْفِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ، وَالْقَمِيصُ، وَالْعِمَامَةُ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خِيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (تکبر کی وجہ سے) کپڑے کو لٹکانا تہبند، قمیص اور عمامہ (وغیرہ) میں بھی (حرام) ہے جس شخص نے ان میں سے کسی چیز کو بھی تکبر کی وجہ سے لٹکایا روز قیامت اللہ پاک اس کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

شرح صحیح البخاری - المناقب (۳۴۶۵) صحیح البخاری - اللباس (۵۴۴۶) صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۰۸۵) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۳۰) سنن النسائی - الزینۃ (۵۳۲۷) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۹۴) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۶۹) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۵/۲) موطأ مالک - الجامع (۱۶۹۶)

شرح الحدیث یہ ابن عمرؓ کی حدیث مرفوع ہے کہ اسبال کی کراہت جس طرح ازار میں ہے اسی طرح قمیص اور عمامہ کے اندر ہے یعنی عمامہ کا شملہ، جو شخص ان تین میں سے کسی میں بھی اسبال کریگا بطور تکبر تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائیں گے۔ والحدیث اخرجہ النسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۴۰۹۵ - حَدَّثَنَا هُتَاؤُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُمَيْةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: «مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِزَارِ، فَهُوَ فِي الْقَمِيصِ».

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جو (حرمت اور رخصت کی تفصیل) تہبند کے بارے میں ارشاد فرمائی وہ (تفصیل) قمیص کے بارے میں (اسی طرح دیگر کپڑوں مثلاً جبہ عمامہ وغیرہ میں) بھی ہے۔

شرح سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۹۵) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۱۰/۲)

۴۰۹۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ، أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْتِرُهُ، فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهِ مِنْ مُقَدِّمِهِ عَلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ، وَيَرْفَعُ مِنْ مَوْخَرِهِ، قُلْتُ: لِمَ تَأْتِرُهُ هَذِهِ الْإِزْرَةُ؟ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِرُهَا».

ترجمہ حضرت عکرمہ بیان فرماتے ہیں میں نے ابن عباسؓ کو دیکھا کہ وہ اس طرح تہبند باندھا کرتے تھے کہ تہبند کا اگلا کنارہ پاؤں کی پشت پر آنے لگتا اور تہبند پیچھے سے (مخنوں کی جانب سے) اوپر اٹھا ہوتا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا

آپ اس طرح تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو اسی طرح تہبند باندھتے دیکھا۔

شرح الحدیث حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا کہ جب وہ ازار پہننے تھے تو اپنے ازار کے سامنے کے حصہ کے کنارہ کو پاؤں کے پشت پر رکھ لیا کرتے تھے اور پچھلے کنارہ کو اوپر اٹھالیا کرتے تھے حاصل یہ کہ انکا تہبند آگے کی طرف سے ذرا جھکا ہوا ہوتا تھا اور پیچھے کی طرف سے ذرا اوپر کو اٹھا ہوا ہوتا تھا عکرمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ اپنا تہبند اس طرح کیوں باندھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

بذل میں لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایسا بیان جو از کیلئے کیا ہوا ^① کیونکہ بغیر خیلاء کے ایسا کرنا صرف خلاف اولیٰ ہے مجھے یاد ہے کہ حضرت شیخؒ نے یہ حدیث پڑھاتے وقت فرمایا تھا کہ دیکھو یہ جو مغلی پاجامہ ہوتا ہے اسکی اصل یہی تو نہیں؟ اہ مغلی پاجامہ کی ہیئت کچھ اسی طرح کی ہوتی ہیں کہ آگے کی طرف سے کچھ جھکا ہوا اور ایڑی کی طرف سے کچھ اٹھا ہوا حضرت نے یہ بات بطور ظرافت کے فرمائی تھی۔

۲۹۔ بَابُ فِي لِبَاسِ النِّسَاءِ

عورتوں کے پہناوے کا بیان

۴۰۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان عورتوں پر (لعنت فرمائی ہے) جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں اور ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں۔

تحقیق صحیح البخاری - اللباس (۵۵۴۶) صحیح البخاری - الحدود (۶۴۴۵) جامع الترمذی - الأدب (۲۷۸۴) سنن ابی داود - اللباس (۴۰۹۷) سنن ابن ماجہ - النکاح (۱۹۰۴) مسند احمد - من مستدبني هاشم (۲۲۶/۱) سنن الدارمی - الاستئذان (۲۶۴۹)

شرح الحدیث یعنی جو عورتیں صورت اور لباس میں مردوں کی مشابہت اختیار کریں ان پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور ایسے ہی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں۔

اس وعید کے عموم میں عورتوں کا سر کے بال چھوٹے کرنا مردوں کے پنٹھوں کی طرح اور مردوں کا ڈاڑھی منڈانا داخل ہو جائے گا جس میں لوگوں کی اکثریت مبتلا ہے، واللہ اعلم، والحدیث أخرجه البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۴۰۹۸ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو زنانہ لباس پہنے اور اس عورت پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردانہ پوشاک پہنے۔

سنن ابی داؤد - اللباس (۴۰۹۸) - مسند احمد - باقی مسند النکاحین (۳۲۵/۲)

۴۰۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لَوْثِي، وَبَعْضُهُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، عَنْ شَقِيقَانَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنَّ أَمْرًا تَلْبَسُ الثَّغْلَ، فَقَالَتْ: «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ».

ترجمہ: ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے عرض کیا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے تو حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا کہ حضور ﷺ نے (لباس پوشاک) میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

شرح الحدیث: حضرت عائشہؓ سے کسی نے کہا کہ ایک عورت مردانہ یعنی کھڑا جوتا پہنتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر جو رجلہ ہو، یعنی مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی (مردانی عورت)۔

۳۰ - بَابُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: { يُدْنِينَ عَلَيْهِمْ مِنْ جَلَابِئِهِمْ }

اللہ کے قول یُدْنِينَ عَلَيْهِمْ مِنْ جَلَابِئِهِمْ کی تفسیر و تشریح

۴۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَثَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ، فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ، وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا، وَقَالَتْ: «لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ التَّوْبَةِ عَمِدُنَ إِلَى حُجُوزٍ - أَوْ حُجُوزٍ، شَكَ أَبُو كَامِلٍ - فَشَقَقْنَهُنَّ فَأَتَّخَذَنَّهُ مُحْرًا».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے انصار کی خواتین کا ذکر فرمایا اور ان کی تعریف و توصیف بیان کی اور فرمایا کہ جب سورۃ نور کی آیت وَلْيَضْحَكُنَّ يَخْمُضِينَ عَلَى جُيُوشِهِنَّ نازل ہوئی تو انہوں نے اپنے پیٹی کو بند کر لیا۔ ابو کامل (راوی) کو شک ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جو فرمایا یا حوز (پس ان خواتین نے ان) کو پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنالیں۔

شرح الحدیث: عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَثَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ، فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ، وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا، حَدِيثٌ كَأَنَّهُ يَكْمُرُ ابَابَ غَسَلٍ الْخِيضِ فِيهِ بَعْضٌ كَرَاهِيٍّ "نعم النساء نساء الانصار لم يكن يمنعهن الحياء ان يتفقهن في الدين"۔

وَقَالَتْ: «لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ التَّوْبَةِ عَمِدُنَ إِلَى حُجُوزٍ - أَوْ حُجُوزٍ، فَشَقَقْنَهُنَّ فَأَتَّخَذَنَّهُ مُحْرًا:» وہ فرماتی ہیں کہ جب سورۃ نور نازل

ہوئی جس میں یہ آیت ہے وَلْيَضْحَكُنَّ يَحْمُرُهُنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ تو انہوں نے قصد کیا اپنے کمر کے پٹکوں کی طرف، کمر کے پٹکوں سے مراد یہ ہے کہ بعض علاقوں کی عورتیں ایک چادر کو تہ کر کے وسط کمر میں باندھ لیتی ہیں۔ یعنی ان کو لیا اور ان کے چھوٹے ٹکڑے کر کے ان کو اپنے سروں کی اوڑھنیاں بنالیا، یعنی کمر پر باندھنے کے جو پٹکے تھے وہ بہت لمبے اور بڑے بڑے تھے جن کو مختصر کرنے کی گنجائش تھی اس لئے انہوں نے ایسا کیا کہ ان میں سے ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر اسکو سر کے ڈھانکنے کے کام میں لے آئیں اور اس کو خمار بنالیا، حُجُوز حُجُوز کی جمع ہے اور اس روایت میں جو دوسرا لفظ حُجُوز کا بطور شک راوی کے مذکور ہے اسکے یہاں کوئی معنی نہیں بنتے۔

اس آیت کا سبب نزول یہ لکھا ہے کہ ان انصاری عورتوں کے گریبان چوڑے چوڑے تھے جن سے سینے ظاہر ہوتے تھے، اور اوڑھنیوں کے بارے میں ان کی عادت یہ تھی کہ ان کو سر پر رکھ کر پیچھے کی طرف ڈال لیتی تھیں، لہذا ان کو حکم کیا گیا اس بات کا کہ بجائے پیچھے کی طرف ڈالنے کے آگے کی طرف ڈالیں جس سے سینہ مستور ہو جائے۔

۱۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْبٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ابْنِ حُثَيْمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: "لَمَّا نَزَلَتْ: {يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيزِهِنَّ}، خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغُرَبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَةِ".
 حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ جب آیت مبارکہ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيزِهِنَّ نازل ہوئی تو انصاری خواتین اس طرح نکلا کرتی تھیں کہ (ان کی) چادروں (کو دیکھ کر) یوں لگتا گویا کہ ان کے سروں پر سیاہ کورے ہوں۔

۳۱- بَابُ فِي قَوْلِهِ { وَلْيَضْحَكُنَّ يَحْمُرُهُنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ }

اللہ تبارک و تعالیٰ کے قول وَلْيَضْحَكُنَّ يَحْمُرُهُنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ کا بیان

۱۱۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمُهَرَّبِيُّ، وَابْنُ السَّرْحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَافِرِيُّ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: "يَرْحَمُ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى، لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ: { وَلْيَضْحَكُنَّ يَحْمُرُهُنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ }، شَقَقْنَ أَكُفَّ - قَالَ ابْنُ صَالِحٍ: أَكُفَّ - مُرَوِّطُهُنَّ، فَأَخْتَمَرْنَ بِهَا".

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ وَلْيَضْحَكُنَّ يَحْمُرُهُنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ نازل فرمائی تو انہوں نے اپنی دبیز اور موٹی چادروں کو پھاڑا..... ابن صالح نے (اُکُفَّ کے بجائے) اُکُفَّ کا لفظ نقل کیا ہے..... اور اس کے دوپٹے بنا لیے۔

۴۱۰۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ خَالِي، عَنِ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، بِإِسْنَادٍ وَمَعْنَاهُ: ابن السرح کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں (ان کے ماموں عبد الرحمن عبد الحمید تھے) کی کتابوں میں عن عقیل عن ابن شہاب کی سند سے اسی کے ہم معنی حدیث دیکھی۔

شرح الحدیث: اس باب میں مصنف نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں ^①، ایک حضرت ام سلمہؓ کی قالت: "لَمَّا نَزَلَتْ: {يُذْنِبْنَ عَلَيْهِمْ مِنَ جَلَاءِ بُيُوتِهِمْ}، خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغُرَبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَّةِ"۔

یہ آیت جو اس حدیث میں مذکور ہے، سورہ احزاب کی ہے جس میں اس طرح ہے يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَاءِ بُيُوتِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُعْرِضْنَ فَلَا يُؤْذِنْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

اس آیت میں عورتوں کو حجاب کا حکم ہے کہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر اچھی طرح لپیٹو، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد جب انصاری عورتیں اس آیت پر عمل کرتی ہوئیں گھر سے باہر نکلیں (تو چونکہ اب انہوں نے اپنی سیاہ چادروں کو سر اور باقی بدن پر اچھی طرح اوڑھ لیا تھا سب کے سر سیاہ چادروں میں ڈھکت گئے تو دیکھنے والے کو ایسا لگتا تھا کہ) گویا ان کے سروں پر کوئے بیٹھے ہیں۔

غُرَبَانَ بروزن غلمان، غراب کی جمع ہے جو سیاہ ہوتا ہے، جن چادروں سے انہوں نے اپنا سر ڈھانپ رکھا تھا چونکہ وہ سیاہ رنگ کی تھیں جس کی وجہ سے انکے سر سیاہ کوئے کے مشابہ ہو گئے تھے، یہ حدیث ام سلمہؓ ترجمہ اولیٰ کے مناسب ہے نہ کہ اس ترجمہ ثانیہ کے اور پہلے باب کے ضمن میں جو حدیث عائشہؓ مذکور ہے جس میں سورۃ النور کا حوالہ ہے وَلَيُضْمِرْنَ بِحُجُوبِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ۔ وہ حدیث اس ترجمہ ثانیہ کے مناسب ہے، یعنی معاملہ برعکس ہو گیا۔

اور اس باب ثانی کی حدیث ثانی یہ ہے: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: "بَرَّحَهُمُ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى، لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ: {وَلَيُضْمِرْنَ بِحُجُوبِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ}، شَقَقْنَ أَكُفَّ - قَالَ ابْنُ صَالِحٍ: أَكُفَّ - مُرْدُطُونَ، فَاخْتَمَرْنَ بِهَا"۔ اس حدیث میں مہاجر عورتوں کا ذکر ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَيُضْمِرْنَ بِحُجُوبِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ تو ان عورتوں نے یہ کیا کہ اپنی چادروں میں جو سب سے زیادہ دبیز اور موٹی تھیں ان کے ٹکڑے کر کے اوڑھنیاں بنالیں۔

حضرت عائشہؓ کی جو حدیث پہلے باب میں آئی ہے اس میں بھی اسی آیت کا ذکر ہے جو یہاں مذکور ہے یعنی سورہ نور کی

① بذل کے نسخہ میں حدیث ۴۱۰۱ جو گزشتہ باب میں گزری اس باب کے ذیل میں درج ہے، اس لیے شارح نے اس کا حوالہ یہاں دیا ہے، لیکن محمد عبی الدین عبد الحمید کے محقق نسخہ میں یہ باب حدیث ۴۱۰۲ سے شروع ہوا ہے۔

② اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکالیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان (سورۃ الاحزاب ۵۹)

آیت، لیکن وہاں نساء الانصار مذکور تھا اور یہاں نساء المہاجرات، لہذا دونوں حدیثوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ اس آیت پر عمل کرنے میں نساء الانصار کی تخصیص نہیں جیسا کہ پہلے باب کی حدیث سے شبہ ہوتا تھا اور نہ مہاجرات کی تخصیص ہے جیسا کہ دوسرے باب کی حدیث سے شبہ ہو سکتا ہے بلکہ یہ دونوں ہی کے حق میں ہے۔

نزول حجاب، اور حجاب سے متعلق آیات و روایات کی توضیح: ان دونوں بابوں کا تعلق حجاب سے ہے اور ہمارے یہاں کتاب اللباس چل رہی ہے، حضرت امام بخاریؒ نے حجاب کا مسئلہ کتاب الاستیذان میں ذکر کیا ہے، سنن ابوداؤد میں استیذان کا بیان اواخر کتاب، کتاب الادب کے آخر میں مختصر اذکر کیا ہے، امام بخاری نے ترجمہ قائم کیا باب آية الحجاب اور اس میں دو قصے ذکر کئے ایک حضرت زینب بنت جحشؓ کے ولیمہ کا دوسرا حضرت عمرؓ کا حضرت سودہؓ سے متعلق، پہلے قصہ کا حاصل یہ ہے جس کے راوی حضرت انسؓ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ حجاب کے واقعہ سے سب سے زیادہ میں واقف ہوں، اور پھر انہوں نے نزول حجاب کا واقعہ بیان فرمایا وہ یہ کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح کے بعد اور رخصت کے بعد صبح کو لوگوں کو دعوت ولیمہ میں مدعو فرمایا تو اکثر لوگ تو کھانے سے فارغ ہو کر چلے گئے، لیکن بعض لوگ فارغ ہونے کے بعد باتوں میں مشغول ہو گئے، اور دیر تک باتیں کرتے رہے، آپ ﷺ نے شروع میں انتظار کیا ان کے اٹھنے کا، جب وہ نہیں اٹھے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے منشا کو نہیں سمجھتے تھے تو آپ ﷺ نے یہ صورت اختیار فرمائی ^۱ ان کو اٹھانے کی کہ آپ ﷺ خود کھڑے ہو گئے اور گھر کے اندر سے باہر تشریف لے آئے ^۲ اور ترمذی کی روایت ^۳ میں ہے کہ حضرت زینبؓ (دولہن جن کی شادی کی یہ دعوت تھی) گھر کے اندر رخ پھیر کر ایک طرف کو بیٹھی رہیں، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ میں بھی گھر سے باہر آگیا، اور آپ ﷺ وہاں سے نکل کر حضرت عائشہؓ کے حجرہ تک تشریف لے گئے جو قریب ہی تھا، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ گیا تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ وہاں سے لوٹے یہ گمان کرتے ہوئے کہ غالباً اب وہ لوگ بھی باہر آگئے ہوں گے جو اندر باتیں کر رہے تھے لیکن گھر میں داخل ہو کر دیکھا جہاں پر حضرت زینبؓ بیٹھی ہوئی تھیں کہ وہی چند آدمی اسی طرح بیٹھے ہیں، حضور ﷺ پھر گھر میں سے لوٹ آئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ، اور آپ ﷺ اس مرتبہ بھی حضرت عائشہؓ کے حجرہ تک تشریف لے گئے، پھر جب آپ ﷺ نے گمان کیا کہ اب وہ لوگ واپس ہو گئے ہوں گے تو آپ ﷺ وہاں سے لوٹ کر گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ لوگ نکل چکے تھے، آپ ﷺ کے ساتھ میں بھی گھر میں داخل ہوئے لگا تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان حجاب حائل کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی

① روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو ان کو جانے کا امر کرتے ہوئے شرم آئی۔

② صحیح البخاری - کتاب الاستیذان - باب آية الحجاب ۵۸۸۴

③ جامع الترمذی - کتاب التفسیر - من سورۃ الاحزاب ۳۲۱۸

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَبِذٍ يُظَرِّقُ إِيَّاهُ ۚ^۱ اور دوسرا قصہ حضرت سودہؓ والا یہ ہے جس کو حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضرت عمرؓ حضور ﷺ سے فرمایا کرتے تھے کہ اپنی ازواج سے پردہ کرائیں، قَالَتْ فَلَمْ يَفْعَلْ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کے کہنے پر عمل نہیں کیا، آگے وہ فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات استنجاء کے لئے رات کے وقت میں باہر نکلا کرتی تھیں، ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ نکلیں جو قد میں اچھی لمبی تھیں، حضرت عمرؓ نے ان کو دور سے دیکھ لیا تو انہوں نے فرمایا عَوْنُكَ يَا سَوْدَةُؓ کہ اے سودہ ہم نے تمہیں پہچان لیا جاتے ہوئے دیکھ کر، حِزْصًا عَلَيَّ أَنْ يَقُولَ الْحِجَابُ یعنی انہوں نے یہ بات اس خیال سے فرمائی کہ کسی طرح حکم حجاب نازل ہو جائے قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ، یعنی اس پر حجاب کا حکم نازل ہو گیا۔^۲

نزول حجاب قصہ زینب کی وجہ سے ہوا یا قصہ سودہ کی: ان دونوں روایتوں میں بظاہر جو تعارض ہے کہ ایک روایت میں نزول حجاب کی نسبت قصہ زینبؓ کی طرف کی گئی ہے، اور اس دوسری روایت میں قصہ سودہؓ کی طرف اسکی ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ دونوں قصے پیش آنے کے بعد نزول حجاب ہوا، لہذا دونوں کی طرف نزول کی نسبت درست ہے یہ ایک مشہور اور عام توجیہ ہے جو اس نوع کے تعارض کو دفع کرتے کیلئے کی جاتی ہے اور بعض شراح کی رائے یہ ہے کہ آیت حجاب کا نزول تو قصہ زینبؓ ہی کی وجہ سے ہوا ہے جس میں مطلق حجاب کا حکم ہے جواب تک نہیں تھا، اور حضرت سودہؓ والی حدیث میں حضرت عمرؓ جو پردہ چاہتے تھے وہ عام پردہ نہ تھا بلکہ اس کا تعلق خاص حریم نبوی سے تھا حضرت عمرؓ یہ چاہتے تھے کہ ازواج مطہرات کے اشخاص اور جنوں کا باوجود مستور ہونے کے بھی پردہ ہونا چاہئے کسی طرح بھی ان پر کسی اجنبی کی نظر نہ پڑے مگر حضرت عمرؓ کی یہ خواہش پوری نہیں کی گئی لیکن اس رائے میں یہ خلجان ہے کہ حدیث میں تو قصہ سودہؓ کے بعد بھی یہ ہے کہ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ۔

صحیح بخاری میں اس سلسلہ کی روایات کئی جگہ ہیں اولاً ابواب الوضوء، ثانیاً تفسیر سورہ احزاب، اور اسکے بعد پھر کتاب الاستیذان میں اور ان میں آپس میں تعارض بھی ہے قصہ سودہؓ میں ایک جگہ یہ ہے: خَرَجَتْ سَوْدَةُ رَاضِيَةً بِاللَّهِ عَنْهَا بَعْدَ مَا طُهِرَتْ الْحِجَابُ^۳، اور کتاب الوضوء میں جو روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قبل الحجاب کا ہے، اس تعارض کے دفعیہ میں بھی شراح مختلف ہیں اور حافظ نے ان اختلاف کی توجیہ کرتے ہوئے ایک جگہ (کتاب الوضوء) یہ بھی کہا ہے: وَالْمَرْءُ ابْدَانُهُ

۱ اے ایمان والو! موت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اس کے پکنے کی (سورہ الاحزاب ۵۳)

۲ صحیح البخاری - کتاب الاستیذان - باب آية الحجاب ۵۸۸۶

۳ اس بارے میں ہماری ایک خاص رائے ہے جو آگے آرہی ہے۔

۴ صحیح البخاری - کتاب الطہر - باب سورة الاحزاب ۴۵۱۷

الْحِجَابُ فِي بَعْضِهَا قَوْلُهُ تَعَالَى يُدْنِيْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ جَلَابِيْبِهِمْ ۝ اھ^۱ ہمارے یہاں جو باب چل رہے ہیں ان میں سے پہلا اسی آیت پر ہے۔

جاننا چاہیے کہ حجاب کے مراتب اور درجات پر شرح حدیث اور ایسے ہی فقہاء کرام نے تفصیل سے کلام فرمایا ہے ہم نے تو یہاں ضمیمہ غایت اختصار کے ساتھ مقام کی مناسبت سے لکھا ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں آیات حجاب کی تفسیر میں مسئلہ حجاب پر کافی مفصل مدلل اور مرتب بحث فرمائی ہے۔

آپکے زمانہ میں عورتوں کا کشف وجوہ عند الاجانب سے احتراز: اس سب کے باوجود بعض دنیوی تعلیم یافتہ جن کو مسائل کی اچھی طرح خبر نہیں ہوتی مسائل شرعیہ میں دخل اندازی کرتے ہیں اس قسم کے لوگ مسئلہ حجاب میں بھی شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں ستر وجوہ کا کہاں دستور تھا حالانکہ یہ بات غلط ہے ستر وجوہ کا ثبوت روایات سے ثابت ہے چنانچہ ابو داؤد میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، قَالَتْ: «كَانَ الرُّكْبَانُ يَمْشُونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا اخَذُوا ابْنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهَا»^۲، حضرت عائشہؓ اپنے سفر حج کے راستہ کی کیفیت بیان کرتی ہیں کہ جب ہم احرام کی حالت میں حضور ﷺ کے ساتھ جا رہی تھیں تو ہمارے سامنے کو اور دوسرے قافلہ سوار بھی گزرتے تھے جب وہ ہمارے قریب آتے تھے تو ہم اپنے سر کی چادروں کو سر کا کے چہرہ پر کر لیا کرتی تھیں پھر جب وہ گزر جاتے تھے تو ہم اپنا چہرہ کھول لیا کرتی تھیں، یہ روایت سفر حج کی عورتوں کے حجاب میں اور دوسروں کے سامنے چہرہ ڈھانپنے میں صریح ہے اس پر امر آة شعیہ

① فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱ ص ۲۴۹

② وفي العيني نقلا عن الكرماني: الحجاب أي حكم الحجاب يعني حجاب النساء عن الرجال فأُنزل الله آية الحجاب ويحتمل أن يراد بآية الحجاب الجنس فيتناول الآيات الثلاث قوله تعالى (يا أيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن) الآية وقوله تعالى (وإذا سألتموهن متاعا فاسألوهن من وراء حجاب) وقوله تعالى (وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن إلا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن) الآية (عمدة القاري ج ۲ ص ۴۳۲)۔ اور اس سے پہلے شروع میں مشروع بحث حجاب میں علامہ عینیؒ لکھ چکے ہیں کہ الحجب ثلاثة الأول الأمر بستر وجوههن يدل عليه قوله تعالى (يا أيها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن) الآية قال القاضي عياض والحجاب الذي خص به خلاف أمهات المؤمنين هو فرض عليهن بلا خلاف في الوجه والكفين فلا يجوز لهن كشف ذلك لشهادة ولا لغيرها الثاني هو الأمر بإرخاء الحجاب بينهن وبين الناس يدل عليه قوله تعالى (وإذا سألتموهن متاعا فاسألوهن من وراء حجاب) الثالث هو الأمر بمنعهن من الخروج من البيوت إلا لضرورة شرعية فإذا أخرجن لا يظهرن شخصهن كما فعلت حفصة يوم مات أبوها سترت شخصها حين خرجت وزينت لها قبة لما توفيت (قبة سے مراد گہوارہ ہے جس کو نقش سے تعبیر کرتے ہیں کما سبق فی کتاب الجنائز) وكان لهن في التستر عند قضاء الحاجة ثلاث حالات الى آخر ما ذكر۔

عمدة القاري - ج ۲ ص ۴۳۱ دار الكتب العلمية ۱۴۲۱ھ

③ معارف القرآن - ج ۷ ص ۲۰۰-۲۲۰

④ سنن ابی داؤد - کتاب المناسک - باب فی الحرمة تغلظ وجهها ۱۸۳۳ھ

والے قصہ سے اشکال کیا جاسکتا ہے اس کا جواب ظاہر ہے کہ وہاں پر کشف وجہ عند الحاجة تھا یعنی حاجت سوال کہ وہ آپ سے ایک مسئلہ دریافت کر رہی تھی ظاہر ہے کہ دوسرے حاضرین کی نظر اس وقت اس کی طرف نہیں تھی صحابہ کرام کے احوال میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ آپ ﷺ کی مجلس میں اور آپ کے سامنے اس طرح رہتے تھے، کان علی رؤسہم الطیر^۱، البتہ حضور ﷺ کے چچیرے بھائی حضرت فضل بن عباسؓ جو اس وقت حضور ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے ان کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اس وقت اس سوال کرنے والی خاتون کی طرف دیکھا لیکن اسی روایت میں اس کی بھی تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے انکارخ پھیر دیا اور حضرت عباسؓ کے اس سوال پر کہ یا رسول اللہ! آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کا چہرہ پھیر دیا تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اَیُّ شَأْنًا وَشَآئِبَةٌ فَلَمْ آمِنْ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِمَا^۲ کہ دونوں جوان ہیں اس لئے فتنہ کا اندیشہ تھا معلوم ہوا عورت کے لئے کشف وجہ جو جائز لکھتے ہیں اس کا تعلق نماز سے ہے کہ نماز میں چہرہ کو ڈھانکنا ضروری نہیں اس سے کشف وجہ عند الاجانب مراد نہیں لہذا کشف وجہ عند الاجانب مطلقاً جیسا کہ سفر حج والی روایت سے معلوم ہوا یا کم از کم عند خوف الفتنہ جیسا کہ اس حدیث الختمیہ سے معلوم ہوا ناجائز ہے، اور یہی فقہاء کرام فرماتے ہیں، حدیث الختمیہ اور اس پر کلام کتاب الحج باب الرجل یحج من غیۃ میں گزر گیا، اس کی طرف رجوع کریں۔

تنبیہ: قصہ سودہؓ میں جو آتا ہے: فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ، اس کے بالمقابل کتاب التفسیر میں ایک روایت میں اس طرح ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ نزول حجاب کے بعد حضرت سودہؓ اپنی کسی حاجت سے گھر سے باہر نکلیں، اور یہ حضرت سودہ بھاری بھر کم تھیں، جو دیکھنے سے پہچان لی جاتی تھی، حضرت عمرؓ نے ان کو جاتے ہوئے دیکھ لیا تو ان کے گھر سے نکلنے پر ان کو ٹوکا، وہ ان کے ٹوکے پر واپس ہو گئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس وقت حضور ﷺ میرے گھر پر تھے، حضرت سودہؓ نے آکر حضرت عمرؓ کی شکایت کی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ پر آثار وحی طاری ہو گئے پھر جب وہ آثار رفع ہو گئے تو آپ ﷺ نے یہ فرمایا: إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِأَجْحَكُنَّ^۳، جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عمرؓ کی خواہش کو پورا نہیں کیا گیا اور جو وہ چاہتے تھے یعنی مطلقاً خروج سے روکنا اس کا حکم عورتوں کو نہیں کیا گیا، بلکہ خروج للحاجة کی اجازت دی گئی۔

ایقظ: ہمارا خیال یہ ہے کہ جن روایات میں قصہ سودہؓ میں یہ آتا ہے: فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ وہ غالباً رواۃ کا تصرف ہے اصل وحی جو آپ ﷺ پر اس موقع پر نازل ہوئی تھی وہ نزول حجاب کی نہیں تھی، نزول حجاب تو اس سے پہلے قصہ زینب بنت

۱ مصنف عبد الرزاق - باب الفتن ۲۰۸۹۸ ج ۱۰ ص ۳۰۵ (دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ)

۲ جامع الترمذی - کتاب الحج - باب ما جاء أن عرفة كلها موقف ۸۸۵

۳ صحیح البخاری - کتاب التفسیر - سورۃ الأحزاب باب قوله (لا تدخلوا بیوت النبی) ۴۵۱۷

۴ وقد ابدی هذا الاحتمال العزیز المولوی حبیب اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

جس میں ہو چکا تھا، واقعہ عمرؓ کے بعد جو حضرت سودہؓ کے ساتھ پیش آیا اس میں جس وحی کا نزول ہوا تھا^① وہ تو یہ ہے جو اس روایت میں مصرح ہے، اس صورت میں دو حدیثوں کا آپس کا تعارض کہ ایک سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول حجاب قصہ زینبؓ میں ہوا اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قصہ سودہؓ میں ہوا یہ تعارض اب پیش ہی نہیں آئے گا، لیکن کسی شارح نے اس طرف توجہ نہیں کی ہو اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حضرت امام بخاریؒ نے حجاب کا مسئلہ کتاب الاستیذان کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے اور امام ابو داؤد نے کتاب اللباس کے اندر اور یہی زیادہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ حجاب کا تعلق لباس ہی سے ہے اور استیذان حجاب کے علاوہ ایک مستقل چیز ہے جس کے بارے میں سورہ نور کے اندر دو آیتیں نازل ہوئیں ایک اسکے شروع میں یٰٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا^② اور دوسری آیت اسکے آخر میں یٰٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ فَلَا مَرَدٍ^③، ملا علی قاریؒ مرقاة میں فرماتے ہیں کہ استیذان کے معنی طلب الاذن کے ہیں، اور اصل اسکے اندر یہ آیت کریمہ ہے^④ (سورہ نور کی آیت اولیٰ) اور حافظ ابن کثیرؒ آیت ثانیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت استیذان الاقارب بعضهم علی بعض^⑤ پر مشتمل ہے، اور آیت اولیٰ میں استیذان الاجانب بعضهم علی بعض مذکور ہے ہکذا فی الابواب والتراجم۔

آیت استیذان حجاب سے مقدم ہے: نیز اس میں یہ بھی ہے کہ تاریخ خمیس میں آیت ثانیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا نزول ۱۰ ھ میں ہوا، اس کے بعد حضرت شیخؒ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ آیت اولیٰ اس سے پہلے نازل ہوئی لیکن لم امر بالصبریح بذلک، وفی التفسیر الکبیر ما یؤید هذا، الی آخر ما فیہ، اور نزول حجاب اس سے پہلے ہے اس لئے کہ حضرت زینبؓ کا نکاح ایک قول میں ۵ ھ میں ہے اور ایک قول میں ۳ ھ میں، کما فی المواہب اللدنیۃ للقسطلانی ۲ ص ۸۸ اور یہی دو قول علامہ عینی نے نقل کئے ہیں اور تیسرا قول ذی قعدہ ۴ ھ ہے۔

① اس کو آیت حجاب اس لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کا تعلق حجاب سے ہے گو نفیاء ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ لیکن بشل علیہ لفظ آية اللہم الا ان يقال ان المراد بالآية الوحی ای غیر المتلو۔

② اے ایمان والو مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول جال نہ کر لو، اور سلام کر لو ان گھروالوں پر (سورہ النور ۲۷)

③ اے ایمان والو اجازت لے کر آئیں تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں اور جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار (سورہ النور ۵۸)

④ مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح - ج ۸ ص ۴۸۷

⑤ تفسیر ابن کثیر - ج ۱ ص ۲۶۹

۳۲۔ بَابُ فِيمَا تُبْدِي الْمَرْأَةُ مِنْ زِينَتِهَا

عورت اپنے جسم کے کن حصوں کو کھول سکتی ہے؟

۴۱۰۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ، وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْقُضَلِ الْحَرَّانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: يَغْفُوبُ ابْنُ دُرَيْكٍ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاعْتَرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: «يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتْ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يَرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا» وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفِّهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا مُرْسَلٌ». خَالِدُ بْنُ دُرَيْكٍ لَمْ يَدْرِكْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں اس حالت میں حاضر ہوئیں کہ آپ باریک لباس زیب تن کی ہوئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے اپنا چہرہ انور پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جاتی ہے تو اس کے لئے مناسبت نہیں کہ اس کے ان ان اعضاء کے سوا (جسم کا) کوئی حصہ نظر آئے اور آپ ﷺ نے اپنے چہرہ انور اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ خالد بن دریک کی مرسل حدیث ہے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ملاقات و سماع نہیں کیا۔

شرح الحدیث: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری بہن اسماء حضور ﷺ کے پاس آئیں یعنی ہمارے گھر جب کہ حضور ﷺ وہاں موجود تھے تو اس وقت انہوں نے باریک اور ہلکے کپڑے پہن رکھے تھے، تو آپ ﷺ نے ان سے منہ موڑ لیا اور فرمایا: اے اسماء! عورت جب بلوغ کو پہنچ جائے تو جائز ہے اس کے لئے کہ دکھائی دے اس کا بدن سوائے اس کے اور اس کے، اور آپ نے اپنے چہرہ اور کفین کی طرف اشارہ فرمایا۔

یعنی وجہ اور کفین کے علاوہ جو بدن کا دوسرا حصہ ہے اس کا کشف تو کسی حال میں جائز نہیں لا داخل الدار ولا خارج الدار صرف وجہ اور کفین یہ دو جزء ایسے ہیں بدن کے جن کا کشف جائز ہے اعمی داخل الدار او عند عدم حضور الاجانب (والدلیل علی هذا القید قرینة الحال اذا القصصة قصة داخل الدار)۔

۳۳۔ بَابُ فِي الْعَبْدِ يَنْظُرُ إِلَى شَعْرِ مَوْلَاةٍ

کیا غلام اپنی مالکن کے بالوں کی طرف دیکھ سکتا ہے؟

یعنی غلام اپنی سیدہ کے سر کے بال دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟

۴۱۰۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَابْنُ مَوْهَبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، «اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ، فَأَمَرَ أَبَا طَلِيْبَةَ أَنْ يَجْمَعَهَا» قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: «كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمَ».

ترجمہ: حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پچھنے لگوانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ابو طیبہ کو حکم فرمایا کہ ام سلمہؓ کو پچھنے لگا دے۔ (راوی) کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابو طیبہ ام سلمہؓ کے رضاعی بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔

صحیح مسلم - السلام (۲۲۰۶) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۰۵) سنن ابن ماجہ - الطب (۳۴۸۰)

شرح الحدیث: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے اجازت طلب کی پچھنے لگوانے کی تو آپ ﷺ نے ابو طیبہ کو حکم فرمایا ان کے پچھنے لگانے کا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت جابرؓ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ ابو طیبہ حضرت ام سلمہؓ کا رضاعی بھائی تھا یا نابالغ لڑکا۔

مطابقة الحديث للترجمة: ترجمۃ الباب میں نظر رالی شعر المرآة کا ذکر ہے اور پچھنے بھی بسا اوقات بدن کے ایسے حصہ پر لگائے جاتے ہیں جو حد عورت میں داخل ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے اجازت مطلقاً مرحمت فرمائی تھی اس طور پر ترجمہ سے مناسبت ہو جائے گی حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت ایک لحاظ سے تو ہو گئی لیکن ترجمہ میں قید اپنے غلام کی ہے کہ عورت کا غلام اس کے سر کے بال دیکھ سکتا ہے یا نہیں اس کا جواب میرے ذہن میں یہ ہے کہ اس حدیث سے مصنف کی غرض ترجمۃ الباب کا اثبات نہیں ہے اس کا اثبات تو باب کی حدیث ثانی سے ہو رہا ہے اس روایت کو تو مصنف یہاں پر استطراداً اور تقریباً للمرام لائے ہیں۔

هل العبد محرم لسيدته ام لا؟ ترجمۃ الباب میں جو مسئلہ مذکور ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت کا غلام اس کا محرم ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ مع اختلاف ائمہ ابواب العتق کے پہلے ہی باب میں گزر چکا ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۴۱۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، حَدَّثَنَا أَبُو جَمَيْعٍ سَالِمُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ بَعْدَ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ثَوْبٌ، إِذَا قَتَعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلَقَّى قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ بَأْسٌ، إِنَّهَا هُوَ أَبُوكَ وَغُلَامُكَ».

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک غلام لے کر حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے، وہ غلام آپ حضرت فاطمہؓ کو ہدیہ کر چکے تھے راوی کہتے ہیں حضرت فاطمہؓ ایک چھوٹا کپڑا (چادر) اوڑھی ہوئی تھیں کہ جب

اس سے اپنا سر ڈھانکنا چاہئیں تو پاؤں تک نہ پہنچتا اور جب پاؤں چھپاتیں تو سر تک رسائی نہ ہوتی جب نبی اکرم ﷺ نے آپ کی یہ صورت حال دیکھی تو ارشاد فرمایا: تم پر کوئی گناہ نہیں یہ صرف تمہارے والد بزرگوار اور تمہارا غلام ہے۔

شرح الحدیث: حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس ان کے لئے ایک غلام لے کر آئے حضرت فاطمہؓ اس غلام کی وجہ سے پردہ کرنے لگیں لیکن چادر چھوٹی تھی اگر اس سے سو ڈھانپتی تھیں تو پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں ڈھانپتی تھیں تو سر کھل جاتا تھا آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ ڈھانکنے کی کیوں فکر کر رہی ہو اس وقت گھر میں تیرا باپ اور تیرا غلام ہی تو ہے۔

جو حضرات عورت کے غلام کو اس کا محرم نہیں قرار دیتے وہ اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ ان هذا العبد کان صغیر الاطلاق لفظ الغلام علیہ، ولا تھا واقعہ حال۔ الی آخر ما ذکر من المسئلة ودلیلها فی البذل۔

۳۴۔ بَابُ فِي قَوْلِهِ: { غَيْرِ أُولَى الْإِزْبَةِ }

۴۸ آیت مبارکہ { غَيْرِ أُولَى الْإِزْبَةِ } کا بیان

یہ لفظ جو ترجمۃ الباب میں مذکور ہے سورہ نور کی ایک طویل آیت وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ کے آخر میں ہے أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ الشَّبِيعُونَ غَيْرِ أُولَى الْإِزْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَتِ النِّسَاءِ۔ یعنی جو آدمی ایسے ہیں کہ جن کو شہوت نہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کی حاجت نہیں جیسے بعض منث اور عنین تو یہ ان میں سے ہیں جن کے سامنے مواضع زینت کا ایداء جائز ہے، جس طرح آباء و ابناء اور شوہروں کیلئے جائز ہے۔

۴۱، ۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَهَشَامِ بْنِ غُرُوقَةَ، عَنْ غُرُوقَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْتَشٌ، فَكَانُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ غَيْرِ أُولَى الْإِزْبَةِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، وَهُوَ يَنْعَثُ امْرَأَةً، فَقَالَ: إِنَّمَا إِذَا أَقْبَلْتُ أَقْبَلْتُ بِأَرْبَعٍ، وَإِذَا أَدْبَرْتُ أَدْبَرْتُ بِعَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أَرَى هَذَا يَعْلَمُ مَا هَاهُنَا، لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا هَذَا» فَحَجَبُوا.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے یہاں ایک منث آیا کرتا تھا اور وہ لوگ اسکو بے ضرر سمجھا کرتے تھے ایک روز نبی اکرم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے تو وہ آپ ﷺ کی ایک اہلیہ (ام سلمہؓ) کے پاس بیٹھا کسی عورت کی یوں توصیف بیان کر رہا تھا کہ چار شکلوں کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ شکلوں کے ساتھ واپس جاتی ہے تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا گمان ہے کہ یہ عورتوں کی باتیں جانتا ہے یہ تمہارے یہاں نہ آیا کرے پس ازواج مطہرات نے اس منث کو گھر میں آنے سے روک دیا۔

— 470 —

وَمَعْنَاهُ:

ترجمہ

شرح الأحاديث:

فَعَدَّ اِلَيْكَ عَلَى امْرَاةٍ ثَقِيْلٍ بِاَرْبَعٍ، وَتَدْبِرُ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اُخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ» ①

عربوں کے نزدیک اور ان کے مذاق میں عورت کا فریبہ ہونا مذموم اور پسندیدہ تھا، طائف کی کسی عورت کی اسی صفت کو یہ مخش بیان کر رہا تھا، کہ جب سامنے کو آتی ہے تو چلنے کی حرکت کی وجہ سے اور اسکی فریبہ کی وجہ سے اسکے شکم میں چار شکن پڑ جاتے ہیں اور پھر جب مڑ کر جانے لگتی ہے تو اب چونکہ پیٹ اور کمر دونوں کا کچھ کچھ حصہ دکھائی دیتا ہے تو وہی چار شکن اب آٹھ ہو گئے، پیٹ اور کمر دونوں کو ملا کر۔

اس کے بعد کی روایات میں کچھ زیادتی ہے، فَكَانَ بِالْبَيْدَاءِ يَدْخُلُ كُلُّ مُجْمَعَةٍ يَسْتَطِيعُ کہ جب اس کو نکالا تو وہ بیداء کی طرف چلا گیا، ہفتہ میں ایک مرتبہ ہر جمعہ کو شہر میں آتا تھا کھانا مانگنے کیلئے، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ جنگل میں تو بھوکا مر جائے گا آپ اس کو ہفتہ میں دو مرتبہ شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیدیجئے سوال کر کے لوٹ جایا کرے گا۔ والحديث اخرجه النسائي، واخرجه البخاري ومسلم والنسائي وابن ماجه من حديث زينب بنت ام سلمة عن امها ام سلمة رضي الله تعالى عنهما واخرجه ابو داود كذلك في كتاب الادب، قاله المنذرى۔

۴۱۰۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ، زَادَ: وَأَخْرَجَهُ، فَكَانَ بِالْبَيْتِ إِذْ يَدْخُلُ كُلُّ جُمُعَةٍ يَسْتَطِيعُونَ.

ترجمہ: یونس، ابن شہاب زہری، عروہ حضرت عائشہؓ سے یہ ہی روایت نقل کر کے اضافہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے مدینے منورہ سے نکال دیا پس وہ بید آمد نامی مقام پر رہا کرتا تھا اور ہر جمعہ آبادی میں آکر کھانا لگا کرتا تھا۔

۴۱۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ إِذْنٌ يَمُوتُ مِنَ الْجُوعِ، فَأَذِنَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ، فَيَسْأَلُ ثُمَّ يَرْجِعُ.

ترجمہ: اس ہی قصے کے بارے میں اوزاعی سے روایت ہے کہ پس نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ پھر تو وہ بھوک سے مر جائے گا تو آپ ﷺ نے اسے ہفتے میں دو مرتبہ آنے کی اجازت مرحمت فرمائی پس وہ کھانا لگا کرتا تھا پھر لوٹ جایا کرتا تھا۔

تخریج: سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۰۷) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۱۵۲/۶)

۳۵ - بَابُ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: { وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ }

آیت مبارکہ { وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ } کا بیان

یہ جنس حجاب کے سلسلہ کی تیسری آیت ہے جیسا کہ پچھلے باب میں علامہ کرمانیؒ سے گزرا کہ وہ تین آیتیں ہیں يُذْنِبْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ اور دوسری وَلِيصْطَرِّبَنَّ يَخْشَرْنَ عَلٰی جُيُوبِهِنَّ اور تیسری یہ { وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ } جو ترجمہ الباب میں مذکور ہے۔

۴۱۱۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُرُوزِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّخَوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، " { وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ } الْآيَةُ، فَلَسَّخَ، وَاسْتَلْتَنِي مِنْ ذَلِكَ: { وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَزُجُّونَ بِكَاهَا } " الْآيَةُ.

ترجمہ: ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آیت وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ (ترجمہ: اور کہہ دیجئے مسلمان عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں) (یہ حکم تمام خواتین کے لئے تھا) پھر اس میں کچھ تبدیلی ہوئی اور اس حکم سے آیت میں ذکر کردہ عورتوں کا استثناء کر لیا گیا وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَزُجُّونَ بِكَاهَا (ترجمہ بیٹھے رہنے کے قابل وہ

۱ اور کہہ دے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں (سورۃ النور ۳۱)

۲ اور جو بیٹھ رہی ہیں گھروں میں تمہاری عورتوں میں سے جن کو توقع نہیں رہی نکاح کی (سورۃ النور ۶۰)

عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں۔ (یعنی بوڑھی اور عمر رسیدہ خواتین)

شرح الحدیث: یعنی آیت حجاب کے حکم سے یہ عورتیں مستثنیٰ ہیں جو کبر سنی کی وجہ سے حیض اور سلسلہ ولادت سے گزر چکی ہیں، اور جن میں نکاح کی طمع باقی نہیں رہی، تو ان کے حق میں کچھ حرج نہیں ہے کہ وہ اوپر کے کپڑے جیسے وہ چادر جو خمار کے اوپر ہوتی ہے پردہ کے لئے اس کو اتار کر رکھ دیں اس طور پر کہ اس سے مقصد ان کا اظہار زینت نہ ہو۔

۴۱۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَبْهَانُ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَ مَيْمُونَةَ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اُحْتَجِبْنَا مِنْهُ»، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَيْسَ أَعْصَى لَا يُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْعَمِيَا وَإِنْ أَنْعَمَا، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هَذَا الْأَزْوَاجُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، أَلَا تَرَى إِلَى اعْتِدَادِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ»، قَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: «اعْتَدِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْصَى تَضَعِينَ ثِيَابَكَ عِنْدَهُ».

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے پاس تھیں اور حضرت میمونہؓ بھی آپ ﷺ ہی کے پاس تشریف رکھتی تھیں کہ حضرت ابن ام مکتومؓ تشریف لے آئے اور یہ واقعہ حجاب کے حکم کے بعد کا ہے تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے پردہ کرو تو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ نابینا نہیں؟ نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں پہچان سکتے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں ان کو نہیں دیکھ سکتیں؟ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم نبی کریم ﷺ کی ازواج کیلئے خاص تھا، جب کہ فاطمہ بنت قیس کو ابن ام مکتومؓ کے گھر عدت گزارنے کو کہا گیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ ابن مکتوم کے ہاں عدت گزارو، وہ نابینا آدمی ہیں تم اس کے ہاں اپنے کپڑے اتار سکو گی۔

جامع الترمذی - الأدب (۲۷۷۸) سنن أبي داود - اللباس (۴۱۱۲) مسند أحمد - باقی مسند الأنصاء (۲۹۶/۶)

شرح الحدیث: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز میں اور میمونہؓ دونوں حضور اقدس ﷺ کے پاس تھیں، نزول حجاب کے بعد کا واقعہ ہے، تو ابن ام مکتومؓ آپ کے پاس آنے لگے، آپ ﷺ نے ہم دونوں سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ اعمیٰ نہیں ہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ پہچان سکتے ہیں تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اَفْعَمِيَا وَإِنْ أَنْعَمَا، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِ، عیا و ان تنبیہ ہے عیاء کا، یعنی تم بھی نابینا ہو کیا، کیا تم نہیں دیکھ سکتی ان کو؟

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نظر المرأة الى الرجل جائز نہیں امام شافعیؒ کا اصح قول یہی ہے، عند النووی اور جمہور علماء ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے، ان کی دلیل حراب الحبشہ والی حدیث عائشہؓ ہے اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث جو کتاب الطلاق میں

گزر گئی، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى، تَصَوِّبُ ثِيَابَهُ^①، جمہور کے نزدیک حدیث الباب و رع پر محمول ہے اور جو حضرات تحریم کے قائل ہیں وہ حدیث عائشہؓ کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ قبل الحجاب کا واقعہ ہے اور بعض نے یہ کہا کہ عائشہؓ اس وقت صغیر السن تھیں لیکن علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ قدوم حبشہ کا واقعہ ۷ھ میں ہے اور حضرت عائشہؓ کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی اور وہ واقعہ نزول حجاب کے بعد کا ہے لہذا یہ دونوں تاویلیں درست نہیں (من البذل وھامشہ^②) اور ابو داؤد کے بعض نسخوں میں ہے حدیث الباب کے متعلق کہ یہ ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہے اور دلیل خصوص میں انہوں نے فاطمہ بنت قیس کی روایت کو پیش کیا لیکن اس پر اشکال ہو گا حدیث حراب حبشہ سے کذا فی ھامش البذل حدیث حراب حبشہ بخاری و مسلم میں ہے، سنن ابو داؤد میں حراب حبشہ سے متعلق مختصر اتنی روایت ملی ہے کتاب الادب باب فی الغناء عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ لعبت الحبشۃ لقدمہ فرحاً ابذلک، لعلوا بجرابہم۔

نظر الرجل الى المرأة وعكسه من مذاهب ائمه: نظر الرجل الى المرأة اور نظر المرأة الى الرجل اس کی تفصیل اور مذاہب ائمہ کی تحقیق در منضود کتاب الحج میں گزر گئی، و حاصلہ ان نظر الرجل الى المرأة الى الوجه والكفين يجوز عند الحنفية والمالكية بشرط عدم الشهوة وعدم اللذة ولا يجوز عند احمد وعن الشافعية روايتان، رجع النووي عدم الجواز والرافعي الجواز واما عكسه فيجوز عند الاثمة الثلاثة (الحنفية والمالكية والحنابلة) ورواية عن الشافعية، والرواية الثانية انه لا يجوز واختارها النووي۔ والحديث أخرجه الترمذی والنسائی، وقال الترمذی، حسن صحيح، قاله المنذرى۔

۴۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهُ أَمَتَهُ، فَلَا يَنْظُرُ إِلَى عَوْرَتِهَا»۔

ترجمہ: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ کی سند سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے غلام اور کنیز کا آپس میں نکاح کر دے تو اپنی کنیز کے ستر کی جانب نہ دیکھے۔

شرح الحديث: مضمون حدیث واضح ہے کہ جب مولیٰ اپنی باندی کا نکاح کسی دوسرے سے کر دے تو اب وہ اس کی باندی اس کے حق میں مثل اجنبیہ کے ہو گئی لہذا اب اس کے ستر کی طرف دیکھنا اس کے لئے ناجائز ہو گا، یہ حدیث اس سے پہلے کتاب الصلاة "باب متى يؤمر الغلام بالصلاة" میں گزر چکی۔

۴۱۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ سَوَّادٍ، عَنِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ خَادِمَةً - عَبْدَهُ، أَوْ أُجِيرَةً - فَلَا يَنْظُرُ إِلَى مَا دُونَ السَّرَّةِ، وَفَوْقَ

① سنن ابی داؤد - کتاب الطلاق - باب فی نفقة المبتوتة ۲۲۸

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۶ ص ۴۳۹ - ۴۴۰

الرُّكْبَةِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَصَوَّابُهُ سَوَّامُ بْنُ دَاوُدَ الْمُؤَيَّي الصَّدِيقِي، وَهَمَّ فِيهِ وَكَيْعٌ».

ترجمہ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ كِي سَدَّ سَ مَرُوى هَے كَہ نَبِى اَكْرَم ﷺ نے ارشاد فرمایا كہ جب تم میں سے كوئى شخص اپنى باندى كا نكاح اپنے غلام سے كر اڈے..... راوى كہتے ہيں كہ آپ ﷺ نے عَبْدُكَ فرمایا یا اُجیدُكَ..... تو اس كے ناف سے نیچے اور گھٹنے سے اوپر كے حصے كى طرف نظر نہ كرے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہيں كہ (داؤد بن سوار درست نہیں بلكہ) سوار بن داؤد درست ہے اس میں و كعی كو وہم ہوا ہے (انہوں نے نام كو الٹا كہہ دیا)۔

۳۶۔ بَابُ فِي الْإِحْتِمَارِ

دوپٹہ اوڑھنے كى كیفیت كا بیان

۴۱۵۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ وَهْبٍ، مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَحْتَمِرُ، فَقَالَ: «لَيْتَهُ لَا لَيْتَيْنِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "مَعْنَى قَوْلِهِ: «لَيْتَهُ لَا لَيْتَيْنِ» يَقُولُ: لَا تَعْتَمُ وَمِثْلُ الرَّجُلِ، لَا تَكْثُرُ طَائِفًا أَوْ طَائِفَتَيْنِ".

ترجمہ ام سلمہؓ سے روایت ہے كہ نبى اكرم ﷺ ان كے پاس تشریف لائے اور وہ دوپٹہ پہنى ہوئى تھيں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا كہ ايك ہى بل دو، دو بل نہ دو۔ امام ابو داؤد فرماتے ہيں كہ آپ كے اس قول لَيْتَهُ لَا لَيْتَيْنِ كا معنى یہ ہے كہ حضور ﷺ فرما رہے ہيں كہ مردوں كے عمامے كى طرح نہ باندھو اس كو دو يا تين پيچ نہ دو۔

سنن ابى داؤد - اللباس (۴۱۵) مسند احمد - باقى مسند الانصاف (۲۹۴/۶) مسند احمد - باقى مسند الانصاف (۲۹۶/۶) مسند احمد - باقى مسند الانصاف (۳۰۶/۶)

شرح الحديث حضرت ام سلمہؓ فرماتى ہيں كہ ايك مرتبہ حضور ﷺ ميرے پاس تشریف لائے جب كہ میں اوڑھنى اوڑھ رہى تھى تو آپ ﷺ نے یہ تنبيه فرمائی كہ اوڑھتے وقت اس كو ايك پيچ دينا نہ كہ دو۔ اس سے معلوم ہوا كہ اوڑھنى كو سر پر ويسے ہى نہ ركھنا چاہئے بلكہ سر پر ركھنے كے بعد اسكو ايك بل ديدينا چاہئے تا كہ وہ سر سے بار بار نہ گرے، ليكن دو بل نہيں دينے چاہئیں تا كہ عمامہ كى مشابہت نہ ہو جائے مصنف نے اسكى يہى حكمت بيان كى ہے يَقُولُ: لَا تَعْتَمُ وَمِثْلُ الرَّجُلِ۔

۳۷۔ بَابُ فِي لِبْنِ الْقَبَاطِيِّ لِلنِّسَاءِ

عورتوں كىلئے (مصر كا) باريك كپڑا پہننے كا بيان

۴۱۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الشَّرْحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِي، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ هِلْعَةَ، عَنْ

موسیٰ بن جبیر، أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، حَدَّثَهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ دَحِيَّةَ بْنِ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبَاطِيٍّ، فَأَعْطَانِي مِنْهَا قُبْطِيَّةً، فَقَالَ: «اصْطِدْ عَنْهَا صَدْعَيْنِ، فاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيصًا، وَأَعْطِ الْآخَرَ امْرَأَتَكَ تَحْتَمُو بِهِ». فَلَمَّا أَذْبَرَ، قَالَ: «وَأَمْرٌ أَمَرَ أَتَاكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، فَقَالَ: عَبَّاسُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ.

شرح: حضرت دحیہ کلبی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قبطیوں کے تیار شدہ کپڑے آئے تو انہوں نے مجھے اس میں سے ایک کپڑا عنایت فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کر لو ایک سے قمیص بنا لو اور دوسرا اپنی بیوی کو دید کہ وہ اس میں کا دوپٹہ بنالے جب وہ (دحیہ کلبی) جانے لگے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہو کہ اسکے نیچے ایک کپڑا لگالے یہ (دوپٹہ) اس (کے بالوں) کا وصف ظاہر نہ کرے۔ (یعنی دوپٹہ اوڑھنے کے بعد بال نظر نہ آئیں)۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن ایوب نے عباس بن عبید اللہ بن عباس کہہ کر اس کو روایت کیا ہے۔ (تو گویا کہ موسیٰ بن جبیر کے استاد کا صحیح نام عباس بن عبید اللہ ہے جیسا کہ اس روایت میں ہے۔ گزشتہ روایت میں ابن ابیہ نے موسیٰ بن جبیر کے استاد کا نام عبید اللہ بن عباس ذکر کیا ہے جو کہ غلط ہے) ①

شرح الحدیث: قباطی قبطیہ کی جمع ہے باریک کپڑوں کی ایک قسم ہے جو کتان کے ہوتے ہیں، یہ نسبت ہے قبط کی طرف یعنی اہل مصر قوم فرعون، ومنہم ما رية القبطية ام ابراهيم رضى الله تعالى عنہما۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس قباطی کپڑے آئے تو ان میں سے آپ ﷺ نے ایک مجھ کو بھی عطا فرمایا اور فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کر لے ایک میں اپنے لئے قمیص بنالے اور دوسرا ٹکڑا اپنی بیوی کو دیدے اوڑھنی کے لئے، اور یہ بھی فرمایا آپ ﷺ نے کہ اس سے یہ کہہ دینا کہ اس کے نیچے ایک کپڑا اور لگالے تاکہ سر کے بال نظر نہ آئیں، کیونکہ یہ کپڑا باریک تھا تو اس لئے آپ ﷺ نے اس کے نیچے ایک اور کپڑا یعنی استر لگانے کے لئے فرمایا۔

۳۸۔ بَابُ فِي قَدْرِ الدَّيْلِ

عورتوں کے ازار لگانے کی مقدار کا بیان

۴۱۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ذَكَرَ الْإِزَارَ، قَالَتْ أَكْبَارَ رَسُولِ اللَّهِ؟ قَالَ: «نُرْخِي شِبْرًا». قَالَتْ أُمَّ سَلَمَةَ إِذَا يَنْكَشِفُ عَنْهَا، قَالَ: «فَدِيءُ عَالَا تَزِيدُ عَلَيْهِ».

ترجمہ نافع بیان کرتے ہیں کہ (ابن عمرؓ کی اہلیہ) صفیہ بنت ابی عبید نے ان کو بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مردوں کے تہبند کی مقدار کا ذکر فرمایا تو انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! پھر عورت (کیا کرے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک بالشت لٹکالے (یعنی مردوں کی ازار کی مقدار سے ایک بالشت زیادہ لٹکا سکتی ہے) تو ام سلمہؓ نے عرض کیا پھر تو عورتوں کے (چلنے کے دوران ان کے) پاؤں نظر آنے لگیں گے۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عورت مردوں کی مقدار سے ایک ذراع ازار لٹکا سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں۔

شرح الحدیث حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے جب مردوں کے حق میں مقدار ازار کو بیان فرمایا تو اس پر میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ عورت اپنے ازار کو کہاں تک لٹکائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک بالشت، یعنی جو مقدار مردوں کے حق میں بیان کی گئی ہے عورتوں کے لئے اس پر ایک بالشت زائد کی اجازت ہے، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کہ اس صورت میں تو اس کے قدم کھل جائیں گے، یعنی چلتے وقت تو آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر ایک ذراع بڑھالے، اس سے زائد نہیں۔

حافظ فرماتے ہیں کہ مقدار ازار کے بارے میں مردوں کی دو حالتیں ہیں ایک حالت جو ازار ایک حالت استحباب، حال استحباب الی نصف الساق ہے اور حال جواز الی الکعبین^①، اسی طرح عورتوں کے حق میں دو حالتیں ہیں، حال استحباب اور وہ مقدار شبر کی زیادتی ہے علی ماجوز للرجال، یعنی مردوں کے حال جواز پر، اور حال جواز مقدار ذراع کی زیادتی علی ماجوز للرجال^②۔ اور حضرت گنگوہی کی رائے جو الکوکب الدہی میں ہے اس میں بھی عورت کے دو حال ذکر کئے ہیں ایک مقدار شبر کی زیادتی اور ایک مقدار ذراع کی زیادتی، مگر حضرت نے یہ زیادتی مقدار جواز پر نہیں قرار دی بلکہ مردوں کے حال استحباب اس پر زیادتی کو مراد لیا ہے، یعنی نصف ساق پر ایک بالشت کی زیادتی عورتوں کے حق میں مستحب اور ایک ذراع کی زیادتی نصف ساق پر ان کے حق میں جائز^③۔

حدیث میں ایک مسئلہ اور ہے کہ عورت کے قد میں حد عورت میں داخل ہیں یا نہیں؟ شافعیہ حنابلہ کے یہاں ظہور قد میں کا نماز میں ستر واجب ہے، حنفیہ مالکیہ کے نہیں، یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ ثیاب الصلاة میں گزر چکا۔ الحدیث أخرجه النسائی، قالہ المنذہری۔

٤١٨ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ عُثَيْبِ بْنِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ

① فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱۰ ص ۲۵۶-۲۵۷

② الحاصل عورتوں کے حق میں مقدار شبر کی زیادتی علی الکعبین یہ حال استحباب ہے اور مقدار ذراع کی زیادتی علی الکعبین یہ حال جواز ہے ۱۲۔

③ الکوکب الدہی علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۴۷

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا ابْنُ إِسْحَاقَ، وَأَبُو بَنِي مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ.

ترجمہ: مصنف فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد ابراہیم بن موسیٰ نے یہ حدیث ہمیں عبید اللہ، عن نافع، عن سلیمان بن یسار، عن أم سلمة، عن النبي صلى الله عليه وسلم کی سند سے روایت کی ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق اور ایوب بن موسیٰ نے نافع عن صفیہ سے روایت کی ہے۔

ترجمہ: جامع الترمذی - اللباس (۱۷۳۲) سنن النسائی - الزینة (۵۳۳۷) سنن ابی داؤد - اللباس (۱۱۷) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۵۸۰) مسند أحمد - باقی مسند الأنصار (۶/۲۹۳) موطأ مالك - الجامع (۱۷۰۰) سنن الدارمی - الاستئذان (۲۶۴۴)

۴۱۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَانَ، أَخْبَرَنِي زَيْدُ الْعَدَوِيِّ، عَنْ أَبِي الصَّدِيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَهْلَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الدَّيْلِ شَبْرًا، ثُمَّ اسْتَزَدْنَهُ، فَرَأَاهُنَّ شَبْرًا، فَكُنَّ يُرْسِلْنَ إِلَيْنَا فَتُذَمَّرُ لَهُنَّ ذِرَاعًا».

ترجمہ: ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امہات المؤمنین کو ازار لٹکانے (کی مقدار) میں ایک بالشت کی رخصت عنایت فرمائی (یعنی مرد جس قدر کپڑا لٹکا سکتے ہیں خواتین اس سے ایک ذراع زیادہ لٹکا سکتی ہیں) پھر انہوں نے مزید رخصت طلب فرمائی تو آپ ﷺ نے ان کو ایک بالشت کی مزید اجازت مرحمت فرمائی تو امہات المؤمنین ہمارے پاس اپنے کپڑے بھیجا کرتی تھیں تو ہم اپنے کپڑوں کو دیکھ کر اندازہ لگاتے تھے کہ یہ تقریباً ایک ذراع کے بقدر ہیں۔

جامع الترمذی - اللباس (۱۷۳۱) سنن النسائی - الزینة (۵۳۳۶) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۱۹)

۳۹ - بَابُ فِي أَهْلِ الْمَيْتَةِ

مردہ جانوروں کی کھالوں کے استعمال کا بیان

جلد میتہ، میتہ کی طرح نجس ہے، اب یہ کہ دباغت سے پاک ہوتی ہے یا نہیں؟

جلد میتہ کے دباغت سے پاک ہونے میں مذاہب علماء: مسئلہ مختلف فیہ ہے الابواب والتراجم میں حضرت شیخ تحریر فرماتے ہیں، ترجمہ بخاری باب جلود المیتہ قبل أن تدبغ کے تحت، بسط الكلام على حديث الباب والابحاث المتعلقة به فی الاوجز، و ذکر فیہ عن النووی اختلاف العلماء فیہ علی سبعة اقوال - کما فی هامش اللا مع - اسکے بعد ائمہ اربعہ کے مذاہب اس میں یہ لکھے ہیں: امام شافعیؒ کے نزدیک کلب اور خنزیر کے علاوہ تمام جلود میتہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں، نیز ظاہر جلد اور باطن جلد دونوں پاک ہو جاتی ہیں، اور امام احمد کے نزدیک فی اشہر الروایاتین، اور یہی ایک روایت امام مالک سے ہے کہ کوئی جلد بھی پاک نہیں ہوتی ہے دباغت سے، اور حنفیہ کے نزدیک تمام جلود پاک ہو جاتی ہیں (والآدی) اور امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ تمام جلود پاک ہو جاتی ہیں لیکن صرف ان کا ظاہر پاک ہوتا ہے نہ کہ باطن، لہذا صرف یاسات میں انکو

استعمال کیا جاسکتا ہے نہ کہ مانعاًت میں، و یصلی علیہ لافیه، یعنی جلد مدبوغ پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اس میں نہیں یعنی اس میں پانی لیکر وضو کرنا جائز نہیں اھ یہ چار مذہب ہوئے چاروں ائمہ کے اور تین مذہب اس میں اور ہیں، زہری کے نزدیک جلد میت پاک ہے بغیر دباغت کے بھی جیسا کہ آگے خود متن میں آرہا ہے، اور ظاہر یہ کے نزدیک تمام جلود پاک ہو جاتی ہیں دباغت سے بلا استثناء کہ حتی الخنزیر کما فی ہامش البذل^①، اب ایک اور مذہب باقی رہ گیا وہ امام اوزاعی اسحاق بن راہویہ وغیرہ کا ہے کہ ماکول اللحم کی جلد پاک ہو جاتی ہے غیر ماکول کی نہیں، یہ ساتوں مذاہب امام نوویؒ نے شرح مسلم^② میں ذکر کئے ہیں۔

حقیقت دباغت اور اس میں اختلاف ائمہ: پھر جاننا چاہیے کہ حقیقت دباغت میں اختلاف ہے جسکی تفصیل أوجز المسالك کتاب الصيد میں ہے^③، ففیہ عن التعليق المجدد الدباغ بكسر الدال المهملة وهو إزالة الرائحة الكريهة والرطوبات النجسة باستعمال الأدوية أو غيرها، وروی محمد عن ابی حنیفة فی 'كتاب الآثار' كل شيء يمنع الجلد من الفساد فهو دباغ^④، وفي الروض المربع (فی مذہب احمد) ولا يحصل بتشमيس ولا ترتيب اھ^⑤، وقال الموفق: ويفتقر ما يدبغ به الى ان يكون منشفا للرطوبة، منقيا للخبث كالشرب والقرظ، وقال النووي يجوز الدباغ بكل شيء ينشف فضلات الجلد ويطيبه ويمنع من ورود الفساد عليه من الادوية الطاهرة ولا يحصل بالتشमيس عندنا وقال اصحاب ابی حنیفة يحصل، الى آخر ما ذكر^⑥، وفي الهداية ثم ما يمنع النتن والفساد فهو دباغ وإن كان تشميساً أو تتريباً لأن المقصود يحصل به فلا معنى لاشتراط غيره۔ وفي هامشه: الدباغة أعم من أن تكون حقيقية كالقرظ^⑦ ونحوه، أو حكمية كالترتيب والتشमيس والإلقاء في الريح، فإن كانت بالأولى لا يعود نجساً أبداً، وإن كانت بالثانية، ثم أصابه الماء، ففيه روايتان عن الإمام والأظهر أنه يعود قیاساً، وعندهما لا يعود استحساناً، وهو الصحيح^⑧۔

پس حاصل یہ کہ عند الجمہور دباغت حقیقیہ معتبر ہے، دباغت حکمیہ کا اعتبار نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک معتبر ہے البتہ اس میں اختلاف ہے ہمارے یہاں کہ حکمیہ کی صورت میں تر ہونے کے بعد نجاست عود کرتی ہے یا نہیں، والصحيح انه لا يعود،

① بذل المجہود فی حل ابی داؤد۔ ج ۱۷ ص ۳-۴

② النہاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج۔ ج ۴ ص ۵۴

③ أوجز المسالك إلى موطأ مالك۔ ج ۱۰ ص ۱۳۴-۱۳۷

④ التعليق المجدد علی موطأ محمد شرح الکنوي۔ ج ۳ ص ۱۷۵ (الطبعة الأولى دار القلم ۱۴۱۲ھ)

⑤ حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع۔ ج ۱ ص ۱۱۱

⑥ النہاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج۔ ج ۴ ص ۵۵

⑦ وهو ورق السلم، سلم کیکر کے مانند ایک درخت ہوتا ہے۔

⑧ الهداية شرح بدایة المبتدی۔ ج ۱ ص ۱۴۹

وفي الكوكب: استثنى منه الانسان والخنزير، لكرامة الأول، ونجاسة الثاني، مع أن الدباغة غير ممكنة فيهما للاتصال الذي بين الجلد واللحم فلا يمكن سلخه بحيث ينفصل اللحم بأسره من الجلد ولا يمكن الدبغ مالم يفرز الجلد عن أجزاء اللحم اه ١.

٤١٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، وَوَهْبُ بْنُ بَيَّانٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبْنُ أَبِي خَلْفٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُثَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ مُسَدَّدٌ، وَوَهْبٌ، عَنْ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: أَهْدَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَلَا دَبَّغْتُمْ إِهَابَهَا وَاسْتَنْفَعْتُمْ بِهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا مَيْتَةٌ، مَيْتَةٌ، قَالَ: «إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا».

ترجمہ: عثمان بن ابی شیبہ اور ابن ابی خلف اپنی سند سے ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں، مسد اور وہب نے ابن عباسؓ کے بعد حضرت میمونہؓ کا ذکر کیا ہے (گویا کہ مسد اور وہب نے اس حدیث کو حضرت ابن عباسؓ کے بعد حضرت میمونہؓ کی سند میں شمار کیا ہے لیکن عثمان بن ابی شیبہ اور ابن ابی خلف نے اس حدیث کو ابن عباسؓ کی مسندات میں شمار کیا ہے)۔ انہوں نے فرمایا کہ ہماری ایک کنیز کو ایک صدقہ کی بکری ہدیہ کی گئی پھر وہ بکری مر گئی تو نبی اکرمؐ کا گزر اس پر ہوا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے اس کے چمڑے کو دباغت دے کر پاک کیوں نہیں کر لیا کہ تم لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو مردار ہے ارشاد فرمایا کہ صرف اس مردار کا گوشت کھانا حرام ہے (کھال سے فائدہ اٹھانا حرام نہیں)۔

شرح الحدیث: حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک باندی کے پاس صدقہ میں ایک بکری آئی وہ مر گئی آپ ﷺ کا ادھر کو گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَلَا دَبَّغْتُمْ إِهَابَهَا وَاسْتَنْفَعْتُمْ بِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّمَا مَيْتَةٌ، قَالَ: «إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا» اس کے بعد مصنف نے یہ حدیث ایک دوسرے طریق سے ذکر کی جس میں دباغت کا ذکر نہیں۔

٤١٣ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، لَمْ يَذْكُرْ مَيْمُونَةَ، قَالَ: فَقَالَ: «أَلَا اسْتَنْفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا»، ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ، لَمْ يَذْكُرِ الدَّبَاغَ.

ترجمہ: معمر نے زہری سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حضرت میمونہؓ کو ذکر نہیں کیا۔ راوی کہتا ہے کہ نبی اکرمؐ نے، أَلَا اسْتَنْفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا کے الفاظ فرمائے۔ پھر اس ہی کے ہم معنی حدیث ذکر کی (لیکن) دباغت کا تذکرہ نہیں کیا۔
تفہیم: صحیح البخاری - الزکاة (۱۴۲۱) صحیح البخاری - البیوع (۲۱۰۸) صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۲۱۱) صحیح مسلم -

① الكوكب الدرعي على جامع الترمذي - ج ۲ ص ۴۴۶ - ۴۴۷

② یہاں اختلاف نسخ ہے، شیخ عوامہ لکھتے ہیں: واستمتعتم به: فی س، لک: واستمتعتم به، وأنادی س أها كذلك فی أصل التستري، وأما: استمتعتم به: به: فهو كذلك فی أصل الخطيب. (کتاب السنن - ج ۴ ص ۴۲۹)

الحیض (۳۶۳) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۷) سنن النسائی - الفرع والعنبر (۴۲۳۴) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۲۰) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۰۹) مسند أحمد - من مسند بنی ہاشم (۲۱۹/۱) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۳۲۹/۶) موطأ مالک - الصید (۱۰۷۸) سنن الدارمی - الاصحاحی (۱۹۸۵)

۴۱۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: قَالَ مُعَمَّرٌ: وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُنْكِرُ الدِّبَاحَ، وَيَقُولُ: «يُسْتَمْتَعُ بِهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «لَمْ يَذْكُرِ الْأَوْزَاعِيُّ وَيُونُسُ، وَعُقَيْلٌ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ، الدِّبَاحَ، وَذَكَرَهُ الزُّبَيْدِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَحَفْصُ بْنُ الْوَلِيدِ، ذَكَرُوا الدِّبَاحَ».

ترجمہ: معمر کہتے ہیں کہ زہری دباغت کا انکار کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس (مردار کی کھال) سے ہر حال میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے چاہے دباغت دی ہو یا نہ دی ہو (اس ہی روایت کی بناء پر کیونکہ ان کی روایت میں صرف انتفاع کا ذکر ہے دباغت کا نہیں)۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اوزاعی، یونس اور عقیل نے حدیث زہری میں دباغت کو ذکر نہیں کیا جب کہ زبیدی اور سعید بن عبد العزیز اور حفص بن ولید نے دباغت کو ذکر کیا ہے۔

شرح الحدیث: زہری کا مذہب یہی ہے جو پہلے بھی گزر چکا کہ ان کے نزدیک جلد میتہ بدون دباغت کے بھی پاک ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم والنسائی وابن ماجه. قاله المنذرى۔

۴۱۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَهْلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا دَبِغَ الْإِهَابُ، فَقَدْ ظَهَرَ».

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب چمڑے کو دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی، قاله المنذرى۔

تخریج: صحیح البخاری - الزکاة (۱۴۲۱) صحیح البخاری - البیوع (۲۱۰۸) صحیح البخاری - الذبائح والصيد (۵۲۱۱) صحیح مسلم - الحیض (۳۶۳) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۷) سنن النسائی - الفرع والعنبر (۴۲۳۴) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۲۳) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۰۹) مسند أحمد - من مسند بنی ہاشم (۲۱۹/۱) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۳۲۹/۶) موطأ مالک - الصید (۱۰۷۸) سنن الدارمی - الاصحاحی (۱۹۸۵)

۴۱۲۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ تَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِحُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ».

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردہ جانوروں کے چمڑے سے فائدہ حاصل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جب کہ اسے دباغت دیکر پاک کر دیا جائے۔

تخریج: سنن أبي داود - اللباس (۴۱۲۴) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۱۲) مسند احمد - باقي مسند الانصار (۷۳/۶) موطأ مالك - الصید (۱۰۸۰) سنن الدارمی - الاصحاح (۱۹۸۷)

۴۱۲۵ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، وَهُوَ سَيِّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَوْنِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أُنِيَ عَلَى بَيْتٍ، فَإِذَا قُرْبُهُ مُعَلَّقَةٌ، فَسَأَلَ الْمَاءَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ: «دَبَّاعُهَا طَهُورُهَا».

ترجمہ: سَلَمَةُ بْنُ الْمُحَبِّقِ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کسی کے گھر تشریف لے گئے تو وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا آپ ﷺ نے پانی مانگا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ مردار (کھال) کا بنا ہوا مشکیزہ ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو دباغت دے دینا اس کی پاکی ہے۔

تخریج: سنن أبي داود - اللباس (۴۱۲۵) مسند احمد - مسند المکیین (۴۷۶/۳) مسند احمد - أول مسند البصریین (۶/۵)

۴۱۲۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَعْنَى ابْنُ الْحَارِثِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَرْقَدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ حَذَافَةَ، حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سَبِيعٍ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ لِي غَنَمٌ بِأَحُدٍ، فَوَقَعَ فِيهَا الْمَوْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ لِي مَيْمُونَةُ: لَوْ أَخَذْتُ جُلُودَهَا فَأَتَفَقَعْتُ بِهَا، فَقَالَتْ: أَوْ يَحِلُّ ذَلِكَ، قَالَتْ: نَعَمْ، مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا» قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُطَهَّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرِظُ».

ترجمہ: عالیہ بنت سبیع فرماتی ہیں کہ مقام احد میں میری بکریاں تھیں وہ سب موت کی نذر ہو گئیں میں نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ کے یہاں گئی اور ان سے یہ قصہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم ان کا چمڑہ اتار کر اسے کام میں لاتیں تو انہوں نے (عالیہ بنت سبیع نے) کہا: کیا اس طرح اس کی کھال سے فائدہ اٹھانا حلال ہے؟ تو حضرت ام سلمہ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں (پھر یہ واقعہ ذکر کیا) قریش کے چند لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اپنی بکری کو گدھے کی طرح کھینچے ہوئے گزرے رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس کی کھال اتار لیتے انہوں نے عرض کیا کہ یہ تو مردار ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانی اور بیری کی پتیاں اسے پاک کر دیں گی۔ اخروجه النسائي، قاله المنذرى۔

تخریج: صحيح مسلم - الحيض (۳۶۳) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۸) سنن النسائي - الفرع والعتيرة (۴۲۳۴) سنن أبي داود - اللباس (۴۱۲۶) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۱۰) مسند احمد - باقي مسند الانصار (۳۲۹/۶) موطأ مالك - الصید (۱۰۷۸)

۴۰۔ باب مَنْ رَوَى أَنْ لَا يَنْتَفِعَ بِإِهَابِ الْمَيْتَةِ

جن حضرات کے نزدیک مردار کے چمڑے سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ان کے دلائل

۴۱۲۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَ: قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْضِ جَهَنَّمَ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ: «أَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ، وَلَا غَضَبٍ».

شرح: عبد اللہ بن عکیم کی روایت ہے کہ ہمارے سامنے جہنم کی زمیں پر رسول اللہ ﷺ کا مکتوب مبارک پڑھا گیا۔ جب کہ میں ایک نوجوان تھا۔ کہ مردار جانور کی نہ کھال سے فائدہ اٹھاؤ اور نہ پٹھوں سے۔

تحقیق: جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۹) سنن النسائی - الفرع والعنبر (۴۲۴۹) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۲۷) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۱۳) مسند احمد - أول مسند الكوفيين (۳۱۰/۴) مسند احمد - أول مسند الكوفيين (۳۱۱/۴)

شرح الحدیث: حضرت عبد اللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضور اقدس ﷺ کی تحریر پڑھ کر سنائی گئی ارض جہنم میں جب کہ میں نوجوان لڑکا تھا جس میں یہ تھا کہ اہاب میت سے فائدہ نہ اٹھایا جائے اور نہ اس کے پٹھے سے۔ اور اس کے بعد والے طریق میں ہے: كَتَبَ إِلَى جَهَنَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ لَحْ.

ابن رسلان فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام مالک کیلئے حجت ہے: أَنَّ الْجِلْدَ بَعْدَ الدِّبَاغِ نَجِسٌ، اور یہ کہ یہ حدیث ناسخ ہے ان احادیث کیلئے جن میں دباغت کا مطہر ہونا مذکور ہے الی آخر ما ذکر^①۔ وقال الترمذی كَانَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ يَقُولُ بِهِ ثُمَّ تَرَكَهُ هَذَا الْحَدِيثَ لَمَّا اضْطَرَّ بُوَا فِي إِسْتَاذَةِ اه^② امام ترمذی نے اس حدیث کی سند میں اختلاف واضطراب ذکر کیا ہے، یہ حدیث دراصل امام احمد ہی کی دلیل ہے ان کے مشہور قول کی، امام بیہقی وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابن عکیم صحابی نہیں ہیں (بذل بزیادة^③)۔

۴۱۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَنَاسٌ مَعَهُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ، - رَجُلٌ مِنْ جَهَنَّمَ -، قَالَ الْحَكَمُ: فَدَخَلُوا وَقَعْدَتْ عَلَى الْبَابِ، فَخَرَجُوا إِلَيَّ فَأَخْبَرُونِي، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُكَيْمٍ، أَخْبَرَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى جَهَنَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ: «أَنْ لَا يَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ، وَلَا غَضَبٍ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "قَالَ الثَّعْلَبِيُّ بْنُ شَمِيلٍ: يُسَمَّى إِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَعْ، فَإِذَا دُبِعَ لَا يُقَالُ لَهُ: إِهَابٌ، إِنَّمَا

① بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۱۷ ص ۱۰

② جامع الترمذی - کتاب اللباس - باب ما جاء في جلود الميتة إذا دُبغت ۱۷۲۹

③ بذل المجهود في حل أبي داود - ج ۱۷ ص ۱۱

يُسْعَى شَتَا وَقَرْبَةً."

ترجمہ حکم بن عتیبہ سے مروی ہے کہ وہ خود اور ان کے ساتھ چند لوگ عبد اللہ بن عکیم جو کہ قبیلہ جہینہ کے ایک فرد تھے کے پاس گئے، حکم کہتے ہیں کہ تمام لوگ اندر داخل ہو گئے اور میں دروازے پر بیٹھ گیا، انہوں نے باہر نکل کر مجھے بتلایا کہ عبد اللہ بن عکیم نے انہیں بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل قبیلہ جہینہ کو لکھا کہ مردار جانور کی کھال سے نفع نہ اٹھاؤ اور نہ پٹھوں سے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کی نصر بن شمیل کا قول ہے کہ جب تک چمڑے کو دباغت نہ دی جائے اس کو اہاب کہا جاتا ہے اور جب دباغت دیدی جائے تو اس کو اہاب نہیں کہا جاتا بلکہ اس کو شن اور قربہ کہا جاتا ہے۔

تحقیق جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۹) سنن النسائی - الفرع والعبدة (۴۲۴۹) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۲۸) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۱۱۳) مسند احمد - اول مسند الکوفیین (۳۱۰/۴) مسند احمد - اول مسند الکوفیین (۳۱۱/۴)

تنبیہ: اِنَّمَا اِهَابٌ رُبِعٌ فَقَدْ ظَهَرَ کے ذیل میں امام ترمذی نے نصر بن شمیل کے حوالہ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں: الإهاب معناه جلد ما كَوَّلَ اللحم، اهاب کہتے ہیں ماكول اللحم کی جلد کو^۱، حالانکہ امام ابو داؤد نے نصر بن شمیل سے اس کے برخلاف یہ نقل کیا ہے۔ يُسْعَى اِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَعْ، فَإِذَا دُبِعَ لَا يُقَالُ لَهُ: اِهَابٌ، اِنَّمَا يُسْعَى شَتَا وَقَرْبَةً، یعنی اہاب کہتے ہیں کچے چمڑے کو قبل الدباغتہ اور بعد الدباغتہ اس کو شن اور قربہ کہتے ہیں (مشکیزہ) اسی لئے الکوکب الدہی میں بھی اس پر نقد کیا ہے چنانچہ اس میں ہے قوله اِنَّمَا يُقَالُ اِهَابٌ لِّجِلْدِ مَا يُوَكَّلُ، وَهَذَا لَا يَصِحُّ لُغَةً اه^۲ لہذا امام ابو داؤد ہی کی نقل صحیح ہے، اور امام ابو داؤد کی غرض نصر بن شمیل کے قول کو نقل کرنے سے عبد اللہ بن عکیم کی حدیث کا جواب دینا ہے جمہور کی طرف سے جس میں یہ ہے کہ اہاب میتہ سے انتفاع جائز نہیں، جس کا جواب امام ابو داؤد نے یہ دیا کہ جلد میتہ کو اہاب قبل الدباغتہ کہا جاتا ہے لہذا مطلب یہ ہوا کہ جلد میتہ سے قبل الدباغتہ انتفاع جائز نہیں، لہذا عبد اللہ بن عکیم کی حدیث کے اب دو جواب ہو گئے ایک ضعف واضطراب دوسری توجیہ یہ جو مصنف نے نقل کی، والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ، وقال الترمذی حسن، قاله المنذرى۔

۴۱ - بَابُ فِي جُلُودِ الثَّمُورِ وَالسَّيْبَاعِ

چمڑے اور درندے کے چمڑوں (کھال) کا بیان

۴۱۲۹ - حَدَّثَنَا هَتَّابُ بْنُ الشَّرِيفِ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَرُكُوا الْحَزَّ، وَلَا التَّيْمَانَ»، قَالَ: "وَكَانَ مُعَاوِيَةُ لَا يَتَّهَمُ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۱ قَالَ النَّصْرُ بْنُ شَمِيلٍ: اِنَّمَا يُقَالُ: اِهَابٌ لِّجِلْدِ مَا يُوَكَّلُ لَحْمَهُ. (جامع الترمذی - کتاب اللباس - باب ماجاء فی جلود البیئۃ إذا دبغت ۱۷۲۸)

۲ الکوکب الدہی علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۴۷

وَسَلَّمَ، قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ، قَالَ لَنَا أَبُو دَاوُدَ: «أَبُو الْمُعْتَمِرِ اسْمُهُ يَزِيدُ بْنُ طَهْمَانَ، كَانَ يَنْزِلُ الْحَبِيرَةَ».

ترجمہ حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خالص ریشم اور چیتے کی کھال پر سواری نہ کرو (یعنی زین پر رکھ کر)۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ رسول اللہ ﷺ کی حدیث (کی روایت) میں متہم نہیں تھے۔

سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۲۹) - مسند احمد - مسند الشامیین (۹۳/۴)

شرح الحدیث لَا تَرَكُوا الْحَبْرَ، وَلَا التَّمَارَ: خز یعنی ریشم پر مت سوار ہو یعنی اس کو زین وغیرہ پر رکھ کر، اور نہ جلد نمبر پر یعنی چیتا اس کی شرح باب فی الحریر میں گزر چکی۔

قَالَ: وَكَانَ مُعَاوِيَةُ لَا يَتَّهَمُهُ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: یعنی حضرت معاویہؓ لوگوں کے نزدیک روایت حدیث میں متہم نہیں تھے یعنی اگرچہ بعض لوگ ان پر یا ان کے گھروالوں پر کچھ نقد اور تبصرہ کرتے ہیں جیسا کہ آگے اسی قسم کی روایت آرہی ہے لیکن ناقدین کا کوئی نقد ان پر روایت حدیث کے بارے میں نہ تھا، یہ مقولہ کس کا ہے؟ حضرت نے تو اس کی نسبت ابن سیرینؒ کی طرف کی ہے جو سند کے اندر مذکور ہیں اور حضرت معاویہؓ سے حدیث الباب روایت کر رہے ہیں، اور اس کے بعد حضرت نے ابن رسلانؒ کی رائے یہ لکھی ہے کہ انہوں نے قال کی ضمیر مصنف کی طرف لوٹائی ہے نیز حضرت نے تحریر فرمایا ہے یعنی مع امارتہ غیر متہم فی الحدیث، کہ باوجود خلیفہ و بادشاہ ہونے کے روایت حدیث میں سب کے نزدیک معتبر ہی تھے ①۔

۱۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عُمَرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُهَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةَ رُفْقَةً فِيهَا جُلْدٌ مُمَرَّ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے اس جماعت کی معیت اختیار نہیں کرتے جس کے پاس چیتے کی کھال ہو۔

۱۳۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْجَمْعِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ بَجِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَقَدْ أَلْفَدْتُ ابْنَ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمَرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قَسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمَقْدَامِ: أَعْلِمْتُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ يُؤَيِّي؟ فَزَجَّعَ الْمَقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَرٍ فَقَالَ: «هَذَا مَيِّي» وَحَسَنٌ مِنْ عَلِيٍّ؟ فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ: فَقَالَ الْمَقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ، وَأُسَمِّعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنَّ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدَّقْنِي، وَإِنَّا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلْ، قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «هَمِي

عَنْ لُبَيْسِ الدَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدْكَ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَمَّى عَنْ لُبَيْسِ الْحَرَبِيِّ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدْكَ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «هَمَّى عَنْ لُبَيْسِ جُلُودِ السَّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَاللَّهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كَلَّمَهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَلْجُو مِنْكَ يَا مُقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبِيهِ وَفَرَضَ لَانِيهِ فِي الْبَائِثَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَالِ لَشَيْئِهِ.

ترجمہ: خالد (راوی) کہتے ہیں کہ مقدم بن معد یکرب اور عمر بن ابود اور بنو اسد کے اہل قنسرین میں سے ایک شخص یہ تینوں حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے پاس وفد کی صورت میں تشریف لے گئے۔ تو حضرت معاویہ نے حضرت مقدم بن معد یکرب سے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حسن بن علیؓ وفات پا گئے ہیں؟ تو حضرت مقدم نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی تو ایک شخص آپ سے کہنے لگا: کیا آپ اسکو مصیبت گردانتے ہیں؟ حضرت مقدم نے اس شخص کو جواب دیا کہ میں اس کو کیوں مصیبت شمار نہ کروں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے آپکو اپنی گود مبارک میں بٹھا کر یوں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ (حسن) مجھ سے ہیں (میرے مشابہ ہیں) اور حسین علی سے ہیں۔ اس پر اسدی بولا کہ ایک انگارہ تھا جسے اللہ پاک نے بجھا دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت مقدم فرمانے لگے بہر حال میں تو آج مسلسل بولتا رہوں گا، حتیٰ کہ تجھے غصہ دلا دوں اور تجھے وہ سناؤں گا جو تجھے ناپسند ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ اے معاویہ اگر میں سچ کہوں تو تم میری تصدیق کرنا اور اگر میں جھوٹ کہوں تو تم میری تکذیب کر دینا، حضرت معاویہ کہنے لگے کہ میں (ایسے ہی) کرونگا پھر حضرت مقدم فرمانے لگے کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ کیا تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کو) سونا پہنے سے منع فرمایا ہے؟ حضرت معاویہ نے فرمایا: جی ہاں حضرت مقدم گویا ہوئے کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کا لباس پہننے سے ممانعت فرمائی ہے؟ حضرت معاویہ نے فرمایا: جی ہاں حضرت مقدم نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے درندوں کی کھال پہننے سے اور اس پر سواری کرنے سے منع فرمایا (یعنی بطور زین کے استعمال کرنے سے)؟ حضرت معاویہ نے فرمایا: جی ہاں تو اس پر مقدم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے تمہارے گھر میں اے معاویہ یہ سارے کام ہوتے دیکھے ہیں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم تھا اے مقدم کہ آج میں تمہاری پکڑ سے نجات نہیں پاسکتا۔ خالد بن معدان (راوی) فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ نے مقدم کے لئے ایسے تحفے کا اعلان فرمایا جو ان کے دونوں ساتھیوں کو عطا نہیں کیا گیا اور مقدم کے بیٹے کے لئے (جس کا نام یحییٰ تھا) حصہ مقرر کیا جو حصہ سدر ہم سے زیادہ وظیفہ کی شکل میں لشکر والوں کو ملا کرتا تھا۔ پس مقدم نے اس عطیہ کو اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا اور اسدی (قبیلہ اسد کے اس شخص) کو کچھ بھی

عطا نہیں کیا کیونکہ اس نے غلط بات کہی تھی (حضرت حسنؓ کے متعلق) پس یہ سارا واقعہ حضرت معاویہؓ تک پہنچا تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ مقدم بڑے شریف النفس اور کھلے ہاتھوں والے (سخی) شخص ہیں اور اسدی قبیلہ کا آدمی اپنی چیز کو روک کر رکھنے والا (بڑا کنجوس) شخص ہے۔

سنن ابی داؤد - اللباس (۱۳۱) مسند احمد - مسند الشامیین (۱۳۲/۴)

شرح الحدیث: بکیر بن سعد روایت کرتے ہیں خالد بن معدان سے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کی خدمت میں یہ تین حضرات مقدم ام بن معد کرب عمر و بن الاسود اور ایک شخص اسدی قَسْرَیْن کے رہنے والوں میں سے، ان تین اشخاص کا وفد پہنچا، مجلس میں حضرت معاویہؓ نے فرمایا: حضرت مقدم کو خطاب کرتے ہوئے کہ آپکو بھی معلوم ہے کہ حسن بن علی کی وفات ہو گئی (توفی ۴۹ھ) تو اس پر حضرت مقدم نے انا للہ پڑھی تو ایک شخص نے کہا (لعلہ الرجل الاسدی او غیرہ) کیا تم اسکو مصیبت سمجھتے ہو، حضرت مقدم نے جواب دیا کہ اسکو میں کیوں نہ مصیبت سمجھوں حالانکہ حضور ﷺ نے جب کہ حضرت حسنؓ آپ کی گود میں تھے یہ فرمایا تھا ان کے بارے میں: هَذَا اَمِيْنٌ وَحَسْبِيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ تو اس پر اسدی نے کہا کہ وفات ہوئی تو کیا ہوا ایک چنگاری تھی جسکو اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا، حضرت معاویہؓ تو اس پر خاموش رہے اور ان کے اس سکوت پر حضرت مقدم کونا گواری ہوئی اس لئے وہ بولے کہ آج میں بھی یہاں سے اس وقت تک نہیں ٹلونگا جب تک میں تم کو (معاویہؓ کو) طیش نہ دلا دوں اور ناگوار بات نہ سنا دوں، اور یہ کہہ کر تیار ہو کر بیٹھ گئے اور حضرت معاویہؓ سے فرمایا کہ دیکھو اگر میں سچ کہوں تو اسکی تصدیق کرنا اور اگر غلط کہوں تو تکذیب کر دینا (حضرت معاویہؓ کا تو حلم مشہور ہے چنانچہ) انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا ہی کروں گا، اور پھر چند چیزیں جن سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے ان کے سامنے بیان کیں کہ تم نے یہ حضور ﷺ سے سنی ہیں، وہ ہر ایک کے بارے میں فرماتے رہے بلانا گواری کے کہ ہاں میں نے یہ حدیث حضور ﷺ سے سنی ہے، وہ امور یہ ہیں: مردوں کے حق میں لبس ذہب کی ممانعت اور ایسے ہی لبس حریر کی، اور ستیرے لبس جلود سباع^۱ اور ان پر رکوب کی، حضرت معاویہؓ سب کے بارے میں فرماتے رہے کہ ہاں یہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے، پھر اخیر میں حضرت مقدم نے حضرت معاویہؓ سے یہ فرمایا کہ یہ سب ممنوع چیزیں میں نے تمہارے گھر میں دیکھی ہیں۔ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ اَنْ لَّنِ الْاَنْجُوْ وَنَلَكْ يَوْمًا، اس پر حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا، کہ آج میں تجھ سے بچوں گا نہیں اور تیری تنقید کا نشانہ ضرور بن کر رہوں گا، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِمُصَاحِبِيْهِ وَفَرَضَ لَانِيَّةٍ فِي الْمَائِكَةِ، خالد بن معدان فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مقدم کے لئے اتنے بڑے ہدیہ کا حکم فرمایا جو ان کے دو ساتھیوں کیلئے نہیں فرمایا،

۱ وعلة المنع في جلود النمر، والسباع اما لان الدبغ لا يؤثر في الشعر ولا يظهره واما لانه من زى التكبرين، وهذا ان الوجهان عند الشافعي والوجه عندوا الاعير.

اور مزید برآں ان کے بیٹے کو، جن کا نام یحییٰ لکھا ہے۔ ان لشکریوں میں لکھوایا جن کا وظیفہ کئی سو تھا یا دو سو تھا (علی اختلاف النسخ ففي نسخة الماتين) آگے راوی کہتا ہے کہ جو ہدیہ حضرت مقدم کو ملا تھا انہوں نے تو وہ سب اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا، اور اس اسدی شخص نے جس نے حضرت حسنؑ کے بارے میں سخت جملہ کہا تھا اس نے کسی کو کچھ نہیں دیا، یہ بات حضرت معاویہؓ کو بعد میں پہنچی تو انہوں نے حضرت مقدم کی تعریف اور مدح کی، **أَمَّا الْقِدَامُ فَزَجَلُ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، يَبْسُطُ يَدَهُ** کہ مقدم بڑے شریف اور سخی ہیں ان کا ہاتھ بخشش کیلئے کھلا ہے، **وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَزَجَلُ حَسَنُ الْإِمْسَالِكِ لِشَيْئِهِ** وہی نسخة لشیہ^۱، یعنی اسدی اپنی چیز کو خوب روک کر رکھنے والا ہے، ہمارے یہاں اردو محاورہ میں بڑے بخیل کو مسک اعظم کہتے ہیں۔ والحدیث اخرجه النسائي مختصراً، قاله المنذرى۔

۴۱۳۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ، أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، وَإِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَاهُمَا الْمُعْتَمِدُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أَسَامَةَ، عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَى عَنْ جُلُودِ الشَّبَاعِ»۔
شرح ابوالملیح بن اسامہ اپنے والد اسامہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے درندوں کی کھال کے استعمال کرنے سے منع فرمایا (یعنی دباغت سے پہلے ان کھالوں کا استعمال کرنا منع ہے ہاں دباغت دینے کے بعد پھر ان کھالوں کو استعمال کر سکتے ہیں)۔

تخریج جامع الترمذی - اللباس (۱۷۷۱) سنن النسائي - الفرع والعتبة (۴۲۵۳) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۳۲) مسند احمد - اول مسند البصريين (۷۴/۵) سنن الذاریمی - الاصحاح (۱۹۸۳)

۴۲ - بَابُ فِي الْإِنْتَعَالِ

جو تے پہننے کا بیان

۴۱۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزُّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: «أَكْثَرُوا مِنَ التَّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ»۔
شرح حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سے زائد جوڑی جو تے رکھا کر دو کیوں کہ جب تک آدمی جو تے پہنے رہے وہ برابر سوار شمار ہوتا ہے۔

تخریج صحيح مسلم - اللباس والزينة (۲۰۹۶) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۳۳) مسند احمد - باقي مسند المكثرين (۳۳۷/۳)
شرح الحدیث حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو تے اپنے

۱ مٹی اگر تشدید یاہ کے ساتھ بغیر حمزہ کے ہے تو اس کے معنی مٹوی کے لکھے ہیں یعنی تیار کردہ اور حاصل کردہ چیز۔

ساتھ ایک سے زائد رکھا کرو تا کہ اگر ٹوٹ جائے تو دوسرا پہننے کے لئے موجود ہو۔ پھر آگے آپ ﷺ نے جو تاپہننے کا فائدہ بیان فرمایا کہ آدمی کے پاؤں میں جب تک جو تار ہوتا ہے تو وہ سوار کے مانند ہوتا ہے، یعنی جس طرح سواری سہولت سفر کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اسی طرح جو تار بھی چلنے میں سہولت کا بڑا سبب ہے، اور مسلم^۱ کی روایت کے یہ لفظ ہیں: اسْتَكَثَرُوا الِإِثْمَ وَكَثُرَ الْإِثْمُ وَالْعَوْنُ وَالْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ، قَالَ الْمُنْذَرِيُّ۔

۴۱۳۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، «أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قَبَالَانِ»۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی چپل کے دو تسمے تھے^۲۔

صحیح البخاری - فرض الخمس (۲۹۴۰) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۱۹) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۷۲) سنن النسائي - الزينة (۵۳۶۷) سنن أبي داود - اللباس (۴۱۳۴) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۱۵) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۱۲۲/۳)

شرح الحديث یعنی آپ ﷺ کے نعل شریف کے دو تسمے تھے قبالاتن ثنیہ ہے قبالتن، جس کی تفسیر کرتے ہیں سیران سے یعنی آگے کی دو پٹیاں، اور ایک پٹی چوڑائی میں اس کے پیچھے کو جو عرصہ ہوتی ہے اس کو شیع کہتے ہیں جس کا ذکر ایک دوسری حدیث میں ہے إِذَا انْقَطَعَ شَيْعُ أَحَدِكُمْ^۳، وفي البذل قبالاتن بكسر القاف أي سيران أحدهما يكون بين الأصبع الوسطى من الرجل والتي تليها، والآخرة الإصبع الآخر^۴ وفي الكوكب بين الإبهام وصاحبتة، وصاحبتة وصاحبتها اه^۵۔ والحديث أخرجه البخاري والترمذي والنسائي وابن ماجه، قاله المنذري۔

۴۱۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا»۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جو تاپہننے سے منع فرمایا ہے^۶۔

شرح الحديث یعنی جو تاپہن کر پہننا چاہئے، کھڑے ہو کر نہیں پہننا چاہیے۔ یہ نہی شفقت کیلئے ہے کیونکہ بعض صورتوں میں اس سے سقوط کا اندیشہ ہوتا ہے اور جب کھڑے کھڑے سہولت پہننا نہیں جاتا تو اس سے پہننے والے کی ہیئت بھی بگڑی جاتی

۱ صحیح مسلم - کتاب اللباس والزینة - باب ما جاء فی الانتعال والاستکثار من النعال ۲۰۹۶

۲ امداد الفتاوی جلد ۴ صفحہ ۳۷۴ مکتبہ دارالعلوم کراچی پر نعلین مبارک کی مشہور صفت پر عمدہ بحث فرمائی ہے از مترجم

۳ صحیح مسلم - کتاب اللباس والزینة - باب إذا انتعل فالیبد بالیمین وإذا خلع فالیبد بالیشمال ۲۰۹۸

۴ بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۷ ص ۱۹

۵ الکوکب الدرہی علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۴۵۱

۶ یاد رہے کہ اس سے مراد سینڈل ہیں جن کو پہننے کے لئے تسمہ باندھا جاتا ہے۔ ہمارے عام چپل مراد نہیں۔ از مترجم

ہے، نفی 'الکوکب الدر' لما فیہ من احتمال السقوط ومخالفة التؤدة ونکارۃ الہیئة الظاہرة ①۔

یہ حدیث حضرت جابرؓ کی ہے اور یہی متن ترمذی میں بروایت ابو ہریرہؓ اور ایک بروایت انسؓ علیحدہ علیحدہ سند سے مروی ہے، ان دونوں حدیثوں پر امام ترمذی نے کلام کیا ہے، مولفہ: «وَلَا الْحَدِيثَيْنِ لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَالْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْحَافِظِ، وَلَا نَعْرِفُ لِحَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَصْلًا، اس کے بعد پھر امام بخاری سے بھی یہی نقل کیا کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت نہیں ②۔

① ۱۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ، لِيَنْتَعِلَهُمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيَنْخُلَهُمَا جَمِيعًا»۔

② حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایک جوتے میں (یعنی ایک جوتا پہن کر) نہ چلا کرے اسے دونوں جوتے ایک ساتھ پہننے چاہئیں یا دونوں ساتھ اتار دینے چاہئیں۔

صحیح البخاری - اللباس (۵۵۱۸) صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۰۹۷) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۷۴) سنن النسائی - الزینۃ (۵۳۶۹) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۳۶) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۱۷) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۲۵۳/۲) موطأ مالک - الجامع (۱۷۰۱)

شرح الحدیث یعنی آدمی کو ایک جوتا پہن کر نہیں چلنا چاہیے، یا تو دونوں پاؤں میں پہنے یا پھر دونوں کو اتار دے، اسکی بھی مصلحت اسی جیسی ہے جو اوپر نہی آئی ہے، وقار کے بھی خلاف ہے اور چلنے میں بھی مشقت ہے۔ کیونکہ دونوں قدموں میں اونچ نیچ ہونے کی وجہ سے چلنے میں مشقت ہوتی ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس سلسلہ میں دو باب قائم کئے ہیں باب ما جاء فی کراهیۃ المشی فی النعل الواحدۃ اس کے بعد باب ما جاء من الرخصة فی المشی فی النعل الواحدۃ اور اس دوسرے باب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ذکر کی قالت: «رَبِّمَا مَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ» کوکب میں لکھا ہے: قوله «فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ» لَوْلَا يَحْمِلُ النَّهْيُ عَلَى التَّحْرِيمِ اه ③ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو دو طریق سے ذکر فرمایا ایک طریق میں یہ حدیث مرفوع ہے دوسرے طریق میں موقوف علی عائشہؓ، عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّهَا مَشَتْ بِنَعْلٍ وَاحِدَةٍ» وَهَذَا أَصَحُّ ④، یعنی حضرت عائشہؓ گاہے گھر میں ایک جوتا پہن کر بھی چل لیتی تھیں، امام

① الکوکب الدر علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۵۱

② جامع الترمذی - کتاب اللباس - باب ما جاء فی کراهیۃ أن ینتعل الرجل وهو قائم ۱۷۷۵ - ۱۷۷۶

③ جامع الترمذی - کتاب اللباس - باب ما جاء من الرخصة فی المشی فی النعل الواحدۃ ۱۷۷۷

④ الکوکب الدر علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۵۲

⑤ جامع الترمذی - کتاب اللباس - باب ما جاء من الرخصة فی المشی فی النعل الواحدۃ ۱۷۷۸

امام ترمذی فرماتے ہیں: وَهَذَا أَصَحُّ لِعَنَى اس حدیث کا موقوف ہونا (فعل عائشہ ہونا) زیادہ صحیح ہے۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی، قاله المنذری۔

۴۱۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّلِيبُ السَّيِّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا انْقَطَعَ شَيْءٌ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شُعْبَتَهُ، وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ، وَلَا يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ».

ترجمہ: حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی (کے جوتے) کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتے میں نہ چلا کرے یہاں تک کہ اپنا تسمہ درست کرے اور ایک چمڑے کا موزہ پہن کر نہ چلا کرے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھایا کرے۔

شرح: صحیح مسلم - الأشربة (۲۰۱۹) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۹۹) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۳۷) سنن ابن ماجہ - الأطعمة (۳۲۶۸)

۴۱۳۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَارُونَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «مَنْ الشَّيْءُ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ أَنْ يَغْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعُهُمَا بِجَنْبِهِ».

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ جب آدمی بیٹھنے لگے تو اپنے دونوں جوتے اتار کر اپنے پہلوں میں رکھ لے۔

۴۱۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشَّمَالِ، وَلْيَتَّكِنِ الْيَمِينُ أَوْهُمَا تُنْعَلُ، وَآخِرُهُمَا تُنْزَعُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں جانب سے ابتداء کرے اور جب (جوتا) اتارے تو بائیں جانب سے ابتداء کرے؛ تاکہ دائیں پاؤں والا جوتا پہنتے وقت پہلے پہنا جائے اور اتارتے وقت آخر میں اتارا جائے۔

شرح: صحیح البخاری - اللباس (۵۵۱۷) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۹۷) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۷۹) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۳۹) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۱۶) مسند احمد - باقی مسند البکثرین (۴۶۵/۲) موطأ مالک - الجامع (۱۷۰۲)

۴۱۴۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غُمَرَ، وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» يُحِبُّ النَّيْمَانَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، فِي طَهْوَرِهِ وَتَرَجُلِهِ، وَنَعْلِهِ. قَالَ مُسْلِمٌ: «وَسِوَاكِه». وَلَمْ يَذْكُرْ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ، مُعَاذٌ، وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَاكِه.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقدر استطاعت اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف سے ابتداء کرنے کو پسند فرماتے اور طہارت (وضوء و غسل میں) اور کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں مسلم بن ابراہیم مصنف کے استاد نے یہ اضافہ کیا اور مسواک کرنے میں اور مسلم بن ابراہیم نے فی شأنہ کلمہ کے الفاظ ذکر نہیں کئے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ معاذ نے شعبہ سے یہ روایت ذکر کی ہے اور سوا کلمہ لفظ ذکر نہیں کیا۔

تخریج: صحیح البخاری - الوضوء (۱۶۶) صحیح البخاری - الصلاة (۴۱۶) صحیح البخاری - الأطعمة (۵۰۶۵) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۱۶) صحیح مسلم - الطہارۃ (۲۶۸) جامع الترمذی - الجمعة (۶۰۸) سنن النسائی - الطہارۃ (۱۱۲) سنن النسائی - الفسل والتیمم (۴۲۱) سنن النسائی - الزینۃ (۵۲۴۰) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۴۰) سنن ابن ماجہ - الطہارۃ وسننھا (۴۰۱) مسند أحمد - باقی مسند الانصار (۹۴/۶)

شرح الحدیث: حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث ابواب الاستنجاء میں بھی گزری ہے: كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اليمنى لظهوره وطعامه، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْوَى لِحُلَائِهِ، وَمَا كَانَ مِنْ أَدَى ۱ اس کی شرح بھی دیکھ لی جائے۔ الحدیث اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۱۴۱- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا بَسِمْتُمْ، وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَابْدُءُوا بِأَيَّامِنِكُمْ»۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لباس پہنو اور جب وضو کرو تو اپنی دائیں طرف سے شروع کرو۔

تخریج: سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۴۱) سنن ابن ماجہ - الطہارۃ وسننھا (۴۰۲) مسند أحمد - باقی مسند المکثرین (۳۵۴/۲)

۴۳ - بَابُ فِي الْقُرْشِ

بستروں کا بیان

۴۱۴۲- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْأَعْمَدِيُّ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي هَانِيءٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُبَلِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْشَ، فَقَالَ: «فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِلْمَرْأَةِ، وَفِرَاشٌ لِلضَّعِيفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ»۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بستروں کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (ایک گھر میں ایک بستر مرد کیلئے ہوتا ہے دوسرا عورت کیلئے، تیسرا مہمان کیلئے اور چوتھا بستر شیطان کیلئے ہوتا ہے) جب کہ

اس کا اور کوئی مصرف نہ ہو۔

صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۸۴) سنن النسائي - النکاح (۳۳۸۵) سنن أبی داؤد - اللباس (۴۱۴۲) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۳۲۴/۳)

شرح الحدیث یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین بستر گھر میں ہونا کافی ہے ایک اپنے لئے اور ایک بیوی کیلئے، اور ایک مہمان کے لئے، اس سے مراد جنس فراش ہے، یعنی مہمانوں کی ضرورت کیلئے اب اس میں جتنی بھی ضرورت ہو اس کا اعتبار ہوگا، اور چوتھا شیطان کیلئے، یعنی جو ضرورت سے زائد ہو، کہ یہ دنیا کے ساز و سامان کی تکثیر ہے جو شیطان کی طرف سے ہے۔

فَرَأَى لِلرَّجُلِ، وَفَرَأَى لِلْمَرْأَةِ: پر شرح حدیث نے ایک اور بات بھی لکھی ہے کہ مرد کو بیوی کے ساتھ لیٹنا اولیٰ ہے یا علیحدہ؟ فقہی 'البذل' استدلال بعضہم علی أنه لا یلزم للرجل النوم مع امرأته وأن له الانفرد عنها بفراش ثان، قال النووي: والاستدلال به فی هذا ضعیف، لأن المراد بهذا وقت الحاجة بالمرض وغیره، وإن کان النوم مع الزوجة لیس بواجب، والصواب فی النوم مع الزوجة أنه إذا لم یکن لواحد منها عذر فی الانفرد فاجتماعهما فی فراش واحد أفضل وهو ظاهر فعل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الذی واظب علیہ۔ الی آخر ما ذکر^۱۔ والحدیث اخرجه مسلم والنسائی، قالہ المنذری۔

۴۱۴۳ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سَمَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: «دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ، فَرَأَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلَى وَسَادَةٍ»، زَادَ ابْنُ الْجَرَّاحِ: عَلَى يَسَارِهِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، أَيْضًا عَلَى يَسَارِهِ.

ترجمہ حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ان کے گھر میں داخل ہوا تو آپ ﷺ کو تکیے سے سہارا لگائے دیکھا۔ ابن الجراح نے علی یسارہ (اپنے بائیں جانب تکیے لگائے ہوئے) کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اسحاق بن منصور نے بھی اسرائیل کے واسطے سے علی یسارہ روایت کیا ہے۔

جامع الترمذی - الأدب (۲۷۷۰) جامع الترمذی - الأدب (۲۷۷۱) سنن أبی داؤد - اللباس (۴۱۴۳)

۴۱۴۴ حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ رَأَى رِفْقَةَ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ رَحَلَتْهُمُ الْأَدَمُ، فَقَالَ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى أَشْبِهِ رِفْقَةَ كَانُوا بِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَؤُلَاءِ».

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اہل یمن کے چند رفقاء کو دیکھا کہ ان کے کجاوے چڑے کے بنے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ وہ ایسے ساتھیوں کو دیکھے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے سب سے

زیادہ مشابہ ہیں اس کو ان لوگوں کی طرف دیکھ لینا چاہیے۔

شرح الحدیث حضرت ابن عمرؓ نے چند رفقاء سفر کو دیکھا جو یمنی تھے جن کے اونٹوں کے پالان چری تھے، اکثر جمع ہے ادیم کی یعنی جلد مدبوغ تو انہوں نے ان کو دیکھ کر یہ فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ ایسے رفقاء سفر کو دیکھے جو صحابہ کرامؓ کے زیادہ مشابہ ہوں تو اسکو چاہئے کہ ان کو دیکھ لے۔ یعنی باعتبار سادگی کے اور ترک تکلف و زینت کے۔

۴۱۵۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدَرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اتَّخِذُوا أَمْثَلًا؟» قُلْتُ: وَآلِي لَنَا الْأَمْثَلُ؟ قَالَ: «أَمَّا إِنْهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَمْثَلًا».

ترجمہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے باریک جھالروالی چادریں رکھنی شروع کر دیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس باریک جھالروالی چادریں کہاں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سن لو عنقریب تمہارے پاس باریک جھالروالی چادر ہوگی (چنانچہ بخاری کی روایت کے مطابق یہ پیشگوئی پوری ہوئی)۔

تحقیق صحیح البخاری - المناقب (۳۴۳۲) صحیح البخاری - النکاح (۴۸۶۶) صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۰۸۳) جامع الترمذی - الأدب (۲۷۷۴) سنن النسائی - النکاح (۳۳۸۶) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۵۵)

شرح الحدیث اتَّخِذُوا أَمْثَلًا، قُلْتُ: وَآلِي لَنَا الْأَمْثَلُ؟ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے باریک جھالروالی چادریں رکھنی شروع کر دیں، میں نے عرض کیا کہ جی وہ ہمارے پاس کہاں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب نہیں تو کچھ روز بعد ہو جائیں گی، یعنی آئندہ فتوحات کی وجہ سے تمول اور مالداری آجائے گی اور یہ تکلف و زینت کی چیزیں تم لوگ اختیار کرنے لگو گے۔ الْأَمْثَلُ، نمط کی جمع ہے جھالروالی باریک قسم چادر گدے کے اوپر بچھاتے ہیں زینت کے لئے۔

یہ روایت صحیحین اور ترمذی میں بھی ہے جس میں یہ زیادتی ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میری المیہ کے پاس اسی قسم کی ایک چادر تھی میں اس سے کہتا تھا کہ اس کو یہاں سے ہٹالے تو وہ کہتی تھی کہ حضور ﷺ ہی نے تو فرمایا تھا اِذَا اسْتَوَيْتَ فَاذْعُهَا اس پر میں اسکو چھوڑ دیتا ہوں یعنی سکوت اختیار کر لیتا ہوں جب وہ حدیث کا حوالہ دیتی ہے۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذری۔

۴۱۵۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَاحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: "كَانَ وَسَادَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ ابْنُ مَنِيعٍ: الرَّبِّي يَتَأَمَّرُ عَلَيْهَا بِاللَّيْلِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - مِنْ أَدَمٍ، حَشَوَهَا لِفًا".

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا تکیہ مصنف کے استاد احمد بن منیع کہتے ہیں کہ وہ جس پر آپ ﷺ رات کو سویا کرتے تھے چمڑے کا تھا اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

شرح صحیح البخاری - الرقاق (۶۰۹۱) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۸۲) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۶۱) جامع الترمذی - صفة

القیامة والرقائق والورع (۲۴۶۹) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۴۶) سنن ابن ماجہ - الزهد (۴۱۵۱) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۴۸/۶)

شرح الحدیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ حضور ﷺ کا وسادہ یعنی تکیہ چمڑہ کا تھا جسکے اندر کا بھراؤ کھجور کی چھال تھی۔

لیف یعنی پوست درخت خرماء کھجور کے درخت کا چھلکا اور اس کے بعد کی روایت میں آپ کے ضبعہ کے بارے میں بھی یہی آ رہا ہے جو وسادہ کے بارے میں آیا یعنی بستر کہ وہ بھی ایسا ہی تھا چمڑے کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور ابن ماجہ کو روایت میں بجائے لیف کے الاذخر ہے جو ایک مشہور گھاس کا نام ہے جس کا ذکر کتاب الحج میں بھی آیا ہے۔ والحدیث اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی بمعناه، قالہ المنذری۔

۴۱۴۷ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَغْنِي ابْنَ حَيَّانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كَانَتْ ضَبْعَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدِيمٍ حَشَوْهَا لَيْفٌ».

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا۔

شرح صحیح البخاری - الرقاق (۶۰۹۱) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۸۲) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۶۱) جامع الترمذی - صفة

القیامة والرقائق والورع (۲۴۶۹) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۴۷) سنن ابن ماجہ - الزهد (۴۱۵۱) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۴۸/۶)

۴۱۴۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ، عَنْ أَبِي وَائِلَةَ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: «كَانَ فِرَاشُهَا حَيْثَالُ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

ترجمہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میرے لیٹنے کا بستر (گھر میں) نبی اکرم ﷺ کی نماز کی جگہ کے سامنے تھا۔

سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۴۸) سنن ابن ماجہ - إقامة الصلاة والسنة فيها (۹۵۷)

شرح الحدیث حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میرے لیٹنے کا بستر حضور ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ کے برابر میں تھا اور خود حضور ﷺ کا بستر آپ ﷺ کی نماز کی جگہ کے قریب ہوتا تھا تو گویا یہ تینوں چیزیں قریب ہوئی تھیں آپ ﷺ کا بستر اور آپ ﷺ کی اہل کا اور نقلیں پڑھنے کی جگہ، چنانچہ کتاب الادب میں ”باب کیف يتوجه الرجل عند النوم“ میں حضرت ام سلمہؓ کی حدیث آرہی ہے: كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا يُوَضَّعُ الْإِنْسَانُ فِي قَبْرِهِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ^①۔ اس مسجد سے مراد بھی یہی مسجد بیت ہے تہجد پڑھنے کی جگہ۔ والحدیث اخرجہ ابن ماجہ، وقال عن زينب بنت ام سلمة، قالہ المنذری۔

پر دے لکانے کا بیان

٤١٤٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ مُنِيرٍ، حَدَّثَنَا قُصَيْلُ بْنُ عَزْوَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَوَجَدَ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا، فَلَمْ يَدْخُلْ، قَالَ: وَقَلَمَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا يَدْأِبُهَا، فَجَاءَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَرَأَاهَا مُهْتَمَّةً، فَقَالَ: مَا لَئِكَ؟ قَالَتْ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَأَتَاكَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَلْثَمُ حِجَّتِهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا، قَالَ: «وَمَا أَنَا وَالْدُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا وَالزَّوْجُ؟»، فَذَهَبَ إِلَى فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: قُلْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: «قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلَ بِهِ إِلَى بَنِي فَلَانٍ».

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے یہاں تشریف لائے تو ان کے دروازے پر پردہ لٹکا ہوا پایا پس آپ ﷺ (گھر میں) داخل نہ ہوئے اور عموماً سفر سے واپسی پر آپ ﷺ کا معمول سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملاقات کا تھا۔ پس جب حضرت علیؓ تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ کو پریشان دیکھا تو کہنے لگے تمہیں کیا ہوا؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تھے لیکن اندر نہیں آئے حضرت علیؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فاطمہؓ پر یہ بات بہت بھاری گزری کہ آپ ﷺ اسکے پاس آئے، پھر اندر تشریف نہیں لائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے دنیا سے کیا سروکار اور میرا اور نقش و نگار کا کیا واسطہ، حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو جا کر رسول اللہ ﷺ کی اس گفتگو کے بارے میں بتایا حضرت فاطمہؓ نے (حضرت علیؓ سے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں کہ وہ مجھے اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے کہو کہ اس پر دے کو بنو فلاں کے پاس بھیج دو (کیونکہ وہ ضرورت مند ہیں)۔

شرح الحدیث: یعنی ایک مرتبہ آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لارہے تھے ان کے گھر جب دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ اس پر ایک منقش پردہ لٹکا ہوا ہے جیسا کہ بعد والی روایت میں آ رہا ہے وَكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا، تو آپ ﷺ اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ واپس لوٹ گئے راوی کہتا ہے کہ آپ ﷺ کا معمول سفر سے واپسی میں سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملاقات کا تھا کچھ دیر بعد حضرت علیؓ گھر میں آئے انہوں نے ان کو غمگین بیٹھے ہوئے دیکھا اس کا سبب دریافت کیا انہوں نے اس کی وجہ بیان کی حضرت علیؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں گئے اور جا کر آپ ﷺ سے حضرت فاطمہؓ کا حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: وَمَا أَنَا وَالْدُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا وَالزَّوْجُ؟ کہ مجھے دنیا اور اس کے زیب و زینت سے کیا مناسبت اور فرمایا

مجھے اس جہاں کے پھول بوٹوں سے کیا واسطہ حضرت علیؑ نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد ان کو جا کر پہنچا دیا حضرت فاطمہؑ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ ﷺ سے یہ پوچھو کہ میں اس پردہ کو کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے کسی گھرانہ کا نام لے کر فرمایا کہ وہاں بھیج دو۔

دروازہ پر پردہ ہونا تو منکر اور ممنوع نہیں بلکہ وہ تو ہونا چاہئے پردہ کیلئے یہاں پر جو آپ ﷺ کو ناگواری ہوئی وہ اسکے منقش ہونے کی وجہ سے تھی ہاں جو پردہ مکان کے اندر چھت یا دیوار پر چڑھایا جائے زینت کیلئے اس کی مطابقت مذمت آئی ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے جو کتاب الصلوٰۃ کے اخیر میں گزر چکی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَسْتَوُوا الْجُنُورَ^۱، اسکی شرح اور تفصیل وہاں گزر چکی، باب الدعاء میں۔

۱۵۰ - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ قُضَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: وَكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا. (محمد) بن فضیل اپنے والد (فضیل بن غزوآن) سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ وہ پردہ نقش و نگار والا تھا۔

صحیح البخاری - الھیۃ فضلہا و التحریض علیہا (۲۴۷۱) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۴۹) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابہ (۲۱/۲) شرح الحدیث قَالَ: وَكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا، اور ایک نسخہ میں ہے موشیؑ یہ دُشی سے ہے جس کے معنی نقش کے ہیں۔

۴۵ - بَابُ فِي الصَّلِيبِ فِي الثَّوْبِ

کپڑوں پر صلیب کے نشان کا بیان

۱۵۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَوَلَّى فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصْلِيبٌ إِلَّا قَصَبَهُ».

حضرت عائشہؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے تھے جس پر صلیب کا نشان ہوتا مگر اسکو کاٹ دیا کرتے تھے۔

صحیح البخاری - اللباس (۵۶۰۸) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۵۱) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۵۲/۶)

شرح الحدیث یعنی آپ ﷺ اپنے گھر میں صلیب کی صورت بنی ہوئی دیکھ لیتے تھے تو اس کو توڑ دیتے تھے صلیب اگرچہ غیر ذی روح کی تصویر ہوتی ہے لیکن چونکہ وہ نصاریٰ کا شعار ہے اور وہ اس کی تعظیم کرتے ہیں اس لئے مسلمان کے گھر میں نہیں ہونی چاہئے اور ہو تو اس کو کاٹ دینا چاہیے۔

۱ سنن ابی داؤد - کتاب الصلوٰۃ - باب الدعاء ۱۴۸۵

۲ بذل الجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۷ ص ۳۱

صلیب یعنی سولی جس کے بارے میں نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سولی پر چڑھا دیا تھا اسی بنا پر وہ اسکی تعظیم کرتے ہیں اور بعض مرتبہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر بھی بنا دیتے ہیں صورت صلیب ایسی ہوتی ہے ۛ۔ والحديث اخرجه البخاري والنسائي، قاله المنذرى۔

۴۶۔ باب فی الصور

تصویروں کا بیان

۴۱۵۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُنَيْجٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، وَلَا كَلْبٌ، وَلَا جُنُبٌ»۔

ترجمہ: حضرت علیؑ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر، کتا اور جنبی ہو اس گھر میں فرشتے نہیں آتے۔

تخریج: سنن النسائي - الطهارة (۲۶۱) سنن النسائي - الصيد والذیائح (۴۲۸۱) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۵۲) سنن ابن ماجہ - اللباس (۲۶۵۰) مسند احمد - مسند العشرة المبشرين بالجنة (۸۳/۱) سنن الدارمی - الاستئذان (۲۶۶۳)

شرح الحدیث: یہ حدیث کتاب الطہارۃ باب فی الجنب یؤخر الغسل میں گزر گئی اور اس پر کلام بھی وہاں گزر گیا اور نیز یہ کہ اس حدیث میں کلب سے مراد عام ہے یا صرف ممنوع الاتحاد، فأرجع الیہ لوشئت۔ والحديث اخرجه النسائي وابن ماجه، وليس في حديث ابن ماجه 'لا جُنُبٌ'، قاله المنذرى۔

۴۱۵۳۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ شَهِيلِ بْنِ يَعْنَى، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ، وَلَا جِمْتَانٌ»، وَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ نَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ، فَأَنْطَلَقْنَا، فَقُلْنَا: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا، وَكَذَا، فَهَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ ذَلِكَ؟ قَالَتْ: لَا، وَلَكِنْ سَأَحْدِثُكُمْ بِمَا رَأَيْتُهُ فَعَلَّ، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، وَكُنْتُ أَتَحَنَّنُ فَقُولُهُ، فَأَخَذْتُ تَمَطًّا كَانَ لَنَا، فَسَتَرْتُهِ عَلَى الْعَرْصِ، فَلَمَّا جَاءَ اسْتَقْبَلْتُهُ، فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعَزَّنَا وَأَكْرَمَنَا، فَنَظَرُ إِلَى الْبَيْتِ فَرَأَى التَّمَطَّ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَيَّ شَيْئًا، وَرَأَيْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ، فَأَلَى التَّمَطَّ حَتَّى هَتَكَهُ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْمُرْنَا فِيمَا نَزَقْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَاللَّيْنِ» قَالَتْ: فَقَطَعْتُهُ وَجَعَلْتُهُ وَسَادَتَيْنِ، وَحَشَوْنَهُمَا لِفَقَا، فَلَمْ يُتَكَّرْ ذَلِكَ عَلَيَّ۔

شرح: ابو طلحہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا مور قی ہو اس حدیث کو سنانے کے بعد زید بن خالد الجہنی نے اپنے استاد ابو طلحہ سے کہا کہ ہمیں ام المؤمنین عائشہؓ کے پاس لے جائیں۔ ہم حضرت عائشہؓ سے اس حدیث کے متعلق دریافت کریں گے چنانچہ ہم ام المؤمنینؓ کی خدمت میں گئے ہم نے عرض کیا کہ ام المؤمنین ان ابو طلحہ نے ہمیں حضور ﷺ کا اس طرح کا فرمان نقل کیا ہے، کیا آپؐ نے بھی حضور ﷺ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ میں نے اللہ کے نبی سے اس طرح کی قولی حدیث تو نہیں سنی لیکن میں تمہیں وہ واقعہ بیان کرتی ہوں جو میں نے آپ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے اور میں آپ ﷺ کے سفر سے لوٹنے کا انتظار کرنے لگی چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی واپسی سے پہلے اپنی ایک اونی چادر کی جو گھر میں تھی اور اس کو دروازے پر لٹکا دیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا اور عرض کیا السّلامُ عَلَیْكَ یا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ تَمَام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے آپ ﷺ کو عزت و شرف بخشا پس آپ ﷺ کی نظر مبارک گھر کی طرف پڑ گئی اور آپ ﷺ نے اس پر دے کو دیکھ لیا تو میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ناگواری کے آثار محسوس کئے پھر آپ ﷺ اس پر دے کے قریب گئے اور اس کو پھاڑ دیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں عطا فرمائی ہیں اس میں ہمیں حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور اینٹوں کو پکڑے پہنائیں (یعنی دیواروں اور دروازوں پر منقش چادریں اور پر دے لٹکائیں)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس چادر کو پھاڑ کر اسکے تکیے بنائے اور اس کے اندر کھجور کی چھال بھردی اس پر حضور ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔

۴۱۵۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمِثْلِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أُمَّةُ إِنَّ هَذَا حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقَالَ فِيهِ: سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي النَّجَّارِ.

شرح: عثمان بن ابی شیبہ نے گزشتہ حدیث کی طرح نقل کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ زید بن خالد نے حضرت عائشہؓ سے کہا: اے اماں جان! ان ابو طلحہ نے مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیث نقل کی۔ (دوسرا اضافہ یہ ہے کہ امام ابو داؤد کے استاد الاستاد) جریر نے اس حدیث میں سعید بن یسار کے نام کے ساتھ وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بنو نجار کے مولیٰ تھے (جبکہ پچھلی روایت میں ابو داؤد کے استاد الاستاد نے مطلق سعید بن یسار الانصاری کا نام لیا تھا اس میں یہ وضاحت نہ تھی)۔

تحقیق: صحیح البخاری - بدء الخلق (۳۰۵۳) صحیح البخاری - المغازی (۳۷۸۰) صحیح البخاری - اللباس (۵۶۰۵) صحیح مسلم - اللباس والربیۃ (۲۱۰۶) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۵۰) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۰۴) سنن النسائی - الصيد والذباح (۴۲۸۲) سنن النسائی - الربیۃ (۵۳۴۷) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۵۳) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۴۹) مسند أحمد - أول مسند الدینین رضی اللہ عنہم أجمعین (۲۸/۴) موطا مالک - الجامع (۱۸۰۲)

شرح الأحادیث: یعنی حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے جب یہ حدیث زید بن خالد سے بیان کی تو انہوں نے ابو طلحہ سے یا اپنے شاگرد سعید بن یسار سے ^۱ کہا کہ ہم کو حضرت عائشہؓ کے پاس لے چلو تاکہ اس حدیث کے بارے میں ان سے ہم اچھی طرح سوال کر لیں چنانچہ ہم گئے ان کے پاس اور ان سے جا کر ہم نے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا آپ نے بھی حضور ﷺ سے اسکے بارے میں کچھ سنا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث تو نہیں سنی آپ ﷺ کی زبان سے لیکن میں تم کو ایک واقعہ سناتی ہوں مطلب یہ ہوا کہ میرے پاس اس بارے میں حدیث قوی تو نہیں ہے البتہ حدیث فعلی ہے اور پھر ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے جب مجھے آپ ﷺ کی واپسی کا انتظار شروع ہوا تو میں نے ایک خوبصورت سی چادر لی جو ہمارے یہاں تھی جس کو میں نے شہتیز پر لٹکا دیا پھیلا کر یعنی گھر سجانے کے لئے جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ، لیکن آپ ﷺ کی نظر اس چادر پر پڑ گئی تو میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ناگواری محسوس کی آپ ﷺ اس پردہ کے قریب گئے اور اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں ہم کو عطا کی ہیں ان کے بارے میں ہم سے یہ نہیں فرمایا کہ ہم اینٹوں پتھروں کو کپڑے پہنائیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس چادر کے ٹکڑے کر کے ان کے تکیے بنائے جن کے اندر کھجور کی چھال بھر دی، فَلَمْ يُشْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ، اور اس پر حضور اقدس ﷺ نے مجھ پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

اس سلسلہ کی روایات صحیح مسلم کے اندر متعدد ہیں، مختلف طرق سے اور اسکے بعض طرق میں تصریح ہے اس کی کہ اس پردہ میں الْحَبْلُ ذَوَاتُ الْأَجْنِحَةِ ^۲ کی تصویر تھی پھر حضرت عائشہؓ نے جو اس پردہ کو چاک کر کے اسکے تکیے بنائے جس پر حضور ﷺ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی اس میں دو احتمال ہیں ہو سکتا ہے اس پردہ کو چاک کرنے کی وجہ سے اس صورت کا ازالہ ہو گیا ہو اسی لئے آپ ﷺ نے اسکے تکیے بنانے پر نکیر نہیں فرمائی اور یہ بھی احتمال ہے کہ صورت کا ازالہ نہ ہوا ہو مگر چونکہ صورت کا استعمال ہر صورت میں ممنوع نہیں بلکہ ممنوع اس صورت میں ہے جب کہ اسکو زینت کیلئے آویزاں کیا جائے اور اگر استعمال کی نوعیت یہ نہ ہو بلکہ اس طرح استعمال جس میں اس صورت کا ابتداء اور امتہان ہو مثلاً فرش جس پر چلتے ہیں یا مثلاً جوتے پر تصویر ہو اور ایسے ہی تکیے کا غلاف کہ اس میں تصویر دب کر رہ جاتی ہے ان صورتوں میں اسکا استعمال مغتفر ہے (بذل نقلًا عن القرطبی ^۳) نیز شرح کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ پردہ وغیرہ میں ذی روح کی تصویر کا استعمال تو حرام ہے اور سادے

۱ الأول اختار عنی البذل، والثانی صاحب العون.

۲ صحیح مسلم - کتاب اللباس والزینة - باب لا تدخل الملائكة بیتا فیہ کلب ولا صورة ۲۱۰۷

۳ بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۷ ص ۳۷

پردے کا استعمال دیواروں میں یہ خلاف زہد ہونے کی وجہ سے مکروہ تزیہی ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم بطوله واخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه ببعضه، قاله المنذرى۔

۱۵۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ». قَالَ بُسْرٌ: لَمْ أَشْكِكْ زَيْدًا، فَعَدَنَاهُ، فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ الْخَوْلَانِيِّ رَجُلٍ مَيِّمُونَةٍ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنْ الصُّورِ يَوْمَ الْأَوَّلِ، فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ: «إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ».

ترجمہ: ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں جاندار کی تصویر ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ بسر بن سعید راوی کہتا ہے کہ پھر ہمارے استاد زید بیمار ہو گئے تو ہم ان کی عیادت کیلئے گئے تو ان کے دروازے پر ایسا پردہ پڑا ہوا تھا جس میں تصویر تھی (تو بسر کہتا ہے) تو میں نے عبید اللہ الخولانی..... جنہوں نے حضور ﷺ کی اہلیہ میمونہؓ کی زیر نگرانی پرورش پائی تھی..... سے کہا کہ زید نے ہمیں پہلے تصویر کی حرمت کے بارے میں حدیث نہیں سنائی تھی؟ تو عبید اللہ الخولانی نے جواب دیا کہ حدیث سناتے وقت کیا تم نے ان سے یہ استثناء نہیں سنا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کپڑے میں نیل بوٹوں کے طرز (یعنی نقش و نگار کے طور پر) جو تصاویر ہوں وہ منع نہیں۔

خبر: صحيح البخاري - بدء الخلق (۳۰۵۳) صحيح البخاري - المغازي (۳۷۸۰) صحيح البخاري - اللباس (۵۶۰۵) صحيح مسلم - اللباس والهيئة (۲۱۰۶) جامع الترمذي - اللباس (۱۷۵۰) جامع الترمذي - الأدب (۲۸۰۴) سنن النسائي - الصيد والذبايح (۴۲۸۲) سنن النسائي - الزينة (۵۳۴۷) سنن أبي داود - اللباس (۴۱۵۵) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۴۹) مسند أحمد - أول مسند المدنيين رضي الله عنهم أجمعين (۲۸/۴) موطأ مالك - الجامع (۱۸۰۲)

شرح الحدیث: اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت زید بن خالد جہنی کے دروازہ پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا جس میں تصویر تھی بسر بن سعید راوی حدیث کہتے ہیں کہ میں نے یہ پردہ دیکھ کر عبید اللہ الخولانی سے کہا کہ زید بن خالد نے تو خود ہمیں تصویر کی ممانعت کی حدیث سنائی تھی تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ تم نے حدیث میں یہ نہیں سنا تھا **إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ**۔

یہ حدیث اور اس میں جو سوال و جواب مذکور ہے یہ محل بحث و نظر ہے اسلئے کہ اس پردہ میں جو صورت تھی اگر غیر ذی روح کی تھی تب تو بسر بن سعید کے اشکال کا جواب یہ تھا کہ ممانعت ذی روح کی ہے نہ کہ غیر ذی روح کی اور اگر اس پردہ میں تصویر ذی روح کی تھی تب بسر بن سعید کا اشکال درست ہے اور عبید اللہ الخولانی کا جواب۔ **إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ** سے بظاہر درست نہیں، کیونکہ اس استثناء سے تو اس ذی روح تصویر کا جواز مقصود ہے جو مستعمل کپڑوں میں ہو اور ممتن ہو، اور اگر پردہ میں ہو اس سے اس استثناء کا تعلق نہیں اور وہ جائز نہیں، فتأمل، وهذا علی مسلک الجمہور بخلاف القاسم بن محمد وغیرہ کہ ان کے نزدیک ذی

روح کی تصویر مطلقاً جائز ہے مستہن ہو یا نہ ہو۔

۴۱۵۶- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ، حَدَّثَهُمْ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ عَقِيلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْتَبِهٍ، عَنْ جَابِرٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ زَمَنَ الْقَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ، فَيَمْحُو كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا، فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَحِثَتْ كُلُّ صُورَةٍ فِيهَا».

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے سال مقام بطحاء میں (وادی مصعب میں) جب آپ ﷺ فروکش تھے..... حضرت عمر بن خطابؓ کو حکم دیا کہ کعبہ مکرمہ جا کر ہر تصویر اور مورتی کو مٹا دیں۔ جب تک بیت اللہ میں تمام تصویریں اور مورتیاں نہیں مٹائی گئیں جناب رسول اللہ ﷺ اس میں نہیں داخل ہوئے۔

صحیح سنن ابی داود - اللباس (۴۱۵۶) مسند احمد - باب مسند المکثرین (۳/۳۳۵)

۴۱۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ السَّبَّاقِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ، رَوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ وَعْدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ، فَلَمْ يَلْقَانِي»، ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جُرْؤٌ كَلَبَ تَحْتَ بِسَاطِ لَنَا، فَأَمَرَهُ فَأَخْرَجَ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدَيْهِمَا فَتَضَخَّ بِهِ مَكَانَهُ، فَلَمَّا لَقِيَهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: «إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلَبٌ وَلَا صُورَةٌ»، فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكَلَابِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلَبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ، وَيَتَرَكُ كَلَبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی اہلیہ حضرت میمونہؓ نے مجھے بتلایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج کی رات جبریل امینؑ نے مجھ سے ملاقات کا وعدہ فرمایا اور پھر جبریل امینؑ ملاقات کیلئے تشریف نہیں لائے (آپ ﷺ سوچتے رہے کہ جبریل امینؑ کے نہ آنے کی کیا وجہ ہے) پھر آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ آپ ﷺ کے گھر میں ایک پلہ (کتے کا بچہ) ہمارے بستر کے نیچے موجود ہے (تو شاید اس وجہ سے جبریل امینؑ تشریف نہیں لائے) تو حضور ﷺ نے اس پلے کو گھر سے نکلوانے کا حکم دیا چنانچہ اسکو نکال دیا گیا تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک میں پانی لے کر اس جگہ کا چھڑکاؤ کیا (تاکہ اسکے اثرات ختم ہو جائیں) جب جبریل امینؑ ملاقات کیلئے تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتاب یا تصویر ہو تو حضور ﷺ نے صبح اعلان فرمایا کہ کتوں کو مار ڈالا جائے یہاں تک کہ چھوٹے باغیچے کی حفاظت کیلئے رکھے گئے کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا اور بڑے باغیچے کی حفاظت کیلئے رکھے گئے کتے کو چھوڑنے کی اجازت دی کیونکہ بڑے باغیچے کی حفاظت میں ضرورت زیادہ ہے اس لیے اسکی اجازت مرحمت فرمادی اور چھوٹے باغیچے کی حفاظت کی اتنی ضرورت نہ تھی اس لئے اس کو مارنے کا حکم دیا (یہ قتل کلاب کا حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا)۔

صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۱۰۵) سنن النسائی - الصيد والذہائح (۴۲۷۶) سنن النسائی - الصيد والذہائح (۴۲۸۳)

شرح الحدیث حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آج رات میں ملاقات کریں گے مجھ سے لیکن ملاقات نہیں کی، پھر میرے دل میں خیال آیا کہتے کے بچہ کا۔ اس روایت میں ہے تحت بِسَاطٍ، اور مسلم کی روایت میں ہے تحت قُسْطَاطٍ اور ایک روایت^۱ میں ہے تحت سَرِيرٍ غَائِثَةٍ اور اسکے بعد والی روایت میں آ رہا ہے كَانَ تَحْتَ نَقْدٍ لَهُمْ، اور نَقْدٍ کی تفسیر بعض نسخوں میں اس طرح ہے، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالتَّقْدُ: شَيْءٌ تُوَضَّعُ عَلَيْهِ الثِّيَابُ شَبَهُ السَّرِيرِ، یعنی تحت جیسی کوئی چیز ہوتی ہے جس پر کپڑے سامان وغیرہ رکھ دیتے ہیں، جسکو ہمارے یہاں مچان اور بعض ٹانڈ کہتے ہیں۔ یعنی وہ کتے کا بچہ ایک مچان کے نیچے بیٹھا ہوا تھا، یہ خیال آنے کے بعد آپ ﷺ نے اسکو نکلوا دیا، پھر اس کے بعد ہاتھ میں پانی لیکر جہاں وہ بیٹھا تھا وہاں چھڑک دیا، پھر اسکے بعد حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کلب ہو یا تصویر۔ اور اسکے بعد والی روایت میں زیادتی ہے، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَائِيلٌ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قَرَامٌ سِتْرٌ فِيهِ تَمَائِيلٌ، یعنی باریک پردہ جس کے اندر جاندار کی تصاویر تھیں، وَإِذَا الْكَلْبُ لِحَسَنِ - أَوْ حُسَيْنٍ - کہ وہ کتے کا بچہ ان دو بچوں میں سے کسی ایک کا تھا حسن کا یا حسین کا، اور پردہ کے بارے میں آپ نے حکم دیا کہ اسکے ٹکڑے کر کے تکیے بنائے جائیں، وَسَادَتَيْنِ مَنبُودَتَيْنِ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ ذی روح کی تصویر کا استعمال ایسے کپڑوں میں جائز ہے جو آویزاں نہ ہوں یا مال ہوتے ہوں۔ والحدیث اخرجہ مسلم والنسائی، قالہ المنذرى۔

۴۱۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْقَذْرَابِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ لِي: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَائِيلٌ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قَرَامٌ سِتْرٌ فِيهِ تَمَائِيلٌ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمَرُّ بِرَأْسِ التَّمْنَعَالِ الَّذِي فِي الْبَيْتِ يُقَطَّعُ، فَيَصِيدُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمَرُّ بِالسِّتْرِ فَلْيَقْطَعْ، فَلْيَجْعَلْ مِنْهُ وَسَادَتَيْنِ مَنبُودَتَيْنِ تُوْطَأَنَّ، وَمَرُّ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرِجْ"، فَقَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِذَا الْكَلْبُ لِحَسَنِ - أَوْ حُسَيْنٍ - كَانَ تَحْتَ نَقْدٍ لَهُمْ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالتَّقْدُ: شَيْءٌ تُوَضَّعُ عَلَيْهِ الثِّيَابُ شَبَهُ السَّرِيرِ."

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جبریل امین علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے پاس (حسب وعدہ) گزشتہ رات آیا تھا لیکن دروازے پر موجود منقش تصویر والے پردے نے مجھے اندر آنے سے روک دیا گھر میں ایک باریک منقش پردہ تھا جس کے اندر جاندار کی تصاویر تھیں اور

گھر میں ایک کتابھی موجود تھا لہذا آپ گھر میں موجود تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم دیجئے پھر وہ درخت کی سی صورت ہو جائیں اور آپ ﷺ اس نقش پر دسے کو پھاڑنے کا حکم دیجئے جس کے دو ٹکے بنائے جائیں جن کو سہارے کیلئے رکھا جائے اور ان ٹکیوں کو رونداجائے اور آپ ﷺ کے متعلق حکم دیجئے کہ اس کو گھر سے نکال دیا جائے چنانچہ آپ نے (جبریل امین علیہ السلام کی) ان تمام ہدایات پر عمل کیا اور یہ کتاب حضرت حسنؑ کا تھا یا حضرت حسینؑ کا جو ان کی چارپائی کے نیچے تھا تو اس کو باہر نکلوا دیا گیا۔

ترجمہ: جامع الترمذی - الذہبی (۲۸۰۶) سنن النسائی - الزیلعی (۵۳۶۵) سنن ابی داؤد - اللباس (۴۱۵۸) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۳۰۵/۲)

آخر کتاب اللباس



کتاب الترجل

کنگھی (بناؤ سنگھار) کا بیان

اس کتاب کا تعلق انسان کے بدن پر جو بال ہیں، بدن کے مختلف حصوں پر بالخصوص سر اور چہرے کے بال یعنی پنٹھے اور داڑھی مونچھ، ان سے ہے، گویا احکام شعور کو بیان کرنا ہے اور یہ چیزیں باب تزئین و تنظیف سے ہیں، اسی کے ضمن میں مصنف نے تبعا طیب کو بھی بیان کر دیا، چنانچہ طیب سے متعلق متعدد ابواب مصنف نے اس میں بیان کئے ہیں، باب ماجاء فی مد الطیب، باب طیب المرأة للخروج، باب الخلق للرجال۔

اور امام نسائی نے بجائے کتاب الترجل کے ان ابواب اور احادیث پر کتاب الزینة عنوان قائم کیا ہے اور پھر اسکے تحت اسی طرح کے ابواب اور احادیث لائے ہیں جو مصنف کتاب الترجل کے تحت میں لائے ہیں۔

الدین النصیحة کی تشریح: حدیث شریف میں ہے الدین النصیحة^۱ دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے، خیر خواہی کا حاصل یہ ہے کہ ہر چیز کے ساتھ اسکے شایان شان معاملہ کرنا، فأعط کل ذي حق حقه^۲، جس چیز کا جو حق ہے اس کو پہچان کر ادا کرنا اور اس میں کسی چیز کی تخصیص نہیں نہ انسان کی نہ حیوان کی بلکہ ہر چیز اس میں داخل ہے جس طرح نعمت کا حق شکر ہے تو مصیبت کا حق صبر ہے اور شکر نعمت کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ اس نعمت کا صحیح استعمال ہو اور اس سے اسی طرح انتفاع کیا جائے جس کیلئے وہ چیز بنائی گئی ہے، مثلاً حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ^۳ یعنی جس کے سر پر بال ہو ان کا اکرام کرے، یعنی انکی اصلاح کرے جو اصلاح کا طریقہ ہے، انکی تنظیف و تطہیر ایسے ہی تدہین و ترجیل، تیل لگانا، کنگھی سے ان کو درست کرنا اسی طرح آدمی کا اپنا لباس ہے کہ وہ صاف ستھرا اور اسکی اپنی مالی حیثیت کے مناسب ہونا چاہئے مالدار اور متمول شخص زیادہ گھٹیا لباس پہنے حدیث شریف میں اس پر بھی تنبیہ آئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا فليؤثر نعمته الله عليك^۴ کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے تجھ کو وسعت اور فراخی عطا فرمائی تو اس کا اثر تجھ پر دکھائی دینا چاہئے، اسی طرح

۱ صحیح مسلم - کتاب الإيمان - باب بیان أن الدین النصیحة ۵۵

۲ صحیح البخاری - کتاب الصوم - باب من أکسم علی أخیه لیفطر فی التطوع ولم یر علیه قضاء إذا کان أوفق له ۱۸۶۷

۳ سنن ابی داؤد - کتاب الترجل - باب فی إصلاح الشعر ۴۱۶۳

۴ سنن ابی داؤد - کتاب اللباس - باب فی غسل الثوب و فی الخلقان ۴۰۶۳

اسلام میں مہمان کا پرہیزی کا حق ثابت کیا گیا ہے مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ ① اور لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَاقِيهِ ②، آپ ﷺ اکرام ضیف کو ایمان کا تقاضا اور ایذا جہاد کو ایمان کے منافی قرار دے رہے ہیں۔ یہ اسلام کی تعلیمات کا ایک نمونہ ہیں جو اس اصل کلی کے تحت میں داخل ہے، الدِّينُ النَّصِيحَةُ، فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، اسلام کے محاسن میں جتنا غور کیا جائے گا وہ نکلتے ہی چلے آئیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں نعمت اسلام و ایمان اور باقی تمام مادی اور معنوی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ الموفق۔

٤١٥٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ نَحْشَانَ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرْجُلِ إِلَّا غُبَاً».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہر روز) کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر کبھی کبھی (ایک دن چھوڑ کر ایک دن کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی)۔

شرح: جامع الترمذی - اللباس (۱۷۵۶) سنن النسائی - الزینۃ (۵۰۵۵) سنن ابی داود - الترجل (۴۱۵۹)

شرح الحدیث: ترجل اور ترجل بالوں کو درست کرنا ان کی اصلاح کرنا امتشاط کے ذریعہ، ایک اور لفظ ہے "تسرح" اس کے معنی بھی یہی ہیں، لیکن ترجل کا استعمال غالباً اور اکثر سر کے بالوں میں ہوتا ہے اور تسرح کا استعمال لمبے میں، اور "غب" کے معنی یہ ہیں کہ کوئی کام ایک دن بچ میں چھوڑ کر کیا جائے۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے روزانہ بالوں میں کنگھی کرنے سے منع فرمایا اس لئے کہ روزانہ کنگھی کرنے کی حاجت نہیں ہے اور بلا حاجت کرنا ترمیم میں داخل ہے اور مبالغہ فی الترمیم ہے اور اگر کسی کے بال اتنے ہوں کہ روزانہ ان کی اصلاح کی ضرورت ہو تو پھر روزانہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ③۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، قالہ المنذری۔

٤١٦٠ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحَلَ إِلَى فَصَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَهُوَ بِمِصْرَ، فَقَدِمَهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي لَمُ آتِيكَ زَائِرًا، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ أَنَا وَأَنْتَ حَدِيثًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ، قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَمَا لِي أَرَاكَ شَعْبًا وَأَنْتَ أَمِيرُ الْأَرْضِ؟ قَالَ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْإِرْفَاقِ»، قَالَ: فَمَا لِي لَا أَرَى عَلَيْكَ جَذَاءً؟ قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَخْتَفِيَ أَحْيَانًا».

① سنن ابی داود - کتاب الأدب - باب فی حق الجوار ۵۱۵۴

② صحیح البخاری - کتاب الأدب - باب إثم من لم يأمن جاره بوائقه ۵۶۷۰

③ بذل المجھود فی حل ابی داود - ج ۱۷ ص ۴۳

سُحْبَرِہ عبد اللہ بن بریدہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ میں سے ایک صحابیؓ، حضرت فضالہ بن عبیدؓ کے علاقہ کی طرف تشریف لے گئے جب کہ وہ (فضالہ) مصر میں مقیم تھے، ان کے پاس پہنچ کر فرمانے لگے میں آپ کے پاس (صرف) ملاقات کرنے کیلئے نہیں آیا بلکہ (میرے آنے کا سبب یہ ہے کہ) میں نے اور آپؐ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی مجھے امید ہے کہ آپؐ کے پاس اس کے بارے میں کچھ علم ہوگا، حضرت فضالہؓ کہنے لگے وہ کونسی حدیث ہے تو ان صحابیؓ نے فرمایا کہ وہ اس اس طرح تھی پھر (حدیث سے فارغ ہونے کے بعد) ان صحابیؓ نے (حضرت فضالہؓ سے) کہا کہ کیا بات ہے؟ میں آپ کو پر اگندہ بال دیکھتا ہوں حالانکہ آپؐ اس سر زمین کے امیر (گورنر) ہیں حضرت فضالہؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں زیادہ ناز و تسم سے منع فرمایا کرتے تھے، پھر ان صحابیؓ نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں آپؐ کے پاس جوتے نہیں دیکھتا؟ تو حضرت فضالہؓ فرمانے لگے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں کبھی کبھار ننگے پاؤں چلنے کا حکم فرمایا۔

سنن أبي داود - الترجل (٤١٦٠) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (٢٢/٦)

شرح الحدیث یعنی ایک صحابی ایک دوسرے صحابی حضرت فضالہ بن عبیدؓ کے پاس گئے جب کہ وہ مصر کے امیر تھے، ان کے پاس پہنچ کر انہوں نے کہا کہ میں آپ کے پاس صرف زیارت اور ملاقات کیلئے نہیں آیا بلکہ میں نے اور آپ نے حضور اقدس ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی تو اس امید پر آیا ہوں کہ آپ کے پاس اس حدیث کا علم ہو گا (یا تو یہ بھول گئے ہوں گے اس لئے اس کو معلوم کرنے کیلئے آئے اور یا اس حدیث کی شرح اور بعض متعلقات معلوم کرنے کے لئے آئے ہوں گے) اس پر انہوں نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث ہے تو انہوں نے بتلادیا کہ ایسی ہے (اس کے بعد ان دونوں میں آپس میں اس بارے میں کچھ مذاکرہ ہوا ہو گا جو یہاں روایت میں مذکور نہیں) قَالَ: فَمَا لِيَ أَرَاكَ شَعِيقًا وَأَنْتَ أَمِيرُ الْأَنْدَلُسِ؟ ان صحابی نے حضرت فضالہؓ سے پوچھا کہ میں آپ کو پر اگندہ بال دیکھ رہا ہوں حالانکہ آپ اس سر زمین کے امیر اور قاضی ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ ہم کو منع فرماتے تھے زیادہ زیب و زینت اختیار کرنے سے، عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْإِمْرَاءِ اور بعض نسخوں میں ہے الإمرءاء اور ایک نسخہ میں الإمرأة ہے، یعنی ترقہ اور ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنا، پھر انہوں نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ کے پاؤں میں جو تا بھی نہیں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَخْتَفِيَ أَحْيَانًا، کہ حضور ﷺ ہم لوگوں کو فرمایا کرتے تھے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔

اس کتاب کا تعلق چونکہ اسباب زینت سے ہے اس لئے مصنف شروع ہی میں سادگی اور ترک تکلف والی حدیث لائے ہیں کہ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے چلنا ہے، فللہ دہر المصنف۔

٤٦١ - حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ
بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْأَتَسْمَعُونَ، الْإِنِّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ، الْإِنِّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ» يَعْنِي التَّقَحُّلُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «هُوَ أَبُو أَمَامَةَ بْنُ ثَعْلَبَةَ الْنَصَارِيِّ».

شرح: حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابیؓ نے آپ ﷺ کے سامنے ایک دن دنیا کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا غور سے سنو، غور سے سنو بلاشبہ سادگی ایمان کا حصہ ہے، بے شک سادگی ایمان کا حصہ ہے (راوی کہتے ہیں کہ) آپ ﷺ کی مراد (بَذَاذَةُ) تَقَحُّلُ ہے (اس کا مطلب ہے کھال کا خشک ہو جانا اور کمزوری کی بناء پر ہڈیوں سے لگ جانا)۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ ابو امامہ بن ثعلبہ انصاری ہیں۔

سنن ابی داؤد - الترجل (۴۱۶۱) سنن ابن ماجہ - الزهد (۴۱۱۸)

شرح الحديث: حضرت ابو امامہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن بعض صحابہؓ نے آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار سن لو، اچھی طرح، دوبار فرمایا آپ ﷺ نے بے شک سادگی اور تواضع اور ترک تکلف ایمان کا ایک حصہ ہے۔ یعنی ایمان کے خصائل میں سے ایک خصلت ہے بَذَاذَةُ کی تفسیر یعنی تَقَحُّلُ یہ مصنف کی طرف سے ہے، تَقَحُّلُ کے معنی آدمی کے بدن کی کھال کا خشک ہو جانا خستہ حالی کی وجہ سے، اور لاغر کمزور ہونا لکھے ہیں، حضرت نے ”بذل“ میں لکھا ہے وَإِنَّمَا كَانَ الْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيمَانِ لِأَنَّهُ يُؤَدِّي إِلَى كَسْرِ النَّفْسِ وَالتَّوَاضُّعِ^۱، والحديث أخرجه ابن ماجه قاله المنذرى۔

۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ الطَّيِّبِ

خوشبو اور عطریات کے استحباب کے بیان میں

۴۱۶۲۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا».

ترجمہ: حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عطر دانی تھی جس سے آپ ﷺ خوشبو لگایا کرتے تھے۔

شرح الحديث: سَكَّةٌ کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک مرکب خوشبو کا نام ہے، وقیل ہی دعاء للطیب، یعنی عطر دانی، جس سے آپ ﷺ خوشبو لگاتے تھے۔ والحديث أخرجه الترمذی، قاله المنذرى۔

۲۔ بَابُ فِي إِصْلَاحِ الشَّعْرِ

بالموں کی دیکھ بھال کرنے کا بیان

۴۱۶۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمُهَرِّي، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ شُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے بال ہوں تو اس کو ان بالوں کا اعزاز (دیکھ بھال) کرنا چاہیے۔ (یعنی تیل لگانے کا اہتمام مانگ پٹی کرنا اور بالوں کو جوؤں سے صاف رکھنا چاہئے) (بذل المجہود^۱)۔

شرح الحدیث: مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ، اس کا مضمون شروع میں آچکا۔

۳۔ بَابُ فِي الْخِضَابِ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کے خضاب لگانے کا بیان

۴۱۶۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنِي كَرِيمَةُ بِنْتُ هَمَامٍ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَسَأَلَتْهَا عَنْ خِضَابِ الْحِنَاءِ، فَقَالَتْ: «لَا بَأْسَ بِهِ، وَلَكِنْ أَكْرَهُهُ، كَانَ حَبِيبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ رِيحَهُ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «تَعْنِي خِضَابَ شَعْرِ الرَّأْسِ».

ترجمہ: کریمہ بنت ہمام کہتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ مہندی سے خضاب لگانے کا کیا حکم ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن میں اس کو ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے محبوب (حضور ﷺ) کو اس کی بدبو ناپسند تھی۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ اس عورت کا مقصد سر کے بالوں کو مہندی لگانا تھا۔

تخریج: سنن النسائي - الزينة (۵۰۹۰) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۱۶۴) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۱۱۷/۶)

شرح الحدیث: ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا مہندی کے خضاب کے بارے میں، تو انہوں نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں لیکن مجھے پسند نہیں، کیونکہ میرے محبوب حضور ﷺ کو اس کی بو ناگوار تھی۔

خضاب بدن کا بھی ہوتا ہے اور بالوں کا بھی ہوتا ہے، بالوں کا تو مرد اور عورت دونوں کیلئے جائز ہے، لیکن بدن کا خضاب جیسے یدین اور رجلین وہ صرف عورتوں کے حق میں مستحب ہے اور مردوں کیلئے بلا حاجت و ضرورت حرام ہے، اور ترجمۃ الباب میں

چونکہ خضاب کو مفید کیا ہے للنساء کے ساتھ اسلئے مصنف نے اس حدیث میں خضاب سے خضاب الجسم ہی مراد لیا ہے^①۔
والحدیث اخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

٤١٦٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنِي غَبَطَةُ بْنُ عَمْرٍو الْمُجَاشِعِيُّ، قَالَتْ: حَدَّثَنِي عَمِّي أُمُّ الْحَسَنِ، عَنْ جَدِّهَا، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُثْبَةَ، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا بَعْنِي، قَالَ: «لَا أَبَا يَعْطُكَ حَتَّى تُغْتَرِّي كَفِّكَ، كَأَنَّهُمَا كَفَّاسُ بَعِ». **ترجمہ:** حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیعت کر لیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس وقت تک تمہیں بیعت نہیں کروں گا جب تک کہ تم اپنی ہتھیلیوں کو (مہندی نہ لگانے کی وجہ سے) جو ایسی لگ رہی ہیں جیسا کہ درندے کے ہاتھ ہوں..... مہندی نہ رنگ لو۔

شرح الحدیث: یعنی ایک عورت نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیعت کر لیجئے (آپ ﷺ کی نظر اسکے ہاتھوں پر پڑی ہوگی اسلئے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھ کو بیعت نہ کروں گا جب تک تو اپنے کفین کو مہندی نہیں لگائے گی جو کہ مہندی نہ لگانے کی وجہ سے ایسے معلوم ہو رہے ہیں جیسے وہ جانور کے ہاتھ ہوں۔

عورت کے مہندی نہ لگانے میں چونکہ تشبہ بالرجال ہے اس لئے اس کے حق میں وہ مکروہ ہے۔
آپ ﷺ کی بیعت عورتوں سے بغیر اخذ بالید اور بغیر مصافحہ کے ہوتی تھی جیسا کہ روایات میں اسکی تصریح ہے، لہذا کوئی شخص حدیث کا مطلب یہ نہ سمجھے کہ آپ ﷺ کی غرض یہ تھی کہ مہندی سے پہلے میں مصافحہ نہیں کروں گا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: واللہ ما مس یدہ ید امرأۃ قط۔^②

٤١٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصُّورِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُطِيعُ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عِصْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَوَمَتِ امْرَأَةٌ مِنْ ذُرِّيَةِ سَيِّدِي بِهَا، كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، فَقَالَ: «مَا أَدْرِي أَيْدُ رَجُلٍ، أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ؟» قَالَتْ: بَلِ امْرَأَةٌ، قَالَ: «لَوْ كُنْتُ امْرَأَةً لَغَيَّرْتُ أَظْفَارَكَ» يَعْنِي بِالْحِنَاءِ.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اپنے ہاتھ سے ایک پرچہ حضور ﷺ کو دینے کیلئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا (یعنی اس عورت کا پرچہ اور خط نہ لیا) پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا، اس عورت نے کہا کہ نہیں عورت کا ہاتھ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: «میں نہیں جانتا» یعنی بالحناء۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اپنے ہاتھ سے ایک پرچہ حضور ﷺ کو دینے کیلئے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا (یعنی اس عورت کا پرچہ اور خط نہ لیا) پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا، اس عورت نے کہا کہ نہیں عورت کا ہاتھ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: «میں نہیں جانتا» یعنی بالحناء۔

① بذل الجہود فی حل ابی داود - ج ۱۷ ص ۴۸

② بذل الجہود فی حل ابی داود - ج ۱۷ ص ۴۹

ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو رنگ لیتی یعنی مہندی سے۔

سنن النسائي - الزينة (۵۰۸۹) سنن ابی داود - الرجل (۱۶۶) مسند احمد - باقی مسند الانصاف (۲۶۲/۶)

شرح الحديث: اور نسائی کی روایت میں ہے اَنَّ امْرَأَةً، مَدَّتْ يَدَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ^۱۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر آپ ﷺ کو ایک پرچہ دینا چاہا، تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور اس کا پرچہ نہیں پکڑا یہ فرماتے ہوئے کہ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا، اس نے عرض کیا: نہیں، بلکہ عورت ہی کا ہاتھ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو مہندی لگاتی۔ والحديث اخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۴۔ بَابُ فِي صَلَاةِ الشَّعْرِ

نقلی بالوں کا سر میں لگانے کا بیان

صَلَاةِ الشَّعْرِ کی حدیث میں ممانعت آئی ہے: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوِصِلَةَ، یعنی عورت اپنے سر کے بال میں اپنی چوٹی بڑھانے کیلئے دوسرے بال ملائے۔

اس مسئلہ میں مذاہب ائمہ: بالوں میں بال ملانا امام مالک کے نزدیک مطلقاً ممنوع ہے اور امام شافعی و احمد کے نزدیک ممانعت خاص ہے انسان کے بالوں کے ساتھ، یعنی ایک عورت دوسری عورت کے بال شامل کرے، یہ ممنوع ہے، اور اگر کسی جانور کی اون وغیرہ شامل کرے تو ان دونوں کے نزدیک وہ جائز ہے، اور یہ حنفیہ کا مذہب ہے جیسا کہ موطا امام محمد میں ہے اور ایسے ہی در مختار میں بھی اور حضرت کی رائے بھی بذل الجہود^۲ میں یہی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حضرت گنگوہی کا میلان مطلق منع کی طرف ہے خواہ وہ بال کسی انسان اور عورت کے ہوں یا کسی جانور کے^۳۔

۴۱۶۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سَفْيَانَ، عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَتَنَازَلَ قُصَّةٌ مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرْسِيٍّ، يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ، أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ، وَيَقُولُ: «إِنَّمَا هَلَكْتُ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاءً وَهُمْ».

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے سنا..... جس سال انہوں نے حج کیا جبکہ وہ منبر پر تھے اور انہوں نے محافظ کے ہاتھ میں موجود بالوں کا گچھا لے کر فرمایا کہ..... اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں

۱ سنن النسائي - كتاب الزينة - باب الحجاب للنساء ۵۰۸۹

۲ بذل الجهد فی حل ابی داود - ج ۱۷ ص ۵۱-۵۲

۳ الکوکب الدرعی علی جامع الترمذی - ج ۲ ص ۴۴۹-۴۵۰

گئے؟ (جو تمہیں اس فعل سے روکیں) میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اس (بالوں کے مجھے) جیسی چیزوں سے ممانعت فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب یہ کام شروع کیا تو بنی اسرائیل ہلاک ہو گئے۔

تخریج صحیح البخاری - أحادیث الأنبياء (۳۲۸۱) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۸۹) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۹۴) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۱۲۷) جامع الترمذی - الأدب (۲۷۸۱) سنن النسائی - الزینة (۵۰۹۳) سنن أبی داود - الترجل (۴۱۶۷) مسند أحمد - مسند الشاميين (۹۱/۴) موطأ مالك - الجامع (۱۷۶۵)

شرح الحدیث حمید بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ جس سال حضرت معاویہؓ حج کیلئے تشریف لائے تھے تو انہوں نے منبر پر تقریر کرتے ہوئے ایک شرطی کے ہاتھ میں سے بالوں کا گچھ لیکر فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں گئے (جو وصل الشعر سے منع نہیں کرتے) میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا کہ وہ اس سے منع فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کے ہلاکت کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے، یعنی انکی عورتوں کا بالوں میں بال ملانا۔ الحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی، قاله المنذري۔

۴۱۶۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُثَيْدٍ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوِصِلَةَ، وَالْمُسْتَوِصِمَةَ».

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو ایک عورت کے بال دوسری عورت کے بالوں کے ساتھ ملائے یا جو یہ کام کروانا چاہے اور اس عورت پر جو کسی عورت کے جسم کو گدوا کر رنگ بھرے اور اس عورت پر بھی لعنت ہے جو یہ کام کروانا چاہے۔

تخریج صحیح البخاری - اللباس (۵۵۹۳) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۱۲۴) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۵۹) جامع الترمذی - الأدب (۲۷۸۳) سنن النسائی - الزینة (۵۰۹۵) سنن أبی داود - الترجل (۴۱۶۸) سنن ابن ماجہ - النکاح (۱۹۸۷) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۲۱/۲)

۴۱۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مِصْوَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِمَاتِ، وَالْمُسْتَوِصِمَاتِ، وَالْمُسْتَوِصِلَاتِ» - قَالَ مُحَمَّدٌ: «وَالْوَاصِلَاتِ»، وَقَالَ عُثْمَانُ: «وَالْمُسْتَوِصِمَاتِ» ثُمَّ اتَّفَقَا - «وَالْمُسْتَوِصِلَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمَعْنَى: خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَبَلَغَ ذَلِكَ أَمْرًا أَنْ يَبْنِي أَسَدٌ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ يَغْقُوبَ، - زَاوِ عُثْمَانَ: كَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ اتَّفَقَا - فَأَنْتَهُ، فَقَالَتْ: بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاصِمَاتِ وَالْمُسْتَوِصِمَاتِ، - قَالَ مُحَمَّدٌ: وَالْوَاصِلَاتِ، وَقَالَ عُثْمَانُ: وَالْمُسْتَوِصِمَاتِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - وَالْمُسْتَوِصِلَاتِ، - قَالَ عُثْمَانُ: لِلْحُسْنِ، الْمَعْنَى: خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى، - فَقَالَ: «وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى؟» قَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحِي الْمَصْحُفِ فَمَا وَجَدْتُهُ،

فَقَالَ: وَاللَّهِ لَئِنْ كُنْتُ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ. ثُمَّ قَرَأَ: {وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا} ۱. قَالَتْ: إِنِّي أَرَى بَعْضَ هَذَا عَلَى أَمْرَاتِكَ، قَالَ: فَأَدْخُلِي فَاَنْظُرِي، فَلَمَّا دَخَلْتُ، ثُمَّ خَرَجْتُ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتِ؟ - وَقَالَ عُثْمَانُ: - فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتِ، فَقَالَ: لَوْ كَانَ ذَلِكَ مَا كَانَتْ مَعَنَا.

ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے ان عورتوں پر جو جسم کو گود کر اس میں رنگ بھرتی ہیں اور ان عورتوں پر جو یہ کام کرواتی ہیں..... (مصنف کے شیخ) محمد فرماتے ہیں..... اور دوسری عورتوں کے بال ملا کر لگانے والی عورتوں پر..... اور عثمان کہتے ہیں کہ..... اور بھنوں کو باریک کروانے والی عورتوں پر پھر اگلے لفظ پر دونوں راوی متفق ہیں کہ..... اور حصول حسن کیلئے دانتوں کے درمیان فصل کروانے والی عورتوں پر جو اللہ کی تخلیق کو بدلنے والی ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات بنو اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کو ام یعقوب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ عثمان نے یہ اضافہ کیا ہے کہ..... وہ قرآن کریم پڑھا کرتی تھی (پھر دونوں متفق ہو گئے ان الفاظ پر کہ..... تو وہ ابن مسعودؓ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے آپ کے حوالے سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ملعون کہا ہے ان عورتوں کو جو گود کر رنگ بھرتی ہیں یا یہ کام کرواتی ہیں..... محمد کہتے ہیں کہا اور جو بھنوں باریک کرواتی ہیں..... پھر دونوں راوی متفق ہو گئے ان الفاظ پر..... اور اپنے دانتوں میں خلاء کروانے والی..... عثمان راوی کہتے ہیں کہ..... حسن کی خاطر اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر، تو عبد اللہ بن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں حالانکہ وہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔ وہ عورت کہنے لگی مصحف کے دونوں گتوں کے درمیان جو کچھ ہے میں نے وہ پڑھا ہے میں نے تو کہیں نہیں پایا ابن مسعودؓ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! اگر تم نے اس کو (سمجھ کر) پڑھا ہو تا تو پالیٹیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (اور جو رسول ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ) تو وہ عورت بولی کہ میں نے اس میں سے بعض امور خود آپ کی بیوی میں دیکھے ہیں، ابن مسعودؓ نے فرمایا: گھر جاؤ اور پھر دیکھ لو پس وہ اندر داخل ہوئی پھر باہر آگئی، ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تو نے کیا دیکھا؟..... اور عثمان کہتے ہیں پھر وہ کہنے لگی کہ میں نے کچھ نہ دیکھا (ان امور میں سے) تو ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ ہمارے ساتھ نہ رہتی۔

تفہیم صحیح البخاری - تفسیر القرآن (۴۶۰۴) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۸۷) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۱۲۵) جامع الترمذی - الأدب (۲۷۸۲) سنن النسائي - الطلاق (۳۴۱۶) سنن النسائي - الزينة (۵۰۹۹) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۱۶۹) سنن ابن ماجہ - النکاح (۱۹۸۹) مسند أحمد - مسند الکثرین من الصحابة (۴۰۹/۱) سنن الدارمی - الاستئذان (۲۶۴۷)

شرح الحدیث حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں واشتات اور مستوشات پر، اور واصلات

پر اور تنصت پر۔

تنصت کی تفسیر آگے متن میں مصنف نے یہ کی ہے **الَّتِي تَنْقُشُ الْحَاجِبَ حَتَّى تُرِقَهُ**۔ یعنی وہ عورت جو ابرو کے بال کم کرے اسکو باریک کرنے کیلئے، اور متعلقات سے مراد وہ عورتیں جو اپنے دانتوں کے درمیان فلج یعنی فصل کریں: جو عام طور سے کم سن لڑکیوں کے دانتوں میں ہوتا ہے، المغیرات خلق اللہ اس میں علت منع کی طرف اشارہ ہے کہ ان امور میں تغیر خلق اللہ پایا جاتا ہے، یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح پیدا کیا ہے اور وہ چیز عادت کے مطابق بھی ہے اس میں اپنی طرف سے تغیر کرنا، اور اگر خلاف عادت کسی میں کوئی چیز مخلوق ہو جیسے اصبح زائدہ، یا عورت کے چہرہ پر داڑھی کا آنا: تو اس کا ازالہ اس میں داخل نہیں ^۱۔

آگے روایت میں یہ ہے کہ ایک عورت کو جس کی کنیت ام یعقوب ہے جب حضرت ابن مسعودؓ کی یہ بات پہنچی تو وہ ان کے پاس آئی اور آکر اعتراض کیا کہ تم نے ان عورتوں پر لعنت بھیجی ہے کیا بات ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں کیوں لعنت نہ بھیجوں اس عورت پر جس پر حضور ﷺ نے لعنت بھیجی اور قرآن نے لعنت بھیجی اس عورت نے کہا کہ میں تو قرآن پڑھی ہوئی ہوں اس میں تو کہیں لعنت نہیں ہے ان پر، تو انہوں نے جواب دیا کہ کیا قرآن میں تم نے یہ نہیں پڑھا: **وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا**، پھر وہ کہنے لگی کہ تمہاری بیوی بھی تو ان میں سے بعض کام کرتی ہے، انہوں نے فرمایا کہ جادیکھ کر آ، وہ دیکھ کر آئی اور کہنے لگی اب تو ایسا نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا: **لَوْ كَانَ ذَلِكَ مَا كَانَتْ مَعَنَا** کہ وہ اگر ایسا کرتی تو ہمارے ساتھ تھوڑا ہی رہ سکتی تھی۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

آگے کتاب میں مصنف نے خود اپنی طرف سے ان الفاظ کی جو حدیث میں آئے ہیں تفسیر اور تشریح کی ہے اور اسکے آخر میں ہے: **قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ أَحْمَدُ يَقُولُ: الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِوَبَاسٍ**۔ امام ابو داؤد اپنے استاد امام احمد بن حنبل کی رائے نقل فرماتے ہیں کہ قرامل یعنی موباف کے استعمال میں کچھ حرج نہیں، یعنی عورت اگر اپنی چوٹی میں کسی جانور کی اون (یعنی اونٹی چوٹی یا ریشمی چوٹی ملائے تو اس میں کچھ حرج نہیں، گویا ممانعت شعر النساء کے ملانے سے ہے (اس مسئلہ کی تشریح شروع میں گزر چکی)۔

۴۱۷۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ جَاهِدِ بْنِ جَبْرِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ، وَالْمُسْتَوْصِلَةُ، وَالنَّامِصَةُ، وَالْمُنْتَمِصَةُ، وَالْوَاشِمَةُ، وَالْمُسْتَوْشِمَةُ، مِنْ غَيْرِ دَاءٍ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَتَفْسِيرُ الْوَاصِلَةِ: الَّتِي تَصِلُ الشَّعْرَ بِشَعْرِ النِّسَاءِ، وَالْمُسْتَوْصِلَةُ: الْمُعْمُولُ بِهَا، وَالنَّامِصَةُ: الَّتِي تَنْقُشُ الْحَاجِبَ حَتَّى تُرِقَهُ، وَالْمُنْتَمِصَةُ: الْمُعْمُولُ بِهَا، وَالْوَاشِمَةُ: الَّتِي تَجْعَلُ الْخِيلَانَ فِي وَجْهِهَا بِكُحْلِ أَوْ مِذَاذٍ، وَالْمُسْتَوْشِمَةُ: الْمُعْمُولُ بِهَا»۔

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ملعونہ ہے دوسری عورت کے بال ملانے والی اور یہ کام کروانے والی اور بھنویں

باریک کرنے والی اور کروانے والی اور جسم گود کر رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی بغیر کسی بیماری کے، امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ اصلہ کی تفسیر یہ ہے کہ جو کسی عورت کے بالوں کو دوسری عورت کے ساتھ ملائے اور مستوصلہ وہ جس پر یہ کام کیا جائے۔ نامضہ وہ جو بھنویں سنوارے حتیٰ کہ ان کو باریک کر دے اور متنصہ وہ جس کے ساتھ یہ کام کیا جائے۔ واشمہ وہ عورت جو چہرے پر گدوا کر سرمہ یا سیاہی سے تل بناتی ہے اور مستوشمہ وہ عورت جس کے ساتھ یہ کام کیا جائے۔

۴۱۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: «لَا بَأْسَ بِالْقَرَامِلِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «كَانَتْهُ يَذْهَبُ إِلَى أَنَّ الْمَشْوِيَّ عَنْهُ شُعْرَةُ النِّسَاءِ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ أَحْمَدُ يَقُولُ: الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

ترجمہ: سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ دھاگوں سے بنی ہوئی چوٹی میں کوئی حرج نہیں۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر کی رائے یہ تھی کہ عورتوں کے بال جوڑنا منع ہے۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ امام احمد کہا کرتے تھے کہ اون یار شیم وغیرہ کی چوٹی باندھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۵۔ بَابُ فِي رَدِّ الطَّيِّبِ

عطر وغیرہ کے لوٹانے کا بیان

۴۱۷۲- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، الْمُتَعَمِّي، أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقَرَّبِي، حَدَّثَهُمْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ عَرَضَ عَلَيْهِ طَيِّبٌ فَلَا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ طَيِّبُ الرِّيحِ، خَفِيفُ الْمَحْمَلِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے سامنے خوشبو پیش کی جائے تو اس کو واپس نہ کرنا چاہئے کیونکہ اسکی بو عمدہ اور بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔

مخرج: صحیح مسلم - اللفاظ من الأدب وغیرہا (۲۲۵۳) سنن ابی داؤد - الرجل (۴۱۷۲) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۲۰/۲)

شرح الحدیث: یعنی جس شخص پر خوشبو عطر وغیرہ پیش کیا جائے یعنی ہدیہ تو اس کو واپس نہ کرے، اس لئے کہ یہ ایسا ہدیہ ہے جس کی بو بہت عمدہ ہے (جسکی طرف طبیعت انسان کی بہت مائل ہوتی ہے) اور اٹھانے میں ہلکا ہے، اس حیثیت سے بھی ہلکا ہے کہ وزنی چیز نہیں، اور اس حیثیت سے بھی کہ کوئی بڑی قیمتی چیز نہیں، کہ جس کے احسان کا زیادہ بوجھ اٹھانا پڑے۔ عام طور سے یہ چیز ایک دوسرے کو ہدیہ کی ہی جاتی ہے۔ والحدیث اخرجه مسلم والنسائی، ولفظ مسلم "مَنْ عَرَضَ عَلَيْهِ رِيحَانٌ" قاله

۶۔ باب ما جاء في المرأة تطيب للخروج

عورت کا گھر سے باہر نکلنے وقت خوشبو لگانے کا بیان

۴۱۷۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ثَابِتُ بْنُ عَمَّارَةَ، حَدَّثَنِي عُثَيْمُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا اسْتَغَطَرْتَ الْمَرْأَةُ، فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا» قَالَ قَوْلًا شَدِيدًا.

ترجمہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب عورت خوشبو لگا کر کسی جماعت کے پاس سے اس لیے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگیں تو وہ عورت ایسی ایسی ہے (راوی کہتے ہیں کہ) آپ نے بہت سخت بات ارشاد فرمائی (یعنی نسائی کی روایت کے مطابق ایسی عورت کو زانیہ فرمایا)۔

جامع الترمذی - الادب (۲۷۸۶) سنن النسائی - الزیئة (۵۱۲۶) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۷۳) مسند احمد - اول مسند الکوفین (۴۰۰/۴)

۴۱۷۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُثَيْدٍ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ، مَوْلَى أَبِي رُحَيْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَقِيْتُهُ امْرَأَةً وَجَدَ مِنْهَا رِيحَ الطَّيِّبِ يَنْفُخُ، وَلَدَفَ لَهَا إِعْصَارٌ، فَقَالَ: يَا أُمَّةَ الْجُبَّارِ، جِئْتِ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: وَلَهُ تَطَلَّيْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ حَتِيَّ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ امْرَأَةٍ تَطَلَّيْتُ لِهَذَا الْمَسْجِدِ، حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الْإِعْصَارُ عُيْبَانٌ».

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ کے سامنے ایک عورت آئی جس سے خوشبو مہک رہی تھی اور اسکے دامن سے خوشبو کے اثرات پھوٹ رہے تھے..... تو حضرت ابو ہریرہؓ نے اس سے فرمایا اے جبار ذات کی باندی! تم مسجد سے واپس لوٹی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا تم نے مسجد جانے کیلئے خوشبو لگائی تھی تو اس نے کہا: جی ہاں تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے محبوب ابو القاسم (مُتْلٰی ﷺ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت مسجد جانے کی غرض سے مہکتی ہوئی خوشبو لگائے اس کی نماز قبول نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ گھر واپس لوٹے اور پھر جس طرح غسل جنابت کرتی ہے اس طرح اہتمام کے ساتھ غسل کر کے اپنے آپ کو پاک کرے۔

صحیح مسلم - الصلاة (۴۴۴) سنن النسائی - الزیئة (۵۱۲۸) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۷۴) مسند احمد - باقی مسند المکترین (۲۴۶/۲)

۴۱۷۵ - حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَلْقَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَحْورًا، فَلَا تَشْهَدَنَّ مَعَنا الْعِشَاءَ» قَالَ ابْنُ ثَعْبَلٍ: عِشَاءُ الْآخِرَةِ.

شرح: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو عورت بخور (دھونی) سے خوشبو حاصل کرے تو ہمارے ساتھ (مسجد میں) عشاء کی نماز میں ہر گز نہ آئے۔ ابن نفیل راوی کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے عشاء الآخرة کا لفظ استعمال فرمایا۔ (کیونکہ عشاء کا وقت اندھیرے اور فتنے کا وقت ہے اس لئے وقت کی تخصیص فرمائی۔ ابن رسلان فرماتے ہیں کہ جب اندھیرے میں عشاء کی نماز میں عورت کو خوشبو لگا کر حاضر ہونا جائز نہیں تو فجر اور ظہر اور دیگر نمازوں میں بطریق اولیٰ جماعت میں حاضر ہونا ناجائز ہے کیونکہ دن کی روشنی میں عورت اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط اور فتنے کا سبب بنے گی)۔

صحیح: صحیح مسلم - الصلاة (۴۴۴) سنن النسائی - الزينة (۵۱۲۸) سنن ابی داؤد - الترجل (۱۷۵) مسند احمد - باقی مسند البکثرین (۲۴۶/۲)

شرح الأحادیث: حدیث الباب میں عورتوں کو سختی سے منع کیا گیا ہے اس بات سے کہ وہ جب کسی ضرورت سے گھر سے باہر جائیں تو خوشبو نہ لگائیں، اور اسی طرح احادیث میں طیب الرجال وطیب النساء میں یہ فرق بیان کیا گیا ہے کہ اول میں مہک ہونی چاہئے رنگ نہ ہو، اور دوسری میں رنگ ہوتا ہے مہک نہیں۔ الحدیث الاول حدیث ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ الترمذی والنسائی، ولفظ النسائی "فهی زانیة"۔ والحدیث الثانی حدیث ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ ابن ماجہ، والحدیث الثالث حدیث ابی ہریرة ایضاً اخرجہ النسائی، قالہ المذہبی۔

۷۔ بَابُ فِي الْخُلُقِ لِلرِّجَالِ

مردوں کیلئے خوشبو استعمال کرنے کا بیان

خلوق ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے اسی لئے رنگدار ہوتی ہے جمہور کے نزدیک مردوں کے حق میں ممنوع ہے، اور امام مالک کے نزدیک مباح ہے جیسا کہ کتاب النکاح باب قلة المهر میں رَأَى عَيْنُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَلَيْهِ رَدْعُ زَعْفَرَانٍ الحدیث کی شرح میں گزر چکا۔

۴۱۷۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَطَاءُ الْحَرَّاسِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي لَيْلًا وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ، فَخَلَقُونِي بِزَعْفَرَانٍ، فَعَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَلَمْ يُرْجَبْ بِي، وَقَالَ: «إِذْ هَبْتَ فَاغْسِلْ هَذَا عَنكَ»، فَذَهَبْتُ فَعَسَلْتُه، ثُمَّ جِئْتُ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ مِنْهُ رَدْعٌ، فَسَلَّمْتُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَلَمْ يُرْجَبْ بِي، وَقَالَ: «إِذْ هَبْتَ فَاغْسِلْ هَذَا عَنكَ»، فَذَهَبْتُ فَعَسَلْتُه، ثُمَّ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ، وَرَحَّبَ بِي، وَقَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ يَحْيَى، وَلَا تُنْصَبُ بِالرَّعْفَرَانِ، وَلَا الْجُبِّ»، قَالَ: وَرَخَّصَ لِلْجُبِّ إِذَا نَامَ، أَوْ أَكَلَ، أَوْ شَرِبَ، أَنْ يَتَوَضَّأَ.

ترجمہ: عمار بن یاسر فرماتے ہیں کہ میں رات کو اپنے گھر پہنچا تو (کسی عذر کی وجہ سے) میرے دونوں ہاتھ پھٹ چکے تھے میرے گھر والوں نے میرے ہاتھوں پر زعفران والی خوشبو مل دی۔ صبح جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے نہ میرے سلام کا جواب دیا اور نہ مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ جاؤ اور اس خوشبو کو دھو لو۔ حضرت عمار کہتے ہیں کہ میں گیا اور میں نے اس خوشبو کو دھولیا پھر آپ ﷺ کی مجلس میں آکر بیٹھ گیا لیکن زعفران کے رنگ کا کچھ اثر میرے کپڑوں پر باقی تھا پھر دوبارہ میں نے سلام پیش کیا تو نہ آپ ﷺ نے مجھے جواب دیا اور نہ مرحبا فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ اور اس زعفرانی رنگ کو اپنے آپ سے دور کر کے آؤ میں دوبارہ گیا اور میں نے اس کو خوب اچھی طرح دھویا (یہاں تک کہ زعفران کا اثر خوشبو یا رنگ باقی نہ رہا) پھر میں نے تیسری مرتبہ سلام پیش کیا تو آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ فرشتے کسی کافر کے جنازے میں خیر (بشارت سناتے ہوئے) کے ساتھ شریک نہیں ہوتے اور وہ شخص جو زعفران کی خوشبو اپنے اوپر ملا ہوا ہو اور جنبی، ان کی موجودگی میں بھی فرشتے نہیں آتے (یابہ مطلب ہے کہ زعفران کی خوشبو لگانے والے اور جنبی کے جنازے میں شریک نہیں ہوتے)۔ اور آپ ﷺ نے جنبی کیلئے اجازت مرحمت فرمائی (کہ وہ غسل میں تاخیر کرنا چاہے اتنی تاخیر کہ فرض نماز اور جماعت قضاء نہ ہو) کہ وہ نماز کا سادھو کرنے کے بعد سو جائے یا کچھ کھالے یا کوئی چیز پی لے۔

شرح الحدیث: حضرت عمار فرماتے ہیں کہ میں اپنے کام سے فارغ ہو کر رات کو یا شام کو جب اپنے گھر پہنچا تو (سردی اور محنت کی وجہ سے) میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے تو میرے گھر والوں نے میرے ہاتھوں پر خلوق یعنی زعفران والی خوشبو مل دی (دواء و علاجاً) صبح کو جب میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا (تو چونکہ لنگے بدن اور کپڑوں پر زعفرانی رنگ نظر آرہا تھا) آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور نہ مرحبا کہا، اور آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ جا اسکو دھو دے، میں فوراً گیا اور اسکو دھو کر آیا اور سلام کر کے بیٹھنے لگا اس وقت بھی آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا کیونکہ اس کا اثر ابھی باقی تھا، اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جا اور اسکو دھو، میں گیا اور دھو کر پھر آیا اس وقت آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا اور مرحبا فرمایا، اور فرمایا کہ بے شک ملائکہ خیر کے ساتھ نہ تو کافر کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور نہ زعفران کی خوشبو لگانے والے پر، اور نہ جنبی کے پاس آتے ہیں۔

۴۱۷۷- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي الْحَوَارِ، أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ عُمَرَ، يُخْبِرُ عَنْ رَجُلٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ عَمْرِاءِ بْنِ يَاسِرٍ، زَعَمَ عُمَرُ أَنَّ يَحْيَى سَمِيَ ذَلِكَ الرَّجُلَ، فَتَسَبَّى عُمَرُ اسْمَهُ - أَنَّ عَمْرَأَةَ قَالَ: تَخَلَّفْتُ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ بِكَبِيرٍ، فَيَذْكُرُ الْغُسْلَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ: وَهُمْ حُرْمٌ؟ قَالَ: لَا، الْقَوْمُ مُقِيمُونَ.

ترجمہ: عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ انہوں نے یحییٰ بن یسر کو کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے ایک (مجہول) شخص سے نقل کیا کہ وہ

کہتا ہے کہ عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ..... عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ میرے استاد یحییٰ بن یعمر نے اس مجہول شخص کا نام لیا تھا لیکن عمر اس کا نام بھول گئے..... کہ میں نے خلوق لگائی..... انہوں نے گزشتہ حدیث کی طرح پورا قصہ ذکر کیا..... پہلی حدیث اس حدیث سے زیادہ تفصیلی ہے کیونکہ اس میں اس خوشبو کے دھونے کا ذکر ہے..... ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد عمر بن عطاء سے کہا ہے کہ کیا اس واقعہ میں حضرت عمارؓ اور ان کے گھر والے حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے (اس وجہ سے حضور ﷺ نے انہیں منع کیا)؟ تو عمر استاد نے جواب دیا کہ نہیں حضرت عمارؓ اور ان کے گھر والے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔

سنن ابی داؤد - الترجل (۱۷۶/۴) مسند احمد - اول مسند الکوفیین (۳۲۰/۴)

۴۱۷۸ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَرْبٍ الْأَسَدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الزَّارِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْنَا أَبَا مُوسَى، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ تَعَالَى صَلَاةَ رَجُلٍ فِي جَسَدِهِ شَيْءٌ مِنْ خُلُقٍ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «جَدُّكَ زَيْدٌ، وَزَيْدٌ».

ترجمہ: ربیع بن انس اپنے دادا اور نانا سے نقل کرتے ہیں کہ ان دونوں نے ابو موسیٰ اشعرؓ سے سنا کہ ابو موسیٰ اشعرؓ نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا کہ اللہ پاک اس مرد کی نماز قبول نہیں فرماتے جس کے جسم پر خلوق (زعفران وغیرہ سے ملی ہوئی خوشبو) لگی ہو۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: ربیع کے دادا (نانا) میں سے ایک (کانام زید اور دوسرے کانام) زیادہ ہے (اس حدیث میں ممانعت مرد کیلئے ہے لہذا عورتوں کیلئے زعفرانی خوشبو لگانا جائز ہے۔ (بذل المجہود)

سنن ابی داؤد - الترجل (۱۷۸/۴) مسند احمد - اول مسند الکوفیین (۴۰۳/۴)

شرح الحدیث: اس حدیث کو ربیع بن انس اپنے جدین سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ اوپر سند میں آیا یعنی دادا اور نانا سے مصنف فرماتے ہیں کہ ان میں سے ایک کانام زید اور دوسرے کا زیادہ ہے۔

۴۱۷۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، أَنَّ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ، وَإِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَاهُمَا، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّزْعَةِ لِلرَّجُلِ»، وَقَالَ: عَنْ إِسْمَاعِيلَ: «أَنْ يَنْزَعَهُ الرَّجُلُ».

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مردوں کو ایسے کپڑے پہننے سے منع فرمایا جو زعفرانی رنگ میں رنگے ہوں اور اسماعیل استاد سے أَنْ يَنْزَعَهُ الرَّجُلُ (للرَّجُلِ جگہ) مفرد صیغہ مروی ہے۔

صحیح البخاری - اللباس (۵۵۰۸) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۱۰۱) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۱۵) سنن النسائی - الزینة (۵۲۵۶) سنن ابی داؤد - الترجل (۱۷۹/۴) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۱۰۱/۳)

۴۱۸۰ - حَدَّثَنَا هَامُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْسِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ: حَبِيفَةٌ

الکافر، والمتصمخ بالخلق، والجنب، إلا أن يتوضأ».

ترجمہ

عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تین افراد کے فرشتے قریب نہیں آتے: ① کافر کا مردہ لاشہ ② وہ مرد جس نے خلوق (زعفرانی خوشبو) لگائی ہو ③ جنبی شخص (جو غسل میں اتنی تاخیر کرے کہ فرض نماز یا جماعت قضاء ہو جائے) الا یہ کہ جنبی وضوء کرے (تو پھر ملائکہ ایسے با وضوء جنبی کی مجلس میں آتے ہیں)۔

شرح الحدیث: وضوء جنبی کا ایک خاص فائدہ: یعنی جنبی اگر صرف وضوء کر لے اور غسل کو مؤخر کر دے نماز

کے وقت تک کے لئے تو پھر اس میں کچھ نقصان نہیں فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، یہ مضمون اور اس حدیث کا حوالہ کتاب الطہارۃ "باب فی الجنب یؤخر الغسل" میں گزر چکا، جس کے لفظ یہ تھے لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ ضُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جَنْبٌ وہاں پر ہم نے لکھا ہے کہ اگر جنبی وضوء کر لے تو پھر اس کا یہ حکم نہیں ہے جیسا کہ موجودہ باب کی حدیث میں ہے۔

۴۱۸۱ -

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَدِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُزْقَانَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحُجَّاجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: «لَمَّا فَتَحَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ، جَعَلَ أَهْلَ مَكَّةَ يَأْتُونَهُ بِصِبْيَانِهِمْ، فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْوَرَكَةِ، وَيَمْسَحُ رُءُوسَهُمْ»، قَالَ: «فَجِئْتُ بِبَنِي إِلَيَّ وَأَنَا لُحْلُقٌ، فَلَمْ يَمْسَحْنِي مِنْ أَجْلِ الْخُلُقِ».

ترجمہ

ولید بن عتبہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی نے جب مکہ فتح فرمایا تو لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے چھوٹے بچے لاتے آپ ﷺ ان بچوں کیلئے برکت کی دعا فرماتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ ولید کہتے ہیں کہ مجھے بھی خدمت اقدس ﷺ میں لایا گیا مجھ پر خلوق (زعفرانی خوشبو) لگی تھی آپ ﷺ نے خلوق کی بناء پر میرے سر پر ہاتھ نہیں پھیرا۔

خروج

سنن ابی داؤد - الترجل (۴۱۸۱) مسند احمد - أول مسند الدينين رضي الله عنهم أجمعين (۳۲/۴)

شرح الحدیث

یعنی فتح مکہ والے دن بہت سے لوگ (یعنی مسلمہ الفتح میں سے) اپنے بچوں کو حضور اقدس ﷺ کے پاس لاتے تھے تو آپ ﷺ ان کیلئے دعا فرماتے تھے برکت کی اور اپنا دست مبارک ان کے سروں پر پھیرتے تھے، یہ ولید بن عقبہ راوی حدیث فرماتے ہیں کہ مجھ کو بھی لایا گیا آپ ﷺ کے پاس لیکن مجھ پر خلوق لگی ہوئی تھی تو اس لئے میرے سر پر آپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ نہیں پھیرا۔

۴۱۸۲ -

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا سَلْمُ الْعُلَوِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَمًا يُؤَاجِدُهُ رَجُلَانِ فِي وَجْهِهِ بِشْيَ بَوَكْرَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: «لَوْ أَمَرْتُ هَذَا أَنْ يَغْتَسِلَ هَذَا عَنَّهُ».

ترجمہ

انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے جسم یا کپڑے پر زعفرانی رنگ کی زردی کے اثرات موجود تھے آپ ﷺ (بوجہ انتہائی حیا دار ہونے اور اخلاق کریمہ رکھنے کے) بہت کم ہی کسی آدمی کے

مند پر ایسی بات ظاہر کرتے جو اس کو ناپسند ہو۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اس شخص کو کہو کہ اس زرد رنگ کو (اپنے جسم یا کپڑے سے) دور کر دو۔

تخریج: سنن أبي داود - الترجل (٤١٨٢) - مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٣٣/٣) - مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (١٥٤/٣)

شرح الحديث: یہ حدیث اسی سند سے کتاب الادب "باب فی حسن العشرة" میں آرہی ہے وہاں پر یہ زیادتی ہے قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَلَّمَ لَيْسَ هُوَ عَلَوِيًّا، كَانَ يُبَصِّرُ فِي النُّجُومِ^① الخ۔ یعنی سند میں جو سلم علوی راوی آئے ہیں ان کو علوی اس معنی کے لحاظ سے نہیں کہا جاتا کہ وہ حضرت علیؑ کی اولاد سے ہیں بلکہ یہ علو سے ہے، یہ علم نجوم سے واقف تھے گویا نجومی تھے اس لئے ان کو علوی کہا جاتا ہے۔

٨ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّعْرِ

بالوں کی مقدار کا بیان

٤١٨٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَحُمَيْدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: «مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لَبَّةٍ أَحْسَنَ فِي حَلَّةٍ حُمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ: «لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَكِيبَتِهِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ إِسْرَاطِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: يَضْرِبُ مَكِيبَتِهِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: «يَسْلُغُ شَحْمَةً أُذُنَيْهِ».

ترجمہ: حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی لمبے بال والا (جسکے بال کند ہوں تک پہنچ رہے ہوں) سرخ جوڑے میں حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا محمد بن سلیمان مصنف کے استاد نے یہ اضافہ فرمایا کہ آپ ﷺ کے بال کند ہوں تک پہنچ رہے تھے۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ (ابو اسحاق کے شاگردوں میں) اسرائیل نے بھی (سفیان کی متابعت کرتے ہوئے) اسی طرح نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کے بال کند ہوں تک پہنچ رہے تھے۔ جب کہ شعبہ راوی (ابو اسحاق کے شاگردوں میں) نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بال کانوں کی لو تک پہنچے تھے۔

تخریج: صحيح البخاري - المناقب (٣٣٥٨) - صحيح البخاري - اللباس (٥٥١٠) - صحيح مسلم - الفضائل (٢٣٣٧) - جامع الترمذي - اللباس (١٧٢٤) - سنن النسائي - الزينة (٥٠٦٠) - سنن أبي داود - الترجل (٤١٨٣) - سنن ابن ماجه - اللباس (٣٥٩٩) - مسند أحمد - أول مسند الكوفيين (٢٩٠/٤)

شرح الحديث: حضرت براء فرماتے ہیں کہ میں نے کسی پنٹھے والے کو جو سرخ جوڑے میں ہو آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا اسی روایت میں آگے ایک راوی نے آپ ﷺ کے بالوں کے بارے میں یہ بیان کیا کہ آپ ﷺ کے سر کے بال

منكبين کو لگتے تھے اور دوسرے راوی نے کہا کہ دونوں کانوں کی لوتک تھے اور اسکے بعد حضرت انسؓ کی روایت میں آ رہا ہے۔
۴۱۸۴ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غَمَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ».

ترجمہ: حضرت براءؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لوتک پہنچے تھے۔
۴۱۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ».

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بال کانوں کی لوتک تھے۔
۴۱۸۵ - صحيح البخاري - اللباس (۵۵۶۵) صحيح مسلم - الفضائل (۲۳۳۸) سنن النسائي - الزينة (۵۰۵۳) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۸۵) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۳۴) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۱۲۵/۳)

۴۱۸۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَابِ أُذُنَيْهِ».

ترجمہ: انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بال (کان سے تجاوز کرتے ہوئے) آدھے کانوں تک تھے۔
۴۱۸۶ - صحيح البخاري - اللباس (۵۵۶۵) صحيح مسلم - الفضائل (۲۳۳۸) سنن النسائي - الزينة (۵۰۵۳) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۸۶) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۳۴) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۱۲۵/۳)

۴۱۸۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ نَفِيلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ الْوُفْرَةِ، وَدُونَ الْجَمَةِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو سے تجاوز کرتے ہوئے کندھوں کے قریب قریب تھے۔

۴۱۸۷ - جامع الترمذي - اللباس (۱۷۵۵) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۸۷)

شرح الحدیث: **پنٹھوں کی قسمیں اور ان کے اسماء:** وفرة اور جمة اور لمہ جو پہلی حدیث میں گزرا یہ پنٹھوں کی قسمیں ہیں ایک قول کے مطابق وفرة سب سے کم درجہ ہے کانوں کی لوتک اور لمہ اس سے زائد اور جمة اس سے بھی زائد یعنی قریب المنکبین اس ترتیب کو یاد کرنے کے لئے ہم نے اپنے اساتذہ سے لفظ و لچ سنا ہے پہلی قسم میں پہلا حرف ”واو“ اور دوسری میں ”لام“ اور تیسری میں ”ج“ ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی کی روایتوں میں تعارض اور اسکی توجیہ: اور ترمذی کی روایت میں حدیث عائشہؓ میں اس کے خلاف ہے اس میں ہے فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُونَ الْوُفْرَةِ جو بظاہر تعارض ہے اور اس تشریح کے بھی خلاف ہے جو ہم نے بالوں کی ترتیب میں بیان کی، اسکی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ فَوْقَ اور دُونَ دونوں کے معنی دونوں روایتوں میں الگ الگ لئے جائیں، ابوداؤد کی روایت میں فوق کے معنی زائد اور ”دون“ کے معنی کم یعنی ناقص لئے جائیں، اور مطلب یہ ہو گا کہ وفرہ سے زائد اور جمہ سے کم، ان دونوں کا درمیانی درجہ تھا یعنی لم، اور ترمذی کی روایت میں ”فوق“ کے معنی لئے جائیں اوپر اور دون کے معنی لئے جائیں اسفل نیچے پس مطلب یہ ہو گا کہ آپ کے بال جمہ سے ذرا اونچے اور وفرہ سے ذرا نیچے تھے، اس کا مصداق بھی لم ہی ہوا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

سر کے بالوں کے بارے میں آپ ﷺ کی عادت شریفہ: ان احادیث میں آپ ﷺ کے پنٹھوں کا حال مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ سر پر بال رکھنے کی تھی، یہ مضمون ہمارے یہاں کتاب الطہارۃ میں غسل جنابت کے بیان میں حضرت علیؓ کے قول وَمِنْ ثَمَّ عَادَتْ رَأْسِي^۱ کے ذیل میں گزر چکا اسکو بھی دیکھا جائے، ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ سر کے بال اسکی زینت ہیں ان کو باقی رکھنا سنت ہے اور خلق بدعت ہے اور شرح مصابیح میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنے سر کا حلق ہجرت کے بعد صرف تین بار کرایا ہے عمرۃ الحدیبیہ، عمرۃ القضاء، حجة الوداع میں اور تقصیر آپ سے صرف ایک مرتبہ ثابت ہے کما فی الصحیحین۔ (قالہ الباجوری فی شرح الشمائل) قلت: واما مذهب الحنفیۃ فی الروضۃ للزند و یستی أن السنة فی شعر الرأس إما الفرق أو الحلق. وذكر الطحاوی: أن الحلق سنة، ونسب ذلك إلى العلماء الثلاثة^۲۔ وفي الفتاویٰ المحمودیہ عام عادت مبارکہ بال رکھنے کی تھی، منہ وانا بہت کم ثابت ہے، بعض صحابہؓ ہمیشہ منڈاتے تھے^۳۔ والحديث اخرجه الترمذی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفُرْقِ

سر میں مانگ پٹی کرنے کا بیان

۶۱۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو شَهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ - يَعْنِي - يَسْدُلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ، «وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْجِبُهُ مَوَافَقَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ فِي مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ، فَسَدَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ، ثُمَّ

۱۔ لَمِنْ ثَمَّ عَادَتْ رَأْسِي لَلْأَمْرِ (سنن ابی داود - کتاب الطہارۃ - باب فی الفصل من الجنابة ۲۴۹)

۲۔ رد المحتار علی الدر المختار - ج ۹ ص ۵۸۴، الفتاویٰ الہندیہ - ج ۵ ص ۳۵۷ (طبعة الكبرى الامیریہ مصر)

۳۔ فتاویٰ محمودیہ - ج ۱۹ ص ۴۳۱ (طبع دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

فَرَّقَ بَعْدُ».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ اہل کتاب اپنے سر کے بالوں کو بغیر کنگھی کئے رکھتے تھے (یعنی سر کے اگلے بالوں کو پیشانی پر ڈال دیتے تھے) اور مشرکین اپنے سر کے بالوں کی مانگ نکالتے تھے اور حضور ﷺ (ابتداء اسلام میں) ان امور میں جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم واضح طور پر نہیں ہوا تھا آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے (ان کی تالیف قلبی کے لئے) تو حضور ﷺ نے بھی اپنی پیشانی کے بالوں کو پیشانی پر لٹکالیا (ڈال دیا) پھر (بعد کے زمانے میں) حضور ﷺ بالوں کی مانگ نکالا کرتے تھے (یہی آپ ﷺ کا آخری فعل ہے اور بظاہر وحی الہی سے اس کا حکم ہوا)۔

مخبر صحیح البخاری - المناقب (۳۳۶۵) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۷۳) صحیح مسلم - الفضائل (۲۳۳۶) سنن النسائی - الریۃ (۵۲۳۸) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۱۸۸) مسند احمد - من مسند بی ہاشم (۲۸۷/۱)

شرح الحدیث حضرت ابن عباسؓ فرما رہے ہیں کہ اہل کتاب سر کے بالوں کا سدل کرتے تھے اور مشرکین فرق یعنی مانگ نکالتے تھے، اور آپ ﷺ کو ابتداء میں ان امور میں جن کے بارے میں آپ پر کوئی وحی اور ہدایت نہ نازل ہوئی ہو اہل کتاب کی موافقت پسند تھی، اور یہ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ اہل کتاب کا فعل ان کے دین میں ثابت ہو بخلاف مشرکین کے کہ ان کے کسی کام میں تو یہ احتمال نہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور یہ آپ ﷺ کا اہل کتاب کی موافقت کرنا ان کے قلوب کو اسلام کی طرف مائل کرنے کیلئے بھی تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمادیا تو پھر آپ ﷺ ان کی صراحتہ مخالفت کرنے لگے^۱، چنانچہ اس چیز میں بھی آپ ان کی موافقت ترک کر کے بجائے سدل کے مانگ نکالنے لگے، سدل سے مراد یہ ہے کہ سر کے آگے کے بال کو پیشانی پر ڈال لینا اور فرق کا مطلب یہ ہے کہ سر کے سامنے کے حصہ کے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دائیں جانب کے بالوں کو دائیں طرف اور بائیں طرف کے بالوں کو بائیں طرف کر دیا جائے، چنانچہ اسکے بعد والی روایت میں آرہا ہے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کُنْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَفْرِقَ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَدَعْتُ الْقَرْنَ مِنْ يَأْفُوخِهِ، وَأُرْسِلُ نَاصِيَتَيْهِ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، کہ جب میں آپ کے سر کے بالوں میں مانگ نکالتی تھی تو (آگے اس کا طریقہ بتلا رہی ہیں) کہ آپ کے سر کے بچ سے مانگ چیرتی تھی اور اگلے حصہ کے بال دو حصوں میں کر دیتی تھی دائیں جانب اور بائیں جانب، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پنٹھوں میں مانگ نکالنا سنت ہے۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔

۴۱۸۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كُنْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَفْرِقَ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَدَعْتُ

الْقُرْنِي مِنْ بَأْوَخِهِ، وَأُرْسِلُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ».

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں جب حضور ﷺ کے سر کے بالوں کی مانگ نکالنے کا ارادہ کرتی تو آپ ﷺ کے سر کے درمیان سے میں مانگ نکالتی تھی اور پیشانی کے بالوں کو دو حصوں میں لٹکا دیتی تھی۔ دونوں آنکھوں کے بیچ کی سیدھ سے یعنی آدھے ادھر اور آدھے ادھر۔

صحیح سنن أبي داود - الترجل (۴۱۸۹) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۹۰/۶) مسند أحمد - باقي مسند الأنصار (۲۷۵/۶)

۱۰۔ بَابُ فِي تَطْوِيلِ الْجُمُعَةِ

سر کے بال کندھوں سے زیادہ لمبے کرنے کا بیان

۴۱۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، وَشَفِيَّانُ بْنُ عُقْبَةَ السَّوَالِي - هُوَ أَخُو قَبِيصَةَ - وَحُمَيْدُ بْنُ حَوَّارٍ، عَنْ شَفِيَّانِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حَجْرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِي شَعْرٌ طَوِيلٌ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «بَابُ ذُبَابٍ» قَالَ: فَرَجَعْتُ فَجَزَّزْتُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ، فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَغْنِكَ، وَهَذَا أَحْسَنُ».

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے سر کے بال بہت لمبے تھے تو جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ بڑی برائی ہے، بڑا برا کام ہے (اس لفظ ذباب کے کئی معنی کئے گئے ہیں نحوست ہے نحوست ہے، گھٹیا حرکت ہے گھٹیا حرکت ہے، گھٹیا کام ہے گھٹیا کام ہے)۔ حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ (میں سمجھا کہ میرے لمبے بالوں کی وجہ سے یہ بات فرما رہے ہیں)۔ چنانچہ میں واپس لوٹا اور میں نے اپنے لمبے بالوں کو کاٹ دیا پھر میں اگلے دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے (لفظ ذباب کہہ کر) تمہارے (لمبے بالوں کے) متعلق تھوڑا ہی کہا تھا۔ یہ (بلکہ بال رکھنا بھی) اچھا ہے۔ (معلوم ہوا کہ بالوں کو بڑھانا بھی جائز ہے)۔ اس حدیث سے واضح لفظوں میں اشارہ ملتا ہے کہ بعض صحابہ سے حضور ﷺ کی مراد کو سمجھنے میں غلطی ہو جاتی تھی جیسا کہ یہاں پر حضرت وائلؓ کو سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ کیونکہ حضور ﷺ ان کے لمبے بالوں کی برائی نہیں فرما رہے تھے بلکہ کسی اور شخص کی کسی بات کے برا ہونے کو بیان فرما رہے تھے (بذل المجہود)

سنن النسائي - الزينة (۵۰۵۲) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۹۰) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۳۶)

شرح الحديث اس حدیث کا حوالہ اور مضمون باب فی الحمرة میں گزر چکا، والحديث أخرجه النسائي وابن ماجه، قاله

۱۱۔ باب فی الرجل یُعْقِصُ شَعْرَهُ

مرد کے اپنے بالوں کو پٹنے کا بیان

۴۱۹۱۔ حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْمٍ، عَنْ لُجَّاهِدٍ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: «قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ عَدَائِثٍ» تَعْنِي عَقَائِصَ.

ترجمہ: حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے آپ ﷺ کے سر کی چار چوٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ راوی نے ضفائر کی وضاحت عقائق (گندھے ہوئے بال، چوٹی) سے کی۔

جامع الترمذی - اللباس (۱۷۸۱) سنن ابی داود - الترجل (۴۱۹۱) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۳۱)

شرح الحدیث: اور شمائل کی اسی حدیث کا ایک لفظ زائد ہے، قدیم رسول اللہ ﷺ علامہ باجوری لکھتے ہیں اُمی مرة من القدوم، اور پھر لکھتے ہیں کہ اس سے مراد وہ قدم ہیں جو فتح مکہ میں ہوا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری مکہ مکرمہ میں ہجرت کے بعد چار مرتبہ ہوئی عمرۃ القضاء، وفتح مکہ، وعمرۃ الجعرانة، ولحجة الوداع۔ ام ہانیؓ فرماتی ہیں حضور اقدس ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے درمحالیکہ آپ ﷺ کے سر کے بالوں کی چار مینڈھیاں تھیں۔ غدار غديرہ کی جمع ہے، اور ایک روایت میں اَرْبَعُ ضَفَائِرَ ہے یہ دونوں روایتیں ترمذی میں ہیں غدار اور ضفائر اور ذوابہ جس کا ذکر اگلے باب کی حدیث میں آ رہا ہے سب ہم معنی ہیں، الشعر المنصور (گیسوائے بابت) بالوں کا وہ حصہ جس کو بل دیا گیا ہو یعنی مینڈھی جیسا کہ کتاب الطہارۃ میں غسل حائض کے ذیل میں نقص ضفائر کا مسئلہ گزرا ہے، حضرت شیخ "شمائل" میں لکھتے ہیں مردوں کیلئے عورتوں کی طرح سے مینڈھیاں مکروہ ہیں، اس حدیث میں مینڈھیوں سے وہی مراد لی جاوے جس میں تشبیہ ہو کہ تشبیہ کی حضور ﷺ نے خود ہی ممانعت فرمائی ہے^۱، اور ابن ماجہ میں ترجمۃ الباب اس طرح ہے بَابُ اِتِّخَاذِ الْجُمُعَةِ وَالضَّفَائِرِ اسکے حاشیہ میں حضرت شاہ عبدالغنی صاحب "تحریر فرماتے ہیں: قَوْلُهُ: وَلَهُ أَرْبَعُ عَدَائِثٍ لَعَلَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ لِدَفْعِ الْعَبَائِرِ اِنْتَهَى. قُلْتُ: وَهُوَ الظَّاهِرُ لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي السَّفَرِ (تحفة) یعنی آپ ﷺ کا معمول پنٹھے رکھنے کا تو تھا لیکن ضفائر کا معمول نہ تھا ضرورۃ سفر میں غبار وغیرہ سے بچنے کے لئے آپ اپنے بالوں کو اس طرح کر لیتے تھے، اور ایک ہوتا ہے عقص یعنی سر کے تمام بالوں کو اکٹھا کر کے پیچھے کی طرف جوڑا باندھ لینا یہ وہ ہے جس کا ذکر کتاب الصلاة "باب الرجل یصلی عاقصاً" میں گزرا ہے اور اس طرح نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔

حضرت ام ہانیؓ جو فرما رہی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تشریف لائے مکہ مکرمہ میں ایک مرتبہ، اور بھی اسی طرح بعض روایات

۱ شمائل ترمذی مع عصائل نبوی ﷺ - ص ۳۸

۲ تحفة الأحمدي بشرح جامع الترمذی - ج ۵ ص ۴۷۸

میں آتا ہے کہ حضور ﷺ ہمارے گھر مکہ میں تشریف لائے مثلاً وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے روز حضور ﷺ نے ہمارے گھر میں صلاۃ النضحیٰ کی آٹھ رکعات پڑھیں، اس کا منشا یہ ہے کہ حضرت ام ہانیؓ جو کہ حضرت علیؓ کی بہن اور آپ کی چچا زاد بہن ہیں انہوں نے ہجرت نہیں فرمائی تھی، یہ مہاجرات میں سے نہیں ہیں کیونکہ ان کا اسلام ہی فتح مکہ کے بعد ہے اس لئے ہجرت کی نوبت ہی نہیں آئی۔ والحدیث أخرجه الترمذی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

١٢ - بَابُ فِي خَلْقِ الرَّأْسِ

﴿ سرمنڈھانے کا بیان ﴾

١٩٢ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، وَابْنُ الثَّوْنِيِّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي يَعْقُوبَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ، ثُمَّ أَتَاهُمْ، فَقَالَ: «لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ»، ثُمَّ قَالَ: «ادْعُوا إِلَى بَيْتِي أَخِي»، فَجِئْنَا بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: «ادْعُوا إِلَى الْخَلَاقِ»، فَأَمَرَهُ فَخَلَقَ مَرُوسَنَا.

عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ۳ دن جعفر کے اہل و عیال کو سوگ منانے (رونے دھونے) کی مہلت عطاء فرمائی اور پھر آپ ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا (کیونکہ بیوی کے علاوہ دیگر گھر والوں کو تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں)۔ پھر فرمایا کہ میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ ہمیں لایا گیا ہم اتنے کم عمر تھے جیسا کہ چوزے (یا پرندوں کے بچے) تو آپ ﷺ نے فرمایا حجام کو بلاؤ تو آپ ﷺ نے حجام کو حکم دیا اور اس نے ہمارے سر کے بالوں کا حلق کر دیا۔

سنن النسائي - الزينة (٥٢٢٧) سنن أبي داود - الأثرجل (٤١٩٢) مسند أحمد - مسند أهل البيت (٢٠٤/١)

شرح الحدیث حضرت جعفر بن ابی طالبؓ جو آپ کے چچیرے بھائی ہیں جو جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے ان کے بیٹے عبد اللہ بن جعفر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کے گھر والوں کو تین روز تک تو مہلت دی یعنی رونے دھونے کی پھر تین روز کے بعد آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ بس اب رونا بند کرو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس میرے بھتیجوں کو لاؤ ہمیں آپ ﷺ کے پاس لایا گیا ہم اتنے چھوٹے چھوٹے تھے جیسے چوزے ہوتے ہیں آپ ﷺ نے حلاق کو بلوا کر ہمارے سر کے بال منڈوائے بذل المجہود سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچے اس وقت بہت چھوٹے تھے گھر والے ان کو گود میں اٹھا کر لائے^①، لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتنے چھوٹے نہیں تھے چنانچہ عبد اللہ بن جعفر جو کہ خود ان کے بیٹے

ہیں اور اس واقعہ کو بیان کر رہے ہیں ان کی عمر حضور ﷺ کی وفات کے وقت دس سال کی تھی اسی لئے دوسرے شراح نے لکھا ہے کہ کائناتُ الخُ میں تشبیہ صغر سنی کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ بالوں کے اعتبار سے ہے کہ ان بچوں کے سر پر بال بڑھے ہوئے تھے اور ایسے لگ رہے تھے جیسے چوزوں کے بدن پر کھڑے کھڑے بال ہوا کرتے ہیں اور حلق ان کا اس لئے کرایا اگرچہ بالوں کا رکھنا افضل ہے کہ بال رکھنے کے بعد ان کی دیکھ بھال، تیل کٹھنسی سے کرنی پڑتی ہے جو ان کی والدہ کے لئے اس غمی کے زمانہ میں مشکل تھی۔ والحديث أخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۱۳۔ بَابُ فِي الصَّبِيِّ لَهُ ذُوَابَةٌ

بچے کو چوٹی رکھنے کا بیان

۱۹۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ - قَالَ أَحْمَدُ: كَانَ رَجُلًا صَالِحًا - قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «كُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ»، وَالْقَزَعُ: أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَيُتْرَكَ بَعْضُ شَعْرِهِ.

ترجمہ: امام احمد بن حنبل حدیث سناتے ہیں کہ مجھے عثمان بن عثمان نے سند متصل سے حدیث نقل کی، امام احمد فرماتے ہیں کہ عثمان بن عثمان راوی نیک شخص تھا ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قزع سے منع فرمایا۔ قزع کی تفصیل یہ ہے کہ بچے کے سر کے کچھ حصے کے بال مونڈھ دیئے جائیں اور کچھ حصے کے بال چھوڑ دیئے جائیں۔

تحقیق: صحیح البخاری - اللباس (۵۵۷۶) صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۱۲۰) سنن النسائی - الزینۃ (۵۰۵۰) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۹۳) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۳۷) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۴/۲)

۱۹۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنِيَ عَنِ الْقَزَعِ»، وَهُوَ أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَيُتْرَكَ لَهُ ذُوَابَةٌ.

ترجمہ: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قزع سے منع فرمایا اور قزع کی تفصیل یہ ہے کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ اترے سے مونڈھ دیا جائے اور اس کی چوٹی کو باقی رکھا جائے

تحقیق: صحیح البخاری - اللباس (۵۵۷۶) صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۱۲۰) سنن النسائی - الزینۃ (۵۰۵۰) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۹۴) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۳۷) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۳۸) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۴/۲)

۱۹۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَتَهَا هُمُ عَنْ ذَلِكَ، وَقَالَ: «أَحْلِقُوهُ كُلَّهُ، أَوْ ائْرِكُوهُ كُلَّهُ».

ترجمہ: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کے کچھ حصے کا حلق کیا گیا تھا اور کچھ حصے کے

بال چھوڑ دیئے گئے تو اس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یا تو پورے سر کے بال کا حلق کرو (مونڈھ دو) یا کسی بھی حصے کے بال نہ مونڈھو۔ (حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ کے مذہب میں آدھے سر کے بال مونڈھنا بچے، بڑے، مرد، عورت سب کے حق میں مکروہ ہے۔) (حدیث میں بچے کی خصوصیت اس زمانے کی عادت کے اعتبار سے ہوگی کہ اس زمانہ میں لوگ چھوٹے بچوں کے آدھے بال مونڈھ دیتے تھے۔ امام نوویؒ نے تصریح کی ہے یہ کراہت مکروہ تنزیہی ہے^①)

صحیح البخاری - اللباس (۵۵۷۶) صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۱۲۰) سنن النسائی - الزینۃ (۵۰۵۰) سنن أبی داود - الترجل

(۴۱۹۵) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۳۷) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۳۸) مسند أحمد - مسند المکثرین من الصحابة (۴/۲)

شرح الأحادیث اس باب کی تمام روایتوں میں قزع کی^② ممانعت مذکور ہے جس کی تفسیر بھی مذکور ہے وہ یہ کہ کسی بچے کے سر کے بال مونڈتے وقت اس کا کچھ حصہ باقی چھوڑ دیا جائے لیکن یہ بھی صبی کے ساتھ خاص نہیں ہے حکم بڑے کے لئے بھی یہی ہے ممکن ہے اس زمانہ میں بعض لوگ اپنے بچوں ہی کے ساتھ ایسا کرتے ہوں لاڈ پیار میں۔ والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۱۴۔ باب ما جاء في الرخصة

بچوں کو چوٹی رکھنے کی اجازت کا بیان

۴۱۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَاتِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ لِي ذَوَابَةٌ، فَقَالَتْ لِي أُمِّي: لَا أَجْزُهَا، «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْدُهَا، وَيَأْخُذُ بِهَا».

ترجمہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میرے سر پر کچھ بال تھے (جیسے کہ چوٹی ہوتی ہے)۔ میری والدہ فرماتی تھیں کہ ان بالوں کو میں کبھی نہیں کاٹوں گی کیونکہ حضور ﷺ ان بالوں کو (مزا) اپنے ہاتھ سے کھینچتے تھے اور ان بالوں پر اپنا ہاتھ پھیرتے تھے (لڑکے کے سر میں موجود بالوں کے ساتھ اگر کچھ بال زیادہ ہوں کہ چوٹی کی شکل اختیار کر لیں بشرطیکہ عورتوں کی مشابہت نہ ہو تو یہ جائز ہے حضرت انسؓ کے بال اسی طرح ہوں گے ہاں سارے سر کے بال کٹنا اور چوٹی کو چھوڑ دینا یہ قزع میں داخل ہے جس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے^③)۔

① بذل المجہود فی حل أبی داود - ج ۱۷ ص ۸۱

② قزع لغت میں فضاء میں بادل کے متفرق ٹکڑوں کو کہتے ہیں جو دور سے چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سر میں جو بال اس طرح چھوڑ دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ بھی اسی طرح محسوس ہوتے ہیں اس لئے ان کو قزع کہتے ہیں ۱۲۔

③ بذل المجہود فی حل أبی داود - ج ۱۷ ص ۸۲

شرح الحدیث: یہ حضرت انسؓ کی والدہ کا فعل^① ہے کہ حضرت انسؓ کے سر کے جن بالوں کو ان کے بچپن میں حضور ﷺ اپنے دست مبارک سے پکڑتے اور کھیچتے تھے ان کے بارے میں وہ فرما رہی ہیں کہ ان کو میں کبھی نہیں کاٹوں گی سر کے دوسرے بالوں کے ساتھ۔

۴۱۹۷ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا الْحُجَّاجُ بْنُ حَشَّانٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَحَدَّثَنِي أُخْتِي النُّعَيْرَةُ، قَالَتْ: وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ، أَوْ قَصَّتَانِ، فَمَسَحَ رَأْسَكَ، وَبَرَكَ عَلَيْكَ، وَقَالَ: «اخْلُقُوا هَذَيْنِ - أَوْ قَصُّوهُمَا - فَإِنَّ هَذَا زِيَّ الْيَهُودِ».

ترجمہ: حجاج بن حسان راوی کہتے ہیں کہ ہم انس بن مالکؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے (حجاج کے ساتھ انکی بہن اور دیگر افراد بھی اس واقعے میں ہو گئے، حجاج راوی کو کم عمری کی وجہ سے آگے واقعہ یاد نہیں، وہ اپنی بہن سے نقل کرتے ہیں) کہ میری بہن مغیرہ (بنت الحسان) نے بتایا کہ تم اس دن چھوٹے بچے تھے اور تمہاری دو چوٹیاں بندھی ہوئی تھیں..... راوی کو شک ہے کہ مغیرہ نے قَرْنَانِ کا لفظ کہا یا قَصَّتَانِ کا..... تو حضرت انسؓ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور تمہارے لئے برکت کی دعا کی تھی اور فرمایا کہ ان دونوں چوٹیوں کو مونڈھ دیا قینچی سے کاٹ دو کیونکہ اس طرح چٹیا (لٹیں) کر کھنا یہودیوں کا شیوہ ہے۔

شرح الحدیث: حجاج بن حسان اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت انسؓ کے یہاں گئے (وہاں جا کر کیا ہوا ان کو تو وہ بچپن کی بات یاد نہیں رہی اسلئے اپنی بہن سے نقل کرتے ہیں) پس مجھ سے میری بہن مغیرہ نے بیان کیا کہ تو تو اس وقت بچہ ہی تھا اور تیرے سر پر بالوں کی دو لٹیں تھیں تو حضرت انسؓ نے تیرے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور برکت کی دعاء دی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ ان لٹوں کو کاٹ دینا اس لئے کہ یہ یہود کا طریقہ ہے۔ یہ حدیث ترجمہ الباب کے مناسب نہیں ہے، قائل۔

۱۵ - بَابُ فِي اخْتِذِ الشَّارِبِ

مُوْنَجِّحِينَ كَاتِبِينَ

۴۱۹۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَتْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْفُطْرَةُ خُمْسٌ - أَوْ خُمْسٌ مِنَ الْفُطْرَةِ - الْحِثَانُ، وَالْإِسْتِخْدَادُ، وَتَنْتِفُ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الْأُظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ پانچ چیزیں فطرت انسانی میں داخل ہیں: ① ختنہ کرنا ② زیر ناف بال صاف کرنا ③ بغلوں کے بال نوچنا ④ ناخن تراشنا ⑤ مونچھیں کترنا۔

تحقیق: صحیح البخاری - اللباس (۵۵۵۰) صحیح البخاری - الاستئذان (۵۹۳۹) صحیح مسلم - الطہارۃ (۲۵۷) جامع الترمذی - الأدب

① لہذا مصنف کا ان کے فعل سے ذواہ کے جواز پر استدلال محل نظر ہے۔

(۲۷۵۶) سنن النسائي - الطهارة (۱۰) سنن النسائي - الزينة (۵۲۲۵) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۹۸) سنن ابن ماجه - الطهارة وسننها (۲۹۲) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۲۲۹/۲) موطأ مالك - الجامع (۱۷۰۹)

شرح الحديث: یہ حدیث ابواب الوضوء باب السواک من الفطرة میں گزر چکی، اور اس پر تفصیلی کلام بھی وہاں گزر چکا۔
والحدیث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

۴۱۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِحْقَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْقَاءِ الرَّحِيَةِ».

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مونچھوں کے صاف کرنے اور ڈاڑھی کے لٹکانے کا حکم دیا۔
صحیح البخاری - اللباس (۵۵۴۹) صحیح مسلم - الطهارة (۲۵۹) جامع الترمذی - الأدب (۲۷۶۳) سنن النسائي - الطهارة (۱۵) سنن النسائي - الزينة (۵۰۴۵) سنن أبي داود - الترجل (۴۱۹۹) مسند أحمد - مسند المكثرين من الصحابة (۱۶/۲) موطأ مالك - الجامع (۱۷۶۴)

۴۲۰۰ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا صَدُوقُ الدَّقِيقِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍانَ الْجَوْيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «وَقَدْ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْقُ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَنْفُ الْإِيطِ، أَرْبَعِينَ يَوْمًا مَرَّةً» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍانَ، عَنْ أَنَسٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "وَقَدْ لَنَا وَهَذَا أَصَحُّ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے زیر ناف بالوں کے مونڈھنے، ناخن تراشنے، مونچھوں کو کاٹنے اور بغلوں کے بال نوچنے کے متعلق (آخری) حدیث مقرر فرمائی ہے کہ چالیس دن میں ایک مرتبہ (ضرور) کیا جائے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ابو عمران کے شاگردوں میں جعفر بن سلیمان نے بھی حضرت انسؓ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے لیکن اس روایت میں حضور ﷺ سے حدیث مرفوع نقل نہ کی بلکہ (صیغہ مجہول کے ساتھ) وَقَدْ لَنَا نقل کیا ہے یعنی ہمارے لئے چالیس دن کی حد بندی کی گئی ہے۔

صحیح مسلم - الطهارة (۲۵۸) جامع الترمذی - الأدب (۲۷۵۸) سنن النسائي - الطهارة (۱۴) سنن أبي داود - الترجل (۴۲۰۰) سنن ابن ماجه - الطهارة وسننها (۲۹۵) مسند أحمد - باقي مسند المكثرين (۱۲۲/۳)

شرح الحديث: یعنی آپ ﷺ نے زیر ناف بالوں کے حلق اور اسی طرح وہ سب چیزیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں۔ انکی حد چالیس دن میں ایک مرتبہ قرار دی، یعنی ان چیزوں کی اکثر اور انتہائی مدت آپ ﷺ نے یہ تجویز فرمائی، یعنی اسکے بعد تو انکو باقی رکھنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں، اب یہ کہ اولیٰ اور مناسب کیا ہے؟ اس کا پتہ دوسری روایات سے اور فقہاء کے اقوال سے چلے گا، حضرت نے بذل میں لکھا ہے: وهذا تحديد لاكثر المدة، ويستحب ذلك من الجمعة إلى الجمعة، وإلا فلا تحديد فيه، بل

کل ما کثر أزاله. ويختلف ذلك باختلاف طباع الناس^①، یعنی عند الحاجة یہ سب کام کئے جائیں، لوگوں کی طبائع اس میں مختلف ہیں بعضوں کے بال ناخن وغیرہ جلد کی بڑھتے ہیں اور بعضوں کے دیر سے، وفي هامش البذل: روى أنه عليه السلام كان يأخذ أظفاراً وشاربه كل جمعة ويخلق العانة في عشرين وثنتي الإبط في أربعين^② وفي العالمگیریة: الأفضل الأسبوع والخمسة عشر الوسط، ولا عذر في أكثر من أربعين الخ وقريب منه ما في الدر المختار اهـ. والحديث أخرجه الترمذی، قاله المنذرى۔

٤٢٠١ - حَدَّثَنَا أَبُو نُفَيْلٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سَلَيْمَانَ، وَقَرَأَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ عَلَى أَبِي الزُّبَيْرِ، وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: «كُنَّا نَعْفِي السِّبَالِ، إِلَّا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "الاسْتِحْدَادُ: حَلُّ الْعَانَةِ".

ترجمہ ابن نفیل استاد کہتے ہیں کہ زہیر نے ہمیں کہا کہ میں نے عبد الملک بن سلیمان پر اس حدیث کی قرأت کی اور عبد الملک نے ابو الزبیر پر اس حدیث کی قرأت کی اور ابو الزبیر نے حضرت جابر سے نقل کیا کہ ہم حج اور عمرے کے علاوہ مونچھوں کے دونوں کناروں کو بڑھا کر (گھنا کر کے) رکھتے تھے (گویا کہ مونچھوں کے دونوں جانب جن کو ساتتین کہتے ہیں کا حکم داڑھی کی طرح ہے۔ توج اور عمرے میں جس طرح ایک مشت سے زیادہ داڑھی کے بال ابن عمر کٹا لیتے تھے اسی طرح حج و عمرہ میں مونچھوں کے اطراف کو بھی کاٹ لیتے ہوں گے) امام ابو داود فرماتے ہیں کہ (باب کی پہلی حدیث میں) استحداد سے مراد زیر ناف بالوں کو مونڈھنا ہے۔

شرح الحدیث سبیل سبیلہ کی جمع ہے جیسے رقاب جمع ہے رقبہ کی، یہ ان جموع میں سے ہے جن سے مراد شنیہ ہوتا ہے، یعنی شراب کے طرفین، مونچھ کے دونوں طرف کے کنارے دائیں بائیں ان کے بارے میں دونوں قول ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ شراب میں داخل ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ داڑھی کے حکم میں ہیں چنانچہ حافظ لکھتے ہیں: وَأَمَّا الشَّارِبُ فَهُوَ الشَّعْرُ الثَّابِتُ عَلَى الشَّفَةِ الْعُلْيَا وَاخْتَلَفَ فِي جَانِبَيْهِ وَهُمَا السِّبَالَانِ فَقِيلَ لهُمَا مِنَ الشَّارِبِ وَشُرِعَ قَصُّهُمَا مَعَهُ وَقِيلَ لهُمَا مِنْ بَهْمَةِ شَعْرِ اللَّحْيَةِ اهـ^③۔ حضرت جابر ساتتین کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ہم ان کو بڑھا کر رکھتے تھے مگر حج اور عمرہ میں کہ اس میں کاٹ دیا کرتے تھے، قال الغزالی فی الاحیاء: ولا بأس بترك سباليه یعنی علی ما خلقه اللہ تعالیٰ وھما طرفا الشارب^④، حضرت امام غزالی بھی یہی فرما رہے ہیں کہ ساتتین کو باقی رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے^⑤، اور صحیح بخاری میں "بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ" میں

① بذل المجہود فی حل أبی داود - ج ۱۷ ص ۸۷

② بذل المجہود فی حل أبی داود - ج ۱۷ ص ۸۷

③ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱۰ ص ۳۴۶

④ احیاء علوم الدین للغزالی - ج ۱ ص ۱۴۰، اتحاف السادة المتقين بشرح احیاء علوم الدین - ج ۲ ص ۴۰۹

⑤ بذل المجہود فی حل أبی داود - ج ۱۷ ص ۸۸

ہے: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُخْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هَذَيْنِ يَعْنِي الشَّارِبَ وَاللَّحْيَةَ^۱، یعنی حضرت ابن عمرؓ کو اتنا کاٹتے تھے کہ ہونٹ کی سفیدی نظر آنے لگے اور ان دو کو بھی لیتے تھے جو شارب اور لحيہ کے درمیان ہیں، اس سے مراد وہی سالتین ہیں، قال الکرماني: هذين يعني طرفي الشفتين الذين هما بين الشارب واللحية وملتقاهما كما هو العادة عند قص الشارب في أن ينظف الزاويتان أيضا من الشارب، اور پھر آگے لکھتے ہیں ويحتمل أن يراد بهما طرفا العنفة کہ یہ بھی احتمال ہے ”هذين“ سے ریش بچہ کی دونوں جانب مراد ہوں^۲، ابن عمرؓ کی جو روایت ہم نے ذکر کی بخاری سے یہ گویا مقابل ہے ابو داؤد کی حضرت جابرؓ کی اس روایت کے، جس میں یہ ہے کہ ہم سالتین کو باقی رکھا کرتے تھے سوائے حج اور عمرہ کے، لیکن حضرت ابن عمرؓ کے والد حضرت عمرؓ کا معمول سالتین کو باقی رکھنے کا تھا، چنانچہ فتح الباری میں ہے: وَقَدْ رَوَى مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ كَانَ إِذَا غَضِبَ قَتَلَ شَارِبَهُ، یعنی حضرت عمرؓ کو جب کسی بات پر غصہ آتا تو اپنی مونچھ کو بل دیا کرتے تھے، یہاں شارب سے مراد بظاہر سالتین ہی ہیں اس لئے کہ بل تو ان ہی کو دیا جاسکتا ہے نہ کہ اصل شارب کو، اور بعض علماء نے بعض حنفیہ سے نقل کیا ہے أنه قال لا بأس بإبقاء الشوارب في الحرب إرهابا للعدو، نقله الحافظ أيضا في الفتح^۳۔

۱۶۔ بَابُ فِي تَقْفِ الشَّيْبِ

بڑھاپے کے اکھاڑنے کا بیان

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، الْمَعْنَى، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقْفُوا الشَّيْبَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ - قَالَ عَنْ سَفْيَانَ: «إِلَّا كَانَتْ لَهُ نُورَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، وَقَالَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى - إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ".

ترجمہ: عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (سریا داڑھی) کے سفید بالوں کو مت نوچو (اکھاڑو) جو مسلمان اسلام کی حالت میں بوڑھا ہو جائے (یا جس کے بال اسلام کی حالت میں سفید ہو جائیں) مسدد استاد سفیان سے نقل کرتا ہے مگر وہ سفید بال روز قیامت اس کیلئے روشنی کا ذریعہ ہونگے مسدد استاد اپنے دوسرے استاد یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ یحییٰ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ پاک اس سفید بالوں میں سے ہر بال کے بدلے میں اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور اس سے ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

۱ صحیح البخاری - کتاب اللباس - باب قص الشارب ۵۵۴۹

۲ الکواکب الدھاری للکرمانی - ج ۲۱ ص ۱۱۰ (دار احیاء التراث العربی طبعہ الثانیہ ۱۴۰۱ھ)

۳ فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱۰ ص ۳۴۸

جامع الترمذی - الأدب (۲۸۲۱) سنن النسائی - الزینة (۵۰۶۸) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۰۲) سنن ابن ماجہ - الأدب (۳۷۲۱)

شرح الحدیث: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ سفید بال کا تنف نہ کرو یعنی اس کو مت اکھاڑو (خواہ داڑھی میں ہو یا سر میں قالہ النووی) جس شخص کا کوئی بال اسلام کی حالت میں سفید ہو تو وہ بال اس کیلئے روشنی کا ذریعہ ہو گا قیامت کے دن۔ ہمارے استاذ حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نور اللہ مرقہ فرماتے ہیں کہ اسلام اور ایمان کی حالت میں وقت گزرنایہ بھی عبادت ہے انتہی کلامہ۔ اس لئے کہ ظاہر ہے کہ ایمان اور اسلام تو عبادت کی جز اور اصل ہے تو اتصاف بال ایمان کے ساتھ جو وقت گزر رہا ہے اور عمر بڑھ رہی ہے وہ بھی عبادت ہوگی۔ والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ، قالہ المنذری۔

۱۷۔ بَابُ فِي الْخُضَابِ

خضاب (سر اور داڑھی کے بال رنگنے) کا بیان

۴۲۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَشَلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى، لَا يَصْبِغُونَ، فَخَالَفُوهُمْ».

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اپنے بالوں کو نہیں رنگتے لہذا تم ان کی مخالفت کرو (یعنی اپنے بال رنگا کرو)۔

تحقیق: صحیح البخاری - أحادیث الأنبياء (۳۲۷۵) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۵۹) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۱۰۳) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۵۲) سنن النسائی - الزینة (۵۰۶۹) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۰۳) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۲۱) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۲/۲۴۰)

شرح الحدیث: یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے، مسلمانوں کو ان کی مخالفت میں خضاب کرنا چاہیے۔

خضاب کا حکم عند الانمة: امام نوویؒ فرماتے ہیں^① کہ ہمارا مذہب استحباب خضاب ہے مرد اور عورت دونوں کیلئے، زرد یا سرخ اور خضاب سواد حرام ہے اصح قول کی بنا پر اہ بذل^②۔ اور حاشیہ بذل میں ہے کہ خفیہ کا مذہب بھی یہی ہے صرح بہ الشامی إذ قال: يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب، وبسط الاختلاف في ذلك القاري في شرح الشعائل وقال: حجة من أحب ترك الخضاب الحديث المذكور قبل (من شاب شبيبة في الإسلام الحديث^③) اہ اور یہی مسلک امام احمد کا ہے، قال الموفق: ويستحب خضاب الشعر بغیر السواد، امام احمد فرماتے ہیں کہ جب میں شیخ مخضوب کو دیکھتا ہوں تو اس سے

① المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج - ج ۴ ص ۸۰

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۷ ص ۹۰

③ المعجم الأوسط للطبرانی - باب الألف - من اسمه أحمد ۱۰۲۴ ج ۱ ص ۳۰۴ - ۳۰۵. بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۷ ص ۹۱

خوشی ہوتی ہے^①، حضرات شیخین ابو بکر و عمرؓ سے خضاب ثابت ہے اور حضرت علیؓ سے ترک خضاب، حافظ فرماتے ہیں کہ صحابہ کی ایک جماعت نے خضاب کو اختیار کیا اور ایک جماعت نے ترک خضاب کو، اس کے درمیان طبری نے تطبیقی اس طرح دی ہے کہ جس کیلئے جو مناسب اور لائق تھا اس نے وہی کیا، بعضوں کے سفید بال دیکھنے میں شنیع معلوم ہوتے ہیں اور بعض کے غیر شنیع، حافظ فرماتے ہیں: ولكن الخضاب مطلقاً أولى لأنه فيه امثال الأمر في مخالفة أهل الكتاب وفيه صيانة للشعر عن تعلق الغبار وغيره، آگے فرماتے ہیں: الا یہ کہ کسی شہر والوں کی عادت ترک خضاب کی ہو اس لئے کہ اس صورت میں تنہا جو شخص خضاب کرے گا وہ مقام شہرت میں ہو گا اسلئے اس صورت میں اسکے حق میں ترک خضاب اولیٰ ہو گا^②۔

خضاب اسود میں مذاہب ائمہ: دوسرا مسئلہ یہاں پر خضاب اسود کا ہے قال النووی: ویجرم خضابه بالسواد علی الاصح وقیل یکرہ کراهة تنزیہا والمختار التحریم لقوله صلی اللہ علیہ وسلم واجتنبوا السواد هذا مذهبنا^③ اھ^④ وفي المحلی: وعند احمد یکرہ کراهة تحریم۔ کما فی الغنیۃ۔ وهو مذهب ابی حنیفۃ، وفي الدر المختار: یکرہ بالسواد، وقیل: لا، قال ابن عابدین قوله: یکرہ ای لغير الحرب۔ اما الخضاب بالسواد للغزو لیکون اھیب فی عین العدو فهو محمود بالاتفاق، وان لیزین نفسه للنساء فمکروہ وعلیہ عامۃ المشائخ، وبعضہم جوزہ بلا کراهۃ اھو فی المحلی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کما احب ان یتزین لی النساء تعجب ہی ان اتزین لھا، وعن ابی یوسف فی روایۃ، ان فعل احد لاجل التزین لامرأۃ فلا یاس الی آخر ما بسط فی الاوجز^⑤۔ اور حضور اقدس ﷺ کے بارے میں اختلاف ہے آپ ﷺ کے خضاب اور ترک خضاب میں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ والحديث اخرجه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه، قاله المنذرى۔

٤٢٠٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ جَبْرِجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَتَى بَابِي فُحَاةٌ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلَحْيَتُهُ كَالْقَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «غَدِّوْا هَذَا بَشِيرًا، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ».

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ابو قافہ (حضرت ابو بکرؓ کے والد کا نام ہے) کو لایا گیا۔ ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ (سفید جڑی بوٹی یا سفید گھاس، ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ یہ ایک سفید درخت ہے۔ ان کے بالوں کو اولوں کے ساتھ تشبیہ دی) کی طرح سفید تھے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے بالوں کی سفیدی کو کسی اور رنگ سے

① ابی لاری الشیخ المصنوب فانرجہ (المغنی دلیلہ الشرح الکبیر - ج ۱ ص ۷۵ دار الکتب العربی)

② فتح الباری شرح صحیح البخاری - ج ۱ ص ۳۵۵

③ المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج - ج ۱ ص ۸۰

④ أوجز السالك إلى موطأ مالك - ج ۱ ص ۴۳-۴۴

تبدیل کرو، اور سیارنگ سے بچو۔

شرح صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۱۰۲) سنن النسائی - الزینۃ (۵۰۷۶) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۰۴) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۲۴) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۳۱۶/۳)

شرح الحدیث ابو قحافہ جو کنیت ہے حضرت صدیق اکبرؓ کے والد کی، یہ مسلمۃ الفتح میں سے ہیں، اس روز ان کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لایا گیا بالکل بوڑھے سر کے بال اور داڑھی دونوں ٹغامہ کی طرح سفید ہو چکے تھے، جو کہ ایک گھاس کا نام ہے جس کے پھل اور پھول سب سفید ہوتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سفیدی کو بدلو کسی رنگ سے اور سیاہ سے پرہیز کرنا۔ سیاہ خضاب کا باب آگے مستقل آ رہا ہے۔ والحدیث أخرجه مسلم والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۴۲۰۵ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا تُدْبِرُهُ هَذَا الشَّيْبُ الْحَنَاءُ، وَالْكَتَمُ».

ترجمہ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سفید بالوں کو دور کرنے کیلئے سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم ہے۔

شرح جامع الترمذی - اللباس (۱۷۵۳) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۰۵) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۲۲) مسند احمد - مسند الانصار رضی اللہ عنہم (۱۴۷/۵)

شرح الحدیث یعنی بالوں کی سفیدی زائل کرنے کیلئے سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم ہے۔ کتم ایک قسم کا گھاس ہوتا ہے خضاب کے کام میں آتا ہے، جب ان دونوں کو ملا کر خضاب کیا جاتا ہے تو وہ سرخ مائل بہ سیاہی ہوتا ہے بعض علماء نے کہا کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد صرف کتم کا استعمال ہو بغیر حناء کے اسلئے کہ ان دونوں کے ملانے سے رنگ سیاہ ہو جاتا ہے، اسی لئے ان لوگوں نے کہا کہ ممکن ہے اصل حدیث کے الفاظ ”بالحناء او الکتم“ ہوں لیکن تمام روایات میں ”واؤ“ ہی کے ساتھ ہے کذا قال ابن الاثیر، اور اس کے برخلاف علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ اگر صرف کتم سے رنگا جائے تو وہ سیاہ ہوتا ہے اور حناء ملنے کے بعد احمر و اسود کے درمیان ہو جاتا ہے اور ممانعت خالص سیاہ کی ہے^۱، وقد اخرج مسلم من حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اختضب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالحناء والکتم، واختضب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالحناء بجناء (عون) والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی وابن ماجہ، قاله المنذرى۔

۴۲۰۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ يَحْيَى ابْنُ إِسْرَافِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَافِيلُ، عَنْ أَبِي رَمْثَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا هُوَ «دُوْفَرَةٌ بِهَا تَرْدُ حِنَاءٌ»، وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ.

ترجمہ حضرت ابو رمثہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے سر کے بال کانوں کی لوت تک پہنچے ہوئے تھے اور ان بالوں میں مہندی لگی ہوئی تھی اور حضور ﷺ کے جسم مبارک پر دو سبز چادریں تھیں۔

۴۲۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي جَرٍّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمَّةَ، فِي هَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَرَأَيْتَ هَذَا الَّذِي يَظْهَرُكَ، فَإِنِّي رَجُلٌ طَبِيبٌ، قَالَ: «اللَّهُ الطَّبِيبُ، بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ رَفِيعٌ، طَبِيبُهَا الَّذِي خَلَقَهَا».

ترجمہ حضرت ایاد بن لقیط، ابو رمثہ سے اس حدیث کو نقل کرتے ہیں (اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ) میرے والد نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی پیٹھ پر جو (بیماری کا) نشان ہے (حقیقت میں یہ مہر نبوت تھی) مجھے دکھائیے (میں اس کا علاج کروں گا) کیونکہ میں ایک طبیب ہوں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اصل طبیب (علاج کرنے والی ذات بیماریوں اور تکلیفوں کو جاننے والی) اللہ کی ذات ہے تم ایک مہربان شخص ہو (کہ بیمار شخص پر مہربانی اور شفقت سے اس کی بیماری کا کھوج لگانے کی کوشش کرتے ہو) جب کہ حقیقی معالج (بیماریوں اور اس کی بیماریوں کو جاننے والا) اللہ کی ذات ہے جس نے اس بیماری کو پیدا فرمایا۔

جامع الترمذی - الأدب (۲۸۱۲) سنن النسائی - صلاة العیدین (۱۵۷۲) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۰۶)

۴۲۰۸- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمَّةَ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَبِي، فَقَالَ لَوْ جُلِ - أَوْلَايَبِهِ - «مَنْ هَذَا؟» قَالَ: ابْنِي، قَالَ: «لَا تَجْنِي عَلَيْهِ»، وَكَانَ قَدْ لَطَعَ لِحْيَتَهُ بِالْحَنَاءِ.

ترجمہ حضرت ابو رمثہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد صاحب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی اکرم ﷺ نے کسی شخص سے یا (خود) ان کے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو ان کے والد صاحب نے فرمایا کہ میرا بیٹا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بڑے کرتوتوں کی سزا تمہارے بیٹے کو نہیں ملے گی۔ اور اس وقت آپ ﷺ نے اپنی داڑھی مبارک پر مہندی کا خضاب لگا رکھا تھا۔

سنن النسائی - القسامة (۴۸۳۲) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۰۸) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۲۲۶/۲) مسند احمد -

مسند الشامیین (۱۶۳/۴) سنن الدارمی - الدیات (۲۳۸۸)

شرح الاحادیث عَنْ أَبِي رِمَّةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا هُوَ «دُو فَرْقَ بِهَارْمَ عَجَنَاءَ، وَعَلَيْهِ بُرْدَانُ أَخْضَرَانِ»: حضرت ابو رمثہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے پاس گیا تو اس وقت آپ ﷺ کے پنٹھے تھے اور ان بالوں میں حناء کا اثر تھا اور آپ ﷺ پر دو سبز چادریں تھیں۔

اس کے بعد کی روایت میں زیادتی ہے: فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَرَيْنِي هَذَا الَّذِي يَظْهَرُكَ، فَأَرَيْنِي رَجُلًا طَبِيبًا، قَالَ: «اللَّهُ الطَّيِّبُ، بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ رَفِيقٌ، طَبِيبُهَا الَّذِي خَلَقَهَا»۔

یعنی میرے والد نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ آپ ﷺ کی پشت پر کیا ہے مجھ کو دکھائیے، اشارہ ہے مہر نبوت کی طرف جو گوشت کے ٹکڑے کی مانند تھی، اور کہا کہ میں طیب اور معالج ہوں، لہذا اس کا علاج کروں گا، آپ نے فرمایا کہ اصل طیب تو اللہ تعالیٰ ہیں، بلکہ تو تو ایک ہمدرد اور رفیق ہے، اور اس کے بعد والے طریق میں ہے فَقَالَ لَوَجَلِي - أَوْلَايِيہ - «مَنْ هَذَا؟» قَالَ: ابْنِي، قَالَ: «لَا تَجْنِي عَلَيْهِ» کہ آپ نے ایک شخص سے یا ابور مشہ ہی کے باپ سے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا بیٹا ہے، یہ حدیث کتاب الدیات میں بھی آرہی ہے وہاں اور زیادہ تفصیل ہے وہاں اس طرح ہے عَنْ أَبِي رَمَثَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي لَحْوِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِأَبِي: «ابْنُكَ هَذَا؟» قَالَ: ابْنِي وَهَبُ الْكَعْبَةِ، قَالَ: «حَقًّا؟» قَالَ: أَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: فَتَبَسَّسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبًا مِمَّنْ ثَبَّتَ شَبْهِي فِي أَبِي، وَمِنْ خَلِيفِ أَبِي عَلِيٍّ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ، وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ»، وَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى} پوری روایت کا مفہوم یہ ہے: ابور مشہ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (تو چونکہ مجھ میں اپنے باپ کی مشابہت بہت تھی اس لئے) حضور ﷺ نے پوچھا میرے والد سے کہ یہ تمہارے بیٹے ہیں؟ تو میرے والد نے جواب دیا ہاں رب کعبہ کی قسم، حضور ﷺ نے فرمایا بالکل صحیح کہہ رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں تو اس پر حضور ﷺ مسکرا کر ہنس پڑے دو وجہ سے ایک تو میری اپنے باپ کے ساتھ پوری پوری مشابہت کی وجہ سے، دوسرے میرے والد کے قسم کھانے پر میرے بارے میں، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بات ذہن میں رکھنا کہ نہ تو تیرا بیٹا تجھ پر جنایت کرتا ہے اور نہ تو اس پر جنایت کرتا ہے، آپ ﷺ نے اسلامی قانون سے اس کو آگاہ کیا کہ اسلام میں یہ نہیں ہے کہ جنایت کرے کوئی اور سزا ملے اس کی کسی اور کو، اسلام میں تو یہ ہے کہ اگر کسی کا باپ کسی پر جنایت کرے گا تو اس کی سزا جنایت کرنے والے ہی کو ملے گی، اور اس کے بیٹے یا کسی اور عزیز کو نہیں ملے گی، اور ایسے ہی اگر کسی کا بیٹا کسی پر جنایت کرے گا تو اس کی سزا اسی کو ملے گی باپ کو نہیں ملے گی، اور استدلال میں آپ ﷺ نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی جو اوپر مذکور ہے۔ اس حدیث کے آخر میں یہ ہے، جس کی وجہ سے مصنف اس حدیث کو یہاں لائے ہیں: وَكَانَ قَدْ لَطَّخَ لِحْيَتَهُ بِالْحَقَاءِ کہ اس وقت آپ ﷺ نے اپنی داڑھی میں حناء کا خضاب کر رکھا تھا۔

۱ اور بوجہ نہ اٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا (سورۃ الانعام ۱۶۴)

۲ سنن ابی داؤد - کتاب الدیات - باب لا یؤخذ احد بجر یردہ اخیہ و اخیہ ۴۹۵

آپ ﷺ کے خضاب کے بارے میں اختلاف روایات: اور اس کے بعد کی حدیث میں ہے جو حضرت انسؓ سے مروی ہے اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ خَضَابِ النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «فَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَخْضُبْ»، وَلَكِنْ قَدْ خَضَّبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا "کہ ان سے سوال کیا گیا حضور ﷺ کے خضاب کے بارے میں تو انہوں نے آپ سے خضاب کی نفی کی کہ آپ نے خضاب نہیں کیا ہاں ابو بکر و عمرؓ نے کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں آپ ﷺ کے خضاب کے بارے میں نفی و اثبات تعارض ہے، اسکی کئی توجہیں ہو سکتی ہیں، خضب لحیتہ یعنی بعضہا، ولم یخضب ای کلہا، اور یا یہ کہا جائے قد خضب ای لحیتہ، ولم یخضب ای رأسہ، اور ایک توجیہ یہ ہو سکتی ہے اَنَّهُ خَضَبَ فِي وَقْتٍ وَتَرَكَ فِي مُعْظَمِ الْاَوْقَاتِ فَاخْبَرَ كُلَّ بَهْمَا آه^۱۔

آپ ﷺ نے کسی زمانہ میں خضاب کیا اور کسی میں نہیں کیا، جس نے جس طرح دیکھا اسی کی خبر دیدی، لہذا دونوں باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں اور ایک توجیہ ابنِ رسلان نے کی ہے کہ جہاں پر ہے "خضب" اس سے مراد ہے لمحیہ یا راس، اور جہاں پر ہے "لم یخضب" اس سے مراد ہے یدین اور رطلین، قال صاحب "البدل" اَنْ وَجْهَ الْجَمْعِ هَذَا الِيسَ بِصَوَابٍ، بَلِ الصَّوَابُ مَا كَتَبَ مُولَانَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمَرْحُومِ اِلَى آخِرِهِ۔ اس کے بعد وہی توجیہات ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔ والحدیث اخرجہ الترمذی والنسائی مختصراً ومطولاً، قاله المنذرى۔

۴۲۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثَيْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ خَضَابِ النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «فَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَخْضُبْ»، وَلَكِنْ قَدْ خَضَّبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا "۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے نبی اکرم ﷺ کے خضاب کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب نہیں لگایا لیکن ابو بکر و عمرؓ نے خضاب لگایا ہے۔

شرح: صحیح البخاری - المناقب (۳۳۵۷) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۵۵) صحیح مسلم - الفضائل (۲۳۴۱) سنن النسائي - الزينة (۵۰۸۶) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۰۹) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۲۹) مسند أحمد - باقی مسند الکثرین (۱۹۲/۳)

۱۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي خَضَابِ الصُّفْرَةِ

زر و خضاب لگانے کا بیان^۲

۴۲۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي تَرَوَادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ

۱۔ بدل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۷ ص ۹۵-۹۶

۲۔ ثم الخضاب بالحمرة والصفرة، واما بالسواد فمكروه عند الجمهور، ومنهم الاثمة الثلاثة فقليل تنزيها وقيل تحريما عند مالك خلافاً للأولى، لكن الكراهة عندنا في غير الحرب، اما للحرب فمحمود بلا خلافاً عند الحنفية كما في حاشية ابن عابدين، وفي رواية عندنا يجوز بلا كراهة مطلقاً اي الغزو وغيره وكان عثمان وكذا الحسن والحسين رضي الله تعالى عنهم يعضون بالسواد واما على ذلك لا يعض مطلقاً (ملخصاً من التراجم ج ۹ ص ۹۶)

عُمَرَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّغَالِ السَّيِّيئَةَ، وَيَصْفِرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرَسِ، وَالزُّعْفَرَانِ»، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سبستی چپل (بے بال چمڑے کی چپل) پہنا کرتے تھے اور اپنی داڑھی مبارک کو ورس (زرد یعنی بوٹی) سے اور زعفران سے رنگا کرتے تھے اور ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

تحقیق صحیح البخاری - الوضوء (۱۶۴) صحیح البخاری - اللباس (۵۵۱۳) صحیح مسلم - الحج (۱۸۷) سنن النسائي - الطهارة (۱۱۷) سنن النسائي - الزينة (۵۰۸۵) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۱۰) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۲۶) مسند احمد - مسند الکثرین من الصحابة (۱۸/۲) موطأ مالک - الحج (۷۴۱)

شرح الحدیث اس حدیث سے خضاب اصفر کا ثبوت ہوا اگرچہ وہ ورس اور زعفران ہی کے ذریعہ ہو، اور منع جو حدیث میں آیا ہے اس کا تعلق ثياب سے ہے کہ مرد کو اپنے کپڑے اس رنگ میں رنگنا جائز نہیں، اور اسکے بعد والی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ خالص حنا اور حنا و کتم دونوں کو ملا کر خضاب کرنا ان دونوں کے مقابلہ میں خضاب اصفر بہتر ہے۔ والحدیث اخرجه النسائي، قاله المنذرى۔

۴۲۱۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُصْطَوِرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدْ خَضَّبَ بِالْحِنَاءِ، فَقَالَ: «مَا أَحْسَنَ هَذَا» قَالَ: فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَّبَ بِالْحِنَاءِ وَالْكُتْمِ، فَقَالَ: «هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا»، قَالَ: فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَّبَ بِالصُّفْرِ، فَقَالَ: «هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا كُلِّهِ».

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے مہندی کا خضاب کیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کتنا خوبصورت ہے پھر ایک شخص گزرا جس نے مہندی اور کتم (ایک جڑی بوٹی ہے اسکے پتے زیتون کے درخت کے پتے جیسے ہوتے ہیں، ہامش البذل) کا خضاب کیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ (دوسرا والا) اس (پہلے والے) سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے پھر ایک اور شخص گزرا جس نے زرد رنگ کا خضاب لگایا ہوا تھا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ (زرد خضاب والا شخص) ان سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔

تحقیق سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۱۱) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۲۷)

۱۹ - بَابُ مَا جَاءَ فِي خَضَابِ السَّوَادِ

۱۹ سیاہ خضاب لگانے کا بیان

خضاب اسود کا حکم پہلے گزر چکا، و حاصلہ: یکرہ عند الجمهور، ومنهم الاثمة الثلاثة، فقیل تحریمًا و قیل تنزیہًا، وعند مالک

خلات الاولى^① وفي البذل: يكره تحريمها، وكذا قال النووي انه حرام على الاصح، واما للحرب فقد تقدم انه يجوز بلا كراهة،

وفي رواية عن الحنفية الجواز مطلقاً، وفي الفتاوى الامدادية للشيخ التهانوي رحمه الله تعالى، هو حرام۔

٤٢١٢- حَدَّثَنَا أَبُو ثَوْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجُزَيْ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ، كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيحُونَ تَرَائِيحَ الْجَنَّةِ».

شرحہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اخیر زمانے میں لوگ کبوتر کے پوٹے کی مانند

سیاہ خضاب کریں گے۔ وہ لوگ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔

تخریج: سنن النسائی - الزیئة (۵۰۷۵) سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۱۲) مسند أحمد - من مسند بنی ہاشم (۲۷۳/۱)

شرح الحدیث: آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ اخیر زمانہ میں ایسے ہونگے جو اپنے بالوں میں سیاہ خضاب کریں گے ایسا سیاہ

جیسا جنگلی کبوتر کا پوٹا ہوتا ہے، یہ لوگ جنت کی بو بھی نہ پائیں گے۔

حدیث کے آخری جملہ کے تین مطلب ہو سکتے ہیں: ① عدم دخول جنت، یعنی دخول اولیٰ کی نفی، لازم بول کر ملزوم کی نفی کی گئی

ہے، ② دوسرا مطلب یہ کہ جنت میں اگرچہ جائیں گے لیکن وہاں کی خوشبو سے محروم رہیں گے، ③ اہل جنت کو قیامت کے

روز میدان حشر میں جنت سے وہاں کی خوشبو اور مہک آئے گی لیکن ان لوگوں کو نہیں آئے گی، کذا اتذکر هذه المعاني الثلاثة

من حضرة الشيخ رحمه الله تعالى۔

اس پر أوجز المسالك^② میں کلام کیا ہے فقیہ وروی ابو داؤد والنسائی عن ابن عباس مرفوعاً یكون في آخر الزمان الحديث

واخطأ ابن الجوزي، كما قاله الحافظ حيث اوردته في الموضوعات وقال انه لا يصح، فقیہ عبد الکریم وهو ابن ابی المخارق فان

عبد الکریم هذا هو ابن مالک الحدری (والصواب: الجزری) وهو ثقة مخرج له في الصحيحين: ولو سلم انه ابن ابی المخارق

فقد روى عن مالک وهو لا يروى الا عن ثقة عنده، الى آخر ما فيه، والحدیث اخرجه النسائی، قاله المنذری۔

٢٠ - باب ما جاء في الاتِّفَاعِ بِالْعَاجِ

بہشتی دانت سے اتنفاع کا بیان

٤٢١٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الشَّامِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ

عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ كَانَ آخِرُ عَهْدِهِ

① وفي الموطأ قال مالك، صَنِيعَ الشَّعْرِ بِالسَّوَادِ لَمْ أَسْمَعْ فِي ذَلِكَ شَيْئاً مَعْلوماً وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنَ الصَّنِيعِ أَحَبُّ إِلَيَّ. (موطأ مالك - كتاب الجامع - باب ما جاء في صنع

الشعر ٣٤٩٧)

② أوجز المسالك إلى موطأ مالك - ج ١٧ ص ٤٤

يَأْتِيَانِ مِنْ أَهْلِهِ فَاطِمَةَ، وَأَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِذَا قَدِمَ فَاطِمَةَ، فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ لَهُ وَقَدْ عُلِقَتْ مِسْحًا - أَوْ سِوَا - عَلَى بَابِهَا، وَخَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلَيْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ، فَقَدِمَ فَلَمْ يَدْخُلْ، فَظَلَّتْ أَنْ مَا مَنَعَهُ أَنْ يَدْخُلَ مَا رَأَى، فَهَتَكَتِ السِّتْرَ، وَفَكَكَتِ الْقُلَيْبَيْنِ عَنِ الصَّبِيَّيْنِ، وَقَطَعَتْهُ بَيْنَهُمَا، فَاَنْطَلَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَتَكَيَّانِ، فَأَخَذَهُ مِنْهُمَا، وَقَالَ: «يَا ثَوْبَانِ، أَهَبْ بِهِمَا إِلَى آلِ فُلَانٍ - أَهْلِ بَيْتِ بَالِدِ بِنْتِ - إِنَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي أَكْرَهُ أَنْ يَأْكُلُوا أَطْيَابَهُمْ فِي حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا، يَا ثَوْبَانِ، اشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ، وَبِسْوَاثَيْنِ مِنْ عَاجٍ».

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو جس شخص سے سب سے آخر میں ملتے وہ حضرت فاطمہؓ ہوتیں اور واپس تشریف آوری پر سب سے پہلے جن کے یہاں جاتے وہ حضرت فاطمہؓ ہوتیں پس آپ ﷺ اپنے ایک غزوے سے واپس تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ نے اپنے گھر کے دوازے پر ایک پردہ لٹکایا ہوا تھا اور حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو چاندی کے دو کڑے پہنادیئے تھے پس نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور اندر تشریف نہ لائے حضرت فاطمہؓ بھانپ گئیں کہ ان کو داخل ہونے سے اس صورت حال نے روکا جو آپ ﷺ نے دیکھی ہے انہوں نے پردہ چاک کر دیا اور دونوں بچوں کے کڑے اتار دیئے اور (کھول کر) انہیں تھما دیئے۔ وہ دونوں روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے وہ دونوں کڑے لے لئے اور ارشاد فرمایا کہ اے ثوبانؓ! یہ لے کر فلاں کے گھر والوں کے پاس جاؤ جو مدینہ کا ایک گھر نہ تھا، یہ تو میرے گھر والے ہیں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ یہ اپنی پاکیزہ چیزیں دنیا کی زندگانی میں ہی کھالیں اے ثوبانؓ! فاطمہؓ کیلئے پٹھے کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لو۔

سنن ابی داؤد - الترجل (۴۲۱۳) مسند احمد - باقی مسند الانصاف (۲۷۵/۵)

شرح الحدیث: حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب آپ ﷺ کہیں سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل خانہ میں سے سب سے آخر میں جس سے ملاقات فرماتے وہ فاطمہؓ ہوتیں اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے گھر والوں میں فاطمہؓ ہی سے ملتے، ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے استقبال اور اظہار مسرت میں حضرت فاطمہؓ نے اپنے گھر کے دروازہ پر ایک پردہ آویزاں کر دیا اور حضرت حسنؓ اور حسینؓ ان دونوں بچوں کو چاندی کے دو کڑے پہنادیئے تو حسب معمول آپ ﷺ اس سفر سے واپسی میں سب سے پہلے ان کے دروازہ پر پہنچے لیکن اندر داخل نہیں ہوئے بلکہ واپس لوٹ گئے، فاطمہؓ سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ اس پردہ کی وجہ سے لوٹے ہیں چنانچہ انہوں نے اس پردہ کو چاک کر دیا اور وہ دونوں کڑے ان بچوں کے ہاتھوں سے کھول کر ان ہی کو تھما دیئے وہ دونوں بچے روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے وہ ان بچوں کے ہاتھوں میں سے لے کر ثوبانؓ سے فرمایا کہ ان کو فلاں گھر

والوں کو دے آؤ (غریبوں کے پاس بھیجوادیئے) اور پھر فرمایا کہ میں اپنے گھر کے آدمیوں کیلئے یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنی دنیوی زندگی میں مزے اڑائیں اور فرمایا آپ ﷺ نے: اشترى لفاطمة ولادة من عصب، وسوا من عجب، کہ فاطمہ کیلئے ایک ہار بازار سے خرید لے عصب کا بنا ہوا اور دو کڑے خرید لے عاج کے بنے ہوئے۔

الكلام على فقه الحديث والترجمة: ترجمۃ الباب میں انتقال بالعاج مذکور ہے، مصنف نے اس حدیث سے اس کے جواز کو ثابت کیا ہے، عاج کے ایک معنی یا یہ کہ مشہور معنی عظم الفیل، ہاتھی دانت کے ہیں لیکن ہاتھی دانت امام شافعی کے نزدیک نجس ہے اور حنفیہ کے نزدیک طاہر ہے اس صورت میں حدیث شافعیہ کے خلاف ہوگی ممکن ہے وہ اس کا جواب یہ دیتے ہوں کہ عاج سے مراد یہاں اس کے دوسرے معنی ہیں ”الذبل“ یعنی کھجورے کی جلد، اور میتۃ البحر جمہور کے نزدیک چونکہ پاک ہے اس لئے ذیل مراد لینے میں کوئی اشکال نہ ہوگا، ففی الذبل قال فی القاموس العاج: الذبل وعظم الفیل، والذبل بفتح الذال المعجمة وسكون الموحدة علی وزن فلس، قال فی القاموس والذبل جلد السلحفاة البحرية أو البرية الخ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عاج کے معروف معنی وہی ہیں ہاتھی دانت کے جس کا اعتراف امام خطابی نے بھی کیا ہے وہ لکھتے ہیں: فأما العاج الذي تعرفه العامة: فهو عظم أنياب الفيلة^۱، اور اس سے پہلے انہوں نے یہ کہا اصمعی سے نقل کرتے ہوئے کہ عاج کے معنی ذیل کے ہیں اور معروف معنی مراد لینے سے بظاہر خطابی انکار کر رہے ہیں اس لئے کہ ہاتھی دانت کا استعمال تو جائز نہیں وہ میتہ ہے۔

حاشیہ بذل میں ابن قدامہ سے امام مالک کا مذہب یہ نقل کیا ہے کہ فیل امام مالک کے نزدیک ماکول اللحم ہے: وذهب مالک إلى أن الفیل إن دمی فعظمه طاہر لأن الفیل عندہ ماکول لیکن شیخ نے درویر مالکی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے تصریح کی ہے عاج کی کراہت کی یا اسکے نجس ہونے کی^۲ اسی طرح صاحب حیاۃ الحيوان^۳ نے فیل کی بحث میں فقہاء کے اقوال اسکی حلت و حرمت میں نقل کئے ہیں، مالکیہ کے نزدیک اس کا حلال ہونا انہوں نے بھی نہیں لکھا۔

آخر کتاب الترجل



① معانم السنن - ج ۴ ص ۲۷۰

② بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج ۱۷ ص ۱۰۲

③ حیاۃ الحيوان الکبریٰ للدمیری - ج ۲ ص ۲۷۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الخاتم

انگوٹھی کا بیان

۱۔ باب ما جاء في اتخاذ الخاتم

انگوٹھی بنانے کا بیان

لبس خاتم شافعیہ، مالکیہ کے صحیح قول میں مطلقاً مباح ہے کما فی الابواب والتراجم عن المحلی، اور حنفیہ کے نزدیک ضرورۃ اس کا پہننا مباح ہے، اور بلا ضرورت اس کا ترک اولیٰ ہے کما فی الشرح الشمائل للقاری^۱، حنفیہ کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو ”باب من کرهہ“ میں گزری ہے وللبوس الخاتم، إلا لذي سلطان^۲۔

۴۲۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرَّوَّاسِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: "أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى بَعْضِ الْأَعَاجِمِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ."

ترجمہ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض عجمی فرمانرواؤں (قیصر، کسریٰ اور نجاشی) سے خط و کتابت کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ان بادشاہوں کے یہاں یہ عادت ہے کہ وہ خط کو بغیر مہر لگائے قبول نہیں کرتے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کلمہ کندہ کر لیا۔

شرح الحدیث: آپ ﷺ کے انگوٹھی بنوانے کا قصہ اور اس میں روایات مختلفہ کی تحقیق و توجیہ: حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بعض ملوک عجم کی طرف دعوت اسلام کا والا نامہ بھیجنے کا ارادہ فرمایا اور بخاری میں اس طرح ہے: أَمَرَهُ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرٍ وَالْجَائِشِيِّ^۳، تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ان بادشاہوں کا طریقہ یہ ہے کہ یہ کوئی خط جس پر مہر نہ ہو اسکو قبول نہیں کرتے، اس پر آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی (اور چونکہ وہ آپ

۱۔ جمع الوسائل فی شرح الشمائل - ج ۱ ص ۱۳۹

۲۔ سنن أبی داؤد - کتاب اللباس - باب من کرهہ ۴۰۴۹

۳۔ صحیح مسلم - کتاب اللباس والزینة - باب فی اتخاذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم لما أُمِرَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ ۲۰۹۲

ﷺ کے نام نامی کی مہر تھی اسلئے اس پر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کا نقش کرالیا۔

یہ حدیث بروایت انسؓ ہے حضرت انسؓ کی اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں ایک بطریق قتادہ عن انسؓ جو کہ حدیث الباب ہے، دوسری بطریق ابن شہاب عن انسؓ جس کو مصنف نے آئندہ باب میں ذکر کیا ہے، پہلی روایت میں جو بطریق قتادہ ہے اس میں حضور ﷺ کے چاندی کی انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے اور دوسرے طریق والی روایت میں یہ ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی ایک روز لوگوں نے بھی ایسی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں آپ ﷺ نے اسکو پھینک دیا لوگوں نے بھی پھینک دیا اور ابن عمرؓ کی حدیث میں جو اسی باب میں آگے مذکور ہے یہ ہے کہ اولاً آپ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں جب آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو اسکو پھینک دیا اسکے بعد آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جسکو آپ ﷺ پہنتے رہے ابن عمرؓ کی اس حدیث کے تمام طرق میں اسی طرح ہے بخلاف حدیث انسؓ کے کہ اسکے ایک طریق میں خاتم فضہ کا پھینکانا مذکور ہے۔

حضرت امام بخاریؒ نے خاتم کے بارے میں متعدد ابواب قائم کئے ہیں اولاً باب خواتیم الذهب کا جس میں ایک روایت عبد اللہ ابن عمرؓ کی ذکر فرمائی جس میں خاتم ذہب کا پھینکانا مذکور ہے اسکے بعد باب خاتم الفضة کا باب قائم کیا جس میں دو روایتیں ذکر فرمائیں ایک یہی ابن عمرؓ کی جس میں طرح خاتم الذهب مذکور ہے پھر ایک دوسری روایت حضرت انسؓ کی بطریق زہری ذکر فرمائی جس میں طرح خاتم الفضة مذکور ہے اور پھر ایک تیسرے باب میں باب نقش الخاتم میں حضرت انسؓ کی دوسری حدیث بطریق قتادہ ذکر فرمائی جس میں صرف لبس خاتم فضہ مذکور ہے اسکے پھینکنے کا ذکر نہیں یعنی وہی روایت جو یہاں باب کی پہلی حدیث ہے۔

خلاصہ یہ کہ ابن عمرؓ کی روایت میں کوئی اختلاف و تعارض نہیں صرف خاتم ذہب کے پھینکنے کا ذکر ہے بخلاف حدیث انسؓ کے کہ اسکے طریق میں خاتم فضہ کا پھینکانا مذکور ہے اور دوسرے طریق میں خاتم فضہ کا پھینکانا مذکور ہے۔ الا ابواب والتراجم میں حضرت شیخؒ لکھتے ہیں: قال الحافظ^۱ تحت رواية طرح خاتم الفضة، هكذا روى الحديث الزهري عن انس واتفق الشيخان على تحريجه من طريقه ونسب فيه إلى الغلط لأن المعروف أن الخاتم الذي طرحة النبي صلى الله عليه وسلم بسبب اتخاذ الناس مثله إنما هو خاتم الذهب كما صرح به في حديث بن عمر قال النووي تبعاً لعباس قال جميع أهل الحديث هذا وهم من بن شهاب لأن المطروح ما كان إلا خاتم الذهب ومنهم من تأوله كما سيأتي قال الحافظ وحاصل الأجوبة ثلاثة ثم ذكرها وزاد عليه من عنده وجهاً رابعاً، ذكره فارجع إليه.

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث انسؓ بطریق زہری جس میں خاتم فضہ کا طرح مذکور ہے یہ بخاری و مسلم دونوں میں مذکور ہے اور

بقول امام نووی اور عیاض کے باتفاق محدثین یہ حدیث وہم ہے، یعنی اپنے ظاہر کے اعتبار سے اگر کوئی تاویل نہ کی جائے، الا یہ کہ اسکی کوئی تاویل کی جائے تو پھر درست ہو سکتی ہے اور بعض محدثین نے اسکی توجیہات ذکر بھی کی ہیں جن کو حضرت شیخ نے بھی الابواب میں ذکر نہیں فرمایا اسی طرح ہم بھی ان کو چھوڑتے ہیں من شاء مرجع الی الشرح۔

زہری کی روایت کی طرف ایک تاویل یہاں نقل کرتا ہوں جس کو علامہ ^۱ سندئ نے حاشیہ نسائی میں ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں ان ثبتت فطرحة خاتم الفضة فلعله لكراهة الزينة تنزيها وكان يلبسه أحيانا بعد ذلك لبيان الجواز ولا يلبسها في غالب الأوقات اه اس تاویل کے بعد حضرت ابن عمر اور حضرت انس دونوں کی روایات کے مجموعہ کا حاصل یہ ہو گا کہ اولاً آپ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اس کو آپ ﷺ نے شروع شروع میں پہنا اس پر لوگوں نے بھی خاتم ذہب بنوا کر پہننا شروع کر دیا آپ ﷺ نے اس خاتم ذہب کو پھینک دیا اور فرمایا کہ آئندہ اس کو کبھی نہ پہنوں گا جب لوگوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اس کو پھینک دیا اس کے بعد آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی ضرورۃ مہر لگانے کیلئے جس کو آپ ﷺ مہر کیلئے استعمال فرماتے تھے اور اکثر اوقات پہنتے تھے لکراہۃ الزینۃ تنزیہا اور کبھی کبھار بیان جواز کے لئے پہن بھی لیتے تھے چنانچہ نسائی کی روایت میں ہے جس کے پیش نظر علامہ سندئ نے تاویل مذکور بیان کی فکان یختم بہ ولا یلبسہ (ای خاتم الفضة) اس صورت میں زہری کی روایت کو وہم قرار دینے کی ضرورت نہیں ویسے ہیں بھی زہری بڑے امام حدیث۔

یہ علامہ سندئ کی تاویل جو مذکور ہوئی ایسا لگتا ہے کہ مصنف کی رائے بھی یہی ہے اس لئے کہ مصنف نے اولاً باب قائم کیا باب ماجاء فی اتخاذ الخاتم اور پھر دوسرا باب 'باب ماجاء فی ترک' الخاتم قائم کر کے اس کے تحت یہی حدیث زہری ذکر کی اور پھر اس پر سکوت کیا اور خود امام ابو داؤد سے منقول ہے اپنی اس سنن کے بارے میں: وما لم أذكر فيه شيئاً فهو صالح ^۲ جیسا کہ مقدمہ میں اسکی تفصیل گزر چکی، هذا والله سبحانه وتعالى اعلم، فتدبر وتشكر لعلك لا تجد هذا التوضيح في غير هذا الشرح۔ والحديث أخرجه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي بنحو مختصراً، قاله المنذري۔

۴۲۱۵ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، بِمَعْنَى حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ، زَادَ: «فَكَانَ فِي يَدِهِ حَتَّى قُبِضَ، وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، وَفِي يَدِ عُمَرَ حَتَّى قُبِضَ، وَفِي يَدِ عُثْمَانَ، فَيَبْتِمَاهُ عِنْدَ بَيْتِهِ إِذْ سَقَطَ فِي الْبَيْتِ، فَأَمَرَ بِهَا فَنُزِحَتْ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ»۔

۱ اس تاویل کا حاصل یہ ہے کہ زہری کی روایت میں خاتم فضہ کو پھینکنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیشہ کیلئے اسکو پھینک دیا بلکہ اکثر اوقات کے لحاظ سے اسکو ترک فرما یا صرف مہر لگانے کے کام میں لاتے ویسے نہ پہنتے۔ (حاشیہ السندی علی النسائی - ج ۸ ص ۱۹۵)

۲ فی ترک الخاتم ای ترک لبس الخاتم لا التراب مطلقاً۔ ۱۲

۳ شرح سنن ابی داؤد للعبی - ج ۱ ص ۳۰

ترجمہ قتادہ نے حضرت انسؓ سے گزشتہ حدیث عیسیٰ بن یونس کی حدیث کی طرح نقل کی۔ اس میں خالد راوی نے یہ اضافہ کیا کہ۔۔۔ یہ انگوٹھی حضور ﷺ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی اسکے بعد صدیق اکبرؓ کی وفات تک ان کے پاس رہی پھر عمر فاروقؓ کی وفات تک ان کے پاس رہی اور پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی (۶ سال تک) پھر ایک موقع پر حضرت عثمانؓ ایک کنویں (جس کا نام بئر اریس تھا) کے پاس تشریف فرما تھے وہ انگوٹھی اچانک کنویں میں گر گئی تو حضرت عثمانؓ نے حکم دیا جس پر کنویں کا سارا پانی نکالا گیا (اور انگوٹھی کو تلاش کیا گیا) لیکن عثمانؓ کو وہ انگوٹھی نہ مل سکی۔

شرح صحیح البخاری - العلم (۶۵) صحیح مسلم - اللیاس والزینة (۲۰۹۲) جامع الترمذی - اللیاس (۱۷۳۹) سنن النسائی - الزینة (۵۱۹۶) سنن ابی داؤد - الخاتم (۴۲۱۴) سنن ابن ماجہ - اللیاس (۳۶۴۱) سنن ابن ماجہ - اللیاس (۳۶۴۶) مسند أحمد - باقی مسند الکفرین (۹۹/۳)

شرح الحدیث اس کے بعد دوسری روایت میں یہ زیادتی ہے: رَأَى: «فَكَانَ فِي يَدِهِ حَتَّى قُبِضَ، وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، وَفِي يَدِ عُمَرَ حَتَّى قُبِضَ، وَفِي يَدِ عُثْمَانَ، فَبَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ بَنِي إِدْرِيسَ إِذْ سَقَطَ فِي الْبُئْرِ، فَأَمَرَ بِهَا فَنُزِحَتْ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ». یعنی یہ چاندی کی انگوٹھی آپ کے دست مبارک میں اخیر تک رہی۔ ہاتھ میں رہنے کا مطلب علامہ سند کی تاویل کے پیش نظر یہ ہو گا کہ آپ کے پاس رہی مہر لگانے کیلئے، ظاہر ہے کہ ہر وقت انگوٹھی پہن کر کیا کریں گے۔ اور پھر اسی طرح صدیق اکبر اور عمر فاروق کے پاس رہی اور پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس، مگر ان کے پاس سے بئر اریس میں جو قبائیں ہے گر گئی، موصوف کے حکم سے اس کو تلاش کرنے کیلئے کنویں کا پانی کھینچا گیا اور اس کی تلاش میں بہت سعی کی گئی مگر وہ ہاتھ نہ آئی نہ جانے وہ خاتم مبارک کیسی تھی؟ کیا اس میں راز تھا؟ کہتے ہیں کہ اس کے گم ہونے کے بعد ہی سے حضرت عثمانؓ کی خلافت میں فتنے شروع ہوئے۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے: فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ، جَلَسَ عَلَى بَنِي إِدْرِيسَ قَالَ: فَأُخْرِجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَبْعَثُ بِهِ فَيَسْقُطُ، قَالَ: فَأَخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ، فَنَزَحَ الْبُئْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ^۱، یعنی تین دن تک ہم اس کنویں پر تلاش کرنے کیلئے آتے رہے، حضرت عثمان کے ساتھ، اس پر حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں: قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: كَانَ فِي خَاتَمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ السَّرِيشِ، مَا كَانَ فِي خَاتَمِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَأَنَّ سُلَيْمَانَ لَمَّا فَقَدَ خَاتَمَهُ مَذْهَبَ مَلِكِهِ وَعُثْمَانُ لَمَّا فَقَدَ خَاتَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَقَضَ عَلَيْهِ الْأَمْرُ وَخَرَجَ عَلَيْهِ الْخَارِجُونَ وَكَانَ ذَلِكَ مَبْدَأَ الْفِتْنَةِ الَّتِي أَفْضَتْ إِلَى قَتْلِهِ وَاتَّصَلَتْ إِلَى آخِرِ الزَّمَانِ^۲۔

۴۲۱۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ، قَالَ: «كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَرِيْقَةِ قُصَّةٍ حَبَشِيَّةٍ»۔

۱ صحیح البخاری - کتاب اللیاس - باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة أسطر ۵۵۴۰

۲ فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر - ج ۱۰ ص ۳۲۹

ترجمہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی طرز پر بنا ہوا تھا (یا مطلب یہ کہ اس کا بنانے والا حبشی تھا۔

تخریج صحیح البخاری - العلم (۶۵) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۹۲) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۳۹) سنن النسائي - الزينة (۵۱۹۶) سنن أبي داود - الخاتم (۴۲۱۶) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۴۱) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۴۶) مسند احمد - باقي مسند المكثرين (۹۹/۳)

۴۲۱۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ كُلُّهُ فِضَّةٌ مِنْهُ».

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی بنی ہوئی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی (چاندی) کا تھا۔

تخریج صحیح البخاری - العلم (۶۵) صحیح مسلم - اللباس والزینة (۲۰۹۲) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۳۹) سنن النسائي - الزينة (۵۱۹۶) سنن أبي داود - الخاتم (۴۲۱۷) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۴۱) سنن ابن ماجه - اللباس (۳۶۴۶) مسند احمد - باقي مسند المكثرين (۹۹/۳)

شرح الاحادیث حَدَّثَنِي أَنَسٌ، قَالَ: «كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَرَقِي فِضَّةً حَبَشِيَّةً»، اور دوسرے طریق میں ہے، مِنْ فِضَّةٍ كُلُّهُ فِضَّةٌ مِنْهُ، یعنی آپ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی، اس کا نگینہ حبشی تھا یعنی حبشہ کے پتھروں میں سے کوئی پتھر، لیکن چونکہ دوسری روایت میں یہ آ رہا ہے کہ فِضَّةٌ مِنْهُ کہ اس کا رنگ بھی چاندی ہی کا تھا اس لئے حبشی کے معنی یہ لئے جائیں: علی الوضع الحبشي، یا یہ کہ صانع حبشی اور اگر حبشی سے مراد پتھر ہی لیا جائے تو پھر اسکو تعدد خاتم پر محمول کیا جائے کہ ایک انگوٹھی ایسی تھی اور ایک ایسی، بلکہ ایک انگوٹھی اور تھی یعنی خاتم حدید جس پر چاندی کا پانی پھرا ہوا تھا کما سیاتی فی محلہ الطریق الاول اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه، والثانی اخرجہ البخاری والترمذی والنسائی بنحوہ، قاله المنذرى۔

۴۲۱۸ - حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْقُرَجِ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، وَجَعَلَ فِضَّةً مِثْلِي بَطْنٍ كَفِّهِ، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِمَ الذَّهَبِ، فَلَمَّا رَأَوْهُمْ قَدْ اتَّخَذُوا هَازِلِي بِهِ، وَقَالَ: «لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا»، ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، نَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ لَبَسَ الخاتم بعد أبي بكرٍ، ثُمَّ لَبَسَهُ بعد أبي بكرٍ عمرٌ، ثُمَّ لَبَسَهُ بعد عثمان، حتى وقع في يدي أبي ريسٍ قال أبو داود: «ولم يختلف الناس على عثمان حتى سقط الخاتم من يده».

ترجمہ: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگ (نگینہ) اپنے ہتھیلی کے اندرون کی طرف کر لیا اور اس میں، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ نقش کروایا (یہ اس زمانے کی بات ہے جب مردوں پر سونے کی حرمت نہیں آئی تھی) پس لوگوں نے بھی (آپ ﷺ کی دیکھا دیکھی) سونے کی انگوٹھیاں بنائیں۔ پھر جب حضور ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے سونے کی انگوٹھیاں تیار کروائی ہیں تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس انگوٹھی کو نکال پھینکا اور ارشاد فرمایا کہ میں اس انگوٹھی کو کبھی نہ پہنوں گا (پھینکنے کا مطلب اپنے استعمال سے نکال کر عوتوں اور فقراء مساکین کو دے دیا)۔ پھر آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ نقش کرایا پھر اس انگوٹھی کو آپ ﷺ کے بعد ابو بکرؓ نے پہنا پھر ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے (اپنی خلافت کے دوران) پہنا پھر حضرت عثمانؓ نے (خلافت کے شروع سالوں میں) پہنا یہاں تک کہ بر اریس کنویں میں یہ انگوٹھی گر گئی۔

شرح الحدیث: خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ، وَجَعَلَ فِصَّةً مِّثْلَ بَطْنِ كَفِّهِ اِنْحِ یہ وہ حدیث ابن عمرؓ ہے جس کا مضمون پہلے گزر چکا جس میں یہ ہے کہ مطروح خاتم ذہب تھی نہ کہ خاتم فضہ نیز اس میں یہ بھی ہے کہ اس خاتم کا نقش مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ تھا اور اسکے بعد والے طریق میں یہ ہے وَقَالَ: «لَا يَنْقُشُ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هَذَا»، کہ کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر میری انگوٹھی والا نقش نہ بنائے اس لئے کہ آپ ﷺ کی انگوٹھی تو آپ ﷺ کی مہر تھی مہر میں تو اسی کا نام ہوتا ہے جس کی وہ مہر ہے نام ہو یا کوئی خاص علامت۔

ایک شبہ اور اسکی توجیہ: اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ آپ ﷺ کی خاتم کے بارے میں تو یہ آتا ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد وہ صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کے پاس رہی، تو کیا یہ حضرات اسی خاتم کو استعمال فرماتے تھے؟ تو پھر یہ عمل اس حدیث کے خلاف ہو جائے گا اور ویسے بھی خلاف مصلحت بلکہ خلاف عقل بات ہے کہ ایک شخص کی مہر دوسرا شخص استعمال کرے اس لئے کہ آپ ﷺ کی خاتم ان حضرات خلفاء ثلاثہ کے پاس مہر لگانے کیلئے نہیں تھی بلکہ وہ تو تبرک کیلئے ہوتی تھی اور ان حضرات کی خواتیم کے نقوش الگ الگ تھے، چنانچہ منقول ہے کہ صدیق اکبرؓ کا نقش خاتم نِعْمَةُ الْقَادِرِ اللّٰهِ تھا جیسا کہ شرح معانی الآثار للطحاوی^۱ میں ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کا نقش عبد ذلیل لرب جلیل^۲ تھا، اور اسی طرح دوسرے حضرات کے نقوش بھی مختلف تھے۔

اس نقش کے بارے میں بخاری کی روایت میں ہے: كَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةً اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ سَطْرٌ^۳

۱ شرح معانی الآثار للطحاوی - ج ۴ ص ۲۶۴

۲ کذا العمال فی سنن الاکوال والأفعال - ج ۵ ص ۶۳۷ (مؤسسة الرسالة الطبعة: الطبعة الخامسة، ۱۴۰۱ھ)

۳ صحیح البخاری - کتاب الحمس - باب ما ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعصاه وسیفہ وقد ح ۲۹۳۹

الباری میں ہے کہ بخاری کی اس روایت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے نقش خاتم کی عبارت صرف اتنی ہی تھی لیکن حضرت انسؓ کی اس روایت میں جس کی تخریج ابو الشیخ نے کی ہے اس میں لا إله إلا الله محمد رسول الله ہے لیکن یہ زیادتی شاذ ہے اسکے راوی عرعرہ بن البرند کی ابن الدینی نے تضعیف کی ہے اب یہ کہ ان کلمات کی ترتیب کتابت کیا تھی؟ بعض کہتے ہیں کہ جو ترتیب تلفظ کی ہے وہی کتابت کی تھی اور بعض علماء سے منقول ہے کہ اسکی کتابت نیچے سے اوپر کی طرف تھی سب سے اوپر لفظ ”الله“ اور اس کے نیچے ”رسول“ اور اس کے نیچے ”محمد“^①، اور دوسری بات یہ لکھی ہے جو ”بذل“ میں بھی مذکور ہے کہ بعض کی رائے تو یہ ہے کہ نقش کتابت جس طرح طباعت کے لئے ہوا کرتا ہے اسی طرح تھا یعنی مقلوب، اور کہا گیا ہے کہ اس کی کتابت سیدھی ہی تھی لیکن مہر جب لگائی جاتی تھی تو سیدھی ہی پڑھی جاتی تھی، وھذا من خصائصہ صلی الله تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم^②۔

حدیث الباب میں ہے: وَجَعَلَ فَصَّهُ يَمَازِلِي بَطْنَ كَفِّهِ کہ آپ ﷺ اپنے انگوٹھی کا نگہاتھ کی ہتھیلی کی طرف رکھا کرتے تھے، یہ ابن عمرؓ کی روایت ہے اسکے بعد والے باب میں بھی اسی طرح آرہا ہے اور اس میں ایک دوسری روایت ابن عباسؓ سے بھی آرہی ہے اس میں وَجَعَلَ فَصَّهُ عَلَى ظَهْرِهِ^③ ہے، مرقاة السعود میں ہے: قال العلماء: حدیث الباطن أصح وأكبر، وهو الأفضل. وقال ابن رسلان: يجوز أن يكون فعل ذلك في وقت لبیان الجواز، كذا في البذل^④۔

فائدہ: فی شرح الشمائل للبا جویری فی مستدرک الحاکم عن وهب لم یبعث الله نبیا الا وعلیہ شامة النبوة فی یدہ الیمنی الا نبینا فان شامة النبوة كانت بین یمینیہ خصوصية له وبه جزم السیوطی فی خصائصہ، وهل ولد به او وضع حین ولد او عند شق صدره او حین نبی صلی الله تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اقوال، قال الحافظ ابن حجر اثبتھا الثالث وبه جزم عیاض اھ. والحديث اخرجه البخاری ومسلم والترمذی والنسائی بنحوه، قاله المنذری۔

٤٢١٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ فِي هَذَا الْحَبَرِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنُقِشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، وَقَالَ: «لَا يَنْقُشُ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هَذَا» ثُمَّ سَأَلَ الْحَدِيثَ.

ترجمہ: ابن عمرؓ سے اسی گزشتہ حدیث کی طرح حضور ﷺ سے حدیث مروی ہے (اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ) پس

① فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱۰ ص ۳۲۹

② بذل المجہود فی حل أبي داود ج ۱۷ ص ۱۰۶

③ سنن أبي داود - كتاب الخاتم - باب ما جاء في التخت في اليمين أو اليسار ٤٢٢٩

④ بذل المجہود فی حل أبي داود ج ۱۷ ص ۱۲۰

اس انگوٹھی پر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ نقش فرمایا اور ارشاد فرمایا میری انگوٹھی کے اس نقش (کندہ) کے مطابق کوئی آدمی نقش نہ کرائے (کیونکہ اس طرح انگوٹھیوں کے مل جانے کا اندش ہے البتہ آپ ﷺ کی زندگی میں یہ ممانعت تھی آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ ممانعت ختم ہو گئی) اس کے بعد گزشتہ حدیث کی طرح راوی نے حدیث نقل کی ہے۔

۴۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ الْوَيْهَقِيِّ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْخَبَرِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَاتَّخَذَ عُمَرَانِ خَاتَمًا، وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ، قَالَ: فَكَانَ يَخْتَمُ بِهِ، أَوْ يَتَخَتَّمُ بِهِ.

ابن عمرؓ سے اسی گزشتہ حدیث کی طرح حضور ﷺ سے حدیث مروی ہے (اس میں یہ اضافہ ہے کہ جب انگوٹھی بزازیس میں گر گئی تو) حضرت صحابہؓ نے اس انگوٹھی کو ڈھونڈا وہ نہیں ملی تو حضرت عثمانؓ نے ایک اور انگوٹھی بنائی اور اس میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کندہ کرایا ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اس انگوٹھی کے ذریعے مہر لگاتے تھے (یا یوں کہا) حضرت عثمانؓ اس انگوٹھی کو اپنی انگلی میں پہنتے تھے۔

شرح صحیح البخاری - اللباس (۵۵۲۷) صحیح البخاری - الأیمان والنذور (۶۲۷۵) صحیح البخاری - الاعتصام بالكتاب والسنة (۶۸۶۸) صحیح مسلم - اللباس والزينة (۲۰۹۱) سنن ابی داؤد - الخاتمہ (۴۲۱۸) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۳۹) مسند احمد - مسند المكثرين من الصحابة (۹۴/۲)

۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرَكِ الْخَاتَمِ

انگوٹھی استعمال نہ کرنے کا بیان

۴۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ لُؤَيُّنٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، «أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ يَوْمًا وَاحِدًا، فَصَنَعَ النَّاسُ، فَلَبَسُوا، وَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَرَحَ النَّاسُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ، وَشُعَيْبٌ، وَابْنُ مُسَافِرٍ كُلُّهُمْ قَالَ: «مِنْ وَرَقٍ».

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی تو لوگوں نے (اس انگوٹھی کو دیکھ کر) بھی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں پھر حضور ﷺ نے انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ ابن شہاب زہریؒ کے شاگردوں میں (ابراہیم بن سعد کی طرح) زیاد بن سعد شعیب اور ابن مسافر تمام شاگردوں نے اس حدیث میں خاتم من ورق نقل کیا ہے (گویا ابن شہاب زہریؒ کے چار شاگرد متفق ہیں کہ حدیث باب میں چاندی کی انگوٹھی حضور ﷺ نے اتار پھینکی تھی لیکن قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ زہریؒ کو من ورق

ذکر کرنے میں وہم ہوا ہے محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ ابن شہاب زہری کا وہم ہے کیونکہ انگوٹھی پھینکنے کا واقعہ سونے والی انگوٹھی کے متعلق ہے ①۔

شرح صحیح البخاری - اللباس (۵۵۳۰) صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۰۹۳) سنن أبي داود - الخاتم (۴۲۲۱) مسند احمد - باقی مسند الکثرین (۱۶۰/۳)

شرح الحدیث: یہ زہری کی وہی روایت ہے جس میں خاتم فضہ کی طرح کا ذکر ہے جس پر مفصل کلام پہلے آچکا۔ والحدیث أخرجه البخاری ومسلم والنسائی قاله المنذري۔

۳۔ باب ما جاء في خاتم الذهب

سُنَّ سونے کی انگوٹھی پہننے کا بیان

خاتم الذهب فی حق الرجال اثمہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے خلافاً لبعض السلف، ففي الاوجز عن المحلى: وخصص فيه طائفة منهم إسحاق بن راهويه، وقال مات خمسة من الصحابة فماتوا من ذهب، رواه ابن أبي شيبة، وقال مصعب بن سعد: رأيت علي طلحة وسعد وصهيب خواتيم من ذهب، رواه البخاري في ((تاريخه))، وعن حمزة بن الزبير ابن المنذر: أئهم انزعامن يد أبي أسيد خاتماً من ذهب حين مات، وكان بدرياً، رواه البخاري في ((تاريخه)) إلى آخر ما في الاوجز ②۔

۴۲۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّكَيْنَ بْنَ التَّرْبِيعِ، يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَزْمَلَةَ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ، كَانَ يَقُولُ: "كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ: الصُّفْرَةَ - يَعْنِي الْخُلُقَ - وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ، وَجَرَّ الْإِزَارِ، وَالتَّخْتُمَ بِالذَّهَبِ، وَالتَّبَرُّجَ بِالزَّيْنَةِ لِغَيْرِ حُلِيِّهَا، وَالضَّرْبَ بِالْكَعَابِ، وَالرُّقَى إِلَّا بِالْمَحْوِذَاتِ، وَعَقْدَ التَّعَائِمِ، وَعَزْلَ الْمَاءِ لِغَيْرِ أَوْ غَيْرِ حُلْيَةٍ - أَوْ عَنْ حُلْيَةٍ -، وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرَّمٍ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «انْفَرَدَ بِإِسْنَادِ هَذَا الْحَدِيثِ أَهْلُ الْبَصْرَةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ».

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ حضور ﷺ دس چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے: ① مردوں کیلئے زرد رنگ یعنی خلوق استعمال کرنا ② سفید بالوں کو سیاہ رنگ سے رنگنا ③ شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ④ سونے کی انگوٹھی مردوں کو پہننا ⑤ عورت کا بے محل اپنی زینت کو ظاہر کرنا (یعنی شوہر کے علاوہ اعضاء زینت کو کھولنا) ⑥ شطرنج کھیلنا (کعب نزد (کھیل) کا گنیمہ - الکعب: (حساب میں کسی عدد کو چہار گنا سے ضرب دے کر حاصل ہونے والا عدد جیسے آٹھ دو کا مکعب (کھیل) کا گنیمہ - الکعب: (حساب میں کسی عدد کو چہار گنا سے ضرب دے کر حاصل ہونے والا عدد جیسے آٹھ دو کا مکعب

① بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۷ ص ۱۰۹

② أوجز المسالك إلى موطأ مالك - ج ۱۶ ص ۴۶۷

ہے ①۔ ④ جھاڑ پھونک کرنا (منع ہے) مگر معوز تین (سورہ فلق اور سورہ ناس کے ذریعے جھاڑ پھونک کی جائے) ⑤ تعویذ گلے میں لٹکانا ⑥ بے محل پانی کو بہانا (یعنی آزاد بیوی کی رضامندی کے بغیر اس سے عزل کرنا بذل الجہود) ⑦ بچے کی (صحت) خراب کرنا (دودھ پلانے کے زمانے میں دودھ پلانے والی سے جماع کر کے بچے کی صحت بگاڑنا) حضور ﷺ نے اس آخری حکم کو حرام نہ فرمایا بلکہ مکہ تزیہی کے طور پر منع فرمایا۔ (تو غیر محرمہ کی ضمیر کا مرجع صرف فساد الصبی ہے) ⑧۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں اہل بصرہ منفر دہیں، واللہ اعلم۔

شرح الحدیث سنن النسائي - الزينة (٥٠٨٨) سنن أبي داود - الحائمه (٤٢٢٢) مسند احمد - مسند الكثرين من الصحابة (٣٨٠/١)
اس حدیث میں دس خصال کے بارے میں یہ ہے کہ آپ ﷺ انکو مکروہ اور ناپسندیدہ فرماتے تھے۔
① مردوں کیلئے خلوق ② خضاب یعنی بالسواد ③ جر الازار یعنی اسبال ازار ④ ختم بالذهب ⑤ عورت کا اپنی زینت ظاہر کرنا بے محل، یعنی غیر الزوج ⑥ اور ضرب بالکعب۔ یہ ایک قسم کا کھیل ہے یوں سمجھئے کہ شطرنج کی ایک قسم ہے بارہ سیا، اٹھارہ سیا اس کو کہتے ہیں کسی تختہ وغیرہ پر خانے بنا کر کھیلتے ہیں (سمعت لهذا التفسير من المفتي محمود حسن الكنكوهي رحمه الله تعالى)
⑦ اور رقی یعنی غیر اسلامی تعویذات و منتر الایہ کہ آیات قرآنیہ وغیرہ سے ہوں ⑧ عقد التمام تعویذ گلے میں ڈالنا، اس میں بھی ایک استثناء ہے جو دوسری احادیث سے ثابت ہے تقدم فی محلہ ⑨ عزل الماء لغير محله منی کا ضائع کرنا بے محل یعنی وطنی فی الدبر، هكذا فسر العلامة السندی فی حاشیة النسائی، وحمله الشيخ فی البذل علی العزل المعروف، الذی تقدم فی النکاح اعنی اخراج الذکر عن الفرج قبل الانزال، والظاهر هو المعنی الاول لقوله فی غیر محله ⑩ فساد الصبی، اس سے مراد وہی غیل ہے جو کتاب الطب میں گزر چکا، اس آخری خصلت کے بارے میں حدیث میں ہے غیر محرمہ، یعنی اسکو آپ ﷺ نے مکروہ تزیہی قرار دیا نہ کہ تحریمی۔ والحدیث اخرجه النسائی، قاله المنذرى۔

٤ - باب ما جاء في خاتم الحديد

لو ہے کی انگوٹھی پہننے کا بیان
٤٢٢٢ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ التَّغَنِي، أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ، أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ السَّلَمِيِّ التُّرُوزِيِّ أَبِي طَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا، جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَبِهِ، فَقَالَ لَهُ: «مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ» فَطَرَحَهُ، ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: «مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ جَلِيَّةَ أَهْلِ النَّارِ» فَطَرَحَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مِنْ أَيِّ شَيْءٍ آتَخِذُهُ؟ قَالَ: «آتَخِذْهُ مِنْ وَرِيءِي، وَلَا تُثِمِّمَهُ مِثْقَالًا» "وَلَمْ

يَقُولُ مُحَمَّدٌ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يَقُلْ: الْحَسَنُ: الشُّلَمِيُّ الْمُرْزُوقِيُّ."

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد بن قسیب سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو حضور ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں تم سے بتوں کی بومحسوس کرتا ہوں اس پر اس شخص نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا (علامہ خطابی^۱ فرماتے ہیں کہ بت پیتل سے تیار کئے جاتے تھے اسلئے حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا) پھر وہ شخص حاضر خدمت ہوا اور لوہے کی انگوٹھی پہنا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں اہل جہنم کا زیور پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں تو اس شخص نے اس انگوٹھی کو بھی پھینک دیا پس۔ اس نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ میں کس دھات کی انگوٹھی بناؤں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چاندی کی انگوٹھی بناؤ لیکن اس کا وزن ایک مثقال کے برابر ہو امام ابو داؤد فرماتے ہیں محمد بن عبد العزیز نے عبد اللہ بن مسلم پورا نام نسب کے ساتھ ذکر نہیں کیا (بلکہ صرف انکی کنیت ذکر کی ہے)۔ (مصنف کے دوسرے استاد حسن بن علی نے) عبد اللہ بن مسلم کے ساتھ الشُّلَمِيُّ الْمُرْزُوقِيُّ نسبتوں کو ذکر نہیں کیا (بلکہ عبد اللہ بن مسلم ابی طیبہ بغیر نسبت کے ذکر کیا ہے)۔

جامع الترمذی - اللباس (۱۷۸۵) سنن النسائی - الزینة (۵۱۹۵) سنن أبي داود - الخاتم (۴۲۲۳)

شرح الحدیث: خاتم حدید کی کراہت وعدم کراہت میں ائمہ کے مذاہب کتاب النکاح "باب الصداق" قَالَ تَعْمَسُ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ^۲ کے ذیل میں گزر گئے ہیں؛ اور وہاں حدیث الباب کا بھی حوالہ گزر چکا ہے، حنفیہ بلکہ ائمہ ثلاث کی دلیل میں۔

مضمون حدیث: ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا جس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا ہوا مجھ کو کہ میں تجھ سے اصنام کی بومحسوس کر رہا ہوں؟ اس نے اس کو فوراً پھینک دیا۔ اس لئے کہ یہ بت بسا اوقات پیتل ہی کے بنائے جاتے ہیں، پھر ایک اور شخص آیا آپ ﷺ کے پاس جس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، آپ ﷺ نے اس کو جہنیوں کا زیور قرار دیا، یعنی ان کے گلے کا طوق وغیرہ جو لوہے کا ہوگا، اس نے بھی اس کو پھینک دیا، پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اتَّخِذْهُ مِنْ دَرَبِقٍ. وَلَا تُبْعَثْهُ مِنْقَلًا، کہ چاندی کی انگوٹھی بناؤ اور اس کا وزن پورا ایک مثقال نہ رکھنا بلکہ اس سے کم۔

چاندی کی انگوٹھی کا وزن کتنا ہونا چاہیے؟ اس میں حنفیہ کا مسلک یہی ہے اور امام شافعی کی ایک روایت اور امام احمد کے نزدیک مثقال کی قید نہیں بلکہ اس پر زیادتی جائز ہے وہی روایۃ عن الشافعی، اور امام مالک کے نزدیک بھی اس پر زیادتی جائز ہے، ان کے نزدیک اس کا وزن درہمین تک جائز ہے اس پر زیادتی جائز نہیں، یہ حدیث خاتم حدید کی کراہت میں

① سنن أبي داود ومعالم السنن - ج ۴ ص ۲۷۶، ویدل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۷ ص ۱۱۲

② سنن أبي داود - کتاب النکاح - باب فی التزوید علی العمل بعمل ۲۶۱۱

ائمہ ثلاثہ ومنہم الحنفیہ کے موافق ہے اور شافعیہ کے خلاف ہے اس لئے امام نوویؒ نے فرمایا ہے: والحدیث الواہد فی النہی ضعیف، ایک مثقال تقریباً سوا درہم کے برابر ہوتا ہے (پانچ گرام عند الحنفیہ اور ۳۶ عند غیر ہم) والحدیث اخرجہ الترمذی والنسائی، قالہ المنذری۔

۴۲۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، وَزِيَادُ بْنُ يَحْيَى، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو عَتَّابٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ نُوحُ بْنُ رَبِيعَةَ، حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعْتَقِيبِ، وَجَدُّهُ مِنْ قَبْلِ أُمِّهِ أَبُو ذُبَابٍ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: «كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيدٍ مَلُوءٍ عَلَيْهِ فِصَّةٌ»، قَالَ: فَزَيَّعْنَا كَانِ فِي يَدِهِ، قَالَ: «وَكَانَ الْمُعْتَقِيبُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

ایاس بن حارث بن معقیب (گویا ایاس کے داد معقیب ہوئے)..... اور انکی والدہ کی طرف کے جد یعنی نانا ابو ذباب ہیں یہ جملہ مقررہ ہے اور اسکا صرف یہ مقصد ہے کہ ایاس بن حارث کے دو جد ہیں، ایک جد من قبیل ابیہ جن سے یہاں پر روایت ہے اور دوسرے جد من قبیل امہ ہیں جو ابو ذباب ہیں اب ابو ذباب کا روایت حدیث میں کوئی دخل نہیں..... اپنے دادا (معقیب) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہوا تھا (روای حدیث) کہتے ہیں کہ کبھی وہ انگوٹھی میرے پاس ہوتی تھی اور حضرت معقیب نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی پر نگران تھے۔

سنن النسائي - الزينة (۵۲۰۵) سنن ابی داؤد - الخاتم (۴۲۴)

شرح الحدیث اس سند میں وَجَدُّهُ مِنْ قَبْلِ أُمِّهِ جملہ مقررہ ہے، لہذا اصل سند یوں ہے 'حدثني إياس عن جده' یعنی ایاس روایت کرتے ہیں اپنے دادا سے جن کا نام معقیب ہے، یعنی نوح بن ربیعہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا ایاس نے اپنے دادا یعنی معقیب سے روایت کرتے ہوئے، اور راوی نے تبغایہ بھی بیان کر دیا کہ ایاس کے جدماں کی طرف سے یعنی نانا انکی کنیت ابو ذباب ہے۔ حضرت معقیب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پانی پھرا ہوا تھا۔ یہ حدیث حنفیہ کے خلاف نہیں، ایسی لوہے کی انگوٹھی ان کے نزدیک بھی جائز ہے۔

وَكَانَ الْمُعْتَقِيبُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: راوی کہتا ہے کہ یہ معقیب آپ ﷺ کے خاتم پر امین تھے یعنی اس کے محافظ اور نگران۔ والحدیث اخرجہ النسائی، قالہ المنذری۔

۴۲۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قُلْ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسُدِّدْنِي، وَادْكُرْ بِالْهَدَايَةِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ، وَادْكُرْ بِالْإِسْدَادِ تَسْدِيدَكَ الشَّهْمَ"، قَالَ: وَهَئَانِي أَنْ أَضَعَ الْخَاتَمَ فِي هَذِهِ أَوْ فِي هَذِهِ - لِلشَّبَابَةِ، وَالْوَسْطَى، شَلَقَ عَاصِمٌ -، وَهَئَانِي عَنِ الْقَسِيَّةِ، وَالْمَيْثَرَةِ، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَقُلْنَا لِعَلِيٍّ: مَا الْقَسِيَّةُ؟ قَالَ: «نِيَابُ تَأْتِينَا مِنَ الشَّامِ، أَوْ مِنْ مَضَرَ مُضَلَّعَةٍ، فِيهَا أَمْثَالُ

الْأُتْرُجُ»، قَالَ: «وَالْمِثْرَةُ: شَيْءٌ كَأَنَّكَ تَصْنَعُهُ النِّسَاءَ لِيُحَوِّلَهُنَّ».

ترجمہ: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ دعاء میں یوں کہا کرو اللھم اھدینی وسدّیّنی (اے اللہ مجھے ہدایت عطا فرمایا اور میری حالت درست رکھ) اور ہدایت سے سیدھے راستے کی ہدایت کا دھیان کیا کرو اور درنگی سے اپنے آپ کو تیر کی طرح سیدھے ہو جانے کی تصور کیا کرو، حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اور مجھے منع فرمایا کہ میں اس میں یا اس میں انگوٹھی کے برابر والی اور درمیان والی انگلی میں انگوٹھی پہنوں عاصم راوی کو شک ہے (کہ کیا ارشاد فرمایا) اور مجھے قسی کپڑے کے پہننے سے اور زین پر بچھانے والی سرخ گدی سے منع فرمایا۔ ابو بردہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؑ سے دریافت کیا کہ قَسِیَّةٌ (قسی کپڑے) کیا ہیں؟ تو آپؐ ارشاد فرمایا کہ یہ دھاری دار کپڑوں کی ایک قسم تھی جو شام یا مصر سے ہمارے پاس آتی تھی اور اس پر اترج (پھل) جیسی تصاویر ہوتی تھیں، اور فرماتے ہیں کہ میثرہ ایک بچھانے کی گدی ہوتی تھی جو عورتیں اپنے شوہروں کے لئے تیار کیا کرتی تھیں۔

ترجمہ: صحیح مسلم - اللباس والزینۃ (۲۰۷۸) جامع الترمذی - الصلاة (۲۶۴) جامع الترمذی - اللباس (۱۷۲۵) جامع الترمذی - الأدب (۲۸۰۸) سنن النسائی - التطبیق (۱۰۴۰) سنن النسائی - الزینۃ (۵۱۶۵) سنن أبي داود - الخاتمہ (۴۲۲۵) مسند أحمد - مسند العشرۃ البشرین بالجنت (۸۰/۱) موطأ مالک - النداء للصلاة (۱۷۷)

شرح الحدیث: حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ پڑھا کر اللھم اھدینی وسدّیّنی (اے اللہ! مجھے ہدایت عطا کر، یعنی سیدھا راستہ دکھلا اور میری حالت درست کر دے)، اور آپ ﷺ نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اللھم اھدینی کہتے وقت سیدھے راستے کا تصور کیا کرو، اور سدّیّنی کہتے وقت تیر کو سیدھا اور درست کرنے کا خیال کیا کرو۔

اسکا حاصل یہ ہوا کہ اس دعاء کو بہت خشوع کے ساتھ معنی اور مفہوم کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھا کرو، صرف یہی نہیں بلکہ سیدھے راستے کا تصور گویا ہمارے سامنے ایک سیدھا راستہ ہے جو نظر آرہا ہے و علیٰ هذا القیاس، تسدید کے معنی کا خیال کرتے وقت تیر کو درست کرنے کا تصور کیا کرو کیونکہ نشانہ باندھتے وقت تیر کو بہت کوشش سے اس نشانہ کے موافق کیا جاتا ہے۔

نصیر شیخ کے جواز کی دلیل: اس حدیث پر بذل المجہود^① میں حضرت گنگوہی کی تقریر سے نقل کیا ہے کہ اس میں اشارہ ہے تصور شیخ کے جواز کی طرف، اس لئے کہ عند اللہ شیخ کا مرتبہ تیر اور طریق سے کم نہیں، خصوصاً معتقدین شیخ کے نزدیک^② اس لئے کہ تصور شیخ میں خواطر کا جمع کرنا مقصود ہوتا ہے اگرچہ جہت اسفل کی طرف ہوتا ہے۔ اس جہت کے

① بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۷ ص ۱۱۵-۱۱۶

② پس جب ہم اور طریق کا تصور جائز ہے تو شیخ کا بطریق اولیٰ جائز ہو گا ۱۲۔ و فیہ ما لہ اذہما ای الطریق والسہم لیسما مظنۃ الشریک بخلاف الشیخ فنامل

۱۲۔ عن بعض الأفاضل۔

مقابلہ میں جسکی طرف قلب کو متوجہ کرنا چاہیے، یعنی حق جل و علا شانہ، نیز تصور شیخ کے وقت اگر اسکی محبت بھی دل میں لائیں اس میں بھی کچھ حرج نہیں، ہاں ضرر اس میں ہے کہ اپنے شیخ کو تصور کے وقت امر باطن میں متصرف سمجھے یا اپنے سامنے حاضر اور موجود سمجھے یا عالم بحالہ سمجھے، اس لئے مشائخ کا اسکے جواز میں اختلاف ہو گیا ہے، شاید یہ نزاع لفظی ہے کیونکہ مجوزین کی مراد تصور کی پہلی صورت ہے اور مانعین کی مراد اسکی قسم ثانی ہے، لیکن چونکہ قسم اول میں بھی عقائد عوام کے فساد تک پہنچنے کا اندیشہ ہے اس لئے مطلقاً ہی اس سے منع کرتے ہیں، وہو الحق حسب اقتضاء المقام، اور یہی قول حق ہے ان عوارض کے پیش نظر، کیونکہ بہت سے مستحب بھی عارض کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں چہ جائیکہ مباح۔

جس تصور شیخ کو حضرت لکھ رہے ہیں یہ صوفیاء کے یہاں معروف ہے اس کو بعض مشائخ بعض سالکین کیلئے مراقبہ کے وقت میں تلقین اور تعلیم فرماتے ہیں، سالک کے منتشر خواطر کو مجتمع کرنے کیلئے کیونکہ شیخ کی ذات اسکے معتقد کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے تو اس کا تصور کر کے اس کے خواطر کو مجتمع کرنا مقصود ہوتا ہے، کیونکہ امر محبوب کی طرف انسان کی طبیعت بہت جلد مائل ہوتی ہے اسکے ماسوائے معرض ہو جاتی ہے، اس لئے مشائخ بعض سالکین کے حال کے مناسب مراقبہ کے وقت تصور شیخ علاجاتلاتے ہیں، اور حضرت علیؑ کی اس حدیث سے اس کی تائید بھی سمجھ میں آتی ہے، مگر جیسا کہ حضرت نے تحریر فرمایا چونکہ عقائد کا مسئلہ بہت نازک ہوتا ہے اس لئے اس میں احتیاط ضروری سمجھتے ہیں شیخ کامل جس کو بتلائے اسی کو یہ کرنا چاہیے از خود نہیں۔

قَالَ: وَهَذَا أَنْ أَصْعَحَ الْحَائِمَ فِي هَذِهِ أَوْ فِي هَذِهِ - لِلْمَسْبَاةِ، وَالْوَسْطَى: یعنی منع فرمایا حضور ﷺ نے مجھ کو اس بات سے کہ انگوٹھی کو پہنوں اس انگلی میں، آپ نے اشارہ سبابہ کی طرف فرمایا تھا یا وسطی کی طرف یہ راوی کو یاد نہیں رہا امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اجماع ہے خاتم کو خضر میں پہننے پر ①۔

وَهَذَا عَنِ الْقَشِيَّةِ، وَالْمَيْشَرَةِ الخ: قسمی کی تحقیق کتاب اللباس کے اوائل میں ”باب ما جاء في لبس الحرير“ کے بعد ”باب من كرهه“ میں گزر چکی، میشرہ کا ذکر بھی کئی بار آچکا، آگے روایت میں ہے ابو بردہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ قسمی سے کیا مراد ہے تو انہوں نے فرمایا کہ کپڑوں کی ایک قسم ہے جو ہمارے پاس آتے تھے شام یا مصر سے، مُضَلَعَةٌ، فِيهَا أَمْثَالُ الْأَثْوَجِ جن میں ریشم کی چوڑی چوڑی دھاریاں ہوتی ہیں اور اس میں اترج جیسے پھول بوٹے ہوتے ہیں، قَالَ: وَالْمَيْشَرَةُ: شَيْءٌ الخ یعنی میشرہ وہ شے ہے جس کو عورتیں اپنے خاوند کیلئے بناتی ہیں، زین کے اوپر بچھانے کیلئے ایک خوشنما اور مزین سرخ کردی، جو کبھی ریشمی بھی ہوتی ہے۔ والحديث اخبرج البخاري قول ابی بردة الى آخره تعليقا، واخرج مسلم حديث وضع الحاتم وما بعده في اللباس وحديث الدعاء في الدعوات، قاله المنذري۔

۵۔ باب ما جاء في التَّخْتُمِ فِي التَّيْمِينِ أَوْ الْيَسَارِ

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا بیان

۴۲۲۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ شَرِيكَ بْنِ أَبِي مُرَّةٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْبَلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَاضِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ شَرِيكَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ».

ترجمہ: ابراہیم بن عبد اللہ اپنے والد کے واسطے نقل کرتے ہیں جو حضرت علیؑ سے نبی اکرم ﷺ سے روایت ذکر کرتے ہیں، شریک (راوی) کہتے ہیں کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ (قال شريك والى رواية مرسل ہے جبکہ شریک عن ابراهيم بن عبد الله حنين عن ابيه عن علي والى رواية متصل تھی) سنن النسائي - الزينة (۵۲۰۳) سنن ابی داود - الخاتم (۴۲۲۶)

۴۲۲۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ، وَكَانَ فَصُّهُ فِي بَاطِنٍ كَقِفِهِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، بِإِسْنَادِهِ فِي يَمِينِهِ.

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور اس کا گینہ تھیلی کے اندر رونی حصے کی طرف ہوتا تھا۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق اور اسامہ بن زید، نافع سے انکی سند کے ساتھ فی یمینہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں (یعنی اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے)۔

ترجمہ: صحیح البخاری - اللباس (۵۵۲۷) صحیح البخاری - الأيمان والندى (۶۲۷۵) صحیح مسلم - اللباس والزينة (۲۰۹۱) سنن النسائي - الزينة (۵۲۱۴) سنن ابی داود - الخاتم (۴۲۲۷) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۴۵) مسند احمد - مسند المکثرین من الصحابة (۱۸/۲)

۴۲۲۸۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، «كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَدِهِ الْيُسْرَى».

ترجمہ: نافع کی روایت ہے کہ ابن عمرؓ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

۴۲۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى الصَّلَاتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلٍ ابْنِ عَبْدِ الْمَطْلِبِ خَاتَمًا فِي خَنْصَرِهِ الْيُمْنَى، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ هَكَذَا، وَجَعَلَ فَصُّهُ عَلَى ظَهْرِهَا، قَالَ: وَلَا يَخَالُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَّا قَدْ كَانَ يَذْكُرُ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ كَذَلِكَ».

ترجمہ: محمد اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے صلت بن عبد اللہ بن نوفل بن عبد المطلب کو اپنے دائیں ہاتھ کی چھنکلی میں انگوٹھی پہنے دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو اسی طرح اپنی انگوٹھی پہنے دیکھا اور ابن

عباسؑ نے اپنی انگوٹھی کا ٹکینہ اپنی ہتھیلی کی پشت کی جانب کر رکھا تھا نیز کہا کہ ابن عباسؑ کے بارے میں یہی گمان ہے کہ وہ ذکر کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح اپنی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

جامع الترمذی - اللباس (۱۷۴۲) سنن أبي داود - الخاتم (۴۶۲۹)

شرح الأحادیث مسئلۃ الباب میں مذاہب ائمہ کی تحقیق: یہ مسئلہ مختلف فیہ بین الائمہ ہے، اور روایات

حدیثیہ بھی مختلف ہیں کہ لبس خاتم دائیں ہاتھ میں ہونا چاہئے یا بائیں میں، حضرت امام شافعیؒ یمین کے قائل ہیں، اور جمہور ومنہم الاثمة الثلاثة ترجیح پسا کے قائل ہیں، اور نسخ الیمین میں ایک حدیث بھی وارد ہے جو ضعیف ہے، شافعیہ کی طرح حنفیہ کا بھی ایک قول ترجیح یمین کا ہے اس لئے تختم باب زینت سے ہے جس کیلئے یمین اولیٰ ہے، اور ایک وجہ ترجیح یمین کی یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ مافی الکوکب ایضاً کہ تختم بالیسار روافض وغیرہ کا شعار ہے، لیکن در مختار میں اسکے برعکس لکھا ہے یعنی یہ کہ روافض کا شعار تختم بالیمین ہے نہ بالیسار، امام ترمذیؒ نے اس باب میں متعدد روایات ذکر کی ہیں جن میں سے اکثر میں یمین مذکور ہے اور یسار کی طرف ایک روایت ذکر کی وہ بھی موقوفہ، کان الحسن، والحسنین یتختمان فی یسار ہما^۱، اور امام ترمذیؒ نے تختم فی الیمین ہی کی روایت کو ترجیح دی ہے کما هو مسلک الشافعی، وفی هامش البذل: وحکی القاری فی جمع الوسائل، عن مالک استحباب الیسار وکراهة الیمین، وعن الشافعية وجهین الصحيح أن الیمنی أفضل، وقال المناوی: روی الیمنی عن تسعة من الصحابة، والیسار عن ثلاثة، وقال الدرہدیر: السنة الیسار قال الدسوقي: لأنه آخر الفعلین عنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم^۲، کوکب میں حضرت گنگوہی کی رائے یہ مذکور ہے کہ اس بارے میں یمین اور یسار تقریباً برابر ہیں اصلہ، لیکن چونکہ اتحاد الخاتم فی الیسار روافض کی عادت ہے اس وجہ سے ہمارے لئے یہ مکروہ ہے بذل میں بھی یہی ہے کہ چونکہ تختم فی الیسار روافض کا شعار ہے اس لئے ممنوع ہے^۳۔

امام ابوداؤدؒ نے اس باب میں شروع میں حضرت علیؑ کی روایت ذکر کی أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ، اور دوسری روایت ابن عمرؓ کی أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ، اسکو مصنف نے دو طریق سے ذکر کیا اولاً عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رِوَادٍ، عَنْ نَافِعٍ، اس میں تو یہی ہے کہ کان يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ اور دوسرا طریق ہے أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، اس میں بجائے فِي يَسَارِهِ کے فِي يَمِينِهِ ہے، اسکے بعد مصنف نے پہلے طریق طریق عبد العزيز کی تائید میں عبید اللہ عن نافع کی روایت ذکر کی کہ ابن عمرؓ کا خود عمل تختم فی الیسار تھا، پس حاصل یہ کہ باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث علیؑ سے تختم فی الیمین

① جامع الترمذی - کتاب اللباس - باب ما جاء في لبس الخاتم في اليمين ۱۷۴۳

② بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۷ ص ۱۱۷

③ بذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۷ ص ۱۱۹

کا ثبوت اور حدیث ثانی یعنی حدیث ابن عمرؓ سے تختہ فی الیسار کا ثبوت ہوا، اسکے بعد مصنفؒ نے ایک تیسری روایت ذکر کی لبس فی الیمین کی جس کے راوی ابن عباسؓ ہیں لیکن اس روایت میں وَجَعَلَ قَصَّةً عَلَى ظَهْرِهَا ہے جب کہ اس سے پہلے ابن عمرؓ کی روایت میں گزر چکا وَكَانَ قَصَّةً فِي بَاطِنِ كَفِّهِ اور یہ ہمارے یہاں پہلے گزر چکا قَالَ الْعُلَمَاءُ حَدِيثُ الْبَاطِنِ اصْحَحَ، لیکن ظہر کف کی ممانعت بھی کسی روایت میں وارد نہیں، فالامر اوسع لكن الاولى هو الباطن للاتباع (حاشیۃ النسائی) حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ الترمذی والنسائی، و حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ الترمذی، قالہ المنذری۔

۶۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَلَّاجِ

پازیب اور بچنے والا زیور پہننے کا بیان (۴۴)

جلجل جلجل کی جمع ہے یعنی الجرس الصغیر، والجرس ما یعلق بعنق الدابة او برجل البازی والصبیان (حاشیہ) یعنی چھوٹی گھنٹی گھونگرو اور بچنے والا زیور هو المراد ہوتا۔

۴۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ، وَابْنُ أَبِي هَرْمَةَ، وَابْنُ الْحُسَيْنِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، أَنَّ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، - قَالَ: عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ بْنُ الرَّبِيعِ -، أَخْبَرَنَا، أَنَّ مَوْلَاهُ هَمْدًا دَهَبَتْ بِأُتَيْتَةِ الرَّبِيعِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي رِجْلِهَا أَجْرَاسٌ، فَقَطَعَهَا عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا».

ترجمہ حضرت علی بن سہل بن زبیر فرماتے ہیں کہ ہماری ایک کنیز حضرت زبیرؓ کی ایک صاحبزادی کو لیکر حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ اس بچی کے پاؤں میں چھوٹے چھوٹے پازیب تھے حضرت عمرؓ نے انہیں کاٹ ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر گھنٹی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔

شرح الحدیث عبد اللہ بن زبیرؓ کے بیٹے عامر کہتے ہیں کہ ہماری ایک باندی حضرت زبیرؓ کی ایک چھوٹی بیٹی یعنی عامر کی پھوپھی کو حضرت عمرؓ کے پاس لے گئیں جس کے پاؤں میں گھونگروں والا زیور تھا، حضرت عمرؓ نے اس کو اپنے ہاتھ سے توڑ دیا اور فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ ہر جرس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا، یہ حدیث کتاب الجہاد میں بھی گزر چکی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وہ زیور جو بچنے والا ہو حرکت سے بچتا ہو اس میں آواز پیدا ہوتی ہو وہ جرس کے حکم میں ہے لایجوز لبسہا للنساء، ولا لباسہا للبنات الصغار اور جو زیور گھونگرو والا نہ ہو لیکن اس میں آپس میں ٹکرانے کی وجہ سے آواز پیدا ہوتی ہو گا ہے تو وہ اس میں داخل نہیں ①۔

۴۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ بُنَاتَةَ، مَوْلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَّانٍ

الْأَنْصَارِي، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دَخَلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَعَلَيْهَا جَلَّاجِلٌ يُصَوِّتُنَ، فَقَالَتْ: لَا تَدْخُلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَّاجِلَهَا، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ».

ترجمہ: بنائے سے روایت ہے..... جو کہ عبد الرحمن بن حسان الانصاری کی کنیز ہیں..... کہ اس دوران جب کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تھیں کہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک چھوٹی بچی لائی گئی جو بجنے والا زیور پہنے ہوئی تھی حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا کہ اس بچی کو میرے پاس اس پازیب کے کانٹے بغیر مت لانا اور فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں گانے باجے کا سامان ہو۔

سنن أبي داود - الخاتمہ (۴۲۳۱) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۲۴۲/۶)

۷۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي رِبْطِ الْأَسْنَانِ بِالذَّهَبِ

سونے کے دانت بنوانے کا بیان

۴۲۳۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَحَمَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحُرَّاعِيُّ، الْمُعَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرْفَةَ، أَنَّ جَدَّكَ عَرْفَجَةَ بْنَ أَسْعَدَ، «كُطِعَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكَلَابِ، فَأَتَّخَذَ أَنْفَاقًا مِنْ وَرَقٍ، فَأَتَّخَذَ عَلَيْهَا، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَّخَذَ أَنْفَاقًا مِنْ ذَهَبٍ».

ترجمہ: عبد الرحمن بن طرفہ کہتے ہیں کہ ان کے دادا عرفجہ بن اسعد کی ناک جنگ کلاب (بصرہ اور کوفہ کے درمیان ایک پانی کا نام ہے یہاں زمانہ جاہلیت کی مشہور جنگ لڑی گئی) والے دن کٹ گئی تھی انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی کچھ عرصے میں وہ سڑ گئی (خراب ہو گئی) تو حضور ﷺ نے ان کو اجازت دی (کہ سونے کی ناک بنوالیں) پس انہوں نے سونے کی ناک بنوائی ①۔

شرح الحدیث: یوم الکلاب زمانہ جاہلیت کی ایک مشہور لڑائی کا نام ہے، عبد الرحمن بن طرفہ کہتے ہیں کہ میرے دادا عرفجہ کی اس لڑائی میں ناک کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی، کچھ روز بعد اس میں بدبو پیدا ہو گئی انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے معلوم کیا تو آپ ﷺ کے امر سے انہوں نے سونے کی ناک بنوائی۔ مصنف نے اس حدیث سے ترجمہ الباب والا مسئلہ ربط الاسنان بالذهب بطریق قیاس کے ثابت کیا ہے جو صحیح ہے، اس لئے کہ جب مستقل عضو سونے کا بنانا جائز ہے تو دانتوں کو سونے کے تار سے باندھنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا، اسی طرح اگر دانت ہی سونے کا بنوایا جائے وہ بھی جائز ہوگا ②۔

① علامہ شامی مد المحتار (ج ۶ ص ۳۶۲) پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے یہاں سونے کے دانت بنانا جائز نہیں بلکہ صرف چاندی کے دانت بنائے جائیں اور امام محمدؒ کے نزدیک سونے کے دانت بھی بنانا جائز ہے۔ قاضی ابو یوسفؒ ایک قول میں امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ ہیں اور دوسرے قول میں امام محمدؒ کے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد علامہ شامی نے جانبین کے دلائل ذکر کئے۔

② ہذل المجہود فی حل أبي داود - ج ۱۷ ص ۱۲۳

والحدیث أخرجه الترمذی والنسائی، وقال الترمذی، حسن، قاله المنذری۔

۴۲۳۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو عَاصِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ،

عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ، بِمَعْنَاهُ، قَالَ يَزِيدُ: قُلْتُ لِأَبِي الْأَشْهَبِ: أَرَأَيْكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ جَدُّهُ عَرْفَجَةُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»۔

ترجمہ: عبد الرحمن بن طرفہ بن اسعد سے پہلی حدیث کی طرح نقل کرتے ہیں (اس میں یہ اضافہ ہے کہ مصنف کے

استاد الاستاد) یزید بن ہارون نے کہا کہ میں نے ابو الاشہب سے سوال کیا کہ عبد الرحمن بن طرفہ نے اپنے دادا عرفجہ کو پایا ہے؟

(ان سے ملاقات کی ہے) تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں ان کی اپنے دادا سے ملاقات ثابت ہے۔

۴۲۳۴ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ بْنِ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ،

عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَرْفَجَةَ بِمَعْنَاهُ۔

ترجمہ: مؤمل بن اسماعیل استاد اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں جو گزشتہ حدیث کے ہم معنی ہے (یہ

تیسری سند محل نظر ہے کیونکہ ابو داؤد کے اکثر نسخوں میں عن عرفجہ بن اسعد کے بعد عن ابیہ کی عبارت ہے جس کا مطلب یہ

ہے کہ یہ واقعہ عرفجہ کے والد کا ہے حالانکہ یہ سارا واقعہ عرفجہ کا خود اپنا واقعہ ہے اس لئے لفظ عن ابیہ کا اضافہ محل نظر ہے

فلیفتش از مترجم)

سنن النسائي - الزينة (۵۱۶۱) سنن ابی داود - الخاتم (۴۲۳۲)

۸ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ

عورتوں کیلئے سونے کے استعمال کا بیان

۴۲۳۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ ثَقَيْلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُبَادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عُبَادِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلِيبَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، أَهْدَاهَا لَهُ،

فِيهَا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ، قَالَتْ: فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُودٍ مُعْرِضًا عَنْهُ - أَوْ بِمَنْحِيصٍ أَصَابِعِهِ -

ثُمَّ دَعَا أَمَامَةَ ابْنَةَ أَبِي الْعَاصِ، ابْنَةَ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ، فَقَالَ: «تَحْلِي بِهَذَا يَا بِنْتِي»۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نجاشی بادشاہ کے پاس سے زیور بطور ہدیہ حضور ﷺ کی خدمت میں آیا (پیش کیا گیا)

اس زیور میں سونے کی ایک انگوٹھی تھی جس میں حبشی طرز کا نگینہ موجود تھا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ

ﷺ نے اس انگوٹھی کو اعراض کرتے ہوئے (بے رغبتی اور عدم توجہ کے ساتھ) کسی لکڑی یا اپنی انگلی سے پکڑا پھر امامہ بنت

ابی العاص (اپنی بڑی نواسی) حضرت زینبؓ کی صاحبزادی کو بلوایا اور فرمایا کہ بیٹی تم اس (انگوٹھی) کو پہن کر زیبائش اور آرائش

حاصل کرو (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت بطور زیورات کے سونا استعمال کر سکتی ہے البتہ زیورات کے علاوہ سونے کے برتن وغیرہ استعمال کرنا عورتوں پر بھی حرام ہے جیسا کہ مردوں پر حرام ہے)۔

سنن ابی داؤد - الخاتمہ (۴۲۳۵) سنن ابن ماجہ - اللباس (۳۶۴۴) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۱۱۹/۶)

شرح الحدیث یعنی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں نجاشی شاہ حبشہ نے سونے کے زیورات بھیجے ان میں ایک انگوٹھی سونے کی بھی تھی، حضور ﷺ نے اس کو کسی لکڑی سے یا اپنی انگلی سے اٹھایا کچھ بے رغبتی سی ظاہر کرتے ہوئے، اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک چھوٹی بچی لہبی نو اسی امامہ کو بلایا وہ اس کو آپ نے دیکھ کر فرمایا: تَحْلِي بِهَذَا يَا بُنَيَّةُ، کہ اے پیاری تو اس کو پہن لے۔ والحدیث أخرجه ابن ماجہ، قالہ المنذہری۔

۴۲۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَيْدٍ بْنِ أَبِي سَيْدٍ الْبَزَّازِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عِيَّاشٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُحْلِقَ حَبِيبَهُ حَلَقَةً مِنْ نَارٍ، فَلْيَحْلِقْهُ حَلَقَةً مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَوِّقَ حَبِيبَهُ طَوِّقًا مِنْ نَارٍ، فَلْيَطَوِّقْهُ طَوِّقًا مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَوِّرَ حَبِيبَهُ سَوَّارًا مِنْ نَارٍ، فَلْيُسَوِّرْهُ سَوَّارًا مِنْ ذَهَبٍ، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ، فَالْعَبُوا بِهَا»۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی کہ یہ پسند ہو کہ اپنے کسی دوست کو (جگری یار کو) آگ کا حلقہ بنا کر دے تو وہ سونے کا حلقہ اس کو بنا کر دے اور جس کو یہ پسند ہو کہ اپنے دوست کو آگ کا طوق پہنا دے تو وہ اسکو سونے کا طوق پہنا دے اور جس کو یہ پسند ہو کہ اپنے دوست کے آگ کے کنگن پہنائے تو وہ اسکو سونے کے کنگن پہنائے لیکن تم پر لازم ہے کہ تم چاندی (بطور زیب و زینت) استعمال کرو لہذا اس چاندی سے (زیب و زینت کر کے) کھیلو۔

سنن ابی داؤد - الخاتمہ (۴۲۳۶) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۳۴/۲) مسند احمد - باقی مسند المکثرین (۳۷۸/۲)

شرح الحدیث اس حدیث میں عورتوں کو بھی سونے کے زیورات سے منع کیا گیا ہے، اور یہ کہ جو اپنے کسی محبوب کو آگ کا طوق پہنانا چاہے تو اس کو سونے کا زیور پہنا دے، اور پھر اخیر میں آپ نے فرمایا کہ چاندی کے زیوروں کو اختیار کرو اس کا جو چاہے زیور بناؤ، دوسری روایت میں ہے جو حضرت حذیفہؓ کی بہن سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، أَمَّا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحْلَيْنَ بِهِ، کہ اے عورتوں کی جماعت! کیا تمہارے لئے چاندی میں اس کی گنجائش نہیں کہ تم اس سے زیور بنالو؟ پھر فرمایا آپ ﷺ نے کہ تم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں ہے کہ جو سونے کا زیور بنوائے اور اس کو ظاہر کرے مگر یہ کہ اس کو عذاب دیا جائے گا اس کی وجہ سے تَحْلِي ذَهَبًا تَظْهَرُهُ، اس کے بعد اسماء بنت یزید کی حدیث آرہی ہے، اس کا مضمون بھی یہی ہے کہ جو عورت بھی سونے کا ہار بنا کر گلے میں پہنے گی تو اس کو آخرت میں آگ کا ہار پہنایا جائے گا۔

احادیث الباب کا مجموعہ کی جانب سے جواب اور توجیہ: اس باب کی احادیث عند الجمہور یا ① تو منسوخ ہیں

اس مشہور حدیث سے جس میں سونے کے مردوں پر حرام اور عورتوں کیلئے حلال ہونے کی تصریح ہے، (۲) اور یا اسکو محمول کیا جائے اس سونے کے زیور پر جس کو شہرت اور فخر کیلئے پہنا جائے جسکی طرف ان احادیث میں سے ایک حدیث میں اشارہ بھی مذکور ہے ٹظہورہ (۳) اور یا اس سے وہ زیور مراد لیا جائے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو (۴) یا اسورہ غلیظہ پر محمول ہے یعنی سونے کے بہت وزنی وزنی زیورات جس کو بعض امیر گھرانوں کی عورتیں پہنتی ہیں، کیونکہ اس قسم کے وزنی زیورات مظہر خلاء ہیں۔ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخرجہ ابن ماجہ، وحدیث اخت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ النسائی، وحدیث اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایضا اخرجہ النسائی، قالہ المنذری۔

۲۳۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُثَوِّبٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ، عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، أَمَا لَكُنَّ فِي الْفُضَّةِ مَا تَحْمِلْنَ بِهِ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ امْرَأَةٌ تَحْمِلُ ذَهَبًا تُظْهِرُهُ، إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ».

حضرت حذیفہؓ کی بہن فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! کیا تمہاری زیب و زینت کے لئے چاندی کے زیورات کافی نہیں (جن سے تم آرتہ و پیرا ستہ ہو)؟ سن لو! تم میں سے جو عورت بھی سونے کے زیور بنا کر اس کو ظاہر کرے گی تو اس کو اس سونے کے زیور کی وجہ سے عذاب ہوگا۔

سنن ابی داؤد - الحائض (۲۳۷) مسند احمد - باقی مسند الانصار (۳۵۸/۶) سنن الدارمی - الاستئذان (۲۶۴۵)

۲۳۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ يَزِيدُ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو الْأَنْصَارِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ، حَدَّثَتْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَقْلَدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ، قُلِدَتْ فِي عُنُقِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ، جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت سونے کا ہار پہنے گی روز قیامت اسکی گردن میں اسی طرح کا جہنم کی آگ کی ہار ڈالا جائے گا اور جو عورت اپنے کان میں سونے کی بالیاں پہنے گی تو روز قیامت اسی طرح کی آگ کی بالیاں اسکو پہنائی جائیں گی۔ (ان تمام احادیث کو جمہور علماء نے منسوخ یا موقوف کہا ہے کیونکہ عورت کیلئے سونے کا زیور پہننا جائز ہے)۔

سنن النسائی - الزينة (۵۱۳۹) سنن ابی داؤد - الحائض (۲۳۸) مسند احمد - من مسند القبائل (۴۶۰/۶)

۲۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ مَيْمُونِ الْقَنَادِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كُوبِ النِّصَارِ، وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "أَبُو قِلَابَةَ لَمْ يَلْقَ مُعَاوِيَةَ".

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چیتے اور درندے کی کھال پر سوار ہونے سے منع فرمایا (یعنی انکی کھالوں کو پالان پر بچھایا جائے کیونکہ یہ متکبروں کی عادت ہے) اور سونے کے زیورات پہننے سے منع فرمایا مگر وہ زیورات جو کٹ کر (عورتیں) استعمال کریں (یعنی تھوڑا بہت سونا جو انگوٹھی، بالیوں وغیرہ کی صورت میں عورت پہنے)۔

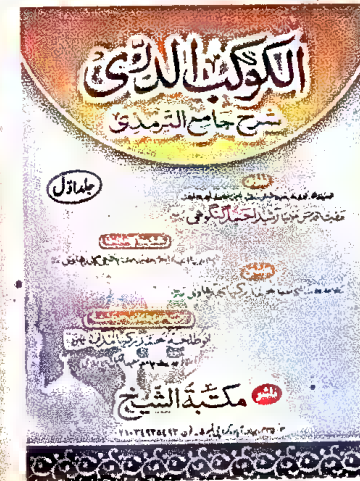
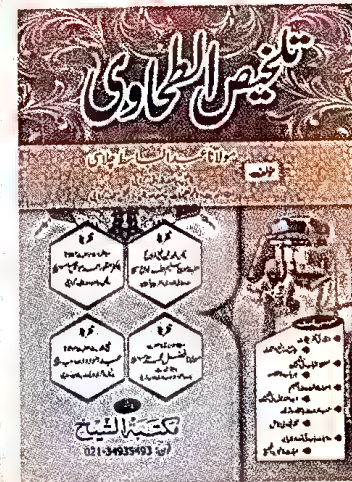
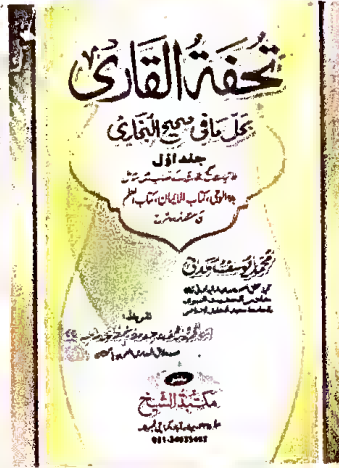
تخریج: سنن ابی داؤد - الخاتم (۴۲۳۰) مسند احمد - مسند الشامیین (۹۲/۴) مسند احمد - مسند الشامیین (۹۲/۴)

شرح الحدیث: آپ ﷺ نے جلود نماز (جلود سباع، شیر اور چیتے کی کھال) پر سوار ہونے سے منع کیا (وقد تقدم) اور سونا پہننے سے مگر جسکو کاٹا گیا ہو یعنی ذرا سا کم مقدار میں۔

اس حدیث کو اگر عورتوں کے حق میں محمول کیا جائے تب تو یہ حدیث باب زہد سے ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ مردوں کے حق میں ہو اس صورت میں یہ قید برائے جواز ہوگی کیونکہ مردوں کیلئے بھی تو ضرورۃً سونے کے استعمال کا جواز ثابت ہے کما تقدم قریباً فی باب ربط الاسنان بالذهب، والحدیث أخرجه النسائی، قالہ المنذری۔

آخر کتاب الخاتم





مکتبہ زکریا

دکان نمبر 2، قاسم سینٹر، نزد سو براج ہسپتال، اردو بازار، کراچی
موبائل: 021-32621095, 0312-2438530

اسٹاکسٹ

مکتبہ خلیلیہ

دکان نمبر 19، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی
موبائل: 0312-5740900, 0321-2098691